

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
الهدى للناس والبرهان على ما بين يديه

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
الهدى للناس والبرهان على ما بين يديه

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
الهدى للناس والبرهان على ما بين يديه

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
الهدى للناس والبرهان على ما بين يديه

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
الهدى للناس والبرهان على ما بين يديه

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
الهدى للناس والبرهان على ما بين يديه



اطلاع۔ اس طبع میں ہر علم فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ دار فرہشت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ایک شائق کو چاہے خانہ سے مل سکتی ہو جسکے معانیہ و ملاحظہ سے شائقان اہلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے تیل وچ کے تین صفحہ جو سادے ہیں انہیں بعض کتب تواریخ انبیاء و رسل وغیرہ اردو و فارسی کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب وجود کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب تواریخ احوال انبیاء و رسل اردو  
قصص الانبیاء۔ موسوم بہ روضۃ الاصفیاء۔ از مولوی محمد طاہر صاحب۔

ایضاً۔ خود۔

عجائب القصص۔ جسو کتاب ذکر حالات انبیاء و اولیاء میں مرقم مولوی محمد الدین۔ دو جلد میں۔

اجلہ میں حالات آفرینش نور محمدی سے ناقص اسکندریہ میں۔

بہار۔ میں تمام ذکر حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے

تاریخ حبیب اللہ احوال حضرت رسولات نامہ

قصص حبیب اللہ احوال حضرت رسولات نامہ

تاریخ حبیب اللہ احوال حضرت رسولات نامہ

تاریخ حبیب اللہ احوال حضرت رسولات نامہ

تاریخ حبیب اللہ احوال حضرت رسولات نامہ

تاریخ حبیب اللہ احوال حضرت رسولات نامہ





# فہرست فوائد و بیانات تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء جلد دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	بیان نسب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۴۶	بیان شہادت قریش
۳	فائدہ در بیان بعض حالات اجداد	۴۸	بیان اولاد ولید ابن مغیرہ
	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۵۰	فضیلت صدیق اکبر
۶	بیان خواب عبدالمطلب	۵۳	بیان ہجرت اولے جانب حبشہ
۵۹	فائدہ خضر چاہ زغرم	"	احوال ابو خدیفہ
۲۰	وفات ثویبہ	۵۴	تقسیم سرزمین
"	دیدن عباس البلیث را در خواب	"	بیان ہجرت حبشہ و عنایت نجاشی بادشاہ
"	ذکر طیمہ سعدیہ	۵۵	اسلام امیر حمزہ
۲۳	ذکر شوق صدر مبارک تفصیل	۵۶	اسلام عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ
۶۶	وفات آمنہ خاتون	۵۰	بیان شکست تلح عمدنامہ
"	تحقیق اسلام ابوین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۵۹	وفات ابوطالب
۲۷	وفات عبدالمطلب	"	وفات خدیجہ کبریٰ
۶	سفر تجارت	۶۱	دعوت قبیلہ بنی بکر
۲۹	فائدہ عدم شکر کھلا	۶۵	قصہ مردے از مجاہد
"	بیان خلافت الفضول	۶۶	ذکر سراج و ملاقات با انبیاء دیگر کیفیات و معانی
۳۲	مہر و محاکم خدیجہ کبریٰ رضی		بہشت و دوزخ وغیرہ
"	تحقیق ولیمہ	۸۴	تعیین اوقات نماز
۳۴	اسباب خرابی میت اللہ شریف	۸۵	بیان تفسیر آیہ وافی اشد
۳۵	ظہور نور وحی	۸۶	بیان بعض عجائبات آسمان اول
۳۶	بیان بردن خدیجہ کبریٰ حضرت را نزد ورقہ	۸۸	بیان قصص جن و شیاطین
"	بیان حال نجات و رتق بن نوفل	۹۰	بیان عجائبات آسمان دوم و سوم و چہارم
۳۷	طریق نوحہ صوفیہ	۹۲	بیان عجائبات آسمان پنجم و ششم
۳۹	اقسام وحی و کیفیت نزول آن	۹۳	بیان عجائبات آسمان ہفتم و سترہ و انتہی
۴۳	بیان اسباب و تالیف نزول وحی	۹۷	بیان استلافات و سال نامہ تاریخ مسیح شریف
"	قصہ اسلام از صدیق رضی	۱۰۶	قصہ و غنا مصعب ابن عمر
۴۵	پوششہ کی حضرت در شب	۱۱۳	قصہ مسیح صلی
۴۶	احوال البلیث کا مہر	۱۱۴	حال اکاوی مرثیہ

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۱۱۹	وقائع سال اول هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم	۱۶۲	قتل طلحه
"	تعمیر مسجد مدینه	"	بهاوری ابو وجانه
۲۱	بیان طول و عرض منبر شریف	۱۶۵	شهادت عبداللہ ابن زبیر و ابن سکین امیر غزوہ و حبیب بن عجمہ
"	بناء محراب	۱۶۶	شهادت انصاری بن انصیر
"	فضائل مسجد مدینه	۱۶۲	قتل ابی ابن خلف
"	فرضیت نماز چهار گانی	۱۸۶	حرمت ششاب
۱۲۲	روایتی زید ابن حارثہ	"	بیان اختلاف مابین شرب
"	اسلام سلمان فارسی	"	تحقیق اہل حدیث در باب شرب
"	عقد مواخات	"	بیان حرمت بنگ
"	زفات حضرت عائشہ صدیقہ	۱۸۶	بیان حرمت نان پادو
"	شروع صیغہ اذان	"	وقائع سال چهارم هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم
۱۲۵	وفات اسعد و غیرہ از سال اول	"	وفات عبد اللہ ابن عثمان و فاطمہ بن اسد
"	وقائع سال دوم هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم	"	تولد امام حسین رح
"	شروع جہاد	"	مکاح ام سلمہ
۱۲۶	بیان تعلیم طرہ جہاد	۱۸۹	غزوہ بدر و غنہ
۱۳۱	بیان اسامی مقتولان بدر	"	قصہ شتر جابر رضی اللہ عنہ
۱۴۸	آرامستگی لشکر اسلام	"	استحباب مکاح باذن بکرہ
"	ذکر قتل شعبیہ و عقبہ و ولید	"	وقائع سال پنجم هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم
"	ذکر قتل ابو جہل ملعون	۱۹۵	قصہ افک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ
۱۵۳	روایتی زید ابن حارثہ بر اسے بشارت فتح	۲۰۱	ذکر سلیمان
"	شروع در باب اسارت	۲۰۳	احوال نظیر
"	ربائی ابو العباس	۲۱۰	وقائع سال ششم هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم
۱۵۴	آمد حضرت زینب	"	غزوہ شعبان
۱۵۰	سریرہ غالب ابن عبد اللہ لثقی	۲۱۸	بیان برابرا و غیرہ
۱۵۸	قتل کعب	۲۲۱	سجود زیادتی آب
"	سریرہ محمد ابن سلمہ	۲۲۲	قصہ بیعت رضوان
۱۶۰	وقائع سال سوم هجرت حضرت صلی الله علیه و سلم	۲۲۳	بیعت غالبانہ حضرت عثمان
"	تعمیر بخوان	۲۲۴	سنت بیرون بیت منوفیہ
"	مکاح حضرت حفصہ و ام کلثوم و زینب	"	حاصل شراکطہ صلح حدیبیہ
"	تولد امام حسن علیہ السلام	"	دایس کردن ابو جہل



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۶	ذکر موسے مبارک -	۲۶۳	اسلام کعب
۲۲۷	آمنہ زبان مہاجرین	۲۶۵	بیان استباحہ گناہ
۲۲۸	بیان فتح مکہ مومنین و کافرو	"	ذکر قتل دختر خمرہ
۲۲۸	حال نزول سورہ انفعا	۲۶۶	سیرہ خالد بن ولید
"	ذکر ابو جندل وغیرہ بہادران	۲۶۷	فراری سلیم وغیرہ
"	بیان اختلاف در کتابت لفظ عبد اللہ	"	فتح غزوہ خنین
۲۳۰	اختلاف در مدت مصالحہ با کفار	۲۶۸	آمر ملائک
"	بیان فضائل بیعۃ الرضوان	"	غزوہ اوطاس
"	قصہ صلوة الاستسقا	۲۶۹	اسیری شہر بنت حلیمہ
۲۳۳	عذرات افطار صوم	"	سیرہ طفیل
"	وقائع سال ہجرت حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم	"	غزوہ طائف
۲۳۴	بیان چاہ آرائش	۲۷۰	شکایت و عہد انصار
۲۵۲	معجزہ رد اشش	۲۸۲	قصہ ابن روداس
۲۵۳	زفات حضرت صفیہ	۲۸۳	دلیل اول حرمت متعہ
"	اسلام ابو ہریرہ	"	دلیل دوم و سوم و چہارم
"	قصہ لیلۃ التعلیل	۲۸۴	احادیث حضرت در حرمت متعہ
۲۵۴	زفات ام حبیبہ	۲۸۶	مکمل حضرت از فاطمہ کلثمہ
"	بیان سراپا مجاہدین	۲۸۷	وقائع سال ہجرت حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم
۲۵۵	فضیلت حضرت جعفر طیار	"	سیرہ ابن بشر ابن سفیان
"	مکمل عمارہ	"	سیرہ عیینہ ابن حصین
"	وقائع سال ہجرت حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم	"	سیرہ خالد
۲۵۶	بیان اسلام خالد بن ولید	۲۸۸	سیرہ عباد
۲۶۵	بیان حاضری ابوسفیان	"	سیرہ عبد اللہ
۲۶۷	نزول کریمہ و نشان حضرت بلال	"	بیان غزوہ تبوک
۲۶۸	اسلام عکرمہ	۲۹۳	آمر و فدوی اسیر
"	مکمل حیرت	"	بیان اختلال الشا
"	مکمل حبش بن ہبیب	"	تقریرت حدیث مرسل
"	اسلام حبش بن اسود	۲۹۴	وفات نجاشی
۲۶۹	اسلام مہمون	"	وفات کلثوم
"	قتل حارث بن مالک	۲۹۵	ضمان بلال ابن امیہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹۶	وقائع سال دہم ہجرت حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم	۳۴۳	احوال حضرت خضر رضی اللہ عنہما
"	سریہ خالد	"	احوال حضرت زینب رضی اللہ عنہما
"	سریہ علی مرتضیٰ	"	احوال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما
"	گرفتاری دختر حاتم	۳۴۵	احوال و فضائل زید
"	طہور ذمی الحلیفہ در زمان آخر	۳۴۶	احوال حضرت صفیہ
"	آمد و فدا بن حارث	۳۴۷	احوال ریحانہ
"	سریہ جبر	۳۵۰	ذکر سرداری
۳۰۱	تحقیق لفظ مبارکہ	"	تفصیل ازواج
"	بیان حجۃ الوداع	۳۵۱	بیان حرمت اموات المؤمنین
۳۰۲	ذکر تلبیہ	"	بیان غیرت و رشک ازواج مطہرات
۳۰۳	معاودت علی مرتضیٰ	۳۵۳	اختلاف در فضیلت فیما بین حضرت عائشہ و خدیجہ کبریٰ
"	بیان جمع بین الصلوٰتین	۳۵۴	احوال اولاد حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم
"	بیان حرمت نوحہ و غیرہ مع دیگر احکام	۳۵۵	اثبات کسوف
۳۰۴	تقسیم موسیٰ مبارک	"	ابطال قاعدہ اہل بیہم
۳۰۵	بیان اختلاف صحابہ	۳۵۶	ذکر نباتات حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم
۳۰۶	تولد محمد ابن ابی بکر	۳۵۷	ذکر ہلاکت عقبہ
۳۰۷	انخبار آنحضرت از وفات خود	۳۵۹	بیان وجہ لقب بتول و زہرا
۳۱۰	تشریف حضرت جبریل علیہ السلام	۳۶۰	نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
"	وقائع سال یازدہم ہجرت صلوات اللہ علیہ وسلم	۳۶۲	قصہ ارادہ نکاح علی مرتضیٰ با غوار
"	وفاات اسوات البقیع	۳۶۰	فضائل امامت حضرت صدیق اکبر
۳۱۵	بیان اختلاف در یوم حق مرض	۳۶۲	احوال حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ
"	فائدہ بیان اشکال در یوم وفات	"	وجہ لقب امیر المؤمنین
۳۱۶	بیان وفات حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم	۳۶۳	اجرا حذر نابرابر ابو حمزہ
"	رفع شبہہ	۳۶۸	احوال حضرت عثمان ذی النورین
۳۱۸	بیان اختلاف در دفن و غیرہ	۳۸۴	احوال و فضائل حضرت علی مرتضیٰ
۳۲۲	فوائد در و دش لریش	۳۸۵	وجہ بودن لقب حضرت شکیل کش
۳۲۳	مواضع در و خواندن	۳۸۶	وجہ لقب تراب
۳۳۲	مواضع در مرض حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم	۳۸۷	قصہ شہادت حضرت علی اکرم اللہ وجہہ
۳۳۹	توضیح احوال خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا	۳۹۰	سوانح عجیبہ شہادت حضرت امیر المؤمنین
۳۴۱	احوال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۳۹۱	توضیح در بیان عمر و دعوات حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۲	توضیح مضامین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	۴۹۰	احوال دوزخ و بہشت
"	توضیح مولیٰ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	۴۹۱	فوج شدن موت
۴۰۵	توضیح در بیان اصحاب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بند شدن دروازہ جنت و نار
۴۰۷	احوال و فضائل اولیں قرنی جمہ اللہ	"	بیان بہشت و دوزخ مختصراً
"	سرور بقا و دلغ برص	"	فضائل منازل بہشت مطابق آیات قرآنیہ
۴۰۸	شہادت حضرت اولیں قرنی	"	بیان فضیلت زوجہ برہور بہشت
"	وفاے حضرت اولیں قرنی بحق حضرت عمر و علی	"	بیان حور بہشت
"	توضیح در بیان معجزات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	۴۹۳	بیان خدام بہشت
۴۵۸	قصیدہ نعتیہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان راکب بہشت
۴۷۲	بیان عبادت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان ملاقات احباب بہشت
"	بیان فضائل غیر مشرکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان قد و قامت اہل بہشت
"	بیان شفاعت کبرے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم	"	بیان دیدار آلہی جل شانہ بر درجہ
۴۷۴	بیان حال قیامت اجمالاً	۴۹۴	بیان انکار روتیہ حضرت حق از روافض و معتزلہ
"	توجیہ قول جلال الدین سیوطی	۴۹۷	بیان وقار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
۴۷۶	بیان آثار قیامت کبرے	"	بیان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
"	بیان و جمال علیہ اللغۃ	۵۰۰	ذکر شہادت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
۴۷۸	بیان تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۵۰۹	حال خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
"	بیان خروج یاجوج و ماجوج	۵۲۳	شمار معاویہ در ملک
۴۷۹	بیان مقابلہ نصاری	۵۲۹	بیان حرہ
۴۸۰	بیان امام مہدی علیہ السلام	۵۵۵	احوال ابن زیاد
"	بیان حدوث و خان	۵۵۸	ذکر حجاج ظالم
۴۸۶	شمارہ دنانیر عرش	"	حال عبدالملک بن مروان
۴۸۷	حساب دواب و انعام	۵۵۹	حال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
۴۸۹	بیان ملاحظہ نانہ اعمال بندگان	"	بیان سبب بودن تخنیک
"	بیان حال میزان	۵۶۱	بیان اسرار و حالات دوازده امام مشہور تفصیل
"	بیان حال یل مرط		
"	بیان عہد یل مرط		
۴۹۰	بیان عہد کوفہ		
"	بیان کشتہ اہل فضاے بہشت		
"	بیان انبیاء علیہم السلام		

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

درین روز که کتاب بزرگت خطی جامع جمیع حالت معجزات از اولی الامر آدم تا آخرت املا میباشد حضرت حسین علیه السلام از روی آیات قرآنی و احادیث نبوی و اقوال اولیاء که در کتب سیر و تواریخ و لغت و فقه و سایر علوم و مشائخین یافته شده

مسجد

This image shows a close-up of a decorative Islamic calligraphic panel. The panel is divided into two horizontal sections by a thin, dark line. Each section contains a line of text in a highly stylized, flowing script, likely Thuluth or a similar calligraphic style. The text is rendered in white against a dark, intricately patterned background. The background features a dense, repeating floral and geometric motif, possibly a stylized vine or a complex geometric design. The overall composition is highly detailed and symmetrical, characteristic of traditional Islamic art.

حزق

از تالیف شیخ زبده علی اسوده و اسوده اکثر جمال مصطفوی کوی ابو الحسن حسن مجتبیوم کا اور  
تبصیر جناب ابوی محمد ابو الحسن حنیف بن محمد ابی الحسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام و ابی جعفر محمد

مطبعه منشور الكشور حسن مطبعه و نفوسه  
در نان تو





بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة على رسوله محمد وآله واصحابه وازواجه وبناته  
 تسليماً ودر احوال جناب رسالت آت بستمغنى از انقباب حضرت سرور كائنات اول مخلوقات  
 برتبات افضل موجودات خاتم الانبياء والمرسلين شفيع المذنبين والعاصيين مقصود الطالبين  
 مطلوب المعاشقين حبیب الدارين محبوب الثابتين احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه وعلى آله و  
 اصحابه وسلم نسب شریف اهل تحقیق نے اس طرح لکھا ہے کہ ابو القاسم محمد بن عبد الله بن شیبہ  
 الحمد ابو الحارث عبد المطلب بن عمر والملقب بالشمس بن مخيرة عنده منات بفتح الهمزة بالعين عيشة  
 ويقال له القمر ايضا لكثرة الحسن والجمال بن فضال بن علقم القات وسبح الصواب والمصداق في التتمات  
 بصيغة التصغير ويقال له زيد ويزيد لقب بالجمع بن كتاب كسر الكاف العربي اسمه تكلم اذ عرّف  
 بن مرثد بنهم الميم وتشديد الراء المهملة بن كعب بفتح الكاف وسكون الهمزة لوني بضم اللام و  
 فتح الواو بن كعب التميمي بن غالب بفتح الغين المعجمة وكسر اللام بن فهد كسر الفاء وسكون الهمزة  
 لقب بقرش عند البعض بن مالك بن نصر بن فتح النون وسكون الضاد والمعجمة لقب بقرش عند  
 بن كنانة كسر الكاف وفتح النون لقبه قرش عند البعض بن خزيمة بضم الخاء المعجمة وفتح الزايم





یہ بھی متبع و مرجع شریعت ابراہیم علیہ السلام تھے اور الیاس کی اولاد مشہورہ میں مدرکہ بن کلاہون  
 اپنے آبا و اجداد کی بزرگی و شرافت بوجہ کمال حاصل کی ولہذا اُسی بہ اور با و ہوز مدرکہ بن بنا بر  
 مبالغہ ہو کما ہو متعارف فی العرب اور اُنسے خرمیمہ ہو سہ یہ بھی سردار قوم تھے اور متبع ملت خفصہ  
 اُنسے کنانہ ہو سہ موصوف بصفات حسنہ خصوصاً صفت سخاوت و وسعت اخلاق اس مرتبہ تھی  
 کہ اوقات تنگدستی میں بھی بذل و ایثار میں دریغ نہ کرتے تھے آخر حیات میں انھوں نے اولاد کو  
 وصیتیں بہت فرمائیں آزادانہ یہ بھی تاکید فرمائی کہ نور محمدی صلعم کو ارحام طاہرہ میں انتقال  
 کرتے رہو انکی اولاد مشہورہ سے تضرع بن کنیت اُنکی ابونضر ہی روایت ہو کہ نظر بن کنانہ  
 ایک روز سوتے تھے کسی نے پکارا یا نضر تجھ کو اتسیار دیا گیا درمیان ملک ظاہری  
 اور عزت سرمدی کی نظر نے کہا کلا یا رب قد اخرجت ما بی فی الابد یعنی اہل تاریخ لقب انکا قریش  
 بیان کرتے ہیں اور جوہ شمسہ میں کئی توہمیں لکھتے ہیں اول یہ کہ قریش ایک جابوز بزرگ ہو  
 دریا میں کہ وہ مچھلیاں کھایا کرتا ہو اور اسکو کوئی نہیں کھاتا جطرح صراح میں ہو سو جب  
 نظر نے اکثر قوم عرب پر استیلا پایا تب انکو قریش کہنے لگے دو شرے قریش ماخوذ ہو قریش سے  
 اور قریش معنی نقیش ہو نظر کا یہ دستور تھا کہ جب ایام حج میں خلق کثیر جمع ہوتی تو تحیر خلین  
 فقر و ساکین کو تلاش کر کے کچھ دیا کرتے تھے اس سبب سے قریش کہلائے بسترے یہ کہ قریش  
 مشتق ہو قریش یعنی سب سے اور نظر کا یہ دستور تھا کہ اپنی قوم کو اکثر بنا بر تجارت بھیجا کرتے تھے  
 لہذا اُسی بقریش چوتھے قریش معنی جبع کردن و فراہم گردانیدن آیا و نظر نے اپنی اولاد کو عتبہ  
 جمع کیا اسیے قریش کہلائے و ہذا الوہیم جمع جدار روایت ہو کہ وقت وفات نظر نے اپنی اولاد کو  
 جمع کر کے اکثر فصاح فرمائے اور مالک کو ولیعہد کیا اور مالک نے وقت وفات فہر کو فصاح کر کے  
 قوم کا سردار گردانا اور نہر نے غائب اپنے بیٹے کو وصی کیا اور غالب یعنی شدت و مہمتی اور مرج  
 جمیع آیا ہو اور غالب نے کوشی کو مرج کہا ہے قوم وقت وفات قرار دیا اور لوسی سے کعب کو کہہ  
 اپنے وقت میں بڑے سردار و مرج جمع ہوئے اور انکی اولاد میں عترۃ نامور ہوئے کہ درجہ  
 قریش کو جمع کر کے نصیحت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میری اولاد سے نیمبر آخر الزماں پیدا ہوگا  
 مابعد کرنا اور ایمان لانا تم پر واجب ہو یہ بات میں نے اپنے آبا و اجداد سے سنی ہو اور تم کو  
 گوناہوں کو خطہ کہہ کر نبیہ کو ارحام طاہرہ میں توہمیں کر دو اور انکا یہ دستور تھا کہ سال فطر میں  
 فقر و ساکین کو کھانا کھلاتے تھے اور وقت وفات اولاد کو جمع کر کے انواع و جوہ سے بنا بر

رحلت

احوال

احوال

احوال

احوال

احوال

احوال

احوال



صیانت نور محمدی و صایا کیے اور کلاب کو دیکھ کر گدانا اور کلاب بمعنی ہمد گرد خصوصیت کرنے کے آیا ہو  
 جیسے جمع ہو کلاب کی و کلاب بالفتح بمعنی سگ ہو اور مراد اس سے معنی کثرت کے ہیں اور داب عرب تھا  
 کہ اس قسم کے نام اولاد کے جب طرح کلاب سباع واسطے تحو لیت و تحذیر دشمنوں کے رکھتے تھے اور  
 نام غلاموں کے مانند رزوق و رباح واسطے محبت اپنی کے رکھے تھے جب کہ وفات قریب پہنچی تو  
 گفتی سنائی پیشے کو سردار کیا اور قصی اقصیٰ قصی کہ اور کلاب بمعنی بعید ہو اور وجہ تسمیہ یہ ہو گی کہ بعد وفات  
 مع اپنی مان مساتہ فاطمہ کے بلاد قضاہ حد و دشام میں قامت پذیر ہوے اور وطن سے دور ہوئے  
 اور چونکہ ان کے سبب سے قریش بعد از پریشانی مکہ میں مجتمع ہوئے اس جہت سے مجمع کہلائے  
 دار الندودہ انھیں کاٹھا یا ہوا ہوا اسی مکان میں قریش کے اشراف جمع ہو کر مشورت کرتے تھے  
 چنانچہ یہ بات جناب سالت پناہ کے وقت تک باقی تھی اور دار الندودہ بمعنی مجلس قوم و جانچ ہوا  
 اور تارودہ از روے لغت بمعنی سخن گفتنی دزدی و نادیدہ بمعنی مجلس روایت ہو کہ قصی نے ایک روز  
 اپنے اہل بیت کو جمع کر کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وصیت فرمائی اور غضب الہی سے ڈرایا  
 بعد اسکے ہر ایک بیٹے کو ایک ایک کام پر معین کیا چنانکہ عبد الدار کو علم داری اور درباری کعبہ کی  
 عنایت کی اور ضیافت اور مہمانی حاجیان ام القریٰ کے تفویض کی اور نقابت دیالت و امارت  
 و سرداری عبدمنان سے متعلق کر دی ان کے چار بیٹے ہوئے ہاشم جو عبد اللہ اور عبد الشمس  
 جد نبی امیہ اور نوفل جد جیر بن مطعم و مطاہب جد علی امام شافعی ہیں روضۃ الاحباب میں ہو کہ  
 ہاشم اور عبد الشمس تو ام پیدا ہوئے تھے اور دونوں کی پشتیں ملی ہوئیں تھیں تلوار سے جو لگی گئیں  
 کہ وہی تلوار دونوں میں رہی چنانچہ حضرت صلعم میں اور ابوسفیان میں اور علی مرتضیٰ او معاویہ میں  
 اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور زید علیہ السلام توقہ میں ظاہر ہوئی وقت وفات عبد مناف نے  
 سرداری قوم ہاشم کو سپرد کی وجہ تسمیہ ہاشم یہی کہ ہشم بمعنی ٹان ریزہ کر دیں آیا ہو انکا دستور تھا  
 کہ قطع کے دونوں میں و یا دشام میں روٹیاں اونٹوں پر لا کر لاتے اور دو اونٹ ذبح کر کے پکاتے  
 اور خشک روٹیوں سے شربینا کر لوگوں کو کھلاتے تھے اول عرب میں طریقہ ضیافت انھیں نے  
 جاری کیا ہو اور سخاوت انکی ضرب المثل ہو انکی پیشانی سے نور محمدی چمکتا تھا نام انکا عمر العلیٰ ہو  
 اور ہاشم لقب آخر عمر میں مسما ہوا یعنی بخاریہ بنت عمر و بخاری سے مدینے میں نکاح کیا کہ اُسے عبد المطلب  
 پیدا ہوئے تب ہاشم جانب شام تشریف فرما ہوئے اور بمقام غزہ یا غفرہ کہ متعلقات و شوق سے ہو  
 وفات پائی اور وقت خزع اپنے بھائی مطلب سے وصیت کی کہ کمان اسمعیل و علم نزار و کلیہ خانہ کعبہ شربینا

رحال کلاب

احوال قصی

تتمہ دراح الخباہی

احوال جبرائیل

تتمہ دراح الخباہی

احوال ہاشم

حال مطلب

لڑکے کو جسکا نام شیبہ ہو عنایت کرنا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہاشم نے قبل ولادت عبد المطلب کے وفات پائی اور وقت رحلت جو ان تھے تین بیٹے موجود تھے ایک اسد پدر مادر علی مرتضیٰ دوم فضیلہ سوم صغی اور بعد وفات ہاشم عبد المطلب پیدا ہوئے نام انکا شیبہ اس سبب سے ہوا کہ انکے سر میں سب سفید بال تھے یا ایک بال سفید تھا اور بعد بلوغ بسبب کثرت محامد شیبہ الحمد کہلائے اور عبد المطلب کہلانے کی وجہ جمہور کے نزدیک یہ ہو کہ ایک شخص قوم قریش کا بعد وفات ہاشم مدینے میں آیا اور اسنے ایک لڑکے کو تیر چلائے دیکھا اور وہ کہتا تھا انا ابن الماسم جب وہ شخص مکے میں آیا تو اسنے حرم کعبے میں مطلب بن مناف سے ملاقات کر کے کہا جو کچھ دیکھا اور سنا تھا مطلب اسی مقام سے اونٹ پر سوار ہو کر مدینے میں پہونچا اور شیبہ الحمد کو بلا اطلاع انکی مان کے لے چلا جو نگہ شیبہ جامہ کنہ پہنے ہوئے تھے تو جو کوئی راہ میں مطلب سے پوچھتا یہ کون ہو وہ کہتے کہ میرا غلام ہو جب مکے میں پہونچے تو پوشاک نفیس پہنا کے مجلس قوم میں لائے اور حال مفصل بیان کیا اسدن سے شیبہ عبد المطلب کہلائے اور روضۃ الاحیاء میں ہے کہ بعد وفات ہاشم شیبہ کو مطلب نے پرورش کیا اور دستور تھا کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا تھا وہ یتیم اسکا غلام کہلاتا تھا اس سبب سے عبد المطلب کہلائے والا خلافت بنی الرواسین بنی الدہین میں ہے کہ عبد المطلب کے بارہ بیٹے ہوئے اور چھ بیٹیاں ہوئیں عبد اللہ و ابو طالب و زبیر و عتبہ الکعبہ چار پسر اور سماء بیضا و امیمہ و ہمرہ و عاتکہ چار دختر سماء فاطمہ بنت عمر خزیمہ اور حمزہ شہید الشہداء و مقوم و حجل بن قحیم الجیم علی الحاء الموحده اور بالعکس کہ اسکو عبد وس اور غیر بھی کہتے ہیں اور سماء صفیہ دختر بطن سماء بالہ بنت و سب ابن عبد مناف اور عباس و ضرار و قثم سماء بنیلہ بنت حباب سے اور حارث و ابولہب جسکا نام عبد الغری تھا اور سماء اروی سماء صفیہ باقیلہ بنت جندب سے کہ انہی المورہا در روضۃ الاحیاء میں اروی کو سقیہ عبد اللہ لکھا ہے اور ابولہب جسکا نام عبد ابق یا عبد الغری تھا بطن لتی بنت ہاجر سے شمار کیا ہے اور عبد ابق کو تیرہ وان بیٹا لکھا ہے اور ہے کہ حارث پسر عبد المطلب سب سے بڑا تھا یہی شخص حفر چاہ زمزم میں عبد المطلب کا شریک تھا اسی کے بیٹے ابوسفیان و ثغیرہ و نوفل تھے سو ابوسفیان و نوفل ایمان لائے تھے اور یہ ابوسفیان غیر پدر معاویہ میں اور ان لوگوں میں سے ضرار و قثم و حجل کے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور بعضوں کے نزدیک قثم حارث کا بھائی مدنی تھا صغریٰ میں مگر گیا تھا ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قبل پیدا ہونے عبد اللہ پدر رسول اللہ صلی علیہ وسلم ایک دن عبد المطلب نے خواب دیکھا کہ میری پشت سے ایک نجیر نورانی نکلی کہ اس میں چار طرغین ہیں



ایک طرف جانب آسمان چلی اور دوسری طرف جانب مین اور تیسری طرف سمت مشرق اور چوتھی جانب مغرب اور وہ زنجیر ایسی تابان و روشن و پر نور ہو کہ نگاہ کو تاب اُسکی رویت کی نہیں ہو پھر وہ زنجیر ایسی بڑھی کہ برابر ایک درخت کے سر سبز و شاداب ہو گئی اور ہر طرح کے میوے لگے اُسین نظر آئے اُسکے سائے مین دو شخص مصیبت صورت کشیدہ قامت کھڑے ہوئے دیکھ پڑے مین نے اُنسے پوچھا تم کون ہو ایک نے کہا ہم نوح نبی اللہ علیہ السلام ہین دوسرے نے کہا مین ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہون اور کہا ہم اسیلے آئے ہین کہ اس درخت کے سائے مین آرام لین اور مردہ ہو نکو ای عبدالمطلب اس خواب سے پھر مین خواب سے اُٹھ کر خوفناک و ترسناک باہر گیا اور قریش کے کاہنوں سے اُسکی تعبیر پوچھی کاہنوں نے کہا کہ ای عبدالمطلب تیرے صلب سے ایسا شخص پیدا ہوگا کہ جس پر تمام اہل آسمان و اہل ارض ایمان لائینگے اور باعث رحمت ایک قوم اور سبب خرابی دوسری قوم کا ہوگا بالجملہ بعد وقوع اس واقعے کے عبدالمطلب نے مسماۃ فاطمہ مخزومیہ بنت عمر بن عاید مخزومی سے نکاح کیا اُنسے عبد اللہ والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم پیدا ہوئے عبدالمطلب نے جانا کہ یہ لڑکا خواب والا ہو لیکن جو پوتا حکم بیٹے کا رکھتا ہو ظہور اُس خواب کا پشت عبد اللہ سے ہوا اور جب عبد اللہ جوان ہوئے تو قطع نظر از پاکی طینت بڑے زور آور پہلوان تیر انداز از بس خلیق و کریم و مجمع صفات کمالات و حسنات ہوئے اُنکے حسن و جمال کا ایسا شہرہ ہو کہ صناید قریش سے ہر ایک شخص آرزو رکھتا تھا کہ اپنی بیٹی کا عقد نکاح اُنسے کر دے اور چونکہ نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کی پیشانی سے چمکتا تھا اہل کتاب اس نشان اور دیگر علامات سے جانتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم انھین کے صلب سے ظاہر ہونگے اس سبب سے وہ لوگ عبد اللہ سے عداوت مانتے اور اکثر اوقات اُنکے مارنے کو اطراف کے مین آتے اور بشاہدہ امور غریبہ و شواہد عجیبہ نامراد و ناکام پھر جاتے اور قبل اس خواب کے جب حکومت و پیشوائی اہل مکہ عبدالمطلب کو بعد فوت مطلب اُنکے چچا کے پہونچی تو ایک دن قنار کعبے مین سوئے تھے ایک شخص نے خواب مین حکم دیا کہ چاہ زمرزم کو کھود اور زمرزم صلب شامت ظلم و فساد قوم جریم کے فاسق ہو گیا تھا یعنی عمرو بن عارض سردار قوم جریم نے حجر اسود کو رکن کعبے سے جدا کر کے مع ہر دو غزال کعبہ جنگو اسفند یا زفاری نے بطور بدینہ بھیجے تھے اور کئی ہتیار کہ بیت اللہ مین تھے چاہ زمرزم مین کہہ کر نشان زمرزم مٹا دیا تھا اس سبب سے عبدالمطلب تمام زمرزم سے واقف نہ تھے کہ اُن کا نام ہر دوسری مرتبہ پھر خواب دیکھا

کوئی کتاب ہو کہ زمزم ذخیرہ شیخ اعظم یعنی اسماعیل بن جبریل ہو کہ تو زیادہ ترجیح ان ہو کہ پھر سو رہے  
 کہنے والے نے کہا کہ مابین سرگین اور خون جس جگہ کو اپنی منقار سے سوراخ کرے اور اس کے مقابل دو بیت  
 صخر زنگ رکھے ہوئے نظر پڑیں ناچار دوسرے دن بیت الحرام میں گئے اور ترصد علامات مریض ہو کر بیٹھے  
 اتفاقاً کئی مشرک ایک حُزورہ ٹیلہ کو چاک کے پاس فریح کرتے تھے دفعۃً تیغ سے نکل کر بھاگے اور چشمہ  
 زمزم کے پاس پہنچے اور آساف و امالیہ کے سامنے کہ اُسی جگہ دونوں منصوب تھے دونوں نے اُسکو فریح کیا  
 اور خون اُسکا اُنپر ملا اور گوشت و پوست خود لے گئے اور خون و سرگین و مین چھوڑ گئے اُسی وقت ایک کو آ  
 آیا اُس نے اپنی منقار سے وہاں سوراخ کیا تب عبدالمطلب نے خیال کیا کہ یہ میرے خواب کی علامتیں نظر آ رہی ہیں  
 اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا اُسکی حقیقت و ماہیت یہ ہر الجملہ امارات و علامات اُس خواب کے  
 بعنایت غیبی عبدالمطلب پر بخوبی ظاہر ہو چکا تو عبدالمطلب جد رسول اللہ کا عزم مصمم حفر زمزم پر ہو گیا اور  
 ارادہ کیا کہ زمزم کو صاف کرین قریش مانع ہوئے عبدالمطلب مع اپنے بیٹے حارث کے بہرہ مقابلہ آئے  
 اللہ تعالیٰ نے اُنکو غالب اور منصور کیا کہ زمزم کو ایسا صاف کیا کہ پانی نکلا اور برسی نام آوری ہوئی  
 اُس وقت عبدالمطلب نے یون نذر کی کہ اگر میرے دُش بیٹے ہوں تو ایک کوراہ خدا میں قربان کرونگا  
 اللہ نے دُش بیٹے عنایت فرمائے جب سب جوان ہوئے ایک ات عبدالمطلب خانہ کعبہ پاس سوئے تھے  
 خواب میں دیکھا کہ گنبدہ کہتا ہی نذر و فاکر عبدالمطلب ترسان لوزان بیدار ہوئے اور وفائے نذرین  
 متاثر تب ایک بکری فریح کر کے فقر اکو کھلائے پھر خواب میں دیکھا کہ نذر ادا کر اور قربانی کر بزرگ تر  
 اس سے عبدالمطلب نے کھائے حلال کی پھر تیسری بار خواب دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر تب اونٹ  
 سحر کیا پھر خواب میں دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر اس سے عبدالمطلب نے پوچھا کہ اس سے زیادہ کیا ہو  
 جواب ملا کہ ایک بیٹا فریح کر اس بات سے عبدالمطلب بہت ڈرے اور غمناک ہوئے اور اپنے بیٹوں کو  
 جمع کر کے صورت حال ظاہر فرمائی بیٹوں نے کہا کہ ہم حاضر ہیں عبدالمطلب اس اطاعت سے بہت  
 راضی ہوئے اور واسطے تسکین خاطر کے قرعہ ڈالا کہ جس کا نام نکلے اُسکو قربانی کرین قرعہ عبد اللہ کے نام  
 نکلا عبدالمطلب توجہ ہوئے لیکن ناچار پھری لیکر عبد اللہ کا ماتم بکر قربان گا وہ میں لائے چونکہ عبد اللہ بہت  
 خوبصورت تھے قریش مانع آئے اور بعد رد اور کد سبیل نامے ایک کاہنہ کے پاس گئے اُس نے کہا آدمی کی  
 دیت تمھارے یہاں دُش اونٹ ہیں سو ایک طرف عبد اللہ کو رکھو اور دوسری طرف دُش اونٹ  
 تب قرعہ ڈالو اور اسی طرح کر دیہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلے چنانچہ اسی طرح عبدالمطلب نے قرعہ ڈالا  
 یعنی دس اونٹ کہ عرب میں دیت انسان مقرر تھے ملاحظہ کیے اور قرعہ ڈالا عبد اللہ ہی کا نام نکلا تب



دس اونٹ اور زیادہ فرمائے پھر بھی عبد اللہ کا نام نکلا یہاں تک کہ دس مرتبہ قرعہ ڈالا تو سوا اونٹوں کی  
نوبت پہنچی آخر گیارہواں قرعہ اونٹوں کے نام نکلا کہ عبد المطلب نے بعض عبد اللہ انکو نذر خدا میں  
قربان کیا اس عرصہ میں عمر عبد اللہ کی پچیس برس بقولے تیس برس کی تھی اس سبب سے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ انا ابن الذبیحین یعنی عبد اللہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام فائدہ  
دور اسلام میں شارح نے سوا اونٹ کہ فدیہ عبد اللہ تھا خون بہا انسان کا مقرر فرمایا فائدہ قریش  
اس سبب سے چاہ زرمزم کے صاف کرنے سے مانع ہوئے تھے کہ قریب مقام زرمزم کے دو بت یعنی  
آسان و نائلہ رکھے تھے اس سبب سے چاہ زرمزم کے کھودنے سے ناراض تھے روضۃ الاحباب میں لکھا ہو  
کہ جس رات میں عبد اللہ پیدا ہوئے ہیں اہل کتاب نے جانا کہ پیغمبر آخر الزمان کی ولادت قریب ہو اور  
سبب سکا یہ ہوا کہ ایک جامعہ صوف سفید لباس حضرت یحییٰ پیغمبر کا کہ انکو کافرون نے شہید کیا تھا  
خون آلودہ اُنکے پاس تھا اور مضمون کتب سماویہ سے جانتے تھے کہ جب وہ جامعہ بار درگرجون تازہ  
سرخ ہو جائے اور چند قطرے خون کے اُس میں سے ٹپکین تو یہ علامت قرب تولد پیغمبر آخر زمان ہے کی  
سو اُس رات میں اُس جامعے میں یہ نشان ظاہر ہوا تھا اور اسی سبب سے ہمیشہ عبد اللہ سے دشمنی رکھتے  
اور عبد اللہ شکار و دست تھے چنانچہ ایک دن عبد اللہ شکار کو گئے وہاں نوٹے آدمی اہل کتاب کے  
تلوایں زہر آلودہ کھینچے ہوئے جانب شام سے اُنکے قتل کے ارادے پر آئے وہب بن مناف بھی  
اُس جنگل میں دوسری طرف سکا کھیلے تھے اُنھوں نے دیکھ کر چاہا کہ میں اعانت کروں دفعۃً چند سوار  
ابلق گھوڑوں پر یا شتر سوار کہ جنگو اس عالم کے لوگوں سے کچھ بھی مشابہت نہ تھی غیب سے ظاہر ہو  
یعنی فرشتے تھے کہ آسمان سے اُترے اور اُس گروہ بے شکوہ کو عبد اللہ سے دفع کیا سب ہلاک ہوئے  
ایک بھی نہ بچا وہب بن مناف نے اُسی دم سے چاہا کہ مسامۃ آمنہ بعد ہمزہ و کسر میم و نون مفتوحہ  
اپنی بیٹی کو عبد اللہ سے عقد کروں سو اپنے گھر میں آکر اپنے اقارب سے مشورہ کیا سب لوگوں کی  
راے مطابق ہوئی تب مسامۃ برہ بنت ام حبیبہ بنت برہ بنت قلابہ بنت امیمہ بنت دب بنت  
لیلیٰ بنت عوف والدۃ آمنہ زوجہ وہب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ نے عبد المطلب کو پیغام بھیجا  
وہ اس تلاش ہی میں تھے کہ اگر کوئی عورت عقیقہ با حسب و نسب نظر پڑے تو عبد اللہ کا  
عقد کروں جب آمنہ بنت وہب کو بصفات حمیدہ موصوف پایا بلاتامل راضی ہوئے کہ باہم خطبے کا  
طریق قائم ہو گیا بعد چند سے شعب ابیطالب میں عقد سے فراغت حاصل ہوئی اہل سیر کے  
نزدیک شب جمعہ اوسط ایام تشریق میں قریب حجرۃ الوسطی نوبت مقاربت پہنچی تو نور محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم کہ پیشانی عبد اللہ میں چمکے مانتھا منتقل ہو یعنی آمنہ حاملہ ہوئیں اسی سبب سے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ یوم جمہ کو لیلتہ القد سے افضل جانتے ہیں کیونکہ جو خیرات اور برکات اہل عالم پر اس رات میں نازل ہوئیں کسی اور رات میں تا دو رقیامت نازل نہونگی اس سال میں کافرون نے حج جمادی الثانی میں ادا کیا تھا کیونکہ طائفہ کفار جب حج بھول جاتے تھے تو تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہ رکھتے تھے سو اسے ذی الحجہ کے تھے راوی کہتے تھے روایت ہے کہ اس رات فرشتوں کو حکم ہوا کہ تمام عالم کو منور کرین رضوان کو ارشاد ہوا کہ دروازے بہشت کے کھول کر مشام جبروت و لاہوت کو معطر کرے مالک کو ارشاد ہوا کہ آتش فزخ کو آج کی رات ٹھنڈا کر دے اور تخت شیطان کہ بین السماء والارض ہوا پر معلق تھا الٹ دیا گیا و مردود چالیس شہار و رحل بوقیس پر بحالت اضطراب و اویا کرتا رہا پھر ایک فرشتے نے اُسکو دریا میں غوطہ دیا پھر منہ کا لال کیا تو ذریت ابلیس نے سبب پوچھا وہ مردود بولا کہ خرابی ہوئی ہماری تمھاری کبھی نہوئی تھی آج کی رات آمنہ زوجہ عبد اللہ نو پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام سے منور ہوئیں یہ ایسا شخص ہوگا کہ اسکے باعث سے عبادت لات و منات و غرملی و عہل کی باطل موقوف ہو جائی یہ مومنین سب تو ہی جائیگی جملہ ادیان منسوخ ہونگے شرک و کفر و زنا کاری و قمار بازی و خراخیاری منع کر دیا جائیگا اُسے ہزار دیگا ہماری آمد و رفت آسمان پر ہوگی جب قصد کریں گے فرشتے انکار ہی چھینکینگے پس علم کمانت و غیب کوئی ایک فلم نہ رہیگا تمام عالم عدل و انصاف سے منور ہو جائیگا تمام روئے زمین مساجد ہو کر عبادت حق سے آباد ہوگی افعال نیک کا روز بروز کمال بد باتوں کا ہر دم وال ہوگا روایت ہے کہ جس رات میں نور محمدی نے بطن پاک آمنہ کو منور کیا اور سپہ رسالت کا آفتاب برج حمل میں در آیا اُسکے صبح کو جہان کے بت منہ کے بل گرے شیاطین صعو و خاک سے بند کیے گئے پادشاہوں کے تخت الٹ گئے حضرت احدیت سے ارشاد ہوا کہ اے ملائک ارض و سما آج تمام عالم کو نور محبوب سے منور کرو چنانچہ کوئی گھر نہ تھا جو نورانی نہوا کوئی جانور نہ تھا جو گویائی میں نہ آیا مشرق سے مغرب تک حوش و طیور نے خوشیاں کیں اور شا دیالے جہر و تی و لاہوتی خوب بکے روایت ہے کہ بعد نکاح و قبل زفاف ایک وزیر عبد اللہ مسماہ رقیقہ بنت زائل کی طرف کہ بضم او ہماہ و فتح قافین بصیغہ تصغیر ہو و ہر واسیہ قتیلہ کہ بضم قاف و فتح ثناء فوقیہ ہر واسیہ فاطمہ شامیہ و ہر واسیہ خشمیہ صبح خا و مجہ و سکون ثا و ثناء و فتح عین مہل یعنی فاطمہ کہ بضم بقیلہ خشم تھی ہو کر مکمل وہ از خود رفتہ ہو کر بولی سوانٹ دو گئی اگر تو میرے ساتھ



نزدیکی کر اور میرا کہا مان عبد اللہ نے فرمایا کہ یہ بات بلا نکاح بتین ہوگی اسنے اصرار کیا عبد اللہ نے  
 بہانہ کیا کہ گھر ہو کر آتا ہوں بعد اسکے گھر آکر اپنی بی بی سے ہم بستر ہوے اور وہ نور جسکے چوٹ سے  
 شیشہ دل عورتوں کے چور چور تھے آمنہ کے پیٹ میں پہونچا صبح کو عبد اللہ اُس عورت کے پاس گئے  
 اور کہا کہ اگر نکاح کر تو میں راضی ہوں یہ عورت بھی بڑی کاہنہ حسینہ و فصحیہ متمولہ صاحب عصمت  
 و عفت و ناکتھا تھی اُسنے کہا کہ میں بدکار نہیں ہوں لیکن میں نے نور محمدی کو تیری پیشانی میں  
 چمکتا دیکھ کر چاہا تھا کہ بطرح ہو میں اسکو لون خدا نے نہ چاہا اب مجھکو کچھ غرض نہیں امی عبد اللہ  
 سچ بتا تو کس عورت کے ساتھ سو یا عبد اللہ نے احوال کہا اُسنے کہا امی عبد اللہ اپنی بی بی کو خبر کر  
 کہ تو نے اپنے پیٹ میں بہترین اہل زمین کو اٹھایا ہو اسکی محافظت کرنا ضرور ہو اور بعض کہتے ہیں  
 کہ یہ عورت ام قتال و زرقہ ابن نوفل کی بہن تھی اُسنے اپنے باپ سے آنحضرت کا حال سنا تھا  
 کہ نبی اسماعیل سے ہونگے سو اُسنے نور محمدی پیشانی عبد اللہ میں دیکھ کر خوشی کی اور بعض کہتے ہیں  
 کہ نام اُس عورت کا جسے خواہش ہمال عبد اللہ سے کی تھی لیلیٰ عہد وہ تھا اور وجہ تطبیق روایات  
 یہ ہو کہ ان سب عورتوں نے خواہش کی تھی ہر ایک راوی نے جو اسکو پہونچا روایت کیا ایک  
 روایت ہو کہ اکثر عورتیں قریش کی کہ نور محمدی کی چمک سے عاشق جمال عبد اللہ تھیں کثرت  
 غم و اندوہ سے بیمار ہو گئیں اور انہیں سے دوسو لڑکیاں اسی غم و درد میں مر گئیں روایت ہو کہ  
 ان دنوں تھوڑے خشک نسائی کے سبب سے قریش پر بڑی سختی تھی سو آنحضرت کی برکت سے  
 خوب مینہ برسا اور تمام عالم سرسبز ہو گیا اور سارے حیوانات اور نباتات پر ایک نور عجیب چھا گیا  
 بلکہ اسی خوشی سے نام اس سال کا سنۃ الفتح والاہتاج رکھا گیا ابو نعیم نے حضرت عباس سے  
 روایت کی ہو کہ اس رات میں اہل قریش کے دو اب اور مویشی نے قدرت نطق پا کر  
 خوشی میں پکار پکار کر کہا کہ قسم ہو پر در دگالکی آمنہ کے پیٹ میں خدرا کا رسول ہو  
 تمام دنیا کا امام اور سارے خاندانوں کا چراغ اور عمدہ نبوت کا سرتاج روایت صحیح ہو  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورے نو مہینے نہ زیادہ نہ کم مان کے پیٹ میں رہے اور  
 جیسا کہ عورتوں کی عادت ہو کہ حمل کے دنوں میں ہر مزی طبعیت اور ناخوشی خاطر رہا کوئی ہو  
 سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو اس قسم کے عوارض سے کوئی بھی  
 عارضہ نہ تھا بلکہ وہ فسد مایا کرنی تھیں کہ حمل کے دنوں میں مجھے یہ بھی معلوم نہوا  
 کہ میں حمل سے ہوں اور حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں میں کچھ سوئی کچھ جاگتی تھی



اسطوت ہو کہ اُسکی اولاد میں چودہ آدمیوں کی پادشاہی رہیگی اور یہ معاملہ ہوا کہ آتشکدہ فارس جو ہزار برس سے جلتا تھا ٹھنڈا ہو گیا اور سادہ کا دریا جو پڑے زور شور سے جاری تھا سوکھ گیا اور رودخانہ سادہ میں جو ہزار برس سے سوکھا پڑا تھا پانی جاری ہو گیا اس میں یہ اشارہ ہو کہ آتش پرستوں کا بازار سرد اور کفر کے دریا خشک ہونگے اور دریا اسلام جاری رہینگے بالجمہ اس واقعہ سے نو شیردان گھبرا یا اور بہت دنوں تک خائف رہا مگر اس حال کو کسی سے بیان نہیں کیا یہاں تک کہ قاضی القضاۃ فارسیوں نے جسکو موبدان کہتے تھے یہ خواب دیکھا کہ شترندہ سرکش عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہیں یہاں تک کہ دجلے سے گزر گئے اور بلاد میں پھیل پڑے موبدان نے تعبیر کی کہ عرب کے ملک میں حادثہ برپا ہو گا جس سے عجم کا ملک مغلوب ہو جائے پس نو شیردان ایسے ایسے واقعات سے پریشان ہوا اور اُس نے نعمان ابن المنذر کو لکھا کہ کوئی نجومی ایسا میرے پاس بھیجے کہ اُس سے ان واقعات کا حال دریافت کروں نعمان نے عبدالمسیح ابن عمرو غسانی کو بھیجا کہ نو شیردان نے کیفیت واقعات سے مطلع کر کے کشف حقیقت چاہی اُس نے کہا یہ سب واقعات دلالت حدوث حادثہ پر کرتے ہیں مگر تعین وقت حادثہ سے میرا مومن سلیم جواب دیکھتا ہے اور یہ سلیم وہ شخص تھا جو ایام سیل عرم پیدا ہوا عمر اُسکی چھ سو برس کی تھی اور بڑا اکا ہن شاطر اپنے علم میں ماہر تھا اور بہت ترکیبہ اُسکی قدرت حق کی اعجوبہ تھی کہ تمام جسم میں جوڑ بند بچے قدرت نشست و برخاست نہ رکھتا تھا مگر جب غضب میں آتا تو ہوا میں پھرتا اور بیٹھتا اور اعضا میں ہڈی نہ تھی سوائے استخوان حجمہ کے اور کنارے ہاتھ اور انگلیوں کے گویا ایک سطح گوشت کی تھی جسوقت چاہتے کہ اُسکو کسی مقام پر لیجا یں تو لپیٹ لیتے تھے جیسے کپڑی کو لپیٹتے ہیں اور نہ اُسکے سر تھا نہ گردن نہ سینہ پر تھا جب کوئی غیب کی بات پوچھنا چاہتا اُسکو ہلاتا جیسے شک دوغ ہلاتے ہیں تب اس میں دم پڑتا اور جواب دیتا وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ ایک جن سلیم کا آشنا تھا وہ خبریں آئندہ بتلایا کرتا تھا اور یہ وہ جن تھا جسے طور سینا پر اللہ صاحب کلام جو موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا تھا سنا تھا الغرض نو شیردان عبدالمسیح کو سلیم کے پاس بھیجا جسوقت رسول کسریٰ سلیم کے شہر میں آیا تو اُسکو سکرات مومن پیا یا وقت ملاقات بعد عرض سلام جانب کسریٰ سے ابلاغ پیام کیا سلیم نے جواب نہ دیا عبدالمسیح نے سلیم کو بلایا اور چند بتدین مشغل احوال کسریٰ اور اُسکے سوال کی پڑھیں سلیم نے



جب اُن بیتوں کو سنا جبیش کی اور کہا عبدالمسیح آیا ہو۔ بجانب سطیح سوار اور پشتروا ماندہ رہتا کہ  
 بہ تحقیق سطیح قریب اُسکے ہو کہ قبر میں داخل ہو بھیجا ہو کچھ ملک نبی ساسان یعنی نو شیروان نے  
 بسبب اضطراب و تزلزل ایوان اور گرہ پڑنے کنگردون کے اور نہ کھنہ آتشکدہ فارس کے اور خواب قاضی  
 موبدان کی کہ اونٹ سرکش عربی گھڑوں کو کھینچے ہیں یہاں تک کہ دجلے سے باہر اتر گئے اور  
 بلاد فارس میں منتشر ہوئے اور عبدالمسیح میں کہتا ہوں اذ انطرت التلاوة و بعث صاحب الہراوة  
 و فاز وادی السادة و غارت بحیرة سادة و خدمت نیران فارس لم یکن بابل للفرس مقاماً  
 و لا انشام سطیح منای ملک منہ ملک و ملکات علی عدد الشرفات ثم کیون نہات و ہنات و  
 کل ما ہو آت آت حاصل یہ کہ جسوقت ظاہر ہو تلامذت یعنی جسوقت قرآن خوانی ہوگی اور  
 لاٹھی والا یعنی محمد رسول اللہ صلعم پیغمبر ہوگا اور دریائے سادہ میں پانی جاری ہوگا اور سادہ کا دیر  
 خشک ہو جائیگا اور فارس کا آتشکدہ ٹھنڈا ہوگا نہ رہیگا بابل فارس یوں کا مقام اور نہ شام  
 سطیح کا خواجگا یعنی اسوقت سطیح اپنی زندگی میں نہوگا سلطنت عجم تمام ہو صرف چودہ آدمی سلطنت  
 تخت نشین ہوں اور عبدالمسیح جو کچھ ہونے والا ہو ظاہر ہوگا اور واقعات اس زمانہ کے افسانہ ہونگے  
 چنانچہ یہ کلام کے مرگیا اور عبدالمسیح نے یہ جواب کسریٰ سے بیان کیا کہ چودہ آدمی بعد کنگرہ پادشاہت  
 کرینگے اسکو مدت مدید درکار ہو لیکن تقدیر سے غافل تھا چنانچہ عرصہ قلیل میں ریاست اُسکی بہم ہوگئی  
 اور دس بیس چار برس میں مر گئے اور چار شخصوں کی دولت تا خلافت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے رہی  
 خلافت خلیفہ ثالث میں وہ بھی جاتی رہی بالکل جو باتیں سطیح نے کہیں تھیں وہ سب رفع ہوئیں اور  
 یزید جو دکان ملک سال سی و یک ہجری میں بسرگردی سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فتح ہوا اور جو حرب  
 آخر خلافت حضرت عثمان میں ایک آسیابان کے ہاتھ سے جنگل مرو میں مار گیا پھر انہیں کوئی پادشاہ نہوا  
 محققین اہل تاریخ فرماتے ہیں کہ بعد سطیح کے کوئی کاہن رہت گونا گہ نہیں ہوا اور عبد اللہ ابن عمرو ابن  
 عاص سے روایت ہو کہ اہل شام میں ایک درویش عیص نام اکثر کہا کرتا تھا کہ احوال مکہ تم میں  
 ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکے مطیع عرب و عجم ہونگے اور قریب تر ہونے والا ہو چنانچہ جب کوئی مکہ میں پیدا ہوا  
 وہ درویش اُسکا حال پوچھتا حتی کہ آنجناب صلعم پیدا ہوئے تو عبدالمطلب نے اُسکو اکاہ کیا اسنے کہا یہ  
 وہی لڑکا ہے جسے اُسکا نام کیا رکھا عبدالمطلب نے کہا محمد نام ہو کہنے لگا اُسکی تین علامتیں محمولہ ہیں  
 ایک سب گزشتہ میں ستارہ اُسکا طالع ہوا دوسرے دو شنبہ کو پیدا ہوا تیسرے محمد نام ہوا اور فاطمہ  
 بنت عبد اللہ مادر عثمان ابن ابی العاص کہتے ہیں کہ تولد حضرت صلعم کے وقت میں بھی اکٹہ کے پاس جو تھی

سو مجھ کو ایک نور ایسا نظر پڑا جس سے تمام گھر روشن ہو گیا اور ستارے آسمانی ایسے نزدیک آ گئے کہ مجھے گمان ہوا کہ آمنہ پر یا مجھ پر نیکی ہے۔ تھا یہ وہ نور جلا جسکی بجلی سے طور چہ طور پر موسیٰ عمران گراہوش سے دور رہے اور اسکو نہ سمجھنا کہ ہر آنکھوں کے حضور پہنچا یہ واجب ہو کہ تم حسب حدیث مشہورہ جب تلک ذکر سے اسکے رب محض روشن بدصلوات اُسپر پڑھو تاکہ رہے دل روشن ہو اور حاکم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شہر مکہ میں ایک یہودی تاجر رہتا تھا اُسنے قریش سے کمالات کو ایک رکھا تم میں پیدا ہوا ہر قریش نے کہا ہاں کو خبر نہیں بولا بے شبہ ہوا ہر اور اسکے مابین دونوں شانوں کے بال مجتمع ہیں جس طرح گھوڑے کی رگیں تب قریش یہودی کو لیکر دروازہ آمنہ پر آئے اور حضرت صلعم کو دیکھا تو وہ علامت پائی گئی اور یہودی بیہوش ہو کر گرا اور بے تحاشا کہ اٹھا واللہ نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہوئی اور عبدالرحمن ابن عوفؓ اپنی والدہ مسماۃ شفا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کبھی تھیں کہ جس رات آمنہ کو دروازہ ہوا ہی میں قابلاہ آمنہ تھی جب کہ حضرت صلعم میرے ہاتھوں پر بطن مادر سے گئے تو میں نے سنا کوئی کتاب ہر چمک رہا اور شرق سے غرب تک ایک روشنی ایسی ہو گئی کہ میں نے بعضے قلعے روئے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میرے در و شروع ہوا تو میں نے ایک آواز سنی اور دیکھی پھر میں نے دیکھا کہ ایک پیالہ سفید شربت سے بھرا ہوا رکھا میں سمجھی دودھ ہو اور میں پیاسی تھی سو میں نے اُسکو پیاکہ دل کو اطمینان ہو اور تحقیق محدثین اہل تاریخ کی یہ ہے کہ آمنہ شب تولد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم میں تنہا تھیں اسی سبب سے ترسان و ہراسان ہوئیں کہ غیب سے ایک طائفہ ملکوت نے نزول کیا تب اطمینان ہوا اس روایت میں اور روایت موجودگی فاطمہ ثقفیہ اور شفا مادر عبدالرحمن میں تعارض واقع ہوتا ہے کاتب الحروف کے نزدیک تعارض ہو سکتا ہے اس طرح کہ جب دروازہ پیدا ہوا تو آمنہ اکیلی تھیں اور وہ اول شب تھی اور آخر شب میں یعنی ہنگام طلوع صبح ظہور السور و صلعم جملہ دوست و اقارب سہمی فسی حاضر ہوئے تھے اور بھی آمنہ فرماتی ہیں کہ حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم جسوقت پیدا ہوئے اُسی دم سجدے میں گئے اور انگشت شہادت جانب آسمان اٹھائی میں کہتا ہوں کہ یہ دعا فرمائی تھی واسطے نجات امت مرحومہ کے آمنہ فرماتی ہیں کہ بعد اسکے ایک سفید ابر آیا اُسے آنجناب کو اپنے پیچ میں چھپا لیا اور میرے کان میں آواز آئی کہ گویندہ کہتا ہے اسکو مشرق و مغرب میں پھر الاذکیاء کہ سب مخلوق بری و بحری اور تمام ملائک ارضی و سماوی و جن و بشر و وحوش و طیور و خشب و حجر اسکے نام سے واقف و آگاہ ہو جاوین اور بخوبی پہچان رکھیں اور ابو البشر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق اور حضرت شیت علیہ السلام کی معرفت اور شیخ الانبیاء حضرت نوح

علیہ السلام کی شجاعت اور ابراہیم کی غلت اور اسمعیل کی زبان اور اسحق کی رضا اور صلح کی فصاحت اور لوط کی حکمت اور یعقوب کا بشرے اور موسیٰ کی شدت اور یوب کا صبر اور یونس کی طاعت اور یوشع کا جہاد اور داؤد کی آواز اور دانیال کا جوشہ اور الیاس کا وقار اور یحییٰ کی عصمت اور عیسیٰ کا زہ عطا کر دیا اور بحر اخلاق امتیاز میں غوطہ دو آمنہ فرماتی ہیں کہ جب یہ آواز سن چکی تو ابراہیم کھل گیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت پیچیدہ پارچہ سبزین پائے گئے کہ مثل چشمہ اُس حریر سے پانی ٹپکتا تھا اور کہنے والا کہتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاکم ہوئے تمام دنیا پر تمامی خلق اُنکے مطیع ہوگی اور سو مبارک ماہ چار دہم نظر آیا اور بوسے مشک اذفر نے دماغ کو معطر کر دیا اور تین شخص نظر آئے ایک کے ہاتھ میں ابریق لغزہ اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت نہر و سبز اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید ایک نے انگشتی نکالی اور سات مرتبہ دھو کر بین الکفتین مہر کر دی اور اپنی گود میں ایک ساعت رکھ کر میری گود میں دیا اور عبد المطلب سے منقول ہجرت کہ میں بیشب ولادت آنحضرت صلعم مجادرت کعبہ میں مصروف تھا جب نصف شب گزری تو کعبہ مقام ابراہیم پر سجدہ میں گر ا اور درو دیوار سے آواز آتی تھی

اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد بن المصطفیٰ الآن فدر طہ فی ربی من انجاس الاصلنام وارحاس المشکین یعنی اللہ بزرگ ہو جو پروردگار محمد مصطفیٰ کا ہوا اب اُس نے مجھے پاک کر دیا نجاست بتوں اور خبثات مشرکوں سے اور آواز غیب سے آئی کہ خدا کے کعبہ کے مقبول ہوا اور مسکن محمد کا گردنا گیا اور میں نے اُنکے سے دیکھا کہ مورتیں جو گرد کعبہ رکھی تھیں پارہ پارہ ہو گئیں اور زہیل نامے بت جو سب میں بڑا تھا آوندھے منہ زمین پر گر ا پڑا تھا اور غیب سے ندا ہوئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آمنہ سے پیدا ہوئے اور سحاب رحمت آیا یہ احوال مشاہدہ کر کے عبد المطلب جانب خانہ آمنہ متوجہ ہوئے تو تمام گھر نور سے بھر ا نظر آیا عبد المطلب نے آمنہ کو دیکھا تو نور تابان مصطفیٰ پیشانی آمنہ پر نظر نہ آیا عبد المطلب نے پوچھا اے آمنہ وہ نور کہاں گیا فرمایا میں نے بیٹا جنسا ہو عبد المطلب نے بشوق تمام کہا یہاں جلد لاکہ ہیں اُس سے مشرف ہوں آمنہ بولیں کہ توقف کیجیے اسوقت آپ اُس کو دیکھ نہیں سکتے کیونکہ جسوقت حضرت پیدا ہوئے تو ایک شخص آیا کہ قد قامت اُسکا ٹھہرے کے درخت کے برابر تھا اُس نے کہا اس لڑکے کو باہر نہ نکالنا اور تین دن تک کسی آدمی کو نہ دکھلانا اس سبب سے میں مجبور ہوں تب عبد المطلب نے شمشیر برہنہ کر کے کہا کہ میں تجھ کو مار دوں گا یا آپ کو ہلاک کر دوں گا نہیں تو جلد میرے فرزند کو دکھلانا چار آمنہ نے وہ مکان جس میں حضرت محمد مصطفیٰ



صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے بتلایا فوراً عبد المطلب اُسی طرف چلے گئے تو دیکھا کہ ایک مرد  
 بانگوکت و حشمت و باہمت و جلالت شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا ہی اُسے فرمایا  
 اے عبد المطلب تو کہاں آیا عبد المطلب نے کہا میں اپنے نور البصر کو دیکھنا چاہتا ہوں  
 فرمایا اے عبد المطلب جب تک ملائک سموات اور ارض اُسکی زیارت سے مشرف نہو لینگے  
 تب تک کسی بشر کو اجازت نہوگی کہ وہ دیکھے اس کلام کے سنتے ہوئے عبد المطلب کانپ گئے  
 اور تلواریا تھے سے گر پڑی اور کانپتے ہوئے باہر کو بھاگے اور قصد کیا کہ اس معاملہ سے  
 قریش کو اطلاع کروں مگر طاقت بیان باقی نہ رہی محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے  
 لکھا ہے کہ ابن دفون عبد اللہ والد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی موضع ابونہ  
 اور درج الدررین مولانا اھیل الدین محدث لکھتے ہیں کہ بعد معاملہ نکاح و زفات آمنہ  
 عبد المطلب نے عبد اللہ کو بنا بر تجارت جانب شام روانہ کیا تھا جب وہاں سے معاوتہ کی  
 قوم مدینہ منورہ میں بیمار ہوئے اور متوقف ہوئے بنی نجار میں جب قافلہ جانب مکہ مظہ  
 روانہ ہو کر ابوا میں پہونچا تو عبد اللہ نے وفات پائی عمر اُنکی پچیس برس خواہ بائیس  
 برس کی ہوئے دار النانہ یا دار النائمہ میں مدفون ہوئے اور مدارج النبوة میں ہے کہ  
 عبد اللہ اور آمنہ سے سوائے حضرت کے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور محمد ابن اسحاق کے  
 نزدیک وقت فوت عبد اللہ آنحضرت صلعم شکم مادر میں تھے اور بعضے کہتے ہیں گو دین نھے  
 اٹھائیس مہینے یا سات مہینے کے اور بعضے دو ماہ کہتے ہیں اور یہ قول اصح اقوال سے ہے  
 اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے وفات پائی تو فرشتوں نے کہا اگر  
 معبود بحق محمد تیرا پیغمبر یتیم ہوا ارشاد ہوا کہ میں حافظ اور نصیر اور کفیل اُسکا ہوں تم  
 اُسپر صلوٰۃ و سلام بھیجا کرو اور دعا کیا کرو بالجمہ عبد المطلب نے حضرت صلعم کو دیکھا  
 تو نہایت مسرور ہوئے اور بیت اللہ میں لے گئے اور پناہ خدا میں سوچ دیا اور محمد  
 نام رکھا اور دروازہ کعبہ پر کھڑے ہو کر شکر خدا ادا کیا بعد اُسکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کو بہ حفاظت تمام آمنہ کے پاس لائے اور محافظت کے واسطے نہایت تاکید کردی  
 اور کہا اے آمنہ آگاہ ہو کہ میرے اس فرزند سعادت مند کی شان عظیم ہوگی اور اُسکو  
 مرتبہ بلند عنایت ہوگا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ فائدہ پوشیدہ نہ رہے  
 کہ محمد اشہر اسماء حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور اصل میں یہ لفظ بصیغۃ اسم مفعول

از باب تفصیل ہو اور تکریر و تکرار اسکا خاصہ ہے پس محمد بعضی ستودہ کمر و بسیار و ولع و فیل سے  
 متعام تو محمود و نامت محمد بہ بنیان مقامی و نامی کہ دارد مطالع المسرات میں لکھا ہو کہ اللہ جل شانہ  
 دو ہزار برس پیش از خلقت خلق ہی نام حضرت کار کھاتا تھا کہ یہی نام عبدالمطاب کی زبان سے  
 نکلا بعض قریش نے پوچھا کہ تمہارے آبا و اجداد میں یہ نام کسی کا نہیں ہو اس پر تم نے کیلئے یہ نام  
 رکھا عبدالمطاب نے کہا میں نے یہ نام اس واسطے تجویز کیا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی تعریف کرے اور  
 اہل زمین اُسکی ستایش میں مصروف ہوں کہ ذاتی مزرع الحسنات اور مواہب لدنیہ میں لکھا ہو  
 کہ آمنہ نے ایام حل میں خواب دیکھا کہ کوئی کتا ہوا انت حاملہ بسیدۃ الامۃ فاذا وضعت  
 فسمیہ محمدؐ اور اللہ صاحب نے چار جگہ اپنے کلام میں اسی نام سے یاد فرمایا ہو چنانکہ و محمد  
 الارسل اور ماکان محمد اباحد من رجا لکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیینؐ اور الذین  
 اتبعوا ما نزل علی محمدؐ اور محمد رسول اللہ و الذین معہ اور ذکر شریف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا  
 کتب سابقہ اور السنہ انبیاء گذشتہ میں باسم محمد واحد بیشتر تھا اور اس نام کو اور احمد کو  
 اللہ صاحب نے ایسا پوشیدہ رکھا تھا کہ کوئی شخص قبل حضرت کے اس نام سے نام نہ  
 نہیں ہوا لیکن احمد پس بالاتفاق کوئی اس نام کا مستعمل نہیں ہوا باقی رہا محمد سو یہ بھی ایسی ہی  
 حتی کہ جب زمانہ ظهور نور نبوت احمدی قریب تر ہو سچا اور علما و تورات و انجیل اور کاہنوں اور  
 نجومیوں نے اس مژدہ جان فرما سے لوگوں کو مسرور کیا تو بعضوں نے اپنے بیٹوں کے نام  
 محمد رکھے اس آرزو سے کہ یہ نبی آخر الزمان ہوں اور عجائب حکمت آئینہ سے یہ ہو کہ انہیں  
 کسی نے بھولے سے بھی دعویٰ نبوت نہ کیا کہ باعث القباس و اشتباہ واقع ہوتا حافظ ابن  
 حجر اور سخاوی نے قریب پندرہ آدمیوں کے جنکے نام محمد رکھے گئے تھے بیان کیے ہیں  
 محمد ابن عدی ابن ربیعہ قیمی سعدی محمد ابن اخیخہ اوسنی بصیغہ تصغیر و ہر دو مہملہ و محمد ابن اسامہ  
 و محمد ابن البراء بکری و محمد ابن حارث و محمد ابن حرمان بکری و محمد ابن جعفری و محمد  
 ابن خزاعی سلمی و محمد ابن خوی ہمدانی و محمد ابن سفیان و محمد ابن یحمد اردی و محمد ابن یزید  
 و محمد ابن الاسدی و محمد ابن القصمی اور قاضی عیاض نے محمد ابن سلمہ انصاری کو بھی  
 انہیں میں شمار کیا ہو اور غرائب قدرت حق سے یہ ہے کہ یہ نام پاک یعنی احمد و محمد بعض اوراق  
 و شمار پر بخط قدرت لوگوں نے لکھا ہو ادیکھا ہو کہ انکے قصص و حکایات قاضی عیاض نے  
 شفا میں اور قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں نقل فرمائے ہیں جسکو ملاحظہ کرنا منظور ہو ملاحظہ



اور عبد اللہ نور زری کہتے ہیں کہ غرہ جب سنہ آٹھ سو چوبتر میں ایک بچہ بکری کا پیدا ہوا تو انگی  
پیشانی پر محمد رسول اللہ قلم قدرت سے لکھا تھا میں نے اسکو چشم خود دیکھا اور صاحب فتح المتعال  
فرماتے ہیں کہ سنہ ایک ہزار چھپیس میں فقیر نے بلدہ فاس میں ایک پتھر ایک عورت کے پاس  
دیکھا تو اسکی ایک جانب میں بقلم قدرت بخط سیاہ لا الہ الا اللہ لکھا تھا اور دوسرے پہلو میں محمد  
رسول اللہ سو میں نے اُس عورت سے لینا چاہا اور دو وزن اس کے سونا دیتا رہا اُس نے نہ دیا اور  
حدیث شریف میں آیا ہو کہ اللہ جل شانہ اُس شخص کو دوزخ میں نہ ڈالینگے جس کا نام محمد یا احمد  
اگرچہ اس حدیث کو صاحب مقاصد سنہ اور مصنف سفر السعادت نے ضعیف کر دیا ہو مگر چھبڑھی  
امید ہو کہ اگر کوئی ایمان دار اس عقیدے سے نام رکھے تو عجب نہیں کہ آتش دوزخ سے محفوظ رہے  
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے گھر میں  
تین نام ہوں محمد و احمد و عبد اللہ تنگی اُس گھر میں نہیں آئیگی اور ابن مسعود سے روایت ہو کہ  
فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص میری محبت کے واسطے اپنے بیٹے کا نام میرے نام پر رکھے قیامت کے  
دن وہ اپنے بیٹے کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا اور ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو بندہ  
مومن اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے جب اسکو بلاوے اور کہے اے محمد تمام حاملان عرش اُسکے جواب میں  
کہیں لبیک یا ولی اللہ پھر کہیں خوشخبری ہو تجکو اے ولی اللہ کے ہماری عبادت و طاعت میں تو  
شامل ہو اور اجر ہماری بندگی کا اللہ تجکو کرامت فرمایا گا کہ فی الرکن الثانی من المعارج پس  
کاتب الحروف کے نزدیک اس نام سے نامزد ہونا موجب فضیلت دنیا و آخرت ہو مگر تسمیہ باسم  
و کتب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد ابوالقاسم افراد آیا جمعا میں اختلاف واقع ہو امام مالک  
رحمۃ اللہ علیہ بخوار مطلق قائل ہیں اور بعضے افراد قائل بجواز ہیں اور جمعا منع فرماتے ہیں  
لہذا مذہب الرافعی اور بعضے کہتے ہیں کہ کتب افراد آیا جمعا مکروہ ہو صرف باسم محمد جائز ہو اور  
ملاعباد لیکنی حاشیہ صدر امین لکھتے ہیں کہ نام مبارک رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم بضم  
اعنی محمد بولنا چاہیے اور غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بفتح یم لینا چاہیے اللہ اعلم بحقیقۃ الحال  
الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ القصبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم بطون سے عالم غیور  
تشریف لائے تو اول سات دن آمنہ نے دودھ پلایا پھر ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اور یہ ثویبہ  
وہ ہو جسے آنحضرت کے پیدا ہونے کی بشارت ابولہب کو پہونچائی کہ تیرے بھائی عبد اللہ کے گھر میں  
لڑکا پیدا ہوا ہے اسی وقت ابولہب نے اسکو اس بشارت کے چلنے والے نام میں آزا دیکھا اور یہ کہد با کہ

تو جا کر دودھ پلاتا بسنے دودھ پلایا اور حمزہ ابن عبد المطلب اور ابو سلمہ عبد اللہ ابن عبد الاسد  
مخزومی اور عبد اللہ جحش انسی نے بھی اُسی کا دودھ پیا اور اُس عرصہ میں لڑکا ثویبہ کا مسروح نام تھا  
اگرچہ ثویبہ کے اسلام میں اختلاف ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی تعظیم کرتے تھے اور مدینہ  
منورہ سے اکثر اُسکے واسطے الغام اور پوشاک اور خلعت بھیجتے رہے ہیں اور ثویبہ نے سنہ آٹھ ہجری میں  
خیبر کی واقعہ کے بعد وفات پائی اغلب یہ ہو کہ محبت آنحضرت سے مغفرت اُسکی ہوئی ہو اور حضرت  
عباس ابن عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی ابو لمب کو دیکھا کہ بد حالت میں گرفتار ہو  
میں نے اُس سے حال پوچھا اُس نے کہا دو شنبہ کی رات کو عذاب میں رفاہیت ہوتی ہو اور باقی ہمیشہ  
عذاب میں مبتلا رہتا ہوں حضرت عباس نے کہا اسکا کیا سبب ہو اُس نے جواب دیا کہ جب پیدا ہو  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ثویبہ نے مجھ کو بشارت دی سو میں نے اُس خبر کے صلے میں اُسکو آزاد کیا  
اور وہ رات دو شنبہ کی تھی اور صبح بخاری میں بھی اسکا اشارہ ہو اس مقام سے معلوم ہو کہ جو کوئی  
بروز ولادت آجنگاہ اظہار فرحت و سرور کا کرے تو ثواب پاوے بعد اُسکے حلیمہ سعدیہ بنت  
ابی ذویب کے دودھ سے پرورش ہوئی اسکا قصہ اس طرح سے ہے کہ طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم وغیرہ  
محمد ثین نے حلیمہ سے روایت کی ہے کہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں قبیلہ بنی سعد ابن بکر کی عورتوں کے  
ساتھ جو شیر خوار لڑکوں کی تلاش میں نکلی تھیں کے میں آئی تو اس سال بڑا قحط پڑا تھا اور  
میرے پاس ایک گدھی تھی کہ لاغری سے چل نہ سکتی تھی اور ایک اوٹنی تھی جو ایک قطرہ بھی  
دودھ نہ دیتی تھی اور میرا لڑکا اور خاوند میرے ساتھ تھے اور تنگ دستی کا یہ مرتبہ تھا کہ قانون کے مار  
نہ رات کو نیند آتی اور نہ دن کو کل پڑتی جب قوم کی عورتیں کے میں پہنچیں تو سب نے اپنی خاطر خواہ  
اچھے اچھے مالداروں کے لڑکے دودھ پلانے کے واسطے لیے کہ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اور کوئی لڑکا باقی نہ رہا سو بھی اس سبب سے کہ آنحضرت یتیم تھے کسی نے قبول نہ کیا ناچار میں نے  
اپنے خاوند سے مشورہ کیا کہ مجھے کمال شرم آتی ہے کہ گدھے سے خالی پھر جاؤں اور کوئی لڑکا اپنے  
ساتھ نہ لیجاؤں اب تمحسن یہ ہے کہ اس یتیم کو لے لوں سو بعد اس مشورہ کے میں آمنہ کے پاس گئی  
اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے سوتے ہیں اور  
منفس جاری ہے یعنی آپ سانس لیتے تھے اور یہ عادت محمودی اور جو بعضوں نے خرافا کر کے تعبیر کیا ہے  
یہ صحیح نہیں ہے آپ کبھی خرافا نہ لیتے تھے کیونکہ خرافا ایک آواز ناپسند ہے اور خدا تعالیٰ نے سب باتوں سے آپ کو منہ  
کیا تھا یہ تقریر مولانا ولی اللہ محدث دہلوی والد حضرت استاد الاسلام مولانا مفتی شاہ عبد الغنی محدث دہلوی

نہایت کثرت

در بعض اصناف  
بہ نسبت زیادہ

بہ نسبت زیادہ

اور بن مبارک سے مشک کی بو ایسی آتی ہو کہ سارا مکان مہک رہا ہو سو میرا دل انکی صورت پر فرقتہ ہو گیا کہ میں بہتہ بہتہ پاس گئی اور سینہ مبارک پر میں نے اپنا ہاتھ رکھا تو جھپ حضرت نے آنکھیں کھلی لیں اور دیکھ کر متعجب ہوئے میں نے بہت پیار سے دونوں آنکھیں چومیں اور گود میں لیکر پستان راستہ منہ میں دی کہ حضرت نے دودھ پیا پھر میں نے پستان چپ دینی چاہی حضرت نے منہ میں نہ لی اور تازمان رضاعت ایک ہی پستان کے شیر پر رہے دوسری پستان کو کبھی منہ بھی نہ لگایا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ وجہ اسکی یہ تھی کہ حق تعالیٰ نے ابتدا سے حال سے آنحضرت پر عدالت اور انصاف کا وصف کھول دیا تھا پس آپ نے دودھ پینے میں بھی سرشتہ عدالت والصفاف ہاتھ سے نہ دیا ایک پستان کا دودھ آپ پیا کرتے اور دوسری کا اپنے بھائی رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے بعد اُسکے حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت کو گود میں لیکر اپنے فرد گدا پر آئی اور اپنے خاوند کو دکھایا وہ بھی دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور میری اوٹنی لاغری اور فاقہ کشی سے ایک قطرہ بھی دودھ نہ دیتی تھی سو وہ دودھ سے سیراب ہو گئی اور تھیں اُسکے بھر گئے پھر میرے خاوند نے دو ہر آپ پیا اور مجھ کو پالیا یہ تکلیف فاقہ کشی کی اُس سے دفع ہوئی اور رات کو نیند بھر صبح میرے خاوند نے کہا امی حلیمہ یہ لڑکا تجھے مبارک ہو کہ اسکا تشریف لانا ہمارے لیے مبارک ہو آخر شش چند روز کے بعد حلیمہ آمنہ رخصت ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے گود میں بٹھلا لیا اس مرکب میں ایسی طاقت آگئی کہ سب مرکبوں سے آگے جاتا تھا حلیمہ کہتی ہیں کہ چپ راست سے مجھے آواز آتی تھی کہ امی حلیمہ اب تو غنی ہو گئی اور جس منزل پر اوترتی تھی وہ منزل سدر سنہر اور تروتازہ ہو جاتی تھی حالانکہ قحط کے سبب سے سبزی کا نام بھی نہ تھا جب اپنے گھر پہنچی تو ایک عجیب رونق اور آبادی ہو گئی اور طرفہ یہ تھا کہ ہر چیز میں برکت پائی جاتی تھی بکریاں بہت بہت سادودھ دیتیں کہ اور لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جس چراگاہ میں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں تم بھی اپنی بکریاں اُسی جگہ چرایا کرو اسی طرح سے اور انواع انواع طرح کی برکتیں برکت قدم مبارک سے ہوئیں کہ بیان انکا تفصیل وار مشکل ہو پھر جب آنحضرت کو طاقت گفتار ہوئی تو حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا کہ اکثر آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوا کرتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا اور کبھوں کپڑوں پر بول و غافلہ نہ فرماتے تھے اور بول و غافلہ کا ایک وقت معین تھا اور جب طاقت رفتار ہوئی تو آپ خرامان خرامان گھر کے دروازہ پر جاتے



اور اکثر وہاں لڑکے کھیلنے نظر آتے تو آنحضرت انہیں شامل نہوتے بلکہ انکو کھیلنے سے منع فرماتے اور کہتے کہ تمکو لہو لعب کے واسطے پیدا نہیں کیا ہوا اور آپ کا فشو و نما و سطح پرتھا کہ ایک مہینے میں اتنا پڑھتے جتنا اور لڑکے سال بھر میں اور روزانہ اور چلنا اور کھانا اور لڑکوں کی طرح آپ کی عادت میں نہ تھا اور کوئی چیز بائین ہاتھ سے نہ لیتے تھے اور جو چیز ہاتھ سے لیتے اُسپر ہاتھ رکھتے بسم اللہ فرماتے حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں کبھوں آنحضرت کو اپنے پاس سے الگ نہونے دیتی مگر ایک دن غافل ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بہن رضاعی مسماۃ شیماء کے ساتھ دھوپ میں باہر چلے گئے میں دعوت دیتی تھی تو شیماء کے ساتھ پایا میں نے خفا ہو کر شیماء سے کہا کہ تو ایسی گرمی اور دھوپ میں کہاں لے گئی تھی کہ کہا کہ انکو کچھ دھوپ سے مصرت نہ تھی انکے ساتھ بادل کا ایک ٹکڑا سیاہ کر رہا تھا فائدہ قبیلہ بنی سعد ابن بکر عرب میں از بس نصیح و بلنج تھا اور پانی خوش اور ہوا اُس مقام میں نہایت صاف تھی اس سبب سے مکے کے لوگ اپنی اولاد کو وہاں کی عورتوں سے دودھ پلاتے اور اسی طرح سے انکے سپرد کر دیتے تھے ولہذا سال میں دو مرتبہ یعنی فصل ربیع و خریف میں اُس قبیلے کی عورتیں حرم شریف میں آتیں اور بچوں کو لیتا تیں اور جب عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین یا چار برس کی ہوئی تو معاملہ شوق صدر و غسل قلب اطہر پیش آیا کہ ایک دن آنجناب نے حلیمہ سے فرمایا میرے بھائی دن میں کہاں جاتے ہیں جو نظر نہیں آتے حلیمہ نے کہا بکران چرانے جاتے ہیں فرمایا ہکو بھی انکے ہمراہ کر دے اُسے بنا بر سر در خاطر آنجناب علی الصباح منہ ہاتھ دھو لاشانہ بالون میں کر پو شاک بدل سرمہ لگا اپنے بیٹوں کے ساتھ کیا اور واسطے رفع نظر بد کے ایک ہار مہر سیاہی کا بھی گلے میں ڈالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الفور گلے سے نکال کر پھینک دیا اور فرمایا میرا حافظ اللہ ہو مگر عصا ہاتھ میں لیکر بھائیوں کے ہمراہ چلے گئے اور بکران چرایا کیے دو پہر کو خضرہ پسر حلیمہ افغان و خیزان روتا چلاتا آیا کہ اُمّ اتا دوڑ میرے بھائی محمد یا یہ کہا کہ بھائی محمد کی خبر لے قریب ہو کہ تو اُسکو زندہ نہ پائے کام تمام ہو جائے حلیمہ نے کہا کیا ہوا اُسے کہا محمد ایک مقام پر کھڑے تھے دو شخص آئے انکو اٹھا لینگے پھر ٹٹا کر پیٹ چاک کیا آگے کا حال نہیں جانتا حلیمہ پریشان ہو کر مع اپنے شوہر کے دوڑیں پہاڑ پر گئیں تو دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و سالم بیٹھے ہوئے جانب آسمان دیکھتے ہیں الارنگ چہرہ متغیر حلیمہ کو دیکھ کر

بکران چرایا

تبسم فرمایا حلیمہ نے بوسہ لیکر کہا میں تم پر خدا کیا معاملہ ہو فرمایا دو یا تین شخص بلباس سفید آئے  
ایک کے ہاتھ میں چاندی کی چھری دوسرے کے پاس طاس نہرودی برف سے پُر انھوں نے  
مجھے اٹھایا اور پہاڑ پر لائے ایک نے نہایت مہربانی سے لٹا کر میرا سینہ تاناف چاک کیا  
پر مجھے درد نہ معلوم ہوا پھر بیٹھ میں ہاتھ ڈال رو دے نکالے اور برف کے پانی سے دھو کر  
رکھ دیے دوسرے نے دل نکال کر چاک کیا اور نقطہ سیاہ خون آلودہ نکال کر ڈال دیا اور  
کہا ہذا خط الشیطان منك یا حبیب اللہ اور ایمان افش و عرفان حق و ایقان صادق کہ اُسکے ہاتھ میں  
میرے دل میں بھرے پھر اسی مقام میں رکھ دیا اور ایک انگوٹھی نور کی نکال کر دل پر ٹھکی  
سو میرا دل حکمت و نبوت کے نور سے پُر ہو گیا اور ایسی خشکی و تازگی دل میں سما گئی کہ میرے  
جوڑ بند میں اثر باقی ہوئے دلم خزانہ اسرار بود دست قضا بد درش بہ بست و یکدش  
بہ دستانی داد و پھر اُسی شخص نے اپنے ہاتھ سے میرا سینہ برابر کر دیا صرف ایک خط بار یک  
سینہ سے تاناف باقی رہا پھر مجھے چھوڑ پر واز کر گئے خط موسینہ سے تاناف جو ہو  
مشک سیاہ بد رشتہ جان سے ہو شیرازہ مکتوب آہ بد یا رخ حور یہ ہو گیسوے مشکین سیاہ +  
یا مصلیٰ پہ رکھا سبجہ ہو سبحان اللہ بد جسکے ہر دانے سے دانا سے جہان ہو آگاہ بد یا شب  
تارمین ہو وادی امین کی راہ بد آنس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے  
اُس زخم کا نشان شکم مبارک پر دیکھا تو ایک نشان لہبا بار یک خط سا تھا بال  
آئینہ تن پر نہیں واللہ مگر بد خط بار یک ہو اک سینہ نوزانی پر بد کیون نہو سینہ سیمست  
بہار دیگر بد سایہ سنبل جنت ہو بروے کوثر بد خط مشکین بہ سر سینہ النور کیسے بد آب  
آئینہ میں یا موجہ عنبر کیسے بد سینہ پر حضرت موسیٰ کی پڑی شب کو نگاہ بد نہ ملی انکو بھی اس  
وادی امین کی راہ بد جادہ راہ سے جبرئیل گرتے آگاہ بد بوسے دیکھو یہ ہو خس پوش  
تہ خط سیاہ بد رہنمائی کو یہاں خضر دل حق جو ہو بد کیا ہو اس سینہ کا میدان جو مقام ہو ہو بد  
جب حضرت تمام احوال فرما چکے حلیمہ نے گود میں لیکر گھر پہنچا یا وہاں لوگوں نے کہا انکو کاہن کے  
پاس لیجئے تاکہ یہ حال دریافت ہو حضرت نے فرمایا کچھ اندیشہ نکر و الحمد للہ میں صحیح سالم ہوں  
ہاں کچھ ان لوگوں نے جن کا سایہ ٹھہرایا اور مصر ہوئے کہ ضرر و ضرر کاہن پاس لیجاؤ حلیمہ کو  
کچھ بن نہ پڑی ناگزیر کاہن کے پاس لیگئیں اور سرگذشت کہہ چلیں اُس نے کہا یہ لڑکا اپنا  
حال آپ ہی کہے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالتفصیل ظاہر کیا کاہن نے گود پر حضرت کو

گلے سے لگایا اور سینے سے بزد چمٹایا اور آواز بلند بنگارا اسے اہل عرب اسکو مار داور مجھے بھی اسی کے ساتھ قتل کر دجو نہ مارو گئے تو جوان ہو کر تمھارے دین کو باطل اور عالموں کو جاہل کنگا اور ایسے خدا کی طرف بلایا جسکو تم پہچانتے جانتے نہو گے اور ایسے دین کی دعوت کر گیا جسے تم مانتے نہو گے تب حلیمہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن سے لیلیا کہا تو دیوانہ ہو جو میں ایسا جانتی زہار تیرے پاس نہ لاتی تو البتہ سزا و قتل ہو پھر حضرت کو گھر لائیں حلیمہ کہتی ہیں کہ جب یہ واقعہ عجیب ظاہر ہوا تو میرے شوہر نے کہا اسکو عبدالمطلب کے پاس پہونچانا چاہیے ایسا نہو کہ آسیب نقصان کسی طرح کا پہونچ جائے سو میں حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر جانب کہ منظمہ وانہ ہوئی وقت شب میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہو کہ بنی سعد سے خبر و برکت جاتی ہو بطحا رکہ خوش ہوں شادیا نے بجا دین کہ انکی زینت پھر آئی وہ ہمیشہ حفظ و امان میں رہیگا جب کہ متصل مکے کے پہونچی تو دروازہ حرم پر جاے محفوظ خیال کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھلایا اور خود برائے قضاے حاجت بشری ایک جانب لگ گئی جب فارغ ہو کر وہاں آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ ملے ہر چند چپ راست پیش و پس تلاش کیا کسی طرف نشان ملا اور جس کسی سے میں نے پوچھا اُسے بھی لائعلی ظاہر کی حیران و پریشان سر اسیمہ و گریان احمد و اولاد اہ پکار رہی تھی یکا یک ایک بوڑھا پھوس آدمی لائعلی ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اُسے پوچھا کیا حال ہو کیون روتی ہو میں نے سرگزشت بیان کی اُسے کہا میں تجھے ایک بزرگ کے پاس لیچوں وہ تیرے گم شدہ کو ہم پہونچا دینگا چنانچہ وہ مجھے پہل نامے بُت کے پاس لیگیا اُسے سات بار طواف کیا اور نہایت منت و ساجت و الحاج و زاری سے کہا کہ محمد بن عبد اللہ کا نشان بتلا سو وہ بُت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سُنتے ہی آوندھے منھ گر پڑا اور جتنی موتیں اُسکے گرد تھیں وہ بھی سب زمین پر گرین اور اندر سے آواز آئی کہ اسی پیر دیہان سے دور ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام یہاں نہ لے دی جا رخراب کرنے والا اذیحت رسوا کرنے والا ہو سو وہ بوڑھا ڈرتا چلاتا ہانپتا کانپتا باہر آیا لائعلی ہاتھ سے گر گئی بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا کہا اے حلیمہ تیرے بیٹے کا حافظ خدا ہو ہرگز اُسکو ضائع نہ کر گیا اگرچہ حلیمہ کو اس تقریر سے فی الجملہ تسکین و طماننت ہوئی لیکن یہ سوچی کہ اس راز سر بستہ کو کھولنا اور معاملہ نہفتہ کو ظاہر کر دینا بلکہ عبدالمطلب جد حضرت صلعم کو آگاہ کرنا واجب لازم ہو چنانچہ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں ناچار ہو کر خبر کرنے عبدالمطلب کے پاس گئی اور معاملہ گزشتہ و واقعہ پیش آمدہ بیان کیا عبدالمطلب سُنکے نہایت مضطرب و پریشان



مانند آنکہ حیران بہ تمنائے مشاہدہ جمال جانان دوڑ کر صفا پہاڑ پر چڑھے اور قریش کو آواز دی کہ اگر  
 مال غالب چلو انکی آواز سے سب قوم قریش جمع ہو کر آئے اعلیٰ سے کہہ سنا اسفل مکہ حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو سب نے تلاش کیا نہ اس میں پیادے کا شمار ہو نہ سوار کا سب کی سبٹ ہو ڈھتے تھے مگر  
 کسی مقام پر آنجناب کا سراغ نہ لگا تب عبدالمطلب نے بادہ تر منظر ہوئے اور مسجد حرام میں جا کر سات مرتبہ  
 طواف کعبہ کیا پھر دعائیں ہائے غیبی نے آواز دی غم نہ کر محمد کا حافظہ خدا ہو عبدالمطلب نے کہا محمد  
 کہاں ہیں ہائے غیب نے جواب دیا کہ داوی تھا مہین درخت کیلے کے نیچے بیٹھے ہیں سو عبدالمطلب اُدھر چلے  
 راہ میں درقہ ابن نوفل علاوہ بھی عبدالمطلب کے ہمراہ ہوا یہاں تک کہ مقام مہود پر آئے تو حضرت  
 درخت کیلے کے نیچے بیٹھے تھے ہیں عبدالمطلب نے گود میں لیکر گھڑے پر اپنے آگے بٹھالیا اور کینے  
 داخل ہوئے بہت خوشی کی گئی اونٹ سر کیے اور سونا خیرات کیا اور بھوکہ بت مال و اسباب عنایت کر کے  
 رخصت فرمایا اس قصے میں بھی بعض اہل تحقیق نے بدقت و ظانت کچھ اسرار کھول کر بیان کیے ہیں  
 مگر تحقیق نہیں ہوتا کہ اس معاملہ میں کیا اسرار حکمت رکھے تھے عالم الغیب الخفیات خود عالم ہو کسی کو کب  
 اسکے اسرار سے خبر ہو سکتی ہو فائدہ روایات صحیحہ سے واضح ہو کہ اول حضرت صلعم دو برس قبلہ بنی سہیل  
 جلوہ افروز رہے اور بعد گزرنے مدت رضاعت کے حلیمہ سعدیہ سپرد آمنہ گر گئیں اور چونکہ ان دونوں مکہ  
 منظمین و باکی شدت تھی لہذا باحازت آمنہ پھر آنجناب کو اپنے قبیلہ بنی لکین کہ دو برس و بر و اسیتہ  
 تین برس اور اپنے پاس کھانا بچلہ پانچ برس تک حضرت صلعم کا رہنا قبیلہ بنی سعد میں ثابت ہوتا ہوا اور  
 بعد پانچ برس کے مشروع چٹھی برس میں حلیمہ کو یہ خوف ہوا کہ شق صدر کا معاملہ از بس نازک ہو ایسا ہو  
 کہ پھر واقع ہوا پہلے کہ میں لا کر آمنہ و عبدالمطلب کے سپرد گر گئیں مخفی نہ رہے کہ روایات شق صدر مختلف ہیں  
 ایک یہ کہ قبیلہ بنی سعد میں اول مرتبہ یا دوسری مرتبہ واقع ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ جب آنجناب چھ برس  
 ہوئے تب شق صدر ہوا اور بعض دنل برس کی عمر میں بیان کرتے ہیں اور سوائے انکے احادیث صحیحہ سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر شبہ سراج بھی واقع ہوا پس جمع بین الروایات جس سے تعارض رفع ہو جائے  
 یوں ہوتا ہے کہ یہ معاملہ عجیب حادثہ غیب کئی مرتبہ واقع ہوا ہوا فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ کتب المطال  
 جو ہند میں جا رہے ہیں چارہ چار روز میں مقرر ہو اسکی توجیہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر  
 اسی عمر میں ہوا تھا حالانکہ یہ فوجیت سراپا غلط ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر وقت شق صدر ربوہ  
 صحیحہ تین برس کی تھی شرح شریعہ الاسلام میں بھی یہ توجیہ بیان کی ہے بعد ازاں لکھا ہوا مشہور ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کلان عمر ملت سنین احمد علانا محمد اسحق صاحب نے اربعین میں لکھا کہ یہ جو ہند و شان میں کتب المطال کے







حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی پہچانا اور زیادہ تر تائید علامات و شواہد یہ ہوئی کہ اُس نے ایک ابر کا ٹکڑا سایہ کیے ہوئے قافلے پر دیکھا تو یقین حاصل ہوا کہ اس قافلے میں پیغمبر آخر الزمان قشرین فرماہین اور مدت سے اٹکا منظر تھا ہر ایک قافلے کو تا نکتا رہتا تھا اس لیے تمام قافلے کی دعوت کی چنانچہ ابو طالب مع اہل قافلہ روانہ گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رخت کے نیچے چھوڑ گئے اُس دم وہ ابر چوسایہ بان تھا اسی رخت پر ٹھہر گیا قافلے کے ساتھ نہ گیا بکیر آنے لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے ساتھیوں میں کوئی شخص فرد گاہ پر برگیا ہو ابو طالب نے کہا ہاں اور یہی امت اس جناب کو طلب کیا تو وہ ابر سایہ کیے ہوئے چلا آیا بحیرہ نے بخوبی پہچان کے ابو طالب پر تاکید کر دی کہ انکو شام میں ہرگز نہ لیجا نا یہود ان کے دشمن میں لہذا ابو طالب نے مال تجارت بصری میں فروخت کیا اور پلٹ آئے کہ روایت کہ بحیرہ نے حضرت کو سوکھی روٹی اور خرمے دیے تھے اور ترمذی نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہو کہ موٹی روٹی اور روغن تین ہمارا کر دیا اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ بحیرہ نے دست مبارک پہلے کے کہا کہ یہ شخص سولہ سال کا لڑکا ہے اہل قافلے نے کہا تو نے کس طرح جانا اُس نے کہا کہ جب تم لوگ مابین دو پہاڑوں سے نکل کر یہاں آئے تو ہر ایک شجر و حجر انکو سجدہ کرتا تھا اور یہ دونوں سجدہ نہیں کرتے مگر پیغمبر کو یہ روایت ہو ابو موسیٰ اشعری کی افرض ابو طالب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوف یہود روانہ کر دیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی قافلے میں تھے حضرت کے ہمراہ گئے اور ترمذی اور حاکم نے روایت کی ہو کہ اس عرصہ میں سات آدمی روم کے رہنے والے حضرت کو ڈھونڈتے ہوئے آئے تھے بحیرہ نے اُن سے کہا تم کیوں آئے اُنھوں نے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان ان دونوں باہر نکلنے والا ہے اسکی تلاش میں پھرتے ہیں کہ اگر مل جائے تو قتل کریں بحیرہ نے کہا کہ جو امر خدا نے مقدر کیا ہو اُسکو تغیر دے سکتے ہو بولے نہیں بحیرہ نے کہا کہ اسیکا ایمان لاؤ اور بیعت کرو کہ وہ بیشک نبی ہو عالی رتبہ تم ہرگز اُسکو ضرر نہ پہونچا سکو گے روایت ہو کہ بحیرہ نے ابو طالب سے علاوہ ہو کے پوچھا کہ یہ لوگ تمہارا کون ہو ابو طالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہے کہنا خط اسکے والدین زندہ نہ ہونگے ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے کہنا یہ سچ ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کے کہنا نکولات وغری کی قسم مجھے خبر ہو کہ تمہارے مابین دونوں شانوں کے اس شکل کا نشان ہے فرمایا واللہ میرے نزدیک بدتر لات وغیرے سے کوئی چیز نہیں ہے اُسکی قسم مجھے نہ دے بحیرہ نے کہا تمکو قسم خدا کی ہے سچ کہو فرمایا جیسا نشان

تو جانتا ہوں وہ تو بلا شک ہو سچا رہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم مبارک کو لوٹے یا  
 قائم رہاں تحقیق کے نزدیک سچا رحمت پرست نہ تھا مگر اُسے امتحانات و غرے کی قسم دلائی تھی ناچکہ  
 پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف لائے اور سترہ برس کے ہوئے تو زبیر خواہ عبا  
 ابن عبدالمطلب بامید میں جانب ملک میں باجارت ابی طالب لے گئے انکو بھی اکثر خوارق  
 عادات نظر آئے اور جب بیس برس کے ہوئے تو ظہور ملا کہ اور واقعات عجیبہ دیکھے گئے کہ  
 تواریخ کتب حدیث میں موجود ہیں اسی سال میں خلف الفضول واقع ہوا اور صورت یہ ہوئی  
 کہ زبیدہ منیٰ نے اپنا اسباب عاص ابن ذائل کے ہاتھ بیچ کیا عاص نے قیمت نہ دی زبیدہ نے  
 کوہ بوقیس پر چڑھ کے عاص کے ظلم کی شکایت میں ایک شعر پڑھا سپر قریش جمع ہوئے اور  
 دار الندوہ میں اس بات پر عہد ہوا کہ ظالم کا ظلم دفع کریں زبیر بن عبدالمطلب اس میں سرغنہ ہوئے  
 بعد اُسکے ایک گروہ عبداللہ ابن جرحان کی حویلی میں متفق ہوئے اختلاف کیا اور کہا ہذا  
 خلف الفضول مجلس اول میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ فرما تھے لیکن عہد و بیان میں  
 کسی کے شریک نہ تھے اور جب عمر شریف بیس برس سے متجاوز ہوئی تو حضرت نے کوہ اجیاد میں  
 کہ بفتح ہمزہ و سکون جیم دفع تختانیہ و شیبانی شروع کی اور جو کچھ مزدوری میں ملنا مسکینوں کو  
 عنایت کرتے اور جب پچیس برس کے ہوئے تو ابوطالب پر اخلاص غالب آیا پر ایک دن اپنا  
 حال کہہ کر متمس ہوئے کہ قریش کا قافلہ بقصد تجارت جانب شام روانہ ہوتا ہو اور نہ مانگا ہو کہ  
 خدیجہ بنت خویلد کو ایک شخص امین کی احتیاج ہو اگر اسکا مال آپ لیجا میں تو بہکو شاید نفع ہو  
 دفعۃً خدیجہ نے یہ حال سنا اور نہایت آرزو سے کہلا بھیجا کہ اگر حضرت راضی ہوں تو میں دو چاند  
 اجرت دینے پر حاضر ہوں ابوطالب نے قبول کیا اور خدیجہ نے بے تامل اجرت بھیج دی سو حضرت صلعم  
 بہر اسی میسرہ غلام خدیجہ جانب شام روانہ ہوئے جب شہر بصریٰ میں پہنچے تو ایک درخت خشک کی  
 اُترے وہاں سطورا درویش نصرانی رہتا تھا اُسے دیکھ کر کہا کہ اس درخت کے نیچے سوا بے پیغمبر کے  
 کوئی نہیں اُترتا لہذا حضرت کے پاس حاضر ہوئے اسم شریف دریافت کر کے کہنے لگا کہ تم خاتم النبیین ہو  
 اور میسرہ سے خوارق عادات سنکر کہا کہ میں اس پیغمبر کے انتظار میں تھا الحمد للہ کہ زیارت نصیب ہوئی  
 اور میسرہ تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اسے ہرگز جدا نہو نا اور شام میں نہ لیجانا کہ یہود انکے دشمن ہیں  
 کیونکہ یہ پیغمبر آخر الزمان ہیں میسرہ نے کہا کہ میں نے شدت حرارت میں انپر دمرغ سایہ کرتے ہوئے  
 دیکھے ہیں اور زبیر قدم سے پانی جاری ہوتا ہو اور ایک آدمی کے لائق کھانا تنو آدمی انکی کرت سے

میں

خلف الفضول

کھاتے ہیں اُسے کہا سب سے رست ہو چنانچہ میسرہ نے اسباب تجارت وہیں فروخت کر لیا سب سے چند نفع پایا اور بعضے اس معاملے کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت صلح کی عمر چوبیس برس نو مہینے چھ روز کی ہوئی اور امانت و دیانت آپ کی عالم میں شائع ہوئی اور قوم قریش آپ کو محمد امین کہنے لگے تو خدیجہ کبریٰ کو خواہش ہوئی کہ حضرت کو اپنا اسباب تجارت دے کر بھیجیں اس بات کا پیغام بھیجا حضرت صلح نے بمشورہ ابطالب قبول کیا کہ خدیجہ نے میسرہ غلام اور خوثیمہ اپنے رشتہ دار کو ہمراہ رکاب جناب رسالت مآب صلح کر کے جانب شام روانہ کیا یہ معاملہ دو مہینے چوبیس دن قبل نکاح سے ہوا ہوا بالجمہ جب حضرت صلح نے بصری میں اسباب فروخت کیا اور مراجعت فرمائی اور قریب حرم مکہ نہشت فرما ہوا تو اس وقت گرمی کی شدت تھی اور ایک اونٹ پر حضرت خاتم المسلیں ہوا تھے دوسرے پر خنیمہ دوسرہ اور خدیجہ الکبریٰ مع چند عورات قریش بالاسے بام بیٹھی ہوئیں راہ کے مسافروں کو غرنے لگے یہی مشیر و نفع حضرت محبوب رب العالمین اونٹ پر سوار نظر آئے تو خدیجہ نے دیکھا کہ دوسرے در حقیقت وہ دونوں فرشتے تھے اپنے پروں سے سر مبارک پر سایہ کیے ہوئے چلے آتے تھے اور میسرہ و خنیمہ دھوپ میں تھے خدیجہ متحیر ہوئیں اور عورتیں تعجب یہاں تک کہ میسرہ و خنیمہ خدیجہ کے پاس پہنچے اول خدیجہ نے خیر و عافیت انکی بوجھ کر حضرت کا احوال پوچھا اور سایہ کی حقیقت کا سوال کیا ان دونوں نے دستور راہب کا کلام بیان کر کے جو کچھ خوارق عادات دیکھے تھے بیان کیے بعد المماثل میں ہو کہ جب حضرت صلح میسرہ جانب شام سے اسباب لیکر آئے خدیجہ نے اُسکو فروخت کیا اور دو ناخاکہ ٹھایا اُجرت بھی حضرت کو دینی دی اور اجرت چار اونٹ جو ان تھی بالجمہ جب خدیجہ نے حضرت کا حال اُسی وقت خدیجہ عاشق ہوئیں اور انکے دل نے چاہا کہ حضرت کے نکاح میں آؤں اگرچہ سیکڑوں ہزاروں شریفیوں اور بڑے بڑے امیروں نے انکے ساتھ خواہش ازدواج کی تھی اس سبب سے کہ خدیجہ شرافت و نجابت میں نہایت ممتاز اور دولت و عزت سے قریشیوں سے فراز تھیں مگر خدیجہ نے سب کو جواب صاف دیا تھا بلکہ فرمایا تھا کہ مجھ کو خواہش نکاح نہیں ہے لیکن خداوند تعالیٰ نے انکو حضرت کی محبت میں ایسا مشغوف کر دیا کہ بلا تامل مسماۃ نفیسہ بنت منیہ کو بلا کر کہا تو حضرت کے حضور میں حاضر ہو کے دریافت کر کہ آپ کا میلان جانب نکاح ہو یا نہیں ہو وہ عورت حضرت کے پاس آئی اور اُسے مافی الضمیر بیاں کیا کہ حضرت نے فرمایا نکاح کا ساز و سامان ہمارے پاس نہیں ہے وہ بولی اگر کوئی عورت اپنے قوم کی شریف و مالدار ایسی ملے کہ سامان نکاح کے بھی کفالت کرے تب تو مجھ کو عذر نہیں ہے حضرت نے فرمایا ایسی عورت کہاں ہو اُسے کہا خدیجہ بنت خویلد آپ کی تنہا رکھتی ہے اور

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



اور چاہتی ہو کہ نکاح کروں اور اسے مجھ کو استمر اجا بھیجا ہو حضرت نے فرمایا مضائقہ نہیں چنانچہ  
نفسیہ خدیجہ کے پاس یہ فردہ لیگئی خدیجہ ممنون ہوئیں اور بعضے کہتے ہیں بے سرہ غلام خدیجہ نے اس  
مہم کو سر انجام کیا یہ بہر دو تقدیر حب خدیجہ نے جانا کہ حضرت کو نکاح سے انکار نہیں ہو تو عمر و ابن اسد  
اپنے چچا کو کہ سبب مر جانے خویلد کے وارث تھا طالب کیا اور حال گذشتہ سے اطلاع بخشی اور بعض کے  
نزدیک ورقہ ابن نوفل چچا زاد بھائی اپنے کو بھی بلایا تھا الغرض دونوں راضی ہوئے اور ہمارے  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انعام سے احوال کما وہ بھی راضی ہوئے چنانچہ حمزہ و عباس ابوطالب  
وغیرہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر خدیجہ الکبریٰ کے گھر گئے پھر دس قریش کے سامنے  
ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم ذریۃ اسمعیل و صیغنی تعدد عنہم مض  
و جعلنا حقنۃ مینہ و سواس حرمة جبل لنا بیتا محجوجا و حرما آمنا و جعلنا الحکام علی الناس ثم ان  
ابن ابی ہذم محمد بن عبد اللہ لایوزن بہ رجل الاربع و ان کان فی المال قل فان المال ظل و اکل  
و امر حائل و محمد بن قد عرفتم قرابتہ و قد خطب خدیجہ بنت خویلد و بذل الناس من الصداق ما اجلہ  
و عاجلہ من مالی و ہو اللہ بعد ذالک بنا عظیم و خطر جلیل حاصل یہ کہ حمہ و سپاس اس خدا کو جو  
جسے تمکو اولاد ابراہیم و دانہ اسمعیل سے گردانا اور نسبت نشو و نما ہمارا اصل مضروبہ بنایا اور اپنے  
گھر و حرم کا نگہبان کیا اور صنادید عرب دار باب فضل و ادب کا مقتدہ و پیشوا کیا اور بعد حمد میرا بھتیجا  
محمد ابن عبد اللہ وہ شخص ہو کہ اس کے ہموزن کوئی مخلوق خدا نہیں ہو سکتا بلکہ اگر موازنہ کیا جائے  
تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ارجح نکلیں اگرچہ کیسہ مال اسکا مشہور بقیت ہو لیکن مال کا اعتبار نہیں بہ تو  
سایہ ہو معرض وال بین اور محمد وہ ہو جسکی قرابت تمکو معلوم ہو حالانکہ اسے خواہش کی ہو خدیجہ بنت  
خویلد کی اور اسکو نکاح میں لاتا ہو بموض مہرجکا سو جل و تعجل میرے مال سے متعلق ہو اور قسم خدا کی ہو  
محمد کو بعد اس معاملے کے مرتبہ عظیم ہو گا بعد اسکے ورقہ ابن نوفل نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الذی جعلنا  
کما ذکرتم فضیلنا علی ما عدت ففحن سادۃ العرب فادتم و انتم اہل ذلک کلہ لایکر العرب العشرۃ و یصلکم  
ولایرد احد من الناس فخرکم و شرفکم و ان فی ہذا الامر راغبون حاصل یہ کہ حمہ و سپاس اس خدا کو جو جسے  
ہمکو ان فضائل میں گردانا جو تمہیں بیان کئے ہیں ہم سب عرب ہیں اور تم ان کمالات کے اہل ہو کوئی  
آدمی اور کوئی فردا و قبائل و عشائر عرب سے تمہارے فضل کا منکر نہیں ہو اور نہ کوئی منافق تمہاری  
شرف کو روک رہا ہو اور حقیقت مجھ کو قبول اس خطبہ میں رغبت ہو اتنے بعد اسکے ابوطالب نے کہا اور ورقہ  
میں چاہتا ہوں کہ عمر بن اسد بھی تیرا شریک ہو سو عمر و ابن اسد نے ہاں کر دیا قریش تم کو گواہ ہو

لے  
مختار سے  
مختار سے  
مختار سے  
مختار سے



مگر شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے عمر خدیجہ چالیس برس کی وقت نکاح لکھی ہو وہو الصبیح اور باقی حال انکا احوال زوجات مطہرات میں لکھا جائیگا ایک فضیلت اس مقام پر قابل بیان ہو کہ بعد نکاح حضرت جبریل نے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ صاحب خدیجہ کو سلام کہتے ہیں حضرت نے فرمایا اے خدیجہ یہ جبریل امین ہیں تیرے رب کا سلام تجھ کو کہتے ہیں خدیجہ نے کہا ان اللہ ہو السلام و علیہ السلام و علی جبریل السلام و علیک یا رسول السلام رحمۃ اللہ وبرکاتہ من سمع السلام الا شیطان اذہ جب عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعتیں برس کی ہوئی تو قریش نے بنا رکعبہ و لقبولے تعمیر کعبہ شروع کی اور چاہا کہ مسقت کریں کیونکہ قبل خرابی چار دیواری تھی اور طول یعنی بلندی مقدار قد آدم اسی عرصہ میں اتفاقہ ایک کشتی کہ روم سے براہ دریا جاتی تھی تباہ ہوئی اہل کشتی میں ایک آدمی باقوم نام کار معاری میں استناد پختہ کار تھا وہ مع اپنی قوم کے جدہ میں مقیم ہوا قریش نے یہ خبر سنی ولید ابن مغیرہ نے جدہ میں جا کر کشتی کی لکڑی خرید کی اور باقوم معمار کو حرم میں لایا اور تعمیر کعبہ پر عین کر دیا اور فہمائش کی کہ مطابق بناؤ ابراہیم علیہ السلام بنانا بدین شہر کہ اجزا دیواریں کسی طرح کا حلط نہو باقوم نے کہا یہ بات حیران کن سے خارج ہو دو باتیں اختیار کر دو یا تو اجازت دو کہ پتھر و مٹی ملا کے بنایا جائے یا مقدار بیت سے کچھ کم کیا جائے سو قریش نے شق ثانی اختیار کی اور موضع حجر کو بیت سے قطع کیا اسی موضع کو اب حجر اور بھی حلیم بولتے ہیں بعد اسکے چاروں کن قبائل قریش میں تقسیم ہوئے اور تعمیر شروع ہوئی اور سب مل کر پتھر لانے لگے حضرت صلعم بھی پتھر لانے میں شریک ہوئے یہاں تک کہ دیواریں تیار ہوئیں اور آستانہ حرم بلند کیا گیا تاکہ سیل آب سے بیت اللہ محفوظ رہے اور بلا اذن بواب کوئی جانہ سکے جب حجر الاسود رکھنے کی نوبت آئی تو بلطن قریش یعنی بنو ہاشم و بنو امیہ و بنو مخزوم و بنو زہرہ وغیرہم میں مخالفت پیدا ہوئی بلکہ بنو امیہ و بنو زہرہ اتفاق کیا اسپر کہ جب تک ہم لوگ قتل نہ ہونگے ہرگز دوسرے قبیلہ کو وضع حجر میں دخل نہ دینگے چنانچہ اسی سبب لقباس عمد کا عقد الدم قرار پایا جب یہ فساد ظاہر ہوا تو ولید ابن المغیرہ نے سب لوگوں کو منع کر کے یہ قرار دیا کہ جو کوئی شخص باب بنی شیبہ سے اول آئے وہی اس قضیہ میں حکم ہو اسی کے حکم پر عمل کرو چنانچہ حضرت خاتم المسلمین محبوب عالمین اول باب بنی شیبہ سے تشریف لائے سب لوگ آنجناب کو دیکھ کر خوش ہوئے اور متمسک ہوئے کہ اس قضیہ میں جو کچھ آنجناب ارشاد فرماوین منظور ہو حضرت صلعم نے اپنی چادر دوش مبارک سے لیکر زمین پر بچھائی اور یہ بیضا سے حجر اسود کو اٹھا کر چادر میں کھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص چاروں گوشے چادر کے پکڑ کر اٹھائے اور دیوار حجر تک لائے تاکہ سعادت و برکت سے کوئی قبیلہ محروم نہ رہے بعد ازاں سب لوگ مجھے حجر اسود رکھنے میں مدد فرمائی قریش نے قبول کیا اور عقبہ ابن ربیعہ و ابونور مہد و ابو خدیفہ



ابن المغیرہ و قیس بن عدی نے چاروں کو اپنے چادر کے پکڑے اور اٹھا کر موضع سمو و تک لیکے کتب حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے حجر کو اٹھا کر موضع حجر میں رکھ دیا اور جبکہ بطون قریش اس پر راضی ہوئے  
اسی عرصہ میں یہ ہوا کہ بیت اللہ کے اندر ایک کنواں تھا اس میں سے ایک سانپ بہت بڑا وقت طلوع آفتاب  
دیوار پر بیٹھتا تھا اور سب لوگ اُسکو دیکھ کر خوف کھاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ایک دن  
عقاب نے اُسکو اٹھا لیا کہ سب لوگوں کا خوف جاتا رہا فائدہ بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب مؤرخین بیان  
کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بیت اللہ میں ایک کنواں تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیور مع کہویرہ طلا کلل  
بجواہر اُسیں دفن کیے تھے چند اوباشوں نے اُسکو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا زلزلہ جاری ہوا  
بیت اللہ میں واقع ہوا بلکہ قریب لاندہ ام ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ سیل آب سے بننا کعبہ میں صورت  
خرابی پیدا ہو گئی تھی اور جمع بن القولین یوں ہو سکتی ہے کہ اول اوباشان قریش نے کعبہ مخفی کھودا پھر  
سیل آب آیا کہ انھیں دونوں سببوں سے بیت اللہ قریب لاندہ ام پہنچا تھا کہ قریش نے پھر بنایا  
بالجملہ اسی سال سے امارت خیر و برکت ام القریٰ میں ظاہر ہونے لگے اور لوگ نبوت روشن ہو چلے اور  
اخبار راہبین کا تبین کا ظہور شروع ہوا کہ وقت بعث نبی قریب تر آیا پس زید ابن عمرو ابن نفیل  
دورقہ ابن نوفل و عثمان ابن الحویرث و عبد اللہ ابن حبش ملکہ قوم قریش کو بت پرستی پر لعن طعن کرنے لگے  
اور دین قویم ابراہیم علیہ السلام کی طلب میں آئے سے نکلے اور غیر شہروں میں متفرق ہوئے چنانچہ زید ابن  
عمرو سے اطراف شام میں ایک عالم توریت ملاقی ہوا اُس سے زید نے طریقہ عبادت پوچھا اُس نے کہا جس  
شہر سے تو آیا ہو اسی شہر میں خاتم المرسلین سول رب العالمین جلد تر مبعوث ہونے والا ہے اُسی کے ہاتھ پر  
دین ابراہیم از سر نو عروج پکریگا پھر زید ابن عمرو اُسی مقام سے کہ شاید ارض بلقا سے تھا پھر اگمر بلاد  
نعم میں دشمنوں کے ہا سے مار گیا اور ورقہ ابن نوفل نصرانی ہوا اور کتابین بنی اسرائیل کی پڑھ کر صفات  
خاتم المرسلین سے بخوبی آگاہ ہوا اور اُسے جانا کہ یہ نبی جلد تر مکہ میں ظاہر ہوتا ہے اور اسی انتظار میں  
عمر انبی بسیر کرتا اور خدیجہ کبریٰ سے پوچھا کرتا وہ حضرت کے صفات بیان کرتی تو ورقہ جب حضرت کو  
دیکھتا بظاہر معلومات چہرہ مبارک پر بوسہ دیا کرتا اور کتابت الارب تمھیں پیغمبر آخر الزمان ہو گئے چنانچہ  
ابتداء نبوت تک شخص نہ رہا پھر مر گیا بعض اسکے ایمان کے قائل ہیں اور بعض تردید تو قف  
کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک تصدیق حضرت صلعم میں شبہ نہیں ہے اس واسطے کہ آنجناب فرماتے ہیں  
رایت بورقہ ابن نوفل جنتہ او جنتین پس اگر مومن نہ تھا تو بہشت اُسکے واسطے کیسی اور عثمان ابن  
الحویرث روم میں جا کر نصرانی ہوا اور عبد اللہ ابن حبش اول اسلام لایا پھر حبش میں جا کر مرتد ہو گیا اور

بیت اللہ

قریش نے

جنت فرج

حالت ارتداد میں مراد اور اسی سال میں بروایت حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئے اور جب حضرت اڑتیس برس کے ہوئے تو آپ کو نور نظر آنے لگا اور غیب کی آوازیں سننے لگے دل میں شوق گوشہ گزینی و خلوت نشینی کا پیدا ہوا کہ وہ جزا پر تشریف لیجاتے اور بیت اللہ کو دیکھا کرتے اور ذکر حق میں مشغول رہتے فائدہ یہ پہنچا جسکو جزا کہتے ہیں بکسر حا وفتح راہ ملتین بر وزن کتاب ہر تین میل کے سے واقع ہو اسی کو جبل ثور بولتے ہیں اسی میں ایک غار ہو چار درجہ کا لنبا اور ایک درجہ اور تہائی درجہ کا چوڑا وہاں سے کعبہ نظر آتا ہوا سیلے وہ مقام پسند پڑا تھا اور ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں تشریف بشریت ابراہیمی تھے وہ الصبیح اور جو لوگ قائل ہیں کہ بعد آنحضرت کسی دین سے مطلق نہ تھا اسکا مطلب یہ تھا کہ حکم عقل استحسان کا رہندہ تھے خواہ بالہام خواہ برویا صالحہ وہو المختار بظاہر قولہ تعالیٰ وکذلک ادعینا الیک وحاسن امرنا ما کنست تدرسی ما لکتاب ولا الایمان اور میل امام غزالی اس مسئلہ میں جانب توقف ہو اور عبادت میں اختلاف ہو بعضے بفکر قائل وبعضے بذکر مائل وہو الصبیح لان الذکر اعلیٰ من الفکر اور اتفاق ہو کہ آنحضرت نے کوئی مایاکی جاہلیت کی اختیار نہیں کی بلکہ جمیع صفات و کمالات سے یہ نوبت پہنچی کہ شجر و حجر سے وقت ملاقات آواز اسلام علیک یا رسول اللہ آنے لگی چنانچہ حضرت فرماتے تھے کہ میں پہچانتا ہوں ایک پتھر کو یکے میں جو مجھ کو قبل نبوت سلام کرتا تھا اور سفر السعادت میں ہو کہ نزول وحی سے پہلے صرف آواز آتی تھی کہ یا محمدؐ گویندہ فطر نہ آتا تھا اور سات برس نور نظر آیا کہ اس میں آنجناب مسرور رہتے تھے اور جب عمر شریف چالیس برس کی ہوئی خواہ ایک دن زیادہ تو نور وحی کا شروع ہوا اور بقول صحیح ظہور اس نور کا تاریخ ہشتم خواہ ستوم ربیع الاول یوم دوشنبہ تھا اور سنہ اکتالیس عام الفیل صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ اول طلمات وحی میں دیارے صالح ہو گئے کہ جو کچھ رات کو حضرت خواب دیکھتے صبح کو بعینہ ظاہر ہوتا بعد اسکے خلوت پسند آئی تو غار ثور میں چند روز کا کھانا لے کے تشریف لیجاتے اور تسبیح و تہلیل و حمد ثنائیں مشغول رہتے جب کھانا صرف ہو جاتا تو حضرت خدیجہ کے پاس آتے اور دو ایک قیام کر کے پھر دین تشریف لیجاتے تھے مدت قاست غار ایک مہینے سے کم ہوتی تھی مگر بسبیل ذرت انقض اس عرصہ میں ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جسم مبارک دھونے کو غار سے نکلے دفعۃً حضرت جبلؓ اس میں ہو امین آواز دی اے محمدؐ حضرت نے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا پھر دوسری مرتبہ آواز دی حضرت صلعم تھوڑے بائیں دیکھنے لگے تو ایک شخص نورانی مثل آفتاب روشن تاج نورانی بر سر و حاتمہ سبز و بر تشریف لائے اور اور ایک کمر آکر سر کا ہاتھ میں دیکر کہا پڑھو حضرت نے فرمایا میں پڑھا نہیں ہوں پھر انھوں نے اپنی بغل میں

حضرت کو خوب دبا یا کہ عرق لگیا اور کہا کہ پڑھو حضرت نے کہا میں پڑھا نہیں ہوں پھر اُس بزرگ نے اُسی طرح کیا غرض کہ تین مرتبہ بقدر طاقت انجناب صلعم کو خوب دبوچا پھر اقرء باسم ربک الذی خلق عالم تعلیم پڑھایا اور ایک وایت ہو کہ اول تعوذ و سبکہ کھلا کے یہ آیتیں پڑھائیں کہ حضرت صلعم کو یاد ہو گئیں چنانچہ تفسیر واحدی میں ہو کہ اول تعلیم جبرئیل یہ ہوئی کہ یا محمد استغذ باللہ ثم قل بسم اللہ اور ایک وایت ہو کہ تعلیم آیات مذکورہ حضرت جبرئیل نے اپنا پیر زمین پر مارا کہ ایک چشمہ نکل آیا پھر استنجا کر کے مضمضہ و استنشاق کیا اور منہ دھویا پھر ماتھ پیر تین تین تہ دھو کے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضو کرنا سکھلایا کیونکہ ایسے افعال میں تعلیم زیادہ تر مفید ہوتی ہو بعد اُسکے حضرت جبرئیل نے ایک چلو پانی لیکر اسے مبارک چھینٹا دیا اور خود آگے بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرار کیا جب نماز سے فائز ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا وضو کرنا اور نماز کا پڑھنا اس طرح سے ہوتا ہو صحیح یہ ہو کہ یہ روایت بعد نزول سورہ فاتحہ صحیح ہی بالجملہ حضرت جبرئیل بعد تعلیم آیات خود جانب آسمان چلے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دولت خانے کو روانہ ہوئے راہ میں ہر درخت اور پتھر سے آواز آتی تھی السلام علیک یا رسول اللہ اور حضرت کا دل کانپتا تھا اُسی حالت میں داخل دولت سرا ہوئے اور حضرت خدیجہ کبریٰ سے فرمایا زملونی زملونی یعنی مجھے چھپاؤ مجھے چھپاؤ حضرت خدیجہ نے بالا پیش کر دیا اور ٹھنڈا پانی چھڑکا جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کا خون ہو حضرت خدیجہ نے کہا خدائے تعالیٰ حکم ضائع نہ کر گیا اور آپ کے صفات حمیدہ بیان کر کے کہا کہ تم غریبوں کی مدد کرتے ہو اور محتاجوں سے سلوک اور ایسے کاموں میں جسے حق کی تائید ہو اعانت کرتے ہو پھر تم مستحق رحمت الہی ہو غضب الہی پھر آپ کو پاس ورقہ ابن نوفل ابن عبد الغری کہ برادر عم زاد اُنکے تھے لگائیں و کتب سابقہ پڑھے تھے اُنسے حال بیان کیا ورقہ نے حضرت سے کہا اے بیٹے میرے بھائی کے تنے کیا دیکھا آپ نے تمام کیفیت بیان کی ورقہ نے کہا یہ ناموس اکبر تھا جسکو عربی میں جبرئیل کہتے ہیں یہی فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا تم اس امت کے پیغمبر ہو کاش میں جوان ہوتا اُن دنوں میں جب کفار انھیں نکالینگے آپ نے پوچھا کہ یہ لوگ مجھے نکالینگے ورقہ نے کہا ہاں ایسے ہی لوگوں کے کافر دشمن ہوتے ہیں اور تم وہ پیغمبر ہو جنکی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہو آپ صلاخون نہ فرمائیں بلکہ خوش ہوں پھر انھیں دنوں میں ورقہ نے انتقال کیا فائدہ حضرت خدیجہ نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ کا حال پوچھا کیا فرماتے ہیں آپ ورقہ کے حق میں کیا سنے آپ کی تصدیق کی تھی مگر زمانہ ظہور نبوت اور اتباع احکام اُسکو نصیب نہ ہوا فرمایا اُسکو میں نے سفید کپڑے پہنے دیکھا ہو اگر نجات اُسکی نہوتی اور مسلمان اُن میں محسوب نہ ہوتا



توسیف کپڑے پہنے نظر نہ آتا اس حدیث سے ظاہر ہو کہ اگر کوئی شخص کسی مردہ مسلمان کو سفید کپڑے پہنے خواب میں دیکھے تو یہ دلیل ہے اس کے نجات کی اللہ تعالیٰ اس کو اللہ تعالیٰ کے لباس اللہ تعالیٰ کے جبرئیل علیہ السلام کے واسطے کہ وہ مسلمان فائدہ جہ جہ در وقت میں نازل ہو تو اسے بیشتر ایمان لائے تھے اسی طرح حبیب بن جابر وغیرہ ایمان لائے تھے چنانچہ بعد ان کہ رب العزیز کی کہ دو برس قبل از رحلت ایمان لایا ہوا اسی نے اول کعبہ کو لباس پہنایا ہوا تو اس نے اسے امداد و مادی حکیم العرب کی عمرات سو برس کی ہوئی اور بعد ان نفیل ابن عم حضرت عمر بن خطاب اور امیہ بن الصلت شاعر و حیرار اہل فطرت اور غیرہ قبل ظہور نبوت ایمان لایا تھے فائدہ نبوت اور رسالت محض غایت نبوت تھی ہی اس میں کسب کو اصلاً دخل نہیں کوئی یہ سمجھے کہ ریاضت و مجاہدے کا نتیجہ ہی فائدہ اس معاملے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کمال درست و واضح ہوا اور ظاہر ہوا کہ حقائق امور کی معرفت نامہ انکو حاصل تھی اور اگرچہ حضرت علیہ السلام کو اپنی نبوت اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہونے میں شک و شبہ نہ تھا مگر حضرت خدیجہ نے اپنی رائے کے موافق و رد ابن نوفل کے پاس کا ایسا نامناسب جانا کہ ان کا انتخاب کو عین یقین حاصل اور جو حقیقت حاصل گزارش کرتی تو بیان نہو سکتا کیونکہ حالات کتب سابقہ انکو معلوم نہ تھے فائدہ و رد ابن نوفل نے جو حضرت کو برادر زادہ سو یہ از روئے عرف و محاورے عرب کے تھا اور عبد اللہ کے ہم عمر بھی تھے فائدہ اس قصہ میں کہی نکتے ہیں اول یہ کہ بنی آدم کی تربیت تعلیم میں طریق تدریس جاری ہو خصوصاً ایسے بزرگ عظیم کے اٹھانے میں تدریس و اجابات سے ہو کیونکہ اگر اول قرآن میں حضرت پر وحی قرآن نازل فرماتے تو اس کا تحمل دشوار تھا لہذا اول خواب میں علوم جزئیہ کی تعلیم شروع فرمائی تاکہ آہستہ آہستہ علوم عالم غیب سے خود کو ہون پھر بحالت بیداری و ہوشیاری خلوت کی محبت دل میں ڈال کر زن و فرزند کے علاقے سے علیحدہ ہو سکے اور عالم غیب سے توجہ کلی بہم پہنچا اور ایک مکان مخفی بالطبع بتلایا کہ وہاں جنس بشر سے کوئی نہو تاکہ برقت نازل ہو کسی کو گمان تعلق نہ ملد دل میں گزرے پھر وقت نازل ہو ایک صدمہ سخت قلب پر ڈالا کہ تو ہم تمہیں اور تصنع پیدا نہو اور اس سے پہلے حضرت جبرئیل کو یہ ارشاد ہوا کہ تم حضرت پر بندہ ہو اگر وہ اوٹسلی دیا کرو تاکہ بغض و کینت با ربوبیت سے گھیرا نہ جائیں دوسرا یہ کہ تاثیر روح حضرت جبرئیل ہلانے چھلانے سے حضرت علیہ السلام میں ایسی کامل ہوئی کہ ان کا انتخاب طاعت قرأت حاصل ہو گئی اسی کو طریق توجہ کہتے ہیں اور یہ چار طرح پر اصحاب طریقت میں جاری ہوا اول تاثیر الہامی مثلاً ایک شخص عطر لگا کر مجلس میں آئے اور اس کی خوشبو سے اہل مجلس متغیر ہوئے یہ توفیق تھی کہ جب تک کہ ہوتا ہے کہ شخص مجلس میں ہو لہذا یہ قسم ضعیف و قسام تاثیر میں ہو دوسری تاثیر الہامی مثلاً کوئی شخص تیل اور بتی ایک سکوڑے میں کھ کے لائے دوسرا شخص کہ آگ لے بیٹھا ہو اسکو روشن کر دے کہ چراغ تیار ہو جائے تو یہ تاثیر فی الجماعہ قوی ہو کہ وجہ محبت بھی اسکا اثر باقی رہتا ہو لیکن جو بے تدبیر وغیرہ سے نکل ہو جائے اور ایسی صورت میں نفس کو تہذیب کامل حاصل نہیں ہوتی جس طرح بلاروغن و فستقہ مثلاً اتسار صلاح نہیں کر سکتا تیسری تاثیر اصلاحی مثلاً کسی میاں یا جاوے پانی لیکے کسی خزانے میں جمع کریں اور فوراً جو شخص تک رسد نہ ہو جی صاف کریں اور باقی کو اسی اد سے جاری کریں کہ وہ جو شہ خروش سے چھوٹے لگے تو اسکا کابینہ تاثیرات بالاکہ قوی تر ہو اور اصلاح نفس تہذیب



اور یہ واسطے قلم تعلیم کریں جس طرح عادت سلاطین جاری ہو کہ اپنی رعایا کو اور نوکر و کج مافی الضمیر سے بواسطہ قلم اطلاع دیتے ہیں اور بالموافقہ مکتبہ میں مشلا محل کے لوگوں کے نام و فخر نظارت سے دریافت ہوتے ہیں اور تعداد و مکتبہ قلم بنویات سے آؤ شمار ملازمین یا بموجب مقرری قلم دفتر بخشی گری سے و تعاللات مستحقین اور وجوہ خیرات و دفتر صدارت سے آؤ عرض و طول بلا و مشہور قریات قلم دفتر تقسیم سے آؤ شمار جاگیر و خاصہ قلم دفتر وزارت سے آؤ تعداد و قیدیان و مجبوسان قلم دفتر اطلاق و تعداد و خزانہ قلم دفتر سرکاری سے دریافت ہوتے ہیں فائدہ یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ باوصف آدمی ہونے کے آنحضرت کو پڑھنے کا حکم ہوا تو یہ تکلیف مالا لایطاق ہو کہ واسطے کہ یہ حکم تکلیفی نہیں ہو بلکہ حکم تلقینی ہو جس طرح بچوں کو مکتب میں لیا جاتا ہے استاد لکھا ہو کہ پڑھ حالانکہ وہ قریب نہیں جانتا تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ میں پڑھوں تو اسکو سن کے آئادہ پڑھنے پر ہو نہ یہ کہ خواہ مخواہ پڑھ اور لفظ اقرء اور اسی طرح پانچوں سورتوں کے قلم داخل قرآن ہیں کیونکہ ان سے آنحضرت کو مخاطب فرماتے ہیں جس طرح اور اوامر و نواہی سے سویہ یفعلین بطور سرنامہ فرمان و خطوط ہیں جیسے باید شناخت باید شناساں ہذا ما حقہ استاذ الاستاذ فی تفسیر القصصہ اسی عرصہ میں ایک دن حضرت جبریل پھر ما بین آسمان و زمین ایک کرسی پر معلق بیٹھے ہوئے دیکھ پڑے تو آنجناب گھبرائے اور فرمایا زلمونی زلمونی جس طرح قصہ غارین واقع ہوا اور وحی ہوئی یا ایہا المدقم فاذر یعنی اسے لگان میں بیٹھے کھڑا ہو بعد از سننا بعض کہتے ہیں کہ نبوت آنجناب رسالت پر مقدم تھی کیونکہ اہل حدیث کے نزدیک رسالت کے واسطے تبلیغ و انداز ضروری ہو تو تکمیل نفس و تعلیم و تلقین کے لیے سورہ اقرء نازل ہوا اور تبلیغ و انداز کے واسطے سورہ مدثر نازل ہو تو دوسرے رسالت فائدہ حضرت جبریل علیہ السلام کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت تبرا ہو کہ روح القدس روح الامین انکا خطاب ہو سب پیغمبروں کے پاس وحی لائے اور اللہ کے وکیل رہے انھیں کام ہو شرا لہ کا پہچانا عابدوں کی امداد کرنا کافروں کو ہلاک کرنا فتح و شکست ظاہر کرنا انکا احسان آدمی پر زیادہ ہو مگر یہ فضیلت مطلقہ نہیں بلکہ بالخصوص ملاحظہ کار ہائے نافع نوع انسانی کیونکہ حضرت اسرافیل اطلاع کمنونات لوح محفوظ میں و قرب منزلت میں پیش قدم بلکہ حضرت جبریل و میکائیل و عزرائیل پر حکم فرمان دہن فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ نزول وحی حضرت صلعم پر کئی طرح سے ہوتا تھا ایک یہ کہ حضرت صلعم ہی زمین پر کھڑے تھے کہ میں یہ بات ابتدا میں تھی یعنی جو خواب دیکھے انکا ظہور فی الفور ہو گیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

منہ

روایت ہے اول ما بدی بہ رسول اللہ صلعم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم مکان لایری رویا الا جامعۃ مثل ملق الصبح دوسرے یہ کہ حضرت جبریل علیہ السلام غالباً آنجناب پر حکم الہی القا کرتے اور خود ظاہر ہوتے اور نہ آنجناب کوئی آواز سننے لگتا قال اللہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک اور اسی کو گفت کہتے ہیں دوسرے حضرت جبریل بصورت مرد مثل ہو کر آتے اور حکم خدا پڑھ کر سناتے اور بیشتر و اکثر بصورت وحی کلی تشریف لاتے تھے چنانکہ بعض اصحاب نے گاہ گاہ آنکو دیکھا ہے بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ رویت جبریل حالت



انزال وحی میں موجب فقدان وزوال بصارت ہو چنانکہ حضرت ابن عباس کو یہ معاملہ واقع ہوا کہ انھوں نے ایک روز حضرت صلعم کے پاس ایک شخص کو دیکھا جب وہ چلا گیا تو پوچھا یہ کون تھا حضرت نے فرمایا کیا تو نے دیکھا کیا کہا ہاں فرمایا جبرئیل تھے اب تیری آنکھوں کی کوروشنی جاتی رہیگی مگر برکت صحبت آنجنابؑ نہ ہو اسکا آخر عمر بین ہو اور ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اگرچہ میری بصارت ظاہری زائل ہو گئی ہو لیکن زبان و قلب میں روشنی ہو  
 ہذا ما خلفہ ستاد الاساتذہ قدس اللہ سرہ العزیز اور شیخ عبدالحق شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلعم  
 جسے جبرئیل کو سوائے پیغمبر کے دیکھا اسکی بنیائی جاتی رہی اور بنیائی تیری بھی جانے والی ہو لیکن روزِ وفات  
 پھر لمبا لگی کہتے ہیں کہ جب ابن عباس مرے اور آنکھوں میں پسٹا تو ایک جانور سفید آیا اور کفن میں قابو کیا  
 ہر چند لوگوں نے تلاش کیا نہ ملا تب عکرمہ مولیٰ ابن عباس نے کہا کیا احق ہو یہ بنیائی اسکی تھی جبکہ پیغمبرؐ نے  
 وعدہ فرمایا تھا اور جب آنکھوں میں سکھا تو ایک آواز غیب سے آئی یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک اضیئہ ضیئہ  
 اور جو کوئی شبہ کرے کہ اور صحابہ نے بھی حضرت جبرئیل کو دیکھا تھا کھوں بصورت اعرابی اور کھوں بصورت  
 وحیہ کلبی جیسا جلال الدین سیوطی نے تحقیق کیا ہے کہ حضرت عائشہ اور ابی ابن کعب اور عبد الرحمن ابن عوف  
 و عرابض ابن ساریہ وغیرہ نے بھی دیکھا ہے اور ابی داؤد نے ابو جعفر سے روایت کی ہے کہ مناجات جبرئیل کی  
 پیغمبر خدا کے ساتھ ابو بکر صدیق نے سنی ہے پھر انکی بصارت کیوں نہ زائل ہوئی تو رفع اسکا یوں ہوتا ہے کہ وہ  
 وقت نزول وحی نہ تھا اس سبب سے زوال بصر نہو بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ تعلیل حضرت صلعم کی نام نہ تھی  
 بلکہ خاص ابن عباس کے واسطے تھی کیونکہ یہ حضرت صغیر تھے امور غیبیہ کے دیکھنے کی برداشت نہ رکھتے تھے لہذا  
 صدمہ شدید ہو چنانچہ جب تک قوت معارض رہی بنیائی بھی رہی اور جب سن کا انحطاط ہوا اس صدمہ نے تاثیر کی  
 لیکن یہ توجیہ رکھیک ہے صحیح یہ ہے کہ برکت خدمت حضرت صلعم کی معارض صدمہ ہوئی اور آخر عمر میں اسی برکت سے  
 جب آنکھیں ابن عباس کی محسوسات ظاہری سے بند ہو گئیں تو صور خیالیہ اعیان مثالیہ سے مشغول ہوئیں اور  
 شیخ عبدالحق محقق دہلوی شرح میں فرماتے ہیں کہ اور صحابہ نے حضرت جبرئیل کو عالم ناسوت میں دیکھا تھا اور  
 حضرت ابن عباس نے عالم ملکوت میں اس سبب سے زوال بصارت ہو گیا اور علامہ ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت  
 ابن عباس نے جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ایک بار بصورت وحیہ کلبی دیکھا تھا چنانچہ سیوطی نے جمیع الجوامع میں  
 لکھا ہے کہ فرمایا ابن عباس نے ایک مرتبہ گذرا میں پیغمبر خدا پر بارچہ سفید پہنے اور حضرت صلعم وحیہ کلبی سے  
 راز کہہ رہے تھے اور وہ جبرئیل تھے سو جبرئیل نے حضرت سے کہا یہ ابن عباس ہے اگر سلام کرنا ہم پر تو ہم جواب  
 دے گئے کپڑے خوب سفید ہیں اور بعد اسکی ہنسی کی اولاد اسکی کپڑے سیاہ اور جب چڑھ گئے جبرئیل آسمان پر تو حضرت صلعم  
 میری طرف پھرے اور فرمایا کہنے منع کیا تجکو سلام سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ باتیں کر رہے تھے

وحیہ کلبی سے میں نے مکروہ جانا کہ باز کھنوں آ پکو گیس سے فرمایا حضرت صلعم نے وہ جبرئیل تھے روایت کیا اسکو ابن عساکر اور ترمذی نے کہا کہ یہ قصہ دوبار ہوا کذا فی جامع الاصول اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ عالم ناسوت دیکھا تھا دوسری مرتبہ عالم ملکوت میں اور روتہ ثانیہ موجب فقدان بصارت ہوئی اور تشریح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ سبب مثل جبرئیل علیہ السلام بصورت بشر بنا برستیناس و اتلاف تھا اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ ہر گاہ فادہ و استفادہ مناسبت و جنسیت شرط ہو تو جب کبھوں بشریت حضرت صلعم کی ملکیت جبرئیل علیہ السلام پر غالب آتی تھی تب جبرئیل لباس بشر ظاہر ہوتے تھے اور ہر گاہ کہ ملکیت جبرئیل بشریت انجذاب پر غالب آتی تھی تو حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم وجود بشریہ سے غائب ہو کر فیض ملکوت میں جاتے رہتے تھے اور صورت اولی وحی کی عوہ بشارت ہوتی تھی اور صورت ثانیہ بوعید و مذارت ہذا ما حققہ استاد وی محمد حسن علی الماشی المحدث رحمۃ اللہ علیہ اور موہب لدنیہ میں ہے کہ وحیہ کلبی نہایت حسین و جمیل و خوش اندام تھے حتیٰ کہ جب سفر سے پلٹ کر آتے تو عورتیں یگانہ و بیگانہ آنکھوں دیکھنے آتی تھیں جن کہتا ہوں کہ اسی مناسبت سے حضرت جبرئیل علیہ السلام اکثر بصورت وحیہ کلبی تشریف لاتے تھے کہ حسن صوری موجب مسرت و فرح روح انسانی کا ہے جو تھی طرح وحی کی یہ تھی کہ ایک آواز مانند آواز جس گوش مبارک میں سنائی دیتی تھی کہ سوائے انجذاب صلعم کے اور کسی کو الفاظ و معانی اُسکے مفہوم نہوتے تھے اسی قسم میں جبین مبارک پر پینا آتا تھا اور مرکب بیٹھ جاتا تھا چنانچہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سر دترین ایام زمستان میں وحی آتی تھی تب بھی جبین مبین انجذاب سے قطرات عرق ٹپکتے تھے اور ہنگام نزول وحی اگر انجذاب گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہوتے تھے تو وہ جانور گر پڑتا تھا مگر مادہ شتر خاصہ آنحضرت کہ غضبا و تقوا نام رکھتی تھی، ہاتھ و پیراں خم کر لیتی تھی اور افتادگی سے محفوظ رہتی تھی اور اس بات کی اُسکو عادت ہو گئی تھی اور اگر کسی کی ان پر مستحکم ہوتے تھے تو اُسکے ٹوٹ جانے کا خوف ہوتا تھا اور چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا اور نفس شریف بلند ہوتا تھا کہ دور سے آواز سننی جاتی تھی کذا ذکرہ استاد الاساذ فی تفسیر و تحت قولہ تعالیٰ انا سنلقی طلیک قولا تقبلاد بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ ایک مرتبہ انجذاب صلعم زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پر سر رکھے بیٹھے تھے دفعۃً وحی آئی تو اُنکی ران گرانی سے ٹوٹنے لگی اور جب سورہ مائدہ نازل ہوئی تو انجذاب ثاقہ پر سوار تھے قریب تھا کہ اُسکا بازو ٹوٹ جائے اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ مطلق وحی کہ نزول میں حضرت پر ایک نوع کی شدت ہوتی تھی اور رنگ چہرہ کا متغیر ہو جاتا تھا کچھ مصلحتہ البحرس کی تخصیص نہیں تھی کما اشارہ الیہ تعالیٰ شانہ انا سنلقی طلیک قولا تقبلاد پانچویں طرح یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت اصلہ تشریف لاتے تھے اور حکم خدا بیان کرتے تھے چنانکہ سورہ والنجم میں فرماتے ہیں ولقد راہ نزلاتہ اُخری عند سدرۃ المنتہ عند





آگاہ کرنا باخفا ہو جس طرح سے ہو خواہ یہ کلام یا یہ کتابت یا برسالت یا بشارت اور گماہے  
لفظ وحی سے معنی اسم مفعول کے قصد کرتے ہیں چنانکہ خلق سے مخلوق اور یہ کلام الہی ہو جو کہ انبیاء  
ہوتا ہو سو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی وحی ہوئی اور انبیاء سابقین پر بتوزیع قائم رہ  
تاریخ و ماہ نزول وحی میں اختلاف ہو محمد اسحق فرماتے ہیں کہ نزول وحی رمضان شریف میں ہو  
اور اسوقت چھ ہزار تینتس برس پہلے آدم علیہ السلام سے گزرے تھے اور جامع الاصول میں بعد بیان  
اختلاف نصیح کی ہے کہ نزول وحی تاریخ سوم خواہ ہشتم ربیع الاول ہو اور عمر ابن خطاب کی اکتالیس برس  
تھی اور سبھی المتخلف میں ہو کہ جبریل علیہ السلام اول بروز شنبہ وقت شب تشریف لائے اور یکشنبہ کو بھی  
پھر بروز دوشنبہ تاریخ ہشتم یا دہم ربیع الاول مخاطب بالرسالہ کر گئے اور اسوقت قتل کسری سے سات  
گزرے تھے قصہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار کیا کہ میں پیغمبر خدا و خاتم الانبیاء  
ہوں سو اول حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مشرف بایمان ہوئیں بعد ازاں اسی دن آخر وقت  
یا دوسرے روز اول وقت حضرت امیر المومنین یحیوب المسلمین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ  
ایمان لائے چنانچہ آنجناب فرماتے ہیں صلیت مع النبی قبل الناس بعد انکے زید ابن جابر نے پھر  
حضرت امیر المومنین امام المتقین بالتحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت حضرت  
محبوب العالمین کو ہر اسے تشریف لائے اور احوال وحی بیان فرمایا اسی وقت خدیجہ الکبریٰ ایمان لائیں  
قد ذہبت الیہ جماعة من الصحابة والتابعین اور بعضے کہتے ہیں کہ اول علی مرتضیٰ ایمان لائے اور بعضوں  
نزدیک سب سے پہلے دوقہ ابن نوفل ایمان لایا اور شیخ ابن الصلاح کے نزدیک احوط یہ ہے کہ طائفہ عورتوں  
اول خدیجہ ایمان لائیں اور گروہ اطفال سے اول علی مرتضیٰ اور جو انون میں ابوبکر صدیق اور مولیٰ میں زید  
ابن حارثہ اور غلاموں میں بلال حبشی رضی اللہ عنہم اجمعین اور ابن عبد البر نے دعویٰ کیا ہے کہ بالاتفاق  
ثابت ہے کہ اول علی ابن ابیطالب ایمان لائے ہیں لیکن کچھ عرس و خوف والد سے چھاتے تھے اور صدیق اکبر  
نور ابلا کامل و تردد ظاہر ہو گیا اور دلیل انکی یہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے باپ  
وہ فرماتے تھے کہ صدیق اکبر مجھے چار باتوں میں سابق میں ایک افشاء اسلام میں دوسرے ہجرت میں  
تیسرے مصابحت غار میں چوتھے اقامت صلوة میں اور میں براہ خوف ظہار اسلام و ادائے صلوة میں باخفا کرتا تھا  
اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ کریمہ سورہ احقاف حتیٰ اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین شان ابوبکر میں  
مازل ہوئی ہے اور قصہ سکایہ ہے کہ جب صدیق اکبر کی عمر بیس برس کی ہوئی تو ہمراہ حضرت رسالت مآب صلی  
مقصود تجارت جانب شام گئے اور ایک مقام درخت بیری کے نیچے نزول فرما ہوئے اُسکے قریب ایک درویش کلبی

بیان اختلاف تاریخ  
نزول وحی

نور ابلا کامل

رہتا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اُسے پوچھا کہ درخت سیر کے نیچے کون ہے ابو بکر نے کہا محمد بن عبد اللہ  
 بن عبد المطلب اُس راہب نے کہا واللہ یہ نبی ہیں بعد عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے اس درخت کے سایہ میں  
 کوئی نہیں بیٹھا مگر محمد بنی اللہ سو یہ کلام اسی وقت سے صدیق اکبر کے دل میں جم گیا اور نقش فی الحجر ہو گیا  
 کہ اُسی دن سے ابو بکر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و محبت اختیار کی یہاں تک کہ چالیس  
 برس کے ہوئے اور ابو بکر اسلام لانے کے وقت اُ رئیس برس کے تھے لقصہ حضرت صدیق کے ایمان لانے سے  
 و عوث اسلام شروع ہوئی اور انکی فہمائش سے اور لوگ ایمان لانے لگے چنانچہ عثمان ابن عفان رئیس  
 بنی عبد شمس و زبیر بن العوام سرور بنی اسد و عبد الرحمن ابن عوف و سعید بن ابی وقاص افسران بنی زہرہ و  
 طلحہ ابن عبد اللہ امیر بنی تمیم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور قبائل  
 قریش کی شوکت شکست ہوئی انھیں بزرگوں کو سابق بولتے ہیں بھر دوسرے روز عثمان ابن نطھون ابو عبد  
 ابن الحارث و ابوسلمہ ابن عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی و ارقم ابن ابی الارقم و عبد اللہ ابن مسعود و ہدیٰ ایمان  
 لائے ابی مسعود کی ابو عبد الرحمن بنی و ہدیٰ بضم الماء و کسر الذال نسبت جانب قبیلہ ہذیل کے یہ قبیلہ غریقل  
 قریش سے ہے اور بعضوں کے نزدیک چند روز پیشتر اسلام لانے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایمان لانے ہیں اور بعض کے  
 نزدیک بعد پانچ آدمیوں کے چھ یہ حضرت ہیں مساک و پاپوشین و آب طہارت آنحضرت صلعم سفر میں انھیں کے  
 سپر و فرماتے تھے اور ہرے ائمہ ضیفہ کے نزدیک بعد خلفاء و اربابہائے فاضلہ و فقیہہ نہ تھا اور خلیفہ البدن قبلہ  
 کھینکے گندم گون تھے ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر ہوئی اور وفات سال سی و دوم ہجری میں پانی بقیع میں مدفون ہیں  
 و بعد ان حضرات کے سعید بن زید اور زوجہ انکی فاطمہ بنت خطاب بلال و خطاب بن الارت و صہیب و می ایمان لائے  
 یہ صہیب بن سنان غلام آزاد و عبد اللہ بن جذعان تیمی کے ہیں کنیت انکی ابو یحییٰ اور سکندر بن ہرمل واقع میان و حلب  
 و وفات ہر اہل روم کی لوٹ میں ہاتھ آئے تھے اسوجہ سے رومی کہلائے اور وہوں سے قبیلہ کلب نے خرید کیا اسے عبد اللہ  
 بن جذعان نے مولیٰ کیا اور آزاد کیا اور بعض کہتے ہیں کہ روم سے مکہ منظمہ میں بھاگ آئے تھے ان دنوں کم عمر تھے جب  
 جوان ہوئے تو عبد اللہ بن جذعان سے ہم قسم ہوئے اور اسلام لانے عمر شریف انکی ستر برس کی ہوئی سال شہادہ ہجری میں  
 وفات پانی بقیع میں مدفون ہوئے اور بعد انکے عمار بن یاسر و مان انکی سمیہ و ام سلمہ و خولہ بنت حکیم ایمان لانے  
 اور ان سب کے ایمان لانے میں حضرت صدیق اکبر محرک ہوئے اور اللہ نے انکی دعوت کو انبرختشا اور ابن جلد کہتے ہیں  
 کہ بعد حضرت خدیجہ کے سب عورتوں سے پہلے ام الفضل زوجہ عباس و اسامہ بنت ابی بکر ایمان لائیں بالجلالتین برتنک  
 و عوث اسلام پوشیدہ و مخفی ہوتی رہی اور ضحفا و غربا ایمان لانے کے چوتھی برس کریمہ فاصدع با تو م و اعرض  
 عن الشکرین ازل ہوئی یعنی اللہ نے حضرت سے فرمایا ظاہر کرو اس کام کو جبکا تجھے حکم ہے اور پھر لے اپنا منہ

یہ تمام عوام آزاد  
 بنی و عوام ہجرت  
 ابی مسعود کی ابو عبد الرحمن بنی و ہدیٰ بضم الماء و کسر الذال نسبت جانب قبیلہ ہذیل کے یہ قبیلہ غریقل  
 قریش سے ہے اور بعضوں کے نزدیک چند روز پیشتر اسلام لانے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایمان لانے ہیں اور بعض کے  
 نزدیک بعد پانچ آدمیوں کے چھ یہ حضرت ہیں مساک و پاپوشین و آب طہارت آنحضرت صلعم سفر میں انھیں کے  
 سپر و فرماتے تھے اور ہرے ائمہ ضیفہ کے نزدیک بعد خلفاء و اربابہائے فاضلہ و فقیہہ نہ تھا اور خلیفہ البدن قبلہ  
 کھینکے گندم گون تھے ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر ہوئی اور وفات سال سی و دوم ہجری میں پانی بقیع میں مدفون ہیں  
 و بعد ان حضرات کے سعید بن زید اور زوجہ انکی فاطمہ بنت خطاب بلال و خطاب بن الارت و صہیب و می ایمان لائے  
 یہ صہیب بن سنان غلام آزاد و عبد اللہ بن جذعان تیمی کے ہیں کنیت انکی ابو یحییٰ اور سکندر بن ہرمل واقع میان و حلب  
 و وفات ہر اہل روم کی لوٹ میں ہاتھ آئے تھے اسوجہ سے رومی کہلائے اور وہوں سے قبیلہ کلب نے خرید کیا اسے عبد اللہ  
 بن جذعان نے مولیٰ کیا اور آزاد کیا اور بعض کہتے ہیں کہ روم سے مکہ منظمہ میں بھاگ آئے تھے ان دنوں کم عمر تھے جب  
 جوان ہوئے تو عبد اللہ بن جذعان سے ہم قسم ہوئے اور اسلام لانے عمر شریف انکی ستر برس کی ہوئی سال شہادہ ہجری میں  
 وفات پانی بقیع میں مدفون ہوئے اور بعد انکے عمار بن یاسر و مان انکی سمیہ و ام سلمہ و خولہ بنت حکیم ایمان لانے  
 اور ان سب کے ایمان لانے میں حضرت صدیق اکبر محرک ہوئے اور اللہ نے انکی دعوت کو انبرختشا اور ابن جلد کہتے ہیں  
 کہ بعد حضرت خدیجہ کے سب عورتوں سے پہلے ام الفضل زوجہ عباس و اسامہ بنت ابی بکر ایمان لائیں بالجلالتین برتنک  
 و عوث اسلام پوشیدہ و مخفی ہوتی رہی اور ضحفا و غربا ایمان لانے کے چوتھی برس کریمہ فاصدع با تو م و اعرض  
 عن الشکرین ازل ہوئی یعنی اللہ نے حضرت سے فرمایا ظاہر کرو اس کام کو جبکا تجھے حکم ہے اور پھر لے اپنا منہ

مشرکوں سے تب تو حضرت نے کھلا کھلی دعوت اسلام شروع کی یہاں تک کہ سورہ شعراء میں ارشاد ہوا اور اندر  
 عشر تک الاقرین وخفض جناح لمن ابتغاک من الذین یبغی ورسالتہ قریب شیعہ داروں کو اور جھکا بازو اپنے  
 ایمان والوں کے لیے جو تیری پیروی کریں جب آیت نازل ہوئی تو حضرت صلعم نے تمامی قریش کو پکار کر گھسیٹا یا اور  
 اپنے چچا و چچو بھی وہیٹی سے فرمایا اللہ کے یہاں اپنی فکر کرو میں تمہارا خدا کے یہاں کچھ نہیں کر سکتا جب کہ دعوت  
 اسلام آشکارا ہوئی تو ولید بن مغیرہ و عاص بن ذاکل ابوزمہ الاسود بن المطلب اسود بن عبدنوح و حارث  
 بن قیس بن غنطہ شرارت و خباثت باطنی سے بدگوئی کرنے لگے کہ ایک دن میں اللہ نے پانچوں کو جو حقیقت پنج نبی  
 تھے کئی جباریوں میں مبتلا کر کے داخل جہنم کیا اور بھجے کہتے ہیں عاص و ولید بعد ہجرت مرے ہیں اسی عرصہ میں یہ  
 معاملہ ہوا کہ ایک دن قاص چند آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کعبہ میں گئے تو مشرک آکر باغ ہوئے ایک مشرک کو  
 انھوں نے قتل کیا یہی خون اول اسلام میں ہوا یہی ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اول چالیس آدمی مسلمان ہوئے پھر تو  
 دعوت و مرد جان اسلام دورے اور دین اسلام کا اظہار رہوئے گا قریش نے تعرض ہو قوف کیا مگر جب حضرت صلعم کی  
 زبان مبارک پر بتوں کی گونش ظاہر ہوئی تب درپردہ ایذا ہوئے اور یسین یہ عہد باندھا کہ جو شخص اسلام لائے اسے رو  
 ہو طالب و دیگر نبی ہاشم سوائے ابی لمب کے حضرت رسالت پناہ کے حامی و معین ظاہری ہو گئے ایک روز اشرف قریش  
 جمیع ہو کر ابوطالب پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہمارے ٹھکانہ کو بڑا کہتا ہو اور ہمارے آبا و اجداد کو عیب لگاتا ہو  
 اور ہمارے دین کو باطل جانتا ہو اسکو منع کر دے اسلئے کہ تم بھی اسی دین میں جو ہمیں ہم ہیں ابوطالب نے ملائمت و حلم سے  
 سمجھا دیا اسی طرح دوہم تب جمع ہو کر آئے پھر ایک ذریعہ ابن ولید بن مغیرہ کو لا کر کہا یہ شخص محمد کا عوض ہے ابوطالب نے  
 کہا سبحان اللہ چندت خاک ابا عالم پاک مجھکو برگزینے میں تب کافر لوگ لڑائی پر مستعد ہو ابوطالب نے نبی ہاشم علی  
 و بنو عبد شمس بنی نوفل کو اعانت کے واسطے طلب کیا سو ہشتائے ابی لمب و دو سب بنی ہاشم و بنی مطلب حاضر ہوئے  
 و بنی عبد شمس بنی نوفل نے آئے مگر قہر و ہرگو کیا فائدہ اسی بحث سے بنی مطلب و بنی القری بنی داخل ہیں بخاری میں  
 جب سیل بن مطعم سے روایت ہو کہ جب حضرت صلعم نے سهم ذوی القربی تقسیم کیا تو میں نے اور عثمان ابن عفان نے کہا  
 یا رسول اللہ ہم بنی مطلب بہت و بزرگی میں برابر ہیں انکو آپ نے حصہ دیا اور ہم کو نہ دیا فرمایا مطلب کی اولاد  
 ہاشم کی ایک ہی چیز جو حاصل اس مقام کا یہ ہو کہ عبد مناف کے چار بیٹے ہاشم مطلب عبد شمس نوفل و بنی جبر  
 و بنو عبد شمس عثمان بنی عبد مناف ہیں میں ہر گاہ حضرت صلعم نے خیمہ کا پانچواں حصہ بنی ہاشم و مطلب کو دیا اور عبد  
 و بنو نوفل کی اولاد کو نہ دیا تب ان دونوں نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ بنی ہاشم کی شرفیت کے ہم قائل ہیں لیکن کیا سبب ہے  
 کہ مطلب کی اولاد کو آپ نے حصہ دیا اور ہم کو نہ دیا اگر ارزاہ برادری ہو تو ہم اور وہ برابر ہیں اسوقت حضرت صلعم نے فرمایا  
 انا بنو ہاشم و بنو مطلب شجر واحد و شجر ہین اصابعہ خلاصہ یہ کہ ان دونوں کی اولاد کسی بدترین بری بیخ و غم و رخت و

ابو طالب



و کفر و اسلام میں شریک ہی انکی خصوصیت کا یہ سبب ہو پس امام شافعی رحمہ اللہ سے بولمطلب کو آل میں داخل جانتے ہیں قصہ موافق فرمان اندر عشیرہ تک الاقرہ میں حضرت صالح کو صفحہ چلو بہ فرما ہوے اور اپنے قارب کو نام نیکر آواز دی اکثر در آئے اور بعض نے آدمی بھیجا خبر کو پھر حضرت نے فرمایا ایہ اہل قریش تم سے کہوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے نیچے ہو اور تم پر غارت کا ارادہ رکھتا ہو تو تم میرا کنپاش جانو یا جھوٹ سب بولے ہم سچ جانیگا اسلئے کہ جتنے پاکو کھون جھوٹ کہتے ہیں سنا بعد اسکے حضرت نے فرمایا ایہ قریش میں تمکو غدا ب خدا سے ڈراتا ہوں سو میرا کنپاشا تو ابولہب چچا ایک جس نے پھر مارے تھے بولا تبا لک سائر الیوم اکذرا جمعنا یعنی تو ہلاک ہو جو موسیٰ و اسطو نے ہلاک کیا تھا حضرت نے تحمل کیا پر اللہ نے جواب دیا تبت یا تبت یا الی لب تب یعنی ٹوٹ جائیو دونوں ہاتھ ابی لب کے اور ہلاک ہوا نام اس درود کا عبد الغفری تھا اگر سب چک چہرے کے عبدالمطلب نے ابولہب کہا تھا کہ یہی عنوان دورخی ہونے کا پڑا ابولہب جہنمی شعلہ آتش ہوا درود و محمد موت داخل جہنم ہوا اور دود و دونوں ہاتھوں سے عقدا و عمل کرے یہ دونوں ٹوٹے تو ہلاک ہوا اور ارم جمیل اسکی عورت تھی نہایت دشمن تھی اسنے حضرت کی راہ میں بول کے کانٹے بچھائے تاکہ آمد و رفت میں تکلیف ہو وہ بھی بڑی خرابی سے مری اور حطب جہنم ہوئی اور خدانے اسی کو حاکم الحطب فرمایا ہر یعنی لکڑی اٹھانے والی سبب بنت کے سو یہ لکڑی کا گٹھ اپنے سر پر لایا کرتی تھی لہذا حاکم الحطب ہو گیا اور بعد نزول سورہ تبہ یہ ایک دن ایک پتھر یکے مسجد حرام میں کدپ اور حضرت ابو بکر وہاں بیٹھے تھے ائی خدانے اسکی آنکھوں کو آگے دیکھنے سے اندھا کر دیا حضرت ابو بکر کو دیکھا اسنے کہا میں نے سنا ہو کہ مجھ نے میری جو کہی ہو اگر میں انکو بائی تو یہ پتھر سے مارتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں دو ہمسایہ ہیں تھا ایک ابولہب اور دوسرا عقبہ ابن معیط کہ یہ دونوں کو بر جمع کر کے راستے میں بچھاتے تھے کہ حضرت کو چلنے میں تکلیف ہو اور حلم آنحضرت یہ تھا کہ جب آنحضرت بانبٹکے تو فرماتے کہ ایسی عبد مناف یہ کیا ہساگی ہو اور گوہر گوراہ سے ایک طرف کر دیتے اور قریش کا یہ حال تھا کہ جو کوئی شخص کے ہیں کہیں سے آتا تو اس سے کہتے کہ محمد کی بات نہ مانو ورنہ فتنے میں پڑو گے اور کھون کھینے کہ یہ شخص ساحر ہو یا کہنے کہ شاعر ہو یا کہن اور کھون کہتے کہ مجھوں ہر چنانچہ ایک تہذیبہ اتفاق ہو کہ ولید ابن خغیرہ بڑا قابل اور حسن تھا قریش سے کہنے لگا کہ موسیٰ ج قریب ہو تمبا ل عرب بطران و جوانب سے مٹ کر زیارت بیت اللہ کو آئیگے اور آواز دے یا قتب نبوت محمد ابن عبد اللہ بخوبی سن سکے ہیں لاریہ لوگ ایمان لائیگے ایسی کوئی بات تجویر کرنا چاہیے حسین انکے دل پر پھر جائیں گے ایک ہی بات تجویر کر دو کہ پھر اسمیں اختلاف نہ پڑے رو ساء قریش نے کہا کہ ایہ عبد شمس تو ہی فکر کر ولید نے کہا تم لوگ اول تجویر کر پھر میں بھی اپنی عقل کے موافق بتلاؤ مگنا تب کسی نے کہا کہ محمد کو کاہن کہنا چاہیے اسنے کہا واللہ میں نے بہت کاہن دیکھے اس درود کا کلام ہرگز کاہنوں کے سماع و فرم سے نہایت نہیں کہتا کیونکہ کاہن کھون سچ کہتا ہو کھون کھون جھوٹ اور محمد کے کلام میں کھون کذب نہیں ہوتا اگر یہ تجویر کر دے تو عرب کے لوگ جھوٹا بتلائیگے تب بولے کہ مجھوں ہی کہیں

احوال ابولہب کا

ابو نفصہ غمال

غلام ہاشمی اور

نصف ذی القعدہ

۱۲

بیان حضرت

ولید نے کہا واللہ جنوں کی کوئی بات اُس میں نہیں پاتا ہوں میں نے بہت مجنون کیے ہیں اور ظاہر ہے کہ ہذا میں مجنوں کے قتل و غلط و نصح پر نہیں ہوتے اور اکثر کلام کا جابجا بیجا خط و بے ربط ہوتا ہے اور مجھ کا کلام سر حکمت و غلط ہے پھر اور لوگ بولے کہ ہم شاعر کہیں گے ولید نے کہا شاعر بھی نہیں ہے میں نے عبد بن اللہ بن الصلت اور دیگر شعراء تقدیس کیے شعراء نہیں اور خود بھی شعر شاعری میں خوب ماہر ہوں اُس کا کلام اصلاً شعر سے مناسبت نہیں رکھتا اور نہ اُس کو سلیقہ شعر گوئی کا ہے تب کہنے لگے کہ ساحر کہنا چاہیے ولید نے کہا ساحر لوگ میں نے بہت دیکھے وہ ہرگز ساحر نہیں ہے اس واسطے کہ کلمات سحر کے محل اور بے معنی ہوتے ہیں اور ساحر حیشہ اپنے سحر سے کسب مال دنیوی کرتا ہے اور یہ کلام پرانے ہی اور مجھ کو پروا مال اصلاً نہیں بعد از بیان ان ہفتوں کے نامل میں جانا رہا اور ترش و ہو کر خاموش ہو اب قریش گھبرائے اور کہنے لگے کہ تو ہی بتلا کہ اکمین ولید بولا واللہ جو کلام محمد علیہ السلام بولتے ہیں اُس میں ایک عجیب حلاوت و فصاحت و قبول و نوبہ ہے کسی کلام میں نہیں پاتا ہوں اور وہ خود بذات خاص ایسا نہیں جس کو کوئی نہ پہچانے کیونکہ نسب میں سب سے افضل یعنی عبد المطلب کا پوتا ہے اور فصاحت بیانہ و طلاقت لسانہ میں اپنا نظیر نہیں رکھتا پھر جوابات تم تجویز کر کے کہو گے وہ بات بعد از ملاقات چھوٹی ٹھہری مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ بحر بابل ہے کہ محمد کو مستحق سمجھیں سے پہنچا ہے اور بحر بابل درائے نواح سحر کے ہے دلیل قوی اُسکی سحر ہونے پر یہ ہے کہ اُن کے کلام میں ایک تصرف ظاہر ہے یعنی باب بیٹوں جو روز خصم میں جدائی پڑ جاتی ہے اس حیثیت سے فی الجملہ سحر سے شائبہ رکھتا ہے ناگزیر اگر کچھ کہا چاہتے ہو تو ساحر ہی کہو اگر کچھ بھی مفید ہو گا غرض کہ اسی پر سب لوگ خوش ہو کر متفق ہوئے اور شہر میں ہنادی کر دادی کہ اب مجھ کو ساحر کہا کرو اور کوئی شخص شاعر و مجنون کا نہیں کہے پھر موسیٰ حج میں جو کوئی شخص اُن کے پاس آتا اُس سے بھی کہتے ہی ولید کے حال میں سورہ مدثر میں ارشاد ہوتا ہے اور فکر و قدر فقل کیف ثم قتل کیف قدر ثم نظر ثم عس و استکبر فقال ان هذا الا سحر یوثر ان هذا القول البشر یعنی اُسے سوچ کیا اور دل میں ٹھہرایا سوچا یا جو کیا ٹھہرایا پھر بار بار جو کیا ٹھہرایا پھر نگاہ کی پھر تیور می چڑائی اور نہ تھکتا یا پھر ٹھہری اور غرور کیا پھر بولا اور نہیں یہ جادو ہی چلا آتا اور نہیں یہ کہا ہے آدمی کا سبب اتفاق ہے کہ ولید بن مغیرہ کے عناد کا سبب یہ واقع ہوا کہ ایک دن ولید مسجد میں بیٹھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مسجد میں تشریف فرما تھے کہ سورہ حم السجدہ نازل ہوا آن حضرت نے اُس کو آواز بلند جب تلاوت پڑھا تو ولید نے بھی کان نہ لکھ کر سنا آن حضرت نے دیکھا کہ یہ شخص بھی سنتا ہے لہذا دوبارہ آنحضرت نے پڑھا اُس نے نامل کر کے اپنی قوم سے کہا کہ انصاف یہ ہے کہ میں نے آج جو کچھ محمد سے سنا ہے وہ ہرگز کلام آدمی کا نہیں ہے اور نہ کلام جن کا اُس نے اس کلام میں وہ حلاوت ہے کہ کسی کلام میں نہیں ہے اور یہ کلام غالب ہے کہ سب پر غالب آوے اور کعبوں کسی سے مغلوب نہ ہو پھر جب اُس مجلس سے اٹھا تو یہ خبر ابو جہل کو پہنچی کہ آج ولید کلام محمد پر فریفتہ ہوا ہے سو وہ دو دو بعض عیسویوں کو ساتھ لیکر ولید کے گھر گیا اور بولا تجھ سے سخت تعجب ہے شاید تو دین محمد پر نائل ہو ہے اور تجھ کو بھی رغبت اُس کھانے کی جو ابوبکر اُس کے لیے پکا لاتا ہے ہوئی ہے ولید اس بات پر نہایت برآشتہ ہوا اور کہنے لگا کہ تو میرا پیش و تنم جانتا ہے محمد اور





زیادہ ہو رہا ہے بخلاف اور مالوں کے اور قابلیت اور مباحث شعر و سخن و تبحر و کمال ہر فن اللہ نے عنایت کیا تھا کہ اسی سبب سے یہ سچا نہ قریش کہلاتا تھا اور باوصف ان امور کے ایسا ناشکر گزار تھا کہ بھون کلمہ شکر زبان پر نہ لایا اور سولے بت پرستی اور عبادت لائے غری کے کسی کام میں مصروف نہوا آخر کار یہ فوبت پہونچی کہ پی در پی نقصان مال و جاہ لاحق ہونے لگا کہ فقیر ہو کر اور آخرت میں گندہ و زنج بنا اور ان شبہات و اہیہ کو اللہ جل شانہ نے رفع کیا ہے کہ سورہ ذاریات میں ارشاد ہوتا ہے کہ لک مال

الذین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحرا و مجنون التوا صوابہ بل ہم قوم طاغون یعنی اسی طرح ان سے پہلے جو رسول آیا ہے کہا کہ جادو گر ہو یا دیوانہ آیا ہے کہ مرے ہیں ایک دوسرے کو کوئی نہیں یہ یہ لوگ شریر ہیں اور سورہ طور میں فرماتے ہیں فذکر فماتت بنعمۃ ربک بکاہن

و لا مجنون ام یقولون شاعر تر یصن ربیب المنون قل تر یصو افانی معکم من المتربصین یعنی اب تو سمجھا کہ تو رب کے فضل سے یہ یوں والا نہیں نہ دیوانہ کیا کہتے ہیں یہ شاعر ہی ہم راہ دیکھتے ہیں اسپر گردش زمانہ کی تو کہ تم راہ دیکھو کہ میں بھی ساتھ تمہارے راہ دیکھتا ہوں روایت صحیح ہے

کہ عروہ ابن زبیر نے عبد اللہ ابن عمر و ابن عاص سے پوچھا کہ مجھ کو خبر دے اس سخت تکلیف سے جو آنحضرت کو قریش سے پہونچی تھی اُسے کہا کہ ایک دن قریش کعبے میں تھے اور میں بھی وہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ واللہ میں نے کھون ایسا صبر نہیں کیا جیسا آپ

کرتے ہیں یعنی جو کچھ محمد چاہتا ہے ہو اور ہمارے باپ دادا کو کہتا ہے اور ہمارے دین کو ہرا جاتا ہے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور طواف کعبے میں مشغول ہو تو اُن سے طواف میں قریش پر بھی گذر ہوا قریش نے ایک بات ایسی سخت کہی کہ آنحضرت کا چہرہ مبارک میں نے متغیر دیکھا

پھر دوسرے اور تیسرے طواف میں بھی اسی طرح بولے تیسری مرتبہ آنحضرت نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے اہل قریش سنو کان لگا کر کہ میں تم پر فوج لایا ہوں اگر میرا کلام نہیں سنتے اور میری متابعت نہیں کرتے تو میری کی طرح فوج کروں گا اور بخوبی مطلع ہو کہ میری گرائی میں سب برباد و خراب ہو گے اس کلام کے

سنتے ہی آواز سب کی بند ہوئی اور بدن میں لرزہ پڑا آخر تعلق اور چا پلو سی سے پیش آئے دوسرے دن پھر صبح ہوئے تو میں موجود تھا پھر آنحضرت تشریف لائے اور طواف میں مشغول ہوئے یکایک بلوہ کر کے سب کا فر آنحضرت کے گوشن کی طرح دوڑے اور کہنے لگے تو ہی ہمارے حق میں اور ہمارے ٹھا کر دن کے حق میں

بیزبانیان کرتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ وہ میں ہی ہوں تب ایک کافر نے کنارہ چادر پکڑا اور گردن بھاگتا ڈال کر کھینچنے لگا کہ آنحضرت کا دم بند ہونے لگا ابو بکر صدیق یہ حال دیکھتے تھے وہ دوڑے اور کافروں سے

آنحضرت کو چھڑا یا وہ لوگ صدیق سے لپٹ گئے اور مارنے لگے کہ حضرت صدیق بیہوش ہو گئے اور آپ کے سر کے بال ٹوٹ گئے اور بڑی چوٹ آئی تب بنو تمیم نے چھڑا یا جب تھوڑی دیر میں ہوش آیا تو کہنے لگے اقلکون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم یعنی تم ایسے شخص کو قتل کیا جانتے ہو جو کہتا ہو کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس خدا کی نشانیاں لایا ہے صحیح بخاری میں ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ کافر عقبہ ابن معیط تھا اور اس تکلیف میں آنحضرت کو غش آگیا تھا اور حضرت صدیق نے حالت بیہوشی میں چھڑا یا جو محققین فرماتے ہیں کہ مومن آل فرعون سے حضرت صدیق اکبر افضل تھے کیونکہ اُسے زبان ہی سے حضرت موسیٰ کی خدمت کی تھی اور حضرت ابو بکر نے زبان اور ہاتھ سے کی اور قول اور فعل سے نصرت کی اس سبب حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ان مقدّمون میں حضرت امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے قائل تھے اور عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز پڑھتے تھے اور ابو جہل ملعون مع ایک جماعت قریش کے بیٹھا تھا اُسے لکھ لکھو کیا کر رہا ہو کوئی ایسا ہو کہ فلاں جگہ سے اونٹ کا شکنبہ یعنی اوجھ اٹھا لائے اور جب یہ مرد نماز کے سجدے میں جائے تو اُسکے شانوں پر رکھ دے عقبہ علیہ اللعنة گیا اور اونٹ کا شکنبہ اٹھا لایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے اُسے دونوں شانوں کے بیچ پیٹھ پر وہ اوجھ رکھ دیا آنحضرت سجدہ میں رہے اور سر مبارک سجدہ کے لیے نہ اٹھا یا قریش بہتے گئے مآنگہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خبر ہوئی وہ تشریف لائیں آنحضرت سجدے میں تھے اُنھوں نے وہاں پاکی دے کہ کافروں کو ملامت فرمائی جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو بنو نضر نے حرمتی نماز کے دعا بد فرمائی کہ اللکم علیک بقریش اسی طرح تین مرتبہ دعا کی پھر نام لیکر کہا اللہم علیک بابی ابن ہشام و عقبہ ابن ربیعہ و شیبہ ابن ربیعہ و ولید ابن عقبہ و امیہ ابن خلف و عقبہ ابن ابی معیط و عمارہ ابن الولید و اہل بنی النضیر ابن مسعود پس عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ جس کسی کا نام حضرت نے دعا میں لیا تھا وہ جنگ بدر میں مارا گیا اور امیہ بن خلف ناخلف بنی النضیر کے میں آیا اور مر گیا فائدہ عمارہ ابن ولید کے نام میں شک ہے موقت مشارق الانوار کے نزدیک یہی شخص تھا جسکو راوی بھول گیا مگر اس قول پر توفیق نہیں کیونکہ موت عمارہ حبش میں لگتے ہیں شاید کوئی اور کافر تھا جسکا نام حضرت نے لیا مگر راوی بھول گیا ابن اسحق فرماتے ہیں کہ جب قریش کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی طرح سخت برقع تو باہم یہ عہد پیمان کیا کہ جو کوئی مسلمان بے قوم و قبیلہ و دراندازہ و عاجز ہو اسکو ایداد بن حنیفہ عمارہ بن یاسر رضی اللہ عنہ والدین و مشیرہ کی تکلیف تصدیق میں مشغول ہوے بلکہ ایک دن گرم ریت پر پڑا رہے ہوے مارتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا صبر یا ال یا سر فان موعدکم الجنة آخر کار ابو جہل مردودنے یا سر و صبر

تفہیم القرآن

یہی شخص ہے جسکا نام حضرت نے دعا میں لیا تھا وہ جنگ بدر میں مارا گیا اور امیہ بن خلف ناخلف بنی النضیر کے میں آیا اور مر گیا فائدہ عمارہ ابن ولید کے نام میں شک ہے موقت مشارق الانوار کے نزدیک یہی شخص تھا جسکو راوی بھول گیا مگر اس قول پر توفیق نہیں کیونکہ موت عمارہ حبش میں لگتے ہیں شاید کوئی اور کافر تھا جسکا نام حضرت نے لیا مگر راوی بھول گیا ابن اسحق فرماتے ہیں کہ جب قریش کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی طرح سخت برقع تو باہم یہ عہد پیمان کیا کہ جو کوئی مسلمان بے قوم و قبیلہ و دراندازہ و عاجز ہو اسکو ایداد بن حنیفہ عمارہ بن یاسر رضی اللہ عنہ والدین و مشیرہ کی تکلیف تصدیق میں مشغول ہوے بلکہ ایک دن گرم ریت پر پڑا رہے ہوے مارتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا صبر یا ال یا سر فان موعدکم الجنة آخر کار ابو جہل مردودنے یا سر و صبر

بفہم المسین الہمامہ وکسر المیم وتشدید التختانیۃ زوجہ یاسر کو مارتے مارتے مار ڈالا کہ ابتدا سے اسلام میں درجہ شہادت  
انھیں کو نصیب ہو یا سیمہ وخر جباط معقہ ابو خدیفہ تھیں۔ یہ مجاہدین اولین کے ساتھ حبش کو تشریف لے گئے تھے جس نے پانچ  
مراجعت کی تو اس دودنے ہلاک کیا وبراہیۃ قبل پر پیغمبر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالبؓ کو اس کے بلالؓ کو  
ایسی ایسی تکلیفیں دیتے تھے کہ بیان میں نہیں آسکتیں یعنی حضرت بلالؓ عاشق خدا سے ذوالجلال امیہ بن خلف  
سکالک غلام تھا مگر وہ پویشیدہ زیور ایمان سے آراستہ ولباس ایمان سے پیراستہ ہو چکے تھے اور عبادت حق  
حسب فرمودہ رسول رب حق کیا کرتے تھے جسے جسے یہ خراب بن خلف ناخلف کو پہنچی اُسے اپنی خدمت سے الگ کیا  
اور کلید خزانہ وبت خانہ دوسرے غلام کو دی اور بلالؓ سے پوچھنے لگا تم کسی پرستش کرتے ہو فرمایا خدا سے بے غش و  
اُسے کہا اس عبادت کو چھوڑ نہیں دو تا راجا میگا فرمایا یہ تو ہرگز نہ ہو گا تب وہ کافر لگا ہو گیا اور وضع تعذیب  
و تادیب باتفاق اسے شیطان اویس پنے کے یون نکالی کہ غلاموں سے حکم دیا کہ صبح کو دن چڑھتے بول کے  
کھانٹے بلالؓ کے بدن میں چھو یا کر و اور جب نقاب خوب گرم ہو تو انکو دھوپ میں چپٹ لٹا کر راز سرتا پا کر مچھ رکھا کرنا کہ  
ہل سکین اور گرد آگ جلادیا کر و خوب جلیں اور جب شام ہوتا تھا پیرا بندہ اندھیری کو کٹھری میں قید رکھوا اور  
باری باری تازیانے مارا کر و اور صبح تک یہی کام کیا کر و اسی طرح ایک گزری مگر حضرت بلالؓ بکا بکا رجا رجا کر دیا  
یعنی مجبور کیا ایک ہر چنانچہ ایک مرتبہ شب حضرت صدیق اکبرؓ اُس مکان کی طرف گزرے تو اس ملعون کے گھر سے آواز  
نالاہ زاری کان میں آئی پوچھا اس گھر میں کیا ہوتا ہو گوگوں نے بیان کیا جو حال تھا صدیق اکبرؓ کو نہایت سنج ہو اور صبح کے وقت  
اُسے گھر میں تشریف لے گئے اور نصیحت فرمائی کہ خدا سے ڈر اور ظلم ناحق نہ کر کیونکہ اُسے سچا دین قبول کیا ہے اسکو عنایت جان اویش  
ایا کر احسان کہ آخرت میں کام لو گیا اور سختی قیامت سے بچا دیا گئے اسنے جواب دیا کہ آخرت کہاں ہے اور کیونکر معلوم ہو کہ آخرت میں  
سچا ہو اور اگر بالفرض آخرت بھی ہو تو مجھ کو دنیا میں کس چیز کی کمی ہو جو آخرت کی نعمتوں پر کہ محض وہی خیالی میں فریفتہ ہوں مگر اب ہمیں  
حضرت صدیق اکبرؓ نے بہت نرمی سے پتھر بھجایا کہ یہ کہاں اور اس بچا پر ظلم نہ کرتے اس سختی نے جل کر کہا کہ اگر ایک دال گھسیا  
تو اسکو خرید کر بھیجے حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا اچھا اسکے عوض میں جو تو طلب کرے میں نے کو طیار ہوں اُسے کہا کہ تم اسکو خرید کر سکر  
اور اگر منطوب ہو تو اپنا غلام نسطاس دی کہ وہ یسوع کا راز بھی ہو اور دوسرا کی جمع بھی رکھتا ہے مجھ کو داور اس غلام کو لو  
حضرت صدیق راضی ہو اور اللہ کی رضامندی کے واسطے نسطاس کو دیا اور بلالؓ کو لیا بلکہ جالیس قبیہ اور اسیر یاد کیے اور جب حضرت بلالؓ  
کو لے کر چلے تو وہ کافر ہنستا اور کہتا تھا کہ شیخ باوجود غفلت نہ زیر کی اس مقام پر دھوکا کھا گیا میں تو بلالؓ کو ایک دانق  
بدلے بھی نہ لیتا کہ درم کا چھٹوان حصہ ہی بلکہ نفٹ بھی پسند نہ کرتا یہ کلام سنکر حضرت صدیق نے فرمایا کہ اے بے وقوف  
اس غلام کا رتبہ ایسا ہے کہ اگر تمام زمین کی بادشاہت کے عوض میں تو چیتا تو میں خرید کر تاپھر بلالؓ رضی اللہ عنہ کو بھیج  
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیا اور تمام جلال گذشتہ عرض کیا اور کہا آپ گواہ رہیے کہ اللہ کی رضامندی

تفہیم القرآن

احوال حضرت بلالؓ







بجانب

بجانب

بجانب

بجانب

چنانچہ جعفر بن ابیطالب بھی انھیں میں تھے وروایات صحیحہ ثابت ہے کہ ابی بکر صہاجر بن انسی لفرسے یاد ہو دتھے لوگ گیارہ عورات قریشیہ اور سات اور  
سوداگر کون کے اور جو حبشہ میں پیدا ہوئے وہ علاوہ فارہ لیل ہجرت ہو بعد اسکے جو سکری جانب مدینہ مطہرہ ہوئی اور یہ حکم باقی ہو جب اسکے  
مضی پائے جائیں یعنی قرار الدین عجز اور تھا موت مشرکین و یحیرین اہل علم فرماتے ہیں کہ سیر میں کی دو قسم ہے ایک ہر بے دشمنی طلب پس یہ سچے طرح ہے  
ایک نکلنا دار حرب کہ تاقیست باقی ہجو دشمنیے خروج ارض عبث سے اگر اسکے ازالہ کی قدرت تو تیسرے خروج انس میں سے جہان خرام زیادہ ہو  
اس واسطے کہ طلب حلال مسلمان پر فرض ہے جو تھے قرار ایزلے مدنی سے کہ اللہ نے اسکی خصیت دی جو سطح حضرت موسیٰ کے حال سے خبر دی فرخوش  
خانیقا قریب پانچ سو حج بلا و جسکی ہونا موافق ہو چنانچہ قصہ عنین سے ظاہر ہو کہ روایا طاعون اس حکم سے متشنہ ہو لقیام الدلیل غنیہ چھوٹیں  
خروج خوف تلف مال و اسباب و طلب دین و طلب دنیا پس طلب دین تو قسم ہے ایک طلب عبرت کمال اللہ تعالیٰ و لم یسیر فی الارض  
فی نظر وادو مسافر حج تیسرے مسافر ہوا جو مسافر طلب معاش پانچ سو مسافر تجارت چھوٹیں مسافر بنا طلب علم ساتویں مسافر بنا زیارت باغ مسافر  
آٹھویں مسافر بنا میل بندی کے نوٹیں مسافر بنا زیارت خانانہ فرض حضرات مہاجرین حبشہ میں باسن داماں گذران کرنے لگے یہ خبر قریش کے لوگوں کو پہنچی  
انھوں نے بروایت ابن سنی کہ ہر سودا عمار بن عبد اللہ عمر و ابن عباس سمی کو باہر آیا تو جمع روانہ کیا تاکہ مسلمانوں کو وہاں سے نکلوا دیں اور نزدیک لکھنا  
ہو بیہ الحافل کے بجائے عمارہ عبد اللہ ابن بیعہ ہوا و بعض کے نزدیک تیوں شخص تھے او صحیح یہ ہے کہ ایک با عبد اللہ ہمارا عمر و گیا دوسری بار  
عمارہ گیا اور وہیں مر گیا یعنی ایک عورت سے متهم ہو کہ نجاشی نے سحر کر دیا کہ مراد الا و علی التقیرین جب یہ لوگ ان کے داخل ہوئے تو اول نجاشی کو  
سجدہ کیا اور تھانے قریش پیش کیے اور وزیر و ن کو بر شوت دی کہ اپنا معین گردانا پھر منیت و ساحت التماس کرنے لگے کہ ہمارے نبی اعام نیل  
وطن قدیم جو پڑ کر بیان آئے ہیں او عقیدہ انکا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ظلام کہتے ہیں کہ عقیدہ پادشا کے بھی خلاف ہے سو انکو  
ہمارے ساتھ کر دیجیے نجاشی پادشا اگرچہ اسوقت مکہ نصرانی تھا مگر اس تقریر سے از بس ناراض ہوا اور نہایت غصہ غضب میں آیا اور  
ہوا کہ میری شان کے یا مہر نہایت خلاف ہے کہ جو لوگ سپر پاس پناہ پکڑیں انکو میں شمنون کے سپر و کرون پھر مسلمانوں کو طلب کیا وہ سب  
حاضر ہوئے اور سلام ملک بجا لاکر مجلس پادشاہ میں وفاق و فروز ہو اہل دربار نے لفظ سلام سنکر کھاتم لوگوں نے خلاف آداب کیا اور  
سب ستورس دربار عالی شان کے کس طرح سجدہ نہ کیا جعفر بن ابیطالب نے فرمایا کہ ہم لوگ سو اپنے پروردگار حقیقی کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے  
اور نہ ہم کسی کو اس الٹی جانتے ہیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نصیحت ہے کہ سو خدا کہ وہ جو بحق ہو اور کسی کو سجدہ کرنا  
کھانا عظیم ہو بعد ازلان اپنے دین مقبول اسلام کے اکثر احکام بیان کیے اور کفار قریش کی شرارتیں اور خباثتیں ظاہر فرمائیں کہ ان لوگوں نے  
سطح کل کل میں مسلمانوں کو وہی ہیں کہ بیان انکا دشوار ہے اور ہم کو فی الحال ان کافروں سے طاقت مقابلہ نہیں ہے بلکہ اسی وجہ سے تمھارا  
شہر میں بھگال آئے ہیں اور تمکو عادل اور منصف سمجھتے ہیں نجاشی نے یہ کلام سنکر بہت خوف کھایا اور کہا او جعفر بن ابیطالب جو کچھ کلام الہی  
تمھارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پنازل تو ہوا تمھیں میرے سامنے کچھ ہوتا کہ لگن اسکی حقیقت آگاہ ہوں چنانچہ جعفر بن ابیطالب  
رضی اللہ عنہ نے سورہ مدیم کا شروع پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اللعوض ذکر رحمۃ ربک عبیدہ ذکر کیا اور نادلی ربہ نارا اخضیا قال رب انی  
وہن العظم منی و انتقل الی اللہ شیوا لکن بعد انکے بہ شقیاء والی خفت الموالی من ورائی و کانت امر الی عاقر قریب لی من



لذیک ولما شہد فی رثا بن ال یعقوبی جملہ رب ضیاع یعنی یہ مذکور ہر تیرے رب کی مہر کا اپنے بند سے نہ کر یا جب بیکار اپنے رب کو چھپی  
بیکار بولا ای میرے رب بڑھ ہی ہو گئیں ہڈیاں اور ذریعہ نکلی سر بڑھ چپے کی اور تجھے مانگ کر ای رب میں محروم نہیں ہوا اور میں در تہا ہونا  
بھائی بند و سب اپنے پیچھے اور عورت سیری با نچہ ہر خوش محکوپہ پائے سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کے  
کر اسکو اور بن ناما بخاشی فصاحت کلام سے رونے لگا کہ آئو اسکے دارھی سے اہل ریا تیرے بخاشی نے کہا واللہ یہ کام اور تورت کا کلام  
ایک ہی خام کا ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بان بھگو اسطرح پوچھا مجھ کو کسی طرح شہدہ شک نہیں ہو میں گو اپنی تیا ہوں کہ محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم رسول حق ہیں عیسیٰ زح اسکے نہیں کی خبر دی تھی ہوا اسکے لحد جنس ہوا کیا قریش واپس کیا اور عمر و عامر عمار سے صاف جواب دیا کہ  
واللہ میں سمانوں کو تمھارے سپرد نہ کروں گا اور جو بادشاہت مجھ سے تعلق نہوے تو میں حاضر ہو کے کشش برداری سے سرفرازی حاصل کرتا اور  
بالفضل پوشیدہ ایمان لایا اور مسلمانوں سے کہا بخوشی جان ہو کوئی خراج نہ ہو گا کا فروغ لگا کہ یوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو میرا کتے ہیں بخاشی  
اہل اسلام سے پوچھا جعفر بن ابیطالب کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حق میں کہتے ہیں کہ وہ خدا کے بند تھے اور یہ کہ ہم کے پیٹ سے  
پیدا ہوئے بغیر یار کے اور بغیر الاقدار بن بخاشی نے کہا انجیل میں صفت عیسیٰ علیہ السلام صریح ہو صادق ہوا انحضرت علیہ السلام کی قریش کے دربار سے دو دو ہو  
اور خائب خائستہ و سیاہ پھر آئے اور اہل اسلام میں ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مدینہ کو مدنی بخاشی تب تینتیس ہزار دوڑے عورتیں داخلہ القری  
یعنی کہ ہو آراجمہ دشمن صفت ہو اور سات نفر قید رہے اور جو تیس غزوہ بدر میں حاضر ہو اور بقایا مہاجرین و انصاریہمرا جعفر بن ابیطالب  
شریف الا اور حضور اقدس میں قید ہوئے کہ جب دوسری تباہی پانچ ہجرت کی تو حضرت صدیق اکبر بھی شرف لگے تھے مگر ملک ابن الدغنه  
سردار قبیلہ قارہ نے برک النہار سے واپس لایا اور اپنی پناہ میں رکھا قارہ غنہ اہل لغت کے نزدیک بضم دال مملہ بن عجمہ دشت بدنون ہو ہوا مشہور  
اور قریب شرح بخاری میں نسخہ دال مملہ دکنسین معجمہ نون مفتوحہ اور نام سکاحا ثابن یدا اور عند البعض ملک ہو اور دغنه نام اسکی ان کا ہو  
اور قارہ فتح قاف مخفیہ رکھ مملہ ایک قبیلہ ہو قبائل مصر سے اور برک النہار بفتح با و موحہ سکون او مملہ دکنسین معجمہ دیم خفیہ ایک موضع ہو  
یا بنی نسل ام القری سے جانب میں اور بعض نے کہ موحہ دیم بضم نون معجمہ بیڑا ہو الغرض ابن دغنه نے حضرت صدیق اکبر کو اپنی پناہ میں لیا اور  
مکے مکہ مکان پر پہنچا کے حال پناہ وہی کا شرفا قریش سے بیان کیا انھوں نے کہا کیا میں شرط میں نظر ہو کہ یہ قرآن کو گھر سے باہر یا وازیلند نہ کر سکتا  
کیونکہ اسکو جس کے بارے لکے بالے فرقیہ ہو ہیں حضرت صدیق نے چند ذرا ایسا ہی کیا پھر بروین صحن خانہ میں سجد بنائی اور نماز تہجد  
اور نمازوں میں قرآن مجید با وازیلند پڑھنا شروع کیا اور عادت حضرت صدیق کی تھی کہ جب قرآن شریف پڑھتے تو بے اختیار روتے تھے  
جسکی عورتیں اور لڑکے جمع ہو سنے لگے کافروں نے ابن الدغنه سے کہلا بھیجے ان سے حضرت صدیق سے کہا کہ آپ بخلاف عہد کرتے ہیں میں  
خاتم نبی کی انجانب فرما کہ مجھ سے خدا کے اور کسی کی پناہ میں نہ بھی نظر نہ میں ہو وہ اپنی پناہ تو کر چکا گیا اور حضرت صدیق اکبر با مان غلام  
مخوف طرے عینی شرح صحیح بخاری میں ہو کہ اول مسجد اسلام میں یہ ہو کہ جسکو صدیق اکبر نے تعمیر کیا جب سال ششم نبوت کا آیا تو حضرت  
امیر حمزہ ابن عبد المطلب ایمان لائے لقب انکا علیہ السلام اور اسد اللہ بھی آیا یہ حضرت بٹہ بن جلع و ہمار و ذیور قوی جوان تھے والدہ انکی ہوا اللہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

لپٹے اور بانیہ کلام کیا حضرت نے از سر معلّم نہایت محفل فرمایا کہ عہد اللہ جہان کی لوٹدی نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہدیا کہ حضرت اس وقت  
 تھکے آئے تھے اور طواف کعبہ کرتے تھے سنتے ہی غصے میں بھرے اپنی جہل کے پاس گئے اور اس در سے کہا ان کے سر پر پی کہ سر اس ملعون کا پھٹ گیا اور کہا  
 تو معتقل تو مجھ کو گالی دیتا ہو لاکہ میں اسکے دین میں ہوں اور اس وقت حضور قدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہو کر آنحضرت نہایت خوش ہو اور اب بیتا پس  
 اہل اسلام حضرت کے ہمراہ ہو اور اس وقت آنحضرت نے مصلح صاحب باصفا شریف فرماتے اور سب پوشیدہ ہتے تھے اور قریش میں دو شخص  
 سرگرم در تھے ایک ابو جہل بن شہام دوسرے عمر بن خطاب حضرت نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطاب ابو جہل بن شہام  
 حضرت عمر کے حق میں عاقبول ہوئی کہ دوسرے دن اسلام کا اور صورت اسکی اون ظاہر ہوئی کہ جب آیتہ انکم دعا بعد دن میں دن انکم صید جہنم و انتم لہما  
 وارد دن انہل ہو انو ابو جہل عین ایک جمع میں جس میں حضرت عمر بھی تھے متصل جانہ کعبہ کھڑے ہو گئے کہا کہ کوئی محمد کا سر کاٹ لاؤ میں اسکو لوٹ  
 اور حال میں ابو جہل حضرت عمر نے کہا کہ میرے کام کر سکتا ہوں ابو جہل نے لات وغری کی قسم کھائی اور کعبہ میں جاکے ہل کو گواہ کیا عمر بن قسطل  
 روانہ ہوا راہ میں ایک شخص نعیم بن عبداللہ ابن النجاشی ملاقات ہوئی وہ مسلمان اٹھوٹے پوچھا کہاں جاتے ہو عمر نے کہا محمد کے قتل کو نعیم نے کہا  
 بنی ہاشم کے سطح بچو گے عمر نے کہا شاید تو نے تبدیل میں کیا ہو اگر ایسا ہو تو پہلے تجھی پر یا پھر صحت کر دن نعیم نے کہا کہ میں ابائی دین پر ہوں اور بت  
 یہ کھی کہ حضرت ابوسلمہ و جہل کے دین پر ہوں اور ظاہر میں معلوم ہو کہ ابائی شکرین کے دین پر ہیں پھر دنوں باہم مل کر چلے موضع الطبع میں گئے  
 بکری فرج کرنے پر مستعد تھا جب سے بکری کے پر باز دھتے تو بکری نے کہا یا آل ذبیح ام شیخ جہل فصیح یسین یسین یسین ان لا الہ الا اللہ  
 محمد رسول اللہ یعنی ان فرج کرنے والے ایک کام کی بات ہو ایک فصیح زبان فصیح مکولتا ہوں طرف کو اسی لا الہ الا اللہ کے اوجھ بخاری میں ہو کہ حضرت عمر  
 کہتے ہیں کہ ایک دن میں ایک تجانے میں تھا اور شکرین کے لیے قربانی کی سبکے پیش سے یہ آواز آئی یا علی ام شیخ جہل فصیح یسین یسین ان لا الہ الا اللہ یعنی اے  
 شخص کام کی بات ہو ایک فصیح کہا لا الہ الا اللہ سو لوگ یہ دوزخ کے گھمیں ٹھہرا رہا دوسرے دن پھر میں وہی آواز سنئی انھیں دنوں معلوم ہو کہ محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم طرف لا الہ الا اللہ کے عوت فرماتے ہیں یہ معجزہ پیش از یوم اسلام معلوم ہوتا ہے بالکل اس کبریٰ کو فرج نے چھوڑ دیا اور عمر نے کہا و عجبا  
 سخت کل ہوئی محمد کو جلد رانا چھ بھر کے ٹہرے کہ سعد بن ابی قاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے عمر کہاں کا ارادہ ہو کہ تم کو مارے جاتا ہوں سعد نے کہا  
 انکی قوم سے طرح نجات ملیگی عمر نے تلو اسان سے پہنچی اور سعد بھی مقابل ہو قریب تھا کہ باہم مبارزہ رقع ہو سعد زبان بدل کے کہا کہ اول اپنی سب فاطمہ  
 خواہ آمنہ اور ہمنوی اپنے سید کو جو اسلام لگے میں قتل کر لو پھر اور کو دیکھنا عمر نے کہا سطح معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں سعد ابن قاص نے فرمایا کہ  
 تمہارا ہاتھ کا ذبیحہ کھانگے عمر طیش کھا کہ اپنی سب کے گھر کو پھر سے اس وقت لگے گھر میں بت اب بن لارٹ صحابی تھے اور سورہ طہ کہ انھیں دنوں عمر  
 نازل ہوئی تھی سید فاطمہ کو پر ہارے تھے اور کو اردو اور کے بند تھے عمر نے کان لگا کر سنا اور آواز دی خواہ وہ تنک ہی تنک صحابی صحیحہ صحیحہ ہے  
 اگر پوچھا کیا ہتے تھے انھوں نے کہا باتیں کہتے تھے پھر عمر نے ایک بکری کی کھانسی اسکا بھون کر میں اور ہمنوی کو کھانے کو دیا انھوں نے  
 نہ کھایا عمر نے جاننا کہ سب کی بات درست ہو اور غصے ہو کہ بس کو ایسا مارا کہ سر اور منہ خون آلود ہو گیا اور ہمنوی کو بھی مارا تب انھوں نے  
 لے تاب ہو کے کہا چاہو ہمارے گھر کے کڑا لو ہم پر ایمان لا چکے ہیں اور یہ غیر جرح میں عمر نے دین اسلام میں لگے مضبوط پایا اور بس کے سر و نہر کو  
 خون آلودہ لکھ کر دم کیا اور لاکھ ہوئے تھوڑی میرے کعبہ کا جو تم رہتے تھے میرے پاس لاؤ تب اس صحیفہ کو جس میں سورہ طہ تھے نکالا

عمر نے کہا کہ ہاتھ میں لیکر پڑھیں انکی بہن نے کہا تم نجاست شرک سے آلودہ ہو دو لا ایلہ الا اللہ پڑھیں یعنی نہیں چھوئے میں اسکو لکھ کر یا کچھ لکھ کر  
تب عمر نے غسل کیا جنہیں نے لکھا کہ عمر نے سورہ طہ ہاتھ میں لیکر شروع سے پڑھا جب یہاں تک پہنچا کہ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ  
تو بے طاقت ہو گئے اور کہا کہ جس حد کا کلام ہو اسکی پرستش میں تقصیر کرنا تقصیر ہے اور اللہ شہدان لا الہ الا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
جناب رضی اللہ عنہ لکیر کہتے ہوئے ہاتھ لکھ کر اور فرمانے لگے کہ میں سننا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہم ابدلہ الاسلام بالی الکلم اللہ اللہ  
وہم ابن الخطاب اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب کھڑے ہو کر فرمادے کہ میں نے یہ روایات سنی ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے  
زمانہ جاہلیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہ کے حق میں کوئی بات نازیبا نہیں کی اور نہ کسی طرح کی ایذا دی بالحدیث حضرت عمر رضی  
بغیرم قدم ابھی حضرت امیر حمزہ کچھ پرانے اور داندھی کسی صحابی نے فحشانہ سے حضرت عمر کو مسلح دیکھا اور کہا کہ عمر مسلح آتے ہیں سب کہا انکو وہاں نہ  
سن شمر کر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دوازہ کھول دیا کہ بزم خیر آئے ہیں تو مبارک اللہ شاد و خوش ہمارے دشمن اور جو بقصد شر آئے ہیں اللہ انہیں  
انھیں کی تلوار سے نکل کر گناہ خاندانہ دوازہ کھول دیا تو حضرت سیارہ سلیم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ بٹھک لئے اور بول گئے کہ عمر کو خوب دیا  
کہ نہ زندہ نکال گیا اور نہ مارا اور عمر ابن خطاب اللہ  
لانے آیا ہوں اور بیل کا پنا اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور پکا کر پڑھا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
یا دوازہ بلے فرمایا اور سب لمانوں نے بکیر کی اور بہت خوش ہو حضرت عمر نے پوچھا کہ کتنے مسلمان ہو ہیں آپ نے فرمایا کہ تیس چالیس کا عدد  
پورا ہوا اور حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کفار و جہلوت لات غری کی علانیہ کرتے ہیں ہم لوگ نہ کہ وہ احدہ لا شریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں  
ارضی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر نکلیے اپنی طرف امیر المؤمنین ابی بکر صدیق فقیہ باقیوں اور بائیں طرف سیارہ شہدا امیر حمزہ عم شفیق اور پیش  
اسد اللہ انعام اللہ امیر المؤمنین علی بن ابیطالب سید العرب المعجم اور آگے آگے امیر المؤمنین عمر ابن خطاب فاروق عظیم رضی اللہ عنہم مسلح و تیار اور پیچھے  
وہ بیکر ایک سید ابراہیم رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جانب بیت اللہ شریف توجہ ہو آؤست مشرکین قریش با نظار عمر ابن خطاب حجر میں بیٹھے تھے  
دفعتہ حضرت عمر خوش و غلط نظر لے کر تو مشرکوں نے پوچھا تھا کچھ کیا ہو فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگر کسی نے اپنے مقام سے ہٹ کر دیکھا  
بیشک توبہ ہو گا چنانچہ کفار و منافق کچھ سے نکل کے چلے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں داخل ہو کر دعوت نماز اور فانی اُسی دن  
حق تعالیٰ یا ایہا النبی سیک اللہ من اتبعک من المؤمنین الفرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے غلبہ اسلام شروع ہو اچھ بخاری میں عبد اللہ  
ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ انما اعزہ اللہ اسلام عمر رضی اللہ عنہم جب اسلام لائے عمر رضی اللہ عنہم ایک اسلام کا غلبہ ہوا لو کفار قریش سے  
جائا کہ ہجرت کا اوصحابہ شہد ہو تو یہ شور کیا کہ سب لگ لگاتار کہ حضرت چوہدری کریں مگر ابطل ایک خوف سے قابو نہ پاتے تھے آخر کفار  
ابطل ایک کے لگے کہ اب ہم سے لڑیے نہ محمد کو لے کر ابطل ایک قبول کیا مگر جناب کو لیکر سے نبی ہاشم رضی اللہ عنہ ایک گھائی میں  
یا اپنے احاطے میں پوشیدہ ہو اور حفاظت رہنے لگے کفار نے ہر روزی طعن کی اور کوشش کی کہ نبی ہاشم رضی اللہ عنہ ایک گھائی میں پوشیدہ ہو کر رہیں مگر نبی  
اور وہ اگر دن کو سن کر دیکھ لیں لوگوں کا پاس کوئی چیز نہیں ہیں اور ایک دفعہ انہوں نے طعن کیا کہ اگر خدا کا حب میں آؤ تو میں کیا کام لیتا ہوں

نفسی و باطنی  
مختصر و مفصل  
تفسیر الاحادیث



ابن مکرّم تھا اس کے ساتھ شل ہو گئے یہاں یہ منہ بولتا ہوا واقعہ عجیب بھی اسی سال میں واقع ہوا ہوا عجائبات ایک قلعہ پر جس کے مالک اوس تھے ان کے در  
 خیز سے لڑائی ہوئی یہ لڑائی آخری تھی پھر آٹھویں برس نبوت میں مابین فارس و روم خرقہ پڑائی ہوئی فارسی مجوسی تھے اور رومی نصاری  
 اہل اسلام فتح نصاریٰ چاہتے تھے اور قریش جمعہ سینوں کی سفیر لڑائی کے فارس و روم غلبہ ہو گا فرخوش ہو گا مسلمان بخیرہ اور کافر کھنکھانے لگے  
 آج ہمارا جہاں تھا سچا مومن غلبہ ہو گیا کل یہ تم غلبہ ہو گئے خدا تعالیٰ نے یہ نیت نازل فرمائی اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اونی الارض وسمین لحد  
 علیہم غلبہ فی نضج سنین لحد الارض قبل من بعد ویکون فیہ المومنون یخیر لحد من یخیر ویدہوا العزیز الرحیم یحبیہ کسے ہیں روم اپنے  
 ملک میں اور وہ بعد اس کے غالب ہو گئے کئی برس میں اللہ کے ہاتھ میں یہ کام پہلے پوچھ لیا اور اسی دن خوش ہو گئے مسلمان اللہ کی مدد و مدد کرے  
 جس کی طلبہ اور وہی ہر برکت رحمہ والا اور حضرت نے مسلمانوں کی تسلی کی حضرت صدیق اکبر قوی دل کچھ نکلا اور کہنے لگے خوش ہو روم غلبہ ہو  
 فارس پر ہمارے نبی نے خبر دی ہو ابی ابن خلف نے تکلیف کی اور دس اونٹ کی شرط ہوئی اور تین برس کا وعدہ ہوا یہ جو اکیلے اس وقت تک خرام تھا  
 چنانچہ قصہ حضرت ابی بکر نے حضرت صلح کے اگلے دن فرمایا کہ ابغض میں سے تو نکال ہوتا تو تم جا کے مدت یاد کرو اور تعداد اونٹوں کی بھی بڑھاؤ و حضرت  
 صدیق اکبر پھر شریف لائے اور اس کا فرسے کہا کہ اونٹ کی شرط جو ارباب تو برس کی اسے قبول کی چنانچہ اس معاملے سے ساتویں برس غزوہ حدیبیہ  
 باغزوہ بدر میں پھر روم و فارس میں تقابلاً ہو اور کم کا غلبہ ہوئی ہو اخیر بیان پہنچی اہل اسلام خوش ہو اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
 شرط کے اونٹ ابی ابن خلف کے داروں سے لیے اور حضرت صلح اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے آپ نے ارشاد کیا کہ خیرات کرو دفعہ داروں سے  
 اونٹ لینے کی یہ جب ہوئی کہ ابی ماحلف غزوہ حدیبیہ سے مخرج ہو گیا اور یہاں تک کہ ابی ماحلف غزوہ حدیبیہ سے مخرج ہو گیا اور یہاں تک کہ ابی ماحلف غزوہ حدیبیہ سے مخرج ہو گیا  
 داروں سے اونٹ لیے اور چونکہ ابی ابن خلف نے باہر خیال کہ شاید ابوبکر کے سکین چلے جائیں بابت شرط ایک فیل بالمال طلب کیا تھا انھوں نے  
 عبد اللہ اپنے بیٹے کو کفالت میں چھوڑا تھا اس وقت فتح پانے رومیوں کے انکو بھی کفالت سے نکال لیا اس قصہ سے حضرت امام عظیم داماد محمد نکالے  
 کہ عقود و فاسد شل ہو اور آخرہ مابین مسلمان و کافر کے دار الحرب میں درست ہو لقصہ میں برس نبوت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اہل کے  
 محاصرہ ہو گئے اور عہد نامہ تو لگایا اور سکے ٹٹرنے کی صورت نکلی کہ ہشام ابن عرقامی اور بکر ابن ابی امیہ مخزومی اور والدہ اسکی مسامہ عاتکہ  
 بنت عبد المطلب و مسلم بن عدی و فاطمہ البحری بن ہشام اور زیدہ ابن اسود اسدی پانچوں سردار قریش رات کو ایک جگہ جمع ہوئے اور  
 تجویز ہوئی کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب پر تکلیف بہت ہو جمیعت تھقی نہیں کہ وہ لوگ اس طرح سے تکلیف پائیں اور ہم راحت میں بسر کریں  
 اب اس عہد نامہ کو شکست کرنا واجب ہو غرض کہ پانچوں شخص باہم قسم ہو کہ صبح کے وقت عہد نامہ چاک کرینگے جب صبح ہوئی تو بکر ابن ابی امیہ  
 بیت اللہ شریف میں آیا اور طواف کر کے لکھ لکھا کہ اے اہل مکہ ہم عیش و نشاط کھانا کھائیں اور بنو ہاشم ہلاک ہوں واللہ میں یہاں بیٹھوں گا  
 جب تک کہ عہد نامہ توڑا جائیگا ابوجہل نے کہا واللہ تو کاذب ہو کہوں یہ عہد نامہ تو لکھا نہ سو دنے کہا اس ابوجہل تو بڑا کاذب ہے  
 ہم راضی تھے اس صحیفہ پر وقت لکھا جاتا تھا پھر طعم ابن عدی نے کہا کہ تم دونوں بچے ہو جو شخص کہہ اور بات کہتا ہو وہ جھوٹا ہے ہم بھی  
 اس قول و قرار اور عہد نامہ سے سزا بہن ہیں مسلم ابن عدی نے وہ عہد نامہ دھڑک دیا تو تمام عہد نامہ کپڑوں نے کھایا تھا مگر اللہ کا  
 نام باقی تھا اس نے چاک کر ڈالا ابوجہل نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ مشورہ رات کو ہوا ہوا قریش میں خصومت اور نزاع پڑی

ابن مکرّم تھا اس کے ساتھ شل ہو گئے یہاں یہ منہ بولتا ہوا واقعہ عجیب بھی اسی سال میں واقع ہوا ہوا عجائبات ایک قلعہ پر جس کے مالک اوس تھے ان کے در  
 خیز سے لڑائی ہوئی یہ لڑائی آخری تھی پھر آٹھویں برس نبوت میں مابین فارس و روم خرقہ پڑائی ہوئی فارسی مجوسی تھے اور رومی نصاری  
 اہل اسلام فتح نصاریٰ چاہتے تھے اور قریش جمعہ سینوں کی سفیر لڑائی کے فارس و روم غلبہ ہو گا فرخوش ہو گا مسلمان بخیرہ اور کافر کھنکھانے لگے  
 آج ہمارا جہاں تھا سچا مومن غلبہ ہو گیا کل یہ تم غلبہ ہو گئے خدا تعالیٰ نے یہ نیت نازل فرمائی اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اونی الارض وسمین لحد  
 علیہم غلبہ فی نضج سنین لحد الارض قبل من بعد ویکون فیہ المومنون یخیر لحد من یخیر ویدہوا العزیز الرحیم یحبیہ کسے ہیں روم اپنے  
 ملک میں اور وہ بعد اس کے غالب ہو گئے کئی برس میں اللہ کے ہاتھ میں یہ کام پہلے پوچھ لیا اور اسی دن خوش ہو گئے مسلمان اللہ کی مدد و مدد کرے  
 جس کی طلبہ اور وہی ہر برکت رحمہ والا اور حضرت نے مسلمانوں کی تسلی کی حضرت صدیق اکبر قوی دل کچھ نکلا اور کہنے لگے خوش ہو روم غلبہ ہو  
 فارس پر ہمارے نبی نے خبر دی ہو ابی ابن خلف نے تکلیف کی اور دس اونٹ کی شرط ہوئی اور تین برس کا وعدہ ہوا یہ جو اکیلے اس وقت تک خرام تھا  
 چنانچہ قصہ حضرت ابی بکر نے حضرت صلح کے اگلے دن فرمایا کہ ابغض میں سے تو نکال ہوتا تو تم جا کے مدت یاد کرو اور تعداد اونٹوں کی بھی بڑھاؤ و حضرت  
 صدیق اکبر پھر شریف لائے اور اس کا فرسے کہا کہ اونٹ کی شرط جو ارباب تو برس کی اسے قبول کی چنانچہ اس معاملے سے ساتویں برس غزوہ حدیبیہ  
 باغزوہ بدر میں پھر روم و فارس میں تقابلاً ہو اور کم کا غلبہ ہوئی ہو اخیر بیان پہنچی اہل اسلام خوش ہو اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
 شرط کے اونٹ ابی ابن خلف کے داروں سے لیے اور حضرت صلح اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے آپ نے ارشاد کیا کہ خیرات کرو دفعہ داروں سے  
 اونٹ لینے کی یہ جب ہوئی کہ ابی ماحلف غزوہ حدیبیہ سے مخرج ہو گیا اور یہاں تک کہ ابی ماحلف غزوہ حدیبیہ سے مخرج ہو گیا اور یہاں تک کہ ابی ماحلف غزوہ حدیبیہ سے مخرج ہو گیا  
 داروں سے اونٹ لیے اور چونکہ ابی ابن خلف نے باہر خیال کہ شاید ابوبکر کے سکین چلے جائیں بابت شرط ایک فیل بالمال طلب کیا تھا انھوں نے  
 عبد اللہ اپنے بیٹے کو کفالت میں چھوڑا تھا اس وقت فتح پانے رومیوں کے انکو بھی کفالت سے نکال لیا اس قصہ سے حضرت امام عظیم داماد محمد نکالے  
 کہ عقود و فاسد شل ہو اور آخرہ مابین مسلمان و کافر کے دار الحرب میں درست ہو لقصہ میں برس نبوت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اہل کے  
 محاصرہ ہو گئے اور عہد نامہ تو لگایا اور سکے ٹٹرنے کی صورت نکلی کہ ہشام ابن عرقامی اور بکر ابن ابی امیہ مخزومی اور والدہ اسکی مسامہ عاتکہ  
 بنت عبد المطلب و مسلم بن عدی و فاطمہ البحری بن ہشام اور زیدہ ابن اسود اسدی پانچوں سردار قریش رات کو ایک جگہ جمع ہوئے اور  
 تجویز ہوئی کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب پر تکلیف بہت ہو جمیعت تھقی نہیں کہ وہ لوگ اس طرح سے تکلیف پائیں اور ہم راحت میں بسر کریں  
 اب اس عہد نامہ کو شکست کرنا واجب ہو غرض کہ پانچوں شخص باہم قسم ہو کہ صبح کے وقت عہد نامہ چاک کرینگے جب صبح ہوئی تو بکر ابن ابی امیہ  
 بیت اللہ شریف میں آیا اور طواف کر کے لکھ لکھا کہ اے اہل مکہ ہم عیش و نشاط کھانا کھائیں اور بنو ہاشم ہلاک ہوں واللہ میں یہاں بیٹھوں گا  
 جب تک کہ عہد نامہ توڑا جائیگا ابوجہل نے کہا واللہ تو کاذب ہو کہوں یہ عہد نامہ تو لکھا نہ سو دنے کہا اس ابوجہل تو بڑا کاذب ہے  
 ہم راضی تھے اس صحیفہ پر وقت لکھا جاتا تھا پھر طعم ابن عدی نے کہا کہ تم دونوں بچے ہو جو شخص کہہ اور بات کہتا ہو وہ جھوٹا ہے ہم بھی  
 اس قول و قرار اور عہد نامہ سے سزا بہن ہیں مسلم ابن عدی نے وہ عہد نامہ دھڑک دیا تو تمام عہد نامہ کپڑوں نے کھایا تھا مگر اللہ کا  
 نام باقی تھا اس نے چاک کر ڈالا ابوجہل نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ مشورہ رات کو ہوا ہوا قریش میں خصومت اور نزاع پڑی

قائدہ قبل اس معرکہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے از روئے وحی ابوطالب سے فرمایا تھا کہ اس صحیفہ میں سو اسے نام اللہ کے اور جو باتیں ظلم و جور کی لکھی ہیں کچھ بھی باقی نہ رہیں گی کیڑے کھا جائیں گے چنانچہ جس دن وہ پانچون سردار کعبہ میں آئے ہیں اتفاقاً ابوطالب بھی کچھ ایشٹا اپنے ساتھ لیکر گھاٹی سے باہر نکلتے اور کعبہ میں آکر بیٹھے اور فرما لے لے کہ اے قوم قریش وہ صحیفہ مہری پر لکھنے لگے مہری ہو ابوطالب نے کہا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے از روئے وحی خبر کہی ہو کہ سوے نام خدا اور جو کچھ ہو اس عہد نامے میں نہ رہے گا پس اُس صحیفے کو دیکھو اگر یہ قول انکا سچ ہو تو مضمون صحیفے سے دلگذا کر دو اور جو جو ٹھنکے تو البتہ انکو تھکے سپرد کر دو نگا ساری قوم نے کہا کہ یہ بات تینے حق مصفا نہ فرمائی ہو چنانچہ عہد نامہ کھولا گیا تو خبر خبر صادق کی صادق نکلی اور کافر شرمندہ ہوئے مگر ابو جہل اور اُسکے توابع اُسی عہد پر رہے ابوطالب انکے حق میں بددعا فرما کر چلے آئے انقضیٰ ان پانچون سرداروں نے وہ عہد توڑا اور مطعم ابن عدی نے عہد نامہ چاک کیا اور بنو ہاشم و بنو مطلب حصار سے باہر نکلے قریش دیکھ کر رو گئے اس عہد میں عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انچاس برس کی تھی پھر دسویں برس بعد گذرنے نو مہینے اکیس دن ابوطالب نے وفات پائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت غم ہوا پھر بعد تین دن کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انتقالِ حیات فرمایا آنحضرت کو دو گونہ ملال ہوا کہ عام الحزن اس سال کا نام فرمایا عمر ابیطالب کی ستاشی برس کی ہوئی اور حضرت خدیجہ کی پینسٹھ برس کی بعد نکاح کے پچیس برس نہ رہے ابی بنی حنین بن سہید ابن مسیب سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کو مرض الموت لاحق تھا حضرت صلعم تشریف لائے ابو جہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ و دونوں کا فرمایا بن حاضر تھے حضرت نے فرمایا اے محمدیٰ لا الہ الا اللہ کہو تاکھا ہی روز قیامت شفاعت کروں ابوطالب نے کہا اے محمدیٰ اگر قریش کا خوف نہ ہوتا کہ وہ یہ طعنہ دیتے کہ موت کے خوف سے کلمہ محمدیٰ پڑھا تو میں ملتا مل اسکو پڑھتا اور تمکو خوش کر دیتا اور اس حالت میں ابو جہل و عبد اللہ ابوطالب کو روکتے تھے کہ اے ابیطالب تو عبد المطلب کے دین سے بدلیگا روایت ہے کہ ابوطالب نے کچھ شعر اس مضمون کہ اُسوقت پڑھے کہ اُن سے صدق رسول اللہ اور حق ہونا دین اسلام کا ظاہر ہوتا تھا اور یہ بھی نکلتا تھا کہ مجھکو اگر خوف طعنہ زنی قریش کا نہ ہوتا تو اول میں بھی دین کو قبول کرتا اب کا فر چلائے کہ اے ابوطالب دین آباؤی سے تو پھر کیا ابوطالب نے کہا نہیں میں دین آباؤی پر مڑتا ہوں خلاصہ یہ کہ آخر وقت ابو جہل وغیرہ کے روکنے سے منہ سے نکلا اعلیٰ ثلہ عبد المطلب اُسوقت حضرت نے فرمایا میں بخشتا ہوں اگر منع نہ کیا گیا چنانکہ بعد موت اولیٰ حضرت نے استغفار کیا اصحاب نے بھی اپنے آپ با و اجداد کے لیے استغفار کرنا شروع کیا اُسپر یہ آیت اُتری سورہ توبہ میں اَمَّا الْاٰلُ الْاِنْبِیِّ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا اَنْ یَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْا اُولٰٓئِیْ قَرٰلِیْ سِنْ بَعْدَ مَا تَبٰیْن لِمَنْ اَنھَمُ اَصْحَابُ الْجَحِیْمِ یعنی نہیں ہو پختا ہی نبی کو اور اُن کے لئے کہ بخشش مانگیں مشرکین کی اگرچہ وہ ہوں قرابتی جب کھل چکا آپر کہ وہ ہیں دوزخی اور تفسیر نظم الجواہر میں مفتی ولی اللہ فرخ آبادی لکھتے ہیں کہ سدی سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کی وفات قریب ہوئی قریش نے شور مچایا کہ چلو اس شخص سے نہایت کین کہ اپنے ہارنا وہ کو منع کر دے اور ہر گویا آتی ہو کہ بعد موت ابیطالب کے

وفات ابوطالب

وفات خدیجہ

وفات ابیطالب

اسکو قتل کرین کیونکہ اہل عرب کہتے تھے کہ ابوطالب کی حمایت جب نہ رہی تو مار ڈالا چنانکہ ابوسفیان و ابوجہل و  
 نضر بن حارث و ابیہ و ابیہ پسران خلف و عقبہ ابن معیط و عمرو بن عاص و اشود بن نجری ابوطالب کے پاس  
 آکر کہنے لگے کہ تو ہمارا بزرگ ہو اور محمدؐ نے ہمارے ہمارے بتوں کو ایذا دی ہے بہتر یہ کہ اسکو فہمائش کر دیا اور  
 ہمارے ٹھاکروں کا ذکر نہ کیا کرے ابوطالب نے حضرت کو بلوایا اور کہا یہ لوگ تمہاری قوم و عجم زاد بھائی ہیں  
 فرمایا کیا چاہتے ہیں حاضرین بولے کہ تم ہمارے اور بتوں کو چھوڑ دو اور ہم تمکو اور تمہارے خدا کو چھوڑ دیں ابوطالب  
 بولے کہ یہ بات تو انصاف کی ہے قبول کرو فرمایا پھر کہ جو جب انھوں نے مکر رکھا فرمایا اگر میں ایسا کروں تو مجھکو تم  
 ایک کلمہ دو کہ ابوجہل نے کہا قسم تیرے باپ کی دین کی اور تم بھی دو مانند اس کے اور کہو وہ بات فرمایا تم کہو لا الہ الا  
 وہ سب مگر گئے ابوطالب نے کہا اور کچھ کہو فرمایا اگر لا دین آفتاب اور رکھیں میرے ہاتھ پر نہ کہوں مگر یہ اور صحیح ہیں  
 عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو محمد ابوطالب چچا تمہارا تمہارے واسطے قریش سے لڑا تھا  
 اور تمہاری حمایت میں اسی دافرجا لاتا تھا سو تم بھی کچھ اسکو نفع پہنچاؤ گے فرمایا وہ منھضاح آتش میں ہے کہ دونوں  
 مخنزون تک پہنچنا ہے جس نام و مانع جوش مارتا ہے اور جو میں نہوتا تو وہ درک اسفل و درخ میں ہوتا سبیلی نے  
 لکھا ہے کہ حکمت اس عذاب میں یہ ہے کہ ابوطالب باوجود محبت آنحضرتؐ ملت آبائی پر قائم رہے اس واسطے قدحون پر  
 عذاب مسلط کیا کہ انھیں سے ملت آبائی پر ثابت رہی تھی فائدہ منھضاح آب قلیل کہ زمین مناک میں جمع ہوا  
 شتا نکات تک ہو یا کم اُس سے بالجمہ اور روایت سے یہی نبوت ابیطالب ملت آبائی پر واضح ہوا بعض اہل تاریخ نے  
 ایمان اُنکا نقل کیا ہے چنانکہ ابن اسحاق نے کہا ہے انہ اسلم عند الموت اور ایک روایت ہے کہ جب فات ابیطالب  
 قریب ہوئی تو عباس ابن عبدالمطلب نے دیکھا دونوں لب ابوطالب کے ہلتے تھے سو لگانے دونوں کان اسکی طرف  
 اور کہا یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ الی امرتہ یعنی امیر بیٹے میرے بھائی کے قسم خدا کی کھا میرے بھائی نے  
 اُس کلمہ کو جو بتایا تھا تنہ کما فی الدلائل لیکن اہل تحقیق اس قول کی تضعیف کرتے ہیں اور ظاہر یہ قول اول  
 کلام کے جو صحیحین سے لکھا گیا ہے خلاف ہے اور شیعہ کہتے ہیں کہ ابوطالب مسلمان تھے اور حشویہ کہتے ہیں کہ وہ کافر  
 و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور امانت و حمایت و محبت و شفقت و رعایت و طرف داری و جان نثاری و خاطر داری حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوطالب کی طرف سے جو ہوئیں ہیں کتب سیر میں فضل مذکور ہیں اور جو کچھ وقت نزع روح کے ابوطالب نے  
 صدق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شہار پڑھے ہیں وہ بھی کتابوں میں مذکور ہیں پس انکے ایمان لانے و لانے کے باب میں گھٹا کر ناظر  
 نزدیک ضرور نہیں کیونکہ کچھ مجب نہیں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطب اپنے والدین کو نہ کہ انکے ایماندار فرمایا اس طرح اپنے  
 چچا کو بھی بعد موت مسلمان کیا ہو جیسا محمد و شیخ سعدی نے مجمع میں نام المعانی سے اور سبع سائل میں مجمع سے نقل کیا ہے  
 کہ بعد از حج کے حضرت نے والدین ابوطالب کو بخشایا اور انہ نے اسکو زندہ کیا کہ میںوں مسلمان ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے

ابو محمد ابوطالب  
 چچا محمدؐ

ابو محمد ابوطالب  
 چچا محمدؐ



اور متاخرین محدثین کو الدین کے ایمان لانے میں تردد و متنبہ ہو کر اس کے ممکن ہو کہ دل ابوطالب کا نور ایمان سے  
برکت حضرت صلح منور ہو اور ظاہر میں نبوت کفار ایمان نہ لائے ہوں القصہ بعد وفات ابوطالب کے قریش نے تحلیلین  
و ایدائین دینی شروع کیں کہ ہرگز ابوطالب کی زندگی میں ایسی نوبت نہ پہنچی تھی چنانچہ ایک دن کسی کافر نے حضرت پر  
مٹی ڈالی آپ نے صبر کیا اور اپنی بیٹی کے گھر تشریف لگے اُسے دعویٰ اور روئے لگی حضرت نے فرمایا صبر کر اللہ تعالیٰ ہر شے  
شر سے محفوظ رکھے گا جب تک ابوطالب زندہ رہے کسی نے ایسا نہیں کیا بعد اس کے ابوطالب تھوڑے دنوں حیات پر متوجہ  
ہوا تھا آخر کار کافروں میں ملائعہ اتفاق ہو کہ سب تکلیف دینے والے جو اہل بیت تھے اور کوئی انہیں سے مسلمان نہ ہو ان کا حکم  
ابن ابی العاص سوجی مضطرب ہو کر قائدہ یہ سب ایدائین حضرت اٹھانے تھے اسلئے کہ مقام صبر جسکے مامور تھے حال ہو

لما ورد اصبر كما صبر لولا انهم لعنی من الانبياء والمرسلين بالجملة بعد وفات ابوطالب کے کئی طرح سے حضرت نے دعوت اسلام فرمائی  
بر کسی نے قبول نہ کی بلکہ ایدائین سے رہے ناچار ان کا انتخاب یوں ہو کر مستحکم ہوئے کہ اب بیکانوں کو دعوت کر دینا چنانچہ  
وفات ابوطالب سے تین مہینے بعد قبیلہ بنی کبر میں تشریف لیا کے دعوت اسلام فرمائی انھوں نے ٹھہرنے نہ دیا تب قبیلہ قحطان میں گئے  
وہ بھی بشرارت پیش نے پھر جانب طائف و ثقیف مع زید بن حارثہ تشریف لگے اُس عرصہ میں بنی ثقیف میں تین سردار تھے  
عبد بایل و ستود و حسیب یہ تینوں عمر و ابن عمر کے بیٹے تھے انکو اور جملہ شرف اس قوم کو دعوت فرمائی ہر ایک بدسلوکی سے  
پیش اگر قیامت کے بھی وار نہ ہو اسی ایدائین انھوں نے پہنچائیں کہ حضرت کے نزدیک وہ دن یوم احد سے زیادہ تھا صحیحین میں

حضرت عائشہ صدیقہ فاضلہ دایت ہو کہ میں نے حضرت سے پوچھا یا حضرت یوم احد سے بھی کوئی دن سخت آپ پر گزرا فرمایا سخت ترین ایام  
یوم عقبہ تھا جب میں نے ابن عبد بایل ابن کلال کو دعوت کی اُس نے قبول نہ کی سو میں بخید ہو کر چلا اور ہوش میں نہ آیا کلاس مکان میں  
میرے حواس درست ہو جب موضع قرن الثعالب میں پہنچا اور وہاں میں نے جانب آسمان سر اٹھایا تو ایک ٹکڑا بکرا کھجور پر سہاڑے  
نظر آیا وہاں سے حضرت جبریل نے کہا اے محمد اللہ نے تمھاری قوم کے حالات دیکھ کر ملک الجبال کو بھیجا ہے جو چاہو حکم فرماؤ و جسے  
ملک الجبال نے سلام کر کے کہا اگر تمھو کو کافروں پر بھادوں اُن دنوں پہاڑوں کو چنکے درمیان کہہ ہی میں نے کہا مجھے منظور نہیں ہرین  
اسید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ انکی پیٹھ سے ایسی دلا پیدا کرے جو حضرت خدا کی عبادت کریں اور لا شرک اب کہ مجھ میں سچا اللہ کیا ہی صبر تھا

کہ باوجود ایسی تکلیفات شاقہ کے پنا کر م نہ چھوڑا مطلبہ نارسلناک الارجمۃ للعالمین لسی حکم سے ظاہر ہو اور عقدہ الرسول خیر خواہ  
و شمس ان اس مقام سے حل ہوتا ہو تو تاریخ سے ظاہر ہو کہ سرداران بنی ثقیف نے بڑی بڑی شراقتیں کیں میں یعنی اگر کون اور سردار کو  
بھٹکا رو یا انھوں نے نہایت بے ادبی کی اور گالیان دین اور پتھروں سے حضرت کی اڑیاں زخمی کر ڈالیں مگر آپ نے انکے واسطے بد دعا  
نہ فرمائی اللهم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد سید الصابرین و امام الکاملین علامۃ قسطلانی موصوفہ لدنیزہ میں کہتے ہیں کہ حضرت سید المرسلین  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنل دن طائف میں رہے بعد اس کے جانب مکہ روانہ ہوئے پھر تہ قحط آپ کو نہایت وحشت تھی اور عید بن حارثہ  
اس غم میں ہوا کہ کاب تھا آثار راہ میں ایک باغ عتبہ شیبہ میں رہا کہ کلاما امین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے عتبہ شیبہ میں جو وہ تھے

نکاح

جواب سوال

حالت کا

پیشانی

انھوں نے اچھو پریشان دیکھ کر کچھ لڑا تو بہت خوشی محسوس ہوئی کہ اس نے غلام نصرانی کے ہاتھ ایک خوشہ انگوڑ کا طبق میں کھوا کر بھیجا  
حضرت نے بسم اللہ کہہ کر اسے کھایا عداس نے کہا میں نے یہ کچھ بھی اسی بستی میں سنا میں حضرت صلعم نے فرمایا تو گمان کا رہنے والا ہو اور کس  
دین میں ہو اسے عرض کیا کہ میں متوطن منیوی دین میں نصرانی ہوں فرمایا تو یونس ابن ہنی کے کانوں کا ہو وہ بولائے کس طرح یونس کو  
جانا فرمایا یونس ہر بھائی تھا یعنی وہ پیغمبر تھا میں بھی پیغمبر ہوں اور جمع انبیاء و علما کی بھائی ہیں عداس نے پوچھا اچھا اسم شریف  
کیا ہو فرمایا محمد صلعم نے کہا میں مائتہ دراز سے انجیل مقدس میں اوصاف حضرت پڑھتا ہوں اور توحید میں بھی لکھا ہے کہ خدا تمکو  
پیغمبر کرے گا مگر قوم کے لوگ قبول نہ کریں گے اور شہر سے ہجرت کرنا ہوگی آخر کار نصرت الہی شامل ہوگی اور تمام زمین پر آپ کا دین  
بھی لگایا جائے گا عداس ایمان لایا اور قد مہوس ہوا عتبہ شیبہ نے قد مہوسی در سے دیکھی جب عداس گیا تو کہا اسے تجھ کو فریب دیا  
اسے کہا کہ پیغمبر ہیں اور انجناب صلی اللہ علیہ وسلم جانب مکہ مبارکہ تشریف لے چلے راہ میں ایک باغ یعنی بطن نخلہ ملا جو مکہ سے  
رات بسے کی راہ ہو دین منزل فرمائی آدمی رات کو نماز پڑھنے لگے اس وقت سات نفر جن و بر وایتے تو نفر قرات انھیں  
شکر آپ کو پوچھا نا اور اپنی قوم میں جا کر اسکا چرچا کیا وہ ایمان لائے یہ روایت ابن اسحاق اور اسکے توالیع کی ہے اور  
صحیحین سے ثابت ہے کہ یہ معاملہ بازار عکاٹھ میں واقع ہوا جب کہ انجناب مع اصحاب نماز پڑھتے تھے اور حال  
یہ ہو کہ جب انجناب طائف سے پھرے تو بازار مذکور میں جلوہ فرما ہوئے اور یہ بازار ایسا تھا کہ اُس میں سب قسم کے  
موجود جمع ہوتے تھے یعنی بطور پیٹھہ بیسویں سوال سے دسویں ذیقعدہ تک وہاں قیام کرتے تھے اسی سبب سے  
چند اصحاب انھیں سے وہاں مل گئے انکے ہمراہ آن حضرت ایک مقام میں جو کہ مکہ مکرمہ سے رات بسے کی راہ ہو  
شب باش ہوئے جب صبح ہوئی تو انجناب مع اصحاب نماز پڑھنے لگے کہ اُس حال میں تو نفر جن رہنے والے  
شہر نصیبین تعلقات شام کے فرقہ بنی شعیضان سے کہ سادات قوم مذکور ہیں اُس طرف گزرے اور قرات  
انجناب سنی از انجملہ رابعہ و عمر و نفر سردار عظیم الشان تھے انھوں نے اپنی قوم کی دعوت اس طرح شروع کی

لما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الاحقاف یا قومنا انما معنا کتابنا انزل من بجد موسیٰ مصداقاً لما بین یدہ یدی  
الی الحق والی طریق مستقیم یا قومنا اجمیعوا داعی اللہ وامنوا بہ لیغفر لکم من ذنوبکم ویجزم من عذاب الیم ومن  
لا یحب داعی اللہ فلیسن معجری فی الارض ولیس من دونہ اولیاء اولئک فی ضلال عبید یعنی اے قوم ہنزاری ہننے  
سنی ایک کتاب جو انہی موٹے گئے بعد سچا کرنی ہو سب اگلیوں کو سوچھاتی سچا دین اور ایک راہ سیدھی اور قوم  
ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور سچ پر یقین لاؤ کہ ہننے تمکو کچھ تمھارے گناہ اور سچا دے تمکو ایک نوکھ کی  
مار سے اور جو نہ مانے گا اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تمھارا سلیکا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اُسکو کیلے سوا  
ہر دیکار وہ لوگ ہننے ہیں صریح سویہ باتیں قوم جن نے سنی اور بہت لوگ ایمان لائے مگر اس مرتبہ جنوں سے  
ملاقات نہیں ہوئی جیسا کہ سبب کہ تہ میں اور روضۃ الاحباب میں ملاقات کا ہونا لکھا ہے معلوم ہوا کہ جن میں بھی کافر ہوئے

منیوی بکرم  
دیکھ کر کچھ لڑا  
تو بہت خوشی  
محسوس ہوئی  
کہ اس نے غلام  
نصرانی کے ہاتھ  
ایک خوشہ  
انگوڑ کا طبق  
میں کھوا کر  
بھیجا  
حضرت نے  
بسم اللہ کہہ کر  
اسے کھایا  
عداس نے کہا  
میں نے یہ کچھ  
بھی اسی بستی  
میں سنا  
میں حضرت  
صلعم نے فرمایا  
تو گمان کا  
رہنے والا ہو  
اور کس دین  
میں ہو اسے  
عرض کیا کہ  
میں متوطن  
منیوی دین میں  
نصرانی ہوں  
فرمایا تو یونس  
ابن ہنی کے  
کانوں کا ہو  
وہ بولائے  
کس طرح  
یونس کو  
جانا فرمایا  
یونس ہر  
بھائی تھا  
یعنی وہ  
پیغمبر تھا  
میں بھی  
پیغمبر ہوں  
اور جمع  
انبیاء و  
علما کی  
بھائی ہیں  
عداس نے  
پوچھا اچھا  
اسم شریف  
کیا ہو  
فرمایا محمد  
صلعم نے  
کہا میں  
مائتہ دراز  
سے انجیل  
مقدس میں  
اوصاف  
حضرت  
پڑھتا ہوں  
اور توحید  
میں بھی  
لکھا ہے  
کہ خدا  
تمکو  
پیغمبر  
کرے گا  
مگر قوم  
کے لوگ  
قبول نہ  
کریں گے  
اور شہر  
سے ہجرت  
کرنا ہوگی  
آخر کار  
نصرت الہی  
شامل ہوگی  
اور تمام  
زمین پر  
آپ کا دین  
بھی لگایا  
جائے گا  
عداس  
ایمان لایا  
اور قد  
مہوس ہوا  
عتبہ شیبہ  
نے قد  
مہوسی در  
سے دیکھی  
جب عداس  
گیا تو  
کہا اسے  
تجھ کو  
فریب دیا  
اسے کہا  
کہ  
پیغمبر  
ہیں  
اور  
انجناب  
صلی اللہ  
علیہ وسلم  
جانب  
مکہ  
مبارکہ  
تشریف  
لے چلے  
راہ میں  
ایک باغ  
یعنی  
بطن  
نخلہ  
ملا  
جو  
مکہ  
سے  
رات  
بسے  
کی  
راہ  
ہو  
دین  
منزل  
فرمائی  
آدمی  
رات  
کو  
نماز  
پڑھنے  
لگے  
اس  
وقت  
سات  
نفر  
جن  
و  
بر  
وایتے  
تو  
نفر  
قرات  
انھیں  
شکر  
آپ  
کو  
پوچھا  
نا  
اور  
اپنی  
قوم  
میں  
جا  
کر  
اسکا  
چرچا  
کیا  
وہ  
ایمان  
لائے  
یہ  
روایت  
ابن  
اسحاق  
اور  
اسکے  
توالیع  
کی  
ہے  
اور  
صحیحین  
سے  
ثابت  
ہے  
کہ  
یہ  
معاملہ  
بازار  
عکاٹھ  
میں  
واقع  
ہوا  
جب  
کہ  
انجناب  
مع  
اصحاب  
نماز  
پڑھتے  
تھے  
اور  
حال  
یہ  
ہو  
کہ  
جب  
انجناب  
طائف  
سے  
پھرے  
تو  
بازار  
مذکور  
میں  
جلوہ  
فرما  
ہوئے  
اور  
یہ  
بازار  
ایسا  
تھا  
کہ  
اُس  
میں  
سب  
قسم  
کے  
موجود  
جمع  
ہوتے  
تھے  
یعنی  
بطور  
پیٹھہ  
بیسویں  
سوال  
سے  
دسویں  
ذیقعدہ  
تک  
وہاں  
قیام  
کرتے  
تھے  
اسی  
سبب  
سے  
چند  
اصحاب  
انھیں  
سے  
وہاں  
مل  
گئے  
انکے  
ہمراہ  
آن  
حضرت  
ایک  
مقام  
میں  
جو  
کہ  
مکہ  
مکرمہ  
سے  
رات  
بسے  
کی  
راہ  
ہو  
شب  
باش  
ہوئے  
جب  
صبح  
ہوئی  
تو  
انجناب  
مع  
اصحاب  
نماز  
پڑھنے  
لگے  
کہ  
اُس  
حال  
میں  
تو  
نفر  
جن  
رہنے  
والے  
شہر  
نصیبین  
تعلقات  
شام  
کے  
فرقہ  
بنی  
شعیضان  
سے  
کہ  
سادات  
قوم  
مذکور  
ہیں  
اُس  
طرف  
گزرے  
اور  
قرات  
انجناب  
سنی  
از  
انجملہ  
رابعہ  
و  
عمر  
و  
نفر  
سردار  
عظیم  
الشان  
تھے  
انھوں  
نے  
اپنی  
قوم  
کی  
دعوت  
اس  
طرح  
شروع  
کی  
لما  
قال  
اللہ  
تعالیٰ  
فی  
سورۃ  
الاحقاف  
یا  
قومنا  
انما  
معنا  
کتابنا  
انزل  
من  
بجد  
موسیٰ  
مصداقاً  
لما  
بین  
یدی  
یدی  
الی  
الحق  
والی  
طریق  
مستقیم  
یا  
قومنا  
اجمعوا  
داعی  
اللہ  
وامنوا  
به  
لیغفر  
لکم  
من  
ذنوبکم  
ویجزم  
من  
عذاب  
الیم  
ومن  
لا  
یحب  
داعی  
اللہ  
فلیسن  
معجری  
فی  
الارض  
ولیس  
من  
دونہ  
اولیاء  
اولئک  
فی  
ضلال  
عبید  
یعنی  
اے  
قوم  
ہنزاری  
ہننے  
سنی  
ایک  
کتاب  
جو  
انہی  
موٹے  
گئے  
بعد  
سچا  
کرنی  
ہو  
سب  
اگلیوں  
کو  
سوچھاتی  
سچا  
دین  
اور  
ایک  
راہ  
سیدھی  
اور  
قوم  
ہماری  
مانو  
اللہ  
کے  
بلانے  
والے  
کو  
اور  
سچ  
پر  
یقین  
لاؤ  
کہ  
ہننے  
تمکو  
کچھ  
تمھارے  
گناہ  
اور  
سچا  
دے  
تمکو  
ایک  
نوکھ  
کی  
مار  
سے  
اور  
جو  
نہ  
مانے  
گا  
اللہ  
کے  
بلانے  
والے  
کو  
تو  
وہ  
نہ  
تمھارا  
سلیکا  
بھاگ  
کر  
زمین  
میں  
اور  
کوئی  
نہیں  
اُسکو  
کیلے  
سوا  
ہر  
دیکار  
وہ  
لوگ  
ہننے  
ہیں  
صریح  
سویہ  
باتیں  
قوم  
جن  
نے  
سنی  
اور  
بہت  
لوگ  
ایمان  
لائے  
مگر  
اس  
مرتبہ  
جنوں  
سے  
ملاقات  
نہیں  
ہوئی  
جیسا  
کہ  
سبب  
کہ  
تہ  
میں  
اور  
روضۃ  
الاحباب  
میں  
ملاقات  
کا  
ہونا  
لکھا  
ہے  
معلوم  
ہوا  
کہ  
جن  
میں  
بھی  
کافر  
ہوئے

کا فر کو عذاب ناز ہی بالاتفاق مومن میں اختلاف ہر مالک اس ابی سلی و ابو یوسف و محمد کہتے ہیں جب طرح مسلمان آدمیوں کو  
 جنت میں ثواب ملیگا اسی طرح جن کو بھی قاصی اور صاحب کثافت کا مختاری قول ہو اور صحابہ کہتے ہیں کہ جن بہشت میں  
 کھائیں گے پھین گے مختار کثافت کا یہ ہو اور بعض کہتے ہیں جب طرح آدمی نعمت سے لذت پائینگے وہ تسبیح و ذکر سے پائینگے اور بعض  
 کہتے ہیں بہشت میں نہ جائینگے اگر دکھو ملینگے اور امام عظیم فرماتے ہیں کہ ثواب لگنو نہوگا ایمان فقط آگ سے بچاویگا اور اہل شہر کہتے ہیں کہ  
 کئی دن حضرت صلعم نے مقام مذکور میں اقامت فرمائی پھر عازم مکہ ہو کر ید ابن حارثہ نے عرض کیا کہ یا حضرت جن لوگوں نے  
 آج کو نکالا ہے انھیں میں آپ تشریف لے جاتے ہیں فرمایا امید نہو اللہ تعالیٰ مدد کریگا خاطر جمع رکھو بالحدیث مبارکہ کہ  
 قریب جا کر ایک یا دو قریش کے پاس بطلب جواب دہ نہ فرمایا اور بلاتامل اس وجہ سے داخل نہوے کہ شاید اہل مکہ  
 طائف کے حالات سنا کر اندانکے پیش آویں سو کسی شکر نے جو اقبال نہ کیا مگر مطعم ابن عدی نے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کہے میں آئے اور طواف فرمایا اور حجر اسود کو چومے اور دو رکعت ادا کر کے دعا مانگی کہ یا ستبایا سبب کر کہ اسی قوم ایمان لائے  
 جو ترے دین صادق کی مدد کرے بعد اسکے باعانت ظاہر ہی مطعم ابن عدی کے اپنی منزل خاص میں جاوہ فرما ہوے اور مطعم  
 اپنے توالیج و لواحق کے سٹخون حرست و حمایت ہوا اور لوگوں کو بنا برتباعہت میں اسلام لانے لگا اور ابو لمب کے پیچھے لگا ہوا  
 جاتا اور کہتا کہ مطعم جھوٹا ہے اپنے دین آباؤی سے برگشتہ ہو پھر اسی سال میں طفیل ابن عمرو دوسی کہ اشرف قوم تھا حاضر  
 مسلمان ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت کروں لیکن کوئی نشان ایسا ہو کہ اُسے سبب قوم میں  
 صورت اختیار پیدا ہو جائے حضرت صلعم نے دعا فرمائی اللہ نے ایک نور مانند چرخ دونوں گھونکے بیچ میں روشن کیا تب طفیل دوسی  
 جانب قوم روانہ ہوا پھر اسکے دل میں گذر کہ شاید اس خلافت کو مردم قوم کوئی بیماری جھیں لے یہ کہنے لگے لیکن کہ اسلام لانے سے اس  
 مرض میں مبتلا ہو ہو اندادعا مانگی کہ یا الہی تم نشان خیر ہو جائے اور مذہب نبی نے اس کو اُس کے تازیانہ میں روشن کیا کہ تمچو قنیل یا بان ہو  
 اس نشان کے قوم میں داخل ہوا اور دعوت اسلام شروع کی چند نفر ایمان لائے کہ طفیل مراض ہو کہ حضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا  
 یا رسول اللہ قوم سرالائق ہلاک ہو رہے عافرا وین کہ ہلاک ہو جائے حضرت نے کہا یا الہی قوم میں اسے مستقیم اختیار کرے اور طفیل سے  
 ارشاد کیا کہ تو قوم میں کہاں فق و زمری بسر کہ طفیل نصرت ہو اُس کی کثرت سے شہر یا انشی خاندان کے لوگ ایمان لائے اور بعد فتح خیبر  
 قبل فتح داخل مدینہ ہوے اور جب تین مہینے داخل مکہ پر گذر گئے تو نوے نفر جن پہنچے والے شہر یسین مدینوی مع توالیج نابہ ملازمت  
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں مکہ حاضر ہوئے ازاجملہ وایمہ سراج بنی حضرت صلعم سے کہ عرض کیا یا رسول اللہ جنات ملازمت کو حاضر ہیں جن جنات  
 اذن پاویں قدم ہوس ہوں فرمایا شعب بن الحجون میں جمع ہوں اگر یہاں آؤنگے تو شہر کے لوگ یتیم بنے جہاں پھر روئے اسی مقام میں سب جنات کو  
 لکھا اور بعد اوصافہ عثمان بن عبد اللہ بن حود و جناب تشریف لے گئے تو انجناب صلعم نے ایک فتح دیکھی حضرت نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو  
 شعب بن حود کو دروازہ کھڑا کر دیا اور ایک خط محیطہ دروازے کے گرد کھینچ دیا اور فرمایا اسی میں قائم رہو اور خود حضرت داخل دروازہ کو ہوے  
 اور جنات نے بشوق دیدار درحاکم کیا حضرت عبد اللہ بن حود فرماتے ہیں کہ میں نے جنات کو دیکھا بعض بصورت گرگس بعض بصورت فط

۱۱۸۵  
 نام حاج میرزا محمد علی  
 وزیر کماله رافع و وزیر  
 فتح علی خان کماله رافع  
 کماله رافع



یعنی فرقہ جنت کہ متصل بصرہ رہتے ہیں اور سب برہنہ سر و برہنہ پا اور سیاہ رنگ تھے اور ایک پارچہ سفید لہو و رنگ بنا برستری عورت باندھے ہوئے تھے اسی طرح اس فرقہ کے لوگ بصرہ و مختلفہ تھے انکی تاقین میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھے جب وہ لوگ رخصت ہونے کو ہوئے تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلو کچھ توشہ تبرکاً عنایت ہو فرمایا تمکو ایسا توشہ دیتا ہوں کہ تمہاری اولاد اور اولاد وغیرہ کے بھی کام آوے یعنی جس جگہ بڑی خانی یا پیشک شتر و بزدگو سفند و سرگین کا دھوکا دینا و لیکشت ملے وہ تمہاری اور تمہارے و اب کی غذا ہو اور اس میں خاق کبریا ایسی لذت عطا فرمایا گا کہ اور مالک و مشروبات میں حاصل نہوگی یعنی استخوان غذا تمہاری اور سرگین وغیرہ غذا و اب کی تب جنات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشیا کو آلودہ نجاست کرینگے تو ہمکو انکے کھانے میں نفرت پیدا ہوگی فرمایا میں انکو منع کر دوں گا پھر کوئی ان چیزوں کو نجاست سے آلودہ نہ کرے گا بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیا و مذکورہ سے استنجائی منع فرمایا سبحان اللہ کیا معجزہ ہے کہ جو تہوان خالی ہوتی ہر اس میں گوشت پیدا ہو جاتا ہے اور سرگین میں دانہ پھر اسی عرصہ میں ایک خون قوم جن میں ہو گیا کہ سب قوم نے رضا و رغبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مقرر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم خدا کے فیصلہ کر دیا کہ سب قوم راضی ہوئی اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بارہ ہزار جن برودایت چھ لاکھ رہنے والے خیرہ و بیکار جزا پہاڑ میں جسکو اب جبل نور کہتے ہیں جمع ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے گئے اور تمام شب اسی جگہ مقیم رہے وقت صبح اصحاب رسول اللہ نے آثار و امارات دیکھے اور جو کچھ از قسم اسباب و آلات چھوڑ گئے تھے ملاحظہ کیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دکھائے کہ یہ قصہ صحیح مسلم میں موجود ہے اسی طرح احادیث صحیحہ سے حاضر ہونا جنات کا کئی مرتبہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں در تحقیقات امور دینیہ کی کرنا بخوبی ثابت ہے اصلاً جائے شک نہ بہت نہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نے میں قوم رطکو دیکھ کر ڈرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ یہ کیا جن میں لوگوں کو تعجب ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ تو آدمی ہیں تب خوف جاتا ورنہ یہی جانتے تھے کہ یہ جنات ہیں اور کچھ شک نہیں ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلیل عالم انسان میر جوت رسالت و نبوت تھے اسی طرح جنات پر تھے اور از رو حدیث صحیح متواتر ثابت ہے کہ جب حضرت رحمۃ اللعالمین

صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الرحمن علم القرآن فرقہ جنت پر تلاوت فرمائی تو اس قوم نے نہایت ادب و سخی اور کرم و فیاضی الاء بکما تکرہ بان منکر عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار ہم کسی نعمت کے ساتھ ناشکری نہیں کرتے فائدہ اول مرتبہ فرقہ جنات کے حاضر ہونے کا جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ سب تھا کہ جب آنجناب نبی ہو تو آمد وحی کا شور تمام عالم میں بڑ گیا اور شیاطین جنات کا جانا قطعاً آسمان کا اور انجناب فیض کائنات کا بندہ ہوا و ان کا چارے سچے اور بجا جزا نکاری آئے ابلیس تو ان کے جناب میں کینہ و بغض و ضلال و ضلال پر مامور تھے و میل خوار و مجبور ہو کر اپنے جیلوں و مکروں میں سے مل اور بیکار ہو کر تو باہم مشورت و صلاح کی کہ تمام دنیا میں کچھ مکر و خیر نہ ہو اور دیکھو کہ زمین پر کون خیر ظاہر ہوئی ہے جسکی باعث ہلو ممانعت ہوئی ہے اگر کچھ بھی معلوم ہو جائے تو در صورت امکان اسکا تدارک کریں چنانچہ شیاطین اور جنات نے دنیا میں پھر ناشروع کیا از انجاء نو فرجن قبیلہ بنو ضیاء کے عہدہ قابل ہے ہر شہر نصیب کیے ہوئے والے آدمی ہمارے

پھر تھے ہوئے وادی تھامین وارد ہوئے اور وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پڑھنا سن کر یقین لائے کہ یہ کلام مجز نظام کلام کی طرف سے اترتا ہو کسی کی ہر شکاری ہو رہی ہو تاکہ اسکو کوئی چرنے نہ پائے پھر اپنی قوم میں جا کر یہ حال کہا اور مع جماعہ کثیر حضور جناب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور بلا تامل بہ آواز بلند منادی کر دی کہ اب قوم جنات عمدہ خبر سانی اور سفارت سے محروم ہو اور مصل بیکار کیا گیا اور پھیلے ولو العزم خاتم المسلمین پیدا ہوا سب جگہ لڑائی پیروی کرو اور قدربوسی جانیں چنانچہ اکثر جنات نے جو عرب کے جزایر میں رہتے تھے ہی وتیرہ اختیار کیا کہ خود حاضر ہو کر ایمان لائے تھے کہ اکثر حکایات بطریق تو کتب حدیث میں منقول و مذکور ہیں از بخلمہ صحیح بخاری غیر وہ میں حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے بہنوں کے پاس بیٹھا تھا اسوقت ایک شخص گائے کا بچہ لایا اور نذر کے واسطے بیچ کیا ایک بت کے پیٹ سے آواز بہت سخت نکلی کہ یہی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی اور ہر ایک خاص عام نے اس آواز کو سنا وہ کہتا تھا یا جلیج ام کجج رجل صبح بقول لا الہ الا اللہ یعنی نہ نور آدمی ایک کلام کی بات ہے ایک شخص پکارا کہ تہا ہوا لا الہ الا اللہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ وہاں تھے سب بھاگے لیکن میں کھڑا رہا کہ دیکھوں یہ آواز کسکی ہے چنانچہ میں نے دوسری اور تیسری بار بھی وہی آواز سنی مجھکو نہایت حیرانی ہوئی سو کچھ مدت نہ گزری تھی کہ نبوت حضرت کی خبر سنی اور سنا کہ لا الہ الا اللہ کی تلقین فرماتے ہیں اور اسی طرح ایک بوڑھے آدمی سے مجاہد ضرورایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا تھا ایک دن میں ایک گائے ہانکے لیے جاتا تھا فتنہ میں نے ایک آواز سنی کہ الذریح قول فصیح رجل صبح ان لا الہ الا اللہ یعنی الذریح بات ابھی کھلی ہے ایک شخص پکار کے کہتا ہے لا الہ الا اللہ غیر میں نے میں آیا وہاں سنا ایک پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں وہ فرماتے ہیں یہ کلمہ فائدہ دینے پر قبیلہ الفتح اور معینی شہتا و لہما جلی آہو جلی ہونے بہتی نے سواد بن قارب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ امام جاہلیہ میں ایک جن میرا آشنا تھا کہ اخبار آئندہ سے وہ اطلاع دیتا تھا اور میری گون سے کہتا تھا اور نذر نیاز لے لیتا تھا ایک مرتبہ رات کو سوتا تھا وہی جن آیا اور کہنے لگا اٹھ اور سج کر کھجکھو عقل جو ایک نبی لوی بن غالب کی اولاد میں ہوا ہوا و چند شعر پڑھے حال سکایہ کہ ہماری قوم کے سردار کے کو جانے ہیں ایمان لانے تو بھی یہ مسلمان ہو سوا کہتا ہے کہ میں چونک پڑا اور تمام شب شوش رہا پھر دوسری اور تیسری رات کو بھی یہ معاملہ گذرے تھے محبت اسلام کی یہ دل میں پیدا ہوئی اور میں سامان سفر کر کے حضرت کی حضور میں حاضر ہوا اپنے دیکھتے ہوئے فرمایا مجاہد سواد بن قارب مجھے معلوم جس باعث سے تو آج آئین نے کہا یا رسول اللہ میں نے چند بتیں مج میں کہی ہیں اول انکو سن لیجیے چنانچہ سواد نے قصیدہ ہائے ہر سوا جسکا آخر شعر یہ ہے وکن شفیعا یوم لا فو شفاعۃ ہو سو کہ منین عن سواد بن قارب یعنی ہو شافع میرا سدا کہ نو کا کوئی شافع تیرے سو کا کوئی کام نہ والا سواد بن قارب سے از بخلمہ امام احمد نے جابر سے اور ابو نعیم نے ضمیرہ سے روایت کی ہے کہ اول خبر نبوت حضرت

پیغمبر پید ہوا ہی تو سنے خدا کو حرام کیا ہو اور بقی نے بطریق ارسال امام زین العابدین سے روایت کیا ہو اور حضرت عثمان نے اسی طرح کا ماجرا شام میں دیکھا تھا چنانچہ ابو نعیم نے اسے نقل کیا ہو کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ایک تہ جانب ملک شام گئے تھے اسطرح ایک عورت کا سر برآوردہ فن کہانت میں مشغور تھی ہم بھی اس کے پاس گئے اور اپنے سفر کا حال اچھا کر کے کیا ہو گا اسنے کہا اب مجھے کچھ معلوم نہیں رہا وہ جن جس سے کہ مجھے ملاقات تھی اور اخبار اسنے وہی اطلاع کرتا تھا ایک دن میرے دروازے پر آکر کہہ گیا کہ ہم خدمت ہوتے ہیں میں نے سبب پوچھا اسنے کہا ظاہر ہوئے محمد اور ایک حکم جس کے مقابلے کی طاقت نہیں اور چلا گیا پھر نہ آیا از انجملہ حسن بن شامین وغیرہ محدثین و کتاب بن حارث سے روایت کی ہو کہ وہ کہتا تھا مجھے ایک جن سے آشنائی تھی اخبار غیبیہ کہہ کرتا تھا ایک دن آیا میں نے پوچھا خبر آسمانی ہے اسنے جنت سے میری طرف دیکھ کر کہا محمد نبی موعود مکے میں پیدا ہوئے ہیں ساتھ کتاب کے بتلاتے ہیں اللہ کی طرف اور انکی بات کوئی نہیں سنتا و تاب کہتا ہو کہ میں نے کہا تو کیا کہہا ہو کہما تھوڑے دنوں میں میری بات سمجھ گیا کہ کمر چلا گیا چند روز کے بعد حضرت کی پیغمبری میں نے سنی از انجملہ فاکسی نے تاریخ ملی میں عامر بن زبیع سے اور ابو نعیم نے بن عباس سے روایت کی ہو کہ ایک دن جل لوقیہ میں ایک جن نے سخت وار سے چند اشعار دین اسلام کی ہجو میں پڑھے اور یہ بھی مضمون تھا کہ اہل اسلام کو جلد قتل ناؤ و شہر کا لانا چاہیے اور بت پرستی پر ستور جاری رکھنا لازم ہو کہ کفار میں مضمون سے بہت غرض ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ کچھ دیکھو تمھارے قتل و شہرہ دیکھ کر نے کا حکم غیب سے بھی آیا مسلمانوں کو بت نہ ہو حضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضرت نے فورا تمام غیبی طرح پر رکھ دیا اور اسے شیطان کی ہجو کا نام اسکا شعر جو اسکو قوی تر اللہ عز و جل کا تیسرے مضمون حضرت نے خبر دی کہ آج ایک شیوخ نام مسلمان ہو اور میں اسکا نام عبداللہ رکھا اسنے مجھے کہا کہ اگر حکم ہو تو شعر کو قتل کروں سو میں نے اجازت دی انشاء اللہ تعالیٰ آج شعر جنم و صل ہو گا مسلمانوں کو شہر ہوئی شام کے وقت اسی پہاڑ سے ایک آواز بہت مہیب سخت سنی کہ کوئی کہتا ہو کہ میں ہوں جسے قتل کیا شعر کہ جبکہ کمرشی کی اسنے اور خوف کیا اور جھوٹا جاننا حق کو اور راہ دہلی بڑی واسطے دشنام دہی ہمارے نبی پاک کے از انجملہ ابن سعد نے کتاب شرف اصطفیٰ میں جنہل بن غلبہ سے روایت کی ہو کہ جنہل رضی اللہ عنہ نے حضرت سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک جن دوست تھا غیب کی خبریں پہونچا یا کرتا تھا ایک رات مضطرب آیا اور مجھے سوتے سے جگا لیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہہ کر کہ ہوا انجملہ اس قسم کے قصے بتیانا میں کہہ دو تو انکو پہونچے ہیں اور بعض اہل سہمن سے نہایت صحیح تفسیر غزیری میں اسناد الا سناد نے لکھے ہیں جسکا دل چاہے تفسیر سورہ جن ملاحظہ کرے فقیر کے نزدیک اگر قصص اور حکایات اس قسم کی کوئی لکھنا چاہے تو ایک کتاب میخیم ہو جائیگی اور بعض جنات کہ جو اسوقت تک اسلام سے شرف نبوی تھے وہ انسانوں کے ذریعے سے سلام اور تحیہ و راہی عاجزی اور فرمان برداری خدمت حضرت میں کہلا بھیجتے تھے چنانچہ ابن سعد نے جب بن قیس اسی سے روایت کی ہو کہ جب کہتے تھے کہ ہم چار آدمی حج کو چلے راہ میں ایک جنگل میں کاٹا ہوا سنے آواز آئی کہ اے صاحب تو محمد نبی کی خدمت میں پہونچے تو میرا سلام اور تحیہ پہونچا ناؤ کہنا کہ ہم سب یہاں کے جنات تھائے درجہ صلح ہیں اسی طرح وصیت کی تھی کہ جو میرے بن مریم نے آدمیوں عسا کرنے مراد بن قیس سے روایت کی ہو کہ ایک دن مجلس رسول اللہ میں کاہنوں کا کچھ ذکر و مذاکرہ نقل کرتے تھے کہ یہ کارخانہ کہانت بظہور نبوت اور نزول وحی بالکل معقوف ہو گیا و ہوا



مذکور ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑی بھٹی خلع نام نہایت عظیمہ وہ ایک دن میرا بیٹا بی اور کئے لگی کرتے مجھ کو کیا جاننے  
 میں کہ ایک بخت اور صالحہ کئے لگی ندون مجھ پر کعبال گذر رہی کہ میں اگدن گھر میں تنہا بیٹھی تھی کہ ایک شہسارہ مجھ پر ٹھٹھی اور جس طرح  
 عورت سے صحبت کرتا ہوا اسی طرح اسے میرے ساتھ کیا پھر کچھ معلوم ہوا سو مجھ کو خوف ہوا کہ حاش رہ گیا ہوا اور تم لوگ مجھ کو ناکا تھمت کرو رہے  
 کہا کہ مجھ کو تیری طرف ایسی بات کا وہم بھی نہیں تو خاطر جمع رکھ بعد چندے معلوم ہوا کہ وہ لونڈی حاملہ ہے پھر موافق معمول کے لڑکا جنی  
 ایسا کہ دونوں کان اس کے کتوں کے سے اور رنگ بدن بھی خلاف انسان سو وہ لڑکا ہمارے لڑکوں کے ساتھ کھیلنا کرتا دفعۃً ایک دن بہر  
 ہو کر چلانے لگا کہ نہ وہ حق شرع کے سوار ہمارے اسطون لوٹنے کو کھڑے ہیں اور تم غافل ہو میں ہتھیار باندھ کر نکلا اور لڑکا لڑکھٹا آیا سو قہر  
 اس کی بات کا اعتبار نہ کیا اور جو کہتا تھا جیسے کہ آپ بھوٹ ہوے جو کہتا ہوا بدو غ ہوتا ہو سب پوچھا بولا اور مجھے خبر دیتا ہوا وہ اب  
 جھوٹ کہتا ہوا تھا جو تارک میں قید کر دے وہ جن اگر مجھ میں سرت کر گیا اس سے ہتھسار کر لو میں قید کیا تیس دن وہ جو کھوٹا تھا  
 کہ تمام بدن اس کا لگ چکنا ہو میں سمجھا کہ میں اس میں اس کی ہر تہ میں کہ لہا اور عزیز تو بیشتر اس کی ہر تہ میں کہ جاتا تھا اب جھوٹی خبر  
 کہ لہجہ کہتا ہوا کہ اب خیر اللہ یا ختم الرسل مبعوث ہوے اور آسمان پر چوکیا اور مقرر ہوے میں کہنے کی خبر راست نہیں مل سکتی ہر تہ میں کہ  
 وہ غیر کیان میں اسے کہا کہ میں ہیں اور اب میں تمام ہوں مجھ کو قلعہ کوہ میں دفن کرنا اور بعد دفن آگ کے شعلے اٹھیں گے سو میں انگریزوں کے ہاتھ  
 اللہ پر تہ کرنا کہ شعلہ نی بند ہو جائیگی غرض یہ کہ مر گیا میں اس کو قلعہ کوہ میں اسی طرح دفن کر دیا بعد چند روز کے یا رسول اللہ آپ کی خبر  
 بعثت مجھ پہنچی فالکہ حضرت ابن سعوثر نے جنات کو دو مرتبہ خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا ہوا ایک مرتبہ وہ جوہن میں  
 دوڑی مرتبہ بلاتہ ابن میں یہ حال مدینہ منورہ میں بعد از تکلیف حضرت ام سلمہ کے موضع بقیع العرقہ میں واقع ہوا تھا اور اس شبہ کی کثرت  
 شمار سے باہر تھی اور زیر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک تہ جنات کو ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہوا اور ان کے کلام سے میں چنانچہ دلایل اللہ  
 ابو نعیم میں ان کے قصص کو میں اور ابو نعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک کئی گروہ جنات کے واسطے ملازمت آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور بعد قیام چند روز اپنے وطن کو گئے اور امام احمد اور ابویلی اور یحییٰ وغیرہ محدثین بلال بن حارث سے روایت  
 کرتے ہیں کہ میں ایک تہ ہمراہ آنحضرت سفر میں مقام حجاج میں منزل ہوئی میں اپنے خیمہ سے واسطے ملازمت آنحضرت کے نکلا دیکھا کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم بیرون درخت گل میں بیٹھے ہیں میں چاہا کہ آپ کے پاس حاضر ہوں جب نزدیک پہنچا تو ایک درخت کی آواز سے کان میں پہنچی  
 میں نے توقف کیا اور دریافت کیا کہ شاید آنحضرت کے پاس عجب لوگ حاضر ہیں اس وقت وہاں جانا اچھا نہیں یہاں تک کہ آنحضرت خود تشریف لائے  
 اور تب ہم کو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا شور و غوغا تھا ارشاد ہوا کہ مسلمانان جن کافران جن سے سکونت اور قرار میں فرما کرتے تھے او  
 واسطے فیصلے کے یہ پاس آئے تھے میں نے فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جلس میں ہیں اور کافر غور میں اور دونوں آپس میں یہاں کثیر ابن عبد اللہ  
 کہ لوی اس وقت کے ہیں کہ تہ میں کہ میں نے تقریب کیا ہو کہ جس شخص کو ملک جلس میں آسب جن ہوتا ہو وہ صلہ صحت پاتا ہوا جس کسی کو  
 غور میں آسب جاتا ہو کہ تہ میں کہ میں نے تقریب کیا ہو کہ جس شخص کو ملک جلس میں آسب جن ہوتا ہو وہ صلہ صحت پاتا ہوا جس کسی کو  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کیا ایک ایک بڑے حال آدمی لاشیٰ لیے حاضر ہوا اور سلام کیا آنحضرت نے جواب دیکر فرمایا کہ اس کی

آواز میں کی گئی اور پوچھا تو کون ہوا اس نے کہا میں ہاں میں ہاں کہیں میں آنحضرت نے فرمایا تجھے اللہ بیست و شش ہزار سال کا فضل عطا  
 سو تو بیان کر کہ تیری عمر کتنی ہو اس نے کہا یا رسول اللہ میری عمر دنیا کے برابر ہے جبکہ قصہ ہابیل قابیل واقع ہوا ہے تو میں اس کا تھا گمراہ  
 سمجھتا تھا اور پہاڑوں پر جا کر غلہ چراتا تھا اور آدمیوں کے قلوب میں برسرِ لکوی ڈالتا تھا آنحضرت نے فرمایا تو شیر چرواہا یا رسول اللہ میں یہ قصہ  
 آیا ہوں آپ مجھ کو ملامت فرماتے ہیں یا رسول اللہ میں حضرت نوح سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ مسجد میں ہاں اور اول ان کے ہاتھ پر میں نے  
 توبہ کی اور پھر ایک برس تک مسجد میں رہا حضرت ہود اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کے ساتھ رہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 سے بھی ملاقات کی اور توریت میں نے سیکھی اور سلام نکالیں حضرت عیسیٰ کو پہونچایا اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ملاقات ہو تو یہ اسلام لائے گا سنو میں وہ امانت پہونچانے آیا ہوں اور اس پر رکھتا ہوں کہ آپ مجھ کو کچھ قرآن سکھائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 سورہ واقعہ و سورہ مرسلات و عم یسار لون و اذانمکسرت و معوذتین و قل ہوا اللہ سات سو تین غلیم فاما میں اور ارشاد کیا اے محمد مجھ کو  
 حاجت ہو تو میرے پاس آنحضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور مجھ کو اس کے مرنے کی خبر نہیں دی میں نہیں  
 جانتا کہ وہ مر گیا یا جیتا یہ فائدہ بعض جن آنحضرت کے صحابیوں میں بھی تھے تھا کہ ان کے ایک عمر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ صفوان ابن اعین نے انکو دفن کیا کہ  
 وہ سرسبز عمر کو کہ فرماں جن کی لڑائی میں شہید ہوا کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارون دفن کیا تھے سرسبز کہ صحابہ میں عمر ابن  
 عبد العزیز نے کہ عظمیٰ کی راہ میں انکو دفن کیا ہوا اور شخص اہل بیت میں تھا جو تھے فرق انکو بھی عمر ابن عبد العزیز نے کہ عظمیٰ کی راہ میں دفن  
 کیا ہوا اسی طرح قصص حکایات علامہ بیہقی نے دلائل النبوة میں باسناد صحیحہ نقل فرمائے ہیں فائدہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت ہو کہ یہ  
 اختلاف جنات میں بھی ہے بعض بعض قدریہ اور بعض مرجیہ اور بعض روافض اور بعض ہنود اور بعض یہودی اور بعض نصرانی اور بعض  
 مجوسی ہیں اور اسی سبب ہر مذہب کے جن خواب بیداری میں اپنے مذہب کے لوگوں کو جو انسانوں میں ہیں جن میں موافق مذہب القا  
 کرتے ہیں اور جملہ اوجھا جانتے ہیں کہ تصدیق ہمارے مذہب کی عالم غیب سے ہوئی کہ اس سے زیادہ تر گمراہی میں پڑ جاتے ہیں اور بھی  
 حاجات و مہمات و وضع کلیات میں امداد و اعانت اپنے اہل مذہب کی کرتے ہیں تاکہ آدمی اس مذہب کے جانیں کہ ہمارے مذہب کی وقعت عالم  
 غیب میں بھی ہو اس سے ہماری حقایق و اہوتی ہیں اور بلا میں دفع ہوتی ہیں مخفی مذہب کے سفارت اس فرقہ کی میں عالم انسان و عالم  
 خبیث کے سکن زمضالت و قباحات تھی لہذا حکیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قلم اس کا رخا کو بے اعتبار فرمایا اور وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بند کر دیا  
 یا میں ہمہ گزینی آدم اس کا رخا نہ منہدمہ کو جاری کرتے ہیں اور رواج جنبہ جنبہ سے مہمات مشکلا میں اہانت چاہتے ہیں تو گویا اپنی ہمت  
 سے معزول کو منصوب سمجھتے ہیں اور حقائق سے انکے کہ وہ فہم میں دغا کھاتے ہیں اور وقت تناسل عقل انسانی یہ تھا کہ جب خبر انکے  
 عزل کی معلوم ہو گئی تو ان سے دست برداری لازم تھی کیونکہ جب کبیل دربار سے خارج کیا گیا تو اسکی معرفت سوال اور جواب کرنا  
 کسی عقل کے نزدیک مست نہیں اور یہ بات کلام مجید میں بہت جگہ مذکور ہے کہ فرقہ جنبہ سفارت سے معزول ہیں پس اگر جنبہ  
 ہاشمیہ اور دین ناویں مشہور کیا جائے تو ہر ایہ تبلیغ میں قصور نہیں ہو اور جو فی الجملہ اس فرقہ کو اخبار عالم غیب کی اطلاع تھی تو  
 سو وہ بقتضائے خاصیت جنبہ ہنود از روئے سفارت اور قدرت اعمال شاقہ اور تاثیرات خارقہ عادت اور الفاظ و سادس







عظیم بجالائے میں نے جواب سلام دیا پھر انھوں نے مجھے انعام الہی سے بشارت سنائی اسوقت ایک مرکب کھڑا ہوا  
 دیکھا گھر سے اونچا پھر سے نیچا آدمی کا سامنے ہاتھی کے سے کان اونٹ کی سی گردن گھوڑے کی سی ایال خچر کا سا  
 سینہ شہر کے سے پٹھے گائے کے سے پیروں چرب ہوئے تھے منہ مانند یاقوت سرخ چمکتا تھا اگر اسکی مانند موتی شفاف  
 و سنگ عجوبہ برق سفید و صاف اور اسکے دو ہر تھے رانوں کو پروں سے ڈھکے رکھتا تھا اور جب کھولتا تھا مشرق سے  
 مغرب تک پھیلتے تھے اور جب سمیٹتا پہلو کے برابر ہو جاتے تھے اور ایک زین ہشتی اسپر بندھا ہوا تھا اور پیشانی پر لکھا  
 ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر جبریل نے رکاب اور سیکائیل نے عنان براق پکڑی اور سوار کر لیا اور جانب سے  
 اقصیٰ لیچلے روایت ہو کہ اتنی ہزار فرشتے داہنی اور اسی قدر بائیں طرف تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور عرش سے  
 شمعیں روشن تھیں روایت ہو کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم دونوں بائیں گھینچے تھے حضرت جبریل نے کہا یا حبیب اللہ  
 بائیں و مصیلی رکھو یہ امور ہو جانے ہر اس مقام کو جاتا ہو کہ حضرت نے بائیں و مصیلی فرمائیں وہ ایسا جلدی ہلا کہ  
 حضرت نے فرمایا ان ترک تہاسارت وان حرکتا طارت جب بائیں چھوڑیں تو زمین کو نہایت طر کر آتا تھا اور جب چڑھتا  
 تو اڑنے لگتا تھا اور حضرت جبریل نے یہ وصیت کی کہ ای محمد اگر راہ میں کوئی پکارے تو التفات نہ فرمانا اور جواب نہ دینا  
 اور میں آگے چلتا ہوں بیت المقدس میں ملو گا آقصیٰ سرور عالم فرماتے ہیں کہ جب میں تھوڑی سی راہ چلا کسی نے  
 داہنی طرف سے آواز دی یا محمد لا تحمل فانک اخطات الطريق یعنی ای محمد جلدی نہ کر تو راہ بھول ہو ٹھہر تو میں رہبری کروں  
 میں ملقت نہوا پھر بائیں طرف سے ہی آواز آئی مگر میں نے التفات نہ کیا اسوقت ایک عورت انواع لباس سے  
 آراستہ سامنے آئی اور بولی ای محمد تھوڑا ٹھہرو تو کچھ بھید متے کہوں میں نے نظر نہ ڈالی اور براق کو چلنا چکا اور جبریل سے  
 انکا حال پوچھا کہا اول داعی یہود تھا اگر آپ جواب دیتے تو بعد آپ کے است آجکی یہودی ہو جاتی اور دوسرا داعی  
 نصاریٰ تھا اگر اسکا جواب دیتے تو نصرائی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اسکی طرف توجہ فرماتے تو تمام امت  
 آخرت کو چھوڑ کر دنیا اختیار کرتی روایت ہو کہ فرمایا حضرت نے بعد اسکے ایک یقہر دیکھا اسمین سورخ باریک تھا  
 اس سے پانی نکلتا تھا پھر وہ پانی سورخ میں اٹتا جائے کا قصہ کرتا تھا لیکن نہیں جاسکتا تھا جبریل نے کہا اسکی  
 مثال منہ ہو اور سورخ زبان اور پانی نشان سخن اسمین یہ اشارت ہو کہ جو بد بات منہ سے نکلی پھر بعد پیشانی پر  
 نہیں سکتی پھر فرمایا تین شخص آگے آئے ایک بوڑھا ایک جوان ایک کمل یعنی دو موہ سو میں نے جوان کی طرف  
 دیکھا اور کمل و بوڑھے کو نہ دیکھا جبریل نے کہا یا رسول اللہ اصیت بہ طلب رسیدی یعنی دولت و بخت پر آئینے  
 نظر نہ فرمائی عاقبت کو اختیار کیا بہت خوب کیا دولت دنیا کی سبے اعتبار ہو اور بخت ناپائیدار ہو اور عاقبت کو  
 قرار ہو خوشخبری ہو اگر عاقبت نصاریٰ امت کے نزدیک بہتر ہوگی پھر فرمایا دو پیالے آگے لائے ایک میں دوا  
 ایک میں شراب دوسرے کو میں نے اختیار کیا اور اسمین سے کچھ پایا جبریل نے کہا آپ نے راہ تلامی مستقیم رہی





اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خدو پاس اس خدا کو جس نے مجھ کو کلمہ پنا کہا اور روح اپنی فرمایا اور تجھ کو آدم سے پر پیدا کیا اور مان کے بیٹ میں کتاب اپنی سکھائی اور گنج حکمت کا جو توریث انجیل زبور میں مخفی ہو مجھ کو دیا اور میرے دم میں تاثیر دی کہ جب مٹی سے صورت مرغ بنا کر دم بھیجوں کون جان پڑ جائے اور میرے ہاتھ میں شفا رکھی کہ برے چھوڑنے سے اندھے کوڑھی لوے لنگڑے اچھے ہوتے تھے اور مجھ کو آسمان پر لا کر سب آلاش سے بچایا اور میری مان کو اور مجھ کو شر شیطاں سے پناہ میں رکھا خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سب انبیاء محمد کبریائی سے فارغ ہوئے میں نے بھی حمد الہی اور ثناء بوشاہی شروع کی اور کہا خدو پاس اس خدا کو جس نے مجھ کو تمام عالم کا رحمت لکھا اور مجمع خلائق کی ہدایت کا مور فرمایا اور ہر ایک کے واسطے بشیر نذیر کیا اور قرآن حسین ہر چیز کا بیان ہو مجھ پر اتارا اور میری امت کو بہترین اہم فرمایا اور سب کے لیے مجھے وسط و عدل کیا اول و آخر صفت میری بیان کی سینہ میرا کھول دیا خطرات دل و دھڑ میرے نام کو بند رہی بخشی مجھ کو فتح و خاتم کہا اور پاس خاص اس جناب کبریا کو جو جسے تمام زمین کے میدان کو میرے واسطے مسجد کیا اور تمام خاک کو حکم پانی کا دیا اور فتوحات ہر ایا و غنائم کی مجھ کو کر است فرمائی اور خواتیم سورہ بقرہ سے مکرم کیا اور سبع مثانی یعنی سورہ فاتحہ از زانی فرمایا اور مجھ کو علم توحید اور بیان قرآن کا بہت آسان کیا اور ملائک میری مدد کو بھیجے اور قیامت تک دروازہ توبہ کا میری امت کے لیے کھلا رکھا اور حوض کوثر مجھے دیا ہر پیغمبر کی دعا قبول تھی مجھ کو گناہ کبیرہ کی شفاعت میں ذخیرہ قبولیت دعا کا عنایت کیا اور بعض روایت میں صفائے کمال اور ثواب جاہ و جلال حضرت الہی کے جو حضرت رسالت پناہی نے تخصیص فرمائے ہیں زیادہ لکھے ہیں باجملہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب میں یہ مدح کر چکا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور انبیاء کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ہذا افضلکم محمدؐ ابھر پیغمبروں نے مجھے کہا اے محمد حق تعالیٰ نے آج کی رات تلوودہ شرف دیا ہو کہ صلا انبیاء الامین و آخرین کو نصیب نہیں ہوا اور یہ درجہ کسی نے نہیں پایا اب لازم ہو کہ جہاں تک ہو سکے امت کے واسطے تخفیف اور فائز طلب کیجیو پھر جبریل نے ہاتھ بکڑا اور منخرے پر لائے وہ ایک سنگ مسلّم ماہین آسمان و بیت المقدس پر ابو بکر ابن عربی شرح مؤطا مالک میں لکھتے ہیں کہ یہ پتھر عجوبہ قدرت الہی سے ہو عباد و گرد آلود دریاں سجیبت اللہ تعالیٰ بے سہارے معلق او صر میں ہو کسی طرف سے اسکو علاقہ نہیں اسکو وہ ٹھہرائے ہو جسے آسمان کو روکا ہو زمین پر گرنے سے اس میں اوپر کی طرف جانب جنوب نشان قدم خاتم النبیین صلعم کا ہو جب سوار ہوئے تھے براق پر اور وہ جھکا تھا بنا بر تعظیم اور دوسری طرف اس کے فرشتوں کی انگلیوں کا نشان ہو کہ انھوں نے جھکتے ہوئے تھا بیا تھا اور سر طہنی میں لکھا ہو فقہ اثر فی صحفہ بیت المقدس لیلۃ الاسرار فان ذلک الاثر موجود الی الان اور یہی موافق حافظ شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے بھی معراج نامہ میں فرمایا ہو اور فتح المتعال میں لکھا ہو قدرت جبرائیل اثر قدم بقیۃ الصخر الشریفۃ بالبیت المقدس والناس یسلمون ویرکونہ یعنی میں نے دیکھا پتھر اس میں نشان تھا آپ کے

قدم مبارک کا صفحہ شریف میں بیچ بیت المقدس کے اور آدمی تعظیم کرتے تھے اسکی اور تبرک سمجھتے تھے اسکو باجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروایت صحیحہ براق پر سوار ہو کے معراج کے راستے سے آسمان پر گئے اور جبریل علیہ السلام ہمراہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معراج سے آگے بڑھا تو ایک دریا فاضلہ نام دو سو برس کی راہ گاہ پر آواہن معلق نظر آیا ایک قطرہ اس دریا کا زمین پر نہیں گرتا اور رنگ اسکا سبب عقیق کے نیلا ہوا اور اس کے عکس سے آسمان نیلا نظر آتا ہو پھر وہاں سے فرما ہوا پر ہونچا وہاں سے فلک پر وہ ایک دریا ہوا آسمان پر کھینچا ہوا اس آسکا سر پر وہ کے مانند زمین میں ہوا اور ہر آسمان کا ایسا ہی ایک فلک ہوتا ہے اس میں تیرا کرتے ہیں کا قال اللہ کل فی فلک سبحون یعنی تیرے ہیں ستارے فلک میں پھر فرماں آئی ہو چنا تو فلک میری تکمیل کے لیے حرکت و دوری سے ٹھہرا قدم اس کے سر پر رکھ کر آگے چلا باب الحفیظ آسمان دنیا پر ہونچا وہاں اسکا اسمعیل نامے فرشتہ مع بارہ ہزار فرشتوں کے تھا اور وہ دروازہ ایک دانہ یاقوت سرخ کا ہوا پھر مرورید کا قفل لگا تھا باب جبریل نے پکارا اسمعیل نے آواز بلند کیا کون پکارا تا ہو جبریل نے کہا میں ہوں جبریل سے چوچھا تیرے ساتھ کون ہو کہا محمد رسول اللہ کہا کہا آگاہ کیا ہو کہا ہاں اسمعیل نے کہا کیا خوب ہی آئے اور کیا یہی اچھا آیا آئیے تسبیح توابع اسمعیل کی یہ ہر سجان الملک الاعلیٰ سجان الاعلیٰ سجان الاعلیٰ سجان من لیس کشفہ ثنی روایت ہو کہ یہ آسمان زمر و سہر کا ہوا نام اسکا قیقا عجائب اسکے جو حضرت نے ملاحظہ کیے ہیں وہ علاحدہ بطور قائمہ لکھے جائینگے باجملہ دروازہ کھولا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے تعلیم جبریل سلام و تحیہ ادا کیا آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شگفتگی سے جواب سلام دیا و شکر کیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح الحمد للہ الذی اگر کرم جملک من تسلی اور تسبیح حضرت آدم کی یہ تھی سجان اکلیل رجب سجان الواسع الغنی سجان اللہ وجمہ سجان العظیم وجمہ متغفر اللہ پھر دروازے دیکھے ایک داہنی طرف دو سرا بائیں طرف کہ حضرت آدم جب داہنی طرف دیکھتے تھے ہنستے تھے اور جب بائیں طرف دیکھتے تھے روتے تھے حضرت فرماتے ہیں میں نے جبریل سے ہتھسار کیا کہ اگر یہ دفعہ کسی کیسی ہو جبریل نے کہا دروازہ راستہ ارواح نیک اولاد آدم کی بہشت میں جاتی ہو اس سے خوش ہیں اور بائیں سے ارواح بد و فحش کو جاتی ہیں اس سے رنج ہو قائمہ حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان اول پر اس جیسے لئے کہ اول انبیاء سے ہیں اور اول کو اول سے نسبت ظاہر ہو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آسمان دوم پر ہونچا تو اسکو نہایت نورانی پایا اور ایک روایت ہو کہ یہ آسمان زرخشاں کا ہوا اور نام اسکا قیدوم ہوا اور دربان اسکا اسرافیل دولاکھ فرشتے اس کے مطیع ہیں جبریل نے بڑھ کر دروازہ کھلوا یا تو اسی دربان نے کہا کون ہو جبریل نے کہا میں ہوں اور میرے ساتھ محمد بن اس نے کہا محمد پیدا ہو جبریل نے کہا ہاں دربانوں نے کہا الحمد للہ خوش آمدی بعض روایت میں ہو کہ حضرت نے فرمایا تسبیح اسرافیل دربان آسمان دوم کی یہ ہو سجان اللہ کما سبج اللہ سبح و الحمد اللہ کلما حمد اللہ حامدا و لا الہ الا اللہ کلما ثل اللہ مثل اللہ اگر کبریا کر اللہ کبر اور یہی تسبیح اس کے تابعین کی ہو حضرت نے فرمایا کہ جب آگے بڑھا تو دو جوان ملے سجی و عیسیٰ اور بدو نون خلائئ بھائی ہیں کہ انکو تعلیم جبریل سلام کیا میں نے انھوں نے جواب دیا

آسمان دوم

ملاقات جبریل و عیسیٰ

اور





امکان

امکان

امکان

امکان

آسمان چرخ ترا یا نام اسکا البیان یقون دربان اسکا سقراطیل ہر شیع مسکی قدوس بلالار باب سبحان ربی الا فی الا اعظم قدوس  
 قدوس ب اللہ لکۃ والروح اور پانچ لاکھ فرشتے اسکے تابع ہیں اسنے خوشخبری کرم حق کی سنائی بروایت صحیحہ ثابت ہو کہ اس آسمان پر  
 حضرت ہارون علیہ السلام نے اوجھل روایت میں ہو کہ حضرت ابراہیم اسمعیل اسحق ولوط و یعقوب علیہم السلام کو بھی لکھا باجمہ حضرت ہارون  
 نے بھی مرحا کہا اور دعائے خیر کی فائدہ چونکہ حضرت موسیٰ سے ایک خصوصیت نامہ غوث و غفر کی تھی اس سبب سے قریب تر ملے اور حضرت  
 موسیٰ سبب تہہ کیسی کہ حضرت ہارون کے بالائے پھر وہاں کے عجائبات ملاحظہ فرمائے آسمان ششم پر گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ  
 روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ دربان اسکا دعائیل ہر اسے میں نے سلام کیا اسنے جواب دیا اور دعائی کہ بارک اللہ فی حسانک  
 زاد فی کراکاتک نورک فیک میں نے کہا آمین اور چھ لاکھ فرشتے اسکے تابع تھے شیع مسکی یہ تھی سبحان اللہ الکریم سبحان اللہ النور  
 سبحان اللہ من فی السموات ومن فی الارضین بروایت صحیحہ ثابت ہو کہ فرمایا بعد اسکے آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات  
 ہوئی انکو میں نے تعلیم جبریل سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور بغلیک ہوئے اور پیشانی پر بوسہ دیکر کہا الحمد للہ الذی رانی وجہک تھم  
 کراست الہی سے خوشخبری دی اور کہا آج کی رات است کو نہ بھولو اور جو کچھ خدمت است پر فرض ہوا سمجھیں تخفیف مانگیو اور شیع انکی  
 میں نے یسعی سبحان اللہ میدی من ریشا و یصل من ریشا و ہوا الغفور الرحیم نقل ہو کہ حضرت نے فرمایا جب آگے بڑھا تو موسیٰ روئے  
 لگے کسی نے سبب روئے کا پوچھا کہا میں روتا ہوں اسپر کہ ایک لڑکا میرے بعد نبی ہوا خواہ یوں کہا کہ ایک جوان کو نبی کیا اور پوچھا  
 میرے پیچھے اور داخل ہوگی است اسکی بہشت میں زیادہ میری است سے اور ایک روایت ہو کہ موسیٰ نے کہا مجھ کو یہ گمان تھا کہ مجھ کو  
 اولاد آدم من فضیلت ہو حالانکہ یہ جوان فاضل ترین اولاد ہو اور فضیلت انکو میری ذات پر ہو سہیں باک نہیں ہو لیکن است انکی  
 میری است سے فضل ہو اور روایت ہو کہ فرمایا حضرت نے سنائیں نے کہ موسیٰ علیہ السلام کہتے تھے اگر تمہ و فضلتہ بزرگ کیا اسکو تو  
 او فضیلت دئی اسکو سب پر کہا میں نے اسے جبریل موسیٰ کہ عتاب کرنا ہو کیا فطی کرنا ہو پروردگار پر تیری بزرگی کے سبب کہ میں نے  
 جبر جبر بولتا ہوا اپنے رب پر کہا خدا تعالیٰ نے اسکو معاف کیا ہوا تب تک اسکو یہ گمان تھا کہ میں سب انبیاء میں بزرگتر ہوں اب جا  
 اسنے کہ آپ سے فضل ہیں اسپر شکایت ہو فائدہ روا حضرت موسیٰ کا حسد سے نہ تھا معاذ اللہ اس لیے کہ پیغمبر لوگ حسد سے  
 پاک ہیں بلکہ انکو اپنی امت پر افسوس کیا کہ میں ایک مدت تک انکو سمجھتا رہا اور معجزات ظاہر دکھاتا رہا لیکن ایمان کامل نہ لائے  
 اور جو ایمان لائے تو بہت کم اب بہشت میں بھی کم جائینگے اور محمد کی تھوڑی عمر میں ہشمار لوگ ایمان لائے اور قیامت تک انکی  
 تو بہشت میں بھی زیادہ جائینگے اور جو معاذ اللہ حسد سے ہوتا تو بار بار حضرت علی اللہ علیہ وسلم سے معاف کر کے پاس وقت کی ناکار پانچ  
 وقت تک کیونکر تخفیف کرواتے اور یہ جو حضرت صلعم کو لڑکا فرمایا سو نعوذ باللہ عن عارت کی راہ سے نہیں ہو بلکہ کبیر سن جوان کو لڑکا  
 بولتے ہیں اور اس کلام میں گویا تعریف فرمائی ہو کہ باوجود کم عمری ایسا تہہ بلند حال کیا کہ سب پیغمبروں سے فضل ہوے فائدہ  
 حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جو آسمان ششم پر آئے اس میں کہتے ہیں کہ جو کچھ فضل کراست سید المرسلین و منقبہ بزرگی است عالی  
 ہمت کو مجلس را علی بن باحسن و جبریل کر پڑھیں دوسرے یہ کہ مقدمہ توقیف و قات نمازین حضرت صلعم سے التماس میں









جب بھی حضرت صلعم کو رخ ہوتا تھا تو نماز شروع کر دیتے تھے لقل ہو کہ جب حضرت رحمۃ اللعالمین عرش عالی کے نیچے پہنچے تو خوف لاحق ہوا اسی دم ایک قطرہ شیریں بامزہ دہن مبارک میں گر کر اکہ علم اولین و آخرین کشف ہو گیا روایت ہے کہ فرمایا حضرت فاطمہ علیہا السلام نے کہ میں نے ایک روز حضرت سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا کیا کلام فرمائے ارشاد کیا کہ اللہ نے میری امت کی چند شکایتیں فرمائیں ایک یہ کہ میں رزق و روزی بندگان کا ضامن ہوں اور تیری امت اس ضمانت پر اعتماد نہیں کرتی دوسرے یہ کہ تیری امت کے واسطے میں نے جنت بنائی ہے مگر وہ غیبت اسطون نہیں کرتی تیسرے وہ رخ انکے دشمنوں کے واسطے بنا ہوا اور امت تیری سامعی اسی میں جانے کی ہر چہ تھے خلوت میں گناہ کرتی ہو اور مجھے نہیں شرابی اور بندوں سے بھونٹ لاسمت ڈرتی ہو پانچویں میں گل کا کام آج نہیں لیتا اور وہ برسوں و مہینوں و ہفتوں کا رزق مجھے طلب کرتی ہو چھٹے میں روزی اسکی دوسرے کو نہیں دیتا اور وہ میری عبادت و طاعت غیر کو دیتی ہو یعنی ریا کے طور پر طاعت کرتی ہو اور غیر کو میری عبادت میں شریک کرتی ہو ساتویں تیری امت خیر سے عزت چاہتی ہو حالانکہ عزت دینے والا میں ہوں آٹھویں نعمت میں دیتا ہوں شکر اور کا کرتی ہو نویں میں انکی نافرمانی کی شکایت اپنے فرشتوں سے نہیں کرتا اور امت تیری انمک برج و بلامیں لوگوں سے میری شکایت کرتی ہو روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ سبحانہ پوشیدہ معراج سے کوئی بات ارشاد ہو فرمایا کہ اللہ نے کہا ای محمد امت سابقہ جو گناہ کرتی تھی عذاب نازل کرنا تھا اور جو یہ امت گناہ کرتی ہو تو پردہ ڈالتا ہوں روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ای محمد تیری امت دو قسم ہے طبع و عاصی مطیعوں کی طاعت میری رضا سے ہو اور عاصیوں کی معصیت فضا سے پھر جو میری رضا سے ہو قبول ہے کہ مقتضائے کرم یہی ہو اور جو میری فضا سے ہوہ لائق عفو ہے کہ یہی مقتضائے رحمت ہے آجین عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ صاحب کبریا ای محمد کچھ ایسا دعا کر عنایت کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ائی تو میرے مطلب آگاہ ہو فرمایا تفصیلات امت غلگین رہتا ہے سو تفصیلات فرائض میں تو شفیع ہو اور تفصیلات سن میں میں شفیع ہوں اور بعض ثقات نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ مجھے وحی ہوئی ای محمد تم بھی اپنی تیری امت میں کئی شرطیں ہیں اول جب کوئی طاعت کرے گا اسے رد نہ کروں گا اور بعد یہ طاعت اس سے اطاعت چاہو گناہ لائق عفو ہو اور جزا اسکی کرم کے موافق دوں گا دوسرے جب کوئی گناہ سے توبہ کرے گا قبول کروں گا تیسرے ہفت اذام پر نظر کروں گا اگر چھپو گناہ موت ہو گئے اور ایک مشغول بطاعت تو عضو طبع کے طفیل سے سب کو بخشوں گا چوتھے میں دل کو دیکھتا ہوں اگر گناہ کر پشیمان ہوتا ہے تو عفو کرتا ہوں پانچویں جب میرا بندہ گناہ پر اصرار نہیں کرتا اور نادم ہوتا ہے تو اسکو درود بیماری دیتا ہوں تاکہ کفارہ گناہ ہو جائے چھٹے افعال تیری امت کا شمار افضل کرتا ہوں نہ عدل اگر طاعت زیادہ ہوتی ہو تو اسکی جزا دیتا ہوں اور جو معصیت زیادہ ہوتی ہو تو اسکی عذرا کرنے والے پر کرتا ہوں ساتویں تیری امت کا حساب کرم سے کروں گا اور گناہ انکے اپنے فضل سے بخشوں گا اور جنت میں رحم سے لجاؤں گا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو پانچ پیغام میرے پہنچاؤں گا پہلا یہ کہ اگر تم کسی کو سبب حسان کرنے کے دوست رکھو تو مجھی کو دوست رکھو کہ یہ کہ میں

تم بہت احسان کیے ہیں دوسرا اگر کسی سے خوف کرو تو مجھی سے کرو کہ میں زیادہ اُن سے قدرت رکھتا ہوں تیسرا اگر کسی سے امید رکھو کہ وہ کوئی بڑھ چنگے تو مجھی سے امید وار ہو کہ مراد میں دینے والا میں ہوں اور حاجات بر لانے والا میں ہوں اگر وہ انگو تو مجھی سے مانگو اور جزا التجار تو مجھی سے کرو جو تمہارا اگر کسی سے شرم رکھو جفا کرنے میں تو بہتر ہو کہ مجھے رکھو کہ تمہیں جفاکاری ہوتی ہو اور مجھے فادائی پانچواں اگر کسی کی خدمت کرو جان و مال سے تو بہتر ہو کہ مال کو میری راہ میں صرف کرو اور جان و تن کو میری خدمت میں حاضر کرو کہ میں خلف و کذب سے منہ اور غرض و طمع سے سبزا ہوں حدیث شریف میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں نے اللہ کو اچھی صورت میں اور مجھے حق تعالیٰ نے پوچھا کس بات میں ملائکہ ملاؤ اعلیٰ کے جھگڑتے ہیں میں نے کہا اُنہی تو عالم ہو سورکھی اللہ تعالیٰ نے شبلی اپنی درمیان دونوں شانوں میرے کے کیا میں نے انہیں رحمت و راحت کا درمیان دونوں پستان اپنی کے پھر جو کچھ آسمان و زمین میں مغیبات سے مکمل کیا پھر پوچھا مجھے اے محمد کچھ جانتا ہو فرشتے کیا کہتے ہیں میں نے کہا کفارات یعنی عبادات میں کلام کرتے ہیں فرمایا کیا ہیں کفارات میں نے کہا الکفارات اربع الوضوء فی المکارہ و التشی بالاقدام الی الجماعات و انتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ یعنی پوشیدہ کرنے والی گناہوں کی تین چیزیں ہیں پہونچانا پانی وضو کا مقامات وضو میں وقت سر او شائد نفس کے اور جاننا پیادہ واسطے جماعت نمازوں کے اور انتظار نماز کرنا بعد ادا سے نماز کے جو کوئی ان تین چیزوں پر قیام کرے زندگانی اُسکی بوجھ جس میں بسر ہو اور اس عالم ناپائیدار سے نیک نامی کے ساتھ عالم پایدار کو جائے اور گناہوں سے پاک رہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب عضو بن لکھتین خواجہ کو بن صلی اللہ علیہ وسلم کف کفایت اُنہی سے مشرف ہوا اور حلقہ مغیبات ارض و سماوی سنکشف ہو گئے تو حضرت حق نے پوچھا یم یخیم الملائکۃ انا علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا فی الکفارات والنہیات والدراجات والتملکات حق تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد پھر فرشتوں کو خطاب ہوا کہ اے ملائکہ تمہیں حلال مشکلات کو پایا پوچھو اس سے جو مشکل ہو اسرا فیل نے پوچھا یا محمد کیا ہیں کفارات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اربع الوضوء الخ فرمایا حق نے سچ کہتا ہوں اے محمد صلعم پھر میکائیل علیہ السلام نے پوچھا کیا ہیں درجات یعنی جس سے بندوں کے درجے بلند ہوتے ہیں فرمایا اطعام الطعام و افشاء السلام و الصلوۃ بالنیل و الناس ینام یعنی کھانا کھانا اور سلام ظاہر کرنا اور رات میں نماز تہجد پڑھنا کہ لوگ سوتے ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد پھر جبریل علیہ السلام نے پوچھا کیا ہیں منجیات یعنی نجات دینے والی چیزیں عذاب اُنہی سے کیا ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبسہ اللہ فی السیر والعلانیۃ و التقصیر فی الفقر والغنا و التملک فی الغضب و الرضا یعنی ڈرنا اللہ سے پوشیدہ و ظاہر و سیانہ رومی و ریشی و تو نگری میں اور راستی غضب و خوشی میں یا یہ معنی ہیں کہ ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا اور نیکی و فراخی میں رخصا سندر رہنا اور غصہ میں حد سے تجاوز نہ کرنا فرمایا حق تعالیٰ نے صدقت یا محمد پھر میکائیل نے پوچھا کیا ہیں مشکلات یا محمد فرمایا حضرت نے شیخ مطالع و ہوا و الشمس و العجائب و الغرائب یعنی بخلی



اطاعت کی گئی کہ جو کچھ اس عمل کرے شیطان کے کہے پر چلے اور ہواے نفس کی پیروی کرے اور اپنے نفس کو نیک عقائد  
 اگر انہیں تعالیٰ نے فرمایا ہے نہ تو یہ عمل نہ کرے کہ چار لاکھ چار ہزار برس سے ان چاروں سلون میں یہ چاروں فرشتے  
 گفتگو کر رہے تھے اور جواب نہیں جانتے تھے شبِ معراج میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے خاطر جمعی ہوئی جبکہ جواب آپ  
 بعض اہلِ سیرت نے یہ وجہ بھی معراج کی لکھی ہے لیکن الایعاب کہہ کیونکہ اصل وجہ ملاقات حبیبِ حق اور سب نواباتِ ہین باجماع جب  
 حضرت محبوبِ رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم عرشِ مجید پر پہنچے تو ارشاد ہوا کہ انا کر میری تب حضرت صلی  
 کہما التحیات نشرو الصلوات والطیبات حق تعالیٰ نے فرمایا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر حضرت معلم نے  
 کہما السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین جب ملائکہ ملکوت نے یہ رتبہ ملاحظہ کیا تو اکبار کی سب بجا کر اٹھے اشہد ان لا الہ الا اللہ  
 و اشہد ان محمد عبده ورسوله اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا التحیات آخر تک کہنا گویا حضور بادشاہ میں کونش و تسامیم  
 اور خداوند تعالیٰ کا اسلام علیک تھا آخر فرمایا جیسے بادشاہ اپنے مقرب کا سلام بہ مہربانی و توقیر لیتے ہیں پھر آنجناب کا اسلام  
 علینا آخر تک کہنا اس پر جیسے عالی ہمت مقربان بادشاہی بوقت توجہ نسبت بخود اور ان کو یاد فرماتے ہیں تاکہ وہ بھی  
 مشمولِ مراحم ہوں اور ملائکہ کا شہد ان لا الہ الا اللہ کہنا گویا بادشاہ کی اور اس مقرب کی تعریف ہو اور قعود و نماز میں پڑھنا  
 اسی واسطے مقرر ہوا کہ حالِ معراج یا دعاؤ سے کیونکہ قعودِ جملہ صورتوں سے زیادہ دلالت تو قیام پر کرتا ہے اور نقل ہر کہ جب  
 خداوند عالم نے قلم کو پید کیا تو فرمایا لکھ قلم نے کہا کیا لکھوں فرمایا لا الہ الا اللہ چار ہزار برس میں قلم نے یہ کلمہ لکھا پھر فرمایا  
 لکھ قلم نے عرض کیا کیا لکھوں ارشاد ہوا محمد رسول اللہ چار ہزار برس میں قلم نے یہ اسم مبارک لکھا پھر فرمایا لا الہ الا اللہ  
 یہ کون ہے جس کا نام نامی میرے اسم گرامی کے پاس لکھا ہے خطاب ہوا کہ یہ اسم محمد عربی نبی آخر الزمان کا ہے قلم کو عشق پیدا  
 ہوا اور سب اختیار بول اٹھا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حق تعالیٰ نے آنجناب کی نیابت کر کے جواب  
 فرمایا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پھر وہ سلام و جواب امانت رکھا گیا شبِ معراج میں آنجناب کو پہنچایا اور  
 جواب اپنا آپ کی زبان سے کہلایا اسی واسطے سلامِ منت ہو اور جوابِ فرض اور اس میں اشارت ہو کہ سلام قلم کا اللہ  
 تعالیٰ نے ضایع نہیں کیا ہم امیدوار ہیں کہ صلوة و تسلیات ہماری کہ آج ہم آنجناب مسلم پر بھیجتے ہیں فدائے قیامت  
 آنکو پہنچاویگا اور سب مغفرتِ مہلت و باعثِ رفیع درجات کر گیا اگر کوئی سہہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 عبادِ صالحین کو معراج میں یاد فرمایا اور گنگاؤں کو یاد کیا تو جواب یہ ہو کہ حضرت نے فرمایا السلام علینا اس میں گنگاؤں کا  
 شمول ہو اور عبادِ صالحین کو علیحدہ کیا ہے اور انکو اولِ نظر غریب پروری یاد کیا ہے کیونکہ ستمی کرانت گنگاؤں کی مذمت  
 جس کے پاس وقت کی نافرمانی ہوئی اور مراجعت کا حکم ہوا چنانچہ حضرت سید المرسلین جسطور سے قلم مقصود  
 تشریف لائے تھے اسی طرح مقامِ جبرئیل علیہ السلام تک پہنچے حضرت جبرئیل نے انہیں کیا مبارک ہوا پھر  
 خلایق میں ایشیائے آسمانی کے ایسے مقام پر پہنچا یا کہ کسی مخلوق آدمی کو نصیب نہیں ہوا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب

وہاں گیا یہ کہ رات آپ ہی کو مخصوص ہوئی اسکا ٹکڑہ کیجیے کہ ان اللہ سبحانہ الشاکرین سو حضرت نے شکریہ کیا بعد اس کے جبریلؑ  
حضرت کو بہشت میں لیگئے تو وہاں کے لوگ اکثر فقیر و درویش نظر آئے پھر دوزخ دیکھی تو وہاں منکبر و جبار و ظالم ابکار  
دیکھ کر پڑے پھر عزرائیلؑ سے ملاقات ہوئی اُن سے سفارش است کے واسطے فرمائی کہ قبض روح میں تکلیف نہ دینا پھر  
وہاں سے چل کر حضرت موسیٰؑ آئے انھوں نے کہا بچاؤ اس وقت کی نماز بخاری است سے ادا ہو سکیگی استغاثے تخفیف  
کرنا چاہیے کہ حضرت آئے پھر سے اور درخواست تخفیف کی چالیس وقت کی نماز بن میں پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے  
اور فرمایا دس وقت کی تخفیف ہوئی پھر حضرت موسیٰؑ نے کہا اب کی است سے ادا ہو سکیگی لہذا حضرت رحمۃ للعالمینؐ  
تشریف لیگئے تو دس وقت کی اور تخفیف ہوئی جب پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے انھوں نے پھر واپس بھیجا کہ آنحضرت  
پھر تشریف لیگئے تو دس وقت کی اور کم ہوئی باجمہلہ پانچویں بار میں پانچ وقت کی نماز باقی رہی تب بھی حضرت موسیٰؑ  
علیہ السلام نے سہانہ کیا تھا اگر شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بار بار دربارے نیاز میں عرض کرنے سے  
شرم آتی تو اب میں اس پر راضی ہوں اسی وقت حضرت عزت جل جلالہ سے خطاب ہوا کہ اے محمدؐ ایک ایک وقت کی نماز  
دس دن کے برابر قبول کرو گا کہ بچاؤ ہو جائیں اب صوفیہ میں لکھا ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتیں  
تھیں بشری ملکی حق کا قال اللہ انانا بشیر لکم وقال علیہ السلام انی استجیبکم ابیت عند ربی ہو یعنی وسیفینہ  
ولی مع اللہ وقت لایمنی قہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اور حق جل علی نے ہر ایک صورت میں حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم سے کلام کیا یا صورت بشری کلمات مکررہ بطرح قل ہو اللہ احد اور صورت ملکی سے بحروف مفردہ چون کہ معین حق  
اور بصورت حق مہم فاوحی الی عہدہ ما اوحی اور دلیل صورت ثالثہ ہر ایک یہ ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
من رانی فقد رانی الحق انما صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ جبریلؑ علیہ السلام ام بانی نبوت ابی طالب کے گھر تشریف  
لائے حضرت عمار کی روایت میں من ساعت اس سفر میں گذرین اور وہ اب ابن منہ و ابن ابیحق کے قول پر جارا رہا ہے  
لکھتے ہیں کہ حضرت نے وقت معاہدہ صحرا سے ذی طوی میں جبریلؑ سے فرمایا کہ قریش اس واقعے کی انکار کر نیگے کہا کچھ  
ڈرنین ابو بکر تصدیق کریگا اول اور وہ ہی صدیق اس مقام سے مفہوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر کو اللہ تعالیٰ نے  
یہ سبالات دکھائے تھے چنانچہ وہ اب صوفیہ میں ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے میرا اول جلال کی باری سے  
متوحش تھا جبکہ واز ابو بکر کی آئی قف یا محمدؐ فان ربک یصلی تباطمینان ہوا اور اللہ نے فرمایا اسی واسطے آواز ابو بکر کی  
سنائی کہ وہ تیرا بڑا دوست ہو امتی اور مرد صلوٰۃ سے اس جگہ رحمت خدا ہوا ہانی سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
معراج کی رات یہ گھر میں تھے صبح ہوئی تو ارشاد کیا کہ جبریلؑ رات کو مجھے بیت المقدس میں لیگئے وہاں سے افلاک پر  
قبل صبح پھیلنے ام ہانی کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ اس راز کو منکرون کے روبرو نہ کہنا وہ جل کر زخمی کر نیگے  
فرمایا اللہ ام ہانی میں کہو گا حضرت عباسؑ سے روایت ہو کہ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موضع حجر میں جلو فرماتے

سنگینہ روضہ

شہادت صلی

کہ ابو جہل لعین آیا اور از روئے شہر و محکمہ بولچہ کیا استفادہ کیا اور ایمان رات کو میں نے سہ کیا آئے کہا کہاں کا حضرت نے التفصیل  
 سراج کا حال فرمایا کہ اہل کوفہ کے صبح کو بچھڑائے بھلا اور دن سے بھی بیان کرو گے فرمایا ان سب کو گناہ ابو جہل نے نبی کو بتائی تھی  
 آواز دی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے در و در حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی تقریر تفصیلی کو عاود کیا انھوں نے سہ سہ  
 بیٹے اور ساتھیوں کے بعد اس کے ابو جہل نادانی سے مع جماعتی کعب لوی ابو بکر صدیق کے پاس گیا اور تمام احوال حضرت کی زبانی بیان  
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے سب سچ ہے سرور قافلوں میں خدا کی قدرت سے بعینہ میں دیکھو جبریل  
 پلک درتھا آسمان ہفتم کے اوپر سے آئے ہیں اور بچھڑاتے ہیں وہ مرد و دشر سندہ ہوا بعد اسکے بعض قریش نے جو کہ بیت المقدس  
 دیکھ چکے تھے وہ نشانیاں پوچھنے لگے حضرت نے اعانت عالم اغیب ایسے ٹھیک نشان بتلائے کہ رہنے والا وہاں کا بھی بیان کر سکے  
 اور بہت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد قمری کے صفات بیان کرنے میں کچھ شبہ پڑا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے پر  
 بیت المقدس کو لاکر عقیل بن ابیطالب کے گھر کے متصل سامنے رکھ دیا تھا پھر قریش نے پوچھا کہ قافلہ راہ میں ہیں کسی کو دیکھا  
 فرمایا آہا میں روح کے اندر ایک قافلہ پر گیا تو اونٹ کھو گیا تھا اسے ڈھونڈتے تھے اور منزل پر پانی کا پیا لا پھر رکھا تھا میں نے  
 اسکا پانی پیاجب تلاش کر کے آئے تو پیا لا ویسا ہی پڑا جب وہ آوین سب پوچھ لینا اور فرمایا کہ جب پہونچا میں ذی مروین ایک  
 قافلہ پر تو دوم و ایک اونٹ پر سوار تھے اسکا اونٹ میرے براق کو دیکھ کر بھڑک اٹھا آدمی گر پڑا اسکا ہاتھ ٹوٹ گیا جب وہاں پوچھ لینا  
 پھر قریش نے کہا ہمارے گھر کا قافلہ کہاں دیکھا تھا فولیہ تنیم میں اور جتنا آگے پاس اسباب تھا اور جتنے اس قافلہ میں آدمی تھے  
 ایک ایک نام نام بیان کیا اور کہا اونٹ خاکسری رنگ تھے خطط غراسلے تھے وہ دونوں آگے آگے قافلہ کے تھے  
 اور فرمایا یہ قافلہ برسوں وقت طلوع آفتاب آئیگا پھر وہ لوگ حضرت کے پاس سے گئے اور کہا وہ اللہ تعالیٰ قسم مجھ پر یا بتیہ یعنی قسم  
 خدا کی مجھ پر یہ بیان کی ٹھیک بات مگر این ہندل میں سچ و تاب کھاتے اور کہتے کہ جہاننگ ہو سکے سب باتوں کو تحقیق کرنا  
 ضرور ہو کوئی بات تو خلاف تکلیکی اسی کو ذریعہ تکذیب کرتیگے چنانچہ بروز موعود بعض منکر فر کے وقت گھر سے نکل راہ میں بیٹھے اور  
 طلوع شمس کے منتظر ہوئے اور قافلہ کو آنے لگے اور اپنے ٹھکانوں کے نام لیکر دعا مانگنے لگے کہ قافلہ آوے اتنے میں کسی نے کہا کہ وہ قافلہ  
 آج آئے گا آگے آگے رکھا تو قافلہ چلا آتا ہے جب پہونچ گیا تو وہ بائیں پوچھیں جو حضرت نے فرمایا تھیں سب درست نکلیں قریش  
 مغموم ہوئے اور اپنی شرارت سے کہنے لگے ہذا سحر میں روایت ہو کہ جس وز معراج کے سفر سے حضرت تشریف لائے علی الصبح  
 جبریل علیہ السلام آئے صبح سے عشاء تک پانچ وقت کی نازیدہ لکھیں و محبوب صحابہ کے ساتھ اول وقت بہ امامت ادا کی دوسرے  
 دن پھر نماز کے آخر وقت آئے اور اسی طرح آخر وقت بہ امامت ناز پڑھی تب حضرت مسلم کو اول و آخر وقت ہر نماز کا معلوم ہوا  
 اور ہر نماز میں سواے مغرب کے دود و رکعت فرض ہوئیں تھیں پھر بعضی نازوں میں دو رکعت اور ٹکرائی زیادہ ہوئیں سی  
 واسطے سفر میں قصر کا حکم آیا اور چونکہ مغرب میں تین رکعت فرض ہوئیں تھیں انکو مغرب میں بہ دستور رکھا یعنی ظہر و عصر و عشاء کی  
 دو رکعتیں پھر نماز میں فرض ہوئی اور جب کوئی مقیم مسافر کا مقتدی ہو تو مسافر دو رکعتیں پڑھ کر سلام دے اور مقیم اپنی نماز



پوری کرے لیکن نازمین سولے کو سجود کی پڑھنا نہ چاہیے کہ ذی الذرا المختار فاکمہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ  
تفسیر کریمہ فی فتمت لی فکان قاب قوسین او ادنیٰ میں فرماتے ہیں کہ ذی یعنی نزدیک ہوئے محمد صلعم اپنے پروردگار سے بہ کثرت  
فتمت لی پس اٹھایا حجاب کو اور حضرت اس حجاب کے اندر گئے پھر اس حجاب کو بدستور چھوڑ دیا وہاں کسی ملک مقرب کی گنجائش تھی  
اور حضرت کو کچھ کسی نے نہیں دیکھا اور حضرت نے حجاب بے نہایت طے کیے حتیٰ کان میں اکبیت المحبوب قاب قوسین یعنی یہاں تک  
کہ فرق تھا درمیان حبیب و محبوب کے بقدر دو قوس کے کہ ذی تاج المذکورین اور شرح تعرف میں لکھا ہے کہ جب حضرت نبی اکرم  
جبریل سے جدا ہوئے تو سات اور مقام طے کیے کہ جبریل اول مقام سے بھی خبر نہ تھے پس اس کریمہ کے معنی شکل میں اور بعض ارباب  
حال نے لکھا ہے کہ قوسین سے مراد جا جس میں ہیں یعنی دونوں ابرو سے زیادہ قرب ہوا اور ادنیٰ عبارت ہے کہ کھدکی سیاہی بخیر  
سے یعنی قرب حضرت کا جناب آبی میں ایسا تھا جس طرح قرب و ابرو کا باہم لگنا اس سے بھی نزدیک تر تھے جس طرح سپیدی  
آکھدکی سیاہی سے ملی ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا ترک نفسہ فی السماء فتمت لی و ترک قلبہ فی سدرہ المنتہی و ترک و حجاب  
قوسین او ادنیٰ فقہی اسرو و رہ یعنی چھوڑ اپنے نفس کو آسمانوں پر پھڑکے بڑھے اور چھوڑا دل مٹھ کر سدرہ المنتہی پر اور چھوڑا  
روح کو قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پر باقی رہا سرسکا اور پردہ گار اسکا تو کہا نفس کمان ہر دل و در دل نے کہا کمان ہر  
روح اور کمان روح نے کہاں ہر سرور کہا سرے کمان ہر دوست فرمایا خدائے نفس تیرے واسطے نعمت ہے اور مغفرت اور ہر دل  
واسطے تیرے عشق و محبت ہے اور ہر روح تجھ کو بزرگی و نزدیکی ہے اور ہر سر میں تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہے خدائے اولاد  
یہ اس واسطے کہا تاکہ حضرت کا قرب دریافت ہو اور تفسیر تیسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا تفسیر میں کریمہ مذکورہ کہ  
فرق تھا درمیان دونوں کے برابر وہاں یعنی قوسین یعنی ذراعین کے اور ذراع کو قوس اس لیے کہتے ہیں کہ قیاس کیا جاتا ہے اس سے  
مذہب بلکہ وہاں سے بھی فرق کم تھا بیش تھا کوئی ملائے والا اور منع کرنے والا قرب و بعد میں مکن و نظر سے خلکی طرف یعنی ایسے  
ملے ہوئے خدا سے تھے جس طرح دنیا میں وزراء و امراء و شاہوں سے کان ملائے بائین کیا کرتے ہیں اور ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ  
کسی نے معنی دینی فتمت لی کے پوچھے فرمایا میں جبریل کو گنجائش نہیں پھر نوری کی کیا حقیقت ہے اور کون ہے نوری جو انکشاف  
سرکار کے پھر کما دینی تہ کے پیچھے ہوتا ہے وہاں تہ کمان اور تہ کی مکان میں ہوتا ہے مکان کا وہاں کیا اسکان اور مکان جہاں  
زمانہ سے ہر زمانہ وہاں کمان اور قاب شاہہ مقدار کا ہے اور مقدار کا وہاں کیا شمار ہے اور قوسین کنایہ ہے مثال کا اور مثال کا وہاں  
کیا خیال اور اوکھ ہے شک و شک خود وہاں معدوم ہے اور ادنیٰ مبالغہ ہے و نو میں یعنی نزدیک تر یہاں نزدیک ترکی کیا گفتگو  
یہ مقام اظہار و بیان سے دور ہے اور علم جمیع خلائق کا اس آیت کی تفسیر میں معترف بہ قصور ہے اور بعض تفسیر اس آیت کی یوں  
کرتے ہیں کہ ذی عبد البقی کیا پروردگار کے باطن حالت عبودیت میں فتمت لی فردا اور آیا وہاں سے مرتبہ فروانیت میں دینی تمکین  
کہ کارہنہ والا فتمت لی لکھتا دینی قریش فتمت لی عرشا دینی احباب فتمت لی رشاہا یعنی آیا وہاں سے فرشتہ خود ہو کر جاتی دفعہ قرشی تھا  
آتی دفعہ قرشی ہوا گیا حباب اور آشاہ و دینی طالب فتمت لی واصلا یعنی کیا طالب و تر یا مطلب کو پہنچ کر دینی و دعا الرحمن

جنات  
در قوسین

بیان بعض عبادات آسمان اول

فقد لی و معاً (یعنی) کیا تو اسکے ساتھ شفقت مہمی اور آیا تو اسکے ساتھ رحمت مہمی دلی افتقار فتدلی افتقار یعنی کیا حالت فقر میں  
اور آیا سفر ہو کر دنی سناؤ افتدلی سناجیا یعنی کیا مذاکرہ ہوا پس یا نجات پاکردنی مادحافتدلی مادحافت یعنی کیا مدح کرنا اور آیا مدح  
دنی شاکر افتدلی شاکر یعنی کیا شکر کرتا ہوا اور آیا مشکور ہو کر اوکنت ذکر قوسین میں یہ ہر کہ جب اہل عرب باہم عہد بندہ تھے  
اور چاہتے تھے کہ چہرہ عہد ٹوٹے تو دونوں عہد بندہ تھے وائے اپنی کامین لاتے اور کماؤن کو لاتے اور ایک فدائی کماؤن کا قرضہ  
پکڑتے اور ایک کھینچ کر تیر چلتے اس بات سے کہ عہد ہو جاتا پھر کوئی اس عہد سے ہرگز نہ پھرتا تھا جو رضا اسکی وہ رضا اسکی بات کر کے  
اشارہ ہر کہ خدا تعالیٰ کو حضرت سے اس قدر قرب و محبت ہو کہ قبول ہر رسول اللہ کا وہ قبول ہر خدا کا اور جو مردود ہر رسول خدا کا  
وہ مردود ہر خدا کا چنانچہ کام عہدین کئی جگہ واقع ہو اور بعض اہل تفسیر نسبت دنی کی جبریل سے کی ہو ای مئی جبریل من لاف  
یعنی نزدیک جبریل میں سے یعنی آسمان سے زمین پر افتدلی ای فاسرسل لی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی پیام الہی حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کو پہنچایا تو وہ پیغام برحق ہوا صلح کی راہ کا فکان قرب ہما قبا قوسین ای قدر روراعین یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اور  
جناب کبریا میں برابر و گوشہ کان کے قرب تھا اور بعض کہتے ہیں تم دلی یعنی نزدیک ہو حضرت سرور کائنات خدا عزوجل سے فقہ  
پس سجدہ کیا خداوند رب العزت کو اور سجدہ عبادت ہو حصول قرب سے حدیث میں آیا ہر اقرب لیکون العبدین ربہ ان کیون  
ساجد یعنی بندہ کو سجدہ کرنے کے سبب خدا کے نزدیک قرب حاصل ہوتا ہے کہذا فی الزاہدی اور بعض کہتے ہیں دنی اشارہ ہر حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے مقام کا اور افتدلی اشارہ ہر مقام غلبے اور قابضین اشارہ ہر مقام روح سے اور آؤن  
اشارہ ہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان چار مقام پر ذات اور دل و روح اور سر پر ایک اپنے مطلب کو پہنچنے مثلاً ذات مطہرہ کی  
مقام خدمت میں اور دل مقام محبت میں اور روح مقام قرب میں اور مقام شاہدہ میں فائدہ در بیان بعض عجائبات  
جو حضرت سرور کائنات نے آسمان اول پر عائد فرمائے ازجملہ یہ ہر کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک گروہ فرشتوں کا  
نظر آیا صفین باندھے اور سر جھکائے ادب سے کھڑے ہوئے شیعہ پڑھتے تھے سبحان قدوس ربنا لکما لکیر والروح میں نے جبریل سے  
پوچھا کہ عبادت ان فرشتوں کی یہی ہر جبریل علیہ السلام نے کہا ان جبرن سے آسمان بنا ہر اس ن سے قیامت تک انکی  
عبادت یہی ہر حق تعالیٰ سے آپ بھی سوال کیجیے تو یہ طریقہ آپ کی امت پر بھی لازم ہو سوسین نے خدا سے دعا مانگی اسی وقت یہ عبادت  
بخشش فرمائی کہ قیام نماز میں فرض ہوا انسان مسلمان کو واجب ہر کہ قیام کو نماز میں خوب ادا کرے اور تہجد اسکا یاد رکھے پھر  
حضرت نے پوچھا ہر جبریل بہ فرشتے شمار میں کتنے ہونگے جبریل نے کہا تعداد انکی سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں واما قیام  
ربک الا ہو یعنی نہیں جانتا بندہ خدا کے لشکر کو مگر وہی خدا بعد اسکے حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام سے ملاقات کر کے گے  
تشریف لیجئے تو ایک غسفیہ عظیم الشان نظر آیا کہ ایک پیر اسکا عرش تک و سخت اثری تک و ایک بازو شرف میں دوسرا  
مغرب میں اور سراقوت کا پر نور کے لگائے و لیلیہ اسکا محمد خدا حضرت نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ کون ہر انھوں نے کہا  
یہ ملائکہ ہر ایک کما کہ یہ وہ فرشتہ ہر کہ جب ات آفر ہوئی ہر تو یہ فرشتہ پر اپنے جبار کرتا ہر بنجان الملک القدوس البکر

المشغال لآلہ الامم الخ القیوم سوا سکی تاوار سے دنیا کے مرغ آواز دیتے ہیں اور جاگ پڑتے ہیں پھر ایک فرشتے کو کھانک آدھاروں کا  
 وراوہاگ کا ہواگ برت کو نہیں کھاتی برت آگ کو نہیں کھاتی جبریل نے کہا یا رسول اللہ یہ رعد فرشتہ ہے اللہ نے اسکو ابر پر رکھ لیا  
 جب کہ کھانا ہوا وازر عطا ظاہر ہوتی ہے جب ظہار غف کرتا ہے ہر برت پیدا ہوتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ الم تر ان اللہ یخرجی سحابا  
 طہری وراوہ حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ اٹھارے راہ میں ایک طاعت نظر آئی کھیتی ہوئی اسی وقت کاٹتی ایک آنے کے  
 سات حواریہ حال کرتی حضرت جبریل نے کہا یہ لوگ مجاہدین فی سبیل اللہ منافقین اللہ ہرین کما ورنی القرآن العظیم فی سورۃ البقرہ  
 مثل الذین ینفقون امواتکم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ اہلک حبۃ اہلک یعنی مثال ان کے جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال  
 اللہ کی راہ میں جیسے ایک آنہ اس سے گئیں سات البیان ہر مالی میں سو سو روپے پھر کچھ لوگ نظر پڑے کہ فرشتے انکا سر پتھروں سے  
 کچلتے تھے پھر حالت مہلی پر پہنچاتے تھے پھر کچلتے تھے حضرت جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ نماز جمعہ و جماعت میں سستی کرتے ہیں اور  
 رکوع و سجود کو باطمینان ادا نہیں کرتے اور نماز بیوقت پڑھتے ہیں کما ورنی فی سبیل اللہ الذین ینعمون صلوٰۃ و اتیموا ہون یعنی پھر خرابی ہے  
 ان نمازیوں کی جہانی نماز سے پھر ہرین پتھر اور جماعت پر گزرے کہ بھوکے پیاسے ننگے طعام و شراب و فرخ کی طرف چار پاؤں کی طرح  
 چلتے ہیں فرشتے انکو اکٹھے ہیں جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور فقیر پر رحم نہیں کرتے اور صدقہ فطر و قربانی سے انکا  
 رکھتے ہیں کما ورنی الذین کینزول الذہب و الفضة و لا ینفقون فی سبیل اللہ فیرتہم بعد الذہب و الفضة یعنی جو لوگ جمع کرتے ہیں سونا و  
 چاندی اور نہیں خرچ کرتے اللہ کی راہ میں پس بشارت ہے انکو عذاب سخت کی پھر ایک طاعت پر گزرے کہ ان کے آگے جہی خیمے ہیں کھیں ہیں  
 وہ نہیں کھاتے پائے سات ایک ایک میں گوشت پختہ و لطیف رکھا ہوا درو سری و یکہ میں گوشت خام و مردار ہر سو ورا کھاتے ہیں  
 جبریل نے کہا یہ وہ مرد ہیں کہ اپنی عورتوں کو چھوڑ کر غیر عورتوں کی طرف میل کرتے ہیں اور یہ وہ عورتیں ہیں کہ اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر  
 اور مردوں کی طرف توجہ رکھتی ہیں اور یہ وہ ہیں کمال حلال رکھتے ہیں اور جہی و خیانت پر مصروف ہیں کما ورنی الذین ینقضون  
 و انقضون الخ یعنی گندیاں ہیں گندوں کے واسطے اور گندے واسطے گندیوں کے اور روایت ہے کہ ایک عورت نظر پڑی کہ دنیا کا  
 آخرتہ ہوا اور ایک عورتوں سے اور ایک بیرون اور ایک ہاتھوں سے حضرت جبریل نے بوقت ہفتسار عرض کیا کہ اول زبان دراز  
 و دوسری وہ ہے جس نے بے اجازت شوہر کی کو دودھ پلایا دوسری وہ ہے جہا اجازت باہر گئی جو مٹی وہ کہ اسے اپنے خاوند کا مال ہونے  
 ضائع کیا پھر ایک شخص نظر آیا جسکی بیٹیہ پر اسقدر وجہ رکھا تھا کہ ہل نہ سکتا تھا لہذا یہ کہ کتنا تھا کہ اور لا کے رکھو جبریل نے کہا یہ وہ  
 جہانت میں خیانت کرتا ہے اور باوصف اس کے کہ لوگوں کے حقوق ہسکی گردن ہرین پر ظلم کیے جاتا ہے کما ورنی الذین امنوا  
 انھو لا یؤثروا الرسول و انھو لا یؤثروا انھم یعنی احوال ان والوں نے خیانت کروا لہذا رسول کی اور نہ خیانت کروا ہاتھوں میں پھر ایک قوم  
 نظر آئی کہ آگ کی مقررہ صوف سے لپ زبان انکے کاٹتے ہیں پھر اسی دم ویسے ہر جاتے ہیں پھر کاٹتے ہیں جبریل نے کہا یہ وہ لوگ  
 خطیب غتہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ وہ ہیں کہ جو دربار بادشاہی میں جاتے ہیں اور انکی جھوٹی باتوں کو غتہ  
 کرتے ہیں اور امر بالمعروف و نہی منکر نہیں کرنے کما ورنی سورۃ ہود و لا یؤثروا الذین ظلموا فتمسکم النار یعنی جہنم



انکی طرف جو حد سے گزرسے ہیں پھر جھوٹے نکوٹاگ پھر ایک پھر جھوٹا نکوٹا آیا انہیں سے ایک گائے نکلی بہت بڑی وہ چاہتی تھی کہ پھر کسی پتھر  
میں جاؤں جا نہیں سکتی جبریل نے کہا یہ وہ آدمی ہے جسے بڑی بات اٹھنے سے نکالی اور پشیمان ہوا طاقت نہیں رکھتا کہ اسکو روکے پھر ایک  
جنگل میں گنڈ ہوا کہ وہاں سے خوشبو یوں کی لٹپٹیں آتی تھیں اور آواز خوش سنی جاتی تھی جبریل نے کہا یہ آواز بہشت ہے کہ تھی ہوا آئی  
وعدہ و فاکر جو تو نے فرمایا ہوا ارشاد ہوا اے بہشت تیرے واسطے مسلمان مرد و عورت ہیں وَاَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا الْأَطْلَفُ الْيَتِيمُ وَوَقَدْ فَطَعْتُ  
الْمُؤْمِنُونَ وَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ بہشت نے انہاس کیا میں راضی ہوئی پھر ایک جنگل ملا کہ اس سے بوسے ہوا آواز خوش  
آتی تھی جبریل نے کہا یہ آواز زونخ ہے کہ تھی ہوا آئی وعدہ و فاکر اتور بخیرین و طوقین سری بڑھ گئیں ہیں ارشاد ہوا تیرے واسطے ہر کشت  
و شکر و کاف و کافہ اور وہ جبار کہ نہ کر قیامت ہے زونخ نے کہا میں راضی ہوئی اور بعض روایات میں ہے کہ بوسے بہشت و زونخ حضرت  
مسلم کو اس شام شرم آئی تھی رسالہ معراجیہ میں ہے کہ حضرت مسلم ایک جماعت کے گزرسے کہ آگ کی سولیوں پر چڑھے ہیں اور وہ سولیاں  
ایسی ہیں جیسے خار و درخت کہ اچلنے والوں کے کپڑے پھاڑے جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو راہوں میں بیٹھ کر سافروں  
اور اکیروں کو اذیت پہنچاتے ہیں اور شاروں کنایوں میں گالیاں دیتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ وَاُولَئِكَ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ عَذَابِهِمْ  
وَأَسَاطِيرُ خَيْرِينَ وِمْزَانِ کے اور وَاَلَّذِينَ هُمْ يَنْتَهِ عَنِ عَذَابِهِمْ يَتَخَفَتُونَ یعنی جب مسلمان کافروں کے پاس نکلتے ہیں تو کافراں کی طرف بھاگ  
ہوئے اشارہ کرتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت مسلم نے ایک جماعت دکھی ایسی کہ انکے منہ سیاہ آنکھیں ازرق اور برکے ہونٹ  
سروں پر نیچے کے ہونٹ بائون پر پھلے ہوئے ہونٹوں سے بہتا ہے کہ ہونٹوں کی طرح چبھتے تھے جبریل نے کہا یہ لوگ کبھی اس کے  
میخوار ہیں پھر ایک گروہ پر گز رہوا کہ زبانیں انکی سروں کی طرف کھینچتی ہیں اور صورت مانند خوک ہے اور پر سے عتاب  
نیچے سے عذاب ہوتا ہے حضرت جبریل نے کہا یہ لوگ جھوٹی گواہی دینے والے ہیں اور یہی قی نے ابو سعید خدری سے  
روایت کی ہے کہ ایک قوم حضرت مسلم نے دکھی جنکے پیٹ پھولے رنگ زرد تھکڑیاں ہاتھوں میں طوق گردنوں میں  
اٹھتے ہیں تو اوہ سے منہ کرتے ہیں جبریل نے کہا یہ لوگ سود خوار و راشی ہیں کما قال اللہ تعالیٰ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ  
الرِّبَا أَلَّا يَقْوُوا أَنَا لَكَا يَتَقَوَّمُ اللَّهُ نَزَّاجَةً الشَّيْطَانُ مِنَ الرَّسُولِ یعنی جو لوگ کھاتے ہیں سود و نہیں کھڑے ہوتے مگر  
جیسا کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسکو دیوانہ کر دیا ہو شیطان نے اس سے یعنی دھکا کھاتا ہوا شیطان کے ہاتھ سے  
قائد اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تصرف جن و شیاطین بدن آدمی میں یعنی روح ہوائی میں جائز و مکین ہے اسی کو  
صحیح ابن عربی میں اور آسیب و خطا عرف میں ہوتے ہیں اور نزدیک اہل سنت و جماعت کثر ہم اللہ جلہ نزدیک اکثر  
فرق اسلام کے مسلم ہے چنانچہ تفسیر منشا پوری وغیرہ میں اسی آیت کی تفسیر میں مذکور ہے کہ اکثر المسلمین علی ان  
الشیطان قادر علی الضعف و القتل و الاذیاء بقدر قدر اللہ تعالیٰ اور سوائے فرقہ معتزلہ کے کوئی مخالف نہیں ہے اور معتزلہ  
کچھ تو حسین و زکیہ کی تفسیر میں لکھی ہیں نقل ان و اہیات کا بچا چل محض ہے اور اناجیل ربہ میں دس پندرہ قصے

آسیب جن کے لئے ہیں اور احادیث میں قدر کثیر اس مقدمہ کا مذکور ہے ہرگز جاسے انکار نہیں مگر علمائے اہل سنت اس باب میں مختلف ہیں کہ آدمی بعد مرگ یہ کام کر سکتا ہے یا نہیں اکثر اہل تحقیق قائل بجاوا ہیں اور بعض منع کرتے ہیں دلیل منکرین یہ ہے کہ انسان تین حال سے خالی نہیں یا صالح و تقی ہو یا فاسق فاجر یا کافر یا اگر انسان صالح و تقی ہو تو ایذا و اضرا کی اس سے توقع نہیں کہ خلاف صلاح ہو اور جو فاسق و کافر ہو تو مومنین عذاب کے ماتھے سے آنکو فرصت کہاں کہ عیال کر سکیں ولہذا مجوز و گروہ ہوئے ہیں ایک جماعت اس طرف لگئی ہے کہ یہ بات از باب انقلاب نہیں ہو بلکہ از قسم نسخ اخروی ہے کہ اصل اسکی آخرت میں و ابجد الموت احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور جب یہ معاملہ از قسم نسخ اخروی ہوا تو خلاصی عذاب سے نسبت فاسق و کافر کے کس طرح لازم آتی ہے بلکہ یہ بھی از قسم تعذیب ہے کہ اسمین گرفتار ہر علمائے مازید یہ کایہ مسلک ہے تمامین شرح برنخ میں فرماتے ہیں کہ انسان کیون جن ہو جاتا ہے عالم برنخ میں اس نسخ اور یہ تعذیب و غضب ہو خدا کی طرف سے جسبہ چاہے جہ طرح اہم سابقہ و قرون و انہیں سور و بندر ہو جاتے تھے مگر انہ نے عالم شہادت میں اس عذاب سے امت مرحومہ کو محفوظ رکھا ہے برکت حضرت معلم سے مگر احادیث اس قدر ثابت ہے کہ عند القیامت اس امت میں بھی نسخ و خف واقع ہوگا بعد اسکے فرماتے ہیں کہ ہو جانا انسان کا عالم برنخ میں جن غالب ہوگا کفار میں اور مومنین ظالمین و زانیین و مغلین میں خصوصاً جب مرے ہوں یا مارتے گئے ہوں حالت جنابت میں اسی طرح مزمین غیر تائبین کا حال ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ جو شخص ایسا ہو وہ نسخ ہو جائے بلکہ جس کسی کو اس نسخ کرنا چاہے کہ اس نسخ نہیں ہوا صالحی و اولیائے میں اگرچہ ناپاک مرے ہوں اور نسخ قیامت میں اکثر ہوگا چنانچہ وارد ہوا ہے کہ صحاب کہف کا کاتب لہم صورت ہوگا اور لہم بصورت سنگ درود داخل ہوگا بہشت میں اور یہ دوزخ میں اور اسی قبیل سے ہے کہ جو کوئی شخص اپنا سجدہ قبل امام کے نماز میں اٹھاوے وہ سرگرد سے کا ہوگا اور اسی قبیل سے ہے نسخ اخذ الرشوة و واضع احادیث و مثال لک انتہی اور وہ جماعت اس طرف لگئی ہے کہ یہ صورت از باب انقلاب ہے اور از قسم نسخ اخروی بلکہ ایک نوع مشابہت کی ہے افعال و حرکات میں کہ ایک صنف کو دوسری صنف سے ہو جاتی ہے جہ طرح اس زمانہ میں بعض اہل ہند جاہل جس و تپلون بہن کر ڈاڑھی تہند واکر ٹوپی انگریزی لکھ کر حید الفاظ انگریزی سیکھ کر معاملات میں حرکات فریادوں کی کرتے ہیں پس حکم من تشبہ بقوم فمنہم ان افراد انسانہ کو جو کام جنات کا کرتے ہیں عرفین جن و بصورت کہتے ہیں بے اسکے کہ جو کچھ تغیر کی حقیقت میں واقع ہوا وہی ہے جو مسلک مختار اکثر علمائے عراق و عرب کا اس مسئلہ میں وہوالا قوی والاصح نظر الی الدلیل ہذا محققہ استاذ الاستاذ فی بعض تقریراتہ اور بخلاف عجاہبات کے ہے کہ ایک قوم ایسی نظر پڑی کہ لکھنے کو الب او ٹون کے ہیں اور لکھتے انکار سے کہتے ہیں حضرت جبریل نے کہا یا رسول اللہ ان لوگوں کو تینوں کا مال ناحق کھالیا ہے و اذ ابہیقی عن ابی سعید الخدری آنا بخل ایک قوم دیکھی کہ انکے بدن کا گوشت انھیں کو کاٹ کر کھانے کے ہے جسے جبریل نے کہا یہ بخلور ہیں اور نام و شمار و غیبت گو و عیب جو ہیں حدیث شریف میں دست ان باتوں کی بہت آتی ہے و اذ انہ صاحب فرماتے ہیں ایچ احکم ان یا کل عم خبیث یا فکر تہم وہ یعنی کیا دوش رکھتا ہے تمھار کوئی کہ کھائے گوشت اپنے بھائی مردہ کا پھر تر جانا تو اسکا زنا بخل ایک گروہ نظر آیا کہ منہ انکے سیاہ و آنکھیں کبری نیچے کا لب پیرون تک اوپر کا





دیکھا کہ سب کے سب قعدہ میں تھے اور کہتے تھے سبحان الرؤف الرحیم سبحان النور المبین سبحان الذی لا یغنی علیہ شیء سبحان رب العالمین جب فرشتے نے کہا عبادت ان فرشتوں کی یہی ہے حضرت بھی یہ عبادت خدا سے مانگ لیں سو حضرت مسلم نے دعا کی کہ قعدہ اخیرہ نماز میں فرض ہو اور از انجملہ مریم خاتون والدہ علی علیہ السلام و نوخاندہ ماریہ موسیٰ علیہ السلام اور آسیہ عورت فرعون ملین اور انھوں نے استقبال کیا مریم کے ستر ہزار محل مروارید سفید کے تھے اور نوخاندہ کے ستر ہزار محل زرد سنبر کے اور آسیہ خاتون کے ستر ہزار یاقوت سرخ کے اور ستر ہزار مرجان کے تھے از انجملہ ایک فرشتہ دیکھا حضرت گمرسی بر بیٹھا ہوا نہایت عظیم و آزدہ اس کرسی کے چار گوشے تھے اور ساٹھ لاکھ پائے اور گرد اس کے فرشتے کھڑے ہوئے و اہنی طرف خوبصورت لباس سنبر پہنے ہوئے اور بائیں طرف بد صورت و بد زبان گرزائشیں لیے ہوئے کھڑے اور ایک دفتر عظیم اس کے روبرو رکھا تھا اور ایک لوح ہاتھ میں تھی اسی پر نظر جمائے ہوئے تھا اور سائے کرسی کے ایک درخت عظیم لگا ہوا پیل کا لیکن برگ بنیاد تھے اور ہر برگ پر نام ہر ایک کا جدا جدا لکھا ہوا اور ایک طشت سامنے رکھا تھا کہ وہ فرشتے کرسی نشین ہر وقت اپنا ہاتھ دراز کرتا تھا اور اس میں سے کچھ لیتا تھا کبھی دانتوں سے ہاتھ سے نورانی خادموں کو دیتا تھا اور کبھی بائیں ہاتھ سے فرشتوں ظلمانی کو جبرئیل نے کہا یہ عزرائیل فرشتہ موکل قبض ارواح ہے پھر اسے حضرت کی تعظیم کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو مقبوض و امد و گہن کس واسطے ہے اس نے کہا یا رسول اللہ خدا نے مجھ کو قبض ارواح کا عہدہ دیا ہے سو میں سیاست کبریائی سے نہایت محتون ہوں فرمایا یہ طشت کیا ہے کہا یہ مثال تمام دنیا کی ہے اس سرے سے اس سرے تک میرا تصرف ہے پھر فرمایا یہ لوح کیسی نظر آتی ہے کہا اس میں سب کی اجل لکھی ہے فرمایا یہ دفتر کیسا نظر آتا ہے کہا یہ روزنامہ ہے ہر بندوں کا فرمایا یہ درخت کیا ہے کہا یہ نشان ہے نیک و بیک کی زندگی کا اسکے پتوں پر ایک طرف نام لکھا ہے دوسری طرف نیک بختی و بد بختی لکھی ہے جب بندہ دنیا میں بجا ہوتا ہے تو اسکے نام کا پتہ زرد ہو جاتا ہے اور جب اجل آپہنچتی ہے وہ پتہ درخت سے جھڑک کر پگڑا ہوا نام لکھا ہوا لوح سے مٹ جاتا ہے یہاں سے میں اپنا ہاتھ بڑھا کر روح اس بندہ کی قبض کر لیتا ہوں گو وہ کسی جگہ ہو جو بخت ہو اس کی روح تو ابین اہل رحمت کو دیتا ہوں اور جو بد بخت ہے اہل زحمت کو سپرد کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثال اسی جگہ سے ہے جیسے روح ویسے فرشتے پھر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے تو ابوعبیرے شمار میں کہتے ہیں کہا میں نہیں جانتا ہوں لیکن ہر بندہ کی جان قبض کرنے کو چھ لاکھ فرشتے جمت کے اور اسی قدر عذاب کے مقرر ہیں اگر بن نیک ہے تو فرشتگان رحمت قبض روح کرتے ہیں و الا فرشتے عذاب کے اور جو ایک دفعہ قبض روح کر لیجائے ہیں وہ پھر قیامت تک نہیں آتے پھر فرمایا ای ملک الموت تو بذات خود جا کر قبض روح کرتا ہے اور فرشتوں کو بھیجتا ہے کہا میں کبھی نہیں گیا ہوں اپنے تو اب کو بھیجتا ہوں وہ قبض روح کرتے ہیں اور اس کی جان کو حشر و خلق تک لاتے ہیں اس وقت میں اپنا ہاتھ بڑھا کر اس روح کو قالب سے باہر لاتا ہوں پھر



کشتہ شئی اور آگ اُسکے مُنہ سے جھڑتی تھی اور دونوں نھنوں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے نہایت ترش ردو  
خشناک تھا اور دونوں آنکھوں سے آگ لپٹ مارتی تھی اور ایک ایک آنکھ برابر نام دنیا کے تھی جبریل نے کہا  
کہ یہ مالک دوزخ کا گھبان ہو جس دن سے پیدا ہوا ہو ہنسائیں اور نہ کبھی خوشی کی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم نے سلام کیا تو وہ خبر نوا جبریل علیہ السلام نے کہا اے مالک یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تب اُسے سر اٹھایا  
اور جواب سلام دیکر واسطے تعظیم کے اٹھا پھر ہاتھ پکڑا اور کہا اے محمد خدا کے کرم و رضا کی آپ کو بشارت ہو گوشت  
و پوست آپ کا آگ پر حرام ہو جو کوئی تمھاری اطاعت کرے دوزخ کی آج سے پناہ میں رہے حدیث میں آیا ہے کہ جتنے  
دوزخی دوزخ میں ہیں اسی قدر مالک کی انگلیاں ہیں ہر ایک دوزخی کو ہر ایک انگلی سے عذاب کرتا ہے قسم ہے  
خدا کی اگر ایک انگلی کو ان انگلیوں سے آسمان پر رکھے تو وہ گھل جائے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ دوزخ کے فرشتے ایک ہزار برس دوزخ کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوئے ہیں اور ہر روز قوت انگلی پر بیٹھتی ہیں  
از انجلہ ایک فرشتہ کرسی پر جلوہ فرما دیکھا اُسکے روبرو ترازو بہت بڑی رکھی تھی ہر تیلہ میں اُسکے زمین و آسمان  
قول سکتے ہیں اور ڈنڈی اُسکی مشرق سے مغرب تک پہنچتی تھی اور اعمال نامہ ہمارا اُسکے پاس رکھے ہوئے تھے  
ابن عباس سے روایت ہے کہ میزان کے عمود کی درازی پچاس ہزار برس کی راہ ہو اور وہ پہلے ہیں ایک نور کا اور  
ایک ظلمت کا نیکی کو نور کے تیلے میں رکھینگے اور بدی کو ظلمت کے تیلے میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل  
علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے کہا یہ میکائیل ہے سو حضرت نے بڑھ کر سلام کیا اُسے جواب دیا اور بغلیہ ہوا اور کہا اے مالک  
کہ رتہ و فرحان پھر کہا اے محمد بشارت ہو تم کو تمھاری امت کے برابر خیر و برکت کسی امت کو نصیب نہیں اور تمکے عمل کا  
آپسب امتوں کے تیلے سے بھاری ہو رہے نصیب اُسکے جو تمھارا دوست ہو پیر و ہوا اور افسوس ہے اس پر جو تمھاری  
دشمنی کرے اور میکائیل کے خادم بہت تھے سو اُسے کہا یا رسول اللہ سب آپکے خادم ہیں آدم کی پیدائش سے  
پچیس ہزار برس پہلے سے آپ پر درود بھیجتے ہیں انھیں خادموں سے ایک فرشتہ موکل منع کی بوندوں پر اور  
برف پر اور کھانسی پر جو زمین سے اُگتی ہے اور تسبیح میکائیل کی یہ تھی سجان رب کل سومن و کا فر سجان من  
یضع من ہیبتہ فانی البطون الموامل از انجلہ ایک دریا نظر آیا کہ اسمین فرشتے ہمارے تسبیح کہتے تھے سجان الفت اور  
المقتدر المکرم سجان رب الجلیل الاعظم جبریل علیہ السلام نے کہا یہ بحر الاخضر ہے از انجلہ ایک دریا نظر آیا کہ  
اسکا پانی نہایت سیاہ و تاریک تھا اور اسمین بہت فرشتے تھے اور یہ تسبیح کہتے تھے سجان من علی تم سجان المطلق  
علی من صافات و جبریل نے کہا ان فرشتوں کو جانتا ہوں اور نہ اس دریا کو اسکی حقیقت خدا ہی کو معلوم ہے  
از انجلہ ایک میدان دیکھا خوشبودار جبریل علیہ السلام نے کہا یہ خوشبو جنت کی ہے اور بہشت سے آواز آتی تھی  
یا رب اتنی و باعد ثنی عقد کثر عفری و استہرقی و عری و سندی یعنی اے پروردگار میرے عنایت کر مجھ کو



جس کا وعدہ تو نے کیا ہے جو بڑھ گئے ہیں فرش نفیس میرے اور دیباہ و ریشمی کپڑے اور تنک و نازک جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آواز بہشت ہے پھر اس کا جواب خدا سے ہوا کہ کل مسلم و مسلمہ و مومن و مومنہ یعنی میرے لیے ایمان دار زن و مرد مین نہیں ہے خدا سوائے میرے مین نہیں جھوٹا کرتا اپنے وعدے کو بہشت نے جواب دیا قدر قیمت از انجملہ ایک صحر او کیھا نہایت بدبو و بان سے آتی ہے جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ بوسے جنم ہے اور یہ آواز آتی مٹی کی خداوندی جو شخص میرے لائق ہے اور جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اس کو میرے پاس پہونچا سگائے دل و اغلال و تخم و خرما و عشا و غیرے زیادہ ہو گئے ہیں خدا نے جواب ارشاد کیا کہ کل مشرک و مشرکہ و کافر و کافرة و فوج نے کہا مین راضی ہوں و فساد مہمہ عجب آسمان ہفتم کے اکثر مین از انجملہ ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا کہ سر اس کا عرش کے نیچے اور پیر اس کے سائون زمین کے نیچے اور شبیع اسکی یہ مٹی سجان لختجب من خلقه سجان السبع العظیم سجان ربنا و تعالیٰ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ اسرافیل صاحب صور ہے از انجملہ ایک گروہ عابدون کا نظر پڑا کہ باادب کھڑے ہوئے پکار پکار کر پڑھتے تھے سجان الجلیل الکریم الحکیم من لا یصف الواصفون کہ عظمتہ و مہمتہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ از انجملہ ایک فرشتہ عظیم نظر آیا کہ سات لاکھ اُس کے سر تھے اور ہر سر مین سات لاکھ چہرے اور ہر چہرے مین سات لاکھ آنکھ اور ہر آنکھ مین سات لاکھ زبان اور ہر زبان مین سات لاکھ نعت جدا گانہ ہر نعت مین شبیع کہتا تھا اور شبیع اسکی یہ ہو قیامت تک سجان یا اعظم شانک سجان سیدی ما علی مسکانک سجان سیدی ما رحم خلقک فائدہ غراب سدرۃ المنتہی کے اس کثرت سے ہیں کہ بیان اس کا دشوار ہے از انجملہ ایک یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہرو بھی جسکے کنارے باقوت و مردارید و زبرد کے خیمے کھڑے تھے اور سبز جانورون کا اُس کے کناروں کا جھڑٹ تھا جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے اس کے سنگریزے باقوت و مرد کے ہیں پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور اس پر تن نظر آتے ستارون سے زیادہ روشن ہر مومن کے نام پر جدا جدا رکھے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن اٹھایا اور پانی نہر کا لیکر پاتو شہد سے زیادہ شیرین اور رشک سے زیادہ خوشبو اور برف سے زیادہ سرو قاضی شہاب الدین نے سورگ کو ترکی تفسیر مین لکھا ہے کہ حوض کوثر فرشتے کی کمر بڑی وہ فرشتہ قیامت کے دن میدان قیامت مین حاضر ہو گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیگا از انجملہ اسی سدرہ کی جڑ سے نکلا ہوا چشمہ سلسیل دیکھا تھا اور حقیقت اس چشمہ کی شروع کتاب مین لکھی گئی ہے و فائدہ عجاibat آسمانی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت مراجعت ملاحظہ و مشاہدہ فرمائے ہیں کتب حدیث مین بتفصیل مذکور ہیں از انجملہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو بہشت مین لیگئے منازل و درجات بہشت کے دکھلائے تہ و قصور و فلماں و درخت و باغ و سنہرہ و نرین و حوض اور جو کچھ بہشت مین ہے ہم نے قسم ہے خدا کی جس طرح اپنی سجدہ کے طاق و دیوار و در سے واقف ہوں

عجاibat آسمان بہشت

عجاibat سدرۃ المنتہی

عجاibat آسمانی و درجات بہشت

اس سے زیادہ بہشت کے ہر درجہ و قصر و خانہ و غرفہ و خیمہ کو جانا ہوں چونکہ اوصاف جنت و ما فیہا خود اللہ صاحب نے اپنے کلام میں بیان فرمائے ہیں اور مشکوٰۃ شریف وغیرہ کتب حدیث و روایت میں موجود ہیں اس لیے فقیر نے اسی قدر پر اکتفا کیا اور جس کسی کو زیادہ تفصیل منظور ہو تو معراج نامہ دیکھے اور ریاض النضرہ کو ملاحظہ کرے اور کسی قدر احوال مختصر بہشت کا مقدمہ اس کتاب میں بھی لکھا ہے آزا بجلہ حضرت نے فرمایا کہ جب بہشت کی سیر کر چکا تو جبریل نے ہاتھ پکڑا اور مالک کے پاس لے گئے اور کہا کہ اپنے قیدیوں کو دکھاؤ اُن سے حضرت صلعم سے کہا کہ آپ اپنے بیرون کے نیچے نظر کیجیے میں نے نظری تو زمین و آسمان شق ہوئے اور بیت المقدس نظر آنے لگا وہاں ایک شخص ہیبت ناک دکھائی دیا مالک نے اس کو پکارا آسمان آواز سخت لبیک کہا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ خازنِ دونخ ہے صرحائیل اس کو کہتے ہیں دو زخون پر سختی کرنا اور مارنا اسی کا کام ہے پھر اُسے درکاتِ دونخ کے دکھائے اول طبقہ میں حضرت نے طوق و زنجیر بکثرت دیکھے اور شہزاد ہمارا اور شہزاد اسمین خارا اسمین شہزاد را اور بعض روایت میں شہزاد ہمارا اور ہر معراج میں شہزاد شبنہ اور شہزاد شبنہ شہزاد شہر اور ہر شہر میں شہزاد ہمارا اور اسمین شہزاد سراسہ اور اسمین شہزاد گھرا اور اسمین شہزاد صندوق اور ہر صندوق میں شہزاد قسم کے عذاب نو ذاب اللہ منہ نام اس طبقے کا دیکھا اور صرحائیل اس کا خازن ہے اور طبقات کا احوال مقدمہ کتاب میں لکھا گیا ہے اور اول طبقہ دونخ پر لکھا ہے فویل للصلیین الذین عن صلواتہم ما ہوں اور و سکر لکھا ہے ویل للشرکین یترے پر لکھا ہے ویل للکذبین چوتھے پر لکھا ہے ویل للمطففین پانچویں پر لکھا ہے ویل للقاسیہ قلوبہم عن ذکر اللہ جیسے پر لکھا ہے ویل کل ہمزہ لمرۃ ساتویں پر لکھا ہے ویل للذین یتنبون الکتاب باہیم ویقولون ہذا من عند اللہ قائمہ معراج اسم آتہ عروج سے مراد اس سے زبان ہو کہ اُس سے حضرت نے عروج کیا اور ساتون آسمان سے گزر گئے اور اُس معراج کے دو عارض تھے ایک باقوتِ سُرخ کا دوسرا زمر و دبیز کا اور اُس کے برتھے زمر و دبیز کے اگر پھیلانے تو تمام دنیا ڈھلک جاتی اور یہ معراج راستہ ہوا ان فرشتوں کا جو آسمان سے زمین پر آنے ہیں اور پھر جاہلیں نقل ہے کہ حضرت عزرائیل کے تابع اسی راہ سے بنا برقبض ارواح آتے ہیں اور مرتے وقت جو آنکھوں کو خیر گئی تھی اسی سبب سے ہے کہ معراج نظر آتی ہے واللہ اعلم باجلہ معراج وہ ہے کہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عروج کیا اور کہ معظمہ سے بیت المقدس و مسجد تھی تک جانے کا نام اس پر ہے جو شخص اس کا منکر ہے وہ کافر ہے لہذا لقرآن فہیہ بلکہ فقیر کتاب کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنۃ المادی تک تشریف لیجا نا اور عرش و کرسی وغیرہ جانتا ہے کوینا کلام اللہ سے ثابت ہے اور وہ کہ یہ قال فاخطبکم کے چوتھے رکوع میں ہے میرے نزدیک اس کا منکر بھی کافر ہے واللہ اعلم ان یقال ان آیۃ الاسراء حکمۃ قطیۃ الدلالۃ آیۃ سورۃ النجم محل غیر قطعی کا قالہ البعض اور جو کچھ اس باب میں احادیث مشہورہ سے ثابت ہے منکر اس کا منبع و منال ہے اور جو کچھ احادیث غریبہ میں وارد ہوا ہے اس کا منکر جاہل ہے تنبیہ اگر کوئی حیثائی لکھے کہ مسجد بیت المقدس چھ سو برس پیشتر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت و نابود ہو گئی تھی

پھر اسمین جاننا کہ طرح ہوا تو جواب اُسکایہ ہو کہ ہرگز کسی تفسیر یا حدیث میں بلکہ کسی تاریخ میں نیست و نابود ہونا مسجد بیت المقدس کا بیان نہیں کیا اس قدر البتہ ثابت از روئے تواریخ ہوتا ہے کہ از منہ سابقہ میں اولاً بخت نصر مجوسی نے وقت مقابلہ بنی اسرائیل مسجد قصبی کو خراب کیا تھا اور گورنش امدانی نے بعد اسکے تیس ہزار معمار وغیرہ لاکر ولایت بنیسا کو آباد کیا بعد ازاں طرطوس رومی نے تخریب مسجد قصبی اور قتل وغارت بنی اسرائیل کیا ہو لیکن نیست نابود کرنا ثابت نہیں ہوتا اور نہ یہ ثابت ہو کہ عرصہ چھ سو برس میں پھر اس مسجد کو کسی نے با و صفا اسکے کہ قبلہ سلاطین و امرا سے بنی اسرائیل تھے درست نہیں کیا اور نیز ظاہر ہو کہ بیت المقدس مکہ معظمہ سے چند ان بعید تھا اگر عروج و انہونا تو بنا بر تکذیب معجزہ معراج شریف بھی دلیل کافی تھی کہ ہر کس و نا کس مطلع ہو گا حالانکہ کفار مکہ نے تمام آثار و علامات اسکے استفسار کیے اور قاصد وغیرہ بھیج کر اطمینان حاصل کی اور بعض مشرکین نے ساحر قرار دیا مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ بیت المقدس نیست و نابود تھا بلکہ موجود ہونا مسجدی موصوف کا ثابت ہوتا ہے کیونکہ ولیم نیل صاحب مورخ انگریزی مصنف مفتاح التواریخ نے لکھا ہے عبارت مسجد قصبی در شہر آود سلیم است کہ آنجا بیت المقدس در ایام سلف است و چون یکے از فیاضہ روم کہ است نام پرست بود و در شہر ہفتا و عیسوی بیت المقدس را از پنج و بن بر کندہ سمارت خست بعد از بن سہ صد سال فیصر روم بسبب آنکہ آن مکان مولد حضرت عیسیٰ است مسجد قصبی را تسمیر ساختہ بود و عمر بن خطاب در ایام خلافت خود شہر عیسوی آن شہر را شہر نو و انتی بلطفہ اس گواہی سے ثابت ہوتا ہے کہ بناسہ جدیدہ قصبی تین سو برس پیش از معراج ہوئی فلذا اشکال اور بر تقدیر تسلیم قول معترض جواب یہ ہو کہ طاق دو بار کا ہونا دلیل قلم مسجد نہیں ہے مسجد تو نام اُس زمین کا ہے جو خدا کی عبادت بیداریہ کے لیے باذن عام مہضوف ہوئی ہو ایسی چیز نہ کسی کا تصرف نہیں چلتا چنانچہ زبور کی صوبت و نہ میں کہ اسوقت پیش نظر ہو لکھا ہے کہ صیہون تا ابد الایاد باقی خواہد و بسرا بند کج خدا کہ در صیہون است اور پھر ظاہر ہے کہ صیہون عبادت گاہ قدیم اور شلیم کا نام ہے اُسکو ابھی بتلایا اور اسی کا ذکر حدیث معراج میں ہے اور اسی صیہون کے بعض نشیمن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقت فتح و شلیم صاف کیا اور نماز پڑھی اور کچھ بقیہ عمارت کا ذکر بعض روایات میں آیا ہے سو واقعہ و مبیہ انصاری کی سنائی نہیں ہے اس لیے کہ اُس سے واضح ہے کہ اکثر تخریب مسجد بیت المقدس کی باندہ دگی و انباشتگی ہوئی تھی نہ یہ کہ مطلق نام و نشان اسکی عمارت کا اسوقت باقی نہ رہا ہو اور بعد ازاں کسی نے اسکے کسی نشیمن کو مطلق نہ بنایا ہو اور اگر بالفرض کسی تاریخ میں ایسا بھی لکھا ہو تو کچھ ضرور نہیں کہ سچ ہی ہے بعض باتیں تواریخ میں بے سرو با بھی ہوتی ہیں چنانچہ ایک تاریخ انگریزی میں اور شلیم کے ذکر میں لکھا ہے کہ حضرت عمر کی وہاں قبر ہو حالانکہ جمیع اہل تاریخ کا اتفاق ہے اور بتواتر متواتر ثابت ہے کہ مزار حضرت عمر کا مدینہ میں ہے اگر کوئی کہے کہ بیت المقدس جلنے میں کیا فائدہ تھا تو جواب یہ ہو کہ بیت المقدس زمین محشر ہے آنجناب کو اس لیے وہاں لینگے کہ بکرت قدم سے است بر



حساب آسان ہو کہذا فی لغنی قائم ہو چونکہ بیان احوال معراج میں ذکر اختلافات کا جو بعض امور میں واقع ہوا ہے نہیں کیا گیا اس لیے اب وہ اختلافات لکھے جاتے ہیں مخفی نہ رہے کہ اصل قصہ اسرار معراج میں کسی مسلمان کو خلاف نہیں مگر بعض جزئیات میں اختلاف پہلا سال ماہ و بوم و تاریخ معراج میں بعضے کہتے ہیں کہ یہ معاملہ بارہویں برس نبوت میں واقع ہوا اور ابن خزیمہ نے اسی ہجرت نقل کی ہے اور طبری و سیوطی نے ایک برس یا پنج مہینے قبل ہجرت کے بیان کی ہے اس قول پر اب شوال پڑتا ہے اور ابن فارس نے ایک برس تین مہینے قبل ہجرت لکھی ہے اس تجویز پر افہام کیا ہوتا ہے اور ابن اثیر نے تین برس قبل ہجرت تجویز کی ہے اور قاضی عیاض نے رہزی سے پنج برس بعد نبوت کے نقل کی ہے اور قزطی و نووی نے اس قول کی ترجیح بیان کی ہے کہذا فی المواہب میں کہتا ہوں کہ شفا میں قاضی نے ٹیڑھ برس بعد نبوت زہری سے نقل کی ہے شاید صاحب مواہب نے کسی اور کتاب میں قاضی کا قول دیکھا ہو تو درست اثر خواہ نقل میں غلطی ہوئی ہے اور ابن عبد البر نے ماہ جب قرار دیا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں شب بست و ہفتم جب معراج کی بقول مشہور لکھی ہے اور روضۃ الاحباب میں بقول اکثر علماء سال دوازدہم ماہ ربیع الاول نقل کیا ہے اور ابن وحیہ قائل ہے کہ انشاء اللہ شب دوشنبہ ہوگی تاکہ موافق مولد وبعث و ہجرت و وفات کی پڑے اور بعضے شب جمعہ اور بعضے شب شنبہ بھی کہتے ہیں اس مقام پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ جن لوگوں نے روایت کی ہے نام انکے یہ ہیں ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذی النورین علی رضی اللہ عنہ عباس عبد اللہ بن عبد المطلب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب عبد اللہ بن زبیر عبد اللہ ابن مسعود عبد اللہ بن ابی عبد اللہ بن عمار ابوبکر بن ابی ہریرہ انس بن مالک جابر ابن عبد اللہ انصاری بلال ابن سعید بلال حبشی مولائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک ابن حصصہ حذیفہ ابن الیمان ابوسلمہ ابویوب انصاری ابوامامہ باہلی عمران ابن اکھیم اسامہ ابن زید ابوزر غفاری ابی ابن کعب ابوعبید خدری ابودرداء عبد الرحمن ابن عوف عائشہ صدیقہ ام ابی ہبت ابیطالب ام کلثوم بنت رسول اللہ مولانا اساذالاساذ عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے لکھا ہے کہ جناب سرور انبیاء کو دو معراج علم زلی میں مقدر تھے ایک معراج علوی دوسرے سفلی معراج علوی میں تین نہاد شریف لیکھے اور حضرت صدیق اکبر کی آواز سے وہاں مانوس ہوئے اور معراج سفلی میں جو غار فوراً اپنے یار غار کی رفاقت میں رہے اور وہ غار مکہ سے اڑھائی کوس کا فاصلہ رکھتا ہے اور یہ معراج چار شنبہ کے دن اثنی عشرین تاریخ صفر کے چھینے میں حضرت کو حاصل ہوئی اور اسی دن مہتاب ظاہر ہوا صبح غرہ ربیع الاول قرار پایا اختلاف و سر اغواب و بیداری کا ہے اور اجماع امت تو اس بات پر ہو کہ اگر اغواب میں بھی ہو تو بھی حق ہے کیونکہ روایے انبیاء حکم دیتی کار کہتے ہیں اور اغواب کا بیداری ہے خصوصاً اغواب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس بعضے بیداری میں بروح و جسد بیان کرتے ہیں اور بعض اغواب میں بروح اور بعضے تفرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسرار مکہ سے بیت المقدس تک بیداری میں روح و جسد

اختلافات

اختلافات

اور وہاں سے سہولت تک خواب میں تین کہتا ہوں شاید قابل اسکا یہ جانتا ہو کہ اسرار و معراج مختلف راتوں میں ہوا اور دلیل ان لوگوں کی ایک یہ ہے کہ قرآن مجید میں وارد ہے سبحان الذی اسری بعدہ لیلان المسجد الحرام الی المسجد یعنی پاک و متبراہر سب نقصان و عیب سے وہ خدا جو لگایا اپنے بندہ کو رات کے وقت مسجد قصبی تک مسجد حرام سے پس خدا نے غایت سیر مسجد قصبی قرار دیا اگر جسم مبارک کو مسجد قصبی سے آگے سیر ہوتی تو ہر آئینہ ذکر فرماتے اور تردید اس دلیل کی یہ ہے کہ تخصیص ذکر مسجد قصبی کا آیت کریمہ میں اس لیے ہے کہ قریش معراج کو نکر نہ کر ہوئے تھے اور آیات و آیات بیت المقدس حضرت سے پوچھے اور امتحان کیا تھا کیونکہ بعض نے بیت المقدس دیکھا تھا اور بعض نے اس کے سناتے تھے اور آسمان کی حالات سے اور مقامات انبیاء سے قریش کو خبر نہ تھی کہ ہتھسار کرتے اور نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو بیان فرماتے لہذا اسکو غایت قرار دیا اور کوئی دلیل اس بات پر نہیں کہ بیت المقدس میں جا کر حضرت نے آرام فرمایا اور وہاں سو گئے اور جو لوگ خواب میں معراج کا ہونا کہتے ہیں وہ ایک دلیل یہ کہتے ہیں کہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں افاقتہ جسدر رسول اللہ یعنی نہیں گم کیا میں نے جسہ پیغمبر خدا کو اور جواب یہ ہے کہ یہ قول قابل استدلال نہیں ہے کیونکہ وقوع قصہ معراج بروح و جسد بیداری میں ہر روایت صحیحہ قبل ہجرت تھا اور حضرت ام المومنین کو ہم بستی مدینہ منورہ منسوب ہوئی شاید یہ معراج روحی تھی جو مدینہ میں بحالت خواب ہوئی تھی وراسے اس کے حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا کا غالب نہیں ہو سکتی کی حدیث پر جنھوں نے اس معاملہ کو دیکھا اور بطریق مشاہدہ کے بیان کیا کہ زانی المراجہ اور شرح عقائد میں ہر دہنی افاقتہ جسہ عن الروح بل کان مع روحہ یعنی جدا ہوا بدن آپکار روح سے بلکہ تھا ساتھ روح کے اور دلیل دوسری یہ ہے کہ حضرت انس دایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے بیانا انام فی الحطیم و مضطجع فی البحر یعنی میں تھا حطیم میں اور کھجلی میں لیٹا تھا جہر میں اور تردید اسکی یہ ہے کہ حضرت انس نے مشاہدہ معراج کا نہیں کیا اور نہ حضرت سنا کیونکہ معراج قبل ہجرت ہوئی اور انس رضی اللہ عنہ خدمت حضرت میں بعد ہجرت کے آئے ہیں ان لون میں آٹھ سات برس کے تھے فیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر حدیث میں مبین بیانا انام ہر سہرا ہوا ہر فاسدین قطط الی المسجد الحرام یعنی پھر جاگا میں اور تھا مسجد حرام میں اس سے معراج کا خواب میں ہونا معلوم ہوتا ہے مگر یہ دلیل کئی طرح سے ناقص ہے اول یہ کہ قبل آنے فرشتے کے آنجناب خواب میں تھے پھر جاگے یعنی فرشتے نے جگا یا دوسرے یہ کہ مراد انام سے صورت و ہیئت نام ہے جیسا دوسری روایت میں ہے بن النائم والیقظان جسہ ہتھسار جو آخر قصہ میں آیا ہے اس بیداری وقت صبح کی مراد ہے نہ بیداری خواب سے یعنی بعد انام معراج وسیعے حضرت نے آرام فرمایا پھر صبح کو اٹھے اور فرمایا استیقظت اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ ہتھسار سے مراد افاقہ و ہوشیاری ہے جب اس مسافت کو طے فرما کر آئے تو کوفت منزل کی محسوس ہوتی تھی باقی رات مکان میں ٹھہر کر سکون و قرار پایا تھی دلیل آیت کریمہ و اجعلنا الروایا التی اریناک الافقۃ للناس یعنی نہ کیا ہنئے اس خواب کو جو دکھایا تجھ کو کہ تھنہ اور سب

آزمائش کا واسطے آدمیوں کے کہتے ہیں کہ رو یا کلام عرب میں معنی دیدن خواب شایع ہو اور یہ آیت معراج کے حال میں نازل ہوئی اور شیخ بدر الدین زکریا نے حریری سے اور بی ابن مالک سے نقل کی ہے کہ رو یا بمعنی دیدن چشم نہیں آیا جواب یہ ہے کہ یہ حجت نامہ ہے اس لیے کہ رو یا بمعنی دیدن بصر بھی آیا ہے بطرح قرین و قرنی ایک معنی مستعمل ہیں اور کلام مستثنیٰ میں موجود ہے و رو یا کہ فی العمیون اعلیٰ من نعیم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں رو یا کی تفسیر برویت بصر فرمانے ہیں اور بظاہر ہے کہ رویت بصر میں فتنہ و آزمائش ہے اور وہی موجب انکار و کفر و باعث از دیا و ایمان تاجر و نہ خواب میں کچھ مقام ایسا نہیں اور نہ کچھ فتنہ و آزمائش سب لوگ خواب دیکھا ہی کرتے ہیں اور اگر تسلیم کیا جائے کہ رو یا بمعنی دیدن خواب ہی آیا ہے اور معنی دیدن بصر نہیں آیا تو یہ کہ ان سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت معراج نازل ہوئی ہے بلکہ اہل تحقیق اسکا نزول قصہ حدیبیہ میں بیان کرتے ہیں اور رو یا سے وہ خواب مراد لیتے ہیں کہ حضرت کو دیکھا کہ تینے عمرہ ادا کیا اور طواف خانہ کعبہ بجالائے اور اصحاب کے رو برویان کیا سب کعبہ کی طرف توجہ کیا مگر تیس سال میں عمرہ نصیب نہوا آخر کار کافروں سے صلح کر کے آٹھ مدینہ کو آئے منافقوں نے زبان درازیاں کیں مگر ثمرہ خواب آئندہ میں ظہور پکڑا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت کی سورت ملی ہے اور قصہ مدنی ہے اس سبب سے تردید و تردد یوں ہوتا ہے کہ خواب حضرت نے کئے میں دیکھا اور جب مدینہ میں تشریف لائے بیان کیا انہوں نے کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے خواب میں دیکھا ایک گروہ بنی امیہ کا میرے منبر پر دوڑتا ہے اور بندوں کی طرح کودتا ہے سو جب اس قوم کی حکومت ہوئی تو ایک فتنہ برپا ہوا اور جو حضرت نے دیکھا تھا ظاہر ہوا ایمان وہی فتنہ مراد ہے اور ابو العباس قرظی فرمانے ہیں کہ مراد رو یا سے رویت عین ہے کہ حضرت جبریل نے جنگ بدر میں قریش کے سرداروں کو خاک و خون میں لٹٹے ہوئے دکھلایا تھا کہ حضرت نے مسلمانوں سے کہا اور قریش نے سنا تو مسخرانہ کرنے لگے کہ اس سبب سے بعض کے دل میں شبہ پڑا تھا اور جو رو یا سے خواب مراد ہو تو یہ بات ہے کہ اس معاملے کو حضرت نے خواب میں بھی دیکھا تھا اور جنگ بدر میں بچپن ظاہر مشاہد کیا ہر گاہ یہ حال معلوم ہوا تو اب جانتا چاہیے کہ جو صلعم و خلف اہل اسلام اس پر یقین کلی رکھتے ہیں کہ نام سیر اور عروج ابتدا سے انتہا تک بروی و جسید بیداری میں ہوئی جتنا ابن عباس و جابر و انس و خذیفہ و عمر ابن خطاب و ابی ہریرہ و مالک بن معصوم و ابن مسعود و غیر ہم رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے اور تابعین سے عمار و سعید ابن جبیر و قتادہ و سعید ابن سیب و حسن و ابراہیم و سروق و مجاہد و عکرمہ و ابن جریج و غیرہ اسی کے قائل ہیں اور آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے دلیل پکڑتے ہیں آزاد بخل بجان لڑی اس سبب سے کہتے ہیں کہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ جو رات کے وقت عین بیداری میں ہو اور جو خواب میں نظر آئے اسکو رو یا کہتے ہیں اور اگر اس پر بروی ہوتی تو بروی عہدہ فرمانے اور جب صرف عہدہ ارشاد کیا تو صلعم ہوا کہ بروی و الجسد تھا کیونکہ عبد شمل تمام جسم کو ہے آزاد بخل آیت اذاع البصر و ما طغی یعنی تکلی نہیں لگا اور جس سے



نہیں بڑی اور زلیخ صفت بصر سمائی کی ہو اسکو نفی فرماتے ہیں پس اگر باجسم آنحضرت نہیں گئے تھے تو یہ کلام خلاف ہوتا اور  
 از آنجملہ اخبار صحیحہ رکوت براق وصلوۃ بانبیاء و فتح ابواب سماوات وغیرہ امور دلالت صریح کرتے ہیں کہ سیر سمائی بیداری میں  
 ہوئی ہو اور مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہو اور مواہب لدنیہ میں نووی سے نقل کی ہو کہ قصہ اسرا دوبار ہوا ہو ایک  
 مرتبہ خواب میں دوسری مرتبہ بیداری میں اور مصلی نے ابو بکر عربی سے نقل کی ہو کہ یہ مذہب صحیح ہو اور جو خواب میں ہزار  
 گویا تو حلیہ بیداری تھا جس طرح ابتدا سے نبوت میں روایہ صالحہ ہوتی تھی تاکہ آسانی تحمل وحی کی حاصل ہو قاضی ابو بکر  
 ابن عربی لکھتے ہیں کہ حضرت کو پہلے خواب میں عجائب غرائب آسمانی دکھلائے تاکہ استعداد وقوت قدرت الہی کے  
 معاینہ کی بہم پہنچے پھر جب بیداری میں معراج ہو تو دہشت ندول میں لائیں ولہذا بعضے قائل ہیں کہ اسرا و نووی قبل نبوت  
 ہوا تھا چنانچہ شریک نے انضضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو وذلک قبل ان یوحی اور سفر السعادت میں ہو کہ معراج  
 ایک بار بدن سے بیداری میں ہوئی اور بعض دوبار کہتے ہیں ایک بار پیش از وحی اور ایک مرتبہ بعد وحی اور بعضے تین بار  
 اور بعضے چار مرتبہ اور بعضے زیادہ اس سے بیان کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کو چوبیس دفعہ معراج ہوئی ایک دفعہ  
 خاص جسم مقدس سے بیداری میں باقی روح سے اور شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ بدن و روح سے ایک بار معراج ہوئی  
 اور جاگتے میں مع الروح و جسم سماوات سے گذرے اور صرف روح سے اکثر ہوئی اسکے حصہ میں کوئی دلیل قاطع نہیں ملتی  
 اور حقیقت معراج روحی کی اولیاء اللہ کے کلام سے معلوم ہوتی ہو یعنی علماء طہا ہر اس سے واقف ہیں تذیل جو کہ  
 بعضے معراج سے منکر تھے اور بعضے معراج نووی کے قائل تھے اور بعضے بیت المقدس تک بیداری میں اور آگے خود  
 کہتے تھے اور معراج کے باب میں ایسا خیال عقاب عیب کی بات تھی اور خداوند بیچون عیب و نقصان سے مبرا ہو اور حضرت  
 خاتم الانبیاء کی جناب میں ایسا قصور دل میں لانا از بس نازیبا لہذا لفظ سبحان کا شروع میں ارشاد کیا تاکہ دلالت کرے  
 اوپر معراج بیداری کے اور کسی کو شک اور شبہ نہ رہے کیونکہ خداوند قادر ہو کہ اپنے حبیب کے جسم مقدس میں بیداری میں  
 لگیا اور آن واحد میں تام سیر کر اگر پھیر لایا تو کیا عجب ہو یا سیاحت ارض و قضا و سما کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں اور  
 صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ یہ شرف بدون طماری و عروج فلک کے حضرت نبی کریم کو حاصل ہو قطعہ ہر کس حقیقت  
 باورشہادہ اوہن تر از سپہر ہینا و رشہدہ ملا گوید کہ رفت احمد فلک بہ سرمد گوید کہ فلک با احمد رشہدہ اگر کوئی شبہ  
 کرے کہ جب اسری رات کی سیر کو بولتے ہیں تو پھر لیا کہنے کا کیا فائدہ ہو تو جواب یہ ہو کہ اگر لیا انفرماتے صرف اسری بچہ  
 کہتے تو کان ہوتا کہ حضرت صلعم کو ہر رات میں معراج بدستور پہلی رات کی ہوتی تھی اس واسطے لیا فرمایا کہ معلوم ہو کہ  
 معراج ایک رات ہوئی مگر عروج شہر بار بار ہو گا کذا فی شرف الہی اور جرات میں معراج ہوئی اور دن میں نہ  
 آئیں یہ حکمت تھی کہ رات مجہین کے واسطے خلوت کا وقت ہو اور اگر دن کو ہوتی تو ہان عیانی ہو جاتا ایمان نہیں  
 ہوتا اور حق تعالیٰ کو ایمان بالغیب منظور ہو اور جو حضرت موسیٰ کو دن میں ہوئی سو اس لیے کہ وہ کلیم تھے اور حضرت

ہمارے حبیب بادشاہ اپنی رعایا سے دن میں کلام کرنے میں اور اپنے حبیب سے رات میں بھید کہتے ہیں سوائے اسکے کوئی علیہ السلام بارادہ سوال آئے تھے تاکہ صحف والواح حاصل کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارادہ وصال تشریف لے گئے کہ قرب ارواح لیے جو کوئی بنیت سوال جاتا ہو وہ دن میں جاتا ہو تاکہ مسئلہ پائے اور جو کوئی وصال کی نیت سے جاتا ہو وہ رات کو جاتا ہو تاکہ شاہدہ جمال حاصل کرے اختلاف تیسرا اسبد اسراہین ہر ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت پٹھاڑی گئی اور میں مکہ میں تھا اور واقفی نے کہا کہ شب بے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابیطالب میں تھے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا میں حطیم میں تھا اور کبھی فرمایا حجرین کروٹ لیے لیٹا تھا کہ دفعتاً آنے والا آیا اور صبح بخاری میں بھی ہے کہ فرمایا میں بیت میں تھا اور قاضی نے شفا میں ام ہانی بنت ابیطالب سے روایت لکھی ہے کہ حضرت میرے گھر میں تھے پس ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ان روایتوں میں جمع کیے ہیں کہ حضرت صلعم ام ہانی کے گھر شب باش تھے اور وہ گھر شعب ابیطالب واقع ہوا اور اسکی چھت پٹھاڑی گئی اور اضافت خانہ اپنی طرف بلحاظ سکونت فرمائی ہے اور وہیں سے فرشتہ مسجد میں آیا اور حضرت صلعم کروٹ لیکر لیٹے اور کچھ اثر خواب بھی تھا پھر مسجد سے وہی فرشتہ باہر لایا بت براق پر سوار ہوئے قائمہ حجر حطیم اس مکان کا نام ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانے کے وقت کعبہ میں داخل کیا تھا اور جب قریش نے عہد نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبہ سے اتر کر طرف علیحدہ کر دیا کہ ناودان کعبہ اسی طرف ہے اختلاف چوتھا شق صدر میں ہے قاضی عیاض نے نقل کی ہے کہ شق صدر کا معاملہ قصہ معراج میں زیادات شریک نام راوی سے ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ شق صدر شریک کئی مرتبہ ہوا اور معراج میں بروایات متعدد صحیحہ اور ہر جگہ انکار نہیں ہے جیسا کہ بخاری نے قتادہ اور انس اور مالک ابن صعصعہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور قاضی خود کتاب شفا میں بیان کیا ہے کہ یونس ابن شہاب نے انس سے قضیہ شق صدر معراج میں نقل کیا ہے جس معلوم ہوا کہ زیادات شریک سے نہیں ہے اور صحیح عند المحققین یہ ہے کہ شق صدر چار مرتبہ ہوا ہوا اول حالت اڑکین میں جبکہ دائی حلیہ کے پاس تھے اور یہ اس واسطے ہوا کہ دل میں ہوس ہو و لعب کی زہے دوڑے بار دہل برس کی عمر میں قرب بلخ چاک کیا گیا تاکہ جوانی کی خواہش زور نہ پکڑے تیسرے بار قرین مانہ نبوت کے چاک کیا گیا تاکہ صفائے کامل و رفعت حاصل ہو وحی کے قبول کی توجہی مرتبہ معراج میں شق صدر ہوا تاکہ لیاقت و بار الہی کی مرتبہ اعلیٰ پر محال ہو اور بفضل اہل جہان و تحقیق فرماتے ہیں کہ نازوسن کے واسطے معراج ہے جب موسیٰ ارادہ ناز کرتا ہے تو اول وضو کرتا ہے پھر ناز پڑھتا ہے سوچا ہے حضرت صلعم نے کہ سالار قافلہ انبیاء علیہم السلام تھے جب ارادہ ناز معراج فرمایا اور قصد ناز و نیاز کرنے کا درگاہ کبریا میں کیا تو اسکے لیے وضو لازم تھا اور اس وضو کے لائق شق صدر تھا سو ہوا کیونکہ رویت الہی میں تین چیزیں شرط ہیں اول لطافت و پاکیزگی اعلیٰ مرتبہ کی جو اربعہ عناصر سے خارج ہو و دوسرے زبان تیسرے مکان کہ یہ تینوں باتیں حضرت صلعم کو

نکات سوم

حضرت صلعم نے فرمایا کہ میں بیت میں تھا اور قاضی نے شفا میں ام ہانی بنت ابیطالب سے روایت لکھی ہے کہ حضرت میرے گھر میں تھے پس ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح ان روایتوں میں جمع کیے ہیں کہ حضرت صلعم ام ہانی کے گھر شب باش تھے اور وہ گھر شعب ابیطالب واقع ہوا اور اسکی چھت پٹھاڑی گئی اور اضافت خانہ اپنی طرف بلحاظ سکونت فرمائی ہے اور وہیں سے فرشتہ مسجد میں آیا اور حضرت صلعم کروٹ لیکر لیٹے اور کچھ اثر خواب بھی تھا پھر مسجد سے وہی فرشتہ باہر لایا بت براق پر سوار ہوئے قائمہ حجر حطیم اس مکان کا نام ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانے کے وقت کعبہ میں داخل کیا تھا اور جب قریش نے عہد نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبہ سے اتر کر طرف علیحدہ کر دیا کہ ناودان کعبہ اسی طرف ہے اختلاف چوتھا شق صدر میں ہے قاضی عیاض نے نقل کی ہے کہ شق صدر کا معاملہ قصہ معراج میں زیادات شریک نام راوی سے ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ شق صدر شریک کئی مرتبہ ہوا اور معراج میں بروایات متعدد صحیحہ اور ہر جگہ انکار نہیں ہے جیسا کہ بخاری نے قتادہ اور انس اور مالک ابن صعصعہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور قاضی خود کتاب شفا میں بیان کیا ہے کہ یونس ابن شہاب نے انس سے قضیہ شق صدر معراج میں نقل کیا ہے جس معلوم ہوا کہ زیادات شریک سے نہیں ہے اور صحیح عند المحققین یہ ہے کہ شق صدر چار مرتبہ ہوا ہوا اول حالت اڑکین میں جبکہ دائی حلیہ کے پاس تھے اور یہ اس واسطے ہوا کہ دل میں ہوس ہو و لعب کی زہے دوڑے بار دہل برس کی عمر میں قرب بلخ چاک کیا گیا تاکہ جوانی کی خواہش زور نہ پکڑے تیسرے بار قرین مانہ نبوت کے چاک کیا گیا تاکہ صفائے کامل و رفعت حاصل ہو وحی کے قبول کی توجہی مرتبہ معراج میں شق صدر ہوا تاکہ لیاقت و بار الہی کی مرتبہ اعلیٰ پر محال ہو اور بفضل اہل جہان و تحقیق فرماتے ہیں کہ نازوسن کے واسطے معراج ہے جب موسیٰ ارادہ ناز کرتا ہے تو اول وضو کرتا ہے پھر ناز پڑھتا ہے سوچا ہے حضرت صلعم نے کہ سالار قافلہ انبیاء علیہم السلام تھے جب ارادہ ناز معراج فرمایا اور قصد ناز و نیاز کرنے کا درگاہ کبریا میں کیا تو اسکے لیے وضو لازم تھا اور اس وضو کے لائق شق صدر تھا سو ہوا کیونکہ رویت الہی میں تین چیزیں شرط ہیں اول لطافت و پاکیزگی اعلیٰ مرتبہ کی جو اربعہ عناصر سے خارج ہو و دوسرے زبان تیسرے مکان کہ یہ تینوں باتیں حضرت صلعم کو

حاصل نہیں تب شق صدر سے وضو کر کے رویت الہی سے مشرف ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ ٹینوں باتیں حالِ تغیر  
 اس سبب رویت الہی نصیب نہوئی اور اتفاق اس وضو کا یہ پڑا آجین عطا تفسیر الم نشرح میں کہتے ہیں الم نشرح کت ص ۸۶  
 یعنی کیا نہ کھولا سینہ تیرا ترے واسطے یعنی شرح صدرہ للرویت و شرح صدر موسیٰ علیہ السلام للکلام اختلاف پانچواں  
 براق میں ہر اول اتفاق میں دوسرا اسمین کہ انبیاء سابقین بھی براق پر سوار ہوئے تھے یا نہیں پس بعض براق کو  
 شق یرق سے کہتے ہیں بمعنی درخشندگی بلحاظ چمک رنگ کے اور بعض برق سے بلحاظ سرعت سیر اور بعض برق سے کہ برق  
 کبریٰ کو بولتے ہیں چنانچہ قاضی نے شفا میں لکھا ہے کہ رنگ براق اہلن تھا اور یہی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ  
 روایت کی ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے باندھا اپنے چار پایہ کو حلقہ در سے جہان اور انبیاء کو نے باندھے  
 اس سے ظاہر ہے کہ اور انبیاء بھی براق پر سوار ہوئے ہیں اور مخازی ابن اسحق میں ہے کہ براق نے سرکشی کی سواری کے  
 وقت کیونکہ مدت سے اس پر سواری نہوئی تھی اور بعض روایت میں ہے کہ اسی براق پر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام  
 سوار ہو کر حضرت اسمعیل کو کوٹھنے جاتے تھے لیکن مع زین اور لگام خصائص حضرت میں ہر اور ابن وحید نے انکار کیا ہے اور  
 کہا ہے کہ اور کوئی نبی پر سوار نہیں ہوا اور احادیث کو تاویل کرتا ہے کہ اور انبیاء کو کے واسطے بھی اسی قسم کا براق آیا تھا یہ  
 اور اسکا تو کوئی قایل نہیں ہے کہ سولہ حضرت صلعم کے اور کوئی نبی براق پر سوار نہیں ہوا یہ جو براق مختلف شکل قد و قامت میں  
 سواری کے واسطے آیا اور گھوڑا اسمین گنت زیادہ تھی نہ آیا اسمین یہ حکمت تھی گھوڑا موضوع ہے کہ مقام طرب و خوف میں اس پر سوار  
 ہوں اور یہ مقام سلاستی و امن تھا اور بہتی قامت و اختلاف لون میں یہ فائدہ ہے کہ ایسا جانور اس قدر سافت کے لئے  
 نہیں ہوتا اسنے ان واحد میں بسفر و روزان کیا کذا فی مدارج النبوة اختلاف چھٹا اس بات میں ہے کہ حضرت جبریل  
 علیہ السلام ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ ہاتھے یا وہ بھی براق پر سوار تھے اور اگر سوار تھے تو پیچھے تھے یا آگے آجین سعد نے  
 شرف المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ جبریل نے رکاب مقامی اور میکائیل نے لگام پکڑی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیادہ ہاتھے مگر جمال  
 کہ سوار کر اگر خود بھی سوار ہوئے ہوں اور سند امام احمد میں خذیفہ سے موقوفہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور  
 حضرت جبریل علیہ السلام دونوں براق پر سوار تھے یہاں تک کہ بیت المقدس میں آئے اور صحیح ابن جہان میں ابن مسعود  
 روایت ہے کہ ان جبریل حملہ علی البراق روایا اور یہ دونوں قول محتمل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ویف  
 جبریل تھے یا بالعکس پس سند عادت میں بہ تصریح آیا ہے کہ جبریل آگے تھے اور جافظ ابن حجر نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہ  
 فی الموابہ اختلاف ساتواں براق کے باندھنے اور نہ باندھنے میں ہے خذیفہ نے باندھنے کے انکار کی اور اسمین  
 کہ حاجت نہ تھی کیونکہ تمام عالم غیب شہادت اس وقت مسخر تھا کذا رواد احمد والترمذی اور بھی خذیفہ نے تازی بیت اہل  
 انکار کی ہے اور بعضی اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ قول ربط براق اور اسے صلوة قول بالاثبات ہے اور اثبات نفی سے  
 اولیٰ ہے اور بھی باندھا براق کا حلقہ مجھ سے اذروے احادیث صحیحہ ثابت ہے چنانچہ اول قصہ میں بیان ہو چکا ہے اور

اختلاف چہم

اختلاف چہم

اختلاف ساتواں



ثابت ثانی نے انہی سے اور بزرگ نے بڑیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت محمد بن ابی ہاشم اور ابی اگلی رخصی اور بچاڑا اسکو اور بڑا بن کو  
باندھ دیا اور یحییٰ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں آیات المقدس میں اور میں نے  
باندھا براق اپنا اس حلقے میں جہان اور انبیاءوں نے باندھے تھے پھر میں اور حبیبیل بیت المقدس کے اندر آیا اور دونوں نے  
دو رکعت نماز ادا کی اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں تشریف  
لائے تو بھونچے ایک مکان میں جسکو باب محمد کہتے ہیں سو وہاں ایک پتھر تھا جبریل نے اپنی انگلی سے سورخ کیا اور میں کو وہاں  
باندھا اختلاف اٹھواں اداس معلوم ہے کہ آنحضرت نے اور انبیاءوں کے ساتھ آسمان پر نماز پڑھی ہے روایت اللہ تعالیٰ  
اور جاتے وقت پڑھی یا آتے وقت اور وہ نماز فرض تھی یا نفل اور اگر فرض تھی تو نماز عشا یا نماز صبح اور جو نفل تھی تو کر  
کر عین یحییٰ قاضی عیاض نے سفین روایت بزرگ کی علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ اس سے اداس معلوم  
آسمان پر معلوم ہوتی ہے اور جو یحییٰ نے ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے اس سے نماز پڑھنا حضرت کا اور حضرت  
جبریل کا دو رکعت بلا جماعت پایا جاتا ہے شاید بطریق تہیۃ المسجد ہو اور ابن سعد سے روایت ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ میں مسجد  
داخل ہوا تو انبیاء علیہم السلام ملے پھر موفن نے اذان کہی تو سب نماز پڑھنے ہوئے اور منظر ہوا کہ کون امام ہو حضرت  
جبریل نے سیرا تھ کر کراہم کیا اور امام احمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت مسلم مسجد تھی میں کھڑے ہوئے تاکہ  
نماز پڑھیں سب انبیاءوں نے اقامت کی پس قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ آنحضرت نے انبیاء کے ساتھ  
بیت المقدس میں نماز پڑھی ہو پھر بعضے انبیاء آسمان پر عروج فرما گئے تو وہاں بھی ملاقات ہوئی اور جمال ہے کہ بعد بہبوط  
آسمان سے نماز پڑھی ہو اور انبیاء علیہم السلام اول آسمان پر ملے ہوں پھر حضرت کے ساتھ بیت المقدس میں آئے اور  
نماز پڑھی اول جمال ظاہر تر ہے اور ابن کثیر قائل ہے کہ قبل عروج اور بعد عروج بھی نماز پڑھی تھی اور صاحب مواہب  
فرماتے ہیں کہ جو شخص داس نماز کا قبل عروج قائل ہے اس کے قول پر عشا تھی اور جو شخص بعد عروج کے قائل ہے اس کے قول پر  
نماز صبح قریب ہے اور ہمارے اساتذہ کرام کی اس مقام میں تحقیق ہے کہ ظاہر تر اور قریب تر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں پہونچے تو حضرت جبریل نے اور اپنے بطریق تہیۃ المسجد دو رکعت نماز ادا کی اور دیگر  
انبیاء کہ آپسے پہلے پہونچے تھے وہ رکوع اور سجود معلوم تہیۃ المسجد میں تھے پھر نماز تہجد کہ آنحضرت پر فرض تھی اذان سے ادا فرمائی  
تو اور انبیاءوں نے اقامت کی اور جب عروج آسمان فرمایا تو اور انبیاء بھی عروج فرما گئے وہاں بھی واسطے اظہار شرف و کرامت  
آنحضرت کے ملا اعلیٰ پر حضرت مسلم کو جبریل نے امام کیا پھر جب مراجعت فرما کر بیت المقدس میں آئے تو بعضے معلوم لیل  
بلا غلہ دیکر رجب شکرانہ ادا فرمائیں اور کاتب و راق کہنا ہے کہ جو شخص قائل ہے کہ نماز عشا یا صبح تھی سو اس کو حدیث امامی  
بیت ابیطالب کی رد کرتی ہے اس لیے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب اسرا میرے گھر تھے اور نماز عشا پڑھ کر  
سوئے تھے اور قریب صبح جسکو گھلایا اور جب نماز صبح کی ادا فرما چکے اور میں بھی پڑھ چکی تو اپنے فرمایا ام ہانی میں نماز عشا کی

اختلاف

بہان بڑھی پھر بیت المقدس میں گیا اور وہاں نماز پڑھی پھر نماز صبح تمہارے ساتھ ادا کی اختلاف تو ان اس بات میں ہر کہ یکا  
 شہر و شرک کے بعد نماز لائے گئے تھے یا بعد و مودل سدرۃ المنتہی اور کتنے پیالے تھے پس حدیث انس اور امام احمد سے واضح ہو کہ مسجد  
 اقصیٰ میں بعد نماز قبل عروج دو پیالے آئے تھے ایک دودھ کا دوسرا شراب کا اور روایت شدہ ابن اوس بھی اسی طرح ہے اور حدیث  
 بخاری سے جو قتادہ نے انس سے اور انس نے مالک بن صعصعہ سے روایت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ بعد پہونچنے سدرۃ المنتہی کے تین پیالے  
 آئے ایک میں شراب دوسرے میں دودھ تیسرے میں شہد اور روایت ہزار میں پانی اور دودھ اور شراب ہے سو جمال الدین محدث  
 یون جمع بین الروایات فرمائی ہے کہ یہ معاملہ دوبار واقع ہوا ایک مرتبہ مسجد میں اور دوسری بار سدرہ میں اور قتطانی نے فرمایا ہے  
 کہ حافظ عطاء الدین ابن کثیر نے بھی اسی طرح تصریح فرمائی ہے اور جو اختلاف عدد ظروف میں واقع ہے محمول پر اختصار راوی ہے  
 حال یہ کہ مجموع ظروف چار تھے ایک میں پانی دوسرے میں دودھ تیسرے میں شہد چوتھے میں شراب کہ یہ بات موافق بڑتی ہے  
 تہون کے جو سدرۃ المنتہی کی جڑ سے جاری ہیں اختلاف و سوالان نزدبان میں ہے اکثر روایات دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت  
 نزدبان پر ہو کر عروج فرمایا اور اکثر احادیث صحیحہ سے واضح ہے کہ بران پر عروج فرمایا اور ایک روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہا  
 کبر کر آسمان پر لیکے اور ایک روایت ہے کہ اپنے پروں پر بٹھلا کر لیکے پس طریق جمع یون ہے کہ بعد فرغ نماز و حمد آئی بیت المقدس میں  
 حضرت جبریل نے حضرت مسلم کا ہاتھ پکڑا اور باہر لائے اور براق پر سوار کرایا اور براق اس نزدبان پر پہنچا اور جب دروازہ آسمان  
 پہونچا تو جبریل نے اپنے پروں پر بٹھلایا اختلاف گیارہ سوالان سدرۃ المنتہی میں کہ آسمان ششم میں ہے ہوا ہفتم میں ہے بقادہ و ثانی  
 حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ سدرہ آسمان ہفتم میں ہے اور ابن مسعود سے مسلم نے حدیث روایت کی ہے کہ سدرہ آسمان ششم میں  
 حافظ ابن حجر نے یون جمع فرمائی ہے کہ جڑ سدرہ کی آسمان ششم میں ہے اور شاخیں ہفتم پر لہذا ششم و ہفتم دونوں ذکر ہوئے اختلاف  
 بارہ سوالان تعداد انہما میں ہے حدیث انس سے چار معلوم ہوتی ہیں دو پوشیدہ کہ بہشت میں جاری تھیں اور دو ظاہر کہ نیل  
 و فرات ہیں اور صحیحین میں ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے جاری تھیں اور ایک روایت مسلم کی ہے کہ چار نہریں بہشت سے ہیں نیل و فرات  
 و صحلان و حیان اور بروایت شریک واضح ہے کہ آسمان دنیا پر دو نہریں نظر بریں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شربایا نیل  
 فرات ہیں اور سدرہ انکی جڑ ہو اور قاضی عیاض شفا میں ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ اس روایت سے  
 چار قسم کی نہریں معلوم ہوتی ہیں اور ہر قسم سے متعدد نہریں نکلتی ہیں مثلاً انہار آب و انہار شیر و انہار شہد و انہار عر و جمع  
 بین الروایات یون ہوتا ہے کہ سدرہ کی جڑ بہشت میں ہے پھر نہریں جب سدرہ سے نکلیں تو بہشت سے ہوئیں اور جو آسمان  
 دنیا پر نظر آئیں وہ دلیل کمال انتشار پر ہے اور انی رہا بعد و سوسہد تجا و نفع سے ہوا جو اختلاف تیرہ سوالان دروہ آبی میں ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب سراج میں خدا سے تعالیٰ کو بخشیم سر دیکھا یا نہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ  
 جسے کہا محمد نے دیکھا خدا کو اسے جیوٹ کہا اور دلیل لاتی ہیں آیۃ لا تھک الا بصار و ہو یرک الابصار یعنی انہیں دیکھ سکتی تھیں  
 انکھیں اور وہ دیکھا ہے انکھوں کو اکثر صحابی اس دلیل کے مخالف ہیں اور حیرت ل میں صحابی مختلف ہوں وہ قول قابل

اختلاف دربان

اختلاف آسمان

اختلاف بارہ سوالان

اختلاف تیرہ سوالان

حجت و سند کے نہیں ہوتا اور امام نووی لکھتے ہیں کہ ابن خزمیہ نے کہا ہے کہ عایشہ صدیقہ نے نفی روایت کی حدیث مرفوعہ سے نہ کی اگر انکو کوئی حدیث مرفوعہ معلوم ہوتی تو البتہ بیان فرماتین تفسیر شاہی میں لکھا ہے کہ آیت میں نفی اور اک یہی نفی روایت اور اور اک واقعہ ہونا ہے اور جو ابن حدوشی عمری کے اور روایت دریافت کرنا ایک شیخ کا مینائی سے پس نفی اور اک سے نفی ہوتا لازم نہیں آتی اور البصار سے کافرون کی آنکھیں مراد ہیں اور انہیں و ابن عباس اور حسن و حکمہ رضی اللہ عنہم قائل ہیں کہ حضرت نے اپنے رب کو آنکھ سے دیکھا چنانچہ ترمذی نے عکسہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے کہا دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو چشم سر میں نے کہا تا مگر کہ البصار کس طرح فرمایا ہے ابن عباس نے کہا افسوس یہی نتیجہ یہ اس وقت فرمایا ہے کہ جب حضرت حق بنور ذات تجلی فرمائیں اور ابن عمر نے ابن عباس سے کہا بھیجا کہ محمد رسول اللہ نے اپنے رب کو حرا ج میں دیکھا یا نہیں کہا ہاں دیکھا اور کہا خدا تعالیٰ نے خلعت ابراہیم کو دی اور کلام موسیٰ کو اور روایت محمد کو کذا فی العالم اور ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا رسول اللہ سے کہ آپ نے دیکھا اپنے پروردگار کو فرمایا کیا دیکھا کہ دیکھا گیا اور وہ سچا امام احمد سے کہا عایشہ صدیقہ فرماتی ہیں جس نے کہا محمد نے اپنے رب کو دیکھا اس نے افسر کیا اللہ میرے کلام سطح و فغ کیا جائے امام نے فرمایا حضرت مسلم کے قول سے کہ آیت ربی ہے اور فرمایا حضرت مسلم کا بالآخر قول عایشہ صدیقہ سے ہے کذا فی اللوالب اور قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا ہے کہ نقاش نے امام احمد سے حکایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں بلا خطہ حدیث ابن عباس کہتا ہوں کہ حضرت مسلم نے خدا کو چشم سر دیکھا ہے اور اس کلام کو اتنا مکرر سے فرمایا کہ انکا دم بند ہو گیا اور امام ابو الحسن اشعری اور امام حسن بصری سے منقول ہے کہ دیکھا ہے اور کہا کہ محمد نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے اگر صحابہ اسی پر متفق ہیں اور یہی مذہب ہے عروہ ابن زبیر و عقب جبار و زہری اور تلمذ صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور مسلم نے ابوالعالیہ سے اور اسے ابن عباس سے تفسیر آیت کریمہ الذب الفوا و دارای میں نقل کی ہے کہ حضرت مسلم نے حضرت حق کو دو مرتبہ دیدہ دل سے دیکھا اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ ایک شبہ دل سے دوسری مرتبہ دیدہ سر سے دیکھا الاسعد ابن جبیر کہتے ہیں کہ اس مقام میں توقف اولیٰ ہے کیونکہ دلائل طرفین باہم متعارض ہیں اور یہ مسئلہ علیات میں نہیں ہے کہ دلیل ظنی پر اتفا کیا جائے فافہم القصد بعد اس اقد عجیب ہے اسی سال میں بارہ آدمی قبیلہ اوس خرج کے مع جعفر مسلمانوں کے جو عقبہ اولیٰ میں بیعت کر گئے تھے اسی مقام میں حاضر ہوئے اشعہ ابن زرارہ و عوف و معاویہ بن عقر و رافع ابن العجلان و ذکوان ابن عامر و عبادہ ابن صامت و زید ابن ثعلبہ و عباس ابن عبادت و عقبہ ابن عامر و قبیلہ خزرج و ابوالہتیم ابن الہتیمان و عویم ابن ساعدہ اور ایک شخص و جب کاکام کتب حدیث و سر میں صاف صاف بلا اختلاف نہیں ملتا قبیلہ اوس سے نئے سوان صاحبون یون بیعت کی کہ ہم شریک ٹھہرائیں اللہ کا و چوری ٹھہرائیں اور زنا کرین اور دلاک شہدین اور کسی پرستان شہدین صحن یعنی کسی پر جو با دعویٰ نہ کریں اور جھوٹی گواہی نہ دیں یا کسی ظالم میں جھوٹی قسم نہ کھائیں اور ابی بے حکمی نہ کریں کسی پہلے کام میں اور یہی بیعت مونات ہے جسکا ذکر حدیث میں اللہ صاحب نے فرمایا ہے اور بیعت جہاد کہ سب سے نہیں کی کہ اس وقت تک جہاد فرض نہ ہوا تھا اور بعد کر لینے بیعت کے شخص جو ہے کہ با رسول اللہ آپ ایک شخص چارے سا

بعض صحابہ

بعض صحابہ

بعض صحابہ

بعض صحابہ



روایات صحیحہ  
در فضیلت حضرت عباس

کروں تو وہ ہو قرآن سکھائے اور حکام شرع بتائے حضرت صلعم نے حضرت عباس بن عمر رضی اللہ عنہ کو وہ وقت نصبت آئے ہمراہ فرمایا انھیں لوگوں سے  
مصلحت کلام مقرر کی رکھا اور انھیں نے ناز مجاہدوں اور عزمین اولیٰ ہوا اور انھیں نے دعوت اسلام مدینہ منجرب کی جاری کی ہوا اور کلمہ سلام  
انھیں کے لیے نصبت ہوا میں شایع ہوا اور ان کے اور کار قوم سب سلام لائے اور سب اپنے بت توڑ ڈالے بلکہ ہر ایک گھڑین کوئی  
نہ کوئی مروا دعوت مسلمان ہوئی بلکہ ان مدینہ میں حضرت عباس بن عمر رضی اللہ عنہ کے اپنے کے دروازے پر قرآن پڑھتے تھے کہ سعد ابن  
سعد کو جو خالاتی بھائی سعد ابن زرارہ کا تھا خبر ہوئی وہ نہیہ و یکسر غصہ میں بھرا آیا اور کہنے لگا کہ یہاں سے چلے جاؤ انھیں تو مسخر اور سنگ  
مصلح بن عمر رضی اللہ عنہ کے کو دوسرے دن سعد ابن زرارہ کے ساتھ اسی جگہ و خط فرمانے لگے پھر کسی نے یہ خبر سعد ابن سعد کو پہنچائی سو وہ  
انکار پیش آیا لیکن نری کے ساتھ تب سعد ابن زرارہ نے کہا اے بھائی یہاں بیٹھ کر سنو یہ شخص کیا باتیں کرتا ہے اگر اس کا کلام ناقص ہو تو تم  
اس سے بہتر کلام کرو اور راہ راست بتلاؤ اور جو اس کے کلام میں ہدایت ہو تو پورا کر لو بلکہ جو اس کا غلطی نہایت جانوبت سعد ابن سعد نے  
مصلح بن عمر سے کہا تم کیا فرماتے ہو مصلح نے کلام الہی پڑھ کر کیا یہ تم اللہ الرحمن الرحیم تم و کتاب تمین انما جئناکم بقرآن عریض  
لعلکم تعقلون و ان فی آیم الکتاب کدنیاء علی کلیم انما آخر سعد ابن سعد کے مجھل پڑا اور حال اس کا تغیر ہو گیا اگرچہ اس نے فی الفی  
کلمہ شہادت نہیں کہا لیکن دل اسی وقت ایمان سے بھر گیا کہ اس نے اپنی قوم میں اگر نبی عبد اللہ شمل کو بلایا اور خود مسلمان ہو کر انکو  
دین اسلام پر دعوت فرمائی اور کہا اے صغیر و کبیر جسکو اس مریں شک ہو بسلم اللہ بہتر اس سے کچھ کہے و اللہ عہدہ اور ہر کجاں سگی  
خدا ہی نبی عبد اللہ شمل تم لوگوں میں میرا مرتبہ کننا ہے کہنے لگے انت اسیدنا و افضلنا فرمایا اسے کلام کرا حرام ہو چکا تھا تن لاؤ  
چنانچہ سب بیان لائے اور ہجرت الحیافل میں لکھا ہے کہ جب مصلح بن عمر اور سعد ابن زرارہ نے بنی نضر کے باغ میں قرآن پڑھا کہ  
تو سعد ابن سعد و سرگرت ہی ناراض ہوئے اور سعد ابن خضیر کو بھیجا وہ ایمان لائے اور بعد اُن کے سعد ابن معاویہ بھی مسلمان ہو کر  
اور ان دونوں کے ذریعہ سے نبی عبد اللہ شمل ایمان لائے جب شیر عوان برس نبوت کا ہوا اور اعزاز اسلام سے ارادہ قدیر الہی

متوجہ ہوا تو مصلح بن عمر صبح ایک خط عہد کثیرہ بشوق و یدار سید بار راہ واکھ میں داخل ہو کر اور است آنحضرت سے سعادت و ہوا  
انھیں سے کچھ لوگوں نے التماس کیا کہ ہم اوسط ایام تشریق میں رات کے وقت عقبے میں حاضر ہو گئے جب عہد کی رات آئی تو  
تشریق پہنچے ہم اسی مشرکوں سے علاحدہ ہو کر بطریق خفیہ رات کو اگر کہیں عجیب پہاڑ میں بیٹھے اور جال کمال حضرت انھیں  
محبوبان کے نشان ہوئے آنحضرت کو خبر پہنچی آپ صبح عباس ابن عبد المطلب بہنوز زبان نہ لائے تھے اس مقام پر تشریف فرما ہو  
حضرت عباس ان لوگوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ مجھ کا مرتبہ ہمارے یہاں بڑا ہے اور ہر چند ہم نے منع کیا کہ وہ ہو کہ جو ہرگز تھے وہاں  
جا رہے ہیں اگر تم عہد مضبوط کرو اور وفات عہد پر قائم ہو و وفات بیان کرو انھوں نے کہا یا رسول اللہ عباس کے کہا سو ہم نے  
حسن ایما پ فرمایا کیا ہنسے عہد و بیان لیتے ہیں اسم اللہ ہم حاضر میں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی انھیں قرآن مجید کی  
پڑھیں اور فرمایا عہد مضبوط ہو کہ اسکو واحد لا شریک ہو کہ عبادت کرو اور بسلم اللہ ہو کہ جو کہ میں کہوں اسکو دل و جان سے  
سنو اور تمہاری رسالت میں امانت کرو اور جو کوئی سن کر اس سے لڑو کہ یا رسول اللہ ہمارا کام قتال و حرب ہوا اگرچہ ہم

بیان کردہ ہیں انھیں  
آنحضرت

اور ان دونوں کے ذریعہ سے نبی عبد اللہ شمل ایمان لائے جب شیر عوان برس نبوت کا ہوا اور اعزاز اسلام سے ارادہ قدیر الہی  
متوجہ ہوا تو مصلح بن عمر صبح ایک خط عہد کثیرہ بشوق و یدار سید بار راہ واکھ میں داخل ہو کر اور است آنحضرت سے سعادت و ہوا  
انھیں سے کچھ لوگوں نے التماس کیا کہ ہم اوسط ایام تشریق میں رات کے وقت عقبے میں حاضر ہو گئے جب عہد کی رات آئی تو  
تشریق پہنچے ہم اسی مشرکوں سے علاحدہ ہو کر بطریق خفیہ رات کو اگر کہیں عجیب پہاڑ میں بیٹھے اور جال کمال حضرت انھیں  
محبوبان کے نشان ہوئے آنحضرت کو خبر پہنچی آپ صبح عباس ابن عبد المطلب بہنوز زبان نہ لائے تھے اس مقام پر تشریف فرما ہو  
حضرت عباس ان لوگوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ مجھ کا مرتبہ ہمارے یہاں بڑا ہے اور ہر چند ہم نے منع کیا کہ وہ ہو کہ جو ہرگز تھے وہاں  
جا رہے ہیں اگر تم عہد مضبوط کرو اور وفات عہد پر قائم ہو و وفات بیان کرو انھوں نے کہا یا رسول اللہ عباس کے کہا سو ہم نے  
حسن ایما پ فرمایا کیا ہنسے عہد و بیان لیتے ہیں اسم اللہ ہم حاضر میں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی انھیں قرآن مجید کی  
پڑھیں اور فرمایا عہد مضبوط ہو کہ اسکو واحد لا شریک ہو کہ عبادت کرو اور بسلم اللہ ہو کہ جو کہ میں کہوں اسکو دل و جان سے  
سنو اور تمہاری رسالت میں امانت کرو اور جو کوئی سن کر اس سے لڑو کہ یا رسول اللہ ہمارا کام قتال و حرب ہوا اگرچہ ہم



سات طواف کیے اور دو رکعت نماز پڑھی بقیہ ابراہیم اور یاسین کے بارگاہ کی اوقات ضائع نہ ہو چھرون کے ٹکڑوں کو خدا جاننے ہیں اور قریش  
 وہاں مجتمع تھے پھر اسی سال میں انجناب باسجرات ہجرت تھیں مقام جناب جن میں متوجہ ہوئے اول ایک مقام ایسا نظر آیا کہ دو قین مقاموں سے  
 مشترک تھا اول، بعد از حرمین سے دو فرسہ زمین ارض شام سے تیس فرسہ زمین حجاز میں بعد از ان مقام ثالث تیس فرسہ ہوا لیکن تعیین قریب سے  
 خروج میں تامل ہا تھا ہر کوئی نراک و ابراہام کے یہ فیض تعیین ہوئی سو یہ بات یہ کہ دستورات سے یہ کہ مہمان عزیز کو مکانات تھوڑے  
 و کھلاتے ہیں تاکہ انہیں جہان کی کوہنہ کرے وہاں رہے اسی طرح حضرت کو مقامات مختلفہ دکھلائے کہ حضرت نے مدینہ منورہ پسند کیا اور  
 غم باہم فرمایا اور سبب ہجرت کرنے صحابہ کے شکرین قریش کو بھی یہ خیال ہوا کہ اب حضرت بھی قریبے جانب بنے تشریف لے جائیں گے  
 سو ایک دن سرداران قریش مثل ابو جہل وغیرہ دارالندوہ میں کہ مفضل کے ایک مکان تھا اور مشورت کے واسطے قریش ہاں مجتمع ہوا کرتے تھے  
 چنانچہ مشورت جمع ہوئے اور دروازہ بند کر لیا ابیس لعین بصورت پرورد موجود ہوا کفار متعجب ہوئے اور خلل نرا مشورہ سمجھے اسنے کہا کہ  
 میں نجد کا رہتے والا ہوں تجربہ کار ہوں اس امر میں صلاح نیک و نگاہ جو پہل نامے بت نے تھا اسے دل کے اسرار پر مطلع کر دیا ہوں تو  
 کھانا اسکو غنیمت سمجھ بعد از ان کا قرون نے کہا کہ چھوٹے سخت تنگ کیا ہو اگر کو دفع کیا چاہتے ہیں ایک شخص نے کہ شاید یہ شام میں عمر کا لگا لگا  
 ایک ٹھری بن قید کہوش بخیری نے کہا کہ میرا نے ناپسندیدہ ہی محمد کے قارب تو اربع مزارع ہو گئے اور مقابلے کی صورت قائم ہو گئی ایک  
 شخص نے شاید ابو انجری تھا جو لایمان سے تھا انوشیخ بخیری نے کہا یہ بھی راسے ناواب ہو کیونکہ محمد سحر البیان ہیں جہاں جائینگے گو گونا  
 پنا سحر کرینگے اور عقوت جماعت تم پر چڑھ آوینگے بعد از ان ابو جہل نے کہا کہ قبیلے سے ایک ایک شخص انتخاب کیا جائے رات کو ان کا ہوا تو ہر کو  
 قتل کرین کہتی ہاشم کو جمع قبائل قریش سے طاقت مقاومت نہیں ہوگی بالضرورت پر راضی ہو گئے تو دیت بے تکلف دینگے لیکن  
 یہ بات پسند کی اور مجلس ختم ہوئی شمشیطان کا شیخ بخیری اسی قصہ سے ہوا ہی چنانچہ پہنچ قبیلے کے پانچ سردار جو ان اس گت پر مقرر ہوئے  
 اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اس معاملے کی خبر حضرت کو پہنچائی کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں وازیکم لک الذین کفروا لیفتنوک  
 او قتلکوا و یخرجوک و یکررون و یکر اللہ واللہ خیر الما کرین یعنی جب قریب بنانے لگے کافر لکھو بھاویں یعنی قید کرین یا مار ڈالین  
 یا کالین اھ وہ دواؤ کرتے ہیں اور اللہ بھی دواؤ کرنا ہو اور اللہ ستر دواؤ کرنے والا ہو اور یہ بھی حضرت جبریل نے کہہ دیا کہ آپ یہ کہو  
 ہجرت فرمائیں صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ جب سب صحابہ ہجرت کر گئے تو صدیق اکبر نے بھی حضرت سے اجازت چاہی فرمایا  
 جلدی شکر و عظمہ جاؤ اس واسطے کہ میں اسید رکھتا ہوں کہ بھگو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے جسو حضرت صدیق ہزار ہی کے لیے  
 منظور ہوا ورواؤٹ چار مہینے بیشتر سے کھلا بلکے تیار کر رکھے تھے اور روز اجازت دو بہ کو یہ حال حضرت صلعم نے صدیق اکبر سے کہا  
 انصوتی التماس کیا کہ اب حضرت میں ساتھ چلوں فرمایا ہاں اور ایک نٹ حضرت نے کہ نام اسکا قصویٰ و بقویٰ جدا تھا چاہا صدور  
 صدیق اکبر سے مول لیا تاکہ اس معاملے میں ہتھات باغیر نہ پناہی مال صرف ہو اور عبد اللہ رقیظ دلی کو نوکر رکھا تاکہ تین  
 دن بعد و نون اونٹ جبل ثور میں حاضر کرے بشخص اگر چہ ہوا حق تعالیٰ نام نووی مسلمان تھا مگر ان میں تھا بلکہ رات کے وقت  
 کتبہ ہجرت ششم صبح الاول و صبح شام ثورین صفر یوم الاثنین سال چہارم ہجرت تھا ابو جہل بن شہام حکم ابن ابی اسامہ عقیقہ

نیز باسجرات ہجرت

انجناب باسجرات ہجرت

فائدہ کہ سن

ابو جہل نے کہا

ابو جہل نے کہا

ابو جہل نے کہا

ابو جہل نے کہا

ابو جہل نے کہا







[illegible]

والله اعلم

سید الفتح  
ترکیستہ مجتبیٰ  
مؤید المہجرت  
دین اسلام  
بیتہ الملت  
اس

در حال زنده

تاریخ



کہنا ہے کہ حضرت صلعم خال کبھی لیتے تھے اور نہ غسل کرتے تھے چنانچہ بوداؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن مسعود روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے فرمایا  
 لینا شکر ہے اور نہیں ہے ہم سب کوئی چیز نیکو کر کے اللہ سبب تک کے اسکو دور کر دیتا ہے یعنی جو ضرر کہ تطیر سے مکن توجع ہوتا ہے یا ضرر سبب تک کے سبب  
 دور کر دیتا ہے ترمذی فرماتے ہیں کہ سیر نزول تک اخیر اربعین کا قول بن مسعود ہے اور بخاری و مسلم و احمد و بوداؤد و ترمذی و نسائی باختلاف الفاظ  
 انس سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلعم نے نہیں ہے نحوست مگر پہن ان خانہ میں اور دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ نحوست کا ذکر کیا تو فرمایا  
 اگر نحوست ہے تو گھوٹے اور عورت اور گھر میں ہے اور روایت ہیل بن سعد میں ہے فرمایا اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو گھوٹے اور عورت اور گھر میں ہے اور  
 بوداؤد نے انس سے روایت کی ہے کہ اگر شخص عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک گھر میں مقادہاں ان سہا قادی بہت تھے جسے دو گھر میں آیا ہوں  
 سب چیزوں میں فالت ہے فرمایا اس گھر کو چھوڑ دے کہ ہے اور یہی روایت ہے کہ فرمایا جو شخص سفر کو چلا اوفال بد سے ٹوٹ آیا تو وہ کافر ہو گیا اس  
 جو نازل ہوا محمد پر اور دوسری روایت ہے کہ جو شخص زرباقال بد لیکر اپنی حاجت سے اسے شکر کیا صحابہ کہا یا رسول اللہ فارد کیا ہے فرمایا اہم  
 لا طیر الا طیرک لا خیر الا خیرک لا آخیرک لسی طرح اکثر احادیث وارد ہیں حضرت شیخ عبدالحی رسالہ اثبت بالسنتہ میں فرماتے ہیں کہ بعض احادیث  
 نفی خال بلورنی اس کے ہتھوڑے سے مطلقاً وارد ہے اور بعض میں ثبوت اسکا بعض شیا میں نہیں مثل زن و دابة و خائفہ و بیضہ حرم خواہ کحال  
 یا جو کچھ تھا جاہلیت کی باتوں اور یہی معنی نفی اور نفی ہے یا بیضہ شرط ہے مثلاً اگر نحوست ہوتی تو ان چیزوں میں بھی پس معنی اور مرد و پیشہ  
 اعلم ہے کہ کہ تطیر کا جو نہیں ہے اگر تو ان چیزوں میں منظرہ اور محل سکا تھا چنانچہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی چیز سبقت لجاتی تقدیر پر تو نظر نہ ہوتی  
 اور حدیث حضرت عائشہ ابن عباس کی بصرہ نفی تطیر و دلالت کرتی ہے پس جب تطہیر کی یہ ہے کہ تاثیر بالذات نفی ہے اور مؤثر بحقیقہ حلال  
 شیا میں جناب باری ہے اور ہر چیز مخلوق و تقدیر الہی ہے اور اثبات اسکا ان اشیاء میں پس میں کیا علت الہی ہے کہ ان میں پیدا کر کے اسباب علی  
 اور وہاں جو خالک اللہ کو سبب افکار دانا ہے پس نفی راجع تاثیر بالذات کی طرف ہے اور اثبات ممکن ہے اور حکمت تخصیص کی علم شارع میں ہے اور  
 کہتے ہیں کہ نحوست عورت کی یہ ہے کہ نافرمان بردار خاوند ہو اور مگر کی یہ ہے کہ ہو اسکی منقض اور سیاہ بد ہو اور گھوٹے کی یہ ہے کہ کثرت گران قیمت نہی  
 قول الصبیح صحیح بخاری میں ہے کہ ہاں میں نے غرضم ہجرت انحضرت پشتر سے جس جگہ تھے اسج جبل حرہ اور پٹاروں اور ٹیلوں پر نظر پڑے تھے اور جب  
 آفتاب گرم ہو جاتا پلے جاتے جب حضرت داخل ہوئے اسدن بھی نے جاتے تھے ناگاہ ایک بیچ کا لکڑی بھٹا العرب ہذا جرم یعنی اگر وہ  
 عرب یہ تھا مقصد و طلب یا پس سہل دیندوڑے اور جبل حرہ پر قدموں سے اور میرا کہا بدینے لگے و خوشیاں کہیں اور دختران بنی اسحاق  
 دف بجائے حضرت نے انکو اپنا محبان کیہ کر فرمایا واللہ میں مکود دست رکھتا ہوں بعد اسکے جا بے نیست و اہنی طرف متوجہ ہوا اور دوڑنے  
 با صدین ریح الاول چارمہ فارسی اور دہم المولوی اور تیسرے اسکندری میں بنامہ سعد بن خنیتمہ بنی عمرو بن عمن بن کلثوم بن اہم  
 کہ والدہ عبد اللہ طلب قسمی سے تھیں جلوہ فرما ہوے اور حضرت ابو بکر عموالی مینہ محلشہ قبیلہ بنی حارث بن الخزرج بن حبیب بن مناف میں  
 فروکش ہوئے روایت صحیحہ ہے کہ حضرت صلعم سایہ وخت میں خاموش بیٹھے اور حضرت صدیق اکبر بنا بر تعظیم ہند گان کھڑے ہوئے وختہ وہاں اسکا  
 اسے حضرت کو نہیں پہچانتے تھے اس سبب حضرت صدیق سے سلام علیک کرتے اور جانتے کہ یہ رسول اللہ بنی حارث بنی کہ درخت کا سایہ دھلا  
 اور دھوپ لگتی تب حضرت ابو بکر نے اپنی چادر نکالی اور دھوپ لگا کر چا کر لیا انہوں نے حضرت صلعم کو پہچاننا صاحب فرمایا ہے کہ ان کا ظاہر کلام سے







انھیں کی اولاد انصار رضی اللہ عنہم کو بعض اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ جب تیج بادشاہ یمن بنابر شہر مالک شہر گرم رو کی ہوا تو مدینہ منورہ میں ہو کر نکلا اور اپنے بیٹے کو خلیفہ بنا دینے میں مقرر کر کے جانب شام و عراق گیا اہل یمن نے شرارت سے خلیفہ سلطان کو قتل کیا یہ خبر سلطان نے سنی وہ بنا بر مقام مدینہ میں آئے اور حکم قائم کیا اہل سب کا جاری کیا دفعۃً اُسی وقت سب خاصہ سوارئی را گیا تو اسے قسم کھائی کہ جب تک اس شہر کو غارت نہ کر دوں گا اگے نہ بڑھوں گا علماء اہل سب کو کہا کہ یہ شہر اور الحرجہ بغیر الزمان محفوظ بحفیظ خالق و دو جہاں ہے تو یہ احکم اہل صلہ جاری انہو کا ناجایع اپنے ارادے سے باز رہا اور جانب یمن چلا گیا قسوت جائے کو عالم توحید تجلی ہم لہریان بادشاہ و اسید حصول سعادت ملازمت و شرف عالم صلعم مدینہ میں رہ گئے اور تیج نے شخص کے واسطے گھر بنا دیے اور لوہا دیان بنا بر تصرف ملک یمن ہر کین روز نقد بھی عنایت کیا اور ایک لکھنوار ہوا ہے یہودی کو سپرد کر کے وصیت فرمائی کہ اگر بعد از ان زمان ملاقات تو یہ خط آکھو دینا اور جو کچھ ملاقات نصیب ہے تو اپنی اولاد کے سپرد کر دینا کہ وہ گزرنے کا اور ایک ولایت خانہ تعمیر کر کے ایک نام کے تفویض کیا اور فرمایا کہ بغیر الزمان وقت نزول یمن با سکینہ اسی گھر میں تشریف رکھینگے چنانچہ ابوبالو ب انصاری اسی نام کی اولاد میں آئے اور انھیں بادشاہ کا عرضہ حضرت مسلم کو دیا تھا اور نام نہ گورین تیج بادشاہ میں شہادت اسلام اپنی کھٹی تھی اور یہ بخاری تھے سہ شہادت علی احمد رسول میں شہادت بھی ملے علوہ عمری الی عمرہ لکنت وزیر الدوا بن عم یحییٰ بن گواہی دیتا ہوں احمد پر کہ وہ رسول خدا ہے ایسا خدا کہ یہ کہنے والا آدمیوں کا پروردگار ہے کھیتی میری عمر اسکی عمر کو تو ہوتا میں زریو ابن علم اور سجاج السبۃ میں ہر کہ یہ نام ابوبالو ب انصاری بخاری مدینہ الی اہل ملی وقت جلوه فرما ہونے جناب سالات تاب صلعم کے قبیلہ بنی سلیم میں بن گیا تھا اور عبارت نامہ یحییٰ لی مجاہدین عبداللہ خاتم النبیین و رسول ہا لعالمین من تیج ابن حمیر بن دروع البعدنا فانی آست بک کنا بک لندی نزل الی علیک انا علی ویک ہونک است برک رب کل شی وکل جان ربک من شریح الایمان الاسلام و ان قبلت فلک فان اور کک فہما وان لم اور کک شفع یوم القیامت و انہی فان من استک لا ولین و ابینک قبل محیک قبل سال اللہ تعالیٰ یا پاک و اعلیٰ ملک ملکہ ایک براہ خلیل علیہ السلام اور اس نام پر اپنی شہر کی اور مدینہ میں یہ کہندے تھے انشاء اللہ من قبل من بعد یومئذ یفرج المؤمنین تفسیر حسین بن حورہ و خان کی شرح میں ہر کہ جب نامہ بوا یونے پیش کیا تو حضرت نے تین مرتبہ فرمایا مہربا بالار الصالح اور یہ نامہ لکھا ہوا ایک تہ راجس بر قبل نبوت کا تھا چنانچہ درج الدست بھی معلوم ہوتا ہے اس مقام سے واضح ہے کہ انصار اولاد ان عالموں کے ہیں تفسیر معبرو سے واضح ہے کہ تیج حمیری نام کا احد بن علی کرب ہر کہ کتبش ابوبکر بسبب کثرت توابع کے تیج کھلا ہے جیسا تفسیر ابن عباس میں ہے بعض تیج کو نبی کہتے ہیں اور بعض مرد صالح جیسا تفسیر علامین میں بحث کریہ اہم خیرام قوم تیج من سورۃ الفخار لکھا ہے نبی و جلیل صالح اور بیضاوی اور ذاکر بن ہر کہ حضرت معلّم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ نبی تھا یا غیر نبی بالجملہ اس کے اسلام میں شک نہیں اور یومح القرآن میں کہ تیج بادشاہ یمن تھا اسکی قوم تہ پوت تھی اسکو تو تریک یقین آجانی قوم کے سامنے آنا کہ تبادین کو نہا ہوا گ جلوا لی و دو عالم توحید بغل میں لیکر گھسے جلے و تربت برت بغل میں ایک کور جلے لگے اٹھ بکے اسکی قوم دشمن ہوئی قائمہ اولاد میں مدینہ منورہ کا شرب و اثر ثناب بکسر اہل اہل تھا آنحضرت نے مدینہ رکھا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شریک نام اس بن کا ہے جو طرف غربی احد کے واقع ہے اور وہاں عیون فوہل بکثرت واقع ہیں اور بن زبالہ کہ حالام مالک و احبار مؤرخین سے بہت روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کو شرب کہنا منع ہے تو بخاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جو کوئی ایک تبہ شرب کے تو واسطے اس کے کفار کے دہان مدینہ کہے اور امام احمد و ابوالعلی سے روایت ہے کہ تنہا کر کے کہہ دینا نام مدینہ کا لایطاب ہر اور وجہ کہ اس نام کی یہ ہر کہ شریک شہر میں ہے

۴  
ایسی چیز کہ  
دیکھ کر  
بے تیج  
متنب

کہ یعنی فسلاؤ اور آشوب یعنی عقاب خود نام ایک فرما ہوا اور نبی علیہ السلام سے کہ اول اس جگہ پر اتفاق ہو گا کہ اللہ نے محمد اسلام میں اس کو خیر و فلاح کا  
مسما و عقاب کفر و شر سے بالکل پاک کر دیا تو پھر اس لئے کہ تو سب بولنا جائز ہو اور کلام الہی میں بال اہل شریعت لاسقام کلم واروہو سب طریق حکایت ہو  
اور جو حدیث میں وارد ہو وہ قبل از نبی ہو کر کافی جذب قلوب اقصیٰ حضرت صلعم ابراہیم ابوب نضاری کے گھر آئے تو عبد اللہ ابن سلام سب پہلے  
حاضر ہوئے اور کلمات ہدایت سنکے چلے گئے جو کہ شریعتی اسلام دل میں قائم ہو گئی تھی وقت خلوت پھر آئے اور بولے یا حضرت میں سوال  
میرے میں اور رسولؐ پیغمبر کوئی جواب کا نہیں دے سکتا اول یہ کہ اول علامت قیامت کیا ہوگی تو سر اہل بیت اہل طعام کیا لینگا  
میں کیا سب کے لڑکا گا ہے شاہ پیر ہوا ہوا اور گاہے شاہ مادر حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اسے بچا جو کچھ بچا جو کچھ علم تھا لیکن اللہ نے  
علم دیا پھر فرمایا اول علامت قیامت آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے غروب کو لاو گی اور شیعہوں کو اول کیپیٹری کا نوشت ملیگا اور جو نبی  
مرد کی غالب یعنی ہر لڑکا شاہ کے ہوا ہوا ان کے عبد اللہ نے کہا اللہ ان لار اللہ وانک سول اللہ سے مٹی بولہ مشتاق  
نقابت ہودوم ہلاہرم رہے زادیم واز جہار فتم ہوا اور اتنا س کیا یا رسول اللہ صلعم قبل اسکے میرے اسلام لانے کی خبر شہرت پہلے  
آپ یہودیوں کو لگا کر دیکھیے کہ ان کا اعتقاد اہل نسبت کیا ہے اور کیسا جانتے ہیں مگر میں علیحدہ ایک گتے میں ہوں ہونگا جانا پھر حضرت صلعم نے  
یہود کو طلب فرمایا اور کلمات خوب جانتے ہوا اور اچھی طرح پہچانتے ہو کہ میں رسول خدا ہوں پھر یوں ایمان نہیں لاتے کہنے لگے واللہ ہم کو رسول  
نہیں جانتے فرمایا تم میں عبد اللہ ابن سلام کا کیا رتبہ ہے کہنے لگے ہو سیدنا و ابن سیدنا و اعلمنا و ابن اعلمنا فرمایا اگر وہ سلمان ہو جائے اور  
میری رسالت و نبوت پر گواہی دے تو قبول کرو گے یا نہیں بولے خدا نہ کرے وہ سلمان ہوا اللہ تعالیٰ اس کو اسلام سے بچاتا رہے آخر فرمایا  
یہی کلام جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر ہونے اپنی شقاوت ازلیہ سے ایک ہی جواب دیا تب تو حضرت صلعم نے عبد اللہ  
ابن سلام سے ارشاد کیا کہ اگر عبد اللہ ظاہر ہو وہ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے نکلتے اور اپنی قوم کے لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے یہود تم خوش رہو  
کہ یہ رسول برحق ہو کیوں انکار کر کے باویشقاوت میں گھستے ہو بولے تو مجھو تا ہی ہم کامنوں سے جانتے ہیں پھر کامنوں شرا و ابن شرا و اہلنا و  
ابن اہلنا پھر ہا تک دو بدل کی بوث ہوئی کہ عبد اللہ کے دشمن ہو گئے اور حضرت سے وہ عداوت پیدا کی کہ نصاریٰ سے پہلے انہی خدائے  
لعنت فرمائی تب ابن سلام نے کہا یا رسول اللہ انکو دفع کیجیے مجھے اسے خوف لگنا ہے کہ حضرت نے انکو دور کیا انفس میں حریر و ابن حاتم  
و کتب طبری و یحییٰ و سند امام احمد و سند ابن عبد حمید میں روایت ہے کہ جب حضرت صلعم مدینہ میں جلوہ فرما ہوئے تو عبد اللہ ابن عمرو  
جو احبار فدک سے تھیں ایک ملٹ ہوئے کہ آیا اور تصدی امتحان ہوا کہ اول اپنے خواب مجھ کو مطلع کرو کیونکہ میں نے بغیر آخر ان کے علامات اپنی  
کتاب میں دیکھے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میری آنکھیں مٹی میں اور دل جاگتا ہے اگر کسی علامت ہے تو مجھ میں موجود ہے اسے کہنا ہی ہے پھر کہا کہ  
کئی سوال ہم کرتے ہیں کہ ان کا جواب ملے پیغمبر کوئی دے نہیں سکتا حضرت نے فرمایا بھئی لیکن وہ اقرار کرے جو حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں سے  
ایمان لیا کہ اگر میں محاکمہ اللات کا جواب دوں تم ایمان لاؤ میری متابعت اختیار کرو سب نے کہا قبول ہے آخر اسے سوال کیا کہ سو لوگ  
ہائے شاہ پیر ہوا ہوا کہ کسی شاہ مان کے سب کا سب کیا ہے آخر انہی نے وہ جواب دیا جو عبد اللہ ابن سلام کو دیا تھا پھر وہجا کون حضورؐ کی  
منی سے ہوا ہوا کون جس کی منی سے فرمایا امتحان و پور و قصیر و ف باب کی منی سے اور گوشت خون باطن ان کی منی سے















تیسرے بار انبات اور یہ خدے تعالیٰ یہ طریق نفل تھی ہر فرض ہوئی اور صلوة العشا اول حضرت سئی نے اولی جسوقت مدینہ مکہ کی اور انہیں طبعی اور غم و الم زوجہ و مارول و فرعون لاحق تھا جنات بائی چاروں اور ارشاد ہوا یسوی فی انار کب فخلع نعلیک انک بالوادی المقدس طبعی اسوقت چار کعت نفل و افزائی مگر ہر فرض تھی اور اسی سال میں باو ائل شروع بنائے مسجد زید بن حارثہ و ابو رافع ہند گان ازاد کے کو گئے اور فاطمہ و ام کلثوم و سوسوہ و عائشہ کو مع اسامہ ابن زید و ام ایمن و عیال صدیق کو مدینہ میں لائے طلحہ ابن عبد اللہ بھی ہمراہ آئے اسی ضرورت سے حضرت نے پاسود رہم و دو اونٹ بھیجے تھے اگرچہ بنات آنحضرت و سودہ کی طلب تھی مگر عبد اللہ ابن ابی بکر کمال شوق سے مع عائشہ وغیرہ بھی چلے آئے اسی عرصہ میں آنجناب ابو یوبہ انصاری گھر سے اپنے گھر میں جلوہ فرما ہوئے و جدائی الاولی سال اول میں مسلمان فارسی ہجرت راہب عمورہ مدینہ میں آکر اسلام لائے اسی سال میں حضرت صلعم نے عقد مواخات یعنی برادری بین المهاجرین و انصاریہ صی پینا لیس میں جو پینا لیس رتھے اور بروایت ڈیڑھ ڈیڑھ سو اور توریت بھی باہدگر قرار دی مگر میراث بعد عروہ بدر منوع ہوئی و تفصیل فی المطولات اسی طرح مهاجرین میں خلافت بھی عقد مواخات فرمایا چنانچہ ابوبکر و عمر بن و طلحہ و زبیر بن اور عثمان و عبد الرحمن بن و حمزہ و زید بن حارثہ میں رضی اللہ عنہم اور علی رضی اللہ عنہ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تیرا بھائی ہوں اور اسی سال کے شوال میں زفاف حضرت ام المومنین صدیقہ واقع ہوا مگر طعام و لیمین پکا یا صرف ایک کانسہ و دھ سے ابن عبادہ کے گھر سے آیا تھا قدرے خود حضرت نے پیا اور باقی حضرت عائشہ کو دیا عمر حضرت عائشہ کی نو برس کی تھی ام المومنین فرماتی ہیں کہ حضرت نے میرے ساتھ عقد کیا شوال میں اور گھر میں داخل فرمایا شوال میں اور کوئی عورت حضرت کے نزدیک مجھے زیادہ خوشتر نہ تھی اسی سال میں میخہ اذان شروع ہوا اور وجہ یہ ہوئی کہ جب جمعہ و جماعت قائم ہوئی تو اہل اسلام علامات کے خواستگار ہوئے سیدار بر نے مشورہ کیا کسی نے بوقت تجویز کیا کسی نے نکلے کسی نے آگ جلانا حضرت نے رد کیا کہ اول اتباع یہود و ہر دوسری موافقت انصاری تیسری مرافقت مجوس تب حضرت عمر نے فرمایا رسول اللہ کوئی پکار دیا کہ کہ نماز کا وقت آگیا یہ بات قبول ہوئی کہ حضرت بلال وقت پر نہ کر دیتے الصلوٰۃ جامعۃ تجمہ چندے حضرت عمر و عبد اللہ بن زید انصاری نے خواب میں اذان و اقامت سنی پھر حضرت جبریل میں تعظیم کیا اس تقریر سے صیغہ اذان اسور توفیق بین تھی کیونکہ اول عبد اللہ کو فرشتہ نے خواب میں تعظیم کیا پھر حضرت صلعم نے فرمایا انہار و یا حق ہیں حکم وحی میں داخل ہوا اور پھر چند اشارت قرآنیہ سے حکم تنزیل میں در آیا اور آفر اذان میں دعلے تامہ کی صفت فرمائی پس یہ ترتیب خالی از حکمت نہوگی بلکہ کوئی نکتہ معتمد ہوگا اور کلمہ الصلوٰۃ خیر من النوم اسطرح زیادہ ہوا کہ ایک دن حضرت بلال نے وقت صبح حجر مرکب نماز کی کہ الصلوٰۃ یا رسول اللہ لوگوں نے کہا حضرت آرام میں ہیں بلال نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم کہ بیدار ہوئے اور اس کلمہ کو پسند فرمایا اور نکتہ یہ ہو کہ اہم محلات توحید ہر سود و قسم ہر توحید فی العبادۃ و توحید فی الاستعانتہ اول مقصود صلی و سری شرط اولی اور توحید بجا صفت پر موقوف ہر علم بجا جات کمال قدرت انجام و توفیر حمت کہ یہ تینوں لازم و ملزوم ہیں کیونکہ صاف تھا کہ باوجود علم بجا جات محتاصین اگر بارادہ مرہانی نہ رکھتا ہو تو حصول نفع و ضرر کی اس سے توقع فصول ہو اور اگر قدرت نہ رکھتا تو معذور ہو کہ بجز غمخواری اور کچھ نہیں کر سکتا و لہذا وسائل و دوسا اٹھکا ہوا مسلمانین و امر کی حضور میں پر ضرور ہو گیا کہ

تفہیم الاذکار فی احوال الانبیاء جلد دوم  
تتمد احوال جناب سالت آج صلی اللہ علیہ وسلم  
تیسرے بار انبات اور یہ خدے تعالیٰ یہ طریق نفل تھی ہر فرض ہوئی اور صلوة العشا اول حضرت سئی نے اولی جسوقت مدینہ مکہ کی اور انہیں طبعی اور غم و الم زوجہ و مارول و فرعون لاحق تھا جنات بائی چاروں اور ارشاد ہوا یسوی فی انار کب فخلع نعلیک انک بالوادی المقدس طبعی اسوقت چار کعت نفل و افزائی مگر ہر فرض تھی اور اسی سال میں باو ائل شروع بنائے مسجد زید بن حارثہ و ابو رافع ہند گان ازاد کے کو گئے اور فاطمہ و ام کلثوم و سوسوہ و عائشہ کو مع اسامہ ابن زید و ام ایمن و عیال صدیق کو مدینہ میں لائے طلحہ ابن عبد اللہ بھی ہمراہ آئے اسی ضرورت سے حضرت نے پاسود رہم و دو اونٹ بھیجے تھے اگرچہ بنات آنحضرت و سودہ کی طلب تھی مگر عبد اللہ ابن ابی بکر کمال شوق سے مع عائشہ وغیرہ بھی چلے آئے اسی عرصہ میں آنجناب ابو یوبہ انصاری گھر سے اپنے گھر میں جلوہ فرما ہوئے و جدائی الاولی سال اول میں مسلمان فارسی ہجرت راہب عمورہ مدینہ میں آکر اسلام لائے اسی سال میں حضرت صلعم نے عقد مواخات یعنی برادری بین المهاجرین و انصاریہ صی پینا لیس میں جو پینا لیس رتھے اور بروایت ڈیڑھ ڈیڑھ سو اور توریت بھی باہدگر قرار دی مگر میراث بعد عروہ بدر منوع ہوئی و تفصیل فی المطولات اسی طرح مهاجرین میں خلافت بھی عقد مواخات فرمایا چنانچہ ابوبکر و عمر بن و طلحہ و زبیر بن اور عثمان و عبد الرحمن بن و حمزہ و زید بن حارثہ میں رضی اللہ عنہم اور علی رضی اللہ عنہ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تیرا بھائی ہوں اور اسی سال کے شوال میں زفاف حضرت ام المومنین صدیقہ واقع ہوا مگر طعام و لیمین پکا یا صرف ایک کانسہ و دھ سے ابن عبادہ کے گھر سے آیا تھا قدرے خود حضرت نے پیا اور باقی حضرت عائشہ کو دیا عمر حضرت عائشہ کی نو برس کی تھی ام المومنین فرماتی ہیں کہ حضرت نے میرے ساتھ عقد کیا شوال میں اور گھر میں داخل فرمایا شوال میں اور کوئی عورت حضرت کے نزدیک مجھے زیادہ خوشتر نہ تھی اسی سال میں میخہ اذان شروع ہوا اور وجہ یہ ہوئی کہ جب جمعہ و جماعت قائم ہوئی تو اہل اسلام علامات کے خواستگار ہوئے سیدار بر نے مشورہ کیا کسی نے بوقت تجویز کیا کسی نے نکلے کسی نے آگ جلانا حضرت نے رد کیا کہ اول اتباع یہود و ہر دوسری موافقت انصاری تیسری مرافقت مجوس تب حضرت عمر نے فرمایا رسول اللہ کوئی پکار دیا کہ کہ نماز کا وقت آگیا یہ بات قبول ہوئی کہ حضرت بلال وقت پر نہ کر دیتے الصلوٰۃ جامعۃ تجمہ چندے حضرت عمر و عبد اللہ بن زید انصاری نے خواب میں اذان و اقامت سنی پھر حضرت جبریل میں تعظیم کیا اس تقریر سے صیغہ اذان اسور توفیق بین تھی کیونکہ اول عبد اللہ کو فرشتہ نے خواب میں تعظیم کیا پھر حضرت صلعم نے فرمایا انہار و یا حق ہیں حکم وحی میں داخل ہوا اور پھر چند اشارت قرآنیہ سے حکم تنزیل میں در آیا اور آفر اذان میں دعلے تامہ کی صفت فرمائی پس یہ ترتیب خالی از حکمت نہوگی بلکہ کوئی نکتہ معتمد ہوگا اور کلمہ الصلوٰۃ خیر من النوم اسطرح زیادہ ہوا کہ ایک دن حضرت بلال نے وقت صبح حجر مرکب نماز کی کہ الصلوٰۃ یا رسول اللہ لوگوں نے کہا حضرت آرام میں ہیں بلال نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم کہ بیدار ہوئے اور اس کلمہ کو پسند فرمایا اور نکتہ یہ ہو کہ اہم محلات توحید ہر سود و قسم ہر توحید فی العبادۃ و توحید فی الاستعانتہ اول مقصود صلی و سری شرط اولی اور توحید بجا صفت پر موقوف ہر علم بجا جات کمال قدرت انجام و توفیر حمت کہ یہ تینوں لازم و ملزوم ہیں کیونکہ صاف تھا کہ باوجود علم بجا جات محتاصین اگر بارادہ مرہانی نہ رکھتا ہو تو حصول نفع و ضرر کی اس سے توقع فصول ہو اور اگر قدرت نہ رکھتا تو معذور ہو کہ بجز غمخواری اور کچھ نہیں کر سکتا و لہذا وسائل و دوسا اٹھکا ہوا مسلمانین و امر کی حضور میں پر ضرور ہو گیا کہ





پہل بڑی کردہ نظر فی مع نام کفر والو کج بل گیا کذا فی الاحمدی اور تفسیر بوطالب میں لکھا ہے کہ جب حضرت معلم نے بلال کو اذان کا اذن دیا اور اذان قبل بصلوۃ ہونے لگی ایک روز حضرت معلم بیٹوں محرم بروز جمعہ پیش نماز مسجد میں تشریف لائے اور ستون سے لگا بیٹھے اور بلال اذان دینے لگے جب شہدائے محمد رسول اللہ پر پہنچے تو صدیق اکبر نے اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اوپر اپنی دونوں آنکھوں کے پیرے اور کما قرۃ عینی بک یا رسول اللہ جانے ان ہو گئی حضرت رسالت پناہ نے فرمایا ایو بکر جو کوئی یوں کہے اور کہے شوق و محبت سے جس طرح تو نے کہا اور کیا بختے گا اللہ گناہ اس کے قدیم و جدید و عمد و خطا پر شیدہ و ظاہر و برین شفع بخشناں والا ہوں اسکے گناہوں کا یہ روایت کی ہے بن عیینہ بن جبر خدا صلعم سے اور روایاتی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرنا ہے کہ وہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور کہتے تھے ضیعت باللہ ربنا وبالاسلام دینا و محمد بنیاد اوچستے تھے اپنے دونوں انگوٹھے کے شکم کو اور رکھتے تھے دونوں آنکھوں پر اور فتوح الاوراد میں مل فتوح محمدی میں لکھا ہے کہ اس وقت وہ گشت شہادت اپنی دونوں آنکھوں پر رکھے کیونکہ علی علیہ السلام وقت شہادت ثانیہ یوں ہی کرتے تھے اور قاضی ابی حدیث ہر سن قبل عند صاحبین المؤمن کلمۃ الشہادۃ ظفری ابہامیہ و سما علی عینیہ وقال عند المس الہم احفظ حدیثی و نور ہما بکر حدیثی محمد و نور ہما لم یمنی جو کوئی جو جس وقت سنے مؤذن سے کلمۃ شہادت و نون نون اپنے انگوٹھوں کے اور اپنے آنکھوں پر رکھے اور کہے اللہم حفظ الہم نون کا اندھا اور فتوح السعادت میں ہے کہ جو ہمیشگی رکھے اس عمل پر محفوظ رہنمائی اسکی آنکھیں اندھی ہوں سے اور شیخ زادہ قایم کی شرح میں لکھا ہے کہ فیصل سنت ہر اور طریقہ ہر خلفاء کا اور یہ کہتے وقت جو جسے کہ الہم احفظ عینی و نور ہما اور سعودی حضرت کر وضع الایہامین علی العینین سندہ اور روایت کی ہے حسن طیبی اپنی سند سے قال رسول اللہ صلعم من سمع اسمی فی الاذان و وضع الہما علی عینیہ غفر اللہ لہ و یمنی جسے سنایا نام اذان میں اور رکھے و نون انگوٹھے اپنی آنکھوں پر بختا ہے اللہ اسکے گناہ اور کثر العبادین لکھا ہے کہ جو شخص شہدائے محمد رسول اللہ سننے کے صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ اور وجود و سری بار سننے کے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اور دونوں اپنی آنکھوں پر رکھے کہے اللہم تعالیٰ یا سمع والبصر کذا فی مقدمۃ الصلوۃ اور صلوۃ بخشتی میں لکھا ہے قال رسول اللہ صلعم من سمع اسمی فی الاذان و وضع الایہامین علی عینیہ فاما لہ فی صفون القیامۃ و قائمہ الی اکبرۃ یعنی جسے سنایا نام اذان میں رکھے دونوں انگوٹھے اپنے ہاتھوں کے دونوں آنکھوں پر پس میں تلاش کرونگا اسکو صفت قیامت میں اور یہی اونکا اسکو طرف جنت کے اور کتاب حاشا قدس میں ہے ہر وی ان ادم علیہ السلام شتاق الی لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کان فی الجنتۃ فاوحی اللہ الیہ ہوں صلیک بظہر سے اخر الزمان فاطمہ اللہ تعالیٰ سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی صفا و ظفری ابہامیہ مسح علی عینیہ فصار اصلا الذریۃ فلما اخبر جبریل البقی صلی اللہ علیہ وسلم بذہ البقۃ قال من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ و مسح علی عینیہ لم یم ابد یعنی روایت تحقیق ادم علیہ السلام شتاق ہوسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے جن دونوں بہشت میں تھے سوا اللہ صاحب نے وحی کی ادم علیہ السلام کی طرف کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری بہشت سے پیدا ہوگا آخری زمانہ میں پہلے ہر کیا اللہ صاحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کو دونوں انگوٹھوں کی صفائی میں سوا ادم نے دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر وہی صفت ہوئی انکی اولاد کے واسطے پھر جب حضرت جبریل علیہ السلام نے بیان فرمایا یہ قصہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

اور انجانبے فرمایا جسے سائر اہل مذہب میں اور جوئے نامی اپنے انگوٹھوں کو اور بے اپنی آنکھوں پر اندھا ننگ لکھا کر چہ یہ روایات مسلح بہا میں  
وقت ساع اشہد ان محمد رسول اللہ تحقیق اہل فتنہ و حدیث نے نہیں لکھی مگر گنہگار میں اسناد و روی ہیں مگر اس کے کافی بہرہ مند و  
ضرور نہیں اور اگر رحمت ہو تو حسنہ ہر ماعلیٰ قاری غنی کتابی مختصر و مفید عنی ترمذیہ و صحیح عنین فرماتے ہیں بعد نقل کلام بخاوی کہ جب صحیح بخاری  
وہ بات عمل صدیق سے تو کفایت کرتا ہے اور اسطے عمل کے بقصدنا علیکم سنتی و سنتہ اخلفاء الراشدین من بعدی انتہی اور حق یہ ہے کہ حدیث  
ضعیف فضائل میں مقبول ہے اتفاق علماء وجود اس بات کے کہ اسکو امتحان کیا ہے محدثین اور فقہانے اور بخیرہ قوت و بتا بہر حدیث کو  
باتفاق ائمہ معرفت اسی سال میں ہمدان زرارہ اور برادر ابن معمر و یوسف و کثوم بن المہم سلمان مدینہ منورہ نے اور عثمان ابن طلحہ  
مہاجر مکہ نے عزم سفر جنت الفردوس فرمایا اور اسٹل بن وائل سہمی اور ولید بن مغیرہ کہ سوار قریش تھے داخل ہوا ہوں حضرت صلیم  
براہین معروکہ کی قبر پر جمعیت اپنے صحابہ کبار پر ہی غلی اور اسی ان کو مکررم میں بروز عاشور تاریخ دہم روزہ رکھا اور بارون کو روزہ رکھنے کا  
امر کیا اور حال ایکایہ ہو اگر تیرہ کے یہود و مسلمان روزہ رکھتے تھے انجانبے پوچھا یہ کون روزہ ہے یہود نے کہا آج کے دن اللہ جل شانہ نے  
سوی پیغمبر اور انکی قوم کو فرعون ک ظلم سے نجات بخشی اور فرعون اور اسکی قوم کو دریائین غرق کیا ہے سو حضرت موسیٰ اسکی شکر گزاری میں  
یہ روزہ رکھتے تھے ہم بھی انکی اتباع کرتے ہیں حضرت نے فرمایا ائحق و اوائلی باختیار سنۃ نبی موسیٰ پھر جب نے ماہ رمضان کی فرض ہے  
تو اس روزہ کا اتمام نہ ہا صرف احتجاج باقی ہے مگر آخر عمر میں حضرت صلیم فرماتے تھے کہ اگر سال آئندہ کے محرم تک نہ رہو گاتو دہم کے شہر  
انہم کا بھی روزہ رکھو گاتاکہ مخالفت یہود ہو جائے الا نوبت اسکی نہ پہنچی اور اسی سال میں بعد الطینان کلی عقد و مخالفت وغیرہ امور  
لابیہ سے حضرت رسول کریم نے حکم منعم جلیل صحابہ ارشاد فرمایا کلاب شکر کون سے انتقام لو اور اپنی محافظت لازم جانو اور جو اللہ کو کافران  
آئے قتل کرو اور اپنی طرف سے لڑائی نہ لڑو لیکن اگر کوئی تم پر چڑھ کر آوے تو اسکو دفع کرو پس کیشان عظیم انسان تیار کر لا اور چیمبر لڑ  
اور یحوت اور اہتمام لشکر اور رستی سلمان عرب میں معروف ہوئے پوشیدہ نہ رہے کہ قتل کرنا کافرون کا نسبت کفر کے مخصوص  
بشریت محمدیہ علی صاحب الصلوٰۃ والسلام نہیں ہے بلکہ اگلے ذہن میں بھی ہوتا رہا ہے چنانکہ یہودی بڑی پوتھی ہما بجلت میں لکھا ہے کہ  
راجہ پتی جسے سائے حرفے دنیا کے کائے اسکو خدا کا حکم عالم ہوا تھا کہ گوگوں کو میری بندگی کے لیے دعوت کر اگر قبول کریں تو بہترین تو  
مارڈال ورنہ اگر چلے جو کہ باجمیت کے بعد ہوا اپنی پوتھی میں صاف لکھا ہے کہ توحید ماننے پر تو میوں کو قتل کرنا جائز ہے اور کتاب  
اور لہر سب نے شمشیر زنی سے دین کا راجع دیا اور نوشیروان وغیرہ مسلمانین کو رنج و غم پہنچا کہ وہ صوفیہ دعوت نبوت پر درو  
اور کتب موسویہ میں تو اس معاملے کی بخوبی تفصیل طمطراق سے بیان میں موجود ہے چنانکہ کتاب و باب کتبائیں نسخہ شہ کے اور سنہ سات میں ہے  
کہ انھوں نے میانینک لڑائی کی جیسا یہود نے فرمایا تھا اور بے ون کو مار ڈالا اور ان فتنہ لوگوں کو سوا اتوی اور قہم و متور و متور و رابع  
کہ انچون ملک بادشاہ تھے انکو بھی جان سے قتل کیا اور یہود کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیان کی طرف  
اوپنچون کو اسیر کیا اور لگے خوشی اور چار پائے اور مال ہباب سب کچھ لوٹ لیا اور انکی ساری بستیوں اور گھروں اور محلوں کو  
پھونک دیا اور انھوں نے ساری غنیمت اور سائے اسیر اور انسان و میدان سب لیے اور وہ سب کی باقی ساری غنیمت لوٹ لائے

وفات اسعد و حسن اول

وفات اسعد و حسن اول

شروع ہوا

موسیٰ پر غصہ ہوا اور انکو کہا کہ میں نے سب مذہبوں کو جیتا رکھا سو ان بچوں کو جیتنے لڑکے ہیں سب قتل کرو اور ہر ایک مذہبی کو جو مرد کے ساتھ سوا جانی ہی جان سے مار لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کے ساتھ سوانہیں جانتی ہیں انھیں اپنے لیے ہنسنے دہاتی مخلصا پس اگر کوئی فرقہ بین ہمارے سلا جہاد کے ٹھٹھا کرے تو ہرگز اسکو نہ یا نہیں ہر بلکہ اپنے گریبان میں سوال کرو کیسے اور نہ سزا دہو اور کھا کر کے کہ ہاری شریعت میں بچوں کے مارنے کا حکم نہیں ہے اور نہ عورتوں کا گم کر کے سزا دہو اور حضرت موسیٰ نے کیسا بے تکلف بچوں اور عورتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہر حال انکو وہ بیگناہ تھے اور کتا ہتھانکے باب ساتویں نسخہ ص ۱۱ میں موجود ہے کہ جب یہودیہ را خدا کجا کو اس زمین میں کہ تو جسکا وارث ہونے جاتا ہو داخل کرے اور انھیں تیرے ہاتھ میں گرفتار کر دے تو تو انھیں مار دے اور ایک کت انھیں نیست و نابود کر دینے تو انکے کوئی عہد کیمیدو اور نہ ہر حکم کو پورا انکے سیاہ کرنا نہ انکے بیٹوں کو اپنی بیٹیاں دینا نہ اپنے بیٹوں کے لیے انکی بیٹیاں لانا انکو نہ تو تیرے بیٹے کو میری بیوی کرنے نہ دینگے یہاں تک کہ او میں عہدوں کی عبادت کرے اسوقت خدا کا غضب تجہ پر پھڑکے گا اور وہ تجہ سے یکایک ہلاک کر دینگا سو تم یہ سلوک کرو کہ انکے مذہبوں کو ڈھا دو اور انکے ہتھوں توڑو انکی بیسرتوں کو کاٹ ڈالو اور انکی ترشی ہوئی صورتوں کو جلا دو انتہی اور کتاب تواریخ کے باب سجدہ میں ہر کہ داؤد نے فلسطین کو مارا اور انھیں مغلوب کیا اور حبش اور اسکا دیہات فلسطین کچا تھے لے لیا پھر اسے مواہبوں کو مارا اور بادشاہ ہر وعز کو بھی حیات ملک لیا اور ایک ہزار تھار سات ہزار رشتی اور تیشی اپنا ہے اسیر کر لیے اور سارے گھوڑوں کو لنگڑا کیا انھیں سے تلو بچا کے اپنے لیے غرض سی طرح ہملوات موسوی اور یوشی اور داؤد وحی ابواب توریت اور کتاب یوشع اور زمریل و سلاطین اور تواریخ جیل میں موجود ہیں اگر تفصیل سے بیان کرو تو ایک لوحی کتابا لیں کہ ان پر اسقدر واسطے سند کے کافی ہو اور اس بیان طریق جہاد موسوی کہ نہایت شدید سخت تھا معلوم ہو گیا اور جو بعضہ جاہل عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت صلح کے جہاد اور حضرت موسیٰ وغیرہ کے جہاد سے فرق یہ ہر کہ ان حضرات کو کتاب مقدس میں فرمانہ تھا کہ تم کفارینوں کو دعوت ابان کرو اگر نہ نمانیں تو مارو اور کین شامہ بھی تھا کہ جبراً دیندار بناؤ بلکہ جب کفار کی شریر ہو گئے تو سزا دی مفسدون کی عدل انصاف سے ہوئی بخلاف جہاد محمدی کے کہ مجبور و نہ تھا میں کہتا ہوں کہ یہ محض فخر ہے کہ میں ان وحدیث سے ثابت نہیں کہ جبراً قہر اسلام کر بلکہ جسطح حضرت موسیٰ وغیرہ کا جہاد تھا ویسا ہی ہمارے حضرت کا جہاد تھا اور نیز ظاہر ہر کہ حضرت موسیٰ وغیرہ کفارینوں کی طرف سے ہوتا تھا انہیں اگر رجوت تھے تو بلا شک و رایان کی طرف بلانا فرض تھا پس دعوت کی بائیں اگر انہیں کی تو کفارانی بے قصور را گئے اور حضرت موسیٰ کنگا ہوے اور اگر دعوت کی اور وہ نہ مانے تو حکم خدا سزا بپا ہوے اور یہی ہمارا مطلب ہے اور اگر سبوت نہیں ہوے تھے تو کفارینوں کو حضرت موسیٰ وغیرہ حکم جلا لیا ضرور تھا جبراً کفر مجرم و شریر ٹھہرا نا بدوقفی ہے ہر آپ طریق ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ رحۃ اللعالمین شفیع الذین صلح کم کاسنو کہ جس کا ارادہ جہاد کا ہوا تو اولاً اپنے یاروں سے مشورے فرمائے پھر لشکر کو راستہ و پرستہ فرما کر روانہ کرنے اور خود سبکے پیچھے تشریف لے جائے اگر کوئی بھلا بھلا کا لانا تلخین نہ اٹھائے اور حضرت سیدالاحقین توار حایل کرتے اور نیزہ ہاتھ میں لیتے اور کمان بازو پر لٹکانے اور کھلی کین ہتھ میں اور کھنجر اور خود سر رکھتے اور گاہے سپ بھی لیتے تھے اور جاسوس واسطے خبر گیری لشکر عدو کے مقرر کر دیتے اور قذرات طالع میں میں صحیحے اور باہان گرد لشکر متفرق فرما دیتا اور نہایت اپنے لشکر کو ملا ہوا آتے کہ اگر ایک چادر کے لوگوں پر ڈالیں تو سب چھپ جائیں اور لشکر کی صفیں حضرت صلح خود نفیس میں راستہ کرتے تھے اور جب وقت لشکر کا مقابلہ عدو سے ہوتا اور فوج قتال جہل قریب پہنچتی تو اپنے لشکر کے ہاتھ

بیان تعلیم طریق جہاد



اور شجاعوں کو لیکل بیک قہقہہ ہاتھ سے معین فرماتے اور سر جھکوں نہ یا خود برے تاک شوخ قریب تر رہتے اور اپنے یاروں کو بولیاں کھاتے تھے تاکہ  
 پہچان رہے کبھی ہمت امت اور کبھی یا منصور اور حضرت کو لڑائی میں چلنا پھرناس تھا اور جب بہت جہل قتال پہنچ جاتی تو اُنہ سے نفرت کی  
 دعا مانگتے اور بارہویں ذکر حق میں مشغول ہوتے تھے اور پکار کر فرمادیتے تھے کہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر دو اور کسی مال و مکان نہ کاٹو واجب کسی  
 قوم پر غالب آجئے تو ہاں میں روز ٹھہرنے اور غنیمت کو جمع کروانے اور جامہ و زینت مفتولوں کا قاتلون کو عنایت فرماتے تھے اور باقیمانہ میں اول  
 پانچواں حصہ حق اللہ نکالتے اور اسکو مصالح اسلام میں صرف کرتے بعد اسکے خور و عورتوں اور لڑکوں کو اور غلاموں کو لطف فرماتے بقیہ لشکر  
 تقسیم کر دیتے سوار کو تین حصے پیادے کو ایک کدائی الاسفار المعبرہ یہ تو وہ صورت ہوئی کہ جب حضرت صلعم خود لڑائی میں شریک ہو کر اور جب  
 کبھی آنجناب نہ صرف لیجاتے اور کسی صحابہ کے ساتھ لشکر بمقابلہ عدو اللہ روانہ کرتے تو اس لشکر کے سردار سے یوں نصیحت فرماتے تھے کہ اے اللہ لڑو  
 خدایا راہ میں اور مار و جود کو نہ مانے اور لو تو غنیمت میں چوری نہ کر پورا تو لے کر فرار نہ توڑ پورا واک کاں نہ کاٹو اور عورت و لڑکے کو نہ مار  
 اور جب شمشیر ملاقات ہو جائے تو اس تین باتوں کی درخواست کرنا سوائے انہیں سے جہالت کو مابین قبول کرنا اور قتال سے باز رہنا ایک تو یہ کہ  
 اُنہ اسلام کی درخواست کرنا اگر وہ مابین تو قبول کر دے اور اگر نہ قتال سے ہاتھ اٹھاؤ پھر اُنہ سے درخواست کر دے کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مہاجر کی  
 مقام میں یعنی مدینہ میں آ رہیں اور خبر دے کہ اگر وہ یہ کلام کر نیگے تو انکو ملیگا جو مہاجرین کو ملتا ہی یعنی ثواب و غنیمت اور انہ واجب ہو گا جو  
 مہاجرین پہنچی جہاد سوار قبول کریں تو اُنہ سے کہہ دینا کہ وہ جنگلی مسلمانوں کی طرح ہونگے انہ حکم خدا جاری ہو گا جس طرح مومنوں پر جاری  
 ہوتا ہے اور غنیمت و صلح کے مال سے کچھ حصہ ملیگا مگر اس صورت میں کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جہاد کریں اور جو وہ لوگ مسلمان ہونے  
 انکار کریں تو اُنہ سے جزیہ مانگنا اگر مابین تو قبول کرنا اور اگر نہ قتال سے باز رہنا اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو خدا سے مدد مانگ  
 اور اگر قتل کر دے کہ قلعہ والے دشمنوں کو محاصرہ کرے اور وہ چاہیں کہ تو اُنہ خدا اور رسول کا عہد کرے تو یہ نہ کرنا مگر اپنا قول اور اپنے  
 لشکریوں کا قول کر لینا کیونکہ اگر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی عہد شکنی ہو جائیگی تو خدا اور رسول خدا کی عہد شکنی سے گناہ میں کہہ اور  
 آسان تر یہ اور جو وہ لوگ تجھے چاہیں کہ تو انکو خدا کے حکم پر آئے تو خدا کے حکم پر آنا نا لیکن اپنے حکم پر آنا رسول اسطے کہ تو انکے مقدمہ میں  
 خدایا غنی غنی ناخنی جان نہ مسکیا جو کھل گیا بالکل حدیث مسلم کا ترجمہ ہے کہ بریدہ بن حبیب سے مروی ہے اس جگہ سے واضح ہوا کہ غرض یہ تھی کہ  
 زبردستی مارا کر مسلمان ہی کریں کیونکہ اگر یہ ہوتا تو اکثر یہود و خیرہ و کفار کو جو بلاد عرب میں بطور رعایا جزیہ قبول کر کر مسلمانوں کے زیر قضا  
 رہتے تھے مسلمان کر لیتے اور جو تباہ مارا کر سیدھا کر لیتے اور اور یوں مقابلہ کرتے حالانکہ ایسا نہ ہوا بلکہ ان لوگوں سے کبھی کسی طرح کا جبر  
 ہوا کہ راہ بھی غل میں نہ لایا تو معلوم ہوا کہ غلط تھا کہ جو لوگ ولج دین اسلام میں خضہ انداز میں اور شوکت اور جمعیت کہتے ہیں اُنہ مقابل  
 کریں تاکہ انکی شوکت ٹوٹ جائے اور اُنہ دینے کی طاقت نہ رہے اور یہ بھی فائدہ پہلے کہ خود گمراہی سے باز رہیں اور دین حق پر جبر  
 نہ کریں اور یہ تو انکے جل کر ظاہر ہو جائیگا کہ صرف چند مقام میں نوبت قتال جہاد پہنچی ہے نہ انہیں تو خدا کے فضل سے اور حضرت رحمت  
 العلماءین کی بکرت اور عجرات سے ہزاروں لاکھوں کافر شوق سے اسلام لائے اور اپنے خون میں اقارب مال دولت چھوڑ کر حاضر ہوئے اور  
 مونیوی ملاؤں میں ایسے پڑے کہ بیان سے باہر مگر اسلام سے متحد نہ ہوئے اور چند کافروں طرح کی طمع ہی اور خلعت پہنا کر انہ میں پڑ گئے تھے

۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴۸۳  
 ۴۸۴  
 ۴۸۵  
 ۴۸۶  
 ۴۸۷  
 ۴۸۸  
 ۴۸۹  
 ۴۹۰  
 ۴۹۱  
 ۴۹۲  
 ۴۹۳  
 ۴۹۴  
 ۴۹۵  
 ۴۹۶  
 ۴۹۷  
 ۴۹۸  
 ۴۹۹  
 ۵۰۰  
 ۵۰۱  
 ۵۰۲  
 ۵۰۳  
 ۵۰۴  
 ۵۰۵  
 ۵۰۶  
 ۵۰۷  
 ۵۰۸  
 ۵۰۹  
 ۵۱۰  
 ۵۱۱  
 ۵۱۲  
 ۵۱۳  
 ۵۱۴  
 ۵۱۵  
 ۵۱۶  
 ۵۱۷  
 ۵۱۸  
 ۵۱۹  
 ۵۲۰  
 ۵۲۱  
 ۵۲۲  
 ۵۲۳  
 ۵۲۴  
 ۵۲۵  
 ۵۲۶  
 ۵۲۷  
 ۵۲۸  
 ۵۲۹  
 ۵۳۰  
 ۵۳۱  
 ۵۳۲  
 ۵۳۳  
 ۵۳۴  
 ۵۳۵  
 ۵۳۶  
 ۵۳۷  
 ۵۳۸  
 ۵۳۹  
 ۵۴۰  
 ۵۴۱  
 ۵۴۲  
 ۵۴۳  
 ۵۴۴  
 ۵۴۵  
 ۵۴۶  
 ۵۴۷  
 ۵۴۸  
 ۵۴۹  
 ۵۵۰  
 ۵۵۱  
 ۵۵۲  
 ۵۵۳  
 ۵۵۴  
 ۵۵۵  
 ۵۵۶  
 ۵۵۷  
 ۵۵۸  
 ۵۵۹  
 ۵۶۰  
 ۵۶۱  
 ۵۶۲  
 ۵۶۳  
 ۵۶۴  
 ۵۶۵  
 ۵۶۶  
 ۵۶۷  
 ۵۶۸  
 ۵۶۹  
 ۵۷۰  
 ۵۷۱  
 ۵۷۲  
 ۵۷۳  
 ۵۷۴  
 ۵۷۵  
 ۵۷۶  
 ۵۷۷  
 ۵۷۸  
 ۵۷۹  
 ۵۸۰  
 ۵۸۱  
 ۵۸۲  
 ۵۸۳  
 ۵۸۴  
 ۵۸۵  
 ۵۸۶  
 ۵۸۷  
 ۵۸۸  
 ۵۸۹  
 ۵۹۰  
 ۵۹۱  
 ۵۹۲  
 ۵۹۳  
 ۵۹۴  
 ۵۹۵  
 ۵۹۶  
 ۵۹۷  
 ۵۹۸  
 ۵۹۹  
 ۶۰۰  
 ۶۰۱  
 ۶۰۲  
 ۶۰۳  
 ۶۰۴  
 ۶۰۵  
 ۶۰۶  
 ۶۰۷  
 ۶۰۸  
 ۶۰۹  
 ۶۱۰  
 ۶۱۱  
 ۶۱۲  
 ۶۱۳  
 ۶۱۴  
 ۶۱۵  
 ۶۱۶  
 ۶۱۷  
 ۶۱۸  
 ۶۱۹  
 ۶۲۰  
 ۶۲۱  
 ۶۲۲  
 ۶۲۳  
 ۶۲۴  
 ۶۲۵  
 ۶۲۶  
 ۶۲۷  
 ۶۲۸  
 ۶۲۹  
 ۶۳۰  
 ۶۳۱  
 ۶۳۲  
 ۶۳۳  
 ۶۳۴  
 ۶۳۵  
 ۶۳۶  
 ۶۳۷  
 ۶۳۸  
 ۶۳۹  
 ۶۴۰  
 ۶۴۱  
 ۶۴۲  
 ۶۴۳  
 ۶۴۴  
 ۶۴۵  
 ۶۴۶  
 ۶۴۷  
 ۶۴۸  
 ۶۴۹  
 ۶۵۰  
 ۶۵۱  
 ۶۵۲  
 ۶۵۳  
 ۶۵۴  
 ۶۵۵  
 ۶۵۶  
 ۶۵۷  
 ۶۵۸  
 ۶۵۹  
 ۶۶۰  
 ۶۶۱  
 ۶۶۲  
 ۶۶۳  
 ۶۶۴  
 ۶۶۵  
 ۶۶۶  
 ۶۶۷  
 ۶۶۸  
 ۶۶۹  
 ۶۷۰  
 ۶۷۱  
 ۶۷۲  
 ۶۷۳  
 ۶۷۴  
 ۶۷۵  
 ۶۷۶  
 ۶۷۷  
 ۶۷۸  
 ۶۷۹  
 ۶۸۰  
 ۶۸۱  
 ۶۸۲  
 ۶۸۳  
 ۶۸۴  
 ۶۸۵  
 ۶۸۶  
 ۶۸۷  
 ۶۸۸  
 ۶۸۹  
 ۶۹۰  
 ۶۹۱  
 ۶۹۲  
 ۶۹۳  
 ۶۹۴  
 ۶۹۵  
 ۶۹۶  
 ۶۹۷  
 ۶۹۸  
 ۶۹۹  
 ۷۰۰  
 ۷۰۱  
 ۷۰۲  
 ۷۰۳  
 ۷۰۴  
 ۷۰۵  
 ۷۰۶  
 ۷۰۷  
 ۷۰۸  
 ۷۰۹  
 ۷۱۰  
 ۷۱۱  
 ۷۱۲  
 ۷۱۳  
 ۷۱۴  
 ۷۱۵  
 ۷۱۶  
 ۷۱۷  
 ۷۱۸  
 ۷۱۹  
 ۷۲۰  
 ۷۲۱  
 ۷۲۲  
 ۷۲۳  
 ۷۲۴  
 ۷۲۵  
 ۷۲۶  
 ۷۲۷  
 ۷۲۸  
 ۷۲۹  
 ۷۳۰  
 ۷۳۱  
 ۷۳۲  
 ۷۳۳  
 ۷۳۴  
 ۷۳۵  
 ۷۳۶  
 ۷۳۷  
 ۷۳۸  
 ۷۳۹  
 ۷۴۰  
 ۷۴۱  
 ۷۴۲  
 ۷۴۳  
 ۷۴۴  
 ۷۴۵  
 ۷۴۶  
 ۷۴۷  
 ۷۴۸  
 ۷۴۹  
 ۷۵۰  
 ۷۵۱  
 ۷۵۲  
 ۷۵۳  
 ۷۵۴  
 ۷۵۵  
 ۷۵۶  
 ۷۵۷  
 ۷۵۸  
 ۷۵۹  
 ۷۶۰  
 ۷۶۱  
 ۷۶۲  
 ۷۶۳  
 ۷۶۴  
 ۷۶۵  
 ۷۶۶  
 ۷۶۷  
 ۷۶۸  
 ۷۶۹  
 ۷۷۰  
 ۷۷۱  
 ۷۷۲  
 ۷۷۳  
 ۷۷۴  
 ۷۷۵  
 ۷۷۶  
 ۷۷۷  
 ۷۷۸  
 ۷۷۹  
 ۷۸۰  
 ۷۸۱  
 ۷۸۲  
 ۷۸۳  
 ۷۸۴  
 ۷۸۵  
 ۷۸۶  
 ۷۸۷  
 ۷۸۸  
 ۷۸۹  
 ۷۹۰  
 ۷۹۱  
 ۷۹۲  
 ۷۹۳  
 ۷۹۴  
 ۷۹۵  
 ۷۹۶  
 ۷۹۷  
 ۷۹۸  
 ۷۹۹  
 ۸۰۰  
 ۸۰۱  
 ۸۰۲  
 ۸۰۳  
 ۸۰۴  
 ۸۰۵  
 ۸۰۶  
 ۸۰۷  
 ۸۰۸  
 ۸۰۹  
 ۸۱۰  
 ۸۱۱  
 ۸۱۲  
 ۸۱۳  
 ۸۱۴  
 ۸۱۵  
 ۸۱۶  
 ۸۱۷  
 ۸۱۸  
 ۸۱۹  
 ۸۲۰  
 ۸۲۱  
 ۸۲۲  
 ۸۲۳  
 ۸۲۴  
 ۸۲۵  
 ۸۲۶  
 ۸۲۷  
 ۸۲۸  
 ۸۲۹  
 ۸۳۰  
 ۸۳۱  
 ۸۳۲  
 ۸۳۳  
 ۸۳۴  
 ۸۳۵  
 ۸۳۶  
 ۸۳۷  
 ۸۳۸  
 ۸۳۹  
 ۸۴۰  
 ۸۴۱  
 ۸۴۲  
 ۸۴۳  
 ۸۴۴  
 ۸۴۵  
 ۸۴۶  
 ۸۴۷  
 ۸۴۸  
 ۸۴۹  
 ۸۵۰  
 ۸۵۱  
 ۸۵۲  
 ۸۵۳  
 ۸۵۴  
 ۸۵۵  
 ۸۵۶  
 ۸۵۷  
 ۸۵۸  
 ۸۵۹  
 ۸۶۰  
 ۸۶۱  
 ۸۶۲  
 ۸۶۳  
 ۸۶۴  
 ۸۶۵  
 ۸۶۶  
 ۸۶۷  
 ۸۶۸  
 ۸۶۹  
 ۸۷۰  
 ۸۷۱  
 ۸۷۲  
 ۸۷۳  
 ۸۷۴  
 ۸۷۵  
 ۸۷۶  
 ۸۷۷  
 ۸۷۸  
 ۸۷۹  
 ۸۸۰  
 ۸۸۱  
 ۸۸۲  
 ۸۸۳  
 ۸۸۴  
 ۸۸۵  
 ۸۸۶  
 ۸۸۷  
 ۸۸۸  
 ۸۸۹  
 ۸۹۰  
 ۸۹۱  
 ۸۹۲  
 ۸۹۳  
 ۸۹۴  
 ۸۹۵  
 ۸۹۶  
 ۸۹۷  
 ۸۹۸  
 ۸۹۹  
 ۹۰۰  
 ۹۰۱  
 ۹۰۲  
 ۹۰۳  
 ۹۰۴  
 ۹۰۵  
 ۹۰۶  
 ۹۰۷  
 ۹۰۸  
 ۹۰۹  
 ۹۱۰  
 ۹۱۱  
 ۹۱۲  
 ۹۱۳  
 ۹۱۴  
 ۹۱۵  
 ۹۱۶  
 ۹۱۷  
 ۹۱۸  
 ۹۱۹  
 ۹۲۰  
 ۹۲۱  
 ۹۲۲  
 ۹۲۳  
 ۹۲۴  
 ۹۲۵  
 ۹۲۶  
 ۹۲۷  
 ۹۲۸  
 ۹۲۹  
 ۹۳۰  
 ۹۳۱  
 ۹۳۲  
 ۹۳۳  
 ۹۳۴  
 ۹۳۵  
 ۹۳۶  
 ۹۳۷  
 ۹۳۸  
 ۹۳۹  
 ۹۴۰  
 ۹۴۱  
 ۹۴۲  
 ۹۴۳  
 ۹۴۴  
 ۹۴۵  
 ۹۴۶  
 ۹۴۷  
 ۹۴۸  
 ۹۴۹  
 ۹۵۰  
 ۹۵۱  
 ۹۵۲  
 ۹۵۳  
 ۹۵۴  
 ۹۵۵  
 ۹۵۶  
 ۹۵۷  
 ۹۵۸  
 ۹۵۹  
 ۹۶۰  
 ۹۶۱  
 ۹۶۲  
 ۹۶۳  
 ۹۶۴  
 ۹۶۵  
 ۹۶۶  
 ۹۶۷  
 ۹۶۸  
 ۹۶۹  
 ۹۷۰  
 ۹۷۱  
 ۹۷۲  
 ۹۷۳  
 ۹۷۴  
 ۹۷۵  
 ۹۷۶  
 ۹۷۷  
 ۹۷۸  
 ۹۷۹  
 ۹۸۰  
 ۹۸۱  
 ۹۸۲  
 ۹۸۳  
 ۹۸۴  
 ۹۸۵  
 ۹۸۶  
 ۹۸۷  
 ۹۸۸  
 ۹۸۹  
 ۹۹۰  
 ۹۹۱  
 ۹۹۲  
 ۹۹۳  
 ۹۹۴  
 ۹۹۵  
 ۹۹۶  
 ۹۹۷  
 ۹۹۸  
 ۹۹۹  
 ۱۰۰۰







پر متحد ہوئے محمد بن عمر رضی اللہ عنہما کہ خلیفہ فقیہین محمد اور اعراب کے لوگوں نے بیچ میں ہر کسی کو ادنیٰ کو نوبت قتال پہنچی اور حضرت ابن عبدالمطلب مدینے کو لوٹ آئے اور کفار قریش جانب مکہ چلے گئے پھر سعد بن ابی وقاص کو آٹھ یا بیس لفظ مہاجروں کے ساتھ دوسرے کاروان قریش پر بھیجا اور علامہ قندلوا بن اسود کو دیا ارشاد کیا کہ موضع خزاز تک جانا سو یہ لوگ گئے تو قافلہ جا چکا تھا پھر خبر بیچ لاول میں غزوہ لواطہ ہوا اور سب یہ ہوا کہ امیہ بن خلف جمی سلفہ غزوہ شری اردو نہرا پانلوٹ لے لے جاتا تھا حضرت کو اندیشہ ہوا تو اسباب بن عثمان ابن طلحہ کو خطیفہ کیا اور سعد بن ابی وقاص کو علمدار اور جو جناب پاک و سوسحابی ہمراہ لے کے موضع لواطہ تک ناجیہ رضی اللہ عنہما منزل مدینہ سے واقع ہوا تشریف لے گئے پر ملاقات نہ ہوئی بالآخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے بلا جہاد قتال مدینہ میں واپس تشریف لائے اور یحییٰ بن جہاد و بعض جمادی الاول مدینہ میں پہنچے پھر خبر ہوئی کہ ابوسفیان مدینہ منٹ غلہ کے لیے ہوئے مع جماعت کثیرہ قریش بسم تجارت جانب شام جاتا ہے تب حضرت نے حمزہ ابن عبدالمطلب کو علمدار فرمایا اور ابوسلمہ غزوہ کو خطیفہ کیا اور سوسحابی بیتل منٹ ساتھ لیے اور موضع عسیرہ تک پہنچے اور معاملہ دونوں کیا یہاں اور دار العسیرہ بھی اسکو بوتے میں متعلقات نبی بنی سے ہوا اور اٹھارہ فرسخ ٹھینا مدینہ سے واقع ہوا تشریف لے گئے وہاں دریافت ہوا کہ قافلہ کل گیا آنحضرت نے مکہ میں وہاں توقف فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حمزہ سے معاملہ فرما کر مدینہ میں تشریف فرما ہوئے فائدہ بھیج بخاری میں یہاں رقم سے ہوا کہ اول غزوہ عسیرہ واقع ہوا اگرچہ یہ سخن خلاف مشورہ لیکن طریق جمع یہ کہ اول غزوہ حسین نے یہاں رقم آنحضرت کے ساتھ سے بھی پھر خبر ہوئی کہ کرز بن جابر قمری نے اونٹ حضرت کے نواحی مدینہ سے ازارہ بغض اور عدالت نکال لے کر گرجا کا ارادہ یہ تھا کہ ساربانوں سے چھین لے کر اور لوگوں نے ساتھ نہ دیا تب اسنے قنات قلیہ سے چرنے نہ دیا حضرت نے زید بن حارثہ کو خطیفہ مدینہ فرمایا اور علی رضی اللہ عنہما کو علمدار کیا اور خود موضع سفوان تک کہ ناجیہ بدر میں واقع ہر کچھ لوگ اپنے صحاب سے ہمراہ لیکر تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ کرز بن حارثہ قمری بھاگ گیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے اگرچہ مال و متاع از قسم شہر وغیرہ ادی میں موجود تھا جو اہل اسلام چاہتے تو سب چھین لیتے مگر نشانہ غزوہ یہ نہ تھا کہ مال و منال ہاتھ آئے بلکہ شریروں کو سزا سے شہرت دینی مقصود تھی جب یہ بھاگ گیا تو آنحضرت نے مال و متاع سے تعرض نہ فرمایا اور چلے آئے اسی غزوہ کو بدر اولیٰ اور صفی کہتے ہیں اور مدہل میں اس شخص کا نام تھا جسے کہنا ان کھودا تھا سو اسی کے نام سے یہ موضع مشہور ہو گیا بعد اسکے جمادی الثانی میں عبداللہ بن حبش ہمدانی لکھ حضرت کے چچو بی زادے بھائی تھے بازو یا آٹھ نفر اصحاب کے ساتھ حسین بن عبد بن عباس ابن ابی وقاص اور عباس بن محسن ہمدانی اور عباس بن خردان اور ابو جہاد بن عبد بن عباس بن سیدہ اور عامر بن ابیوسف بن ابی بن یحییٰ اور اقداس عبداللہ بن ابی خالد بن بکر بھی تھے جانب لطن نخلہ بلقیہ بن ابی المونین فرما کر روانہ فرمایا اور ایک فرمان غایت کیا اور تاکید فرمائی کہ کوہ و دھن بعد کھولنا اور عمل کرنا چاہنا ہے بلکہ روانہ ہوئے اور دونوں میدان کھول کر پھرتا رہیں لکھا تھا کہ لطن نخلہ میں بنی طائف و ککرتا اور نظر کاروان پھر جانا اور کسی آدمی کو جاہر کرنا نہ لے نہ اپنے ساتھ نہ لے جانا اس صاف ثابت ہر کہ صرف خبر لائے کو بھیجا تھا کہ دشمن کو نہ فرما لطن نخلہ میں پہنچے اور سعد بن ابی طالب اور عبد بن خردان کے پاس لکھا کہ نوبت تھا چہ دونوں نوبت نبوت سوار ہوتے تھے وہ گم ہو گیا

ابن طلحہ کو خطیفہ کیا اور سعد بن ابی وقاص کو علمدار اور جو جناب پاک و سوسحابی ہمراہ لے کے موضع لواطہ تک ناجیہ رضی اللہ عنہما منزل مدینہ سے واقع ہوا تشریف لے گئے پر ملاقات نہ ہوئی بالآخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے بلا جہاد قتال مدینہ میں واپس تشریف لائے اور یحییٰ بن جہاد و بعض جمادی الاول مدینہ میں پہنچے پھر خبر ہوئی کہ ابوسفیان مدینہ منٹ غلہ کے لیے ہوئے مع جماعت کثیرہ قریش بسم تجارت جانب شام جاتا ہے تب حضرت نے حمزہ ابن عبدالمطلب کو علمدار فرمایا اور ابوسلمہ غزوہ کو خطیفہ کیا اور سوسحابی بیتل منٹ ساتھ لیے اور موضع عسیرہ تک پہنچے اور معاملہ دونوں کیا یہاں اور دار العسیرہ بھی اسکو بوتے میں متعلقات نبی بنی سے ہوا اور اٹھارہ فرسخ ٹھینا مدینہ سے واقع ہوا تشریف لے گئے وہاں دریافت ہوا کہ قافلہ کل گیا آنحضرت نے مکہ میں وہاں توقف فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حمزہ سے معاملہ فرما کر مدینہ میں تشریف فرما ہوئے فائدہ بھیج بخاری میں یہاں رقم سے ہوا کہ اول غزوہ عسیرہ واقع ہوا اگرچہ یہ سخن خلاف مشورہ لیکن طریق جمع یہ کہ اول غزوہ حسین نے یہاں رقم آنحضرت کے ساتھ سے بھی پھر خبر ہوئی کہ کرز بن جابر قمری نے اونٹ حضرت کے نواحی مدینہ سے ازارہ بغض اور عدالت نکال لے کر گرجا کا ارادہ یہ تھا کہ ساربانوں سے چھین لے کر اور لوگوں نے ساتھ نہ دیا تب اسنے قنات قلیہ سے چرنے نہ دیا حضرت نے زید بن حارثہ کو خطیفہ مدینہ فرمایا اور علی رضی اللہ عنہما کو علمدار کیا اور خود موضع سفوان تک کہ ناجیہ بدر میں واقع ہر کچھ لوگ اپنے صحاب سے ہمراہ لیکر تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ کرز بن حارثہ قمری بھاگ گیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے اگرچہ مال و متاع از قسم شہر وغیرہ ادی میں موجود تھا جو اہل اسلام چاہتے تو سب چھین لیتے مگر نشانہ غزوہ یہ نہ تھا کہ مال و منال ہاتھ آئے بلکہ شریروں کو سزا سے شہرت دینی مقصود تھی جب یہ بھاگ گیا تو آنحضرت نے مال و متاع سے تعرض نہ فرمایا اور چلے آئے اسی غزوہ کو بدر اولیٰ اور صفی کہتے ہیں اور مدہل میں اس شخص کا نام تھا جسے کہنا ان کھودا تھا سو اسی کے نام سے یہ موضع مشہور ہو گیا بعد اسکے جمادی الثانی میں عبداللہ بن حبش ہمدانی لکھ حضرت کے چچو بی زادے بھائی تھے بازو یا آٹھ نفر اصحاب کے ساتھ حسین بن عبد بن عباس ابن ابی وقاص اور عباس بن محسن ہمدانی اور عباس بن خردان اور ابو جہاد بن عبد بن عباس بن سیدہ اور عامر بن ابیوسف بن ابی بن یحییٰ اور اقداس عبداللہ بن ابی خالد بن بکر بھی تھے جانب لطن نخلہ بلقیہ بن ابی المونین فرما کر روانہ فرمایا اور ایک فرمان غایت کیا اور تاکید فرمائی کہ کوہ و دھن بعد کھولنا اور عمل کرنا چاہنا ہے بلکہ روانہ ہوئے اور دونوں میدان کھول کر پھرتا رہیں لکھا تھا کہ لطن نخلہ میں بنی طائف و ککرتا اور نظر کاروان پھر جانا اور کسی آدمی کو جاہر کرنا نہ لے نہ اپنے ساتھ نہ لے جانا اس صاف ثابت ہر کہ صرف خبر لائے کو بھیجا تھا کہ دشمن کو نہ فرما لطن نخلہ میں پہنچے اور سعد بن ابی طالب اور عبد بن خردان کے پاس لکھا کہ نوبت تھا چہ دونوں نوبت نبوت سوار ہوتے تھے وہ گم ہو گیا

سو وہ دونوں عبداللہ سے اجازت لیکر و حوڈ ہننے چلے گئے اور دفعہ قافلہ تریش طاقت سے مونہ طائفی وغیرہ لیکر وارد ہوا اور اس قافلے میں عمر و ابن محضری اور حکم ابن کسان اور عثمان ابن عبداللہ ابن غیرہ اور نوفل ابن عبداللہ وغیرہ بھی تھے ان لوگوں نے اہل اسلام کو دیکھ کر جاننا کہ بقصد عمرہ یہاں چھہرے ہیں ہو طینان سے اونٹ اپنے جنگل میں چھوڑے اور کھانا پکانے میں مصروف ہوئے تب مسلمانوں نے قافلہ پر تریش کی اور واقعہ ابن عبداللہ نے عمر و ابن محضری کو تیسرے مارا اور حکم اور عثمان کو قید کر لیا اور نوفل بھاگ گیا اور سامان لٹکا لے لیا اور قتل اور اول غنیمت اور اول گرفتاری مشرکوں کی ہر اور یوم و قریب تاریخ اول جب تھی اور مسلمانوں نے مسلح جادی انسانی سمجھی تھی یعنی یہ معاملہ ناہنگی میں واقع ہوا نہ بقصد حب دینے میں کوٹ کر آئے تھے مشرکوں نے کے میں مسلمانوں کو طعنے دیے کہ محمد نے ماہ حرام بھی حلال کر دیا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکر عبداللہ پر عتاب فرمایا اور تقسیم غنیمت میں بھی تامل کیا اور اسیرین کے حق میں کچھ حکم نہ دیا کہ صحابہ ریخت پشیمان ہوئے تھے سب کے کلام مجید میں نازل ہوا یہ لوگ عن الشہر احرار قتال فیہ قتل فیہ کبیر حاصل یہ کہ ان مہینوں میں نافع کی لڑائی شدت کا ہوا اور جن کا فروغ نے مسلمانوں سے ان مہینوں میں قصور نہ کیا ان سے لڑنا منع نہیں تب عبداللہ اور ان کے یار خوش ہوئے اور حضرت نے مال غنیمت تقسیم کیا اور جس قبول فرمایا اور اہل مکہ نے دونوں قیدیوں کے واسطے فدیہ بھیجا حضرت نے فرمایا کہ سعد اور عقبہ جب تک شائستگی فدیہ منظور ہوگا آخر وہ دونوں گئے تب حکم کو دعوت اسلام فرمائی وہ ایمان لایا اور بڑے پیروں سے شہید ہوا اور عثمان حالت فخر میں جانب کہ رہا نہ ہوا اور حضرت نے اسکا فدیہ قبول کر لیا پھر وہ بے ایمان مرایہ قصہ کتب سیرت و تاریخ میں مختلف طور پر بیان ہوا ہر اور قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر یا ثبیتہ شوق کیونکہ واقعی نے خط کا ذکر نہیں کیا اور بعضوں نے وہ یہ قبول کے دوانا لکھا ہوا یہی قرآن میں عدم صحت فقیر کے بہت ہیں از جملہ ایک یہ کہ قتال کے واسطے جامعہ غلیہ کا روانہ کرنا یا بن قید کہ کسی کو مجبور ساتھ نہ لے جانا کہ یہ بات وراثتیشی اور صحت کے خلاف ہر دوسرے مقبول کی دیت دوانا تیسرے قیدیوں کا فدیہ لینا جو تھے مال غنیمت کو قبول نہ کرنا وقت نزول آیہ کہ یہ کیونکہ کا رسوائی عبداللہ کی خلاف تھی تو قیدیوں کا فدیہ کیوں لیا گیا اور مال غنیمت کیوں رکھا گیا اور اگر موافق تھی تو مقبول کی دیت کیوں دوائی اور جس سے کیوں انکار ہوا باجملہ تواریخ کی ہر بات قابل اعتماد نہیں

فائدہ اس سر میں عبداللہ ابن جہل میر المومنین کہلاتے تھے اور یہ جو شہر کہ اول خطاب عمر بن خطاب نے پایا ہر سمر اور ہر کہ خلفا حضرت میں اول انکو خطاب ملا ہر ہی سال کی حب میں بنو قریظہ رضوان میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح حضرت امیر المومنین علی رضی سے ہوا حال مفصل یہاں اولاد آنحضرت کے بیان میں دیکھا بعد اسکے اسی سال کے نصف شعبان میں قبول صحیح جب نہ شہید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساہم بشر کے گھر کہ منانل بنی سلمہ میں واقع تھا تشریف فرما ہوئے اسنے آپ کے لیے کھانا پکایا بنو زبیر نے تناول نہ ہونے کی وجہ سے کھانا نہ کھا تو آنحضرت بنی سلمہ کے لوگوں کی مسجد میں اپنے یاروں کے ساتھ نماز میں مشغول ہوئے ایک کمت پڑھ چکے تھے دوسری کمت کے رکوع میں تھے کہ آیت قدرتی تقلب و جہک فی السماں فذلک لیک قبلہ ترضا اول جہک شطر المسجد احرار یعنی ہم کہتے ہیں پھر صحابہ تشریف آسمان میں سوا البتہ پھر نیلے جھکے





چنانکہ خود فرماتا ہوں ہدی من بشاء الی صراط مستقیم سوینکے ہاتھ جو بند کی کہ واسطے توجہ بہترین قبلہ کے حکم کیا فیصلہ اس احوال کی ہے کہ اللہ صاحب نے دو قوتیں انسان کو عنایت فرمائی ہیں ایک قوت عقلیہ کہ اس سے ادراک مجربات پر قدرت حاصل ہوتی ہے اور دوسری قوت خیالیہ کہ اس عالم جمہ میں راجع حاصل ہوتی ہے اور قوت خیالیہ قوت عقلیہ پر تو کم قوت عقلیہ قوی تر ہو جس طرح منہ قوت اور ادراک حکام انفرادی کی جب تک صورت و شکل کو تصور شکل نہیں کرتا اور جس خیال کو نگاہ و نگاہ نہیں بناتا تب تک احکام اس کے دریافت نہیں کر سکتا ہی طرح جو کوئی شخص کسی امیر یا بادشاہ کی ثنا اور مدح کرنا چاہتا ہے تو اول اس کے مقابل کھڑا ہوتا ہے تب بان ثنا و مدح کھڑا ہے اور عبادت کی طرح خشوع خضوع سے اور بدو ن مرکز التفات چاہتا ہے غیر ممکن حصول اور بلا سکون قرار منع حصول اور ترک التفات سکون حاصل نہیں ہوتا جب تک عبادت ایک طرف نہیں کو قائم نہ کرے اور اس کے التزام پر مستعد نہ ہو وہ طرف بھی ایسی ہو کہ اسکو مخلوقات سے کسی نوع کا علائقہ نہ رہی ہو مگر انہوں نے اعم کے قی میں عبادت توجہ انھیں مخلوقات سے ہوسکی اور ذات پاک باری تعالیٰ پر بیکری کی طرح بیک کو چاہیے کہ شیشہ کا صاف شیشہ بزرگ ہو کہ شعلہ بھری اسی سے نفوذ کرے اور مقصود کو دیکھے اور اس کے رنگ میں محبوب نہ ہو چاہے جسے سنگ شجر دیگر مخلوقات کہ لطیف کے ادراک میں ہر سکندری ہو جاتی ہیں فائدہ انھیں اور کون امر مادی غیبی پر موقوف رکھنا چاہیے نبی عقل سے اسکی تشخیص و تعین میں نکل جائے تو موقع و زمانہ مناسب ہو اور اس کے عبادت عبد کی حق ہو دیکھ کر کسی حق بدو ن اجازت و حکم اسی خدا کے کسی صرف میں خود لطیف صرف کرنا خلاف بیعت ہے بلکہ ایسا محض اس حضرت آدم علی نبیا و علیہ السلام و ابیہ علی نبیا و علیہما السلام و صلوٰۃ کو جس جہات و فضل مکانات بنا کر قبلہ تعین فرمائی اس واسطے کہ کوہ طہ سید ترابی انکی تھی اور میں اسی جگہ سے برحق تھی اور جب اسے عابد کا بندہ رخا ہر سے توجہ ہوا تو باطن بہ باطن سے توجہ ہو گا کیونکہ ظاہر کو باطن سے علاقہ ہوا و عوام ظاہر اور باطن میں محلات ان پر اور جہت جو کہ انار ان حضرت علیؑ دیگر انبیاء و مرسلین جو کہ ان کے گزری ہیں بیت المقدس میں آئے ہیں مگر نہ تھا کہ حضور و بصر میں ان کی نیالہ اس بار و الا میں ملحق کیا گیا تھا تاکہ انھیں عبادت اس کے خون سے عبادت ان میں جو بہت ایشوق سے محض تھی بے زبان و نوحین تھی عبادت ادا نہیں کر سکتے تھے مگر انیہ انکے اس سبب کے مقتدرانہ کہ ہوتے ہیں بھی اسی استقبال اور سوا اور بھی ہے کہ ان کو ایک خصوصیت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی آنحضرت قبل اسی کے گروہا پس استقبال اس کا کیا کرنا بیعت بار پس افعال غیر کا ہر انداز حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اس حجر و قبلہ بنایا اور گروہا کے مسجد قائم کی تو تھوڑا روز رخ و پشت بھی بنا کر تذکرہ حول بیعت و دست کی ہے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ البیت سے کمال الہی اور اسے ہی سے تشکیل ہوئے اور کوہ کے جوار میں نشو و نما پائی اور عظیم اور کبریا اس طرح کی منور سے انکے دہن میں پھیل گئی تھی سو اس کے استقبال پر ہر ہوئی کہ فضل و کمال تھایا ان تک آپ کو شب عراج میں بیت المقدس میں لیکھ اور ارواح طیبہ انبیاء سے ملاقات آتی ہوئی تو انوار اور کاشانے نبوت کے بھی نبوت آدم ابھی سے ملحق ہو گئے اور صمود جانب آسمان ان سے تمام سے ہونا چاہئے ضرور کہ انہیں بزرگ و کمال اور بزرگ ان پیغمبروں کے بھی بطور سکرانہ معراج استقبال بیت المقدس میں چنانچہ ان وقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی طرح نماز میں ہوتے کہ استقبال کو بیت المقدس میں ہوتا تھا سے جہاں سے تھی نماز پڑھنے میں بلوہ و دوزخ و ناسخ و منوع میں اور ابی شیبہ نے

اپنی سند میں ابن عباس سے روایت کی کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گیا۔ نحو بیت المقدس کے قریب بنیدینا تھا کہ انوار  
 الی المدینہ سے عشرہ شہرہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں بنائے گئے کمالات نبیاری اسرائیل تھا کہ انوار  
 نبوت انکی شب معراج میں اجالائے انوار محمدیہ سے ہو گئی تھی اور جسے کہ معراج اسی مقام سے واقع ہوئی تو اس مقام کو ایک بزرگی  
 انکے حق میں ہو گئی اور بھی استقبال اسکا باعث صدق القبول و تقابلین کہ از محمد خصال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیاری میں سے متقبل  
 ہوا اور اجتماع کمالات جملہ نبیاریاں رہ کر آتھا ہو گئے گویا آنحضرت ابتدا سے بعثت میں خلیفہ حضرت آدم اور حضرت اسماعیل سے و بعد معراج  
 خلافت نبیاری اسرائیل بھی حاصل فرمائی اور جب نبیاریہ ہجرت فرما ہوئے تو استقبال و دنوں قبول کا ممکن تھا کیونکہ دونوں جنتیں وہاں  
 سے متقابل آق تھیں پس آپ نے ایک اجتہاد و دقیق فرمایا کہ محجوب کے سے جانب بنیدینا حکم ہوا تو پشت پر کہ اور و پر بیت المقدس  
 بہتر ہے کہ عبارت میں بتی بعثت اسی امر کی کہ انہا استقبال بیت المقدس کو استقبال کہے پر ترجیح دیکر روز خروج کے سے کہ عند المحققین  
 اول بیع الاول تھی نصف جبریل دوم ہجرت کہ سولہ مہینے کے سرے یاد ہوتے ہیں پر بعضے شہر مہینے بھی کہتے ہیں مازیت المقدس کی  
 طرف وافرمانی اور جبریل محمدی عروج اوج کمال کو پہنچا اور کمال دی و بارہوی اور موسوی بلکہ جبریل نبیاری اسرائیل کے کمالات  
 سے جامع ہوئے اور غزوہ بدر کہ ابتدا ظہور خلافت کبریٰ تھا میری نجات حکم النہایتہ الرجوع الی المدینہ یہ پھر جانب کعبہ متوجہ خلافت  
 اور تہجیل نہایت کمال پر شعر ہر فائدہ اگر کوئی شخص بہرے کہ آیت قدسی تقدس جبکہ انکے اس استقبال بیت المقدس  
 نازل نہیں ہوئی اور قبلہ کی تبدیل عمل میں نہیں آئی اور قولہ نعمہ کہ موتوں اس حکم پر تھا گفتگو میں نہیں کیا یا قبلہ وقوع وقوعہ پیش بندی  
 فرمانا کہ سیقول السنہا من الناس کیا ضرورت تھا جواب اسکا اگر نفس بن نہ فرماتے ہیں کہ آیت قدسی تقدس جبکہ نزل میں مقدم پس  
 باعث قولہ متحقق تھا اگر چہ ہمارا ہوا و جب باعث ایک امر کا پایا گیا تو گویا وہ متحقق ہوا اندر اسکا نظر حکم میں کا موجب ہی اور اگر  
 ترتیب نزل بھی موافق ترتیب قرآن کے ہو تو بھی اس پیش بندی میں کئی فائدے ہیں اول یہ کہ اخبار بالذیب اس کلام عجز نظام  
 واقع ہو کر دلائل عجائز میں معدود کی جائے دوسرے یہ کہ ناگہان آجنا واقعہ کہ وہ طبع آدمی پر شاق ہوتا ہی اور اگر آمد اسکی اول سے  
 معلوم ہو جاتی ہو تو نوع نفرت ہو جاتی ہو اور اسکے وقوع میں چند ان ہمیرنگی نہیں ہوتی مطلق کوئی شخص شدت ہمارا ہو کر ہر جا  
 اور دوسرا ہر گمفاجات مرے بس تجربہ شد ہی کہ اول میں تقدیر لازم کا جتنا دوسری موت میں ہوگا لہذا اللہ تعالیٰ نے اسے غیر  
 صلوات اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کو سابق سے مطلع کر دیا کہ سفید ہو تو حق اس کا سوال کر نیکی تاکہ وقت وقوع میں بجایانوں و سوال اللہ تعالیٰ  
 انکا طبیعت پر شاق نہ گذرے پس جسے جو کوئی شخص سابق سے کسی امر پر مقروض ہو گیا ہوتا ہی تو وہ فی الغور فندان کنی حریف کی کرتا ہی  
 اور تاویل اور تفکر کی اسکو حاجت نہیں ہوتی اور اگر کوئی شخص کہے کہ اس سوال میں غلبت اور حق کی کون بات ہی تو جواب  
 اسکا یہ ہے کہ غلبت سبکی عقل کا نام ہے سو باوجود اسکے کہ وہ گوئیے اور مسلمانوں کا حال جانتے تھے کہ حکام الہی انکا حرکت اور  
 سکون واقع نہیں ہوتا بہر جبر کر قبلہ نو خدا و استقبال قبلہ معمول سے سوال کرنا صریح دلیل غلبت ہر فائدہ حقیقت اس  
 تبدیل اور تحویل کی اول یہ ہوتی تھی کہ پیشہ تو اب آنحضرت کے پیشی نزل تھے اور باپ اور ان سے تعلیم کہنے کے خارج ہو تھے

نصف شب

اور اسی بقعہ منظرہ کو قبلہ حضرت ابراہیم جانتے تھے اور انکی سجاوشت اپنا فخر سمجھتے تھے بلکہ تمام عرب کے لوگوں پر قریش بھی اسی مکان کی تعظیم میں مصروف تھے پس کہ استقبال اس مکان کا اور استقبال بیت المقدس کی گویا امتحان تھا تا کہ مخلصین میں سے روئے علیہ السلام کو پہچان سکیں کہ علم الہی ازل میں جمیع وقایع کلیہ و جزویہ و ظاہر و خفیہ کا محیط تھا حاجت امتحان تھی لیکن جو غیر خدا مثل ملائکہ وغیرہ کہ کائنات عالم انیسے متعلق کیا گیا تھا محتاج ہی ظہور اور امتیاز کے تھے تاکہ بحسب تدریج و درجہ امتحان ہر ایک کی سمجھ میں آسکے ساتھ ساتھ عالم مناسبات اس کے کیاں علاوہ اسکے تالیف قلوب یہودیوں بھی منظور نظر تھی اور جب ثابت یہودیوں کے بائوس ہوئے اور استفادہ الہیہ انبیاء بنی اسرائیل کہ کوثر خاطر تھا کمال کو پہنچا تو آپ نے جانب کعبہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس کتاب بھی جانتے ہیں کہ حقیقت قبلہ وہ ہے جسکی طرف نماز میں سجدہ واقع ہوا و قبلہ استقبال انکار ہی ہے متعلق ہوا ہے جو بیت المقدس میں ہے اور حکم ہوا اور آسمان کا رکھتا ہے سو وہ قبلہ واقع نہیں ہو سکتا بخلاف کعبہ کہ اس سمت پر سجدہ واقع ہو سکتا ہے اگر آسمان قبلہ دعائے نہ قبلہ نماز اور جو حکم آسمان میں ہے شیخ ضحیٰ بیت المقدس وہ بھی اسی طرح ہو سکتا ہے اور گو کہ وہ تہج کلان اور غرض میں اسکی نسبت تمام مگر سے دیکھنا چاہیے کہ کس مقدار پر قائم و اول معلوم ہو چکا ہے کہ استقبال بیت المقدس بعد شب عراج پس حیرت جہاد آنحضرت قرار پایا تھا اولیٰ تہج کتب دریت ہوتا ہے کہ امت آنحضرت ملت ابراہیم تھی اور نبوت آنحضرت اول البوسے عرب و ثانیاً البوسے مردم و دیگر اور عقیبتیم سے کعبہ کی طرف جھکے تھے اور کہہ سہیں کہ واقع ہوا و نشاء آنحضرت ہوا آدمی آزادی حیلست خواہاں ہو کہ ہمارے وطن کو ہر طرح کا شرف حاصل ہو سو ان سبابتے آنحضرت راضی اسی پر تھے کہ قبلہ میرا کعبہ ہو چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ فلنولینک قبلہ ترضیا پس ان دونوں امر میں تعارض ظاہر ہو جواب سکایہ ہو کہ اس جگہ دو احتمال ہیں اول یہ کہ جہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متغیر ہو گیا ہو سبب اسکا یہ کہ آنحضرت نے پیشتر اقبال بیت المقدس سے تالیف قلوب یہود اور استفادہ کمالات انبیاء منظور کیا تھا جب بیت المقدس سے بائوسی ہوئی اور استفادہ کمال ہو گیا بالضرور وجہ ترجیح کعبہ ہو نیچے تو بالطبع بحسب تعدد خواہاں استقبال کعبہ ہوئے و دربارہ کہ عید الہام استیصال بیت المقدس میں آنحضرت راضی استقبال کعبہ ہوں یا بحسب ضرورت تالیف قلوب استفادہ کمالات انبیاء استقبال بیت المقدس اختیار فرمایا ہو تو عجیب نہیں اور بعض محققین نے فرمایا ہے کہ استقبال معزہ بیت وحی تھا نہ از روی جہاد اور تعاضی عیاض نے اکثر علما سے نقل کیا ہے کہ از روئے سنت تھا نہ از روئے قرآن اس قول سے اس قابل کی دلیل ملتی ہے جو کہ قابل نسخ سنت کا بالقرآن ہے اور ابو زکریا ابن حبیب شافعی تہجد الخافل میں فرماتے ہیں کہ توجہ بیت المقدس جہاد آنحضرت تھا بلکہ بوجہ الہی تھا اور اس قول پر دو دلائین نقل کی ہیں ایک قول الہی ما جعلنا قبلہ التی کنت علیہا الا انکم من تبع الرسول من قبل علی عقبہ کہنی اور وہ قبلہ جو ہم نے ٹھہرایا جس پر تو تھا نہیں مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رسالہ رسول کا اور کون میرا جاہلگا اولیٰ بانوں و سر قول آنحضرت کہ جب آنحضرت جانب بیت المقدس نماز پڑھتے تھے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتے کہ میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ اللہ جو میرے قبلہ میرا کعبہ کی طرف اسلئے کہ وہ قبلہ ابراہیم ہے جبرئیل نے کہا میں بندہ خدا ہوں مثل تمہارے اور تمہارا از انہ کے نزدیک بہت ہے سو اللہ سے درخواست کرو جو حضرت جبرئیل آسمان پر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب آسمان



انفر کر کے نظر ہوئے اسی بات میں کہ بت قدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ انسانی جسم میں ہوئی اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ان باتوں کو حضرت بائید وقت  
 یہود واقع ہوا ہو پھر وحی سے اس جہاد کی تقریر ہوئی ہو فائدہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم الہی جانب کعبہ پھر سے تو حضرت جبریل  
 نے سارے پہاڑ جو کعبہ سے حاصل تھے دور کر دیے کہ آپ کی نظر کعبہ پر پڑنے لگی اور قبلہ کا چاند و دان ہو گیا پھر اسی سال کی شبان  
 میں چترے ماہ رمضان کی فطرت میں یہیت سورہ بقرہ میں نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم  
 تتقون یا اے مسعودات یعنی امایان الکرم موافق پر روزے کا جیسے حکم تھا تم سے اگلوں پر شاید تم پر سیر کا ہو جاوے یعنی جی روکنے کا  
 سلیقہ پیدا ہو گئے دن میں کتنی کے تفصیل اسکی یہ کہ ایمان الوتقضاے ایمان یہ کہ اپنی نفس کے مارنے میں تہد ہو اور روح کے  
 زندہ کرنے میں کوشش کرو کیونکہ نفس معززی ہے اور روح بگینا اور ظاہر ہے کہ معززی راہ دین کو مارنا اور بگینا کی زندگی میں کوشش کرنا پڑی  
 نیکی ہے اور حصول اس امر کا یوں ممکن ہے کہ اس دن کو کھانے اور پینے اور حجام کرنے سے اڑ طلع صبح صادق تا غروب آفتاب بشرطہ حصین  
 اور نفاس سے پاک ہو روز کو کیونکہ یہ انھیں چیزوں کا راغب ہے اور غلبہ کوشی مرغوب دینا گویا تار ہا ہر اڑ پتر زمانہ غلبت سوا تھنے کا وقت ہے  
 کہ جس وقت موت تہ تازہ اور حواس بیکہ ہوتے ہیں اور حجام اگر چہ سونے کے وقت ہوتی ہے لیکن اکثر متبادل تدقیق نظر دریافت ہوا ہے  
 کہ متعقضاے نفس نہیں ہوتی بلکہ روزے دفع طبیعت اور شیخ منظر منع انداز وقت تارکین میں کہ شکل یو ویری میں اتنا زمین میں  
 منی کو کسی محل میں ال کر سکی حاصل کرنا ہی وہ نہ ایہ حجام اگر لہی شکوہ یا ملوکہ سے واقع ہو تو از قبیل مطہرات جس طرح ہنر ابوال اور  
 ہزار سے سوا سچ روح کی صفائی ہوتی ہے نہ فوت نفس اور جو بعض اقصا فطرت بنا نفس پروری بزرگ روشنی مشعل جوارح رات کو یوں  
 بنا کر دلی کام رات میں ہنر کرتے ہیں انکارتہ نجوابی اور کلال حواس و فتور عقل و معززی متعقضاے لذات و رے سے جو کچھ ہنر  
 پر ظاہر ہنر لذات کو محل ذرہ نہ کیا کیونکہ رات بالطبع وقت سکون آرام نہ کام ترک شہوات و لذات ہے و لذات اکثر عقدا رات میں  
 سواے سونے کے اور کوئی شغل نہیں کرتے پس اگر اسکو محل ذرہ قرار دیتے تو عادت عبادت سے اور حکم شرع متعقضاے طبع سے  
 مستان نہ و تا بلکہ تلوی مخالفت کے واسطے روزوں کی رات میں ترجیح پڑنے کا حکم ہوا ہے تاکہ کمال مخالفت متعقضاے طبیعت سے  
 مستحق ہو کیونکہ طبیعت ذرہ دار کی آرام و تسرحت چاہتی ہے اور یہاں متعقضاے نفس طبع کا قلعہ وقع دپیش ہے اور سب باتیں  
 جو مت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر روزے میں حرام ہونے کی طرح اگلی باتوں پر بھی حرام تھیں پس حضرت ام علیہ السلام سے  
 تا آخر شریعہ کہ نصائیت ہے اسی طرح ہا ہر کہ دن میں کھانا پینا و صحبت عورت سے کرنا حرام تھا صرف تعداد ایمان البتہ ختمات تھا  
 کہ حضرت ام پر روزے ایمان ہیض کے ہر مینے میں فرض تھے اور یو دیوں پر جموع عاشورا اور خیر کار و روزہ ہر سہرہ میں بخیر روز  
 اور بکرم نصاری پر روزے رمضان کے فرض تھے انھوں نے گرمی اور مری کی شدت سے تکلیف پائی تو فصل ربیع میں بچاس  
 دن کے روزے اسکے عوض میں کھنے لگے اور پڑھا ہے کہ حکیم کا فعل خالی از حرکت نہیں ہوتا دیکھو ایمان مسعودات نے کیسے  
 فایده بخشے ہیں کہ ایک کتاب علیحدہ اگر کوئی عاقل عالم چاہے تو لکھ سکتا ہے اور مومنہ آن نواید کا یہ ہے کہ اگر مدت اس حکم ہوتی تو  
 کمال میں نقصان تھا اور کس قدر شہو یا و غضب میں تاثیر کمال ہوتی کیونکہ نفس و طبع ایک دہا بار کے عہدے کو خیال میں نہیں لاتی

اور اگر ماہ کامل سے زیادہ ہوتے تو کس قوت شمس و غنیمتہ تو بخوبی ہوتا مگر اعتدال مخرج نرسنا اور قوت طلعت اور عبادت و رجم  
بر ہم ہوجاتی اور عبادت سے بیکار ہوجاتا مثل نماز و نوافل اور سراج اور جہاد اور طلب علم اور مطالعہ کتب دین اور عبادت مرضی اور  
مستالعت جنائز وغیرہ امور شرعیہ کہ جنہیں قوت بدن کا ہونا لازم ہے اور اس صورت میں تقویٰ اصلاح میں نقصان پڑ جاتا تھا  
لہذا ایک ماہ کامل مقرر فرمایا کہ یہ مدت متوسط ہے مابین مدت فتنہ کہ نہایت طویل ہے اور مدت سال میں کہ بہت طول ہے اور اور واضح ہے  
کہ تجدیدات اوضاع آسمانی برفیع ہیں نہ یگین تین دورے ہیں اول دورہ دن و رات کا کہ حرکت فلک اولی سے متعلق ہے و دوسرا دورہ  
کہ حرکت قمر پر موقوف ہے تیسرا دورہ سال کہ حرکت آفتاب سے وابستہ ہے اگر ان تینوں سے دورہ شُب روز خیار کرتے تو دخول شُب و  
میں لازم آتا اور بیست قلیلہ کے کچھ تاثیر بھی ہوتی مگر یہ کہ کراہی جاتی اور ایسی نکاح جس میں دو دن کے فاصلہ ہو جائے تو بھی  
تاثیر مستندہ ہوتی اور اگر فاصلہ نہ رکھا جائے تو تکرار متصل راجع بدورہ دوم ہوجاتی ہے یا مثل اس کے اور اگر دورہ سوم اختیار فرمائے  
تو تبدیل فصول وغیرہ موجب خلل امر جہاد و رجم و اختیار کیا اور اس میں ایک سہرا بھی ہے کہ نزول قرآن اول  
لوح محفوظ سے آسمان نیا بر واقع ہوا ہے اس مقام پر جب کو بیت لغت کتنے میں ہیں مدت دورہ حرکت آسمان کو اربعین دین  
قرار دیا تاکہ نزول قرآن سے بھی شبیہ پیدا ہو جائے اور مضامین اسی واسطے قرار پایا کہ اربعین قرآن نازل ہوا ہے فائدہ  
اس آیت سے فرضیت موم کی بجائی اور شبیہ صرف فرضیت میں ہے نہ تعداد یا م میں کیونکہ ہم سابقہ پر صیام مضامین فرض نہ تھے بلکہ  
عاشورہ کا صوم حضرت موسیٰ علیہ السلام میں ہی کے آدم پر مگر کیفیت میں بلا شک شبیہ ہے ایسے روزہ میرم سکوت تھا اور اور دن کا  
یہ کہ عرب کتب سے باعنا اکل و شرب جماع و ریت تھا پھر تا صبح حرام یہ بات ہمارے حضرت کے زمانے تک تھی یہاں تک کہ  
بعض صحابہ نے غلیظہ ہوت سے راتوں کو صحبت کی اور صبح کو نہایت اپنی حضرت سے اہماس کی تو نازل ہوا اکل لکم لیسام  
الرفث اثم ثم اتوا الصیام الی الیل اس سے نکلا کہ تمام رات فجر تک صحبت کرنا حلال ہے نہ روئی نے بحث اشارت لیسام میں لکھا ہے  
کہ جب جماع فجر تک جائز ہوئی تو اربعین اشد ہو اگر خیانت سنائی صوم نہیں اسکو جو آخر شب کو ترک ہو اور صبح کو جب اٹھا تو اسکا  
غسل دن میں ہوگا اور جن کتنے میں کہ حرام بن گئیں غنیمت ایک شخص فقیر تھا فردی سے رُکے پالتا تھا ایک تیرہ رات کو بھان  
بے کھانے سو گیا دوسرے دن ذرہ رکھے حضرت کے پاس آیا ان جناب نے چہرہ تغیر باک روچھا اسنے حال کہا اسنے حق میں کھانا  
کھاتے تین لقمہ لکھ خط الامین من الخط الامین الفجر اللہ نے نازل فرمایا ایت سے صوم کی حد واضح ہوئی نبی بازرشا کھاتے  
جماع سے پس کفارہ اکل و شرب سے بھی لازم آتا جو طرح جماع سے نہ جیسا کہ امام شافعی صرف جماع سے کفارہ کا لازم سمجھے ہیں و ایت  
میں اشارہ ہے کہ نیت صوم دن میں چاہیے کیونکہ جب غفلت فجر تک صیام نمازین شجرہ اموا الصیام الی الیل ارشاد کیا اور جن ثم نایب  
ترانی ہے تو معلوم ہوا کہ لامحالہ غنیمت بد فجر ہے ایسے کہ جب تک کچھ نہ بھی دن کا نہ گارات منقضی نہوگی پھر ہم نے جانبر رکھا ہے  
کہ نیت فجر پر عدم کرے اور پس ایت سے صوم صیام کی بھی کچھ جانچ کسان و دارکین ہے اور اکل میں ہے کہ اسکا  
منیہ کیا ہے اکل کو تین مجزئہ ایک میں تبیین نہیں جیسا امام مالک کہتے ہیں اور بعضوں نے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص جماع

کو تھکایا کھاتا تھا اسنے میں فجر ہوئی اسنے ترک کیا تو روزہ صحیح ہوا اور وضو نہ کرنا بھی اسنے ترک کر دیا۔  
 معلوم ہوتا ہے کہ نفس الامری میں ہوا و حیوان بعض سے صبح معترض یعنی صبح صادق ہر صبح کا وہ فیہ مستطیل اور کلاؤں اور اسنوں سے بعضوں  
 نے دلیل پکڑی ہے کہ جس شخص کو فجر میں شک ہو کھانا درست ہو اسکو اور اتوا لعیام الی لیل سے جسکو غروب میں شک ہو اسکو کھانا درست  
 یہ تو خصوصیات انصاف کے حق میں ہوتے اب جو عمر بانی پر نظر ہوئی تو فرمایا کہ میں کانٹا کم مضیاعی سفر قہریں ام فروہ  
 الذین یطیعونہ فدیہ نظام سکین یعنی سچے جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر نکلتی جا بیٹے اور دنوں سے اور جنگ و طاعت ہو تو بدلا جائیے ایک  
 کھانا اس کی بات سے نکلا کہ مریض مسافر کو افطار کی خصوصیت ہر مریض وہ کہ جسکو زیادتی مرض کا خوف ہو طرح طرح کے چشم و تپ لرزہ اور جس  
 مرض کی زیادتی کا خوف وزہ رکھنے سے ہو یا کھانا سفر میں طرح ہر طرح کا کھانا اسکو افطار جائز نہیں اور امام مالک کے نزدیک خصوصیت ہر  
 جو مریض ہو اور سفر وہ ہر جو تین دن تین رات کا سفر از رو سے سیر ہو یا اسکی طبیعت خشکی میں انش کے قدموں پر ہر کبارہ ہزار  
 قدم کا وہ کوس یعنی میل ہوتا ہے اور وضو نہ پینا لیس میل اور وضو نہ چوٹن اور وضو نہ تیرے سر سے کہے ہائی و سرغریا میں اعتدال ہوا  
 اور بیماروں میں لیاقت و تدبیر و طہران میری اور جلدی کا اعتبار نہیں ہر جو کسی تین رات دن کی مسافت کو ایک دن میں طویل  
 اسکو بھی افطار کی خصوصیت ہر اور لباس میں خصوصیت میں ہر سے نزدیک مسافر کو سخت افطار حتی کہ قطع طریق و باغی کمانی الاحادیث اور یہ جو  
 اسد صاحب نے علی غرکما سفرانہ فرمایا کہ صبح و صلیا گھاتا تھا اسلیے کہ علی بن ابی طالب علاہ و شہداء ہر کسی کو سفر امر اختیار ہی ہوا اور مریض شخص  
 اسی سبب سے ہر جو جمعیت نے افطار کیا سچے سفر ہو تو کفارہ کو نہیں ہوتا بخلاف مریض کہ اسنے صحت میں افطار کیا اور کسی بیمار کو کفارہ  
 ساقط ہوا و عدہ میں ایمان سے کھلا کہ تمام سال میں اختیار ہر مریض مسافر کو مومن کا سوا ہے ہر روز و منوعہ اور مکلف و مفلس طرح جائز ہے  
 اور الذین یطیعونہ کے معنی میں ایک کثافت ہر عادت نہیں وہ کھانا ایک فقیر کا دین جب اس اختیار و اہل اسلام میں تھکا دوسرے کہ لافنی کا خور  
 ہر یا تہرہ با افعال بنا برکت ہے ہر صورت میں شیخ فانی کے حق میں ہوا امام شافعی کے نزدیک حلالہ اور مریض کے واسطے بھی ہر اور شیخ فانی  
 وہ کہ جسکی طاعت و عزت و کھٹی ہو اور قدیر یہ ہر کہ ہر روز کے برے ایک غریب کو آدھ صاع گیون یا آٹا یا ایک صاع خراش کیا جو کہ  
 اکلیل میں ہر کہ ہر مریض کے اگر چہ آسان ہو اور ہر روز سفر کے اگر چہ چھوٹا ہی ہو یا غریب یا مسافر یا بیمار یا کسے نہیں کانٹا کم مضیاعی  
 علی سفر کے اور فتنہ میں ایمان آخر ہر وضو نہ دلیل پکڑی ہے کہ قضا بر نور لازم نہیں بخلاف اود کے اور جو کوئی سال رمضان افطار کرے وہ  
 قضا کرے موافق شمار دنوں کے اور اگر رمضان کے تیس دن پورے تھے اور وہ قضا کرے تو نقصان نہیں کر سکتا اور جو رمضان کے تیس  
 دن تھے اور وہ قضا کامل ہوا تو پورا مینا قضا لازم نہیں بخلاف اسکے جسے دنوں صورت میں مخالفت کی ہو اور دلیل پکڑے  
 گئی آیت سے ہر بات پر کہ جو روزے رمضان کے برے دنوں میں تھے اور قضا چھوٹے دنوں میں کیا تو درست ہے اور طہام سکین سے  
 معلوم ہوا کہ اس فدیہ کا مصرف گروہ غریب یا نابلز کو وہ اور ابو عبیدہ نے کہا کہ حامل مرض میں اختلاف ہر وضو نہ کما فدیہ ہر رمضان  
 کیونکہ ہر مریض فانی میں اور وضو نہ کما فقط قضا ہر قدر نہیں کیونکہ بیمار دن میں محدودہ ہیں اور وضو نہ کما فدیہ و قضا  
 بین کیونکہ اگر شہر و عذر و انون کو دو حکم فرمائے ایک قضا کا دوسرا فدیہ کا یہ دونوں کسی میں نہیں لہذا احتیاطاً قضا بھی کرین و علی

۲  
 یعنی وضو نہ کرنا  
 روزہ صحیح ہوا



دین اور صحیح قضایہ نہ فیہ اور ہر قابل نے آیت میں تاویل کی ہے اور تفسیر احمدی میں ہے کہ آیا بعد وراثت اور میت شہر رمضان الذی  
 انزل فیہ القرآن یہی للناس بنیات میں الہدی والفرقان میں شہدیکم الشہر فیصدہ میں اشارہ ہے کہ روزہ رمضان میں ہر چاند و یکے  
 کیونکہ ہلالی شہر کا اختلاف ہے خواہ تیس دن ہو یا تیس اور اس آیت میں دلیل ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہے کیونکہ نزول قرآن بیان  
 رمضان میں ہو چکا گیا اور انما انزلناہ سے لیلۃ القدر میں تو تطبیق ضرور ہے اس طرح کہ قرآن رمضان میں آتا اگر ایک یا کئی دن میں کہ وہ  
 شب قدر ہے ہر شب اختلاف ہے کہ وہ رات کون ہے ہر ایک اپنے طریق پر لیل الہامیہ کہ صحیح شامسویات ہے اور میں شہدیکم الشہر کہ دو توجہ  
 میں ایک یہ کہ جو تم میں سے حاضر ہو اور عقیقہ مسافر وہ روزہ رکھے اس صورت میں بعد و مخصوص ہے دوسرے یہ کہ جو پاسے تم میں سے اس  
 وہ روزہ رکھے اس صورت میں عام ہے مریض و مسافر کو مگر تخصیص میں ہی قول جو ہے وہاں منکم رمضان اعلیٰ عنہ فقعدہ میں ایام آخر کیونکہ  
 اگر تخصیص کی جائے تو محال تھا کہ ان کے واسطے بھی خصیت نہیں ہے فائدہ فضائل صوم احادیث میں اکثر میں انما صحیح سہ میں  
 بروایات متعددہ وارد ہے کہ فرمایا حضرت علیؓ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک نام ریان ہے اس سے صرف  
 روزہ وارد رخل جو گئے اور خاصیت اس کی یہ ہے کہ جو اس سے در آیا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور انہجہ یہ کہ فرمایا حضرت علیؓ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی  
 تمام رمضان کے روزے رکھے حکم ایمان طلب اجر و ثواب تو گناہ گذشتہ اس کے معاف ہوتے ہیں دوسری حدیث شریف میں ہے کہ روزہ  
 کو بیچ بزرگیان میں ایک کہ ایک ماہ کی وقت غذا خواہ خواہ قبول ہوتی ہے دوسری کہ خاموشی ماسکی بجائے تسبیح ہے تیسری کہ  
 صائم کو ہر عمل کا ثواب چند ملتا ہے چوتھی یہ کہ در عا حال صوم میں قبول ہے پانچویں یہ کہ گناہ روزہ دار کے معاف ہیں اہل سنت و جماعت  
 ہر سب سے یہی روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ روزہ در فسخ کے واسطے سپر ہے اور ابن جبر نے صریحاً روایت کی ہے کہ روزہ دار کے روزہ  
 جو اور کھاتے ہیں تو فرشتے اس پر در و بھیجتے ہیں اور متغفر کرتے ہیں اور سبندہ و تخوان اس کے تسبیح کرتا ہے ہی طرح اکثر احادیث فضائل صوم  
 میں ابن ربیع فائدہ نزدیک ابن عباس رضی اللہ عنہ کی منوعات اول حکم استقبال قبلیت اقدس ہے اور صوم عاشوراء و فی الاشیخ  
 و الباقی تہذیب اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کتاب تسبیح و تسبیح میں فرماتے ہیں کہ اولین تسبیح حکم نماز ہے پھر تحویل قبلہ بعد از ان سورہ پس انان لکوة  
 ثم لا غرض عن ان اکثرین بدہش حکم جلد ہجرا کا کہ دنیا حضرت کو جہاد کرنے سے بچھڑ حکم قتال بہترین بچھڑ حکم قتال باہل کتاب  
 یہاں تک کہ خبر دین بعد اسکے تسبیح تورات عاقدین و اخات بعد از ان تنہا بیان حکایات جاہلیہ پھر منع مخالطہ کفار دینی مسلمانوں  
 منع کیا گیا کہ مخالطہ کفار سے نہ کریں بعد از ان عہد پیمان جو حضرت علیؓ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا کہ بعد یوم انحر فرمایا تھا شکست ہوا  
 با تہجہ نزول منوعات اکثر کہ مبارک دین واقع ہوا اور نزول اسخات مدینہ بیکہ میں نے علم بعد از ان تحریج رمضان و نجیہ و شنبہ سال و ہجری  
 عوۃ بیکہ سری واقع ہوا اور یہ واقع ہوا کہ یوں واقع ہوا کہ فداول مدینہ سورہ میں خبر میں علیؓ کا بوجہ ان بن صخر و عمر و عاص و غیرہ  
 ابن نوفل مع چاہیں دیوں کے بقصد تجارت جانب شام جاتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موضع غطفہ تک تشریف لے گئے لیکن ان لوگوں سے ملاقات  
 نہ ہوئی جب شام سے وہ لوگ چرے تو حضرت جبریلؑ ابن علیہ السلام نے اطلاع کی کہ تجار ہم انہری شام سے آئے ہیں خبر نہ کہ انجناب نے صلوات  
 علیہ وسلم و بعد از ان یہ پیش عدوی کو بطور جاسوس نگر کر کے روزانہ فرمایا تاکہ قتلے تجار کا حال ریافت کرے خبر کریں یہ دونوں موضع جہاد

کہ راضی حور امین واقع ہو کشیدہ جمعی کے گھر میں پوشیدہ ہو رہے اور خیر ابو سفیان کو بھی پہنچی اسے منضم ان عمر غفاری کو اجرت دیکر  
مشکرین کے سے کہلا سبھا کہ صلعم منظر عود قائمہ شیعہ میں انکا مال یہاں کہیں اور قائم کو بھٹا طے بجا نہیں ہیں انقصان پینگے الخفق فاعلم  
موضع خید میں اگر گزر گیا اور طلوع سیدہ راتوں پہل کر نیسے میں داخل ہوئے یہاں حضرت صلعم رسا تبعدہ رنگی ان دنوں کی خبر عود قائمہ  
بتحقق دریافت کر کے مدینے سے شریف بجا چکے تھے احوال یہ وہاں حضرت علی المد علیہ السلام نے عبداللہ ابن ام مکتوم کو مدینے میں خلیفہ کیا اور  
تاریخ دوازہم یا سترہم رمضان شریف چاہے بوقتہ برکہ مدینے سے بفاصلہ ایک میل واقع ہوئیۃ الاول عبداللہ ابن عمر و زید ابن ثابت برابر ان بن  
وغیرہ صحابوں کو نسبت خود رسالی کے پیشہ پایا اور عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ انجیر بیدری زید جباری سماہ رقیبت رسول المکر معلوم ہوا  
انجناب مدینے میں سب اور دو مہاجر اور پنج انصار رسوا کے آنکے بھی انذرات لایقہ نہیں گئے چنانکہ طلحہ ابن عبداللہ و سید ابن بید جباری  
کے واسطے چہ شام گئے تھے اور صبح بخلافی کو اہل خلیفہ فرمایا تھا اور ابولکبا یہ کو موضع روجا سے بجائے عبداللہ ابن ام مکتوم خلیفہ مدینہ کر دیا  
اور انکو امام مسجد فرمایا اور معلوم سے حدیث ابن جابر کے عمر بن عوف کے ہم پر بھیجا تھا اور غازی بن الصمہ اور غازی بن حبیرہ میں گڑبے  
اور چوٹ بہت لگی کہ راہ سے دہس گئے گئے رویت ہر کہ شکر سید ابیہ صلعم میں شراوٹ یا انشی اور دویا میں گھوڑے تھے ایک گھوڑا بقدر  
ابن عمر کو کندی بخلاف اور دوسرا ابی مرثد غنوی کا اور سیدہ زید کا اور حوزہ میں اور آٹھ تلواریں تعین مرد و دو تین تین دیون میں ایک ایک  
پہنچا کہ نوبت نبوت سہاروتے تھے اور سیدہ حضرت علی المد علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہوتے تھے اور زید ابن جابر  
بھی اور نبوت حضرت صلعم پیادہ ہوتے تو صاحب رضی اللہ عنہ التماس کے کر دیا رسول اللہ صواب میں ہم پیادہ چلیں گے حضرت صلعم فرما  
کہ تم مجھے قوی نہیں ہوا دین تم سے اجر میں بس نیاز نہیں یعنی میں بھی اجر کا خدا سے چاہتا ہوں جیسا تم اور اس غزوہ میں سب تک سیرہ  
آؤ میں تھے ایمین شتر مہاجرین اور دو مچھتیس انصار و بردار تھے تراشی مہاجر اور باقی انصار ان میں بھی آٹھ نفر حاضر نہ تھے مگر میں پہنچ  
نفر لڑائی میں تھے یہ اول انصار کا حضرت علی المد علیہ السلام کے ساتھ تھا اور جو کہ غم جنگ باخبر نہ تھا اس سبب تکسیر کر میں ہی کوشش  
مدینہ فرمائی اور قعدہ اشکر مشکرین ایک روایت میں ایک ہزار کی تھی اور ایک روایت میں نو سو چالیس ایک قول سے ہزار سے کم نو سو سے زیادہ  
اور انہی عوادہ و گھوڑے تھے اور بڑے بڑے شتر و فریش حطج ابو سفیان ابن مغیرہ بن ابی جہل وغیرہ ہوا تھے فائدہ پوشیدہ رہے کہ اہل بدر کی  
میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک تین ہونید رہ چاہا بھائی داد نے ابن عمر سے روایت کی ہے اور بعض نے تین یا تیرہ بعض نے پندرہ کھم میں اور  
بعضوں نے تین موجود لکھے ہیں چنانچہ براہ ابن عازب سے صحیح بخاری میں مذہب ہے کہ صحابہ بدر و فواق صحابہ اوت تھے اس وجہ  
انہی مہاجرین اور باقی انصار تھے کہ قبیلہ اوس ابن خارجہ کے کسم اور بطون خرنج کے ایک سو شتر اور وہ بھی صحابہ بدر تھے  
جبکہ حضرت نے حصہ یا گورائی میں نہ تھے نہ ہی چنانکہ استیجاب میں اس قول لٹ کو ترجیح دی ہے اور جو جرج بن بن عبداللہ بن زبجی  
نے یہ سالہ حالۃ الکرب صحابہ مدینہ و عرب میں تین سو بیس لکھے ہیں مگر اسے بھی حسب استیجاب کی قول کو ترجیح دی ہے لہذا فقیر  
محقق ہوا کہ اہل خزوان المد علیہ السلام استیجاب سے فصل کرنا ہوں فائدہ توفیق و ہوا توفیق سیدنا صلعم سیدنا عبداللہ بن عثمان ابی بکر  
الصدیق انور رضی اللہ عنہما ان خطابہ مدینہ سیدنا عثمان بن عفان انقرشی خلفہ انہی علی انبتہ رقیۃ ضرب اللہ بسمہ و علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما









اپنی شہرین اور دوالی سے شایع حدیث سے نقل کیا کہ دعا قبول اسد اہل بیت قبول ہوتی ہو اور کما شیخ عبد اللطیف نے سالیہ میں کہ اکثر اولیاء کو ولایت ان کے ناموں کی برکت سے حاصل ہوتی ہو اور کما بہر بہت مضمون کہ خدا تعالیٰ برکت اسد اہل بیت سے شایع ہوتی ہو اور عرفا علیہم رحمۃ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے یہاں کے سر پہ ہاتھ رکھا اور اسد اہل بیت خالص پڑے تو خدا نے اسکو صحیح کر دیا اور اگر حاضر ہوئی ہوتی اجل اسکی تو تحقیق ہو جاتی تھی اور مضمون نے فرمایا کہ ہم نے تجربہ کیا کہ ان کے ناموں کی اور مضمون میں بکثرت تراکات انہیں دیکھی کوئی دعا سیر علیہ قبول اس سے زیادہ اور مضمون نے عبد اللہ کہتے ہیں کہ وصیت کی میرے والد نے مجھ کو محبت احباب صلی اللہ علیہ وسلم کی اور توسل کرنے کے ساتھ اہل بیت کے تمام بہت میں اور کما ہی پیشے ان کے ذکر کرنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہو اور غرضت حجت برکت وضو وضوان بعد کو احاطہ کرتی ہو وقت دعا کرنے کے پوسل ان میں سے اور جس نے پڑھا ان اس کو سر پر در اور وال کیا اللہ تعالیٰ سے وسیلہ ان کے فی الفور اللہ نے حاجت روا فرمائی ہو لیکن ان پر چڑھنے والے کو کہ اس طرح چڑھنے پر اللہ تعالیٰ رحم اللہ اس کا سیدنا محمد المہاجر صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا محمد اللہ ابن عثمان ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ فی ہذا الموطا آخر کما بہر بہت صحیح ثابت ہو کہ قبول غیرہ سب کافر اس کی میں غل اراہوار ہوئے اور ستر آدمی گرفتار اور ابولہب غزوہ بدر سے ساتویں میں مرض عدس میں مبتلا ہو کر کے میں گیا اور تحقیق اہل سیر کے نزدیک چودہ آدمی صحابہ بدر سے شہید ہوئے اسٹھ انصار اور جو ہماریں رضی اللہ عنہم ہمیں ان بعض دایات میں تیرہ لکھے ہیں ان میں سے پانچ مہاجرین ہیں انھیں منزل دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش ابن عمر فرمایا ہے وہی ابن ابی الزغبہ جنی کو جاسوس قمر کے کہ بھیجا کہ وہ بدر میں جا کر خبر تحقیق لائے اور ختم فرم ان عمر وغفار صی نے ام تھری کے میں پیام ابوسفیان پہنچایا اور اپنے پسرے پھاڑ کر شہر کرنے لگا کما کہ قریش تھا رمال بوفیان کے آتا ہر سو مقرر فرم ہوئے اسکو بچاؤ و شرافت میں شرف حاصل رکنا قافلہ کے سے سادہ ہوئے گزری عدی نے خلف کیا اور ابولہب صلی بن شام بن عدی خواہ شام بن الغیرہ کو باہر پناہی جگر روانہ کیا اور اسیر بن خلف نے بنحوت قتل اول انکار کیا مگر ابوجل نے بنحیر اسکو سادہ فائدہ امیہ بن خلف نے اسکا سبب نکال دیا تھا کہ حدیثی از عبد جبر بن خیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے میں نے جو کہ آپ سے کھتی تھی اس کے گھر سے ایک دن اسی کے ساتھ طوفان میں مرنے سے کہ ابوجل یا آسنے بکار کے ہی سے کما کہ تم کہوں ان سے دیتی کرتے ہو انھوں نے تو دین بدلنے والوں کو اپنے گھر سے لایا ہر حضرت حدیثی جگر کہ کما کہ تم ہا آنا ایمان کا بند کر دے تو تم کو رو دیکھنے ایسے مقام سے کہ تم کو شکل پر کی یعنی شام سے ہی نے کما کہ ابوجل شرار قوم ہر اس طرح بات نہ کہ حضرت حدیثی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ ابوجل تہل قاتل ہر باعث قتل ہو جب ابوجل نے ترغیب تحریریں قتال نصیہ بدر میں شروع کی متوالہ حضرت سعد کا ہیہ کو یاد آیا اور خوف ہالانہ اندر کیا ایماننگ کما ابوجل اس کے پاس سرشاران گیا اور کما کہ ہم مردہ میں ہو عورتوں کی طرح نہ کہ گھر میں بیجا و بہت طعنے دیے اور ساتھ لیا گھر پر فرار اسکا ارادہ تھا کہ کلب جاورن بکا وقت روانگی اس کے جرو نہ سے متوالہ سعد کا یاد دلایا آسنے کما تھا کہ میں دو تین دن میں پھر آؤں گا اتفاق نہوا اور ارشاد حضرت نبی صادق صادق آیا باجد ابوجل ثیرے سامان کے جانب بد چلا اور ابوسفیان نے بانجا جاسوسان جنی نہا راہ ہر جو ہر براہ صال قریب کہ مصلح بھیج کر شراران قریش کو اطلاع دی کہ قافلہ محفوظ رہا تب ہم لوگ پھر چلا ابوجل نے کما ہم گز رہے پھر نیلے اور مقام بدر میں تین دن قیام کر نیلے انھوں نے کب سب کما نیلے اور شراب میں نیلے اور پیش کر نیلے تاکہ شوکت ہدی تھا بعثت

لے شہر بدر  
میں ہر روز جن جن  
مقامات کی کتب  
میں مذکور ہے  
میں نے ان مقامات  
است و ابولہب غازی  
انسان است



عاصم بن مخض بن شریق سرحد بنی زہرہ ہونے اپنے گروہ سے کہا کہ چھوڑو یہ بد خو ناسی ٹرائی مول لیت ہی سوئی دوسرا اسی مقام سے پھر  
آئے یہ خبر ابوسفیان کو ہوئی اسنے افسوس کر کے کہا ابو جہل اپنے جہل سے قریش کو تباہ کیا جاتا ہے اس گفتگو سے مرضی ابوسفیان  
کی تھی مگر جب ابو جہل سے ملا تو چار چار سبب سبب سے ابو جہل بدترین کیا اور ہر کہ بدر سے مجروح ہو کے بھاگا اور قوت  
فرار کتا تھا کہ ایسا مقام خوف میں نے نہیں دیکھا ہر خدا کی قسم ابو جہل مروا مبارک سے اسی نشان میں ہوا وہی صغیر اخلاہ روحا  
حضرت جبریل امین نے خبر دی کہ قریش بڑے ساز سامان سے چڑھے آتے ہیں حضرت نے اصحاب سے مشورہ کیا اور فرمایا اللہ نے  
دو گروہ کا مجھ سے وعدہ کیا ہے یا کاروان قریش یا قریش یا درون نے کہا یا رسول اللہ آپ نے قتال کا ذکر کیا کہ ہم سالانہ بیت کرتے  
فرمایا قافلہ تجارت کل گیا یہ ابو جہل یا ہر عرض کیا کہ قتال کو چھوڑ کے جانبکاروان متوجہ ہو ان بات پر حضرت ناراض ہوئے تب حضرت  
شیخین رضی اللہ عنہما نے بائیں جانب انگلیں کن کر آجنا ب بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی اور بعد ابن عمر والا سونے کہا یا رسول اللہ  
چو کچھ اللہ صاحب نے فرمایا ہو اسکو سجا لائے تم آپ کے ہمارے ہمین ہمارا قولہ یہ نہیں ہے جنہی اسرائیل کا حضرت موسیٰ سے تھا انہی بات پر ایک  
تھا لانا ہنا قاعدون یعنی جا کے تو او تیرا بڑے تم تو سین بیٹھے ہیں بلکہ ہم عرض کرتے ہیں کہ تم آپ کے ساتھ ہیں آگے چلے  
بائیں ہر طرف سے ٹینگے اور جہاں تک آپ ہیں لجا نیگے جائیگے اگر چہ ہر کہ لعاؤ تک ہو چکا انصار نے وقت بیعت عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ  
جو کوئی آپ پر مدینے میں چڑھ آوے گا اس سے ٹینگے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ مکہ کے ٹینگے آپ نے ایسی تصریح کی جس سے  
انصار سمجھے کہ آپ کو موافق اس عہد کے یہ خیال ہو کہ شاید ہم باہر مدینے کے آپ کے شریک ہو گئے انھوں نے عرض کیا کہ ہر خدیو  
ہمارا معاہدہ مرفعت کا وقت چڑھ آنے دشمن کے مدینے پر تھا لیکن جب ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کو نبی ہر حق جانتے ہیں آپ  
ہماری جان آپ کی جان پر خدا ہے آپ کہیں ہوں اگر آپ ہمیں سندھ میں گھسنے کا حکم دیں تو کس جاوین اور کس طرح دشمن سے  
ٹرائی میں ہرین عند نہیں ہو اور وقت جنگ لڑا اللہ تعالیٰ آپ ہماری جان بخشی سے راضی ہونگے اس گفتگو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نہایت راضی ہوئے اور فرمایا چلو خوش ہو کر خدا سے تمہارے قتل و قتل کو اس طرح دیکھتا ہوں گویا پیش نظر ہر ہر کے نزدیک یہ  
اتماس مدین عباد کا ہر گناہ اہل سحی اور ابن عقبہ نے بدر یوں میں شام میں کیا اور واقعہ ای اور عائشہ اور کنبی نے اہل مدینہ کو کھلم و  
ہوا صبح سلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا کہ جناب اللہ نے ہمیں جاکر قتل ایل یک فری  
جو بدر میں مارے گئے ایک ن پہلے دکھا دی تھی اور فرمایا تھا کہ کل اس جگہ فلاں قتل ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اس جگہ فلاں قتل ہو گا  
انشاء اللہ تعالیٰ پھر حضرت عمر نے کہا کہ تم نے ان کی جس نے جناب سول خدا کو دین حق کے ساتھ بھیجا کسی نے ان میں سے اس جگہ سے تجاؤ  
کہ کیا جان سول اللہ نے اسکا مقتل بتایا تھا اتنی اقصیٰ جب حضرت نے یوں فرمایا تو صحابہ کرام قوت ہوئی اور ہر اور کاتب رچھو وہاں پہلے  
اور حضرت نے اپنا لشکر عدوہ دنیا بآرامہ اور شہر کین نے عدوہ صوفی پر کہ اللہ صبور و افعال میں ساتے ہیں اور تم باعدہ الدنیا ہم با بعد  
بعضوی و کرب غفل شکم کوئی جس وقت تم تھے دوسرے کے ناکے اور وہ تھے پرے کے ناکے اور قافلہ اتر گیا نیچے تم سے اور حال یہ تھا کہ  
بائیں دونوں کے جنگل جامل تھا ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی اول حضرت مع ایک صحابہ کے سوار ہوئے اور جنگل میں بھرتے لگے

ایک شخص شجر کا ملا اس سے پوچھا تمہارا فرض کی کچھ خبر ہو اس نے کہا یہ بات میں اس قدر تبادلوں کا جب تک کہ وہ کہہ ہم فلاں مقام کے ہیں حضرت نے فرمایا جب تک کہ وہ کہہ ہم فلاں مقام کے ہیں اس کے ساتھ کہ تمہیں صحابہ فلاں درمیان سے نکلے میں اگر یہ خبر سرت ہو تو آج فلاں مقام پر ہونگے یعنی حدود دنیا پر یہ بھی سنا ہو کہ قریش فلاں درمیان سے نکلے میں اگر یہ بات سچ ہو تو فلاں مقام پر ہونگے یعنی جہاں لشکر کفار تھا اب تم کہو کہ اس کے لئے حضرت نے فرمایا میں ان کا اس لئے جاؤ کہ یہ اہل عراق سے ہیں کیونکہ عرف عرب میں عراق کو اہل العرب کہتے ہیں بسبب کثرت پانی کے اور حضرت نے تو یہ لطیف فرمایا تھا یعنی میں مخلوق لطیف سے ہوں اور وہ پانی ہی بعد اس کے آن جناب منزل پر شریف و راجحہات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبد بن ابی قاص کو روانہ کیا کہ تم خبر لاؤ وہ گئے تو قریش کے پناہروں سے ملے وہ جھگڑا کرتے تھے غلام نبی ابی جحجح کا اور رضی غلام نبی اعاص صید بن سعد کا ہاتھ لگا دو دنوں کو بکلا لائے اس وقت آن جناب نہایت تھے اصحاب نے پوچھا تم کون ہو کہا ہم پناہ سے ہیں یا رسول اللہ جو تھو جان کر ان کو ڈرایا اور اراتب کہ ہم ابو سفیان کے غلام ہیں حضرت نماز خارج ہوئے اپنے فرمایا تم نے سچ کو جو تھو جانا اور جو تھو کہ سچ والہ یہ دونوں غلام قریش ہیں پھر جناب رسول خدا نے اسے پوچھا قریش میں کیا معاملہ ہے تصویبی پر پوچھا کہ قریش میں کیا نہیں معلوم فرمایا کہ کتنے اذیت نگر ہوتے ہیں کہا ایک دن تو دوسرے دن دھڑل فرمایا ہمارے کہ تو نے زیادہ میں بھر پوچھا پھر قریش کون کون میں غلاموں کے کا عقبہ اور شیبہ پہلے رہیہ ابو بختی حکیم بن خزام حارث بن عامر شیبہ بن عدی انص بن حارث رشیہ بن الاسود ابن ابی حنظلہ ابی جہل امیہ بن خلف بنہ اور منہ بسر ان حجاج سہیل بن عمر عمر بن عبد و یہ سب کے حضرت نے فرمایا کہ گئے اپنے جگر گوشے لاؤ اسے میں انھیں قریش کا حال اس طرح معلوم ہوا اور جگہ کے ہوئے لوگوں کا ایک شخص عجمائے نے لشکر اسلام کی خبر قریش کو پہنچائی تھی کہ قریش بلخ طرب تھا پھر عجیب اتفاق ہوا کہ رات میں بعض مسلمانوں کو حنظلہ ہو گیا اور موقع تھا کہ لشکر اسلام پانی سے وادہ کفار نزدیک غسل اور وضو کی مشکل پڑی اور میں نے یہی کہہ کر پھر تھوڑے لمحے کو ڈرائی تھا مسلمانوں کو تردد ہوا مگر میں جب کہ تو انہا شکست میں حالت میں چٹان پر سے ڈالنے لگا کہ عیسیٰ ہوا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اہل قریش نے ہر ایک میں چمکی پھر کئی چمکے غسل کے چاق ہوئے پھر ان کو آلی سو گئے جگہ کے تو سو سے جاتے رہے اور کافروں پر یہ مشکل پڑی کہ جہاں سے دوزین تھی سخت پانی برسے سے کچھ ہو گئی کفار چلے پھرنے سے معذور ہوئے خدا کی ماری بھی یہی خبر کے کا شہارہ سورہ انفال میں مذکور علیکم السلام ما ملککم ہذا یوم جمع کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی طیارسی کی اور عبد بن سبا نے عیش بنائے کی جو نیکی اور جناب ابن ابی شیبہ نے کمون کو دئے کی تیسری کی جہاں ایک عیش مثل عیش موسیٰ بن لیا اور کنوان جی کھو دایا عیش کتنے میں میں کھو جو بن غنیم لکڑی اور نتیجہ سے بنایا جاتا ہے کہ اس کے سایہ میں امیہ بن کندی المداح ابو عوف لشکر فغانیاں اسلام پر چڑھ آیا اور مجھے پھر چھانڈ کالی کے ایک عجمائی پانی چھین کے بنائے حوض بنائے اہل اسلام نے روکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا یہ پانی سے ہیں پانی چھینے دو گھر سو دین عبد الاسد بن عمر بن قسرم کھائی تھی کہ وہ حوض سے پانی بھی ہونگا اور خراب بھی کرونگا اور حضرت امیر خمرہ رضی اللہ عنہ نے اول سمجھا یا لایب قصد کرو اگر چاہا سارہ تو پانی ہی ہے وہ حوض کا تھی پیش آبا جا حضرت امیر خمرہ نے راہ میں سنا کہ روایا یعنی ایک تھوڑی سی ماری کا اس کے پیر کے اور اگر تپتے سینے کو دھو سے بنا برافق سے نرم جانب حوض حضرت جہاں امیر خمرہ نے سنا کہ اس کا کیا لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عریشہ میں داخل ہوئے اور دو گھنٹہ نماز ادا فرما کر کمال اسحاق اور زاری سے دعا کی صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا  
حضرت علی المرتضیٰ وسلم نے جناب امی میں لہماس کیا کیا امی پورا کر جو تونے وعدہ کیا ہے کہ امی کہاں ہے وہ فتح جسکا تونے مجھے وعدہ کیا ہے  
اگر تونے اس جہاد سلاسیہ کو مارا لا تو زمین میں تیری عبادت نہو گی یعنی پردہ زمین میں ہم ہی لوگ تیری عبادت کرنے والے ہیں اگر تیری  
مشیت مقتضی ہے تو ہوگی کہ مشرک غالب آدین اور ہم لوگ فنا ہو جاوین تو پرستش تیری باہل موتوں ہو جائیگی اور حالت میں جادو  
دوشن میرا کرتے گریہی صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے جادو کو بے ہنگام کر دیا اور بازو سے شریف نبل میں گزرتے تھے  
کہ یا رسول اللہ میں تجھے اہل جلال نے آپ سے وعدہ کیا ہے فتح کا تو بیشک فتح دیکھا تب آپ کچھ کھڑے ہوئے اور زور دینے ہوئے عرش سے  
باسرائے اور آیات برحقہ سینما اجمع دیو و لون الہیہ الساعۃ موعودہم اساعداوی و امیرینی انکست کھانیکا میل اور کھانیکا گشت  
بلکہ وہ کھڑی ہوئے وعدہ کا وقت اور وہ کھڑی تھی آفت لمور بہت گریہی جہاد طابق ہوشین کوئی کے خاصہ ہوا یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ  
نے خبر دی کہ مشرکین کہ جناب رسول مقبول کے مقابلہ میں کست فاش ہوگی اور جہاد جائیکے مطلق اسکے زور و بر واقع ہو سلا فون کی  
جماعت تیلہ سے لشکر کفار طیش کو شکست فاش ہوئی حالانکہ لشکر اسلام میں تین سو تیرہ آدمی تھے اور لشکر کفار میں تیرے نوے اور ستر  
ساز و سامان اور آنحضرت علی المرتضیٰ وسلم نے بے سامانی لشکر سے یہ بھی دعا فرمائی تھی کہ امی یہ ننگے بین انکو کھرا دے امی یہ جو کھے بین  
انھیں کھانا دے امی یہ پیادہ بین انھیں سواری دے امی حدیث کثیر میں کہ ہم میں سے کوئی بعد فتح بدر کے ایسا نہ ہو جسکے پاس سواری  
اور کپڑا اور قندیل و غیرہ نوزہو اس حدیث کو ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے اور باب عجزات فصل دوم مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے کہ  
شان بہودہ کہ بعد فتح جب اصحاب رسول مقبول بدر پر گئے تو کوئی ایسا نہ تھا جسکے پاس ایک لٹ یا داؤد نہ ہوئی نہ سب کے کپڑے ہائے  
اور کچھ پٹ بھرا اس غزوہ میں حضرت علی المرتضیٰ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ قریب ہزار آدمی کے لشکر کفار ہوا باس زو سامان لڑل اسلام بلکہ  
تین سو تیرہ بے سامان تھے اضطراب سے دعا لگی اللہ نے قبول کی اور فتح نصیب کی فائدہ اگر کوئی کہے کہ جب خدا تعالیٰ نے فتح کا وعدہ  
کیا تھا تو منظر ایک مقام کیا تھا جابا دل یہ ہے کہ حضرت صلعم بے نیازی اور بے پروائی کی شان سے ڈرے وہ مالک ہے جو چاہے کہ روا لے  
اسکا ماتھ کون پکڑنے والا ہو اور جنگ کی کجی نام کر کا اپنے مالک سے بندہ ہمیشہ ذرا ہے کجی نذر نمود و سر کر رعایت ادب مقام پر بوسیت کا ہے  
کہ باوجود وثوق بصدق وعدہ خدا یا عفا در کھئے کہ خدا پر کوئی حق واجب نہیں ہے اور اگر کوئی کہے کہ جب یہ ہوا تو خطبہ وعدہ لازم آجائے  
تو جواب یہ ہے کہ وعدہ کی اجابت کا وقت جہن میں تھا اگر آسین صرت مکان پر کھڑا ہوتی ہوا اگر فرض کریں کہ وقت میں بھی ہوا اور اجابت  
موعودہ امت میں واقع نہ تو جو بھی صدق وعدہ میں کے ترو زمین ہوتا کیونکہ جہان پر کہ وقوع وعدہ معلق ہے سبک شرط ہوا اور اسکا علم خدا ہی  
ہوا اور بندہ کو اطلاع نہ دی ہوا وہ اجنبین ہیں کہ جو قیود و شروط عالم امی میں ہوں ان سے بندہ کو مطلع کرے اکثر اوقات میں کہ  
آج کائنات و مواتی تاکہ سطرے بوسیت بندہ پر ظاہر ہے اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر دن اور شب میں کون فو سبب خون حکم لایا ہے  
نہ سبب عجم و ثوق وعدہ چنانکہ حضرت ابراہیم نے وقت ارشاد تو فرمایا لا اخاف انشرکون لان یشرکوا بل شیئاً من ربی کل شیئ  
علما خلاصہ یہ کہ حضرت کو یہ یقین حاصل تھا کہ وعدہ حق ہو نصرت رسل اور علم علم وعدہ کا ہر مضبوط ہے اور یہ شہادت صرف نظر و سمعت



علم الہی ادب بوسیت فرمایا اور اگر کوئی کہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد کو امر کیا اور باز رکھا اس کا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً  
ابوبکر کا ارفع تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے تو جواب یہ ہے کہ ہوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غم غم میں تھے اور صدیق اکبر تمام جاہلوں کے اسکے حضرت  
واسطے تقویت و قوت اصحاب کے یہ اس کا فرمایا تاکہ اپنی بے سامی سے نہ دریں اسلئے کہ صحابہ جانتے تھے کہ وہ عاقبت کی مقبول ہے ہر جہت ابوبکر  
عرض کیا جو کچھ عرض کیا آنحضرت باز سے ملو جانا کہ دعا مستجاب ہوئی کہ ابوبکر نے اپنے دل میں نیت طمانیت پائی و لذت بعد اسکے فرمایا یہ نہ کہ اس کا  
اور یہ جو حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ ہلاک ہوئے تو عینا دوسری نہوگی سو طلب یہ کہ حضرت نے جانا کہ میں تمام الانبیاء ہوں اور میرے بعد نبی نہوگا جو لوگوں  
کو ہدایت کرے اور نہ کہ سے باز رکھے ہر اگر میں میرے ساتھی مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر کوئی رستہ ہو خالص عبادت ہوگی باجواب کفار  
خارج جنگ سے باز نہ آئے تو حضرت صلعم نے بھی لشکر اسلام کی صف آہی فرمائی اور شاہد کیا کہ تم حملہ نہ کرنا جب تک میں اُنی نہ دوں اگر کافر لوگ  
غریب جائیں تیرے باران نہ لیکن بہت تیرے بھی خرچ نہ کرنا اور حال میں لشکر اسلام تین عکداروں کے کھڑا تھا علمدار و مہاجرین مصعب بن عمیر تھے  
جناب ابن ابی شیبہ علمدار خراج اور سعد بن حاذ علمدار کوفہ اور اس خدیجہ بن جابر تھے اور شعلہ بن ابی عبد اللہ و شاعر خراج  
یابنی عبید اللہ و بعض روایات میں ہے کہ علمدار مہاجرین انصار کا شمار یہ صورت تھا اور جانب کفار خراج بھی تین علمدار تھے ایک طلحہ بن طلحہ و سلم  
ابو غزنیہ بن عیسٰی و انصر بن حارث اور اس حالت میں حضرت صدیق اکبر آنحضرت کے پاس تھے مع ایک عائد انصار کے تاکہ اعدا کافر طرہ میں نہ کہیں  
انقض اول لشکر کفار سے عقبہ و شیبہ سپہ سالار سیدہ اور ولید بن عقبہ کے لشکر اسلام سے اول فتح و عائد و سپاہ سالار حضرت عبداللہ بن  
برکہ ہوئے کافروں نے جو حجام کون لوگ ہو بسے ہم انصار ہیں کہنے لگے ہم کو تم سے کچھ کام نہیں ہے اپنے بی عام کو چاہتے ہیں تب علی رضی اللہ عنہ  
عبیدہ بن حارث میدان میں آئے اور قابض ہو آوجہ بنایت سپہ سالار حضرت علی نے ولید کو قتل کیا اور حمزہ نے شیبہ کو اور عبیدہ کو قتل کر دیا کسی بڑی  
تھا مقابل سے اور حارث بن ابی سفیان نے حضرت حمزہ و علی رضی اللہ عنہ نے ہامان عبیدہ اسکو بھی قتل کیا اور عبیدہ کو زخمی آٹھا لائے انکے اساق میں  
نہم تھا کہ وقت بارگشت موضع صفراء و یار و حایین شیبہ کو اور وہیں خون گراہل حدیث کے نزدیک قاتل شیبہ علی رضی اللہ عنہ ہیں و قتال عقبہ  
امیر حمزہ و قتال ولید عبیدہ فاحمد عقبہ و شیبہ نے اس سبب سبقت کی کہ یہ دونوں اول لشکر کے ساتھ جانے سے جی چراتے تھے اور وجہ یہ تھی  
کہ عسائی نامی غلام نصرانی انکا جو نیت معاودہ از طائف باعین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر سلام لایا تھا نافع تھا اور کتا تھا کہ سبب  
لوگٹ رہے جائینگے ابو جہل نے انکو ہمت ناشدنی کی لگائی اور طعنے دیے یہ دونوں نے پیش قدمی کی انقض جب یہ واقعہ ہوا تو عقبہ کے خویش  
آقا شیبہ ابو جہل سے کہا کہ تو نے یہ فساد برپا کیا ہے ہم تو مجھے جاتے ہیں لیکن ابو جہل نے چکنی چھری با توں سے انکو روکا کہ ابو جہل  
اجل بن گئے اور نہ اس محل کی جس میں تیغ و شمشیر لگتا تھا عاقبت کی تاکہ جو کوئی رٹنے کو جائے اسی کو پس جا چکا لیکن نہ کرنا  
پہنچ کر دشمن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارے گئے اور ایک سپہ سالار حضرت کے ہاتھ سے داخل ہوا پھر اس نے نہ پناہ نہ پناہ بعد ایک غلطی کے  
ابو جہل و نہت ہر زور کا عبدالرحمن ابن عوف فرما تے ہیں کہ میں اس غزوے میں تھا اور معاودہ و غزوہ دونوں جہاں میرے ساتھ تھے ایک  
جو چھکا کہ تو ابو جہل کو بچا تھا و میں نے کہا ہاں تجھے اس سے کیا کام ہے ابو لایا اسکو دشمنوں نے جانتا ہوں اور میں نے یہ عہد کیا ہے جو  
کہ جہاں اسکو دیکھوں قتل کروں اس بات سے میرے دل کو قوت ہوئی تو میرے عہد کے بعد ابو جہل مع جو انان چکی نمود ہوا

بجانب

در جنگ

بجانب

بجانب



جو ہوا سو ہوا اگر یہ کہو کہ فتح کسی ہوئی حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کو شکست ہوئی اور  
 وکیل و خواہ ہوئے بعد اسکے سر کاٹنے کا ارادہ کیا اس لعین نے کہا یہ سر کندہ خون کی اتصال سے کاٹیو تاکہ اور شرمن سے اونچی نظر آئے اور  
 جانین کے سردار کا سر جو بجا بن مسعود نے سرس لعین کا کاٹا اور حضور اقدس میں لے کر حضرت خوشنویس نے اور فرمایا احمد اللہ الذی اخذ الکلمۃ  
 یا یہ فرمایا احمد اللہ الذی نصر عبدہ اغزوہ بصرہ سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا یا فاتح فرعون ہذا الامۃ فائدہ بطرح نبی اس امت کے بلند رتبہ تھے  
 بنسبت حضرت سلی علیہ السلام فرعون آپ کی امت کا بھی بلند رتبہ تھا بنسبت فرعون حضرت موسیٰ کے کیونکہ اس فرعون نے مرتے وقت  
 کلمہ اسلام دیا ان کا قبول نہوا اس امت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کلمات کفر اور تکبر کے کہے اس مقام سے بعض فقہا کا تئیں میں  
 کہ دفع بلا اور حصول نعمت جدیدہ یہ سجدہ شکر کرنا مستحب ہر مگر علی کو یہ اختلاف ہے کہ سجدہ خاب صلوٰۃ وراے سجدہ تلاوت شروع ہر بیان  
 جمہور خفیہ تاہل عدم غوازمین اور کہتے ہیں کہ اس حدیث سے سجدہ نماز مراد ہے اور ایک روایت ہے کہ حضرت نے دعوت نامہ یعنی یہین سجدہ نماز  
 تھا اور نام شامعی اور امام احمد اور جابین بنسبت ہیں اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب باصفائے سعادت شکر ادا  
 فرمائے ہیں اور تفصیل اسکی شرح سفر الساموین میں لفظ کی جافائدہ اس نرائی میں ابو جہل مرد و وصل الاصل تھا اسی نے گردن بکسر  
 وانکی تھی حالانکہ ابتدا سے آثار نہایت قریش اندر سے خواب غیر معلوم ہو چکے تھے چنانکہ قبل از مضمر غفاری سماء و نامک بنسبت عبد  
 نے خواب دیکھا کہ شتر سوار آیا اور موضع الطیخ میں کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ اپنے مقتل پر جلد آو جب یہ خبر ابو جہل کو پہونچی تو اسنے عباس  
 بن عبد المطلب سے کہا ای ابو الفضل یہ عورت بھی تھوڑے گھر میں پیغمبر ہوئی تین دن اور صبر کرتا ہوں اگر کچھ انز خواب طہر نہوا تو  
 اور من قبایل عرب میں کھوٹا کہ ہی ہاشم نے جوئے ہیں مضمر سے روایت ہے کہ میں نے وقت جد ہونے کے قافلے سے خواب  
 کہ ایک اونٹ پر سوار ہوں اور بگل خون سے بھرا ہے جب بیدار ہوا تو میں نے تعبیر کی کہ قریش پر مصیبت عظیمہ آنے والی ہے پس ایسے ایسے  
 واقعات سے اکثر شرارتیں فرمائی جی جراتے تھے مگر ابو جہل نے زیر سوتی اپنے ساتھ بقابلہ رسول مختار لے گیا اور مارا گیا اور انکو بھی دریا  
 فنا میں ڈوبایا اور یہ بھی اتفاق ہوا کہ جب قریش منزل جحفہ میں آئے تو جمہور بنی اہل بیت بن غمرہ بن مطلب بن عبد مناف نے خواب  
 دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار آیا ایک اونٹ بھی اسکے ساتھ ہے اور وہ کہتا ہے عقبہ اور شبیر اور ابو احکم بن ہشام اور اسیر بن حلف اور  
 فلان فلان آدمی مارے گئے پھر ایک چمچری اسنے گردن شتر پر مار کے چھوڑا کوئی خیمہ قریش کا نہ بچا کہ اسین خون کے چھیت نہ رہی  
 یہ واقعہ بھی ابو جہل نے سنا کہ یہ دو سر پیغمبر نبی مطلب میں پیدا ہوا اب بکھتا ہوں کون مقبول ہوا یا کذا فی المذبح فائدہ شاید ابو جہل  
 ہشام ملعون کو ایک افعہ سے قریش کے فتح پانیکا ملن غالب تھا اسی سبب اس طرح کی نوحہ دہا گئے تھی واقعہ یہ کہ جب قریش  
 مہج ہو کر نرائی کو نکلا تو ایک آدمی بوڑھا ملا اور کہنے لگا کہ میں بھی اہل اسلام کا دشمن ہوں نہاری رفاقت کرو گا اور خبک کا خوب  
 ماسہ ہوں تم ضرور غالب ہو گے جب نرائی ہونے لگی تو ابو جہل کا ہاتھ ٹھہر کر بھاگا اسکو نہ اول کسی نے دیکھا تھا نہ پہچان دیکھا تھا  
 شیطان مردود کہ حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام کو مسلمانوں کی جانب بیکہ کر بھاگا کھڑا ہوا ہی کا اشارہ اللہ صاحب  
 سورۃ انفال میں فرماتے ہیں واذا بین اہم الشیطان اعمالہم وقال لا غالب لکم الیوم من اناس منی جبار لکم فلما رآہم انقلب



مقص علی عقبیہ فقال انی سرتی شکر انی ارسلت الی الامم والبرکۃ یدلہما بعبادہ یعنی اور جس وقت سنوارنے لگا شیطان انکی  
نظر میں آنکے کام اور بلو لاکوئی غالب ہو گا تم پر کج کے دل میں فتن ہوں تمہارا بچہ جب سانسے ہو میں دونوں نو حین آنا  
بچہ راہی اشریوں پر مدد کرنا میں تمہارے ساتھ نہیں میں دیکھتا ہوں تو ہم نہیں دیکھتے میں رہتا ہوں اللہ کو اور اللہ کا عذاب سخت ہے  
الغرض ابو جہل کی موت آئی تھی اس باعث سے جو کوئی کچھ اعلیٰ میں کہتا تھا اسکو جواب کہ اور نوحہ سے دیتا تھا چنانچہ قریش نے ایک  
شکوی کو خبر لینے کو فکرا اسلام میں بھیجا تھا اسنے خوب زیارت کر کے کہا کہ اے تو تین سو کم و بیش ہو گئے لیکن لڑائی بہتر نہیں ہے تمہاری  
نہریت ہوگی حکیم بن حرام نے سکر عقبہ سے کہا بٹ چلو اسنے قبول کیا جب ابو جہل سے کہا تو اسنے کہا اسے عجز کیسیکامی بدلی سے  
اور اسمدی سے عقبہ کے کما قریب سے معلوم ہوتا ہے کہ برادر کون ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ ابو جہل ملعون فرعون سے بھی زیادہ ٹکر تھا کہ اسنے بسبب کبر  
کسی کا کمانہ انا آخر کار ب مارا گیا اور لوگوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور شہر برادر کون کو گرفتار کر لیا اقصیٰ بجمہ شہر قنوں کے جو میں لاشینا  
حضرت نے ایک کوئین میں کہ پدید تر تھا بریدین و دوا دین اور امیہ ابن خلف کو جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شہرے سے مارا گیا تھا اسنے  
اس جاہ میں نہیں ڈالا کہ اسکی لاش شہر میں بھول گئی تھی ناچار اس جگہ جہاں لاش پڑی تھی خاک اندوز کر دی گئی اور عادت شریف  
ہو ان جاری تھی کہ بعد فتح کے تین دن بان مقام فرماتے تھے یہاں بھی ایسا ہی اتفاق ہوا اور سیرک دن ارشاد کیا کہ ساری طیار ہوں  
اور سوار ہو کر اذیت پر یک جا جمہ اصحاب اس جاہ پر جہاں قنوں ان قریش دے گئے تھے تشریف لے گئے اور ہر ایک کا فرقہ ہم خاص  
و تقید ولایت پکار کر فرمایا کہ مجھے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا پورا کیا آیا تم بھی اپنے وعدہ کو پورے اور ایک ایت میں ہر کہ فرمایا کہ افسانہ کا  
چاہہ تم بد قرابت دار تھے کہ تم نے میری تکذیب کی تھی اور تصدیق کی لوگوں نے غم خطاب نے الناس کیا یا رسول اللہ کہ کلام فرماتے ہیں احباب  
بلارواح سے فرمایا تم خدا کی جسکی بر قدرت میں میری جان ہر کہ تم لوگ ان سے زیادہ دشمنان ہیں لیکن یہ جواب نہیں دیتے میں اس  
حدیث متفق علیہ سے صریح دریافت ہوتا ہے کہ موتی کو سماع اور شور وادراک اور علم خطاب کلام احیا قرار دیتی ہے اور جو منکر ہیں سماعت  
اور ادراک موتی کے مخطی ہیں اور تفصیل اس قصہ کی ملایج اور شرح مشکوٰۃ شریف میں کہ تصنیف حضرت شیخ عبد الحق دہلوی کی ہیں ملاحظہ  
فرمایا لازم ہر فائدہ غفر فضائل و خواص غزوہ بدر سے حضور و قتال ملا کہ ہر کہ آیات اور احادیث سے ثابت ہے چنانچہ اللہ صاحب ہر  
افعال میں فرماتے ہیں اور مستغنیوں ربکم فاستجابکم الی محمدکم بالحق من الملائکہ مردین یعنی جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے پوچھا  
تمہاری پکار کو کہ میں مدد بھیجوں گا ہزار فرشتے جنگی بھیجے گئے آوین اور امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ اس غزوہ میں ہر  
مرد شہر سے ہوا تین بار چلی فرمایا حضرت صلعم نے اول جبریل تھے ہزار فرشتوں سے دوسرے میکائیل تھے ہزار دن فرشتوں سے  
تیسرے اسرافیل تھے ہزار فرشتوں کے اور بھی حضرت علی سے روایت ہے کہ یہاں سے ملائکہ صوف غید تھا اور بعض روایات میں  
علاء پیادہ و سیر اور بعض میں نہر بھی آیا ہے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے مختلف رنگ کے عمامے باندھے تھے اور ظاہر اجازت  
سے واضح ہے کہ ہر صورت مرد نظر آتے تھے اور اپنے کھوڑوں پر سوار تھے اور شرک لوگ آواز کچھ رن کی مابون کے سنتے تھے اور صورت  
نور دیکھی تھی اور جو شرک بمقابلہ اسلام نکلتا تھا قتل کے کلاس تک پہنچے سرساکان سے جدا ہوتا تھا روایت ہے کہ ضرب ملائکہ ہر

اور بندہ شکرین پر پڑتا تھا کہ انا قال اللہ تعالیٰ قاضی لوائی الخ الاعیان واضر لو انکم کل من اهل النقص بنان اور بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے بروز بد کہ یہ جبریل ہی اپنے گھوڑے کی باگ در صلاح جنگ سے آراستہ اور احادیث سے واضح ہے کہ نام گھوڑے کا جبر جبریل علیہ السلام سوار تھے خیر دم بیعت خارجہ و سکون تحانیہ و اسے مضمونہ تھا چنانکہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری کا فرسہ چھپے دروازہ فٹہ آواز تازہ یا نہ اور آواز سوار کہ اقدام یا خیر دم سنی آواز سننے دیکھا کہ ایک کافر اسکے آگے مراٹھا ہوا نہاک بھٹ گئی ہر کورے کے اثر سے وہ جگہ نیلی ہو گئی یہ دیکھ کر حضرت صلعم کے پاس آیا اور یہ حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ فرشتہ مدد آسمان سوم کے تھا اور یہ جو بعضے لکھتے ہیں کہ قتال ملائکہ مخصوص لغزو بدر ہی اور احد اور خرابہ اور خین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت امانت اور امداد سلیمان اور عیسیٰ بن مریم و خولین شکرین و کافرین نازل ہوئے تھے سو یہ قول لایق التفات نہیں ہے چنانکہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اسکی تصریح فرمائی ہے اور صحابہ ان اہل قاص سے صحیح مسلم میں موجود ہے کہ یمن و شمال حضرت صلعم کے دوسرے دروازہ دیکھتے کہ قبل اسکے اور بعد اسکے نہیں دیکھے یعنی جبریل دیکھائیں جاہا سے سفید پینے ہوئے قتال کرتے تھے اشد قتال اس حدیث سے یہ ہی معلوم ہوا کہ رویت ملائکہ مخصوص جبریل و ان کے واسطے یہ بلکہ صحابہ اور اولیاء بھی دیکھ سکتے ہیں چنانکہ قصہ رویت جبریل علیہ السلام کا نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور ہے مگر حالت وحی میں رویت ملائکہ مخصوص بانبیاء اور حق یہ ہے کہ وحی مخصوص بانبیاء ہی نہ رویت القلم بعد تین دن کے نوح سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جانب مدینہ با سبکینہ متوجہ ہوئے اور وحی صغیر بن غنم بدر کہ وہ گھوڑے اور ستر اونٹ و سلاح و اسباب وغیرہ تھے جمع فرما کر تفسیر فرمائے اور حاضرین اور غائبین کو حصہ مشاوی غلبت کیا یعنی ان حصہ شفعون کو جو کسی عذر سے مدینہ میں نہ گئے تھے یا حکم رسول اللہ و اس گئے تھے حصہ دیا اور شہید شدہ و الفلک کہ نہ ابن ابی جحجیح کی قسمی اور اونٹ سواری ابو جہل کا حضرت نے پسند فرمایا اور اسی جگہ بروایتی لہذا ابن حارث کو علی مرتضیٰ کے ہاتھ سے قتل کرایا اور غرق طبعیہ میں عقبہ ابن عیط کا فر کو جسے شہید شتر عین نازین حضرت پر ڈالا تھا امام ابن ثابت جد عاصم ابن عمر ابن خطاب کے ہاتھ سے قتل کرایا یہ روایت ضعیف ہے بسبب اختلافات کے یا جو اس مسئلے میں کتب لسان الیون واقعہ شامی کتب تواریخ سے واضح ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت رحمہ اللہ عین نے بہ تقصاے شان رحمت کسی کافر کو کھاداد و دیکھ کسی نے قتل نہیں کیا اور کسی نے بڑائی کا بدلہ نہیں لیا ہے جیسا کہ اسیران بدر کے حالات سے ظاہر ہے اور جب موضع روحا میں کہ چھتیں میل مدینہ واقع ہے جلوہ فرما ہوئے تو اعیان مدینہ کہ بعد متخلف ہوئے تھے غدر خواہ ہوئے حضرت نے غدر انکا قبول کیا کیونکہ کھانہ نہ سے بقصد قتال شیعین نہ تھا بلکہ منظور تاریخ کا روان تھا قتال تو ذبحہ واقع ہوا اور اسی جگہ اہل مدینہ نے مہار کیا و وحی و جب اہل مدینہ نے صحاب سے مہار کیا و وحی تو وہ ہوئے کہ اہل مدینہ ہم کو کیوں تمہمت کرتے ہو یہ نفع ہمارے روز سے نہیں ہے اور ہم دیکھتے تھے کہ سر کافرون کاتن سے جدا ہو اور قاتل نظر نہیں آتا تھا اور کافر شل شتر بھی گرتے تھے ہاتھ پر بندھے اور ہم جاگیر کاٹ لیتے تھے یہ بات سن مہار کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچی تو حضرت نے فرمایا کہ ملائکہ تھے اور امداد

اور بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے بروز بد کہ یہ جبریل ہی اپنے گھوڑے کی باگ در صلاح جنگ سے آراستہ اور احادیث سے واضح ہے کہ نام گھوڑے کا جبر جبریل علیہ السلام سوار تھے خیر دم بیعت خارجہ و سکون تحانیہ و اسے مضمونہ تھا چنانکہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری کا فرسہ چھپے دروازہ فٹہ آواز تازہ یا نہ اور آواز سوار کہ اقدام یا خیر دم سنی آواز سننے دیکھا کہ ایک کافر اسکے آگے مراٹھا ہوا نہاک بھٹ گئی ہر کورے کے اثر سے وہ جگہ نیلی ہو گئی یہ دیکھ کر حضرت صلعم کے پاس آیا اور یہ حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ فرشتہ مدد آسمان سوم کے تھا اور یہ جو بعضے لکھتے ہیں کہ قتال ملائکہ مخصوص لغزو بدر ہی اور احد اور خرابہ اور خین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت امانت اور امداد سلیمان اور عیسیٰ بن مریم و خولین شکرین و کافرین نازل ہوئے تھے سو یہ قول لایق التفات نہیں ہے چنانکہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اسکی تصریح فرمائی ہے اور صحابہ ان اہل قاص سے صحیح مسلم میں موجود ہے کہ یمن و شمال حضرت صلعم کے دوسرے دروازہ دیکھتے کہ قبل اسکے اور بعد اسکے نہیں دیکھے یعنی جبریل دیکھائیں جاہا سے سفید پینے ہوئے قتال کرتے تھے اشد قتال اس حدیث سے یہ ہی معلوم ہوا کہ رویت ملائکہ مخصوص جبریل و ان کے واسطے یہ بلکہ صحابہ اور اولیاء بھی دیکھ سکتے ہیں چنانکہ قصہ رویت جبریل علیہ السلام کا نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور ہے مگر حالت وحی میں رویت ملائکہ مخصوص بانبیاء اور حق یہ ہے کہ وحی مخصوص بانبیاء ہی نہ رویت القلم بعد تین دن کے نوح سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جانب مدینہ با سبکینہ متوجہ ہوئے اور وحی صغیر بن غنم بدر کہ وہ گھوڑے اور ستر اونٹ و سلاح و اسباب وغیرہ تھے جمع فرما کر تفسیر فرمائے اور حاضرین اور غائبین کو حصہ مشاوی غلبت کیا یعنی ان حصہ شفعون کو جو کسی عذر سے مدینہ میں نہ گئے تھے یا حکم رسول اللہ و اس گئے تھے حصہ دیا اور شہید شدہ و الفلک کہ نہ ابن ابی جحجیح کی قسمی اور اونٹ سواری ابو جہل کا حضرت نے پسند فرمایا اور اسی جگہ بروایتی لہذا ابن حارث کو علی مرتضیٰ کے ہاتھ سے قتل کرایا اور غرق طبعیہ میں عقبہ ابن عیط کا فر کو جسے شہید شتر عین نازین حضرت پر ڈالا تھا امام ابن ثابت جد عاصم ابن عمر ابن خطاب کے ہاتھ سے قتل کرایا یہ روایت ضعیف ہے بسبب اختلافات کے یا جو اس مسئلے میں کتب لسان الیون واقعہ شامی کتب تواریخ سے واضح ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت رحمہ اللہ عین نے بہ تقصاے شان رحمت کسی کافر کو کھاداد و دیکھ کسی نے قتل نہیں کیا اور کسی نے بڑائی کا بدلہ نہیں لیا ہے جیسا کہ اسیران بدر کے حالات سے ظاہر ہے اور جب موضع روحا میں کہ چھتیں میل مدینہ واقع ہے جلوہ فرما ہوئے تو اعیان مدینہ کہ بعد متخلف ہوئے تھے غدر خواہ ہوئے حضرت نے غدر انکا قبول کیا کیونکہ کھانہ نہ سے بقصد قتال شیعین نہ تھا بلکہ منظور تاریخ کا روان تھا قتال تو ذبحہ واقع ہوا اور اسی جگہ اہل مدینہ نے مہار کیا و وحی و جب اہل مدینہ نے صحاب سے مہار کیا و وحی تو وہ ہوئے کہ اہل مدینہ ہم کو کیوں تمہمت کرتے ہو یہ نفع ہمارے روز سے نہیں ہے اور ہم دیکھتے تھے کہ سر کافرون کاتن سے جدا ہو اور قاتل نظر نہیں آتا تھا اور کافر شل شتر بھی گرتے تھے ہاتھ پر بندھے اور ہم جاگیر کاٹ لیتے تھے یہ بات سن مہار کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچی تو حضرت نے فرمایا کہ ملائکہ تھے اور امداد

یہ نہیں ہو کہ سب کا یہ حال تھا بلکہ بعض با زرت و عاتقیت بھی کرتے تھے صحابہ سے اور بعض ضرب طاغیہ سے فی الزمان ہوتے تھے اور بعض گرسے ملتے تھے مگر حج البیۃ میں ہو کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضیۃ بدر سے آخر رمضان میں فاع ہوئے تو اول روز شوال میں زید ابن حارثہ کو واسطے بشارت فتح کے جانب مدینہ روانہ فرمایا اور یہ خبر اس وقت پہنچی جب رقیہ بنت رسول اللہ کے دفن سے اہل مدینہ فاع ہو چکے تھے اور بعض کتب میں ہو کہ عبداللہ ابن رواحہ بھی ہمراہ زید کے گئے تھے اور شرکت رسول مقبول کی دفن رقیہ میں بدل لائل ثابت نہیں ہو صرف ایک ہی ایہ احادیث کتب میں مذکور ہو واللہ اعلم القریض انجناب صلعم مدنیہ میں تشریف فرما ہوئے اور دوسرے دن اُساری بدر کہ شتر آدمی تھے لائے گئے ان میں عباس ابن عبدالمطلب عم رسول اللہ و نوفل ابن اسحارث بن عبدالمطلب و عقیل و جعفر ابن ابی طالب و سہیل ابن یفیا و ابوالعاص و زبج زینب بنت رسول اللہ وغیرہم تھے کہ نام اس کے بافضل کسی کتاب میں نظر نہیں آتے موجود تھے چنانکہ صرف عباس اور نوفل ایمان لائے اور معلوم نہیں ہو کہ ان میں سے کون کون ایمان لائے مگر سہیل ابن یفیا حسب شہادت عبداللہ ابن مسعود بھی ایمان لایا روایت ہو کہ جب مسلمانوں نے اسیران بدر کو بند کیا تو عباس ابن عبدالمطلب نے سبب گرانی بند کر کے رات کو شور کیا کہ حضرت صلعم کو زندہ آئی یارون نے پوچھا یا رسول آپ کیوں خواب نہیں فرماتے فرمایا یا عباس سے جب انصار نے فاع سے رحمۃ اللعالمین و سیاب شک کرنے قید عباس کے دیکھی تو ان کے بند بک کر دیے اور عباس سو گئے حضرت صلعم نے فرمایا اب آواز عباس کی نہیں آئی و صاحب نے کیا یا رسول اللہ نہ گران افکی بک کر دی گئی ہو فرمایا سب قیدیوں کی بند بک کر دو بجان اللہ اسی کا نام ہے و انصاف ہو فائدہ جس شخص نے حضرت صلعم کو یہ کیا تھا بہت حقیر تھا اسے گز طاقت و مقادمت حضرت عباس کی نہیں رکھتا تھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو نے عباس کو کس طرح گرفتار کیا اس نے کہا کہ ایک شخص نے میری مدد کر کے انھیں اسیر کر دیا اور اس کو مدینہ میں پہلے دیکھا تھا نہ پھر دیکھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا اور اس سے پیغمبر حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ عباس اس لشکر میں کاؤنک ساتھ آئے ہیں جو کوئی ان کو پادے قتل نہ کرے سو فرشتے نے بھی اس حکم کو مانا کہ اسیر کو اذیال قتل نہ کیا باسجد باب اسیران بدر ابو بکر صدیق سے پوچھا کہ ان کو قتل کرنا چاہیے یا نہ یہ لیکر چھوڑنا حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ لیکر چھوڑ دیجیے شاید تو یہ قرین اور انکی نسل سے اولاد مسلمان پیدا ہو اور اسی کے مطابق اور بعض اصحاب نے کہا پھر حضرت عمر ابن خطاب سے پوچھا وہ بڑے یا رسول اللہ ان کو قتل فرمائیے ان لوگوں نے تکذیب کی اور کہے سے نکال دیا اور یہ سخت کافر ہیں ان کے مارنے سے شوکت کوڑ ٹوٹ جائیگی اور آپ کو اللہ نے مال و دنیا سے بے نیاز کر دیا ہو بلکہ کافر لائے غز کے کمانچہ سے قتل کرائیے تاکہ معلوم ہو کہ انکی محبت دلوں میں نہیں ہو چنانچہ تفسیر مجمع البیان و منہج الصادقین اور فی التفسیر جبرجانی مذہب امام علی علیہ السلام کے مؤید ہیں اور سعد ابن مسعود و عبداللہ ابن رواحہ وغیرہ بعض صحابہ اس واسطے کے صواب ہوئے شریک ہوئے چنانچہ سعد ابن مسعود نے کہا کہ ان کو ہادی کثیر اعطاب میں قید کر کے جلا دیجیے حضرت صلعم نے فرمایا اے ابو بکر تیری مثال ابراہیم پیغمبر کی ہو کہ وہ فرماتے تھے من تبعنی فانی منی ومن عصانی فانک عفوہم لینی جو میری متابعت کرے وہ

روایتی سند صحیح  
جائے بشارت فتح

شہود و راہبہ

راہبہ



وہ مجھ سے ہر اور جو میرے خلاف کرے پھر تو بخشے والا مہربان ہر اور اسی عمر تیری مثال نوح نبی کی ہے کہ وہ فرماتے تھے رب لا تذر علی الارض من الکافرین و یار ایلیٰ اسی پروردگار نہ چھوڑ کوئی کافر زمین پر رہنے والا پھر میلان فرمایا حضرت نے جانبائے خدا اکبر کے اور فدیہ لینا منظور کیا اور فی نفاہل دولت سے ہزار ہا فدیہ قرار دیا اور تفسیر کشاف میں ہے کہ فدیہ قیدیان بدر کا فی نفر تیس اوقیہ تھا اور فدیہ عباس چالیس اوقیہ اور محمد ابن سیرین کہتے ہیں کہ فی نفر تسوا قیہ تھا اور چالیس درہم اور چھ دینار کا اوقیہ ہوتا ہے اور تفسیر زاہدی میں ہے کہ فدیہ ہر اسیر کا چالیس اوقیہ اندوے درہم تھے مگر فدیہ عباس چالیس اوقیہ بھجوا دینا تھا اور فدیہ بکر کا ایک روایت میں اور فدیہ عقیل کا دوسری روایت میں اپنے ذمہ عباس نے لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ فدیہ اصل از ہزار و اکثر چار ہزار سے نہ تھا اور بعض مفسرین کو حضرت نے با حسان چھوڑ دیا اور بعض جو لکھنا جانتے تھے انکو ارشاد فرمایا کہ کئی کس کوشش و نل ابنہ انصار کو کتابت تعلیم کرے اور ابو غزوہ شاعر کو اس بشرط سے چھوڑا کہ پھر ہمہ اہل شکرین خرچ نہ کر اور سیل کے ایمان لانے پر عبداللہ ابن مسعود نے گواہی دی وہ بھی رہا ہوا اور ابو العاص زوج زینب بنت رسول اللہ صریحاً ہوا کہ آسنے زینب کو لکھ بھیجا کہ تم فدیہ بھیجو آنھوں نے اپنا چند ہار کٹا کٹوا اپنی ماں کی میراث سے ملا تھا کچھ اور نقد ملا کر بھیج دیا آنحضرت نے اسے بھیجا تو آپ کو نہ بچ ہوا اصحاب نے اس وقت واپس کیا اور ابو العاص کو بلا اخذ فدیہ رہائی دلائی مگر یہ بشرط کہ لی کہ مکہ میں جا کر زینب کو مدینے میں بھیج دینا سو آسنے وہاں جا کر فوراً روانہ کیا جب زینب مدینے میں آئیں تو حضرت صلعم نے مفارقت کرادی پھر بعد چند سال کے جب ابو العاص مدینے میں آکر مسلمان ہوا تو حضرت نے نکاح جدید و تقویٰ نکاح اولیٰ زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا اور زینب صریحاً کہ سے آئیں کہ حضرت صلعم نے زید ابن حارثہ اور ایک مرد انصار کو مکہ معظمہ کو بھیجا اور فرمایا کہ مکہ میں داخل نہونا بلکہ بطن وادی ناجحین کہ نبون و حیم و حارہ و ملکہ ایک مقام ہے وہاں مکہ پیش مسجد عایشہ واقع ہے اور وہاں سے احرام عمرہ کرتے ہیں قیام کرنا وہاں زینب تمھارے پاس آئیگی اسکے ساتھ مدینے کو چلے آنا سو زید ابن حارثہ نے اسی طرح کیا اور دو برس یا چھ برس کے بعد ابو العاص مکہ سے مع مال تجارت اہل مکہ پر آمد ہوا وقت مراجعت اصحاب رسول اللہ صلعم بطلب قافلہ نکلے اور ابو العاص سے ملاقی ہوئے جانتے تھے کہ مال غارت کریں اور ابو العاص کو قتل فرمائیں یہ خبر زینب کو ہوئی وہ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ مسلمانوں کو امان دینا کسی کا دست ہے یا نہیں فرمایا درست ہے زینب نے کہا آپ گواہ رہیں یا رسول اللہ میں نے امان دی ابو العاص کو جب اصحاب رسول اللہ اس بات سے مطلع ہوئے تو ابو العاص اور اسکے مال سے متعرض نہوئے بلکہ دعوت اسلام کرنے لگے اور یہ بھی کہا کہ یہ مال سب تجھ کو حلال ہو گا ابو العاص نے کہا مجھ کو شرم آتی ہے کہ ناپاک کردن اپنے دین کو پلیدی سے بچا ابو العاص داخل مکہ ہوا اور اموال تجارت سپرد کر کے بولتا تم لوگ گواہ ہو کہ میں کہتا ہوں انھما لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ پھر جانب مدینہ ہجرت کی اور حضرت نے نکاح سابق یا جدید زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا اسی مقام سے علم کو اختلاف ہے کہ اسلام احد الزوجین موجب نیکاح ہے یا نہیں روایت ہے کہ ابو العاص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت

بہت کثرت زینب

بہت







جو قریش سے ہوا اور یہ تم بھی جانتے ہو کہ میں رسول خدا ہوں تم کو مجھ سے بدعہدی کرنا روا نہیں تب آنحضور نے منافقانہ  
دوستہ بستہ عرض کی کہ ہم نے حسد نہیں کیا آپ زہرا ایسا خیال نہ فرمائیں حضرت نے سکوت فرمایا بعد اسکے حضرت جبریل  
علیہ السلام نے خبر دی کہ ان لوگوں نے منافقانہ آپ سے حاجت کی ہر انکافیل و قبیح کرنا چاہیے پس حضرت صلعم نے انکی طرف غم  
کیا اور ابوالہباب کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور حضرت حمزہ کو عیالدار فرما کے مع لشکر روانہ ہوئے جب تہرب تہرب ہوئے تو یہود سے فیقاع حصار  
میں پڑتے ہوئے اور لشکر اسلام نے انکو گھیر لیا گیا اور پانچ روزوں کے بعد از خود حصاروں سے باہر نکلے حضرت صلعم نے حکم دیا کہ بن  
ابن خلدہ کو حکم دیا کہ انکو قید کرین مگر عبداللہ ابن ابی سلول منافق نے بہت منت و خوشامد سے چھڑایا سو حضرت علی ابن  
تید سے چھوڑ کر حکم کیا کہ وطن سے نکالے جائیں چنانچہ تین دن کے بعد عبادہ ابن صامت نے لکا لکا موضع اذرعات فتح نہر  
اور کون وال عمرہ و غم را اراضی شام سے پہلے گئے وہ چند سے مرے اور سلحہ انکے اہل لشکر کے ہاتھ آئے انہیں سے تین کمانین  
کشم و در و حار بیٹھا اور در و زرہ عقد یہ ذقنہ اتریں تو اہل قلعہ و تبار ترسے گام نہیں سلیم اور دوزیرے کے شاید انکے نام بھی  
کسی تاریخ کی کتاب میں نہیں لکھے ہیں پس ہند فرمایے بعد اسکے بانجوان حصار کا حق نکال کر تقسیم کیا اسی سال میں تاریخ بانجوان  
و پنج غزوہ موثق و متن ہوا اور اسکی یہ ہوئی کہ ابوسفیان نے قیہم کھائی تھی کہ جب تک گنگان بدر کا عرض محمد سے نہ لوگا عورت  
سے صحبت و غسل نہ کرے نہ کفر کا قسم اٹارنے کو دوسو سو ارساۃ لیکر موضع عریض تک جہاں سے مدینہ تین میل پر آیا اس  
ہیک دی انصاری اپنا مردور لیے ہوئے کھیت میں کام کرتا تھا لہجے کہتے ہیں کہ وہ سید ابن عمر تھا سو اسکو شید کو کہے پھر گئے  
اور گھر اور خرت جلائے اور اپنے غم میں بھی کہہ کہ تم آتے گی جب یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی تو حضرت نے ابوالہباب کو خلیفہ کر کے دوسو  
بہادر وں سے اسطرف تشریف لے چلے ابوسفیان بھاگا آنجناب کے پیچھے فرورہا لکڑی تک چلے گئے مگر وہ ملاصرت اکثر راہ  
پر غم ظراب کی حالت میں جھوٹ گیا تھا ہاتھ لگا آسین کسی گونین سویت کے ہی تھیں یعنی گھوڑوں اور جو کے ستو ہا بعد انحضرت تاریخ  
بعد مدینہ میں تشریف لائے اور دسویں و پچیسویں عید الاضحی ادا کی اور قربانی فرمائی اس غزوہ کو بعضوں نے سال دوم میں لکھا ہے  
اور بعض نے قتل غزوہ سویت لکھا ہے اسی سال میں غزوہ قرقہ الکدر ہوا اور سبب وقوع یہ ہوا کہ نبی سلیم غطفان کو جمع ہوئی  
جبر موضع کدرین دریافت ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لوگ ایدہی اہل اسلام کا مشورہ کرتے ہیں سو آنجناب نے عبداللہ ابن  
م کرم و خلیفہ کیا اور واسے مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور دوسو اصحاب اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب قرقہ الکدر میں  
پہونچے تو وہ لوگ نہ صلعت جنگ میں چند چرواہے مع اونٹ ہاتھ آئے انہیں ایسا نامی ایک غلام بھی تھا اصحاب نے اس سے  
کفار کا حال دریافت کیا اسنے کمانین واقف نہیں ہوں ناچدا انحضرت صلعم جانب مدینہ روانہ ہوئے اور موضع ضرارین پر  
شتران غنیمت تقسیم کیے در و دواش فی نفر لے اور سید غلام اور زلواش انحضرت کو ملے یار کو آنجناب نے بسبب نازی  
ہونے کے آٹا پھرایا پوشیدہ نہ رہے کہ اس سفر میں بندہ شب و مدینہ باسکینہ سے نسبت رہی ہے بعد اسکے غالب ابن عبد اللہ  
یشی مع لشکر غطفان و سلم پہونچے گئے وہاں مقابلہ ہوا تین مرد اسلام کے اس مرتبہ میں شہید ہوئے اور باقی مسلمان

سید ابوالہباب  
علی رضی اللہ عنہ

تفہیم القرآن فی احوال الانبیاء جلد دوم  
تتمہ در احوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

باغیغیت مدینہ کو لوٹ آئے اور اسی سال میں امیل بن اصفلیت شاعر مرکیہ شخص ایام جاہلیہ میں خیال تدبیر و تامل میں رکھتا تھا بعد ازاں عیسائی ہوا اور بت پرستی سے بتر کر کے علمائے اہل کتاب کی صحبت میں رہنے لگا انھوں نے اخبار غلو پر غور کیا آخر ان زمان صلی اللہ علیہ وسلم مطابق توریت و انجیل کے بیان کے یہ ازارہ حاکم نظر اپنے فضائل نفسانہ کے امید رکھتا تھا کہ نیا نبی ہوں گا جب کہ خبر طلوع آفتاب نبوت حضرت محمد مصطفیٰ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اسکے کان میں پہنچی تو اسکو خدا نے ایسا گھیر لیا کہ شقاوت ازلیہ میں گرفتار ہوا اور اسی حال میں داخل ہوا اسرار اسکے متفہم علم حکمت جب حضرت کے سامنے پڑھے جاتے تو فرماتے آمن لسانہ و کفر قلبہ یا آمن شہرہ و کفر قلبہ فائدہ صد ہی بد بختی ہو کہ آدمی کا ایمان اس سے جاتا ہو بیٹا جیم کو دیکھو کیسا عابد و زاہد تھا اور کس طرح کا علم و حکمت اہل علم نے اسکو دیکھا تھا حضرت حسد نے اسکو مردود کر دیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسعد یاکل احسانات کمایاکل الانسا را حطب یعنی حسد کھا لیتا ہو نیکیوں کو جس طرح آگ کھاتی ہو لکڑی کو اور تفصیل اسکی قصہ حضرت یوسف علیہ السلام میں لکھی گئی ہو بعد ازاں اسی سال میں غزوہ محسد جب کو غزوہ ذوقی امرونا واقع ہمزہ و سکون فون کہنے میں واقع ہوا اور سب یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ بنی نعلبہ دشمارب موضع نجد پر مجتمع ہیں باہین غم کہ اطراف مدینہ ٹوٹیں اور ان سے انکار و غش و فتنہ دال و سکون عین یقین و تائید شکستہ فوقانیہ ابن نخاسی ہو و ہر ذاتی غور و غش فتنہ میں معبر و سکون وادیسر حارث تھا لہذا انتخاب نے حضرت عثمان کو مدینہ میں بخلع کیا اور چار سو پچاس ہارس کے تشریف لیچلے اور موضع ذی القصبہ میں پہنچے رنگارنگ ہمار کی کھالی میں چھپے ہوے ایک ناہ کامل لسی جگہ اقامت قرار کے دہس تشریف لائے صرف ایک شخص سے تعلبہ کا ہاتھ آیا کہ وہ سلمان ہوا اور وغش و سبھی اسلام لایا لہذا فی اللہ راج اور جو صاحب موہب مدینہ نے اسکا غزوہ دات الزیاع میں لکھا ہو سو ہی اس سبب سے کہ بخاری کی حدیث سے وہ دوسرا شخص معلوم ہوتا ہو فائدہ مخفی نہ ہے کہ غزوہ بنی نضیق و سونق و بنی سلیم و ذی اسر حسب تحقیق صاحب ہجہ المراحل سال دوم میں ہو چکے ہر واقع ہو چکے ہیں اور باہین انکے سر یہ قزوہ فتنہ باکسر قاف و سکون را حسین زید ابن حارثہ مع نسو سوار دن کے بھجے گئے تھے واقع ہوا اور سب یہ ہوا کہ مدینہ میں خبر پہنچی کہ قریش براہ عراق شام کو بغیر تجارت جلتے ہیں زید ابن مع سواران حکم رسول قبول جاکر انکو لوٹ لیا جائی وغیرہ ہاتھ آئی کہ نہیں ہزار دم حسن کلا الوغیان و صفوان ابن امیہ و حلیب ابن اعبد العری و عبد اللہ ابن ابی بعیع دیگر شرفا سے قریش بھاگ گئے یہ سر یہ ہو جب تحقیق صاحب مزاج غزوہ جادی الاخری میں ہوا اور بعضے اہل سیر غزوہ نجد اور سر یہ زید ابن حارثہ سال سوم میں بیان کرتے ہیں اسی سال میں بعد سر یہ زید علی ابن شرف ہو دی مارا گیا یہ مردود قبیلہ بنی موط سے تھا مان اسکی بیوی بنی نضیر سے یہ شخص بیڑا مالدار تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال دشمنی رکھتا تھا محمد ابن سلمہ صحابی انصاری اسکے قتل پر مامور ہوئے اور اجازت حاصل کی کہ کچھ جی بن آوے کہیں چنانچہ اس کا فرسہ مجاور بلطہ قدیم جلتے اسنے پوچھا کہ ان اسکے فرمایا قریش خواہ آیا ہوں کیونکہ جب شیخ غفلت پاسی اشارہ بھرت رسول قبول کیا تب سے ہم لوگوں کو بڑی زیر باری اس مردود کے کما انجین نکال دہیں تو زیادہ غلط ہو گیا

فرمایا اپنی بات کا خیال ہر اجماعی خلاف محمد کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا چنانچہ روز دیکھتے ہیں کعب مردود شکایت شکر افاضی ہوا اور کہا کچھ رہن کے لیے لاؤ محمد ابن سلمہ نے کہا شام کو تجھ پر لاؤنگا چنانچہ مع ابونا لکھ بنون قبل الف وبعدہ تحسانہ نام لکھا لکھان ابن سلام کہ برادر رضاعی کعب ابن شرف کے تھے گئے اور تین آدمی اور کہ بروایت بخاری ابو عیسیٰ بن محمد و حارث ابن اسد و عباد بن بشر کے نام ہیں محمد ابن سلمہ کے ہمراہ تھے اس وقت کعب گھر میں تھا آواز دی اس نے ارادہ باہر آنے کا کیا اس کی عورت کا ہنہ تھی آواز ہی سے اس نے جانا کہ یہ لوگ بارادہ قتل آئے ہیں سو اس نے بیالہ تمام منع کیا کہ مت جا اس آواز سے خون نہ پکے تا کہ کعب نے کہا کہ محمد ابن سلمہ میری دوست اور ابونا لکھ برادر رضاعی ہمارا اپنے کام کو آئے ہیں کچھ اندیشہ نہیں ہوا فقہ کعب باہر آیا اس کے آنے سے بیشتر لوگ ابن سلمہ نے اپنے ہمراہوں سے یہ صلاح کر رکھی تھی کہ بن بالون بن ہاتھ لگانے کے بہانے سے اس کے بال پکڑ کر لگاتے اس کا سر کاٹ لیا جب کعب اگر بیٹھا لباس نفیس پہنے ہو تو لگائے تھا محمد ابن سلمہ نے کہا تم تو وقت خوب ہی شوہر میں ملکتے ہو اور کپڑے اچھے پہنے ہو اس نے کہا میرے پاس عورتیں بہت پاکیزہ و خوبصورت ہیں اس سبب سے میں مضر رہتا ہوں محمد ابن سلمہ نے کہا تمھارے بالون میں بہت اچھی خوشبو آتی ہے اگر اجازت ہو تو میں ہاتھ میں لے کے سونگھوں اس نے کہا بہت اچھا محمد ابن سلمہ نے بال ہاتھ میں لیے اور سونگھنے لگے اور اپنے ساتھیوں کو سونگھائے پھر دوسری بار سونگھنے کی اجازت لی ایک خوب مضبوط کپڑا اور ہمارے ہون سے کہا لو انھوں نے صاف سر کاٹ لیا اور حضور اقدس میں اگر خبر کی اور سر پانچ قدم بنا کے نیچے ڈال دیا علاج ہنودہ میں ہے کہ یہ اول زمانہ سلام میں سر کاٹ کر حضور اقدس میں آیا ہوا و حارث ابن اسد کے ایک تنم اسی ہمارے ہون کے ہاتھ سے لگاتھا جب سر کاٹنے میں خون بہت جاری تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زخم کو ہاتھ سے مل دیا فوراً اچھا ہو گیا یہ کعب یہودی مدینے سے گئے میں گیا اور اسلام کی ہجو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مٹو ہش کر کے کشنگان بدر پر نہایت متاسف ہو کر قریش کو آواز دے کہ تم چل کر ٹرو پھر مدینہ منورہ میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج ہوا محمد ابن سلمہ رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ اگر مجھے اجازت ملے تو میں اس کا سر کاٹ لاؤں سو انکو اذن ملا کہ انھوں نے بازو ہم ربیع الاولیٰ عین شب ماہ میں سر کاٹا اور حضور میں حاضر کیا لکھانی روضہ الاحباب مگر بخاری میں قتل کعب مذکور ہے سر کاٹ لایا کہ کو زمین پر اکثر اہل سیر نے اس قصہ کو سنایا سو میں قبل غرہ نبی بغیر بیان کیا ہے جبکہ قید اوس جہاد کے کعب ابن سلمہ یہودی دشمن پیغمبر خدا کو قتل کیا تو قبیلہ خزیم کے معلقوں نے یہ مشورہ کیا کہ ہم بھی کسی دشمن پیغمبر کو جو بنی اسرائیل کے قتل کرنے والا ہو اسیوں کو ترجیح دے تو نے پاوے چنانچہ یہ مدار پاکا اور فوج تاجر یہودی ہزار ہوں کی ہوا و حارث ابن اسد کے قتل کرنا چاہتے تھے اسی سال میں قبول ابن اسحق قتل ہوا اور صورت واقعہ یوں ہوئی کہ عبداللہ بن عقیل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ صحابی انصار خزیمہ کو جبہ آدمی انصار پر شہر دار کر کے روانہ کیا یہ حضرت قریب بن شام خزیمہ میں پہنچے ابورافع سلام ابن ابی ہشیم بن لکھان ابن ہشیم بن ریح اول صفیہ ام المؤمنین ہزارا لدا تاجر تھا ایک گدھی اس نے بنائی تھی لکھان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرانی کی ترغیب کیا کرتا تھا اور قرار دینی مدد اعانت کرتا تھا جب گدھی کے متصل گئے تو عبداللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا



کہ تم تمہارے دین اکیلا جاتا ہوں اگر وہ بلیک لگا تو چپکے سے گھس کے ابرو رافع کا کام تمام کر دوں گا جب اس کے دروازے کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ گدھا گم ہو گیا تھا اس کی تلاش کے لیے کچھ لوگ شعل لیے نکلے تھے یہ اون میں شامل ہو گئے جب وہ لوگ دروازے میں داخل ہونے لگے تو یہ باہر دروازے کے بیچ گئے جس طرح کوئی استنجہ کو بیچ جاتا ہے وہاں نے جانا کہ یہ آدمی گڑھی کا ہے کہا اے بندہ خدا جلد آئیں کو اُتر بند کرتا ہوں عبداللہ ابن عتیک دروازے میں داخل ہوئے فرماتے ہیں کہ میں ایک گدھے کے نہان میں پوشیدہ ہو رہا ہوں جو کیدار نے جس مقام پر بخیان رکھیں انکا دھیان میں نے رکھا جب وہ سو گیا میں نے بخیان میں ابرو رافع کے پاس کہ وہ بالاسے خانہ پر رہتا تھا قصہ گو دیر تک قصہ کہتا رہا جب وہ خاموش ہوا میں بالا خانے پر گیا اور جس دروازے کو کھولتا تھا اسکو پھر اندر سے بند کر لیتا تھا کہ اور کوئی باہر سے آنے سکے ابرو رافع اپنے عیال میں ہوتا تھا مجھے معلوم ہوا کہ وہ کہاں ہے میں نے پکارا ابرو رافع وہ بولا میں نے اسکی آواز پر تلوار باری خالی تیری کچھ کام نہ نکلا ابرو رافع نے ایک چنچریاں اور میں اس مکان سے باہر نکل آیا اور تھوڑا وقفہ کر کے پھر اندر مکان کے جا کے تبدیل آواز کیا ابرو رافع تو نے کیوں آواز کی اُس نے کہا تمہاری خرابی ہو کسی شخص نے مجھ پر اچھی حربہ کیا تب میں نے بڑھ کے اس کے پیٹ پر تلوار مار کے اس در سے روائی کہ بیچ کی بڑیوں سے بھی گزر گئی اور میں وہاں سے دروازے کو کھولتا ہوا چلازینے سے اُترتے شب ملا تھی میں سمجھا کہ میں گلی پر کود دو کے سے بڑھاکے رکھا تو گریہ پڑا میری بندگی کی تیری ڈٹ گئی اسی وقت بگڑی بھاری اور پی جڑ پڑا بدھی دروازے سے نکل گڑھی کے قریب تھم رہا اس خیال سے کہ جب خوب تحقیق ہو جائے کہ ابرو رافع فی اللہ ہوا تب چلوں جب صبح ہوئی تو قلعہ کے برج پر زور گر عورت نے پکارا اہی بابا رافع تاجراہل اچھا رہی یعنی خبر موت سناتی ہوں ابرو رافع تاجراہل جاذب کی تب میں نے وہاں سے چلے عبداللہ ابن ابی اسیرہ ساقیوں کو خبر کی اور کہا یہ خبر حضور اقدس میں پہنچاؤ میں بھی آتا ہوں میرا کھانا سے جلد پہنچا اور جب حال حضور میں عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے اور میری چوٹ پر سوت مبارک پھیرا اور صحت ہوئی گویا کبھی چوٹ نہ تھی اس قصہ میں عبداللہ ابن ابی اسیرہ تھے اور عبداللہ ابن ابی اسیرہ اور عبداللہ ابن اسیرہ اور عبداللہ ابن اسیرہ اور عبداللہ ابن اسیرہ ابن انیس ہمراہ آئے صبح بخیر میری میں حدیث اس قصہ کی اوائل کتابا انصاری میں بعد غزوہ بدر لکھی ہے اور اس حدیث معلوم ہوتا ہے کہ قتال ابرو رافع عبداللہ ابن عتیک تھے لیکن اکثر اہل تاریخ کہتے ہیں کہ قتال ابرو رافع عبداللہ ابن انیس تھے یا نحوہ جیسا کہ سوم جبری شروع ہوا تو انجناب صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بیعت الاولی مدینہ میں جلوہ فرما رہے بعد ازاں جانب بخراں تشریف لے گئے اور تمام اہل انصاری و جادی الاول و دوم بن قیم رہے مگر نہایت محاربین بن ہوئے آخر کار مدینہ میں نصرت فرما ہوئے اور وہ شعبان میں حضرت عتبات علیہ السلام سے علی فرمایا اور دم کا شوم کو عثمان ابن عفان سے عقد کر دیا اور ارشاد کیا کہ اگر جالیس یا سو بیایاں جو میں تو ایک کو دوسرے کے بعد عثمان سے عقد کر دیتا حتیٰ کہ آئین کوئی باقی نہ رہی اور سر عثمان میں نہایت خیریت ہا یہ سے نکاح کیا اور پانچم ماہ مذکور حضرت امیر المؤمنین حسن مجتبیٰ پیدا ہوئے قائد حضرت شیخ الحدیث نے جناب قلوب میں غزوہ بخراں ہی سال میں لکھا ہے اور ان کے حسب یہ غزوہ دہم قرار پاتا ہے اور کھاتے بجا حاصل نے اس غزوہ کا ذکر نہیں کیا اور وہ احد کو غزوہ دہم قرار دیا ہے اور احد میں کیا گیا ہے

بغافل ایک فرسخ مدینے سے زبیر ابن بکار کے نزدیک قبر مارون علیہ السلام کی وہیں واقع ہو گا فی التوشیح الغرض تباہی و بربادی کا شروع تھا غزوہ احد واقع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ جب مشرکین قریش بدر سے مراجعت کر کے مکہ منظمین آئے تو اقارب و عشائر مقتولین بدر ابوسفیان بن حرب کے ملنے کو گئے اور کہا کہ تمام منفعت مال تجارت جسکو تو شام سے لایا ہے لشکر آرائی میں صرف کر ہم کو جو صلح سے مقابلہ کرنا منظور ہے تو ایسین کیا صلاح دیتا ہے ابوسفیان نے کہا کہ اگر تم سب لوگ سپر راضی ہو تو میں وال اس پر راضی ہوں اور نبی عبد مناف بھی میرے شریک ہیں جب یہ صلاح باہر گزار پائی تو سب نے ملکر شیع تجارت کو دارالمنذوب رکھی تھی نکالی اوجہ والی چنانچہ ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار شقال طلا اس تجارت کا کس مال تھا جب یہ اوجہ فائدہ ہوا اس مال مالکون نے اپنے گھرمیں رکھا اور انفعالی مال کو لشکر آرائی میں صرف کیا اور اطراف میں المیون کو بھیجا کہ اپنے ہم مشرکوں کو بلوایا عمر ابن العاص و سیرہ ابن ابی وہب و ابن الزبیری و ابو نوحہ و جمعی شاعر نے المی گری کی تھی بعد اسکے یوں صلاح ہوئی کہ ابی مرتبہ عورتیں بھی ساتھ چلیں اور وقت جنگ سر و دل لیکر اپنے بالوں و ہجائون کا قتل ہو یا د کر کے نوحر کرین تاکہ اہل فوج کو داعیہ حرب میں مضبوطی پیدا ہو اس عرصہ میں عباس ابن عبد المطلب کے میں تشریف لکھتے تھے انہوں نے ایک سر و قیلہ بنی غفار کو قاصد اجروہ دارت قرار کر کے مدینے میں بھیجا اور ایک خط بھی لکھ دیا جب قاصد نکرو یہاں آیا تو حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اُس نے حضرت کو پوچھا کہ لوگوں نے کہا کہ آنجناب محلہ قبا میں جلوہ فرما رہے وہ قاصد وہیں چلا گیا جب سجد تباہ ہو پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے اس نے خط دیا آنجناب نے لفافہ چاک کر کے ابی ابن کعب کو دیا آنہوں نے مضمون سنایا حضرت نے فرمایا کہ اس راز کو نہاں رکھ بعد اسکے سدا بن ربیع کے گھر گئے اُسے خلوت میں تمام حال کہا اور مدینے کو تشریف لائے سعد کی عورت نے بھی کسی طرح سن لیا تھا اس سے کھلا بعد اسکے یہودیوں و منافقوں میں کانٹا بھوسی شروع ہوئی کہ آدمی کے سے آیا ہے مگر خیر خوش نہیں آیا ہے جس سے محمد کو سرت ہوئی ہوا الغرض یہ خبر مشہور ہوئی اور کفار قریش کے منظم سے باہر نکلے ابو عامر راہب اپنی قوم کے پچاس آدمی لیکر شامل لشکر کفار ہوا ابی قحطہ قریش نے جتھا بانڈ حکم زدہ حلیفہ بن دیرہ و الاہل بن کا مقام پورے لشکر کا شمار کیا تو سرور جنگی تین ہزار ہوئے آئین سات سو زبرد پوٹے اور سامان یہ کہ تین ہزار اونٹ دو سو گھوڑے چند ہر ہوج نہر انبیات اور ساتھ ہندہ ابوسفیان کی جو وہ بھی سب کے ساتھ اوجہ و سوار و شرفا شل ابی سفیان ہجو ابن مطلب جیسے ابن عظیم و صفوان بن امیہ و عکرمہ بن ابی جہل و حارث ابن شام و عبد اللہ ابن ربیعہ و خویہ ابن عبد النزی و خلد بن لیدہ و ابو نوحہ و جمعی شاعر مع خویش و اقارب اپنے سپاہی لشکر میں ہوجو تھے سرورای اس لشکر کے ابوسفیان برقرار پائی تھی و سالار امی خالد بن لیدہ پر جب یہ سب اخبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت ہوئے تو آنجناب نے انہیں واپس بلانے کا حکم دیا کہ نبی تعین احوال بطور حاسوس روانہ کیا وہ جملہ گئے کہ بعض کے کھنٹوں میں کافروں نے اپنے لشکر کے اونٹوں کو گھوڑوں سے چمڑے میں لپیٹا نظر تاج کلاب سرورای نہر گیا بعد اسکے بنی الدلیان و سرورای خباب ابن المنذر کو روانہ فرمایا کہ تم خبر مت لے کر





پاسبانی کی لشکر قریش وہاں سے بہت نزدیک تھا سب جال یہاں کا در لوگ شاہد کرتے تھے کہ لشکر نافر ہو گیا اسلام میں ہوشیار رہی ہرگز وہ بھی ہوشیار رہی اپنی جگہ سے گرنے لگے احوال جانیں میں رات بھر ہوشیار رہی بیداری رہی صبح کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے واجو شہیمہ خانہ کے راہ تھلانے کو پیش پیش چلے قبیلہ نبی حارث میں ایک نذر سے منافق بے ایمان نے صرف ہوا جسے جھوٹا خاک کی لشکر یوں پر ڈالیں جو خاک ساری و عاخری تھی وہ ایمانی ہر کسی نے توفیق کیا مگر سعد بن زید اسل نے ناراض ہو کر اس نذر سے کی ایک کمان ماری تاکہ اپنی حرکت حاسدانہ سے باز آوے حضرت صلعم اس حرکت سے بھی ناراض ہو کر خلاف حلم و بردباری پر جب احد میں پہنچے صبح کا وقت تھا ناصح بجاعت اذان اقامت اور نوازی اور عبداللہ بن ابی سلول اس نافرمانی کے متین توفیق نبی حارث دینی سلمہ کے لشکر کے ساتھ تھا باوجود فحاشی عبداللہ بن حرام کی چلا گیا ایک روایت کہ پہلی ہی منزل سے چلا گیا تھا کہ اہل مدینہ نے بہت کی اور اس کے نقصان نہایت بظاہر ہوئے بعد اسکے غزوہ اسلام نے حکم سیدنا ام علیہ السلام موقوف بل اسلام آ رہے تھے لیکن احد کو پشت گردا نامدینہ پاکینہ کو روکیا عینین بفتح عین سکون تحتی علی سینۃ الثانیۃ جانب چپ قرار دیا یہ بھی ایک پراسی قرب احد واقع ہوا مین ایک غار بھی تھا حضور ابراہیم کفار ہند حضرت علیہ السلام نے عبداللہ بن جبر کو چاس تیر اندازوں سے وہاں مین فرمایا اور تاکید کردی کہ مقام نہ چھوڑنا غالب مغلوب ہے اس کے بغیر نفس نفیس صحت غازیان آ رہے تھے فرمائی کہ عکاسہ بن محض اسدی یا زبیر بن العوام کو سینہ اور ابو سلمہ ابن عبداللہ مخزومی کو پیش اور ابو عبیدہ ابن الجراح و سعد ابن ابی وقاص کو آگے اور قنقلہ ابن الاسود کو پیچھے فرمایا اور میر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قلب میں جگہ دی اور امیر المؤمنین امیر بولسین علی ابن ابی طالب نے بیعت و صاحب شجیع العرب و نجم صلعم کی اختیار کی اور تیر صد ہوئے کہ جس مقام پر ارشاد ہوا اسی طرف متوجہ ہوں اور شکر کوئے بھی صحت آلائی کی سینہ نے میر خالہ ابن لید کو اور میر نے سینہ عکرمہ ابن ابی جہل کو اور ابو سفیان قلب لشکر میں تھمرا و صفوان ابن امیہ مع عمرو ابن عاص سواروں کا سردار ہوا اور صحیح یہ کہ صفوان مع توالیع اپنے کے برابر رخصت کوہ قائم ہوا اور عبداللہ بن ابی ربیعہ تیر اندازوں کا فہرستہ لایا اور علم بڑا اعلیٰ ابن ابی طلحہ جو اب حضرت صلعم نے یاروں کو بوجھا علیہ دار اہل لشکر کوئے شخص ہوا یاروں نے عرض کیا کہ نبی عبداللہ فرمایا معصیان علیہ علیہ السلام ہو کہ وہ علم اسلام لیکر آگے ہوئے اہم بردار تہ جانب اسلام سات سو نفر لایا دے تھے اور لشکر کفارین میں ہزار چھ مین آ رہے ہوئے توالید ابو عامر در شیش فاسق مع اپنے توالیع کے نکلا اور تیر یار نے لگا اوکتا تھا نا ابو عامر بل اسلام لے لایا جب ایک الاملا اور غزوئے نے دن بجا کر اشعار کا نثر دے کیے اور اپنے ناموں کو گرائی کی تحریص کرنے لگیں جبکہ جانب کفار سے تقدیم ہوئی تو ہر طرف کے تیر اندازوں نے بھی تیر اندازی شروع کی ابو عامر مع توالیع دواحق اور ہدایتی پندارہ و بردار تہی چاس نفر تھے بجا کا اسکے بھاگنے سے سواران لشکر میں بھی بھاگ چلے اہل بیت میں طلحہ ابن عثمان شبی عبداللہ کے میدان میں اگر کہلائی صلعم تھا راز عم یہ کہ ہم لوگ تمھاری تلوار سے دوزخ میں جاتے ہیں تم لوگ ہماری تلوار سے جنت میں جاتے ہو سو کون ہر میدان میں کی دے کہ اسکو پشت میں داخل کروں یا وہ مجھے دوزخ میں پہنچا دے اسی وقت حضرت امیر المؤمنین ابوالفضل علی ابن ابی طالب کو بھیج کر میدان میں آئے اور دو حربہ ہر ایک سر پہ لگا اور دوسرا زمین پر کہ ہر دو درگاہ اور برہنہ ہو گیا اس نے نہایت وساحت سے حقوق طوخی و حضرت یاد دلائے حضرت امیر نے دو گز کیا کہ حضرت رحمۃ اللعالمین صلعم نے بوجھا اہل علی کسٹ اسکو چھوڑ دیا

اتماس کیا کہ رحمت ربانی وصلہ رحم نے اسکی شفاعت کی ناچار میں نے چھوڑ دیا رویت ہے کہ مصعب بن عمیر نے آخر کار قتل کیا  
بعد اسکے طلحہ ابن ابی طلحہ علم دار نے میدان میں آکر سیکڑا جس کسی کو دعویٰ بہادری ہو چکا آئے اسی وقت نقطہ دائرہ مطلب  
معبود علی حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا میں معین جلوہ فرما رہے اور علمدار سے مقابلہ فرمایا اور ایک تلوار ماری کہ اسکے سر  
زخم پہونچا حال میں اسکی زبردستی سے دوڑ کر گھاٹ علی سکونہ مارا آنجناب نے چھوڑ دیا اور لشکر میں لوٹ آئے لوگوں نے پوچھا کہ علی طلحہ کا  
کام نہ تمام کیونکر چھوڑ آئے فرمایا اسکی عورت نے سنت کی اتباع سے مجھ کو رحم آیا اور بعض اہل تحقیق نے لکھا کہ آنجناب نے کام طلحہ کا  
تمام کر دیا اور اسکے مارے جانے سے لشکر اسلام میں کبیر فتح ہونے لگی اور لشکرین قریش میں صورت خطر اب نمودار ہوئی بعد اسکے  
عثمان ابن طلحہ نے علم لیا حمزہ ابن عبدالمطلب یعنی السرخہ نے ایک تلوار ماری کہ اسکا ہاتھ شانے سے جدا ہو گیا تب ابوسعید بن ابی طلحہ  
علم لیا حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک تیر مارا کہ حلق میں لگا اور زبان اسکی بلند رنگ نکلی جیبر شافع بن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا  
عاصم بن ثابت بن ابی اذعہ نے اسکو تیر سے مروج کر دیا کہ قریب ہلاکت پہونچا لشکر کوں نے اسکی لاش سہا سہا سلاقت بنت سعد  
اسکی والدہ کے پاس پہونچائی اسنے شافع سے پوچھا یہ تیر کس نے مارا وہ بولے صحیح معلوم نہیں ہوتا مگر مارنے والا کتا تھا خدا ہادانا  
ابن ابی الاذعہ سلاقت نے عہد کیا کہ عاصم کے کانہ سے میں شراب پیوں تو سہی اور سادی کرائی کہ جو کوئی عاصم کو پکڑ لاوے زندہ  
یا سر لاوے اسکو سوا زنت انعام دے گی لیکن شافع ہی زخم سے وفعل نہ رہا بعد اسکے حادث ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا تو زیر  
ابن اعمش رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور بعض کے نزدیک عاصم بن ثابت نے اسکو بھی مارا بعد اسکے کلاب ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا  
اور علی مرتضیٰ شیر خدا نے اسکو مارا ویر وایتی زیر ابن اعمش نے قتل کیا تب جلالت ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا کہ طلحہ ابن عبید ابیہ  
مارا بعد اسکے ارطہ ابن جریبل نے علم لیا کہ علی مرتضیٰ نے اسکو بھی مارا تب شریح ابن فارض نے علم لیا وہ بھی قتل ہوا اگر قابل اسکا  
معلوم نہیں ہوتا بعد ازاں صواب غلام نبی عبدالدار نے علم لیا کہ بروایت بعضی حضرت علی نے ویر وایتی سعد بن ابی وقاص نے  
قتل کیا اور صحیح یہ ہے کہ قرآن نے مارا آخر کار علم کفار گر گیا اور کوئی شخص نبی عبدالدار کا نہ ہا جو علم برداری کرنے تب سہا سہا عمرہ  
علقہ جاریہ نے علم اٹھالیا اور اہل اسلام نے علیہ تمام ہجوم کیا اور زیر ابن اعمش و قعدا بن لاسو و بنین و یسا سے خالد بن ولید  
کو منہزم کیا اور حضرت امیر عمرہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو قلب لشکر سے دور کیا صحیح مسلم میں حضرت انس سے روایت ہے کہ  
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالفقار کو ہاتھ میں لیکے فرمایا کہ اس تلوار کو کون لیتا ہے لوگوں نے ہاتھ بڑھائے کہ ہم کو ہے حضرت  
ارشاد کیا کہ اسکو وہ شخص ایسے جو کہ اسکا حق ادا کرے ابو جحانہ ساکن انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا حق کیا ہے فرمایا  
حق یہ ہے کہ جو بیل کرے سو ابو جحانہ نے ذوالفقار کو لیا اور دسیان و نون و حقون کے اگر تباہ پیرے بدلتا تھا حضرت صلعم نے  
فرمایا انما سبیتہ فیغناہا اللہ الانی ہذا الوطن یعنی اسطرح تیغ و زحر کرتے ہوئے چلتا تھا ہر اور اسکو ناپسند مگر کرائی کے میدان میں  
دست چڑھیں ابن اعمش کہتے ہیں کہ میں بھی ابو جحانہ کے پیچھے گیا تاکہ دیکھوں کیا کرتا ہے سو دیکھا تو جھپٹا اسنے منہ کی ہفت کی  
صفت الٹ پلٹ گئی روایت ہے کہ ابو جحانہ مریا ہوا اس مقام میں پہونچا جہاں سہا سہا ہند عمرہ تو لکھا تو پہونچا جاکر رخصت ہوئی تھی

بہارِ نبوی





تب انھوں نے علم کو دست چپ میں لیا اور فرماتے لکھے ماحمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سواہن قبیۃ نے اس بات کو گانا  
 پھر مصعب نے دونوں بازو سے علم اٹھایا اور یہ آیت زبان پر تھی حالانکہ اس وقت تک نازل نہ ہوئی تھی بعد اسکے ابن قبیۃ نے فرمایا  
 کہ زمین پر گرے اور فرشتے نے علم اٹھالیا اور بعض مومنین نے لکھا کہ ابوالرؤم ابن عیینہ علم اٹھایا یہ روایت ضعیف ہے حقیقت  
 یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کو منظور نہوا کہ علمدار اسلام کی شہادت سے کوئی واقف ہو کیونکہ اگر اطلاع ہو جاتی تو زیادہ تر موجب برہمی لشکر تھا  
 اسلئے فرشتہ بھیجا تاکہ یہ شکر ثناء ہو بجا اس شہائی میں حدیث شریف سے لکھے اور عازین اسلام سے بھی اکثر لوگ شہید ہوئے اور اس  
 معرکہ میں پانچ خواجہ کافرون نے عہد کیا تھا کہ رسول مقبول صلعم کو قتل کرینگے ایک عبداللہ بن شہاب سہری دوسرا عتبہ بن ابی وقاص  
 زہری تیسرا عبداللہ بن ابی وقاص زہری اور بعض اسکے جگہ عبداللہ بن حمید اسدی کو لکھتے ہیں مگر شیخ ابو جہانہ کے ہاتھ سے  
 مارا گیا چوتھا عبداللہ بن قبیۃ پانچواں ابی ابن خلف جمی چھٹواں عبداللہ بن حمید اسدی چنانچہ ابن قبیۃ نے حضرت صلعم کو تھپڑ مارا  
 کہ حلقہ ہائے خود خوار مبارکین درائے اور پیشانی نورانی مجروح ہوئی کھاسن شہرین خون سے تر ہو گئی کہ آنجناب خون کو چاک  
 سے پوچھتے اور منہ دوسرے پلٹے تھے اور فرماتے تھے کیونکہ فلاح یا دینک وہ لوگ جو اپنے پیغمبر سے ایسا کریں حالانکہ وہ خدا کی طرف بلاتے اور  
 پھر فرمایا اللہم اغفر تقوی فانہم الیحدون اور عبداللہ بن ابی وقاص کے ہاتھ کے تپھر سے لب زہریں مجروح ہوا اور باغیہ زہریوں نے  
 لکھے روایت ہے کہ اس مردود کی نسل میں جو کوئی ہو اسکے دندان پیشین نہیں جھے اور ابن شہاب نے ایک تپھر کھنی پر مارا تھا اسی میں  
 ابن قبیۃ نے تلوار ماری سوالید نے اس طرح بچا کہ اسی جگہ ایک گدھ تھا اور حضرت اس وقت دوزرین اپنے سوزدہ و ہتیدار کے  
 بوجھ سے آسین گرے اور لوگوں کی نظر سے غائب ہو گئے اور زانو مبارک چھل گئے طلحہ ابن عبداللہ دوڑ کر آئے اور اپنی نبل میں لیا  
 اور اپنے ہاتھ کو سپر دیا کہ ابن قبیۃ نے اسی پر تلوار مارین کہ انکشت سجدہ وسطی دست راست بیکار ہو گئیں اور ہاتھ زخموں سے چور ہو گیا  
 اور شدت زخموں سے زمین پر گر گئے اس حال میں حضرت صدیق اکبر قدس سرہی آب حضرت کے پاس گئے آنجناب نے نہ پیا اور فرمایا  
 کہ طلحہ کے پاس لیجاؤ صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ طلحہ بیہوش تھا اور خون جاری تھا میں نے پانی چھڑکا کہ ہوش آیا تو اسنے اول ہی پوچھا  
 کہ رسول اللہ کا حال کیا ہے میں نے کہا آپ بخیریت ہیں مجھے تیرے پاس بھیجا ہوا طلحہ نے کہا احمہ اللہ رب جو مصیبت ہوگی آسان ہو  
 روایت ہے کہ ابن قبیۃ نے جب حضرت پر تلوار ماری اور حضرت گدھے میں گرے تو اسنے پکار دیا کہ میں نے محمد کو مار لیا یہ خبر نہین  
 پہونچی تو انس ابن انضر عمر انس ابن مالک رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر لشکر کفار پر دوڑے اور سعد ابن وقاص سے کہنے لگے کہ اہل  
 احد کی طرف سے بڑے ہشت آتی ہے یہ کہنے ہوئے بجلی کی طرح لشکر کفار پر جاگری اور خوب مقابلہ کیا آخر کافر شہید ہوئے اور  
 اتنے زخم کھائے کہ اکھالاشہ شہید دن میں پہچان نہ ہو پڑتا تھا انکی ہن نے ایک تل کے سبب سے جو انکے ہاتھ کی انگلی تھی  
 پہچان روایت ہے کہ اتنی زخموں سے کچھ زیادہ تیر و تیشہ و نیزہ کے زخم انس ابن انضر کے لگے تھے روایت ہے کہ عبداللہ بن حمید  
 کافر حضرت رسول خدا کو زخمی شکر کہنے لگا کہ اگر کوئی مجھ کو نشان دے تو میں اے حضرت کو مار ڈالوں یا خود مارا جاؤں کہ نبی کریم  
 نے دور سے تہلایا وہ مردود حضرت کا قصد کر کے چلا ابو جہانہ انصاری نے اسکو راستے ہی میں ٹھنڈا کیا روایت ہے کہ

نصف  
 شہادت

ان



دیکھا تب بھی نشان نہ چلا تو میرے دل میں آیا کہ عجب معاملہ ہے کہ نہ حضرت زندون میں نظر آئے ہیں اور نہ مردوں میں مگر ایسا ہوا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوا اور اپنے پیغمبر کو آسمان پر اٹھالیا پھر تو دل میں آیا کہ کفار سے مقابلہ کر کے تو بھی شہید ہو جاؤ تو کورسیاں سے لیکر مشرکوں کی فوج میں گھسا اور ایسی شمشیر رانی کی کہ جمیعت اعداد ہم پر ہم ہو گئی اس حالت میں رسول صلعم مجھے نظر پڑ گئے تو دل میں خوش ہوا چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے سو کافروں نے حضرت کو تہا دیکھ کر دم تہہ حملہ کیا پر علی مرتضیٰ شیر خدا نے وہ شجاعت اور داناگی خدا داد دکھائی کہ سب کافروں کے دہشت کھٹے ہو گئے اسی وقت حضرت جبریل نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ یہ زور و قوت کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے دکھلایا حضرت نے فرمایا کہ انہی میں حاتم جبریل نے کہا انا منکما درج الدین مولانا میل الدین محدث شافعی لکھتے ہیں کہ اس وقت ہاشم ہاتھ سے آواز آئی تھی لا فتی الاعلیٰ لیسف الاذوالفقار سبحان اللہ کیا بڑی نفیست حضرت علی مرتضیٰ کی ہے کہ اسکے بیان کی حاجت نہیں ہے اسی کلام معجز نظام سے پر ظاہر ہے تفصیل کی کیا حاجت ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک مجھ پر ہو گیا اور خود کے حلقے خسارہ پاک میں بیٹھ گئے تو میں میدان جنگ سے آپ کی طرف چلا آتا ہے راہ میں ایک منظر نظر آیا کہ دو راہوا چلا آتا تھا میں نے اپنے دل میں کہا اگر بعض رسول اللہ کے پاس جاتا ہوں تو میں اور وہ بلا وقت خدمت رسول میں حاضر ہوں جب وہ شخص نزدیک آیا تو میں نے پہچان کر ابو عبیدہ ابن الجراح تھا اور حضرت ہی کی خدمت میں جاتا تھا سو میں اور وہ دونوں حضرت کے حضور میں گئے اسنے مبارک کر کے کہا کہ اے ابوبکر خود کے حلقے روئے مبارک سے میں نکالوں گا میں نے کہا بہت اچھا سو اسنے اپنا دانت خود کے حلقے پر رکھ کر کھینچا حلقہ باہر نکل آیا گو دانت اُسکا ٹوٹ گیا پھر دوسرا حلقہ نکلا اور دوسرا دانت ٹوٹ گیا جب حلقے نکل آئے تو خون بہ نکلا ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ میرے باپ ہاشم بن سنان نے موضع جرت پر اپنا تھوکا کر خون چوسا لوگوں نے اسے کہا کہ تو خون پیسا ہے اسنے کہا ہاں سوال اللہ کا خون شربت سے زیادہ شیرین ہے اور حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی ایسے شخص کو دیکھا چاہے کہ اسے خون میں میرا خون ملا ہو وہ ملک ابن شان کو دیکھے پھر یہاں میں میرا خون ہو اگر تیرا فخر نہ کرے گی فائدہ ہے مجھ پر فیضیت سادات کی ظاہر ہوتی ہے روایت صحیحہ ہے کہ طلحہ نے اپنی پشت پر بائے مبارک رکھوا کر گڑھے سے نکالا اور علی مرتضیٰ نے دست مبارک پکڑ کر اوپر سے کھینچا پھر جب حضرت گڑھے سے باہر نکلے تو کعب ابن مالک نے پہچان کر باؤز بلند پکارا یا ہاشم البشر و اندا رسول اللہ جیسا سو یا اور انگلی سے اشارہ کر دیا جب مسلمانوں نے سنا کہ حضرت بخیر عنایت ہیں ہر طرف سے جمع ہو آئے کہ سید رسل جماعت اہل اسلام کے ساتھ غار احد کی طرف متوجہ ہوئے مساء ہند غارت البوسفیان کی اور قریش کی ساری عورتیں میدان خالی پا کر اہل اسلام کے مقننوں کی لاشوں میں گھس پھریں اور کسی کا پیٹ چیر ڈالا اور کسی کا کلیجہ نکال لیا کسی کے ناکان کاٹ لیے چنانچہ ہند نے حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ نکال کر چوسا مگر خطہ نفیس کو چھوڑ دیا تھا اسنے بتا کہ باب انکما ابو عامر راہب جبکہ حضرت نے فاسفی دیاتھا مشرکوں کے ساتھ تھا مگر روایت اہل سیر کی یوں ہے کہ خوشی قاتل امیر حمزہ نے کلیجہ نکال کر ہند کو دیا اور کہا کہ دیکھ یہ جگر حمزہ تیرے باپ کے قاتل کا ہر تب اسنے جگر لیکر چوسا اور اپنے کپڑے



اور زیور وحشی کو انعام میں دیئے اور وحشی ہند کو اپنے ساتھ لاش امیر خروہر لیکھا اسنے ناک کان کاٹ لیے اور کئے کو لنگی اسٹاں  
 وچینا پڑی رہی باجگہ پیچہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم باجگہ پہاڑ کے نیچے پہنچے ابو سفیان نے مشر کون سے مشورہ کیا کہ مسلمانوں کو  
 بخاریش جانے دین اور آگے بڑھا حضرت نے خدا سے دعا مانگی کہ اللہم لیس لہم ان یعلو یا یعنی اے اللہ ان لوگوں کو یہ بات حاصل نہو  
 کہ ہم پر بلند اور غالب ہو جائیں حتیٰ تعالیٰ نے ایسا عہد ل میں ڈال دیا کہ اپنی جگہ سے کافر جرحہ نہ سکے اور حضرت نے غایت نصیحت  
 نماز پڑھ کر پھر بھی عبداللہ بن ابی اسد کے ارادہ کیا کہ پھر بالاسے کوہ جلیل راہ میں ایک تہجہ ملا کہ حضرت ضعف کے سبب سے آسہ جرحہ نہ سکے طلحہ  
 پھینکے اور حضرت پاسے مبارک انکی پشت پر رکھ کر اوپر چڑھے اب ابو سفیان کا یہ ارادہ ہوا کہ اپنے لشکر کو لیکر مکہ کو چلا جائے  
 لیکن سب مشر کون نے ملکر یہ صلاح کی کہ مکہ کو چلنے سے پہلے یہ دریافت کر لین کہ محمد زندہ ہیں یا نہیں اور یہ جانتے تھے کہ حضرت  
 شہید ہو گئے اور خواص اصحاب آپ کے بھی مارے گئے میں صحیح بخاری میں برابر ابن عازب سے روایت ہے کہ ابو سفیان باندی سے  
 نیچے آیا اور پکارا فی القوم محمد یعنی قوم میں محمد بھی ہیں حضرت صلعم نے فرمایا کوئی جواب نہ دے سو کسی نے جواب نہ دیا تب اسنے  
 کہا فی القوم ابن ابی قحافہ یہاں سے پھر بھی جواب نہ ملا تب ابو سفیان نے کہا فی القوم عمر ابن الخطاب یہاں سے پھر بھی جواب نہ ملا  
 ابو سفیان نے قوم سے کہا کہ سب مارے گئے اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے حضرت عمر سے نہ ہا گیا سو باواز بلند ابو سفیان کو پکار کر  
 بولے کہ امی دشمن خدا تو جھوٹ کہتا ہے کہ سب مارے گئے اللہ تعالیٰ نے تیری جان ہارنے کو سب کو زندہ رکھا ہے پھر ابو سفیان نے  
 اپنے بیٹوں کی توبہ کرنی شروع کی حضرت نے فرمایا کہ کچھ جواب نہ دو اصحاب نے عرض کیا سچ کیا کہیں فرمایا یہ کہو اللہ اعلیٰ وجل  
 یستکبر ابو سفیان نے کہا انفری لنا ولا غری کم حضرت نے فرمایا کہو اللہ مولانا ولا مولیٰ کم ابو سفیان نے پکار کر کہا کہ آج کافرین  
 بدر لڑائی کا جواب ہے اور لڑائی کا معاملہ نوبت نبوت ہوتا ہے اور باری باری سے ہوتا ہے کبھی ہم کو موقع مل گیا کبھی تم کو تم اپنے  
 مقتولوں کو دیکھو کوئی نکٹا اور کوئی بوجا ہو گیا ہے حضرت عمر نے جواب میں کہا کہ آج کا دن بدر کے برابر نہیں ہے ہمارے مقتول  
 بہشت میں ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ میں ابو سفیان نے کہا کہ ہمارے محمد کے دوسرے سال کا وعدہ ہے پھر بدر لڑائی  
 ہو گی حضرت نے فرمایا کہ اس سے کم دو اچھا اسی پر قائم رہنا پھر ابو سفیان اپنی قوم لیکر ڈرتا کہ پتا کے کو روانہ ہوا تو مسلمانوں کو  
 یہ خدشہ ہوا کہ شاید یہ لوگ مدینے کو چلے جائیں اور اسکو لوٹیں اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ اور سید بن قیس  
 کو انکے پیچھے بھیجے روانہ کیا آخر وہ سب مکہ کو چلے گئے انھوں نے حضرت کو اطلاع کی کہ آپ کو خاطر جمعی ہوئی روایت ہے کہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر لوٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو کوئل لجاؤں تو جانوں کہ مدینے کو جاتے ہیں اور  
 نہیں تو مکہ کو سوان دونوں صاحبوں نے اسی قرینے سے جانا کہ مدینے کو نہ جائینگے تو لوٹ کر حضرت کو خبر دی کہ آپ کو  
 اطمینان ہوا جب مشرک لوگ چلے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں تشریف لائے اور اپنے شہیدوں کو دیکھا تو  
 اعیان ماجرین سے چار شخص جلیل القدر شہید ہوئے تھے حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب کے ہم نہر گوار رسول اللہ اور  
 سجائی رضاعی آپ کے تھے انکو وحشی ابن حرب جیشی نے شہید کیا تھا حال یہ ہوا کہ لڑائی کے شہکائے میں حیران رہ گئے تھے

کہا کہ اگر تو حمزہ کو قتل کر کے طبعاً ابن عدی میرے چچا کا بدلہ لے تو میں تجھے اپنے ملک سے اُڑا دوں اور سہ ماہ ہند بھی اکثر خوشی  
یہی کہا کرتی تھی کہ تو حمزہ کو جسے بدر کی لڑائی میں میرے باپ عقبہ کو مارا ہو کسی طرح مالدال تو میں انعام دوں اور حارث ابن عامر  
ابن نوفل کے بیٹی یہ کہتی تھی کہ اسی خوشی اگر تو محمد یا علی یا حمزہ سے ایک کو بھی قتل کرے تو اُڑا دوں چنانچہ خوشی سن کر  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا جس وقت انکا سامنا ہوا تو انکی شجاعت اور بہادری اور بیداری ہوشیاری سے طرح طرح کے ٹکڑے  
یکایک حضرت امیر حمزہ مثل شیرست نظر آ گئے اور انکے آنے سے فرج قریش کی درجہ برہم ہو گئی اور سباع ابن عبدالغی خزامی نے  
تقابل کیا تو امیر حمزہ نے اسکو قتل کیا خوشی کہتا ہوں کہ میں یہ حال دیکھ کر ایک پیچہ کی آڑ میں لگ رہا جب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سباع  
کو قتل کر کے پٹے اور میری کین گاہ کے متصل آئے تو میں نے حربہ چلایا اور میرا حربہ کبھی خالی نہ جاتا تھا سو وہ حربہ زیر شکم و بر دانتیں نیر  
لگا حمزہ مجھ پر پہلے بین بھاگا وہ سچھے دوڑے گرشدت زخم سے لہ میں گرے سو دشمنوں نے میری مدد کر کے شہید کر ڈالا پھر  
میں نے شجر سے کلیجہ نکال کر شہد کو دیار وایت صحیحہ ثابت ہو کر ستر یا نوے زخم تیر و تلوار زہرے کے جسم ہارک حمزہ پر تھے مگر کوئی  
زخم انجذاب کی پشت پر نہ تھا محققین اہل سیر نے لکھا ہے کہ حضرت صلعم نے جب لاش کو دیکھا تو سخت رنج اٹھایا کہ ویسا رنج کبھی نہیں  
ہوا تھا اور اُسی وقت فرمایا کہ اللہ اگر مجھ کو فتح دے اللہ ان کافروں پر تو شتر کافروں کو بھوس حمزہ کے قتلہ کروں حضرت جبریل  
نے اللہ صاحب کی طرف سے کہا وہ ان عاقلتم فاقبوا مثل ما عقیتم بہ ولکن صبرتم فمونیہ للصابرین اُسی وقت سے حضرت صلعم  
شک کرنے سے نہی فرمائی مگر اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو بھی کفر فتح مکہ میں خالد ابن ولید کے مقابلہ میں عشر کافرا سے گئے کہ تفصیل اسکی  
فتح مکہ میں لکھی جا چکی اور حدیث شریف میں ہے کہ دیکھا میں نے فرستوں کو غسل دینے میں حمزہ ابن عبدالمطلب کو اور خطہ ابن  
کو اور یہی فرمایا کہ ہوئے میں خدا کے نزدیک ساتویں آسمان میں حمزہ ابن عبدالمطلب اللہ اللہ اللہ رسولہ دوسرے عبد اللہ  
ابن جحش ابن رباب اسدی ابن عمر رسول اللہ کہ ابن احمہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے تھے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت صلعم  
کو حضرت حمزہ کے دفن کرنے کا ارادہ تھا بلکہ فرماتے تھے کہ میں انکو ہی طرح رہنے دیتا کہ بروز قیامت پرندوں اور دونوں کے  
پیت سے اٹھائے جائے لیکن یہ خیال آیا کہ حمزہ کی بہن صفیہؓ برائیاں لگی اور تمام اہل بیت پر یہ بات گران گذریگی اور سب لوگ اہل  
مصل کو سنت سمجھ کر یہ روی کرنے لگیں کہ انان عبد اللہ ابن جحش اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو ایک ہی قبر میں دفن فرمایا ابابیکہؓ عظیم  
اس مقام میں بنا ہوا ہے میرے مصعب ابن عمیر عبد ربی کہ ابن قیسہ لیشی کے ہاتھ سے شہید ہوئے یہ حضرت مصعب قرشی عبد ربی  
صحابہ و فضلاء کا لیدر ہیں اور اول مہاجرین میں ہیں اور بدری صحابی ہیں انھیں نے اہل مدینہ کو قرآن پڑھایا اور انھیں نے  
اول حبشہ مدینہ میں پڑھا اور یہ دو بھائی تھے ایک عامر بن عمیر دوسرے مصعب ابن عمیر اور دونوں کمال داری میں ایک حال تھا کہ انکو  
انچہ باپ کا ترکہ دونوں نے پایا تھا گران نامکی انکو بہت پیار کرتی تھی اور ایام جاہلیت میں مصعب بڑے چین میں بسر کرتے تھے اور  
بہت اچھا لباس پہنتے تھے جب حضرت کی صحبت سے سرفراز ہوئے تو زہد و فقر اختیار کیا اور لذتیں دنیا کی جو تھیں انکی شان  
اللہ صاحب نے فرمایا وہی النفس علیٰ الوحی فان اکتفیٰ حدیث غفرلہ بن وادع کہ ایک روز مصعب حضرت کے پاس  
ہوئے تو انکی روئے ایسی تھی کہ دیکھ کر سوچتا تھا کہ

آئے اس حال میں کہ تیسری کبریٰ کے پڑے کا کمر سے باندھے تھے حضرت نے فرمایا بنگا کر دھک دھک اندر سرشوں کیسا پرکاول نور ایمان سے میں نے دیکھا ہے  
والدین کے بے تیرن طعام کھاتے تھے اور میں نے دیکھا ہے کہ وہ روزہ کا پابست ہوئی محبت خدا و رسول کی جو حالت کو پہنچا ہے اسے سمجھ  
کو یہ آزادگی حاصل ہوئی تھی کہ ان کے گفن کے واسطے سو سے ایک لنگ کے کچھ نہ ملا وہ بھی قدر سے چھوٹا مگر گریہ جھپٹاتے تو سر کھٹ تھا اور جو شہر کھاتے  
تھے تو سر کھٹتے تھے تب حضرت نے فرمایا کہ چھپا دیا اور پیرا ذخرا کماں سے بند کر دیا اور دوسرا بھائی و نیلک لذتوں میں گرفتار ہوا اور ایمان بھی نہ ملا  
آخر کار غزوہ بدر میں مارا گیا اُسی کے حال میں یہ آیت نازل ہوئی فاما من مٹنی و اثر احمیوہ الدینا فان یحییہ فی الساعۃ یعنی جسے شہادت کی  
اور مہر سمجھا دنیا کا جینا سود و فتنہ ہی ہے چھکانا اور بخاری اور سلم نے جناب بنی لاریت سے روایت کیا ہے کہ کما انھوں نے ہجرت کی پہلے رسول اللہ  
صلعم کے احوال میں کہ طلب کرتے تھے ہم ذات خدا کی پس واقع ہوا ثواب ہمارا خدا کے نزدیک سو بعض ہم میں سے وہ بن جو گذر گئے عالم  
اور زمین کھایا اپنے اجر سے یعنی دنیا کے اجر سے کچھ یعنی قسم غلام وغیرہ سے انجا عبد مصعب بن عمیر بن رے گئے بروز خدا ورنہ پایا گیا ہیکے  
پیرا گفن دیے جائیں اس میں مگر ایک کیلی سیاہ ہنڈیا مانند رنگ سرخ مٹی جیسے لے کر وہ بھی پوری زمیں کے سر سے بیرون نکٹھا چکا جس سے  
ہم جس وقت دھاکتے سر نکالتے تھے رہتے پیرا کے اور جس وقت دھاکتے ہم پیرا کے تو کھلا رہتا سر نکالتا سو ہم تھیر ہوئے ان کے امیر بن فریما بنی  
صلعم نے دھاکٹ داس سے سر نکا اور کھدواس کے پیرا پر ذخرا کے نام پر ایک گھانٹا لے کر بن ہوتی ہوا بعض امور میں کام آتی ہوا بعض ہم میں  
وہ بن کہ بختہ ہوا واسطے ان کے میوہ ان کا پس دھننے بن اس میوے کو یہ کہ یہ غنیمتوں کے کہ پایا ہسکوان کو گونے زمانہ فتوح بلاد میں خلاصہ کلام  
یہ ہے کہ بعض وہ بن کہ نہیں جلدی لیا اپنے ثواب میں سے کچھ اور بعض وہ بن کہ جلدی لیا بعض ثواب پنا اور حدیث میں آیا ہے کہ نہیں کوئی چم  
جہا کر نیوالی کہ جہا کر سے اللہ کی راہ میں جہاد و غنیمت مگر کہ جلدی لے لیا دو تھائی اجرا پنا اور باقی رہا ان کے لیے تھائی اجر یعنی آخرت کا  
موصیٰ بن عمیر م اول میں ہر کہ انھوں نے کچھ دنیا کا ثواب نہیں لیا جو تھے شماس مغربی تھے کہ انکو بھی حضرت نے ذفن کرایا اور انصار حضرت  
کے ایک جامعہ شہید ہوئی تھی انکا ایک عبداللہ بن عمر بن خزام حضرت جابر کے والد بنبر رگوار تھے کہ انکو حضرت صلعم نے عمر و ابن ابیج انکے چچ  
بھائی کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں جب شہید ہوئے میرے باپ بروز احد فتنہ  
روتا تھا کہ پیرا انکے منہ سے اُٹھتا تھا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتے تھے مگر حضرت صلعم نے منع نہیں کیا مقد زہد فرمایا کہ تو گریہ زاری کر  
قیامت تک ملا کہ اپنے بیرون سے اسپر سایہ کئے بن گئے اور زہدی نے جابر سے روایت کیا کہ کما انھوں نے کہ لے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
جابر کیا ہے چھو کہ دیکھتا ہوں مجھ کو شکستہ خاطر کہ میں نے شہید کیا گیا باپ میرا اور چھوڑے انھوں نے عیال قرض فرمایا کیا آخر بخیر ندون تجھ کو  
اس خبر کی کہ پیش یا غر جہل خدا سے اس کے تیرے باپ سے کہ میں نے ہاں خبر دے دیا مجھے یا رسول اللہ فرمایا کہ نہیں کلام کیا اللہ نے کسی سے  
ہرگز نہ پردہ کے پیچھے سے اور زندہ کیا خدا نے تیرے باپ کو اور کلام کیا اُس سے رو برو کہ نہ پردہ تھا چچ میں اور نہ رسول اللہ فرمایا خدا نے اس  
مذہب سے اس کو زندہ کر دیا کما انکے اپنے پروردگار میں یہ مذہور کھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ زندہ کرے تجھ کو اور بھیجے دنیا میں پس مل جاؤ میں  
تیری راہ میں سری باز فرمایا پروردگار نے تحقیق گزارا حکم میرا کہ وہ نہیں چھڑاؤ نیکے دنیا میں پس نزل ہوئی یہ آیت و لا یغنی عن الذین قتلوا  
فی سبیل اللہ اندر دوسرے سدا بن سہج کہ انکو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک تربت میں دفن کیا



تیسرے انس ابن انصر رضی اللہ عنہ کہ انس ابن مالک کے چچا تھے جو تھے مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ کہ والد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے تھے باجوہ بن حنظلہ ابن ابی عامر رضی اللہ عنہ کہ انکو مشرقی غلے دیا جیسے عبداللہ ابن جبر رضی اللہ عنہ بلوغات ابن جبر کہ بھائی کے نام کے تھے ساتویں عمر ابن ابیجہ انھوں نے مہم سبیل کے عین کے کہ احیدر بن یان لائے اور بنی انور سیدان کا زاریہ بن جابر شہید ہوئے اور حضرت صلعم نے انکے حق میں ارشاد فرمایا ان میں ابی بنیہ نوین عمر ابن اسحاق رضی اللہ عنہ انھوں نے عین کے کہ جنگ میں حضرت صلعم سے اتنا س کیا کہ یا رسول اللہ صلعم جو کوئی اس عمر کے میں مارا جائے وہ کہاں ہیگا فرمایا بہشت میں اس وقت کی خیرے انکے ہاتھ میں تھے سو انکو چھینک کے فوج کا فروں اور شہر کون میں گھسے اور شہید ہوئے اور جلیلہ ہمارا احد سات شخص قوم انصار کے ہیں جنھوں نے یہ حدیث سن کر کہیں یہ وہم غنا معلوم اجتناب سے نفوس کو نذرانے رسول تعالٰی کے کر دیا روایت ہے کہ آخر ان کے زیاد ابن السنن یا عمارہ ابن زید ابن اسکن تھے اور از انجلیاں اور حضرت درایت ابن تیس رضی اللہ عنہما ہیں کہ ثابت رضی اللہ عنہ شہر کون کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور بیان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ہاتھ سے شہید ہیں قتل ہوئے چنانکہ رسول اللہ صلعم نے انکی دیت دلوانا چاہتے تھے مگر خذیفہ رضی نے غور فرمایا یہ خذیفہ ابن الیمان صاحب سر رسول اللہ صلعم تھے اور ان سرار میں سے یہ تھا کہ حضرت نے انکو نام سنا نقول کی اور نسب اور علامتیں انکی بتا دیں تھیں کہ سوائے انکے یہ عہد کوئی نہ جانتا کہ وہ یہ ہیں کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز خذیفہ سے پوچھا کیا کچھ دیکھتا ہے تو مجھ میں نشانی نفاق کی تمام خدا کی کچھ نہیں سوا اسکے کہ لوگ قتل میں کہتے ہیں کہ تھارے سرخوان پر زنگ بنگ کے کھانے ہوتے ہیں اور جب تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ اندر سے تھے انکو تو راتوں روز غصہ ہو رہا تھا بانی انھوں نے مدینہ میں سال سی فوج ہجری میں اور وہیں مدفون ہوئے بالحدہ تحقیق اہل سیر نے لکھا ہے کہ احیدر بن یحییٰ مسلمان شہید ہوئے مگر صحیح بخاری میں شتر آدمی لکھے ہیں جو یفر ہماجرین سے اور باقی انصار رضی اللہ عنہم جہین و ہوا قربالی الصواب پوشیدہ ہے کہ اس عمر کے میں ابی بن خلف حضرت کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا اور راہ میں مر گیا سوائے اسکے اور کوئی شخص حضرت کے ہاتھ سے مار نہیں گیا مسلم میں ہے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص جہاد میں پیغمبر کے ہاتھ سے مارا جائے اسے غضب خدا کا ہے اور کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابی بن خلف ملعون اول بدر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آیا تھا اور فدیہ دینا قبول کر کے چھوٹ گیا اور کہ گیا کہ اپنے گھوڑے کو خوب تیار کر کے تم سے رونا و گنا اور تھارے قتل بغیر نہ بچھوڑا حضرت نے علم نبوت ازادہ نہیں کوئی فرمایا تھا کہ انشاء اللہ میں تھے قتل کرونگا اور تو بھی شہید سوار زخم کھا کر مارا جائیگا سو غزوہ احیدر میں حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ جب ابی بن خلف نظر پڑے تو مجھے اطلاع کرنا جب حد کی گرائی ختم ہونے کو پہنچی اور حضرت نے شعب احیدر جانے کا ارادہ کیا تو دفعتہ ابی بن خلف ظاہر ہوا اور اسنے پکار کر کہا اے محمد اگر تم آج کے آئی کے ہاتھ سے بچ جاؤ تو خدا ابی کو زنجیر اور کئی گلے بے ادبانہ کہے اصحاب نے عرض کیا کہ ابی ابیہو چاہیہا ارشاد ہو کیا جائے اگر فرمائیے تو ہم ہا میں حضرت نے فرمایا مگر دانتے میں ابی بہت قریب آیا حضرت صلعم نے زبیر رضی اللہ عنہ کا حربہ ہاتھ میں لیکر ابی کی طرف چھینکا کہ اس ملعون کی گردن پر لگا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہی بھاگا اور قوم میں پہنچ کر گھوڑے سے گزرا اور چلاتے چلاتے چھری زخمی ہو گیا اور ابی بن خلف مردود ہوا اور لشکر کفایت میں پہنچا لوگوں نے کہا میرے ایسا زخم کاری نہیں لگا ہے جس سے تو ایسا شکر تاہر اسنے کہا میرے ہاتھ کا منہ ہر اگر وہ تھوکر رتے تو مر جاتا ہے جس نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار میں رات کو طین مراجم میں تھا

ابن خلف کا زخم

ابن ابی خلف مرا تھا چاہا تا تھا دیکھا کہ ایک شخص آگ کی نذر بن گیا میں بندھا ہوا چلا تا ہر کہ مجھے پانی دو اور ایک جان نثار اسکے ساتھ ہوا  
وہ کہتا ہے خبر دار پانی نہ دینا یہ رسول مقبول ہر ابی ابن خلف کا فر قائدہ صحیح بخاری میں سعد بن قاص سے روایت ہر کہ اس  
خز وہ میں میں نہ ہو شخص سفید کپڑے پہنے حضرت کے ساتھ دیکھے کہ زمین نے قبل اس سے دیکھا تھا اور نہ کچھ اور بعد اسکے دیکھا وہ  
و دونوں ٹوٹے بھی تھے وہ دونوں جبریل اور میکائیل علیہما السلام تھے اور بعض روایات میں ہر کہ اس رائی میں دریا لگا بھی حاضر تھے مگر  
عسوا نہیں رے اللہ جبریل اور میکائیل علیہما السلام اور یہی صحیح بخاری میں ہر کہ مشرکین سے بایس آوی داخل نار ہوئے ہیں انقصہ  
حضرت ملی الصری علیہ السلام نے سب کو دفن کر دیا اور شہر تہہ متغفار فرمایا اور دن چلتے مدینے کو مراجعت فرما ہوئے راہ میں جن فیصلے پر  
گئے ہوا اسکے عورت و مرد و دوسرے آئے اور رسول خدا کی سلامتی پر شاد ہوئے اور شکر لکھی بجا لائے اور جب حضرت مدینے میں مقبذہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
پر پہنچے تو کوشش نہت رافع ابن معمر نے سعد بن معاذ کی ماں باہر آئیں اور حضرت کی طرف دڑیں دیکھا کہ سعد بن معاذ حضرت کے گھوڑے  
کی باگ کپڑے ہوتے تھے سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری ماں آپ کے حضور میں آئی ہر ذرا تمہارے حضرت تھم گئے سو وہ بڑا  
پاک نزدیکی آئی و حال مبارک کی زیارت کر کے بولی یا رسول اللہ میں خدا کا شکر کرتی ہوں کہ میں نے آپ کو سلامت پایا اب جو  
مصیبت گذری ہر آسان ہر پھر حضرت نے عمر ابن معاذ کی تعزیت کر کے انکو بہشت کی بشارت دی اس صیفہ نے خوش ہو کر کہا  
رسول اللہ میں بہت خوش ہوں پھر حضرت نے سعد بن معاذ سے کہا کہ میرے ساتھ زخمی بہت ہیں مناسب ہر کہ جلد اپنے اپنے گھر گئے  
پھر پھر زخمیوں کی دوا کریں میرے ساتھ چلنا ضرر نہیں کیونکہ انکو تکلیف ہوگی سعد نے یہ حکم سب نبی عبد اللہ کو سنا دیا وہ لوگ  
اپنے اپنے گھر دن کو روانہ ہوئے اور سب غریب تیس آدمی کے تھے اور سعد حضرت کے ساتھ وروقت تک آئے پھر حضرت ہو کر گھر گئے جب  
انصار اپنے اپنے گھر دن میں پہنچے تو اکثر نے اپنی عورتوں سے کہا کہ تم اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے گھر جاؤ اور انکے بیان  
رم لغزیت اور کرو چنانچہ سب عورتیں غنی ہو کر حضرت حمزہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گئیں اور اسی رات تک بکریہ و زاری مشغول رہیں حضرت  
اسوقت سوتے تھے جب بیدار ہوئے تو اپنے آواز رونے کی سکر منع کیا اور بھی بنا کہ یہ شدید فرمائی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا  
منوع ہر کیونکہ اگر وہ مصیبت سے رونا ہر تو مصیبتی ہر اور مصیبتی کے واسطے تہنای ہر اور اگر بنا ہر تو مسلمان کو بنا ہر و یہاں منع ہر اور  
احادیث صحاح سے معلوم ہوتا ہر کہ جب حضرت نے آواز رونے کی تھی تو پوچھا کون و تا ہر لوگوں نے کہا کہ عورتیں انصار کی اپنے شیعہ ہیں  
نوحہ کرتی ہیں حضرت نے فرمایا کہ حمزہ ابن عبد المطلب کو کوئی نہیں روتا سعد بن معاذ اور سید ابن جعفر نے اپنے قوم کی عورتوں سے کہا  
کہ تم حمزہ ابن عبد المطلب پر گر کر اور اپنے شیعہ دن کو چھوڑو سب عورتیں مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ حضرت صلعم  
تشریف لائے تو فرمایا کہ یہ کن اللہ فقہا سنیین بنفلسکن یعنی تم پر اللہ رحم کرے تم نے اپنے نفوس کے واسطے بڑا کیا اسی وقت سے نوحہ گری  
منسوخ ہوئی قائدہ اس رائی میں بعض مسلمان کامل تھے سب شیوخ خبر شہادت رسول اللہ صلعم کے بہت گئے تھے اسی پر سورہ آل  
عمران میں ارشاد ہوا ہر و ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل انما ابات تا وقل انقلیم علی اعقابکم و من نقیض علی عقیدہ فلیض اللہ  
شہداء و خبری اللہ ان کریں یعنی محمد تو ایک رسول ہر ہو چکے پہلے اس سے بہت رسول بھی کرنا اگر وہ کرنا یا اگر کیا تم بھی جاؤ گے

آئے بائوں اور جو کوئی پھر جاوے گا آئیں بائوں نہ بجا رہے گا اور اگر کچھ اور اسے جواب دے گا تو اس کو خدا ہی کہہ رسول زندہ ہے پھر  
 دین الہی کا ہر سچ قائم رہا اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ بعد وفات حضرت کے بعض لوگ سچ جانتے اور جو قائم رہیں گے انکو ہر جواب  
 اسی طرح ہوا کہ بعد وفات حضرت کے بہت لوگ مرنے ہو گئے حضرت صدیق نے انکو سچ مسلمان کیا اور بعض کو قتل کیا تبیلہ اس لڑائی  
 میں دو جنگیں ان ہوئیں ایک یہ کہ حضرت نے سچ پاس تیرا نہ لگائی پھر میں کھڑے کیے تھے اور کہہ دیا تھا تم نہ ہڈی نہ تیغ ہو شکست  
 آنھوں نے نہ مانا اگرچہ آئے تھے آدمی رہ گئے کافروں کی فوج نے سچ پاس ماری دوسرے یہ کہ جب کافر جھگڑنے لگے تو مسلمان بھیجے دو  
 حضرت بکارتے تھے کہ میری طرف آؤ اور نہ جاؤ اس طرف عنایت تھی وہ لوگ نہ پھرے اسی سبب شکست ہوئی حقیقت یہ کہ رسول  
 کامل تنگ کیا اسکے بدلے یہ ننگی چڑی تاکہ آگے کو یا دو کھن کہ نبیر کے حکم پر چلنا چاہے کچھ ہاتھ سے جاے یا بلا سائے آگے کو دیکھا  
 چاہیے اللہ کی عنایت کہ باوصف اس سچ حکمی کے اس طرح شانے نے ہٹنے والوں سے گناہ تار لیا اور ارشاد فرمایا ان الذین  
 یومنون بآیاتنا استرہما شیطان بعض ما یسبوا ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور رحیم یعنی جو لوگ تم میں ہٹ گئے جس دن تمھارے دو  
 فوجیں ہوا انکو دکا دیا شیطان نے کچھ انکے گناہ کی شناسات سے اور انکو بخش دیا اللہ نے اور اللہ بخشنے والا ہم تحمل رکھتا واقع ہو کہ  
 اس لڑائی میں منظور آئی یہ سچی تھا کہ صادق اور منافق معلوم ہو جائیں چنانچہ سست ایمان والے بعد ہوشیاری آن حضرت  
 کے اور قائم ہونے لڑائی کے کہنے لگے کہ کچھ سچی کام ہمارے ہاتھ ہی کما قال اللہ یقولون بل لنا من الامر من شیء ظاہر یہ معنی  
 کہ اس شکست کے بعد کچھ سچی کام ہمارا نہ لایا بالکل بکڑیا یا یہ معنی کہ اللہ نے جو چاہا کیا ہمارا کیا اختیار اور پیٹ میں یہ  
 معنی تھے کہ ہماری مشورت پر عمل نہ کیا جواتے لوگ مرے اللہ صاحب نے دونوں باتوں کا جواب سورہ آل عمران  
 میں دیا ہے کہ ہم کو اس میں حکمت منظور تھی تا صادق اور منافق معلوم ہو جائیں فائدہ اس لڑائی میں شاید حضرت  
 کا دل مسلمانوں سے خفا ہوا تھا کہ اب سے مشورت نہ لی سوائے اللہ نے مسلمانوں کی سفارش فرمائی کہ فاعف عنہم  
 واستغفر لہم وشارہم فی الامر یعنی تو انکو معاف کر اور انکے واسطے بخشش مانگ اور ایسے مشورہ لے کام میں فائدہ اس  
 امر کے میں جب مسلمانوں کے دل ٹوٹے تو کافروں اور منافقوں نے وقت پایا بھینچے انہیں دیکھنے لگے اور کچھ خیر خواہی  
 کے پردے میں سمجھانے لگے تاکہ آگے لڑائی میں دلیری نہ کریں مگر اللہ صاحب امر ہے میں یا ایہا الذین امنوا ان تعلیم اللہ  
 کفر وایہوکم علی اعتقادکم فمقلبوہم فی الامر یعنی اے ایمان والو اگر تم کہنا تو کہے سکر دوں گا تو تم کو پھیر دینگے آئے بائوں پھر چاہے کہ  
 نقصان میں خلاصہ یہ کہ دشمن کے قریب میں نہ آؤ اور پھر اللہ صاحب نے مسلمانوں کو تسلی کے واسطے یوں سمجھایا کہ تم  
 اصابتکم مصیبتہ قد ہتم بشیئا قلتم انی ندخل ہون عندکم ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی کیا جس وقت بہنچتی تم کو ایک  
 تکلیف کہ تم پہنچا چکے ہو اسکے دوبرابر کہتے ہو یہ کہاں سے آئی تو کہہ آئی تم کو اپنی طرف سے اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی تم  
 ہر کی لڑائی میں شتر کافروں کو مار چکے ہو اور شتر کو بکڑ لائے تھے اور اب بھی میں کافر مار چکے ہو تمھاری تو اس لڑائی  
 میں شتر ہی آدمی شہید ہوئے پھر بدل کیوں ہوتے ہو سو یہ بھی اپنے قصور سے کہ سچ حکمی سے رستے یا قصور سے کہ بدلے



اسیرون کو مار کیوں نہ ڈالا مال لیکر چڑھو اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر انکو چھوڑتے ہو تم میں ستر آدمی شہید ہونگے لوگوں نے قبول کر کے مال لیا اور انکو چھوڑ دیا بائیں ہاتھ شہیدوں کو کیسا مرتبہ حاصل ہوا کہ جسکی انتہا نہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ کیونکر مرے جب وہ انہیں ان الذین تملکوا فی سبیل اللہ امواتا بل احياء عند ربہم فی رتوں فرجین بآیات اللہ من فضلہ ویتبشرون بالذین لم یلقوہم من خلفہم الا انہم علیہم ولاہم یخبرون انکی شان میں ہے یعنی تو نہ سمجھو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے خوشی کرتے ہیں آپس میں جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوشوقت ہوتے ہیں انکی طرف جو ابھی نہیں پہنچے ان میں پیچھے سے اس واسطے کہ نہ دُور ہوں انکو غم عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ یا حضرت قرآن میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شہیدوں کو مردہ نہ سمجھو وہ زندہ ہیں روزی پاتے ہیں خوشیاں کر رہے ہیں خدا کے فضل سے سوایت کا کیا مطلب ہے اور شہیدوں کا مفصل حال کیونکر ہے تب حضرت نے فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں نہ خربان ہیں بہشت کے میوے کھاتی ہیں انکے واسطے عرش کے نیچے قندیلین لٹکتی ہیں کھاتی پھرتی ہیں بہشت میں جہان انکا جی چاہتا ہے اور رات کو انھیں قندیلون اگر ٹھہرتی ہیں سو انکے رب نے انکو دیکھا اور فرمایا کہ بھلا کسی چیز کو بھلا جی چاہتا ہے شہیدوں نے کہا کس چیز کو ہمارا جی چاہے ہم تو اس چین میں ہیں کہ بہشت میں کھاتے پھرتے ہیں جہان چاہتے ہیں پھر خدا نے تین بار اسی طرح پوچھا جب شہیدوں نے دیکھا کہ بدول کچھ مانگے نہیں چھتے تو کہا اور رب ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے روحیں ہمارے بدولوں میں بھر ڈالی جائیں تو اکیبار اور بھی تیری راہ میں مارے جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہوں پھر جب خدا نے دیکھا کہ انکو اب کسی چیز کی ہوس اور آرزو نہیں رہی ہو تو پھر انسے پوچھا چھوڑ اس حد کو مسلم نے روایت کی ہے اسی طرح اکثر احادیث اور آیات شہیدوں کے فضائل میں موجود ہیں اور صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہدا واحد کے وطن میں آنحضرت نے یہ طریق کیا تھا کہ دو شخصوں کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور فرمایا کہ انکا قرآن زیادہ پڑھا تھا جب ایک ان میں سے معلوم ہوا تو انکو سجدہ میں مقدم کر دیا اور فرمایا کہ انا شہید علی ہوں لا یروم القیامتہ اور سب کو مع خون و فتن کیا نہ انیر ناز پڑھی نہ غسل دیا اور سجدہ الحافل میں ہو کر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے نزدیک چھ نبرگیان شہید کے واسطے ہیں ایک تو اہل دفعہ و خفا جاتا کہ دوسرے بہشت میں رہتا ہے تیسرے عذاب نار سے محفوظ رہتا ہے چوتھے فرج اکبر یوم قیامت سے مقرر ہوا ہیں ہوتا ہے پانچویں ایک تاج یا قوت کا مرصع اسکے سر پہ پھنپایا جاتا ہے چھٹوں بہشت بیابان ملتی ہیں اور ستر اقارب کی شفا کرتا ہے یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کی ہے احادیث سے واضح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے زیارت قبور شہدا واحد کے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں تیرا بندہ اور رسول تیرا گواہ ہوں کہ یہ لوگ تیری راہ میں اور تیری رضا میں شہید ہوئے ہیں پھر فرمایا کہ جو کوئی ان شہیدوں کی زیارت کرے اور انہیں سلام کرے

تو یہ لوگ جواب دینے خطاب ابن خالد مخرومی گئے اور وہ غلام ساتھ لیکے اور وہ غلام کیا تو سب قبروں سے جواب سلام کیا کہ وہ  
 سے ٹھہر سکے چلے آئے اور فاطمہ خزاعیہ فطری ہیں کہ بین الیمن صحرا سے احد میں پھرتے تھے جب مجھے ابن عمرو کی قبر نظر چڑھی  
 تو میں نے کہا اسلام علیک یا عم رسول اللہ قبر سے آواز آئی وہ علیک اسلام و رحمۃ اللہ فائدہ شہید بروزن فیصل یعنی فاعل ہو گئے  
 شہید بعد نصارت اس عالم کے مشاہیر نبائی اور شہود ملار اعلیٰ میں خالی ہو جاتے ہیں یا معنی مفعول ہو کہ زبان پیغمبر علی  
 علیہ وسلم پر شہود یا بخیرۃ و اللقا و الروتہ و الرضوان ہیں اور شہید وہ ہو کہ اعلیٰ کلمت بحق میں مارا جاوے اور تیس کتباً حادث  
 سے واضح ہوتا ہے کہ سوائے اس شہادت کے اور بھی شہادت ہو چنانچہ ابن عساکر نے امیر المومنین علی مرتضیٰ سے روایت کی ہے  
 کہ غرق اور شہادت آتش اور مار گزیدہ اور جو پٹ کی بیماری سے مراد جس کسی پر عارت گری یا بالاک خانہ سے گرایا کوئی تہجر گرا اور مر گیا  
 وہ بھی شہید ہو اور جس عورت کا خاوند مر گیا اور وہ تنہا ہی تو مجاہدہ ہو اور مرے اسکو بھی اجر شہید کا ہو اور جو شخص اپنے قرض نفس میں  
 مارا گیا وہ بھی شہید ہو اور جو کوئی اپنے بھائی کے بچانے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہو اور مارا بالعدو و الذیابی عن النکر بھی شہید ہو  
 اور جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب بغیثت میں انرجی بڑھائے ہیں چنانچہ مرگی سے مرے والا اور جس شخص کے گلے میں پانی  
 وغیرہ کا پھندہ لگ کر اچھو ہوا اور جو حکم بادشاہ نے ظلماً مارا ہو یا زبردستی چھوایا ہو یا بادشاہ کے خون سے پوشیدہ پتھر ہوا اور  
 مر جاوے اور جو کچھ بچنے کا تھا ہو اور جو بنیت ثواب اذان دیتا ہوا اور جو سودا گچ بولتا ہو اور جو شخص اپنے اہل و عیال اور  
 مالیات میں حکم خدا جاری کرتا ہو اور حلال کمائی سے کھلاتا ہو اور جسکے جہاز میں شہلی تو سے وفات ہوئی ہو اور جو عورت غیرت پر  
 چھبر کر کے مرے اور جو شخص ہر روز ۲ بار یہ کلمات کہتا کرے اللہم بارک لی فی المروت و فی البعد الموت اور جو شخص نماز شجاعت  
 پڑھے اور ہر نینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر اور حضر میں ترک نہ کرے اور جو شخص امت کے فساد کے وقت  
 سنت پر قائم رہے اور جو شخص اپنی مرض موت میں چالیس بار کہے لا الہ الا انت سبحانک الی کنت من الخالمین  
 کذا فی طحاوی اور طبرانی نے ابو موسیٰ اشعری سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو کوئی طاعون لینے و بات سے مرایا آسیب و نشان  
 جیسے مرایا اپنے مال کے بچانے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہو اور حدیث راشد ابن خلیس میں مرفوعاً وارد ہے کہ جو شخص  
 سیل میں بہ گیا یا عورت حالت نفاس میں مرے شہید ہو اور حدیث ابن قانع سے جو ربع انصاری سے مرفوعاً ہے  
 ہو واضح ہے کہ ذات اجنب بھی شہادت ہو اور عبادہ ابن صامت سے روایت ہے کہ جو کوئی چار پائی سے گر کر مر جاوے  
 وہ بھی شہید ہو اور عبد اللہ ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو بیچارہ مرے وہ بھی شہید ہو اور حضرت عائشہ صدیقہ سے  
 مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص عاشق ہو اور عفت اختیار کرے اور مر جاوے تو شہید مرا کا فی المقاصد احسنہ اور حدیث  
 ابن المبارکی ابن عباس سے وارد ہے کہ جو کوئی اہل یا مالی یا ہمسایہ میں ظلماً مارا جاوے وہ بھی شہید ہو اور حضرت انس سے  
 مرفوعاً ہے کہ جو کسی بھی شہادت ہو اور حاکم کی روایت ہے کہ جس عورت کے پیٹ میں لرگا ہوا ہو وہ مر جاوے تو شہید ہو  
 اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جو کوئی شخص حالت مہربلت میں یعنی محافظت حد و بلاد اسلام میں در آمد کھارے

منع ہوا اور مرے تو شیعہ ہی اور صاحبِ دستِ حق نے بیان کیا ہے کہ جو کوئی مسافر مرے اور جو شخص شبِ جمعہ میں یا روزِ جمعہ میں  
 یا طلبِ علم میں مرا ہو وہ بھی شیعہ ہی شامی نے کہا کہ علیؑ و مالکؒ نے اس قدر روزِ زیادہ کیے ہیں کہ جو شخص گھوڑا کس کے قفسہ جاتا  
 کار ہے اور جو شبِ سورہ یس والقرآن کچھ پڑھے اور جو شخص سواری کے جانور سے گر کر مر جائے اور جو رات کو طہارت کے ساتھ  
 سووے اور مر جائے اور جو شخص تمام عمر لوگوں کی مدارات کرتا رہے اور جو شخص ہر روز تلو بار درود پڑھے اور جو شخص  
 صدقِ دل سے اللہ کی راہ میں قتل ہونے کی دعا مانگا کرے اور جو شخص حاجت کے وقت مسلمانوں کے کسی شہر میں علیہ  
 البجاء سے اور جو شخص وقتِ صبح اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھے اور جو شخص بارِ شہر ہاکرے اور تین بار سورہ حشر کی آیت پڑھے  
 آخری پڑھے اور اسدن وفات پاوے یہ جو تفصیل شہداء کی بیان ہوئی شہداء و آخرت میں ان پر احکام دینیہ از قسم  
 شرکِ غسل وغیرہ امور مذکورہ کتبِ فقہیہ جاری نہ کیے جائیں گے بلکہ وہ احکام اس شخص پر جاری ہونگے جو تہجد تشریف  
 مثل شہیدِ نینرے وغیرہ سے اہل حرب یا اہل نعلی یا قطعِ الطريق کے ہاتھ سے مارا جائے یا معرکہ جنگ میں پایا جائے  
 اور جسم پر اثرِ جراحت ہو یا موضع غیر معتاد مانند گوش و چشم و دہن سے خون نکلتا ہو کہ دلالتِ جراحت باطنی پر گواہ  
 یا کسی مسلمان نے غلہ مارا ہو اگرچہ بے آگہ جارہے ہو اور دیت اس کے قتل سے واجب نہ ہوئی ہو اور بالغ و غاصب ملو اور  
 طفل و دیوانہ یا غنث یا زن حاکف یا فاساد و نو اور قبل موت کھانے پینے علاج کرنے سے اور بچ و مشر او وصیتِ نیری  
 کرنے سے منفع نہوا ہو اور کوئی نماز بعد زحمتی ہونے کے آپس فرض نہ ہوئی ہو اس کو غسل نہ دینا چاہیے بلکہ انھیں کپڑوں  
 میں دفن کرنا چاہیے لیکن نمازِ آپس پڑھنا لازم ہے اور اگر کوئی شخص حد یا قصاص میں مارا جائے وہ شہید نہیں ہے  
 غسل دیا جائے اور نماز پڑھی جائے اور اگر قاطع طریق اور باغی مارا جائے تو غسل دیا جائے گا نماز پڑھی  
 نہ جائے والدہ اعظم بالصواب فائدہ عوام میں مشہور ہے کہ غزوہ احد تاریخِ چودھویں شبانِ یومِ شبِ برات واقع ہوا  
 اور حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے بوجہ شکستگی و زدنِ مبارک اسدن حملہ کھایا تھا اس سبب سے شبِ برات  
 حطرا پکایا جاتا ہے یہ سراسر غلط ہے کسی مورخ نے کہیں نہیں لکھا ہے البتہ شبِ برات میں حضرت صلعم نے شہداء کے  
 و اہلِ بقیع کے واسطے استغفار کیا ہے پس شبِ برات کو شہداء و دیگر اموات کے لیے استغفار اور انکو ثوابی  
 ربانی پہنچانا مطابق سنت ہے کہ انی اللہ تعالیٰ بعد اسکے ہی سال میں غزوہ حراء الاسد واقع ہوا یہ موضع اٹھ میل حدیثہ  
 منورہ سے واقع ہے اور سبب یہ ہوا کہ ابوسفیان ابنِ حرب قریشی جب احد سے لوٹا تو موضعِ روحا میں آیا اور  
 قومِ قریش سے کہا کہ اگرچہ لشکرِ اسلام کی شکست ہوئی لیکن ہم ناتمام رہی اب بہتر ہے کہ اہلِ اسلام کا استیصال  
 قبلِ قوت و شوکت کے کیا جائے جانبِ مکہ جانا بیفائدہ محض ہے مدینے کو چلو صفوان بن امیہ نے کہا کہ محمد صلعم  
 اور ان کے اصحاب اس معرکہ سے بہت جی چلے ہیں اور اب کی باتوں و خرج بھی ان کے شریک ہونگے ابھی تم کو غلبہ ہو چکا  
 و کھیا چاہیے کیا ہو شاید مغلوب ہو جاو اس لیے قصدِ مدینہ بہتر نہیں ہے یہ خبر مدینے میں پہنچی کہ ایسا سخن قریش میں



ہوا اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ آخر روزِ شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد سے خاص مدینے میں تشریف لائے اور شب کو مدینے میں رہے صبح کو بروزِ یکشنبہ یہ خبر سنی اسی دن حضرت ہلال رضی اللہ عنہ سے سنادی کہ کئی لوگ مسیح ہوں چنانچہ سب لوگ اس خبر کے سننے ہی آگاہ ہو گئے اور زخمی خون چکان اپنے گھروں سے نکلے اور حضرت رسول مقبولؐ انکو لیکے چلے حضرت جابر انصاریؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ غزوہ احد میں حاضر تھا آج ساتھ چلو گا آن حضرت نے اذن دیا اور سوائے کسی کو ساتھ نہ لیا بلکہ وہ ہی لوگ تھے جو غزوہ احد میں شریک رہے تھے پھر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ کو وبقولے صدیق اکبر کو علم بردار کیا جب حمزہ و الاسد بن آئے تو شب و روز شنبہ پاسو تمام پر آتش روشن کر آئی تاکہ شوکت اسلام اطراف و جوانب روشن ہو روایت ہے کہ بعد ابن ابی معبد خزاعی موضع حمامہ میں برسہم تغزیت حضرت صلعم سے ملا اور اس طرح سے تمنا سے ہو گئے جانب مکہ مغطر روانہ ہوا اگرچہ شخص مسلمان نہ تھا مگر خزاعی تھا اور بنو خزاعہ سے عہد و پیمان ہو گیا مجموعہ ابوسفیان سے موضع روحامین ملا اور حیر جمعیت اصحاب حضرت رسول و شوکت و شجاعت اجاب نبی مقبول بیان کر کے کہنے لگا کہ پیغمبر خدا صلعم باجماع کثیر تشریف لاتے ہیں میری دانست میں تم لوگوں سے کوئی شخص آئے متقابل نہ میں کر سکتا سو قریش پریشان و ہراسان ہوئے صفوان بولا جو میں کہتا تھا وہی ہوا اب جلدی بھاگو نہیں تو مشکل ہو پس لشکر کفار نے کوچ کیا اور بعد نے یہ خبر حضرت صلعم سے کہلا بھیجی آن حضرت نے فرمایا ارشد ہم صفوان و اماں بر شیعہ یعنی صفوان نے راہ راست بتلائی حالانکہ خود راہِ راست پر نہ تھا اور جب ابوسفیان جانب مکہ مغطر بھاگا تو راہ میں ایک جاء عبد القیس مدینے کے جانے والے ملے سو ابوسفیان نے کہلا بھیجا حضرت صلعم سے کہ میرا ارادہ تھا کہ استیصال کا ہر چنانچہ ان لوگوں نے پیغام آسکا حضرت رسالت مآب صلعم سے عرض کیا تو مسلمانوں نے کہا حسینا اللہ نعم الوکیل پھر بروز جمعہ منزل حمزہ و الاسد سے معاودت فرمائی اس غزوہ میں تین دن حمزہ و الاسد مدینہ قیام رہا اور پانچ شب مدینے سے غیبت رہی اور دو کافر ہاتھ لگے ایک معاویہ ابن مغیرہ ابن اثیمہ جد عبد الملک ابن مروان و دوسرا ابو غرہ جمحی شاعر کفر وہ بدر میں گرفتار ہوئے و زاری سے رہا ہوا تھا چنانچہ معاویہ ابن مغیرہ حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے بائیں شرط چھوڑا گیا کہ تین روز سے زیادہ مدینہ میں نہ رہے ورنہ قتل ہو گا سو اسکی موت آگئی تھی جانے سکا اور نہ آئے اپنے نفع کو خبر کی شاید یہ مردود اس لیے تھک گیا کہ بیان سے انجبار کو سی کر دن اور امیر نے نہ جانا مگر مسلمانوں نے جانا کہ معاویہ مدینے میں ہر لہذا دید ابن حاتم و عبد بن عباسؓ رسول مدینہ لے کر تشریف لے گئے وہ ملا تو آئے ملاقات میں درشتی و شرارت جلی ظاہر کی ان دو فون نے قتل کیا اور ابو غرہ ملعون پھر قریب و لفاق سے بہت پیش آیا اور کہنے لگا ابکی مرتبہ مجھے جو مرد و زین ہجرا لیا کہ دیکھا چونکہ اس کتاب کی گفتگو در حقیقت شاعرانہ تھی اور دغا بازی اسکی ظاہر ہو چکی تھی حضرت

فرمایا یا ایہذا المؤمن من حجرا واحد منین یعنی سانپ کو نہیں لکھنا یا مسلمان دوسرے ایک گدھے سے اب تو رہا ہوگا اور جو کچھ میں  
 لکھا کہ تو مکہ میں جا کے کہے کہ میں دوسرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب دے آیا آخر کار وہ بھی قتل کیا گیا اور اسی سال کے آخر میں  
 بروایت محمد بن اسحاق سرسید بر جج کے قتل کے بعد کہ جس میں وہ سکون تھیں وہیں ایک کنواں بنی نہیل کا ہر ماہ میں کہ عموماً  
 واقع ہوا اور وہ یہ ہوا کہ بعد مکرکہ احد سفیان بن خالد نہیل لیسالی با جامعہ عضل وقارہ کہ لکھتے ہیں آیا اور قریش کو  
 فتح احد پر مبارکباد دی جب عہد نبی عبد الدار سے آواؤ فوجہ سنی تو سلاۃ نبوت سعد کے پاس گیا اور اسکے چار بیٹوں اور  
 شوسہ کی تعزیت کی اس قصاب نے یہ قسم کھائی تھی کہ تیل بالون میں نہ ڈالوں جب تک کہ شتگان احد کا عوض نہ لیں  
 اور کانہ سرعہ عاصم بن ثابت بن شریب نہ پیوں اور مال بھی سب کے اگھارے تھے سوا ابو سفیان وغیرہ کو دیکھ کر بولی کہ  
 جو کوئی عاصم بن ثابت خواہ علی بن عبد اللہ یا زبیر بن العوام کو مارے اور مر لائے تو میں سوا و نٹ آئے انعام دون  
 سفیان نہیلی نے بطیع انعام اپنے ساتھیوں سے کہا اور بھجیا کہ وہ فائدے عمدہ ہیں ایک توفیق دنیا بہت بڑا ہے دوسرے  
 تھارے دشمن قتل ہونگے وہ بولے اسکی راہ تیار ہو کہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور اسلام ظاہر کرو اور بنا پر  
 تعلیم احکام اسلام کچھ لوگوں کو طلب کرو جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا توجہ خاص ان باتوں پر ہر ضرورت اپنے اصحاب کو تھارے  
 ساتھ کرینگے شاید ان لوگوں سے بھی کوئی شخص ہاتھ آجاوے چنانچہ سات آدمی عضل وقارہ کے باغیلاہ اسلام  
 مدینہ میں آئے اور مسلمانوں سے موافقت پیدا کی اور حضرت رحمۃ اللعالمین سے وہی درخواست کی اور قبیلہ ثابت ابن  
 ابی قحطیبہ میں دروہی عاصم کے باپ کے گھر اترے اور عاصم بن ثابت سے نہایت محبت ظاہر کی اور اکثر کہا کرتے تھے نہایت  
 خوب بات ہو جو تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور لاریب تم اصحاب اخبار میں ہو حضرت عاصم فرماتے کہ جگو ایسا ہے کہ میں بھی چلوں  
 آخر کار بعد چند روز کے حضرت رسول مقبول نے مرثد ابن ابی مرثد اور ضیب ابن عدی بضم جیم و کسر موحده اور زبیر  
 ابن الدنہ کو قتل وال حملہ و کسر شلہ و تشدید نون ہر اور عبد اللہ بن طارق اور خالد بن ابی البکر اور معتب ابن عبیدہ اذین بن  
 اور حیکام نام معلوم نہیں ہوتے شاید سرداروں میں نہ تھے عاصم بن ثابت کے ساتھ کر کے روانہ فرمائے اور عاصم کو اسیر کر دیا  
 جب یہ اصحاب موضع ہذہ میں کہ سات نسل عسغان سے اسطرف پہنچے تو ایک مرد و کافرون میں سے پیش پیش سفیان  
 ابن خالد کے پاس گیا وہ ملعون دوسرے کفار نہ یحیجان کے خمیں سو تیر انداز تھے ہمراہ لیکر استقبال کے بنائے نکلا اور  
 مسلمانوں پر حملہ کر کے قتل کر دیا اور یہ لوگ جج میں نزول فرما جے کو ہو چکے تھے اور غرے کا کرا جانب چیل نہ مذکر ایک اونچی  
 پہاڑی پر چلے گئے تھے آفتاب نکلے ایک عورت لیسانیہ نے کہ بکریاں چرانے کو آئی تھی گھسیان خرمون کی دھنیں  
 اور جانا کہ پھرے مدینہ کے ہیں سو اسنے کافرون کو خبر کر دی وہ سب مرد و دہاڑکی طرف دوڑ پڑے خالد بن  
 ابی البکر نے عاصم سے کہا ایہو سفیان ان لوگوں نے فریب کیا وہ بولے نعم رب اللعینہ مگر کیا اچھی شہادت ہے اس کے  
 غنیمت جان کر دشمنان دین سے رونا بہتر ہے پس عاصم بن ثابت سے چھوٹے فریب ہوئے اور ضیب ابن عدی

۱۔ یہاں پر حضرت زید بن حارثہ کی روایت ہے کہ عاصم بن ثابت نے اپنے باپ کے گھر میں ایک کنواں بنوایا جس میں وہ اپنے مال کو جمع کرتے تھے اور یہ کنواں ان کے قتل کے بعد بھی قائم رہا۔  
 ۲۔ یہاں پر حضرت زبیر بن العوام کی روایت ہے کہ وہ عاصم بن ثابت کے ساتھ مدینہ میں آئے اور ان کے ساتھ ایک عورت لیسانیہ بھی تھی۔  
 ۳۔ یہاں پر حضرت عاصم بن ثابت کی روایت ہے کہ وہ اپنے باپ کے گھر میں ایک کنواں بنوایا جس میں وہ اپنے مال کو جمع کرتے تھے۔  
 ۴۔ یہاں پر حضرت عاصم بن ثابت کی روایت ہے کہ وہ اپنے باپ کے گھر میں ایک کنواں بنوایا جس میں وہ اپنے مال کو جمع کرتے تھے۔  
 ۵۔ یہاں پر حضرت عاصم بن ثابت کی روایت ہے کہ وہ اپنے باپ کے گھر میں ایک کنواں بنوایا جس میں وہ اپنے مال کو جمع کرتے تھے۔

وزید بن الدردنہ و عبد اللہ بن ہارث پکڑے گئے سو عبد اللہ کو شمش تمام چھوٹ کر تلوار سے خوب ہی ڈرے اور شہید ہوئے بعد اُسکے کافروں نے چاہا کہ عاصم کا سر کاٹیں اور حمل ذکرہ نے ایک لشکر زبور کا جسم عاصم ابن ثابت پر متعین فرمایا کہ اُسکے خوف سے کوئی کافر سر کاٹنے کو نہ جاسکا ناچار مصلحت سوچے کہ رات کے وقت کاٹینگے جب رات ہوئی تو قدرت الہی سے ایک سیل آیا اُسنے جسم مرد حضرت عاصم ابن ثابت رضی اللہ عنہ بہایا اور بحر رحمت میں پہنچایا پس کافروں نے اُنکا سر مبارک نہ پایا اور جب وہ لوگ بعد فراغت اس حرکت سے سلاقت بنت سعد مردار کے پاس انعام لینے گئے تو اُسنے جواب دیا کہ تم لوگ عاصم کا سر مبارک نہ لائے اب میں ایفائے وعدہ نہ کرونگی ناچار جانب و خاصیر پلٹ آئے اسی کو خسر الدنیا والا خسرہ ہوئے ہیں اور نجیب رضی اللہ عنہ کو دختر حارث ابن عامر نے خرید کیا اور زید رضی اللہ عنہ کو صفوان ابن امیہ نے بغوض بچاؤنٹ کے لیا چونکہ یہ معاملہ ذیقعدہ میں واقع ہوا تھا اسلئے دونوں کو قید رکھا جب اشہر حرم گدگدے تہذوون کو موضع تنیم میں لیجا کر سولی کھڑی کرائی اکثر لوگ کے کے رہنے والے تماشہ دیکھنے آئے مجمع بناری میں ہو کہ نجیب نے ایک بار استرہ واسطے پاکی لینے کے حارث کے ایک بیٹے سے مانگ لیا تھا اُسی حالت میں ایک لڑکا اُسکا نجیب کے پاس پہنچا نجیب نے اسے اپنے زانو پر بٹھالیا اُس عورت کو ڈر ہوا کہ یہ قیدی ہو کہیں میرے بیٹے کو مار نہ ڈالے نجیب نے کہا ست دروین ایسا نہ کرو گناہ بچے کو قتل نہ کرو گناہ عورت کتنی ہو کہ میں نے نجیب بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا میں نے نجیب کو حالت قید میں آگاہ رکھتے دیکھا حالانکہ اُس وقت کے میں کوئی سیوہ نہ تھا اور نجیب زنجیروں میں قید تھے روایت ہے کہ جب حضرت نجیب وزید رضی اللہ عنہما کو میدان میں لاتے تھے تو راہ میں دونوں سے باہم ملاقات ہوئی اور خوب بغل گیر ہو کر گئے اور باہم صبر و شکر کے دھایا ہوئے جب نجیب رضی اللہ عنہ سولی کے پاس آئے تو مشرکوں سے اذن لیکر دو رکعت نماز ادا کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ جس نے اول قتل کے وقت نماز پڑھی وہ نجیب ہے پھر جب نماز ادا کر چکے تو فرمایا کہ اگر مجھکو یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ طعنہ دینگے اس بات کا کہ موت سے جی چراتا ہے تو میں نماز کو دراز و طویل کر دیتا پھر کئی بتین پڑھیں اس مضمون کی کہ ہر گاہ کہ میں اسلام میں مارا جاتا ہوں تو مجھکو کچھ خوف نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربان ہے اور اُسکی ذات میں یہ صفت ہے کہ اگر وہ چاہے تو غصہ پاره پاره کے ٹکڑوں میں برکت بھیجے معاویہ ابن سنین سے منقول ہے کہ وہ کہتا تھا کہ نجیب رضی اللہ عنہ نے سولی دیتے وقت ایسی دعا مانگی کہ حاضرین معرکہ پر لرزہ پڑا اور نہایت ہیبت غالب ہوئی کہ میرے باپ نے مجھے زمین پر لٹایا کیونکہ عرب میں یہ رسم تھی کہ جب کوئی نظم دعا مانگتا تھا تو ظالم زمین پر لٹ جاتا تھا اس خیال سے کہ لیٹ جانے سے وبال نہ پڑیگا اور اُسی وقت یہ ہوا کہ غویط ابن عبد العزیٰ مے خوف سے اپنے کان بند کر لیے اور جگا گا اور حکیم ابن خزام درخت کی آڑ میں چھپ گیا







اور جان کی نپاہ بانی ہا میں ہر حادثہ نے دو کافر و قتل کیے اور آپ بھی شہید ہوئے اور عمر بن امیہ نے کہا کہ میں قبیلہ بنی  
 سے ہوں تب عامر بن طفیل نے پیشانی کے بال کاٹ کے چھوڑ دیا اور اس رہائی کو انہی مان کے ذمہ والا کیونکہ اس پر ایک بندہ آزاد  
 کرنا تھا آئین محسوب کیا پھر عمر سے ہر ایک بقول اہل اسلام کا حال دریافت کیا عمر نے سب کا حال کہا پھر پوچھا کہ تمہارے بار  
 کوئی کم تو نہیں ہے عمر نے کہا عامر بن فیرہ نہیں ہیں کہا وہ کون تھے عمر نے کہا کہ وہ شاہ قتل و صحابہ بن تھے عامر بن طفیل  
 کہا کہ میں نے بخوبی تمہارا قتل اکو آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قاتل حضرت عامر کا ایک شخص جابر بن سلمی نام یا جابر بن سلمی قبیلہ  
 بنی گلاب کا تھا سودہ کتہا ہے کہ میں نے نیزہ مارا عامر کے اور وہ پار ہو گیا تو عامر نے کہا فرست دے کہ میں نے قاتل کو مار دیا اور کہا  
 میں نے کہا کہ عامر کو آسمان پر لے گئے مجھے عامر کے کلام میں تامل ہوا کہ میں نے ضحاک بن ضحاک بن کلانی سے جا کے مطلب پوچھا ہوا  
 کہا کہ مطلب یہ ہے کہ خست کو بالیا میں نے ضحاک سے کہا کہ سلام مجھے تلقین کرو اور میں بہت شامدہ احوال عامر کے مسلمان ہو گیا یہ  
 تمام کیفیت حضرت جبریل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیے اور آنجناب نے اپنے صحابہ سے من عن فرمائی بدر کے  
 ضحاک کا عیضہ آیا آئین مطابق بغیر منہج پایا گیا اور جو لوگ پھر آئے انھوں نے بھی سارا حال کہا قصہ ابوہریرہ عامر بن مالک  
 بن یوفی اور مکہ سے جو اسکے عقیقے پر صحابہ رسول اللہ سے کیا تعامیت ملال ہوا کہ اس عرصہ میں مر گیا اور عامر بن طفیل کے بیوی بنی  
 نے سر مجلس نیزہ مارا اس سے تو نہ مل کر ایک چھوڑا برابر کو ہاں شتر از دم طاعون نکلا تب داخل ہوا ہوا اسے براہ حیات حضرت  
 صلعم سے کہا بھیجا تھا کہ ملک مجھے بانٹ دو سطح کہ دیات اور کھل کے اراضی سے مجھے کام نہیں تم لو اور میرے حصے میں چھوڑ دو  
 اگر اسپر راضی ہو تو بعد وفات اپنے مجھے اپنا خلیفہ کرو نہیں تو میں ایک شکر جہاں کر تیرا مقدار لاکہ تم سے لڑو گا آنجناب نے فرمایا  
 اللہم اکنفی عامر یعنی ای اللہ تو خود کام تمام کر دے عامر کا کہ مجھ تک نہ پہنچے کہ وہ طاعون فی النار و اسقر ہو گیا باجماع عمر و  
 بن امیہ وہاں لوٹے راہ میں دو شخص مشرک بنی عامر کے مل گئے عمر نے ایک درخت کے نیچے سوتے میں قتل کیا دل میں سوچا  
 کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام عامر بن طفیل سے ہے اور یہ دونوں مقتول حضرت مسلم کی امان میں تھے ان کی عمر کو خبر تھی جب  
 حضرت نے یہ حال سنا تو فرمایا یہ عمر و یہ کام اچھا نہ ہوا اب دیت دینا پڑیگی اور بنی عامر اور یہودی نبی نصیر ہم عمر تھے لہذا آپ کو منظور  
 ہوا کہ یہ مشورت ان کے معاملہ ویت کو طر فرما دیں اسی پر غرور و بنی نصیر واقع ہوا فائدہ ایک قصہ میں حضرت صلعم نے ایک خواہ جالیس ہون  
 قاتلون کے حق میں بددعلی ہوا آئین بنی بھیلان و رعل و دو کو ان اور عیضہ کا ذکر کیا اور غرضل و فارہ کو بھی شریک کروانا کہ اس سبب  
 کہ قصہ یہ معونہ و جمع کی خبر ایک قت میں ہوئی اور دونوں قریب قریب واقع ہوئے تھے نجاری و سلم بن حضرت انس سے آئے  
 ہوا کہ بعد شہادت شہدائے ہر بیرونہ نے خیاب الہی میں عرض کیا کہ ہمارے حال سے بغیر کو خبر دے کہ حضرت جبریل نے خبر دی  
 اور حضرت نے صحابہ سے کہا کہ تمہارے بھائی شہید ہوئے اور امر سے کہا کہ تم مجھے ملے اور قوم سے راضی ہوا اور تم مجھے ملے ہو  
 اور اسی طرح فضائل ان کے کتب حدیث میں مذکور ہیں ہجۃ النجافل سے معلوم ہوتا ہے کہ مرث کسب بن زید زخمی ہو کر اس وقت میں  
 پہنچے ہیں بعد اسکے جنگ خندق میں شہید ہوئے اور صحیح نجاری سے معلوم ہوتا ہے کہ سب شہید ہوئے صرف ایک شخص ملنگ



پہنچ گیا تھا کہ وہ اس وقت پہاڑ پر تھا تنبیہ اگر کوئی بیوقوف کہے کہ حضرت نے تفسیر جمع اور سیر مونیہ میں بے تامل اصحاب کو بھیج دیا اور کچھ خیال نہ کیا کہ یہ لوگ ناحق مارے گئے تو جواب مسکا یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا یہی کام ہے کہ خدا کی راہ تیرا نہ میں سنا فوج اور دوست اور دشمن سب یکساں ہیں انھیں ہر حال میں اپنے رب کی پیغام رسانی مقصود ہوتی ہے پس اس نظر سے کہ وہ لوگ خدا کی راہ دریافت کرنے کے نام سے حضرت کے پاس آئے تھے اور اصحاب کو ساتھ لے جانے کی آپ سے درخواست کی تھی حضرت نے انکو ساتھ بھیج دیا جیسے کوئی اپنے تابعین کو جنگ دشمن پر بھیجتا ہے اور مسلح کر کے بھیجتا ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرت کمال کا رہا ہوا کسی آگاہ تھے لیکن جناب بذریعہ کیونٹو تھا کہ یونین ان منافقین کے ساتھ چلے جاویں اور سب پر یہ بات گھل جائے کہ اہل اسلام راہ خدا میں کس قدر جان نثار ہیں کہ دوست دشمن میں کچھ تمیز نہ کر کے راہ خدا تعالیٰ میں بجان و جان جھگڑتے ہیں پس حبیب اللہ نے بھی کچھ دم نہ مارا اور یہ ویسا ہی معاملہ ہے جیسا حضرت مسلم کے ساتھ اہل کوفہ نے کیا ہے پوشیدہ ہر جہ کے بعد کہ حبیب محابی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر و ابن ابیہ ضمیر ہی اور جبار بن ضمیر انصاری کو جانب مکہ بھی روانہ کیا تھا اور فرمایا کہ تم پوشیدہ جا کر ابوسفیان کو قتل کرو وہ گئے تو خبر مشہور ہو گئی ناچار پھر آئے مگر ابن احق نے اسکو ذکر نہیں کیا ہر طرف ابن نے لکھا کہ کذا فی ہجۃ المحافل اسی سال میں خود نبی انصیر ہوا اور یہ واقعہ یون واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باطائفہ اصحاب خاص اور ایک جماعت یاران اختصاص کہے جن میں ابو بکر صدیق اور عمر خطاب اور علی مرتضیٰ اور زبیر اور طلحہ اور سعد ابن معاذ اور انس بن حذیفہ اور سعد ابن عبادہ یہ سب موجود تھے نبی انصیر میں یہودیوں کے پاس لے گئے تاکہ ان سے اولیٰ ذولن تقوٰی کے خون بہا کی بابت جنگو عمر و ابن ابیہ ضمیر ہی نے قتل کیا تھا کچھ تدبیر کر لی اور نبی انصیر حضرت سے عہد و پیمان کر چکے تھے اور نبی علم سے بھی قول و قسم ہو چکا تھا جب حضرت نے اس بات میں آنسے کلام کیا تو بولے اے ابوالقاسم جو مجھ تم کو گم ہم وہی کریں گے ایک عطلہ توقف کیجیے اور آرام لیجیے ہم آپ کی اصحاب کی ضیافت کریں گے آپ شریف رحیمین بعد فراغت کھانے سے اس امیر میں عرض کریں گے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا التماس قبول فرمایا ان لوگوں نے خلوت میں جا کر شور و کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو جس سے حضرت اور ان کے یار دن کا کام تمام کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپشت بدیوار بیٹھے تھے جب حمی ابن الخطاب نے کہا ایسا قاتلو کبھی نہ لیگا اصلاح یہ ہے کہ ایک شخص جھپٹ پر چڑھ کر ایک بڑا پتھر منہ کے سر پر رکھو گا کہ کام انکا تمام ہو جائے عمر و ابن جہاش ابن کعب بولا کہ میں یہ حرکت کروں گا سلام ابن شکم نے کہا خدا کی قسم ایسا کام اگر کر دوں تو عمر کو آسمان سے خبر ہو جائیگی اور نقص عذر لازم آویگا مگر کسی نے نہ مانا عمر ابن جہاش ایک سچو کہ میں سے اٹھالایا فوراً حضرت جبریل امین نے ہمارے اہل بیت علیہم السلام کو خبر کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اسطرح جیسے کوئی بچھا حاجت کو اٹھا رہا اور مدینہ کی طرف تشریف لیچے اصحاب بھی بعد انتظار آپ کے پیچھے چلے گئے اور عمر و ابن جہاش کا پتھر اٹھا میں رہ گیا جب سب لوگ مدینہ میں داخل ہوئے تو اصحاب نے حال دریافت کیا حضرت مسلم نے بیان فرمایا اور بتایا ہے محمد ابن مسلم کو اس قوم ناپاک کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اب تمھارا قول و بیان ٹوٹ گیا تمھارا ظہر اور باطن کی سنگین

تقریباً دو کئیانی

تقریباً دو کئیانی

تقریباً دو کئیانی

مسکون



قطع اشجار و شریع کیا بعضوں نے قسم عمدہ درخت کاٹنے باین نیت کہ نبی انبیاء کو رنج ہو اور بعض نے بری قسم کاٹنے بسبب  
یقین فتح اسلام کے تو عمدہ قسم ہمارے کام آدیگی اللہ تعالیٰ نے دونوں فعل بقضائے حسن نیت پسند فرمائے اور حکم فرمایا ماقسم  
من لیستہ اور کثرت تہذیب علی اصولہا فباؤن اللہ وینجیہ الفاقین یعنی کاٹنے تم نے ایک قسم درخت حرام کے یا چھوڑے قائم  
اپنی جڑوں پر سو حکم خدا ہے اور ایسے کہ رسوا کرے نامزانون کو اور صحیح بخاری میں ہے کہ جلانے کا بھی حکم دیا تھا چنانچہ درخت جلانے  
بھی گئے فائدہ جی نبی انبیاء معصوم تھے تب حرمت شراب کا حکم ہوا اور بقول بعض غزوہ حدیبیہ میں کہ یہ غیر نازل ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ  
تخریج غیر نازل ہوئی تھی اور حق یہ ہے کہ شراب کے حق میں چار بار حکم ہوا ہے اول ربایہ و الذین کے سرھون رکوع لین و  
ہو او من نزلت الخلیل والاعتنا بتخذون منہ سکر اور وثاقنا یعنی اور بیرون سے کھجور کی اور انگوڑوں سے بنائے ہیں اس سے  
نشہ اور زہری خاصی تفسیر احمدی میں ہے کہ بعضوں نے سکر سے شراب مراد لی ہے اس صورت میں منسوخ ہے اور بعضوں نے شند  
مراد لیا ہے اور شند وہ جو انگوڑا و شنفے اور خرمے کا شیرہ پکاتے ہیں یہاں تک کہ دولت جل جانا ہے اور زہری جس سے سکرہ اور  
وشاب اور خرمے مراد ہے خلاصہ یہ کہ اس آیت سے بوجھ گیا کہ شراب طلاقاً حلال ہے و سکر با حکم ہوا اول فہم کہ بئر ناس و ناس اس سے معلوم ہوا  
اس میں گناہ ہے و سکر با حکم ہوا کہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا الصلوۃ و اتم سکراتی اس سے نکالنا کہ زہر کے وقت شراب پینا حرام ہے و سکر جو بھی مرتبہ آیت  
آئی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا الصلوۃ و اتم سکراتی اس سے نکالنا کہ زہر کے وقت شراب پینا حرام ہے و سکر جو بھی مرتبہ آیت  
اور پائے گندے کام میں شیطان کے سوان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہوگا اور یہ آیت و اذا سوا من ہی اس آیت سے  
صرحاً حرام ہونا شراب کا دریافت ہوا اور شراب کی مہیت میں اختلاف ہے ہمارے نزدیک جب انگوڑا کا پانی چوش دیا جا  
اور شند ہو اور کھٹ لاوے وہ شراب ہی مگر صاحبین کے نزدیک قذف بالزبد و سکر نہیں ہے اور امام اعظم کے نزدیک  
شرط ہے اور فتویٰ اسی پر ہے اور بعضوں کے نزدیک شراب نام ہے نشہ والی چیز کا ہمارے نزدیک شراب بعینہ حرام ہے اور بعضوں  
کے نزدیک شراب نشہ کے سبب سے حرام ہے اور محسوس ہے پنجاست غلیظہ اسکا حلال جاننے والا کافر و مسلمان کو اسکی مہیت  
توانی حرام ہے اور نفع اسکا حرام ہے اس کے پینے والے کو حد واجب ہے گو نشہ نہ لاوے اور جو اسکو بھر لپکاوے اسکی حرمت نہیں  
جاتی مگر سکر بنانا اسکا درست ہے بخلاف شافعی رحمت اللہ علیہ کے اور تحقیق محدثین کی یہ ہے کہ شراب جس چیز کا پانی سڑا ہے  
کو نشہ لانے لگے وہ تھوڑا اور بہت حرام ہے میں تاثری وغیرہ بھی اسی تعریف میں داخل ہے کہ کذا مست عن اللات و معین  
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت معلم نے فرمایا ہر ایک نشہ دار چیز شراب ہے اور سب نشہ والی چیزیں حرام ہیں  
اور جسے شراب پی دنیا میں پر وہ شراب کو سد اپتیا لا تو بہ مر گیا تو وہ آخرت کی شراب نہ مینگا اس حدیث سے صاف  
معلوم ہوا کہ جو چیز مست کر دے اور نشہ لاوے وہ شراب ہے اور حرام خواہ انگوڑے سے بنے خواہ کھجور یا منقے یا شند یا گیسون  
یا جوار یا اجار یا جو سے خواہ درخت کا عرق ہو جو سطح تاثری اور سینہ جی یا کوئی گھاس ہو جیسے بنگ وغیرہ غلیل اور  
کثیر اسکا مست حرام ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور امام محمد اور محدثین کا ہر چند امام اعظم کے نزدیک

حرمت شراب

بیت شربان

بیت شربان

بیت شربان



نجس حرام شراب دہی ہر جو شیر و انگور سے بنے اور جوش مار کے گاڑھی ہو کر جھاگ لاوے اور خیرین بدوں نشے کے  
 حرام نہیں لیکن اکثر محتاط و محققین کے نزدیک امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے ہر چنانچہ نہادہ اور زلیعی اور عینی اور قتادی عالمگیری  
 اور ذرغمار اور شبابہ نظائر میں مذکور ہیں اور بحر العلوم مولانا عبدالحللی لکھنوی نے تازی اور نان پاؤ کی حرمت میں جو  
 فتویٰ لکھا ہے خوب تحقیق فرمایا ہے جو چاہے اسکو ملاحظہ کرے اور مولوی رشید الدین خان صاحب نے صان لکھا ہے کہ  
 حرمت نان پاؤ موجود عید و ثابت ہو و موافق و احق باالبتاع جب سال چہام ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ و علیٰ اصحابہ  
 و ازواجہ وسلم کا یا تو کسی حادثہ ہوئے چنانکہ عبداللہ بن عثمان سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبہ بس کی عمر میں  
 وفات پائی اور فاطمہ بنت اسلم علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور ابو سلمہ ابن الاسد مغربی اور زینب بنت خزیمہ زوجہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ماہ شعبان میں حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور ماہ شوال میں امام زین العابدین  
 سلمہ زوجات مطہرات میں داخل ہوئے اور قصہ جرم یہود اور یہودیہ نبوت زمانہ واقع ہوا ہی معاملہ میں یہود نے انکار کی تھی  
 کہ ہماری شریعت میں جرم کا حکم نہیں ہے حضرت خنوخ کا لاکر کے بسواری شتر تشریف لے کر آتے تھے مگر عبداللہ ابن مسلمان نے انکی تکذیب  
 فرمائی اور تورات طلب کر کے دکھائی ایک یہود نے آہے جرم پر ہاتھ رکھ دیا عبداللہ نے اسکا ہاتھ اٹھایا تو آیت مذکور کھلی یہود  
 پر شیمان ہوئے اور زالی اور زالہ سنگسار کیے گئے اور اسی دن زید بن ثابت کو ارشاد ہوا کہ یہودی کی خط و کتابت سیکھو کہ  
 زید نے پندرہ دن میں بخوبی سیکھ لیا اسی سال میں یہ معاملہ ہوا کہ قتادہ ابن نعمان انصاری کے زرہ آٹے میں رکھے تھے جاتا  
 صبح کو تلاش کی تو آٹے کا خط طعن ابن ابیرق کے گھر تک پایا گیا زمان تلاش کی زرہ ملی وہ خط آگے نظر آیا تو زید بن ابیہود  
 کے گھر تک تھا جب اسکے گھر کی تلاشی ہوئی تو زرہ ملی یہودی نے غاص کیا کہ مجھے طعن نے تفویض کی تھی طعن نے کہا یہ جو تھا ہرین  
 بری ہوں چورہ جسکے بیان مال ملا طعن کی قوم نے باہم یہ شوری گئی کہ ہم حضرت کے پاس سب مل کر گواہی دینگے کہ طعن بری ہے  
 تو حضرت ہاشمی حمایت کرینگے اور یہودی چور و حرام پادیا صبح کو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور عالم الغیب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو مطلع کر دیا کہ طعن بن ابیرق چور ہے کہ اسے چور جاری ہوئی اور کریمہ آیا اترنا ایک کتاب یا سقم لیکم بن الناس بآراک اللہ ولا  
 لیکن لٹائین خیمہ لائح و محضات میں نازل ہوئی یعنی ہم نے اتاری تجھے کتاب ہے کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو سو جھاوے  
 بجلا اللہ اور تو مت ہو دغا بازوں کی طرف سے جھکائے والا اس آیت سے مسئلہ بااحتی نکلا اور واضح ہوا کہ حضرت کو اجتہاد  
 کرنا جائز تھا کہ بآراک اللہ سے واضح ہوا و ثابت ہو گیا کہ یہوئیکہ شیخ ابو نصر نے سننے لکھے ہیں کہ جو الہام کرے تجھے اللہ رب فکر  
 کرنے کے اصول منزلہ میں اور حضرت کے اجتہاد میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں جائز ہے اور بعضے عدم جواز کے قائل ہیں  
 ہما لا مذہب یہ ہے کہ انجناب ہر مقدمہ میں انتظار وحی کے مامور تھے اگر وحی آئے تو بہتر ورنہ بعد انتظار حبصحت کی فوت ہونے کا  
 اندیشہ ہوتا تو اجتہاد فرماتے جو صواب ہوتا تو نور علی نور اور جو خطا ہوتا تو اسے پھر سے نہرتے بلکہ وحی آتی بخلاف اور مجتہدین  
 کہ وہ اپنی خطا پر ہمیشہ تھہرے رہتے ہیں روایت ہے کہ جب طعن برچم اجڑاے حد کا صادر ہوا تو وہ جانب بیت اللہ شریف بھاگ گیا

عمر بن خطاب

سال چہام ہجرت

وفات عبداللہ ابن مسلمان

وفات زینب بنت جحش

وفات زید بن ابیہود

وفات زید بن ابیہود

وفات زید بن ابیہود

وفات زید بن ابیہود

وفات زید بن ابیہود

وفات زید بن ابیہود

وفات زید بن ابیہود

دہان بھی جو رہی کی اور خبرین بھاگ آیا بیان کسی کے گھر میں نقب دینے لگا کہ دیوار گریبی اور طعمہ مر گیا اور اسی سال سر پہ ابو سلمہ ابن الاسود مترومی قبیلہ بنی اسد پر واقع ہوا اور بعض سال سوم میں لکھتے ہیں وجہ یہ ہوئی کہ طلحہ و سلمہ بسران خود اپنے انبی قوم کو جمع کر کے چاہا کہ مولیٰ مدینے کے لوہین یہ خبر بیان ہوئی تب آنجناب نے دیر سے مہاجرین انصار کو اکٹھے کر کے ابو سلمہ کو روانہ کیا ابو عبیدہ ابن الجراح و سعد ابن ابی وقاص و عید بن حصیر و ابو نائکہ و ابو بشرہ ابن ابی رہم غفاری و عبد اللہ ابن سہیل ابن عمرو و ازرقم ابن ابی الارقم بھی اس جماعت میں تھے چنانچہ ابو سلمہ بہرہری ابن زبیر طالی جانب بنی اسد روانہ ہوئے جب موضع قطن میں آئے تو وہاں مولیٰ بنی اسد کے جرتے تھے انکو بگڑ لانے اور تین نفر غلام ہاتھ آئے باقی سب بھاگ گئے اور اپنی قوم میں خبر دی وہ سب باوصف کثرت جماعت کے بھاگ گئے غازیون نے احوال کو بہا بہا مولیٰ انکے لیے اور جس نکال کر تقسیم کر دیے ہر ایک شخص کو سات سات اونٹ و چند کبیران ملین من من بعد مدینے میں لوٹ آئے اور اسی سال میں بروایت بعض اہل تاریخ نازقصری کا حکم بجالا کر سفارہ چکانے کو دو گانے پڑھے اور دو گانی اور سگانی میں تقسیم کر کے اور وجہ ادا کر کے سنت میں مختار ہوا حکامہ فی الفقہ اور اس سال میں سر پہ عبد اللہ ابن انیس انصاری بنا برقتل سفیان بن خالد نہی بنی حبشہ حضرت عامر وغیرہ کو شہید کیا تھا واقع ہوا اور عبد اللہ ابن انیس سفیان کو پہچانتے نہ تھے آنجناب نے اس کا حلیہ بیان کیا اور فرمایا کہ اس کے دیکھنے سے تمہارے دل میں خون پیدا ہوگا عبد اللہ نے ان کو لیا کہ جو میرے جی میں آوے اس سے کہوں اور تلوار لیکے روانہ ہوئے بعد قطع منازل بطن عرتہ کہ فہم عن عملہ وفتح راحلے ایک جگہ عرفات میں پہنچے وہاں سفیان ملا کہ عبد اللہ کے حسب نشاندہی پیغمبر خدا پہنچا ملا اور اس کے قریب تشریف لے گئے اسنے کہا تم کوں ہو کہا میں قبیلہ خزاعہ سے ہوں میں نے سنا ہے کہ آپ نے محمد سے رُنے کی طیاری کی ہے سر میں بھی حاضر ہوا کہ شریک ہوں اور بہت باتیں خوشامد کے طور پر کہیں سفیان راضی ہوا عبد اللہ اس کے خیمے میں در آئے اور موقع پاکر کثرت لیا اور مدینہ کو روانہ ہوئے اتنا راہ ایک غار میں چھپ رہے اور مگر می نے مانند غار نور جالاتا تو سفیان خبر پا کر در پہے تلاش عبد اللہ و در سے اور بہت تلاش کیا وہ نہ ملے ناچار پھر گئے اور عبد اللہ غار سے نکل مدینے میں آئے اور سرنا پاک اسکا زیر قدم مبارک بردال دیا اسوقت آنجناب مجید میں جلوہ فرما تھے دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا ارفع الوجه عبد اللہ نے کہا ارفع وجہ یا رسول اللہ بعد اس کے عبد اللہ نے نام قصہ عرض کیا حضرت صلعم نے انکو بہشت کی بشارت سنائی اور ایک عشا عینیت کیا کہ تا وقت وفات انکے پاس رہا کہ ہرم اپنے ساتھ رکھتے تھے یہاں تک کہ بوقت مرگ اپنے کفن میں کھوا لیا اس مقام سے حضرات مہوفہ جہم اللہ کو سندہ شجرہ رکھنے کی قبر میں ہاتھ لگی اور ہمارے استاد الاسد نے اس کے دھڑنق لکھیں ایک بالائے کفن سینہ مست پر دوسرا اندرون قریب ایک حاجی بسا دل کو قہقہا منہ کرتے ہیں مگر یہ رکعت ہر چھ اس حال میں غزوہ بدر صغریٰ جب کوئی ناٹھ بھی بولتے ہیں شروع ماہ ذیقعدہ واقع ہوا سبب یہ ہوا کہ ابو سفیان آخر سے پھرتے وقت کہ گیا تھا کہ سال آئندہ بدر پر زانی ہوگی سو اسنے بظاہر سامان کیا اور سبب خشکالی کے دل میں منظور نہ تھا اسنے جانا کہ حضرت صلعم بھی بدر پر

نہ آوین تاکہ نجالت نہوائے نعیم بن مسعود کو جانب مدینہ بھیجا کہ احباب پیغمبر کو خبر دے کہ ابوسفیان نے لشکر جمع کیا ہے بدر پر آنا ہے  
مدینہ میں اگر اہل اسلام سے کہا انھوں نے کہا حسنا! اللہ فزع الکیل اور حضرت صلعم نے خبر لائی تو علی رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن  
رواحہ کو خلیفہ کیا اور مع لشکر کے نپڑ رہا وہ آدمی تھے بدر کو شرف لیکن ابوسفیان خون سے نہ آیا آنجناب نے اٹھ دن قیام کیا اور وہاں  
اصحاب نے بہ تجارت بہت نفع اٹھا یا حضرت عثمان فرماتے تھے کہ ہر بنا پر مجھے ایک نیا نفع ملا پھر وہاں سے جنگ و قتال ہو گیا  
میں نے چارم اس سال کے ماہ محرم میں بروایت ابن اسحق سال چارم میں غزوہ ذات الرقاع ہوا اور سب یہ ہوا کہ ایک شخص نے مدینہ میں خبر  
دی کہ قبائل محارث و انمار و ثعلبہ موضع ذی امر میں جمع ہیں اطراف مدینہ کو ماحا تھے جن حضرت نے عثمان بن عفان کو خلیفہ کیا اور مع لشکر  
سات سو آدمی کے روانہ ہوئے وہ لوگ جھگے چند عورتیں ہاتھ لگیں اس غزوہ کو ذات الرقاع اسلئے کہتے ہیں کہ صحابہ حضرت پیادہ پا سر پہ  
لٹے پیٹے تھے غزا نام وخت تھا غزا کوئی موضع تھا جہاں سیاہ سفید تلخی تھی رجول صحیح صحیح بخاری میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت  
دخت پیرو کے نیچے اپنی تلوار شام میں لٹکا کر سونے لگے اور میں بھی سو گیا و نفع آنجناب نے مجھے پکارا میں حاضر ہوا دیکھا ہوں کہ ایک اعرابی  
آگھر آہ حضرت نے فرمایا کہ اسلئے میری تلوار میان سے نکالی میں جاگ پڑا تھے کہا کون تجھ کو مجھے پجاتا ہو میں نے کہا اللہ وہ چھو گیا میں نے  
مارا اور ایک روایت ہے کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی حضرت صلعم نے لیا اور فرمایا اب کون بجاتا ہے تجھ کو وہ بولا تو بہتر مگر نیوالا ہے سو حضرت نے  
اسے چھوڑ دیا اور اپنی قوم میں کر کہنے لگا کہ میں نیک دی کے پاس آتا ہوں اور سلام لایا اور اس لڑائی میں ابن ہشام نے بروایت ابن اسحق  
ایک حدیث جابر کی روایت کی ہے کہ جب حضرت صلعم غزوہ سے پھرے تو رات کے وقت جابر رضی اللہ عنہ ایک زنت صغیفہ کو زبرد پر بٹا رکھے  
اور طبلہ پونچھا منظور تھا اور اونٹ نہ چلتا تھا حضرت صلعم نے ایک نیزہ سے دھکا دیا کہ وہ دوڑنے لگا تب حضرت صلعم نے حضرت جابر سے کہا  
تو کیوں جلدی کرتا تھا جابر نے اتنا س کہا کہ میں نے پیادہ کیا ہے فرمایا کہ بارو سے یا تیرے جابر نے عرض کیا تیرے سے فرمایا بارو سے کیوں  
نکاح نہ کیا کہ تو اس کے ساتھ کھیت اور وہ تیرے ساتھ کھیتی بعد اس کے حضرت صلعم نے وہ اونٹ چالیس درم کو مول لیا جابر نے کہا  
یا رسول اللہ میرے میں داخل ہو کر تسلیم کروں گا اور قیمت بھی تو لگا حضرت صلعم نے قبول کیا لیکن یہ روایت امام احمد بن حنبلہ نے خلاف ہے  
کیونکہ صحیح مسلم سے یہ عالم کہ اس وقت معلوم ہوتا ہے جب کہ مکے سے جانب مدینہ روانہ ہوئے ہیں فائدہ اس حدیث سے استنباح باران  
بارو و لود لعب اپنے ذہب سے ثابت ہوا اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے جو اربع مع اشتر اس حدیث سے نکالا ہے اور امام غفر و شافعی رحمہما  
عنہما نے تاویل فرمائی بلحاظ اس ہی کے جو بیع مع اشتر میں وارد ہوئی ہے فائدہ یہ غزوہ حسب ایت بخاری بعد غزوہ خیبر کے واقع  
ہوا لیکن خود علامہ الزماں بخاری علیہ الغفران نے بعد غزوہ خندق کے ذکر کیا ہے اور غزوہ خندق بالاتفاق پیش از غزوہ خیبر واقع ہوا ہے  
بعض تعارض یوں ہو سکتا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع کسی مرتبہ واقع ہوا ہے از انجملہ ایک یہ ہے اور ایک وہ ہے بطرح غزوہ ذات الرقاع بروایت  
ابن سعد و ابن حبان سنہ خمسین میں بھی ہوا ہے جب یا پھر ان برس ہجرت کا شروع ہوا تو اس سال میں چند حادثی اور کسی واقعہ ظاہر ہے  
از انجملہ حکم سبہ پوشی عورت مطہرات کا تران میں نازل ہوا چنانچہ کریمہ و اداسا لہو بن سہا غافلہ بن مہاجر بن ابی جابر یعنی اور جب کہ ان  
آئینے سے سوال کر دہر کی آڑ سے سورہ اخلاص میں آکر ان راج مطہرات پر حجاب فرض ہوا حجاب کہتے ہیں کہ عورت اپنے شخص کے سامنے

وہی سہ ماہی است

نصف شعبان

جناب بخاری باران کا ہے

بہر خبر





کچھ گناہ نہیں تم پر اور انہیں انکے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے پاس اور جب ان کو عقل ہو اور جوانی کو پہنچیں تو بلا اذن نہ آویں اور جو عورتیں بڑھی ہیں جن کو بیاہ کی امید نہیں وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو انہیں گناہ نہیں یعنی تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہو اور اگر پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر جائز نہیں جو عورتیں کادخل ہو نا پاس عورتوں کے اور اسی طرح خفے کا اور جس آدمی کو نظر نہ آتا ہو بعض کے نزدیک اس کے روبرو ہونا مضائقہ نہیں اور بعض کے نزدیک جائز نہیں اسی طرح غیر مرد کو آواز نہ سنا بھی جائز نہیں سبب نزول آیت جناب بل کینزدیک یہ ہو کہ جب حضرت زینب سے نکاح ہوا تو حضرت صلعم بعد الطعام طعام لمیہ رزق روشن دولت خانہ زینب میں داخل ہوئے صاحبان موجود تھے وہ دیر کو اٹھے اسی پر آیت جناب نازل ہوئی اور صحیح بخاری میں سبب نزول آیت جناب لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر کے وقت ام المومنین ستودہ سے ملاقی ہوئے اور کہا امی سودہ میں نے تم سے بچانا اس وقت آنکھوں میں آیا کہ اگر عورتیں پردہ نہیں تو بہتر تھا اور حضرت سے اتنا س کیا کہ اسی پر آیت جناب نازل ہوئی فائدہ حضرت شیخ عبدالقادر محدث دہلوی نے ترجمہ میں بطور فائدہ لکھا ہے کہ آیت سورہ احزاب میں حکم ہوا پردے کا کہ مرد حضرت کی عورتوں کے پاس نہ جائیں سب مسلمانوں کی عورتوں پر حکم جب میں اگر عورت سے ہو کسی مرد کے سبب بدن کپڑوں میں دھکا ہو تو گناہ نہیں اور اگر نہ سانسے ہو تو بہتر ہے نہ ہستی شرفانے امر سبب جناب کو بطور تاکید اختیار کیا اور رسم پردہ نشینی کی علی الاطلاق قائم کی اور یہ بات نہایت تحسن معلیٰ مگر اب ہندوستان میں ایسا طریق بگڑ گیا کہ جناب ربانہ شرعاً جناب میں تو بغیر غل ہر کہ اکثر عورتیں بعض نامحرم کے سامنے جیسے چاکا بیٹا ماموں کا بیٹا اور بہن کا خاندن بھر کر کئی بیوی بھوسچا اور خالو کے سامنے آتی ہیں مطلق جناب نہیں کرتی ہیں اور حقیقت جناب کی یہ ہر کہ کسی نامحرم کے سامنے نہ آوے اور شرعاً میں غیل ہر کہ لباس اس طرح کا قائم ہوا ہے کہ اس لباس سے سوا شوہر کے اور کسی کے سامنے جانے کے قابل نہیں ہوتی ہیں لاجل ولا قرة الا بالسر اور شوہر انکے سامنے نہیں کرتے حالانکہ ایسا کپڑا جس سے بدن نظر آوے اس کا حکم ننگے کا برابر ہوا ہے نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہر کہ اسامہ صدیق اکبر کی بیٹی ہار یک کپڑے پہنے جناب رسالت مآب کے حضور میں آئیں آپ نے منہ بھیر لیا اور فرمایا ایسا ہر جناب عورت جو ان ہو جائے تو نہیں جائز ہے ہر کہ دکھائی دے اس کے بدن سے کچھ مگر یہ اور یہ اور اپنے منہ و ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بانوں عورت کے بھی عورت ہیں لیکن ہر ایہ اور شرح وقایہ اور مختار کی کتاب الصلوۃ میں ہر کہ عورت نہیں ہر اگرچہ اکثر متون کی کتاب لکھتے ہیں جیسا کہ بیرون کا فرض لکھا ہے اور تاویل اس حدیث کی علماء نے یہ کہ ہر کہ حضرت صلعم کو جواز قدموں کے ٹھکے رہنے کا معلوم تھا کیونکہ عورتیں عرب کی حضرت کے زمانہ میں ہونے میں ہوتی تھیں جو اپنے پیچھے سے اس سبب سے بیرون کا ظاہر ہونا ظاہر تھا لہذا ذکر انکا نہ فرمایا لباس ہر ایک کے اتصال میں جو دو عضو عورت نہ تھے اور ہر کے بدن میں انھیں کا ذکر کیا یعنی ہاتھ اور منہ اور کفایت حاشیہ ہر ایہ میں جو بیل لکھی ہے وہ بھی دلالت کرتی ہے کہ دونوں بانوں عورت کے عورت نہیں ہیں وہ طویل یہ ہر کہ عورت کو چلنے میں حاجت کھولنے قدموں کی ہوتی ہے جیسے وقت معاملات کے ہاتھ منہ کھولنے کی ضرورت ہوتی ہے حالانکہ ان دونوں کے دیکھنے سے احتمال شہوت کا زیادہ نسبت قدموں کے پس قدموں کا عورت نہ ہونا

بطریق اولیٰ ہر باجگہ کتب فقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے پانوں میں دو درایتیں ہیں ایک یہ کہ چھپانا انکار فرض نہیں دوسری یہ کہ چھپانا فرض ہے ورنہ ہر عورت اور بدمعاشہ اور مٹھاوی حاشیہ و رختارین ہر کہ قدم جنبیہ کی خواہش ہوئے میں اختلاف ہے ماریہ اور شرح جامع صغیر قاضی خان میں تصریح ہے کہ قدم عورت نہیں اور محیط میں اسی کو اختیار کیا ہے اور قطع اور قاضی خان نے فتاویٰ میں تصریح کی ہے کہ قدم عورت نہیں اور سچائی اور مرغیانی نے اسی کو پسند کیا ہے اور صاحب اخبار نے تصریح کی ہے کہ ناز میں عورت نہیں خارج نماز عورت ہے اور شرح نینہ میں مطلقاً عورت ہونے کو مرجع لکھا ہے احادیث سے اب واضح ہو کہ عورت آزاد کو سوا منہ اور ہاتھ کے گھٹنوں تک اور بدن سے مخمور تک تمام بدن کا چھپانا ایسے مردوں کے جیسے نکاح درست ہے فرض ہے اگر نہ چھپاویگی تو موافق حدیث رسول مقبول کے ناظر اور منظور اہل سنت خدا میں پرنیکے چنانچہ سرنیدی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ جناب رسول صلعم نے فرمایا ہر من امر الناطر والمنظور یعنی منہ و جہ و خدائی اس پر جوئی سر دیکھے اور اس پر جہ کا سر دیکھا جائے یعنی دکھلانے والے پر اسی طرح مردوں کو بھی ناف تلے سے گھٹنوں تک حکماً فرض ہے اور لڑکوں کو بھی مانند مردوں کے پیٹ اور پیچہ فرض ہے ورنہ عورت میں ہر کہ جو ان عورت منہ کی جائے منہ کھولنے سے مردوں کے سامنے نہ ہوا سوائے کہ عورت ہے بلکہ مخمور فقہ اور یہ بھی جانا چاہیے کہ عرض وضو کا دیکھنا جائز ہے اگر وہ بدن بھی الگ ہو جائے بھی اسکا دیکھنا درست نہیں مثلاً اگر عورت کے بال لنگھی کرنے سے جلد ہوں تو انکو ایسی جگہ ڈالے کہ جنبی مرفعی نظر نہ پڑے اور دوسرے ہار منڈ کے ایسی جگہ ڈالے کہ کسی کی نظر نہ پڑے اور اپنے سے جس سے کبھی نکاح درست نہیں جیسے بیاباں ماد بھالی پیٹ پیچہ ناف کے تلے سے گھٹنوں تک حکماً فرض ہے مثلاً بیٹے کے سامنے سر یا بائیں گھجائیں یا بئیں گھجیائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہر کہ عورت کوئی حال نکاح جائز نہیں مگر آئندہ ممکن ہے جیسے بئیں خال بھو چھپا یا بھائی جتنی کا کٹھن ہر نکاح حکم جنبی کا ہے اور نیز عورت کو دوسری عورت سے ناف سے تلے گھٹنوں تک بدن کا دیکھنا فرض ہے اگر اکثر عورتیں سمجھتی ہیں کہ عورت کا عورت سے کچھ ستر نہ چاہیے یہ غلط ہے گو ضرورت کے وقت بقدر ضرورت ستر دکھانا جائز ہے طرح دعا کے لیے کہ بغیر دکھائے وہ نہ ہو سکے یا دانی چائی کو اور حجام کو جس قدر بدن کا دکھانا جائز ہے اسکا بھونا بھی جائز ہے مگر جنبیہ عورت میں حکم نہیں مثلاً اسکے منہ ہاتھ کا بے شہوت دیکھنا درست ہے چھپونا جائز نہیں لیکن جو عورت یو رہیا جو جس ہو کہ زانی الدار النکاح اور جو بہت چھپا کر کا ہو اسکا بدن کچھ بھی عورت نہیں جب ذرا بڑا ہو تو جب تک قابل شہوت نہیں تو مرد قبل دیر کا دیکھنا فرض ہے پھر اور متصل بدن کا دس برس کی عمر تک پھر اسکا حکم بالغ کا سا ہے کہ زانی الدار النکاح اور جو عورت بضرورت کسی غیر محرم کے سامنے آوے تو وجہ ہے کہ تمام بدن چادر سے ڈھک کر آوے مردوں کو لازم ہے کہ عورت کو نکاح کرین ورنہ نکاح رہنوی گدرا اسکے غرور و دمنہ عند الوقع ہو جس کے نزدیک یہ قلم ہٹا ہے کہ نہ سے دس محلہ و مشوق سے دل اور برطانی قلعہ ہے تیجہ کا مواہب میں ہے کہ ایک شہر مدینہ سے پندرہ واسو لہ شب کی راہ پٹت انکی جانب دہوی ابن اسمیل ہے کہ وہ بان نازل ہوا تھا سبب اس واقعہ کا یہ ہوا کہ حضرت کو خبر ہوئی کہ کچھ لوگ جمع ہو کر راہ ماتم میں حضرت نے بیاع ابن عرفطہ کو خلیفہ کیا اور ہر آدمی سے تشریف لے گئے وہ خیر منکر بھاگے ہاتھ نہ آئے اسی عرصہ میں دفعہ والدہ ابن عبادہ نے وفات پائی سعد نے کہا اگر میری ماں نہت ہوتی تو مردہ جتنی عورتیں



کرتی اگر مین کردن صدقه تو کچھ فائدہ ہوگا ارشاد کیا کہ فائدہ ہوگا سونے عرض کیا کہ کون صدقہ افضل ہے فرمایا کہ بانی تب سونے ایک تہ  
سبیل کے طور پر کھودو دیا اور حضرت نے اُنکے ماکے قبر پر نماز پڑھی بعد اسکے ماہ شعبان میں غزوہ بنی مصطلق واقع ہوا اس غزوہ کو پہنچ  
کئے ہیں ترسیع باہمالی رو میں یصیفہ تغیر ایک کنواں بنی خراکہ کا بنو ناحیہ قدید میں سبب اس لڑائی کا یوں واقع ہوا کہ مارش ابن ابی عمار نے  
مشکون کو ترغیب دیکر لڑائی میں خیر خدا پر آدھ کیا خیر بدینہ میں آئی تو اول حضرت صلعم نے بڑیدہ ابن الحصیب سلمی کو آنکا حال دریافت  
کرنے کو بھیجا بڑیدہ اُسے لکھ خیر تحقیق لائے اور حضرت نے سلمان جنگ کیا کہ زید ابن حارثہ کو خلیفہ مقرر کیا اور علی مرتضیٰ یا صدیق  
اکبر کو علم دار معاہدہ بن گردانا اور سعید ابن عبادہ کو علم دار انصار اور عمر ابن خطاب کو مقدمہ الحیثین قرار دیا اور تشریف لیجئے اور  
امات المؤمنین سے حضرت عائشہ اور ام سلمہ ہر گئی تھیں اور اس لڑائی میں اکثر اہل نفاق بھی بطبع غنیمت ہمراہ چلے راہ میں ایک جاسوس  
بنی مصطلق کا نام تھا لگا تو اسکو پکڑ لیا اور حال پوچھا اُس نے بالکل انکار کیا تب حضرت عمر نے دھمکی دی اُس نے سبب حال کھول کر کیا  
لہذا حضرت کے پاس لیگے وہ جاسوس سخت کلامی اور درشتی سے پیش آکر تادم مقابلہ ہوا حضرت عمر نے اسکو قتل کیا یہ خبر مشہور  
ہوئی اور مشرکون کو اطلاع ہوئی وہ سب خوف سے منتشر ہو گئے بعض مشرک باقی رہ گئے اور لشکر اسلام مرسیع پر خیمہ زن ہوا  
مشرک مقابلہ پر آئے حضرت رحمۃ اللعالمین نے حضرت عمر سے فرمایا کہ انکو نصیحت کر کے دعوت اسلام کو حضرت عمر نے تقیہ حکم کی  
انھوں نے ایک بھی نصیحت نہ سنی تب مسلمانوں نے اول تیرون سے مارا پھر حکم کیا سب مشرک بھاگے آخر گرفتار ہوئے حکمین  
وس مشرک اس کے اہل اسطن ایک آدمی شہید ہوا جب لڑائی ہو چکی تو ابو نضله طامی بنابر اخبار فتح و نصرت جانب مدینہ باکینہ  
روانہ ہوئے اور ایک شخص بنی مصطلق کا بطور غریب ایمان لایا اور اس کے میدان خاطر کا یہ سبب تھا کہ اُس نے لڑائی کے وقت دیکھا تھا  
کہ کچھ لوگ اہل حق تھوڑے پر سوار مسلمانوں کی مدد کو آئے ہیں یہ حال دیکھ کر اسکو یقین ہو گیا کہ دین اسلام سچا دین ہے اور  
جو میری نسبت حارث ابن ابی صرار کا بھی ایسا ہی حال ہوا کہ لشکر اسلام کی شوکت دیکھ کر کفر سے متنفر ہوئی اور اسکی جڑ زمین  
اس نے اسپر یہ کرم کیا کہ جب جویریہ غنیمت میں آئیں اور مسلمان ہوئیں حضرت نے اُسے نکاح کیا اور آزاد دی اُنکی انعام ہوا بعد  
اس کے مسلمانوں نے تجویز کیا کہ حضرت صلعم کی بی بی سکتر بیون کو بندہ کرنا مناسب نہیں ہے اس واسطے زیادہ سو عورتوں سے آزاد  
کردین اس غزوہ میں انھیں من مدینہ سے غنیمت رہی ہو اور مال غنیمت سے حکم حضرت خمس نکالا گیا اور باقی لشکر میں تقسیم کیا گیا  
اور اسی سال میں حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے کہ حضرت کی بھوپھی کی بیٹی تھیں اور زید ابن حارثہ کے نکاح میں تھیں  
بعد طلاق و انفصاف غرت کے حکم مالک حقیقی نکاح کیا اور اسی سفر میں مابین سنان بن جویہ و حجاج بن یوسف غسانی کے  
جو عمر بن خطاب کا بوجہ دار تھا نزاع واقع ہوئی کہ سنان اور حجاج نے اپنا اپنا دھول کُسن میں ڈالا اور دونوں کُسل ایک سے تھکاتھا  
ایک نے دھول گر پڑا اور دوسرے نے اُٹھ کر باؤنی الحقیقت سنان کا تھا حجاج نے کہا میری دونوں جھکڑا یا شاٹک کی حجاج نے سنان کو ایک جھنڈ  
مارا انھوں نے نکلا سنان پکارا بالانصار بالانصار اور حجاج چلایا بالکنا بالکنا للقرشیں ہر ماہجر و انصار کے لوگ تیار ہو کر دوڑتے ہوئے  
کہ فساد برپا ہو کر مابرون سے بعضی شخص خاص نے سنان کو سمجھایا سنان نے دو گز کی عبد اللہ بن ابی سلول منافق بھی اپنے بار و سمیت

ابن ابی عمار نے  
سبیل کے طور پر  
کھودو دیا اور  
حضرت نے اُنکے  
ماکے قبر پر  
نماز پڑھی  
بعد اسکے  
ماہ شعبان  
میں غزوہ بنی  
مصطلق واقع  
ہوا اس غزوہ  
کو پہنچ  
کئے ہیں  
ترسیع باہمالی  
رو میں یصیفہ  
تغیر ایک  
کنواں بنی  
خراکہ کا  
بنو ناحیہ  
قدید میں  
سبب اس  
لڑائی کا  
یوں واقع  
ہوا کہ  
مارش ابن  
ابی عمار نے  
مشکون کو  
ترغیب دیکر  
لڑائی میں  
خیر خدا پر  
آدھ کیا  
خیر بدینہ  
میں آئی تو  
اول حضرت  
صلعم نے  
بڑیدہ ابن  
الحصیب سلمی  
کو آنکا حال  
دریافت  
کرنے کو  
بھیجا بڑیدہ  
اُسے لکھ  
خیر تحقیق  
لائے اور  
حضرت نے  
سلمان جنگ  
کیا کہ زید  
ابن حارثہ کو  
خلیفہ مقرر  
کیا اور علی  
مرتضیٰ یا  
صدیق اکبر کو  
علم دار  
معاہدہ بن  
گردانا اور  
سعید ابن  
عبادہ کو  
علم دار  
انصار اور  
عمر ابن  
خطاب کو  
مقدمہ  
الحیثین  
قرار دیا  
اور تشریف  
لیجئے اور  
امات المؤمنین  
سے حضرت  
عائشہ اور  
ام سلمہ  
ہر گئی  
تھیں اور  
اس لڑائی  
میں اکثر  
اہل نفاق  
بھی بطبع  
غنیمت  
ہمراہ  
چلے راہ  
میں ایک  
جاسوس  
بنی  
مصطلق  
کا نام  
تھا لگا تو  
اسکو  
پکڑ لیا  
اور حال  
پوچھا اُس  
نے بالکل  
انکار کیا  
تب حضرت  
عمر نے  
دھمکی  
دی اُس نے  
سبب حال  
کھول کر  
کیا لہذا  
حضرت کے  
پاس لیگے  
وہ جاسوس  
سخت کلامی  
اور درشتی  
سے پیش  
آکر تادم  
مقابلہ ہوا  
حضرت عمر  
نے اسکو  
قتل کیا یہ  
خبر مشہور  
ہوئی اور  
مشرکون کو  
اطلاع ہوئی  
وہ سب خوف  
سے منتشر  
ہو گئے  
بعض مشرک  
باقی رہ گئے  
اور لشکر  
اسلام  
مرسیع پر  
خیمہ زن  
ہوا مشرک  
مقابلہ پر  
آئے حضرت  
رحمۃ اللعالمین  
نے حضرت عمر  
سے فرمایا  
کہ انکو  
نصیحت کر  
کے دعوت  
اسلام کو  
حضرت عمر  
نے تقیہ  
حکم کی انھوں  
نے ایک بھی  
نصیحت نہ  
سنی تب  
مسلمانوں  
نے اول  
تیرون سے  
مارا پھر  
حکم کیا  
سب مشرک  
بھاگے آخر  
گرفتار ہوئے  
حکمین  
وس مشرک  
اس کے اہل  
اسطن ایک  
آدمی شہید  
ہوا جب  
لڑائی ہو  
چکی تو ابو  
نضله طامی  
بنابر اخبار  
فتح و نصرت  
جانب مدینہ  
باکینہ  
روانہ ہوئے  
اور ایک  
شخص بنی  
مصطلق کا  
بطور غریب  
ایمان لایا  
اور اس کے  
میدان خاطر  
کا یہ سبب  
تھا کہ اُس  
نے لڑائی  
کے وقت  
دیکھا تھا  
کہ کچھ  
لوگ اہل  
حق تھوڑے  
پر سوار  
مسلمانوں  
کی مدد کو  
آئے ہیں  
یہ حال  
دیکھ کر  
اسکو یقین  
ہو گیا کہ  
دین اسلام  
سچا دین ہے  
اور جو  
میری  
نسبت  
حارث ابن  
ابی صرار  
کا بھی ایسا  
ہی حال ہوا  
کہ لشکر  
اسلام کی  
شوکت دیکھ  
کر کفر سے  
متنفر ہوئی  
اور اسکی  
جڑ زمین  
اس نے  
اسپر یہ  
کرم کیا  
کہ جب  
جویریہ  
غنیمت میں  
آئیں اور  
مسلمان  
ہوئیں  
حضرت نے  
اُسے نکاح  
کیا اور  
آزاد دی  
اُنکی  
انعام ہوا  
بعد اس  
کے مسلمانوں  
نے تجویز  
کیا کہ  
حضرت  
صلعم کی  
بی بی  
سکتر بیون  
کو بندہ  
کرنا  
مناسب  
نہیں ہے  
اس واسطے  
زیادہ  
سو عورتوں  
سے آزاد  
کردین  
اس غزوہ  
میں انھیں  
من مدینہ  
سے غنیمت  
رہی ہو  
اور مال  
غنیمت سے  
حکم حضرت  
خمس نکالا  
گیا اور باقی  
لشکر میں  
تقسیم کیا  
گیا اور اسی  
سال میں  
حضرت  
صلعم نے  
زینب بنت  
جحش سے  
کہ حضرت  
کی بھوپھی  
کی بیٹی  
تھیں اور  
زید ابن  
حارثہ کے  
نکاح میں  
تھیں بعد  
طلاق و  
انفصاف  
غرت کے  
حکم مالک  
حقیقی  
نکاح کیا  
اور اسی  
سفر میں  
مابین  
سنان بن  
جویہ و  
حجاج بن  
یوسف  
غسانی کے  
جو عمر بن  
خطاب کا  
بوجہ دار  
تھا نزاع  
واقع ہوئی  
کہ سنان  
اور حجاج  
نے اپنا  
اپنا دھول  
کُسن میں  
ڈالا اور  
دونوں  
کُسل ایک  
سے تھکاتھا  
ایک نے  
دھول گر  
پڑا اور  
دوسرے نے  
اُٹھ کر  
باؤنی  
الحقیقت  
سنان کا  
تھا حجاج  
نے کہا  
میری  
دونوں  
جھکڑا  
یا شاٹک  
کی حجاج  
نے سنان  
کو ایک  
جھنڈ  
مارا انھوں  
نے نکلا  
سنان  
پکارا  
بالانصار  
بالانصار  
اور حجاج  
چلایا  
بالکنا  
بالکنا  
للقرشیں  
ہر ماہجر  
و انصار  
کے لوگ  
تیار ہو  
کر دوڑتے  
ہوئے  
کہ فساد  
برپا ہو  
کر مابرون  
سے بعضی  
شخص  
خاص نے  
سنان کو  
سمجھایا  
سنان نے  
دو گز کی  
عبد اللہ  
بن ابی  
سلول  
منافق  
بھی اپنے  
بار و  
سمیت

وہاں بیٹھا تھا اور یزید بن زکریا بھی باوجود تھے سو عبد اللہ بن ابی سلول بڑے غصہ سے چلا کر بولا کہ یہ مہاجر تو ہجاری جان کے لیے  
 بڑے صاحب قسمت بن بیٹھے اگر میں ابکی بار دینہ میں جاؤں گا تو وہ جو غزیری اسکو جو خوار ہمدینہ سے نکالے گا یعنی مجھ کو نکال دے گا  
 پھر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ یہ بلا تو تھنے آپ اپنے سپر ملی ہو کہ مسلم الزون کو دینہ میں رہنے دیا یزید بن زکریا نے سب مدامہ حضرت مسلم  
 بیان کیا اسوقت حضرت کے حضور میں سب صحابہ کبار حاضر تھے حضرت نے اس خیال سے کہ شاید کوئی اصحاب میں سے ناراض ہو کر  
 انتقام ہو جائے فرمایا کہ ایزید شاید تو اس سے خفا ہو کہ ایسی بات تو اسکی نسبت استہازی زید نے عرض کی کہ میں نے اسکی زبان سے سنا ہی  
 حضرت نے فرمایا شاید تیرا گھٹنے کا نہیں مانا حضرت خاموش ہو رہا سید ابن حصیہ نے جب سنا کہ عبد اللہ بن ابی سلول منافق ہے  
 بے ادبی کہ وہ رسول کے پاس آئے اور کہا یا حضرت یہ جو عبد اللہ ہے کہ یہ وہ جو غزیری اسکو جو خوار ہمدینہ سے نکالے گا سو آپ سرزد کر رہے ہیں اور  
 وہ ذلیل خوار ہے آپ اسکو دینہ سے نکال بھیجی حضرت نے جواب نہ فرمایا اور ابن ابی سلول کے بعض بتوں نے کہا کہ ای ابن ابی سلول بخت تجھ پر غضب  
 پڑا جو تو نے پیغمبر خدا کے حق میں ایسی بے ادبی کی اگر یہ بات سچ نہیں ہے تو انکی خدمت میں جا کر درخواست کر ابن ابی سلول نے کہا وہ دینہ میں نے ایسی  
 بات نہیں کی اور حضرت کی خدمت میں اگر جو بھی قسم کھائی کہ یا حضرت زید ابن زکریا نے اب سے غلط بات کہی ہیں کہ مجھ کو ایسا سخن نہیں  
 کہا بعضوں نے دین میں آیا کہ زید کے طوطیہ باندھا تھا ابن ابی سلول چاہی کہ زید کے بعض اقربا نے ملامت کی زید بیچارے سخت غمناک ہوئے  
 ایک دن مضطرب و غمگین گھوڑے پر سوار میدان میں نکلے ناگاہ حضرت سرور عالم اچھے آگے زید کہتے ہیں کہ حضرت نے بعلم نبوت میری  
 رنجیدگی دریافت فرمائی اور میرا کان پکڑ کر مڑا اور فرمایا غمگین مت ہو اللہ صاحب تیرے قول کی تصدیق اور منافق کے قول کی  
 تکذیب فرماتے ہیں اور سورہ منافقون مجھے سنائی تب میری تسکین ہوئی عبد اللہ بن ابی سلول کا بیٹا تھا عبد اللہ نام وہ بڑا مسلمان صادق بود تھا  
 اُسے حضرت سرور کائنات سے عرض کیا کہ اگر آپ میرے باپ منافق کا قتل چاہتے ہیں تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے ہاتھ سے اُسے مار  
 حضرت نے فرمایا ابو عبد اللہ میں تیرے باپ کا قتل ہوا نہیں چاہتا اس خیال سے درگزر جب تک کہ ہم میں ہر دم اس کے ساتھ نہ کی کہ نہ گھبرا  
 مدینہ کو مراجعت کی تو وادی عقیق میں سربراہ کھڑے ہو کر ہر ایک حواری کا قصص شروع کیا حتیٰ کہ اسکا باپ عبد اللہ بھی نکلا تو اُسے خدا  
 کی مٹا کر پکڑے بیٹھا یا اور اونٹ کے زانو پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا ابن ابی سلول نے کہا کیا ارادہ ہے عبد اللہ نے کہا میں تجھے ہرگز چھوڑوں گا کہ تو دینہ  
 میں جانے پائے جب تک رسول اللہ کی اجازت نہ ہو اور تو یہ اقرار کر لے کہ میں خلیل ہوں اور رسول اللہ غزیری ترین جو شخص نہ دونوں باپ بیٹوں  
 کی بات سننا تھا تعجب کرتا تھا یہاں تک کہ حضرت مسلم کو یہ خبر پہنچی آپ شریف لائے اہل مجلس سے کہا کیا ہو رہا ہے لوگوں نے حال بیان کیا حضرت  
 انکے پاس شریف لیکے دیکھا تو فی الحقیقت بیٹا باپ کا اونٹ پکڑے کہہ رہا ہے اور باپ سے کہہ رہا ہے لا نا اول من الصبیان لا نا اول من الصبیان حضرت  
 نے عبد اللہ سے کہا کہ میں بارہ اہل راہ چھوڑ دے عبد اللہ نے حضرت کے فرمانے سے چھوڑ دیا پھر عرض ہوا ایک دن عبادہ ابن الصامت نے عبد اللہ  
 ابن ابی سلول سے کہا کہ تو رسول اللہ کے پاس جا کر تیرے لیے آمزش کریں میں نے محمد بھی لیا تھا وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ دور تھے کہ کتب بھی  
 لانا ہی ہو اور وہ منافقوں میں یہ بات آئی تو اذ قبل لعم تقابلت غم رسول اللہ وادارہ قسم وایتم صیون ہم سب کو اپنی جیب بٹے گئے  
 اؤ صاف کروا دے مگر رسول اللہ کائنات کے میں اپنے سرور تو دیکھنے کو نہیں اور غور کرتا ہوں بہر قبل اس کے کہ عبادہ بن صامت یا احوال





پہر آئی دیکھا تو شکر کا کوچ ہو گیا و چار دین دین بیٹھ گئی اس خیال سے کہ آخر جب میرا حال معلوم ہو گا تب ضرور میرے لینے کو آدمی آؤں گے۔  
ابن حنبل شکر کے پیچھے راکر آتا تھا کہ بارے مانرے کو ساتھ لادے اسنے مجھ کو ستے دیکھا تو سچا نا کیونکہ پردہ پوشی سے پہلے مجھ کو دیکھا تھا اسنے  
افسوس منہ تعجب کیا اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا یہ تو غیر کی بی بی جو اور اسکی کوئی بات سوائے استرجاع کے میں نے نہیں سنی اسنے  
اپنا اونٹ جھلا یا دین سپور ہوئی سو وہ اونٹ کی کلیل کیلے کہ وہ انہو اطہر کے وقت لشکر میں ہو سچی تھمت کرنے والوں نے مجھ پر تھمت پڑھی  
اور بانی بانی اس تھمت کا بعد الدین ابی سلول ہو امین مدینہ میں گریجا ہو گئی اور ایک مہینہ کا بل جیاری رہی اور مجھ کو اس تھمت کی خبر نہ تھی بلکہ انہو تھمت  
کہ بصرہ میری جیاری میں حضرت مہربانی کرتے تھے اس مرتبہ ایسی مہربانی نہ تھی گھر میں آئے صرف اتنا پوچھئے کہ اس عورت کا حال کیا ہے اس وقت تک کہ  
پانچ دن تھے میں شہر کے باہر سطح کی پانچ سائے کاغذ روگئی اسکا سپر چادر میں دلچا وہ گر پڑی اسنے اپنی بیٹی کو بد دعا دی میں نے کہا تو اسکو کیوں بد  
دی ہو وہ تو بدری صحابی ہے تب اسنے مجھ کو اس تھمت کی خبر کی کہ سطح بھی تھمت کر نیوالوں میں شریک ہونے سے میری جیاری دنی ہو گئی میں حضرت  
اجازت لیکر اپنے مان باب کے گھر آئی کہ اس خبر کو تحقیق کروں میں نے اپنے مان سے کہا اہو مان کیا بات ہو چکا لوگوں میں جیاری میری مان لگا  
یٹی تو مت گویا جو عورت اپنے خاوند کی بیاری ہو تی ہو اسکو اکثر لوگ حمد سے تھمت لگاتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ میرے حق میں ہلکی لکھو گرتے ہیں  
اس رات میں تمام شب نہیں سوئی میرے آنسو جاری رہے پھر حضرت نے علی رضی ابن ابیطالب وراسا مہ بن زید کو بلایا اور میرے  
چھوٹے میں مشورہ پوچھا اسنے کہ اس عرصہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کا آنا اور وحی کا اترنا بالکل موقوف ہو گیا تھا سو اسامہ نے میری ہاکرانی  
بیان کی اور کہا یا رسول اللہ وہ آپ کی بی بی ہیں مجھ کو تو سوائے ہاکی اور تبری کے کچھ خیال میں نہیں آتا اور علی نے کہا کہ خدا نے حضرت پر کچھ تنگی نہیں  
کی ہو انکے سوائے اور بت کوڑ میں مگر میرے کہنے سے آپ دریافت کریں جو سچ سچ بتلاوے گی حضرت نے اسے بلایا اور فرمایا کہ اے میرے  
تو نے مجھ کو عائشہ سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اسکی ہاکرانی میں شب بڑے اسنے کہا یا رسول اللہ قسم اس خدا کی جس نے تجھ کو  
یہ غیر کہا ہے میں نے کبھی اسکی ہاکرانی میں فرق نہیں پایا یا مان تھی بات البتہ ہو کر عائشہ میں ہو کر ہی خمیر کہا جاتی ہو اور وہ سو یا کرتی ہو یعنی کم عمری سے  
گھر کا بند و بست نہیں کرتی غنیہ ظاہر کلام حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دلالت اس بات پر کرتا ہو کہ علی رضی اسے ناراض ہوئیں اور یہ گمان  
ہو کہ علی کو مجھ پر سو عقیدت ہو حالانکہ حضرت علی کو بجز حسن عقیدت و کمال صداقت و اصلاح کی طرح کا سو وطن نہ تھا بلکہ ثابت و مقرر ہو چکا تھا  
ولایت مآب نے بقضاء دیانت و ایمان بالغ وجہ طہارت ذیل صدیقہ پر گواہی دی ہو چنانچہ کریمہ دلولہ اسوۃ قلم مایکون لانا ان تکمل  
بمذاہجہ تک ہذا بہتان عظیم یعنی اور کیوں نہ جب جسے سنا تھا اسکو کہنا ہوتا ہو کہ کہیں لائق کہ منہ پر لاوین یہ بات اللہ تو پاک ہو یہ بڑا  
بہتان ہو اس بات کی خبر دیتی ہو اور علی رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ سوائے طہات کی محبت علیہ بن نہیں رہ سکتی لیکن جب انھوں نے دیکھا  
کہ رسالت مآب صلعم کو نہایت اضطراب ہو تو چا نا کہ بوجہ اس تکلیف خاطر کریں اور خلاصہ یہ کہ ولایت مآب نے کلام کرنے میں جانب سول  
کو ترجیح دی اور اس کی ضمن میں حضرت صدیقہ کی ہم کو سہل انجام کیا اور کہا یا رسول اللہ حقیقت اس معاملہ کی جانب خدا ہو آپ پر شک و شبہ  
ہو جائیگی اور اگر سلطان خاطر عاظر اس طرف ہو کہ عائشہ سے مفارقت واقع ہو تو چننے صدیقہ آپ سے جدا والدین کے گھر بن جب اہل منکر  
ہو جائے تو وہ اتنا زحمت علی بن آدم بخیر فراوین اور اگر یہ ارادہ ہو کہ اسکی حقیقت زبان خلوت سے تحقیق ہو جائے تو بریرہ نوڈی سے استفسار فرمائیے

وہ بخوبی حالات صدیقہ سے واقف ہو گئی کہ وہ شب و روز افواہ کی خدمت میں رہتی ہو اس کلام سے بھی حسن اتمام  
 علی مرتضیٰ کا معلوم ہوتا ہے کہ کیونکہ علی مرتضیٰ خوب جانتے تھے کہ بریرہ کے کلام سے حضرت صلح کو تکین ہوگی اور ایسا ہی  
 ظاہر بھی ہوا مگر حضرت صدیقہ اس زیادہ میں خود سال تحین اس قیست کو نہ پہنچیں اور اسی باعث سے انکو ملال ہوا ابھی  
 حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت صلح بعد دریافت حال بریرہ سے مسجد میں تشریف لیگئے اور میر پرچہ حکم یہ حد  
 فرمائی کہ اے مسلمان کے گروہ کون ایسا میرا ہم درہم جو دریافت کر کے بدلانے اس مرد سے جسکی باعث ایذا و تحلیف  
 میری گھڑالی بی بی کو پہنچی سو خدا کی قسم ہمیں جانا سینے اپنی بی بی کو کمر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جو  
 ہمیں جانا سینے کمر نیک وہ تو میری بی بی پاس کبھی نہ جاتا تھا میرے ساتھ کے سواے پس سعد بن معاذ نظر آؤ سنئے کیا  
 یا رسول اللہ میں بدل لینے کو تیار ہوں اگر تمہمت کرنا لاہا سے قوم سے ہو تو میں اسکی گردن ماروں اور اگر دوسرے قوم سے  
 یعنی خزرج سے ہو تو حبیب ارشاد ہو ویسا کریں تب سعد بن عبادہ سردار خزرج نے اپنی قوم کی سپہ سے کہا کہ اے ابن معاذ زیادہ گویا  
 کرتا ہے ہمارے قوم دالے پر تیرا کچھ مقدمہ زمین اور اپنی قوم کی تو بھی حمایت کر گیا پھر اسید بن حصیر سعد بن معاذ کے چہرے بھائی نے  
 کہا اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گویا کرتا ہے قسم خدا کی ہم تمہمت کرنا لے کو قتل کرینگے کیا تو منافق ہو جو منافقوں کی حمایت کرتا  
 الغرض قریب تھا کہ گشت خون ہو حضرت نے سب کو چپکا کیا صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں بیٹھی روٹی تھی کہ حضرت  
 تشریف لائے اور میرے نزدیک بیٹھے اور فرمانے لگے اے عائشہ تیرے حق میں ایسا ایسا نہ ہو اگر گناہ ہو تو قریب تر  
 خدا تیری پاکدامنی بیان کر گیا اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو بہ کر اس واسطے کہ جب بندہ نے توبہ کی تو خدا گناہ معاف کرتا ہے جب  
 حضرت صلح کلام تمام فرما چکے تو میرے آنسو ٹھم گئے میں نے اپنے باپ سے کہا کہ تم حضرت کی بات کا جواب دو وہ بولے میں  
 نہیں جانتا کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تم اسکا جواب دو انھوں نے بھی کچھ جواب نہ دیا تب میں نے  
 حضرت سے کہا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ اس بات کی خبر کیونہی ہوئی اور دل میں جگہی ہو ہو اگر میں یوں کون کہ اس عیب سے میں پاک  
 ہوں تو آپ کو یقین کا سیکو ہوگا اور اگر ناکردہ گناہ اقرار کروں تو حضرت سچ ہی جانیگے اب میرے حال کے مطابق بات  
 یوسف کے باپ کی ہر قصیدہ حمل علی الصنفون یعنی اب مبرہہ اچھا ہے اور اللہ کی مدد چاہیے تمہاری باتوں پر  
 بسبب غم کے حضرت یعقوب کا نام زبان پر نہ آیا اسلئے یوسف کا باپ کا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں اپنی حقیقت ایسی جانتی تھی  
 کہ میرے حق میں قرآن نازل ہوگا بلکہ یہ گمان تھا کہ میرے معاملے میں خواب کی طور پر حضرت کو اطلاع ہوگی لیکن  
 اللہ کی کریمی کہ آپ وہیں تشریف رکھتے تھے کہ وحی نازل ہوئی تو آپ نے ہنس کر فرمایا اے عائشہ خدا تعالیٰ نے تمہاری  
 پاک دامنی اور صفائی نازل فرمائی اور سورہ نور کی آیت میں ان الذین جاوا بالافک حصۃ منکم آخر کو عجب بڑھ سنائیں میں نے کمر لگی  
 بجالائی میرے باپ نے کہا اے عائشہ اوشہ حضرت کی تعظیم کو اس وقت میں غصہ میں تھی میں نے کہا میں نہ اٹھو گی اور نہ تو یوسف کو کی میں نے خبر  
 تو یوسف اور شکر کو فرمائی جس نے میرے حق میں قرآن نازل کیلئے جو قیامت تک بڑھا جائیگا فائدہ اس حدیث سے کہی فائدہ سلطانہ ہوسکتا ہے

کوئی بے گناہ ہون کو تحت لگتا ہی وہ آخر کو نصیحت ہو تا ہی اور پاک لوگوں کی پاکی زیادہ ثابت ہو جاتی ہی دوسرا یہ کہ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بد کہا آسنے مقرر حضرت کو رنج دیا اور منافقون میں سے ہو دہوا متیسرے یہ کہ علم غیب سواے خدا کے اور کسی کو نہیں کیونکہ ایک ماہ کامل حضرت کو تردد رہا لیکن بدوون خدا کے بتلائے حقیقت حال نہ کھلی چوٹھا یہ کہ جو کوئی شخص لغو ذبات اس برادرت منصوصہ قطعہ میں شک کرے وہ باجہا اہل اسلام کا فخر ہی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کی بی بی نے زنا نہیں کیا ہی پانچواں یہ کہ قمرہؓ والے کی اصل کتاب اور سنت سے ثابت ہو لی چھٹا یہ کہ جب کوئی شخص اپنا دھت ہو یا غریب کسی اہل فضل کی برائی کرے تو اسکو مکروہ جانے جس طرح مسطح کی والدہ نے کہا سا تو ان یہ کہ تفضیل اہل بدر کی اس حدیث سے بھی ثابت ہوتی ہی آٹھواں یہ کہ عورت کو اپنے والدین کے گھر جانا بلا اجازت خاوند کے نہ چاہیے تو ان یہ کہ استشہاد اور استفسار عورتوں سے امور عارضہ میں جائز ہی جس طرح حضرت نے بریرہ سے پوچھا کہ اس حدیث میں مذکور ہی اور دوسری حدیث میں استفسار کرنا زینب بنت جحش اور ام ایمن ماوراسامہ سے مذکور ہی انھوں نے بھی پاک دامن ہی حضرت عائشہ کی بیان کی ہی دسواں یہ کہ بد کہنا متعصب بالباطل کا جائز ہی جس طرح سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے فرمایا کیا تو منافق ہی جو منافقون کی طرف اری کر تا ہی گیارھواں یہ کہ حسن ادب وقت غضب کے کیون لازم ہی کہ مہربانی معمولی کم کر دے تاکہ دوسرا معلوم کرے کہ یہ شخص ہم سے ناراض ہی جیسا حضرت نے حضرت عائشہ سے کیا بارھواں یہ کہ جو امر جدید خلاف ہو تو آئین عقلا سے دریافت کرنا ضرور ہی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید اور علی مرتضیٰ اور عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان سے دریافت کیا سب لوگوں نے پاک دامن ہی حضرت صدیقہ کی طاہر کی فائدہ ایسے حالات کے واقع ہوئے میں معاملات انبیاء اور اولیائیں بہت حکمتیں ہوتی ہیں بعض شر و رنجاری میں قصہ آفک کی حکمتیں شمار کی ہیں از آنجہ یہ معاملہ سبب ہوا نزول تعریف حضرت عائشہ کا قرآن میں دوسرے جو مصیبت مسلمانوں پر ہوتی ہی وہ موجب ثواب اور رفع درجات ہوتی ہی تیسرے یہ کہ حال مومنین کا ایسے معاملات میں کھل جائے اور اللہ کے بیان سے واضح ہو جائے کہ مسلمانوں کی شان ایسے معاملات میں مقتضی اس بات کو ہی کہ امن سجا تک ہذا بہتان عظیم لیجئے پاک ہی تو یہ بڑا بہتان ہی اور گمان نیک رکھیں اور کہیں یہ بات ہمارے زبان پر لائے کی نہیں اور یہ بات کھلی کھلی جھوٹ ہی جو تھے یہ کہ ہمیشہ بگناہ کو ذریعہ تسلی ہو کہ جب جناب مطہرہؐ سی پاک دامن پر لوگوں نے نعت لگائی تو ہماری کیا حقیقت ہی پانچویں یہ کہ ایسا مصیبت زدہ باقتدا سے حضرت عائشہ صبر جمیل کرے اور اللہ سے مدد مانگے فائدہ اس نعت میں عبداللہ بن ابی بن سلول



بانی فساد تھا اور حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ کہ حضرت صدیق کے خالائی بہن کا بیٹا تھا اور حمزہؓ اُخت  
 زینب بنت جحش اور سکی شریک تھی اور بعضے زید بن رفاعہ کو بھی شریک مفسدہ کہتے ہیں انھیں لوگوں کو انتخاب  
 نے انہی انہی در سے حد قذف کے مارے بالبلکہ حب پاکدامنی ام المؤمنین میں قرآن نازل ہوا اور حضرت  
 صدیق اکبرؓ نے پڑھا تو صدیقہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اب مسطح کی خبر گیری نہ کرو لگا اسے صاحب  
 نے اسکی سفارش فرمائی کہ سورہ نور میں ارشاد ہوا اولایاتہ اولو الفضل مکمل والسعة ان یوتوا والی القبر  
 والساکنین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفووا ولیصفحوا الا تجون ان لیغفر اللہ لکم والہ غفور رحیم یعنی  
 قسم کھائی کہ بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس سے کہ دین رشتہ داروں کو اور محتاجوں کو  
 اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں جانتے  
 کہ اللہ حکم معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان جب یہ آیت نازل ہوئی تو صدیق نے قسم کھائی کہ  
 آپ مسطح کے تفقہ احوال میں قصور نہ کرو لگا اس مقام سے کیسی بڑی فضیلت صدیق اکبرؓ کی نکلی جبکہ اللہ نے  
 بڑائی والا فرمایا پھر جو کوئی انکی بڑائی نہ مانے وہ اللہ ہی سے جھگڑے کہ اُسے کیون فضیلت دی اور  
 اسی سال میں موضع مصلح میں وقت معاودت غزوہ مطلق سے پانی نہ ملا تب حکم یتیم نازل ہوا اور کیفیت  
 یون واقع ہوئی کہ اس سفر میں پھر گئے کا بار حضرت صدیقہ کا کم ہو گیا اور سکی تلاش میں توقف ہوا اتفاقاً قادیان  
 پانی نہ تھا اور وقت نماز آگیا تو اصحاب بلول ہوئے اور صدیق اکبرؓ سے شاکی ہوئے وہ حضرت صلعم کے  
 پاس آئے انتخاب صلعم اسوقت عائشہ کی گود میں استراحت فرماتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے  
 عائشہ کو طعنہ دیا اور ناراض ہو کر غصے میں ایک ہاتھ تیزہ وار تھمگاہ میں مارا لیکن عائشہ صدیقہ نے  
 بلحاظ بیداری رسول اللہؐ جنبش نہیں فرمائی پھر انتخاب از خود بیدار ہوئے اور یہ حال شکر جناب اتھی  
 میں متوجہ ہوئے فی الفور حضرت جبریلؑ کریمہؑ فانیؑ لم تجدوا اماؤا یتیموا اصعبا اطیباً لائے کہ حضرت صلعم نے  
 اصحاب کو اجازت یتیم فرمائی اور تمام آیت یہ ہو ان کنتم مرضی اور علی سفر او جارا احد منکم من الغائط والاسم  
 التناؤا فلم تجدوا اماؤا یتیموا اصعبا اطیباً فاسوا ابو جبریم وایدیکم منہ یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا آیا ہی کوئی شخص  
 تم میں جائے ضرور سے بالگا ہو جو رتوں سے پھر نہ پایا یا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر مل تو اس سے منہ  
 کو اور ہاتھوں کو دہان سے شرح وقایہ میں ہے کہ جو چیز زمین کی جنس سے ظاہر ہو او سپر یتیم درست ہے  
 جس طرح مٹی ریت پتھر سرسہ ہر مال اور جو چاندی اور سونا کھان میں کھلا ہوا ہو او سپر درست نہیں  
 اور جو کھلا نہ ہو مٹی میں ملا ہو درست ہے بالجلد بعد اس واقعہ کے اُسید ابن حصیر نے کہا کہ یہ قائمہ جلیقہ  
 برکات صدق حضرت صدیقہ سے امت کو حاصل ہوا ہے آخر نماز یتیم سے ادا کی گئی اور شکر کا

۱۴۹ تختہ در احوال  
 جناب سادت مآب علیہ السلام  
 تفہیم الادیان فی احوال  
 الانبیاء علیہم السلام

کو چ ہوا اور گلے کا بارشتر سواری حضرت صدیقہ کے نیچے مل گیا بخشی نہ رہے کہ یہ واقعہ دوسرا ہی اسکو واقعہ اول سے کچھ علاقہ نہیں تفصیل اسکی مولانا اسیل الدین محدث نے معالم الاسلام فی سیرۃ النبی علیہ السلام میں بخوبی فرمائی ہے من شار فلینظر الیہ لہ صاحب نے فرمایا کہ اگر بانی کا عذر ہو اور طہارت ضرور ہو تو زمین میں تیمم کر دیکھ کر اپنے منہ کو اور ہاتھ کو پانی کا عذر تین صورت سے بتایا اور طہارت کا ضرور ہونا دو صورت سے ایک عذر کی صورت یہ کہ مریض ہو یا پانی ضرر کرتا ہو دوسرے یہ کہ سفر درپیش ہو پانی پینے کو رکھا ہو دوسرے ایک پھر نہ لگا تیسرے یہ کہ پانی موجود ہی نہیں اس تیسری کے ساتھ دو صورتیں طہارت کے ضرورت کی فرمائیں ایک یہ کہ شخص جائے ضرورت سے آیا وضو کی حاجت ہو دوسرے یہ کہ عورت سے لگا غسل کی ضرورت ہو اور تیمم کی شرطیں بھی معلوم ہوئیں یعنی جب تم پانی پر قادر نہ ہو خواہ اس کے استعمال پر یا اس کے منونے سے یا اسکی دوری سے یا رسی اور ڈول کے گم ہونے سے یا اثر دھن در نہ سے دشمن کے خوف سے تو تیمم کرو اور یہ بھی آیت سے لگلا کہ تیمم نیت کرنا فرض ضرور ہے کیونکہ تیمم قصد کو کہتے ہیں یہ حکم بالاتفاق ہے اور صیغہ کہتے ہیں روئے زمین کو خواہ مٹی ہو خواہ اور کچھ اس سے امام صاحب مٹی در لیک و پتھر پر اگرچہ اس پر بخار ہو تیمم درست کہتے ہیں مگر شرط ہے کہ طہارت کامل ہو اسی پر ایک مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ جو زمین نجس ہو کہ جائے نماز اس پر پڑے پر تیمم نہ کرے اور تفرع کرنا تیمم کو پانی کے منونے پر دلیل ہے کہ پانی کی طہارت اصل ہے اور تیمم عوض ہے یہ بالاجماع ہے پر ہمارے نزدیک عوض مطلق ہے یعنی جس طرح پانی حدت کو زائل کرتا ہے ویسا ہی تیمم بھی لہذا جائز ہے کہ ایک تیمم سے کئی نمازین ادا کرے جب تک نہ ٹوٹے اور امام شافعی کے نزدیک عوض ضرور ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے نہ حدت حقیقت میں رہ جاتی ہے لہذا ہر فرض کے لیے تیمم واجب کہتے ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ تیمم حدت اصغر حدت اکبر و دنوں سے ہوتا ہے اور فقط منہ اور دنوں یا تھو کا ملنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبل تیمم پانی کا تلاش کرنا چاہیے اور پوچھا گیا کہ جو تھوڑا پانی غیر کافی وضو کو ملا تو استعمال کرنا واجب ہے کیونکہ واجد الماء ہے اور بدلیل اذا تم علی الصلوۃ کے قبل موت کے تیمم چاہیے پھر اسی سال کے سوال میں شخوہ خندق جبکہ غزوہ احزاب بھی بولتے ہیں واقع ہوا اس غزوہ کو موسیٰ ابن عقبہ نے سال چہارم ماہ شوال میں لکھا ہے اور ابن اسحق مطبوعی نے سال پنجم میں لکھا ہے اور اکثر اہل سیرا کے موافق ہیں لیکن بخاری اور دہلی الدین عراقی کا میلان بقول اول ہے کہ ذاتی المواہب اور معالمہ اس فقہ کا یوں ہوا کہ حضرت سلم نے جب یہودی تھیر کو نکال دیا تو وہ لوگ متفرق ہوئے چنانچہ حمی ابن خطاب و سلام ابن الحقیق اور کثرت ابن کثیر ابن ابی الحقیق اور ہذہ ابن قیس ابو اعشاری اہل خیبر میں گئے اور بعد توقف چند روزہ

میں آدمی ہم آہ لیکر کہیں آئے ابوسفیان نے کھاتھا را کیا ارادہ ہی ہوئے ہلوگ عداوت محمدؐ پر محمدؐ پر بیان کرتے ہیں ابوسفیان نے بہت خاطر کی اور پچاس آدمیوں سے بیت الدین جا کر ہم قسم ہوا اور یہ قرار دیا کہ اگر ایک بھی زندہ رہے لڑائی سے منہ نہ موڑے جب قریش سے اطمینان ہوا تو قبیلہ غطفان میں گئے اور طمع دی کہ ایک سال کے ختمے خیر ہی ٹکڑے ہو جائیں گے اگر شریک ہو عیینہ ابن حصین فراتری غطفان نے قبول کیا اور اپنی ہم عددوں کو خطوط لکھے چنانکہ نبی اسد و فرارہ و مردہ و اشجی سب شریک ہو گئے اور سرداری قریش کی ابوسفیان پر قرار پائی اور افسر ہی غطفان عیینہ ابن حصین پر اور متری بنی فزارہ خدیفہ بن بدر پر اور ریاست بنی مرہ حارث بن عوف بن ابی حارثہ ثعلبی پر اور آثار بنی اشجی شعر بن ریحہ بن نویرہ بن ظریف پر قرار پائی معاکم التزیل میں ہو کہ جب یہود سے قریش کے لوگ ملے تو پوچھا اے یہود تم لوگ اہل کتاب ہو ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ دین محمدؐ اچھا ہے یا دین ہمارا وہ بولے تمہارا دین حق ہے اور تم حق پر ہو انہیں ملا عنہ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی

اَمْ تَرٰى اِذْ اٰتٰىنَا اٰلَکَکْبَابِ یٰۤاٰمَنُوْنَ بِالْحَبِیَّتِ وَالطَّاعُوْتَ وَاَقِیْوْا لَیْلِ الدِّیْنِ کَفْرًا وَاَهْلَاۤا اَهْلٰی مِنْ اٰیٰتِنَا سَبِیْلًا لِّیْنِے تَوَسَّلْ نَہْ دِکْہَا خَبْکُوْا لَہِیْ کَیْچَہْ حَصَہْ کَنَابْ کَا نَا تَہْ ہِنْ بَتُوْنَ اَوْ شَیْطَانْ کُوْ اَوْ رَکْہَہْ ہِنْ کَاوْہْ کُوْیَہْ زَیَادَہْ پَا تَہْ ہِنْ سَلَامُوْنَ سَہْ رَاہْ اَلْقَصَہْ بَعْدَ قَوْلِ قَرَارِہْ اَبُو سَیْفَانَ چار ہزار آدمی لیکے نکلا اور علم عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو دیکر تہڑا اونٹ اور نو سو گھوڑے ساتھ لیے اور چلا جب قرآنظران میں آیا تو قبائل اسلم و اشجی و بنو مرہ و بنو کنانہ و بنو فرارہ و غطفان بھی مل گئے کہ جلد نسل ہزار کفار ہو گئے آخر یہ خبر حضرت مسلم کو ہوئی تو آنحضرتؐ نے مہاجرین و انصاریوں سے شوریٰ فرمایا سلمان فاسی نے التماس کیا کہ یا نبی اللہ ہمارے ملا دین ایسے موقع پر خندق کھودتے ہیں چنانچہ تجوز سلمان حضرت کو پسند آیا فاما

یہ سلمان اکابر یہود داؤد داؤد یوسف ابن یعقوب علیہ السلام سے تھے عجمی میں ابو عبد اللہ کبشت ہی حضرت مسلم نے یہودیوں سے مول لیکر آرا دیا تھا اور شرفاے اصحاب میں محد و دہوے اصل اونکی جو سیان فارس سے سختی قوم رام ہر فرسے کہ ابلق گھوڑوں کو پوسختے ہیں اور بقولہ اصغیان سے ہیں اور سلمان غلب دین میں اول نہایت سرگردان ہوئے کہ نصرانی ہوئے اور توریت پڑھی پھر عرب نے اونکو گرفتار کیا اور یہود کے ہاتھ بیچا بعد اسکے کسی اور نے خرید کیا پھر کسی اور نے لیا اسے طرہ دسل حکم لکے تھے کہ باشارہ راہب عمورتہ حضرت علیؑ علیہ السلام کے پاس مدینہ میں آکر اسلام لائے اصل یہ ہو کہ علماء یہود و نصاریٰ سے خبر بعثت حضرت علیؑ علیہ السلام اور ہجرت مدینہ سنکر مدینہ میں آ رہے تھے اُن دنوں جب حضرت مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو ایک یہود کے غلام تھی حضورؐ



میں حاضر ہوئے اور کچھ خیر پیش کی اور کہا کہ صدقہ ہو آپ نے فرمایا کہ میں صدقہ نہیں کہا تا کچھ حرام نہ ہو  
 پھر دوسرے دن آئے اور کچھ لائے اور کہا کہ یہ میری ہے آپ نے لیلیا اور ایک دن پشت پر جلے ہر  
 نبوت دیکھی اور فوراً مسلمان ہو گئے کیونکہ یہ علامات نبی آخر الزمان کی سنی تھی آپ نے حضرت سلمان  
 کو کہ اپنی آزادی کی فکر کرو انھوں نے مالک سے اپنی آزادی کو بہ کثابت کہا اور سنی چالیس اوقیہ دیا  
 کہ ایک سو پانچ تولہ ہوتا ہے اور وزن عروض ہندوستان سے ڈیڑھ سیر ہوتا ہے بدل کتابت قرار دیا اور  
 یہ شرط کی کہ تین سو درخت خرمن کے لگا دیں جب وہ تیار ہوں تب آزاد ہوں آنجناب نے اپنے ہاتھ  
 سے درخت لگائے کہ اسی سال بار آور ہوے ایک درخت حضرت عمرؓ نے لگایا تھا وہ نہ پھلا حضرت نے اٹھا  
 کر پھر لگایا وہ بھی پھلا اور بقدر ایک بیضہ کے سونا لوٹ میں آیا تھا وہ سلمان کو دیا سلمان نے کہا کہ چالیس  
 اوقیہ منوگا حضرت نے دعاے برکت فرمائی تو وزن میں پورا ہوا وہ یہود کو دیکر آزاد ہوے اور حضرت ابن  
 ربیعہؓ لگے قال البغوی ہذا اول شہید ہمد سلمان الفارسی مع رسول اللہؐ وہو یومئذ عمر شریف انکی  
 بروایت تین سو برس کی دہرہ واسطے ازبانی سو برس کی ہوئی اور بعض کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ سے بھی  
 ملاقات ہوئی والد اعلم اور آخر عمر میں مقصد کو پہنچے اپنے ہاتھ کے کسب سے قوت کرتے تھے اور  
 جو کچھ ملتا تھا اسے صدقہ کر دیتے تھے فضائل و مناقب ان کے احادیث میں بہت ہیں چنانچہ مدارج میں بعض  
 فضائل مذکور ہیں بیست و تین ہجری میں بمقام مدائن وفات پائی القعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 عبداللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کیا اور لوگوں کو مہاجرین زیدیہ ابن حارثہ اور لوگوں کو انصار سعد ابن عبادہ کو عتقا  
 فرما کر بیرون مدینہ منعت فرمایا ہوئے اور عبداللہ ابن عمرؓ زید ابن ثابتؓ و ابوسعید خدریؓ و برادر ابن عارب  
 کہ سب انوجوان پندارہ پندرہ برس کے ہونگے ساتھ رکھا اور کم عمری کو واپس فرمایا کہ جمیع لشکر تین  
 ہزار کا تھا اور چھتیس گھوڑے تھے بعد اسکے بنی قریظہ سے کہ ہم عہد تھے پھاؤڑے و کدال و کوکرے  
 بعبارت ایک ہزار خندق میں مشغول ہوئے چنانچہ بعضے جانب شرقی مدینہ میں کھودنے لگے اور بعضے  
 جانب شامی میں اور دوطرفین جو بسبب استحکام عمارت کے لائق حضرت تین اذکو چھوڑ دیا اور اٹھا  
 اٹھا رہ نصر میں دہل دہل گز خندق کا کھودنا قرار پایا اور لشکر پھاڑ کے نیچے آڑا لیٹے کہ وہ سب کتبہ پشت  
 رہا اور خندق پیش رو اور جس وقت حضرت صلعم نے یہ تقسیم مابین مہاجرین و انصار فرمائی تو سلمان فارسی  
 میں نزاع واقع ہوئی مہاجرین کہتے کہ سلمان ہمارے ساتھ ہیں اور انصار کہتے ہمارے ساتھ ہیں حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھ کر فرمایا سلمان مٹا ہاں البیت چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ  
 پانچ گز طول و عرض میں ہر روز خندق کھودتے تھے ایک روز تیس ابن معصود کی نظر لگی تو سلمان ہر روز

احوال

ہو کے گر پڑے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا فرمایا کہ قیس وضو کرے اور پانی لیکر ایک طرف میں جمع کر دے اور اسی پانی سے سنان کو نہلاؤ اور طرف آب او نہا پشت سلیمان پر ڈال دو چنانچہ یاروں نے ایسا ہی کیا تو سنان کو صحت ہوئی فائدہ حضرت استاد الاستاذ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہی اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دھلا دے تو دھود لینے اگر دفعہ نظر کے واسطے کوئی ہتھتے درخواست کرے منہ وغیرہ دھو دیجئے تو دھود نیا چاہیے کہ شاید تمہارے ہی نظر لگ گئی ہو اسکا بڑا ماننا عجب ہے اور قول جمیل میں ہے کہ جب نظر لگانا اور نظر کا لگانا الٹا ثابت ہو جائے تو اسکی منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر اور اسکی شرم گاہ کے دھونے کو کہ ایک برتن میں اور اس پانی کو چھڑکے جب نظر لگی ہو تو اسی دم اچھا ہو جائے امام مالک نے موطا میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگانے والے کو اسی طرح کے مانند کا حکم کیا ہے یعنی شرم گاہ وغیرہ دھونے کا اور روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا اسکی ٹھٹھ سی بین کا لائیکا لگا دو تاکہ نظر نہ لگے شفاء العیال میں ہے کہ اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو لڑکوں کے کا لائیکا لگاتے ہیں بے اصل بات نہیں ہے واللہ اعلم میں کہتا ہوں کہ کا لائیکا لگانا لڑکوں کے واسطے دفعہ نظر کے ترندی میں موجود ہے اور ایک عمل مجرب دفعہ نظر کا یہ ہے کہ ایک تاگاتین ہاتھ ناپے اور اس کے پاس رکھے جو نظر زدہ کو رکھتا ہو پھر یہ غرمت پڑے اس نظر زدہ پر پھر اسی تاگی کو دوسرے مرتبہ ناپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ ہو جائے یا کم تو معلوم کرے کہ نظر لگی ہے اور اسی عمل کو تین مرتبہ کرے نظر دفع ہو جائیگی اور طریقہ غرمت یہ ہے بسم اللہ ولا قوۃ الا باللہ بار پھر سورہ فاتحہ تیسرے بار پڑھ کر کہے غرمت علیک ایہا العین الی فی فلان بن فلانۃ او فلانۃ بنت فلانۃ بغير عا و بنور غلطیہ وجہ اللہ باجرى بہ العلم من عند اللہ الی خیر خلق اللہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غرمت علیک ایہا العین الی فی فلان بن فلانۃ بحق اشہ ایسا براہیا اذ و نیا صباث ال شدای عز علیک ایہا العین الی من فلان بن فلانۃ بحق شہت بہت انتہت یا قضا ع النجا بالذی لا یقری علیہ ارض ولا سما و اخرجی بانفس السور من فلان بن فلانۃ لکما اخرج یوسف من المصیق وجعل لموسی فی البحر قیاد الا فانت برئی من اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ برئی منک اخرجی بانفس السور من فلان بن فلانۃ بالف الف فل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد اخرجی بانفس السور بالف الف لاول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و نزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمة للمؤمنین و انزلنا نذر القرآن علی بن

کہ اتنیہ خاشعاً معہد عامن خشیتہ اللہنا لہ خیر حافظا و ہوا رحمہم الراحمین حسنا و لنعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ  
 العلی العظیم و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ وسلم کتاب الحروف نے اسے بار بار بتوہ کیا یہ حدیث  
 صحیح میں وارد ہے کہ اصحاب رسول اللہ صبح کے وقت حالت سردی و کمر سنگی میں خندق کھودتے تھے  
 چنانچہ رسول اللہ نے اونکا حال معائنہ فرما کر فرمایا اللہم العیش عیش الاخرۃ فاغفر الانصار و المهاجرۃ  
 نے جواب دیا نحن الذین یا یوہا محمد اعلی الجہاد ما بقینا ابدار واد النجاری عن النس رضی اللہ عنہ اور عمر و ابن حوف  
 سے روایت ہے کہ ہم اور سلمان و خذیفہ و لغمان اور حنیفہ نفر اور چالیس گز خندق کھودتے ہیں شریک  
 تھے کہ دفعۃً ایک پتھر ایسا سخت نکلا کہ بھاؤڑے و کد ایان ٹوٹنے لگیں تب ہم نے سلمان سے کہا کہ  
 تم حضرت سے کہو اوسنے عرض کیا کہ آنجناب تشریف لائے اور کدال یا تھمہ میں لیکے اوس پتھر کو توڑا  
 تو ایسی روشنی ہوئی کہ مدینہ میں پھیل گئی گویا چراغ تھا اندھیرے میں اور حضرت نے تکبیر کہی اور  
 مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی پھر تیرے ضربہ میں بھی ایسا ہی ہوا بعد اُسکے حضرت نے سلمان کا یا تھمہ پکڑا  
 اور تشریف لیچا سلمان نے کہا یا نبی اللہ بابی انت داعی میں نے عجیب معاملہ دیکھا کہ ہرگز نہ دیکھا تھا  
 حضرت نے ہورون سے فرمایا تمہیں بھی دیکھا ہے کہ یا رسول اللہ نعم فرمایا اول جبک میں قصور جبرہ  
 و مدائن کسری نظر پڑے جبریل نے کہا تمہاری امت کو یلنگے دوسری بار قصور ارض روم نظر پڑے  
 جبریل نے کہا یہ بھی یلنگے تیسری بار میں قصور بن دیکھ پڑے جبریل نے کہا یہ بھی امت تمہاری  
 یا ویکلی سو تم خوش ہو مسلمانوں نے کہا الحمد للہ موعود صدق و وعدنا النضر بعد الحصر یہ سنکر منافقون  
 نے کہا کیا خوب شرب سے قصور جبرہ نظر آئے اور تم خندق کھودتے ہو دیکھ میں کس طرح فتح کرو گے یہ  
 تو محمد کی دم بازی ہے عرض یہ تھی کہ محمد صلعم کہتے ہیں کہ دین اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلے گا  
 دیکھ میں کیسے پھیلتا ہے یہاں رفع ضرورت کو بھی نکل نہیں سکتی ہو انہیں کے حق میں سورۃ احزاب میں  
 فرماتے ہیں واذ بقول المنافقون و الذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ و رسولہ الا غروراً یعنی جب گھنٹے لگے  
 منافق اور جنگی دلوں میں روگ ہو جو وعدہ دیا تھا مگر اللہ و رسول نے سب فریب تھا فائدہ قطعاً اس پیشین گوئی  
 کا بخوبی ہوا یعنی ملک بین تو آپ کی حیات میں مقبضے میں آگیا مگر بسبب ارتداد و مرتدین و دعوی نبوت ہر  
 عیسیٰ کذاب اور عین خلل ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکر کے عہد میں دفع ہوا اور ملک شام و فارس میں فساد  
 و خلیفہ اول میں شروع ہو گیا تھا اور کچھ اہل اسلام کے قبضہ میں آگیا تھا حضرت عمر ابن خطاب  
 رضی اللہ عنہ کے خلافت میں تمام ملک بین و شام و فارس قبضہ اسلام میں آیا اور علامہ نقوی کے قول  
 پر کہ یہی قلیل اللہ الخ اس قصہ میں الی آخر الا یہ سورۃ آل عمران میں نازل ہوئی ہے لیکن لو کہہ با اللہ



مالک سلطنت کے تو سلطنت دے جسکو چاہے اور سلطنت چھین لے جسکو چاہے اور عزت دے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ہاتھ پر سب خوبی ہو بیشک تو ہر چیز پر قادر ہو تو نے آٹھ رات کو دن میں اور تو نے آٹھ دن کو رات میں اور تو نگالے جتنا مردے سے اور تو نگالے مردہ جتنے سے اور تو رزق دے جسکو چاہے بے شمار فائدہ مسلمانوں کو اس میں تنبیہ کی گئی ہو کہ ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں کہیں نہ کیجیو کہ یہ بہت بد بات ہو سو دھی بھی چانتے تھے کہ جو اول ہم میں بزرگی تھی وہ ہمیشہ رہیگی اور منافق نامعلوم ظاہر حال دیکھ کر بولے تھے کہ بغیر کی امت کو کہاں سے ایسا زور ہو جائیگا جو روم و شام فتح کرینگے اور دین انکا مشرق سے مغرب تک کس طرح پھیلے گا اور اللہ کی قدرت سے غافل تھے یہ نہیں سمجھتے کہ وہ قادر ہو جسکو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دے اور جسکو چاہے چھین لے اور ذلیل کرے اور چاہے جاہلون سے کامل پیدا کرے اور کاملون سے جاہل اور جسکو دیا چاہے رزق بے حساب دے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشک مدائن کی صفت بیان فرمائی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کھا دا اللہ بھی صفت ہو صدقت یا رسول اللہ پھر فرمایا کہ بیان تک میری امت کا عمل ہوگا اور خزان کسٹھا اور قیصر راہ خدا میں صرف کرینگے سلمان فرماتے ہیں کہ دا اللہ میں نے سب کا ٹھہور پایا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا انقصہ مسلمانوں نے چھ روز میں انحدق کھودنے سے فراغت حاصل کی اور اہل و عیال حصاروں میں در آئے تب کفار و کونسا ر قتلش مع اپنے توابع کے جانب اُحد اگر اترے اور لشکر طغریکیر اسلام جانب سلع اور دونوں کے بیچ میں خندق جائے تھی بعد اوسکے ابوسفیان نے جی ابن ابخطب سے دار بنی نصیر کو کعب ابن اسد افسر ہود بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور بنی قریظہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد پیمان ہو گیا تھا کہ جب تک تم نقص عہد نہ کرو گے ہم تم سے کچھ تعرض نہ کرینگے سو نقص عہد کرانیکے ارادے پر جی ابن ابخطب کعب کے پاس گیا دروازہ قلعہ کا بند پایا اس دشمن حق نے پکارا دربان نے کعب کو اطلاع کی اُس نے کہا کہ یہ شوم ہوا الفضول بنابر نقص عہد رسول مقبول آیا ہوگا کچھ جواب دینا ضرور نہیں ہی جب جواب نہ ملا تو اُس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ اے کعب میں جی ابن ابخطب ہوں دروازہ کھولو اُسے کعب نے جواب دیا کہ تو نے بنی نصیر کو ہلاک کیا اب چاہتا ہو کہ اپنی شامت ہم پر ڈالے ہم تو کہیں محمد سے نقص عہد نہ کرینگے جی نے کہا اے کعب میں عزت دلائی لایا ہوں کہ سب اشراف قریش و کنانہ و غطفان حاضر ہوئے ہیں اور سب عہد پیمان کر چکے ہیں کعب تک استیصال محمد اور اصحاب محمد نہ کریں ہرگز نہ پھر بن کعب نے کہا کہ تو عزت شین لایا ہو بلکہ ذلت لایا ہو پلٹ جا مجھ کو کچھ جیت

تجھے نہیں ہی اور تیرے قول پر ہرگز عمل نہ کرو لگا جب ابن اخطب نے یہ حال سنا تو فریب سے کہنے لگا کہ تو نے بینا فت کی خوف سے دروازہ بند کر لیا ہو اے کعبہ تو نے بخل کب سے اختیار کیا تب تو کعب کو بڑا لگانا چار کعب نے دروازہ کھول دیا ابن اخطب نے جا کر ایسا باغ سبز دکھلایا کہ کعب ابن اسد فریب میں آگیا اور بولا کہ اگر محمد نہ مارے گئے اور قریش وغیرہ اپنے اپنے گھر چلے گئے تو ہم گرفتار ہو جائیں گے اوسنے کھاکہ اگر ایسا ہوگا تو میں تیرا شریک رہوں لگا تب تو کعب نے عہد نامہ رسول اللہ ﷺ طالب کر کے چاک کر ڈالا ابن اخطب ناظر جمع کر کے لشکر میں داخل ہوا اور قصہ نقص عہد نامہ بنی قریظہ بیان کیا اور کعب نے رئیس بنی قریظہ کو اطلاع کی زیریں باطا اور نیاش ابن قیس اور عقبہ ابن زید وغیرہ رئیسوں نے ملامت شدید کی بعد اُسکے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت نے زبیر کو نابار تفتیش حال بھیجا اسخون نے اکر عرض کیا کہ بیشک بنی قریظہ اپنے قطع صاف کرتے ہیں اور مولیشی جمع کرتے جاتے ہیں یہ حال سنکر حضرت نے سعد بن معاذ سردار اوس اور سعد بن عبادہ سید انجریج کو روانہ فرمایا کہ تم جا کر سمجھاؤ اور انکی ساتھ عہد اللہ ابن رواحہ اور خوات ابن جبیر کو بھی کر دیا اور بعض روایات میں اسد ابن حصیر کا بھی ہمراہ جانا ان حضرت کے ساتھ پایا جاتا ہو عرض ان لوگوں نے کعب ابن اسد سے ملاقات کر کے جو مراتب سمجھانے کے تھے ادا کئے ہر کچھ بھی اشر نہوانا چار سب اصحاب پلٹ آئے اور حضرت صلعم سے حال بیان کیا تو حضرت نے فرمایا احبنا اللہ ونعم الوکیل اور تمہیں کہی مسلمانوں نے متابعت کی پس خبر نقص عہد بنی قریظہ پہنچی ہوئی اور غار بان اسلام سوچ میں تھے کہ یکایک لشکر کفار لگوں سار نمودار ہوا یعنی بنی اسد و عطفان و قریظہ و یهود مدینے کے شرقتی طرف سے کہ اونچی ہے اور قریش دکنانہ طرف مغربی سے جو نیچی ہے آئے کہ انکی کثرت و شوکت باضلاات سے بعضوں کے تیور بد تھے اور دل دھڑکنے لگے مسلمانوں نے سمجھا کہ ابکی مرتبہ نہ بچینگے اور منافق کہنے لگی کہ محمد تو کہتے تھے کہ خزانے کسری و قیصر کے تصرف کر سینگے یہاں پیشاب اور جاس ضرور کو بھی نکلنا دشوار ہے اور اسی اثنا میں اوس ابن قسطلی کہ ایک شخص قوم بنی حارثہ کا تھامع اپنے قریبی کے کہنے لگا کہ سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے اب ہمارے رشتہ کا کمان ہو ہم تو جاتے ہیں اور بعض مسلمانوں نے یہ بہانہ کیا کہ ہمارا حملہ غالی ہے ہمارا اجازت ہو تو ہم جانیں کہ ہمارے گھر کھلے ہو پڑے ہیں حالانکہ یہ بات محض جھوٹ تھی کیونکہ جب حضرت صلعم لشکر کے ساتھ مدینے باہر تشریف لائے ہیں تب مضبوط جویلیون میں ناکے بند کر کے سب کے زبائے کر گئے تھے انہیں لوگوں کے حال سے اللہ صاحب سورہ انزاب میں خبر دیتے ہیں واذ قال

طاقت یا اہل غیربلا مقام کم فار جواولیتاذن فریق منہم البتہ لقیولون ان ہوتنا عورت و ما ہی عجوز  
ان یریدون الافرازا یعنی جب کہنے لگے ایک لوگ اونہیں سے اور شرب والو یعنی مدرسینے والو تمکو مٹکانا  
نہیں سو پھر صلہ اور رخصت مانگنے لگے ایک لوگ اونہیں بیٹی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں  
اور وہ کھلے نہیں پڑے غرض اور نہین مگر بھاگنا فائدہ اند صاحب نے اس حالت میں  
لوگوں کو خوب جانچ لیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو منافق اور مسلمان میں فرق بتلادیا فقہ  
جو لوگ خراب ہونے کو تھے چلی گئے اور جنکو اللہ نے ایمان کا فرہ دیا تھا رہ گئے اور کافروں نے خندق گھیر  
لی مگر در آمد میں تھکتے بنیں دن یا چوبیس یا ستائیس دن یا ایک مہینے علی اختلاف الاقوال گھیرے  
رہے کہ اہل اسلام پر ننگی ہوئی کان دنوں میں ایک روز نبی قمر لطمہ نے مدرسینے پر شیخوں مارنے کا ارادہ کیا اور  
قریش سے اعانت چاہی یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی تو حضرت نے سلمہ ابن اسلم کو دو سو آدمی  
سے اور زید ابن حارثہ کو تین سو آدمی سے بنا بر حراست مدینہ طیبہ روانہ فرمایا اور ایام محاصرے  
میں عباد ابن بشر حارس خمیر رسول قبول تھے اور اہل شرک بہ قصد خمیر مبارک آتے تھے اور اصحاب  
باصفاتیر و پتھر سے انکو دھکے دیتے تھے اور اس طرح سینہ سپر ہو جاتے کہ ہرگز خندق سے گزرنے نہ دیتے تھے  
اور ان دنوں میں کبھوں کبھوں خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض موانع خندق پر حراست  
کرتے تھے اور اس غرضہ میں شعار مہاجرین یا خیر اللہ اور شعار انصار ہم لانیضرون تھا حضرت ام سلمہ  
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تھے آدھی رات کے قوت  
ایک شور عظیم برپا ہوا اور کہنے والا کہتا تھا یا خیر اللہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف  
لائے اور پوچھا کیا شور ہے عباد ابن بشر نے کھایہ آواز عمر و ابن ود کی ہی آج شاید اوسکی نوبت ہی  
لندا حضرت صلعم نے عباد کو خبر لینے کو بھیجا وہ خبر لائے کہ عمر و ابن ود ایک جماعہ مشرکین کے ساتھ  
ایا ہی اور تیر و پتھر سے ٹر رہا ہے حضرت صلعم تلح ہوئے اور سوار ہو کر تشریف لیگئے اور خوش خوش  
در اپس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ نے شرک کفاروں کو فح کیا کہ زخمی ہو کر پلٹ گئے پھر حضرت  
صلعم سو رہے اور میں نے آواز تنفس سنی دفعۃً پھر شور ہوا کہ حضرت چھٹکے اور باہر گئے اور  
عباد ابن بشر کو بھیجا عباد نے لوٹ کے عرض کیا کہ اب فرار ابن خطاب باجماعہ مشرکین آیا ہے  
اور مسلمانوں سے لڑتا ہے چنانکہ حضرت صلعم مسلح ہو کر کافروں کی جانب پھر تشریف  
لیگئے اور کافروں کو مار کے ہٹائے اس مرتبہ جرح ہو گئی جب تشریف لائے تو فرمایا کہ بیعت  
کافر زخمی ہو کے بھاگے بالحد ببت تکلیف محاصرے کے حضرت صلعم نے یہ مصلحت دیکھی کہ ایک تہائی



اٹھارہ دینے کے غطفان اور فرارزہ کو غایت کرین تو شاید یہ لوگ لوٹ جائیں اور قریش اکیلے رہ جائیں لہذا ایک آدمی کی معرفت عیینہ ابن حصین فراری اور حارث ابن عوف غطفانی کو کھلا بھیجا آنھوں نے کہا کہ اگر نصف اٹھارہ دینہ غایت کرین تو ہم لوٹ جائیں حضرت صلعم نے قبول نہ کیا آخر نلتھ ہی پر راضی ہوئے اور کئی زنبیل اپنی لیکے آئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کے صلح نامہ لکھوایا اور ارادہ کیا کہ بعض اصحاب کی گواہی کرادیں اس عرصہ میں اسید ابن اسید گئے اور عیینہ ابن حصین اسینہ بیر بھالائے مجلس رسول میں بیٹھا تھا اسید رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے بیر سمیٹ لے واند اگر مجلس رسول اللہ کی حرمت نہوتی تو تیرے بیر کاٹ ہی ڈالتا اور حضرت سے ملتے ہوئے کہ یا رسول اللہ ایسی صلح کے واسطے اگر اللہ کا حکم یا آپ کی مرضی ہے تو ہم مطیع و فرمان بردار ہیں ورنہ واللہ سوائے شمشیر کے اور کچھ ہم انکو نہیں دینگے کس دن انکو یہ گروہ ہوا تھا کہ ہم سے ایک ٹکڑا خرچہ کا لین حضرت صلعم نے جواب نہ دیا بعد اسکے سعد ابن معاد و سعد ابن عبادہ تشریف لائے اُنسے حضرت صلعم نے صلاح پوچھی انکی بھی مرضی نہ ہوئی بلکہ آنھوں نے وہی تقریر کی جو اسید رضی اللہ عنہ نے کی تھی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف مختارے واسطے یہ تدبیر کرتا ہوں کیونکہ عرب کے لوگ تم پر بکثرت چڑھ آئے ہیں بیان تک کہ ایک کمان سے تیر مار تے ہیں سو میں چاہتا ہوں کہ بعض لوگوں کی استرخا سے تفرقہ پڑ جائے اس حال میں سعد ابن معاد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ماتحت سے صلح نامہ لیلید القحاس کیا کہ یا رسول اللہ ان لوگوں نے ایام جاہلیت میں کہجوں ایک ہرنے کی بھی ہم سے طمع نہیں رکھی مگر بشری یا قریبی اور اب تو اللہ صاحب نے آپ کے سبب سے ہمکو تقویت و جلالت و عزت و شرافت اسلامیہ عطا فرمائی ہو واللہ ہم تو ایک خرما بھی نہ دینگے چہ جائے نلتھ اٹھارہ دینہ بلکہ اب تو سوائے شمشیر و سیف ہم سے کچھ بھی نہ پائینگے حتیٰ حکیم الدینینا و بینیم تب تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن معاد کے ماتحت سے وہ صلح نامہ چاک کرادیا اور عتیہ و حارث بن زبیل مرام و پس ہوئے اس عرصہ میں ایک دن بعضے پہلو ان و دلاور کفار نگو نسا و نسل عمر ابن عبد و و نزل ابن ابی اسد و ضرار بن خطاب و پیترہ ابن الی و ب اور عکر معان الی جبل وغیرہم کہ اوغنین مرد اس نامی ایک شخص بنی محارب کا بھی تھا ایک طرف سے خندق میں در آئے اور ابو سفیان و خالد ابن ولید و رے خندق کے مقابل عرب صف جنگ آراستہ کر کے کھڑے ہوئے سو عمر و ابن عبد و و نے کہ مشاہیر بہادر و بین تھا اور نہ ہزار آدمی کے برابر قوت و شجاعت میں شمار کیا جاتا تھا روایت ہے ایک مرتبہ قافلہ حج

قریش پر کہ تجارت کو کیا تھا فراق آپؐ سے کہتے ہیں کہ بچائش نفرختے اور عمر و ابن عبدود نے سنا  
اُسکے مقابل ہو کے حملہ کیا سب بھاگے جب جنگ بدر سے زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا تو اُس نے عہد کیا تھا  
کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام نہ لے لوں گا تیل سرین نہ ڈالوں گا سو اس نے بار بار اپنے  
مقابل میں طلب کیا سب لوگ خاموش ہو رہے مگر امیر المومنین امام الاشجین علی مرتضیٰ شیر خدا  
کرم اللہ وجہہ نے لشکر سے نکل کر فرمایا کہ یا رسول اللہ مجھ کو ارشاد ہو تو میں اس کافر سے لڑوں حضرت  
مسلم نے جواب نہ دیا پھر عمرؓ نے مبارز مالگا علی مرتضیٰ نے پھر یہی اجازت چاہی لیکن حضرت نے  
جواب نہ دیا تیسرے بار عمرؓ نے یوں آواز دی کہ اے مسلمانو! کیا تم لوگوں میں کوئی بھی اس لائق  
نہیں ہے جو میرے سامنے ہو تب حضرت اسد اللہ نے کہا یا رسول اللہ بیشک مجھ کو اجازت دیجئے  
کہ میں اس گستاخ بعیرہ کے مقابلہ پر جاؤں تب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ  
کو ذوالفقار اپنی بخشی اور زرہ مبارک اپنی پہنائی اور اپنی پگڑی سر سے بندھوائی اور فرمایا اللہم  
اعنہ علیہ اور یہ بھی فرمایا کہ یا آلہی عبیدہ ابن حارث کو تو نے جنگ بدر میں لیا اور حمزہ ابن عبد  
کو غزوہ بدر میں یہ علی مرتضیٰ میرا بھائی چچا کا بیٹا ہے فلا تذرانی فردا وانت خیر الوارثین بعد اسکے نصرت  
کیا کہ علی مرتضیٰ پیادہ پایا ہیبت و جلال عمر و ابن دوسے مقابل ہوئے وہ مرد و گھوڑے پر سوار تھا  
سو اول حضرت علی مرتضیٰ نے اُس کو دعوت اسلام فرمائی اُس نے قبول نہ کی پھر کہا اے عمر  
تو بیٹ جا اُس نے یہ بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ قریش کی عورتیں مجھ کو نہیں لگی اور کنینگی جیسا کیا ویسا ہی  
موت آیا تب حضرت امیرؓ نے فرمایا اگر نہین پھرتا تو مقابلے پر آمادہ ہو یہ بات سن کر عمر و ہنسا اور  
کہنے لگا اے علیؓ نوجوان لڑکے ہو میں تم پر کیا ماتھے ڈالوں مجھ کو تم سے یہ گمان نہ تھا کیونکہ تمہارے  
باپ سے اور مجھ سے کمال محبت تھی اے علیؓ میں نہین چاہتا کہ تمہارا خون کروں اور تم کو بہا دیوں  
کہ مقابلہ کی طاقت نہین دیکھا حضرت امام الاشجین نے فرمایا کہ اے عمر و ابن دؤین چاہتا ہوں  
کہ تجھ کو قتل کر کے اللہ کو راضی کروں سو وہ کافر لگ بگولا ہو گیا اور غصے کے مارے گھوڑے سے اتر کر  
ایک آؤ زبیری اور تلوار میان سے لیکر ایک دار اسد اللہ الغالب پر کیا کہ حضرت نے سر پر کا  
کہ سپر کاٹ کے ہلکا سا زخم مبارک پر پہنچا جب اُس کے جانب سے تقدیم ہوئی تو جناب  
علی مرتضیٰ حیدر کرار نے بھی ایک دار ذوالفقار کا کیا کہ سراسر کافر نابکار کا زمین پر گر حضرت  
امیرؓ نے اللہ اکبر کہا یہ حال دیکھ کر ضرر و عکر مدہبیرہ و نونفل دوڑے مگر ضرر حضرت امیرؓ کو دیکھتے  
ہی بھاگا اور ہیرہ ذرہ مقابل ہو کر ہلکا سا زخم کھا کر مع عکر مدہ چل دیا اور نونفل دور ہی سے حضرت

کو دیکھ کر سہکا تھا لیکن گھوڑے نے خندق میں گرادیاسلمانوں نے فرصت پا کر پیچھے ورتے ماریاں  
 حال میں نونہل کتون کی طرح چلاتا اور کہتا تھا کہ اے مومنوں کوئی اچھی ماریے مارو ہر چند کہ سنگسار  
 کتون کے مناسب حال تھی لیکن اوسکی درخواست کے موافق جناب امیر نے ایک تلوار اوسکی کمربین  
 ماری کی آتش غوغا آب شمشیر سے بجھ گئی ابوسفیان اس حال کو دیکھ کر گھبرا یا اور کافروں نے سردار کی  
 سر اسبکی سے نقتارے فرار کئے نجات دے اور موضع عقیق میں منزل کی اور عسکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی  
 واضح ہو کہ اس لڑائی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مجروح ہوئے ہیں حال اُسکایہ ہوا کہ جب فرار  
 وغیرہ نے حضرت علی مرتضیٰ پر حملہ کیا تو لشکر اسلام سے زبیر ابن العوام و عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما  
 علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مدد کو نکلے کہ انکے پونچتے پونچتے حضرت شیر خدا فتیاب ہو چکے تھے اور ضرار بھاگ  
 جاتا تھا حضرت عمر اوسپر لپکے تو ضرار دھوکھا دیدر نہار خواہوں کی صورت بنا کر انکی طرف پلٹا  
 اور نزدیک آکر حضرت عمر کے ایک نیزہ مارا کہ حضرت عمر مجروح ہوئے روایت ہے کہ موضع عقیق سے  
 مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس درخواست بھیجی کہ لاش عمر ابن ود اور نونہل کی  
 اگر بھیجنا منظور ہو تو ہم لوگ قیمت دیتے کو حاضر ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے جسم ناپاک  
 کی قیمت درکار نہیں یوں ہی اٹھو اور ی جائیں سو وہ لوگ دونوں لاشیں لینگئے فائدہ اس نفع کا  
 سارا سبب ظاہر ہی یہ تھا کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے خدا کی فضل سے عمر ابن ود کو مارا جس سے  
 کفار کی کمر ٹوٹی اور اسی لڑائی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے مبارزۃ علی ابن طالب  
 یوم الخندق افضل من اعمال اتی الے یوم القیامۃ یعنی غزوہ خندق میں علی کی بہادری و شجاعت  
 تمام امت کے اعمال سے بہتر ہے یعنی جمیع امت کے اعمال شجاعت و مردانگی سے جو غزوات فی سبیل اللہ  
 میں قیامت تک اُسے وقوع میں آویں گے اولسے علی کی بہادری جو بروز خندق ہوئی ہے افضل ہے  
 بالکل اوس دن کو کفار بھاگے مگر دوسرے دن پھر سب قبائل جمع ہو کر آئے اور خندق سے چپٹ گئے کہ رات  
 تک مقابلہ رہا اور نماز عصر و ظہر و مغرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قوت ہوئی جب قتال سے  
 فراغت ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں نمازین باذان و اقامت و جماعت نضاد افرامین  
 کذا فی روضۃ الاحباب صحیح بخاری میں ہے کہ جب نمازین قضا ہوئیں تو حضرت صلعم نے کافروں کے واسطے  
 بد دعا کی ملا اللہ بیو تم و قبور ہم نارا کما شغلونا عن صلوۃ الوسطی حتی غابت الشمس یعنی بصرے اللہ  
 اوسکے گھروں اور قبروں میں آگ جیسا بازار کھانا مٹھوں نے ہلکو نماز عصر سے یہاں تک کہ آفتاب غروب  
 ہوا حضرت شیخ عبدالحق شرح شکوۃ میں لکھتے ہیں کہ تردد جنگ اور تیر اندازی میں چار نمازین فوت ہوئے



ہوئیں کہ اونین نماز عصر بھی تھی سو حضرت نے بنا بر بیان زیادتی تفضیلت عصر کے یوں ارشاد کیا اور عقاب  
دنیا و آخرت کی دعا کی پوشیدہ نہ رہے کہ اس مقام پر حضرت نے کافرون کے حق میں دعاے بد فرمائی  
اور جنگ احد میں کیسی کیسی تکلیفیں کافرون سے وجود مبارک کو پہونچیں پھر حضرت نے دعاے بد  
فرمائی تو سبب یہ تھا کہ اس مقام پر حق اللہ کا فوت ہوا تھا اور وہ ان اپنے نفس کا حق فوت ہوا تھا  
سو حضرت نے نہ چاہا کہ اپنے نفس کے واسطے کافرون کے حق میں دعاے بد فرما دیں فائدہ اس  
حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ وسطیٰ صلوٰۃ العصر اور یہی قول اکثر علماء و صحابہ و تابعین اور ابو حنیفہ  
واحمد رضی اللہ عنہم کا ہوا درآوردی کہ ائمہ شافعیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ مذہب شافعی بھی یہی فائدہ صلوٰۃ  
فائتہ میں اختلاف ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مسلم نے روایت کی ہے مفہوم ہوتا ہے کہ کوئی نماز  
فوت نہیں ہوئی صرف نماز عصر تاخیر ادا ہوئی اور حدیث عمر ابن خطاب رضی اللہ علیہ سے جو بخاری نے  
روایت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نماز عصر کی فوت ہوئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد غروب  
شمس قبل ادا صلوٰۃ المغرب ادا فرمائی اور موطا سے دریافت ہوتا ہے کہ نماز ظہر و عصر دونوں فوت  
ہوئیں اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ چار نمازیں فوت ہوئیں چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے  
لکھا ہے کہ بشرط صحت روایات جمع ہیں الروایات یوں ہو سکتا ہے کہ ایام متعددہ میں ہر ایک ان نمازوں سے  
ضرورتاً یا نیا فوت ہوئی ہوگی جسے جیسا دیکھا روایت کیا اور اس وقت تک نماز خوف شروع  
نہوئی تھی اور بسبب شغل لڑائی کے فرصت بھی نہ تھی بالکلہ اکلی بار کافر لوگ تو خندق سے پیٹھے تھے اور جانتے تھے  
کہ ہم غالب آئے مگر عنایت الہی کی یہ اعانت پہونچی کہ رات ہی کو اللہ جل شانہ نے ہواے مشرقی  
نہایت تیز و تند بھیجی کہ کافرون کے خیمے گر پڑے اور گھوڑے چھوٹ گئے اور آگ بجھ گئی کہ کسی شخص  
کو روٹی نصیب نہ ہوئی اور ایسا رعب غالب ہو گیا کہ تمام لشکر کافرون کا برباد ہو کر بھاگا ابن عباس  
رضی اللہ عنہ سے بخاری میں روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا نصرت بالصبا والہکلت عاد بالہوہ  
معالم التنزیل میں ہے کہ اسی رات میں تکبیر ملائکہ اتنی بلند ہوئی کہ ہر سردار قبیلہ مارے خوف کے پکارتا تھا کہ اے  
بنی فلان ہمارے پاس آؤ اور اسی ہوا کا ذکر اللہ صاحب سورۃ اخرا ب میں فرماتے ہیں یا ایہا الذین آمنوا  
اذکر انتم اللہ علیکم کم اذ جاءکم جنود فارس لما علم ربہم بجا وجنود اہل مدینہ وکان اللہ بما تعملون  
بصیرا یعنی اے ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب آئین تم پر فوجیں بھجرتے تھے بھیجی آپ  
ہوا اور وہ فوجیں کہ نہیں دیکھتے تم انکو اور یہ اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا روایت ہے کہ اس غزوہ میں  
فرشتے اللہ کے لرے نہیں صرف واسطے تربیب کے آئے تھے حدیث ابن النعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ یہ رات نہایت سرد تھی اور ابر بھی تھا اور ہمیں چلی ہوا تو بڑی تکلیف ہوئی اسی حال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص آج کی رات کافرون کی خبر لاوے اُسکو اللہ صاحب قیامت کے دن ابراہیم خلیل اللہ کی رفاقت میں رکھے گا کوئی شخص نہ اٹھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آج کافرون کی خبر لاوے اُسکو اللہ بزرگ و شہیرا رفیق کرے تو بھی کوئی شخص نہ اٹھا اور بسبب شدت سردی کے جنبش نہ کی آخر کار محکمہ طلب فرمایا تو میں حاضر ہوا اور بسبب سردی کے کانپ رہا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے میرا کلام نہ سنا میں نے عرض کیا کہ سنا تو تھا مگر جاڑے کی شدت سے اور مجھ کو کئی بتیالی اور حدت سے قدرت جواب نہ پاتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اپنا میرے منحنے اور سر پر ملا اور فرمایا کہ قبیلہ قریش میں جا اور دیکھ تو وہ لوگ کیا کر رہے ہیں مگر شرط یہ ہو کہ جب تک میرے پاس پھر نہ آوے کسی سے کلام سخت نہ کرنا اور کچھ دست برد نہ کرنا حذیقہ کہتے ہیں کہ حضرت کے دست مبارک کی برکت سے میرا رزہ جاتا رہا اور بہت بندھی چلتے وقت میں نے مسکرا کے حضرت سے عرض کیا کہ ایسا نہوشہ لوگ مجھے گرفتار کر لیں حضرت صلعم نے فرمایا خاطر جمع رکھو تو گرفتار نہ ہو گا اُسکے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یون دعا فرمائی کہ اللہم ا حفظ من بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمنیہ وعن شمالہ من فوقہ ومن تحتہ یہ دعا حضرت نے واسطے رفع میرے خوف کے فرمائی تھی سو بالکل خوف جاتا رہا اور میں مسلح ہو کر خندق سے نکلا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حمام میں چلا جاتا ہوں اور سردی کا نام بھی نہیں تھا یہاں تک کہ شکر قریش میں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ شدت ہوا سے خیمے گرے پڑے ہیں اور آگ بجھ گئی ہو دیکھیں جو ہوں سے نیچے پڑی ہیں اور پتھر ٹوڑے جاتے ہیں اور گھوڑے چھوٹے پھرتے ہیں غرض عجیب پریشانی تھی کہ بیان سے باہر اور ابوسفیان کا یہ حال تھا کہ خیمہ سے باہر کھڑا ہوا اگ سے ناپا تھا سو میں نے اپنا تیرکان سے جوڑا تاکہ ابوسفیان کو ماروں جو مارتا تو اوسکا کام تمام ہو جاتا مگر ارشاد حضرت یاد آیا کہ لاتحدثن شیئاً حتی ترجع الی سویمین نے اپنا ترکش میں رکھ لیا اور ایک شخص کے پہلو میں بیٹھ گیا یا ایک ابوسفیان پکارنے لگا کہ ہوا کی شدت ہو اور سب اجباب لشکر برباد ہو جاتا ہے چاہیے کہ سب لوگ اپنے اپنے جلیس کا ہاتھ پکڑیں سو میں نے مبادرت کر کے اپنے جلیس کا ہاتھ پکڑا اور پوچھا تو کون ہو اوسنے کہا سبحان اللہ میں فلان ابن فلان نہیں ہوں تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص قتیلہ ہوازن سے ہے پھر اُسکے ابوسفیان بولا کہ یہ معاملہ بیضی ہے اول نبی قرطیہ نے اختلاف کیا دوسرے یہ آفت پڑی ہے کہ دیکھتے ہو سو یہاں سے نکل جانا بہتر ہے پھر سب لشکر نے کوچ کیا میں چلا آیا اور وقت ابوسفیان اپنے اونٹ پر سوار ہوا وہ بندھا تھا اوسنے حرکت نہ کی حالانکہ تین مرتبہ اوسنے مارا اور جب غفلت

قریش کے بھانجے کا احوال سنا تو وہ بھی اپنے گھر کو بھاگے جن حضرت علیؑ سلم کے حضور میں حاضر ہوئے تو آپؐ انہیں سچے جنتیوں  
 ہوئے تو میں نے بشارت دی کہ حضرت علیؑ سلم بہن پر ہنسے اور دندان مبارک چمک اٹھیں گے کہ انی اللہ اعلم خفیہ فرماتی ہیں کہ انقوت  
 ملک تو میں نے ایسا ہی گرم تھا مگر اسکے بعد کچھ کچھ سردی مجھے معلوم ہوئی لیکن حضرت نے مجھے اپنے پاس لٹایا اور اپنی چادر مبارک کا  
 ایک گوشہ اوڑھ لیا اور پاس مبارک میرے سینہ پر رکھا کہ مجھے ایسا آرام ہو کہ میں جنت تک سوتا رہا تا ناز کے وقت حضرت نے  
 یہ فرما کر چلایا کہ قریظہ بنی قریظہ کے شکر کن کا کلنا سیدہ منورہ سے اس طرح یہ ہوا کہ انہیں مسعود بن فرما  
 غطفانی ندیم بنی قریظہ ایمان لائے اور حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! تک کوئی آدمی میرے ایمان لانے سے خبر  
 رکھتا ہے جو میں چاہوں کہ کہہ سکتا ہوں سو آپ جو کچھ ارشاد کریں بجا لاؤں حضرت نے فرمایا کہ ان کا ذوق میں کسی طرح تفرقہ انداز  
 نعیم نے کہا مجھے اونٹ کیے جو کچھ میں چاہوں کہوں حضرت نے اجازت دی اور فرمایا الحرب عند غنمی اگر انی فریب ہو ایں فریب جو جو گناہ نہیں بلکہ  
 ثواب ہو ان مندرینہ خلاف عہد کرنا دشمن سے اور کافر سے بھی جائز نہیں سو نعیم بنی قریظہ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھ کو تم دوست جانتے ہو یا دشمن  
 ہم تو دوست منظر اربانتے ہیں نعیم نے کہا کہ قریش غطفان سول اللہ کے مقابلہ کو آئے ہیں اور تم انکے معین ہو ایسا نہ کہ یہ لوگ کام اتا محمور کرچلے ہیں  
 گرفتار ہو رہے ہو قریظہ نے کہا پھر صلاح کیا کہ نعیم نے کہا جب تک قریش سلوک بغض قریش کو اول دن تمام اعانت کر دو گویا کہ وہ لوگ اپنے کو کچھ سبب است  
 اعانت کریں گے نہیں تو کچھ چھپ کر حمل کھڑے ہونگے یہی قریظہ نے یہ صلاح پسند کر لی فائدہ اول سے کہتے ہیں کہ یہی سردار کی اولاد  
 یا قریب کو کوئی بادشاہ یا امیر اپنے پاس کہہ لے اس خیال سے کہ وہ شخص خیال انبی اولاد یا تہرب کی مخالفت کرے پھر نعیم انسے مطمئن ہو کر  
 ابو سفیان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے سنا کہ نبی قریظہ انفسہما محمد سے کر کے سخت دشمنان ہوئے ہیں اور جانتے ہیں کہ  
 اس بیخیالی کو دفع کریں تو اپنا آدمی محمد کی پاس بھیجا ہو کہ ہم تمھاری رضا مندی کے واسطے کچھ لوگ شرافت قریش غطفان کے لیکر اول  
 کرتی ہیں جو وقت اول تمھارے پاس بھیجیں گے کہ تم انکو قتل کرنا پھر ہم بھی تمھارے مددگار ہوں گے قریش سے طریقے سو یہ بھی بتا ہوا  
 کہ محمد صلعم ابن ابی ربیعہ ہی ہے ہمیں بلکہ میں نبی قریظہ کی مجلس میں تھا جب وہی بلیٹ کر آیا تھا سو میں نے دیا ہوں کہ اگر نبی قریظہ تم سے  
 کچھ آدمی طلب کریں ہرگز نہ ہرگز نہ دینا نہیں تو خطا کھاؤ گے اور نبی قریظہ کا ارادہ اس خبر پر مصمم ہو گیا ہوا آئندہ تمکو اختیار ہو گا کہ یہ  
 یہ راز افشا نہ ہو نہ پادے میں نے صرف دوستی و اخلاص سے تمکو مطلع کر دیا ہوا ابو سفیان وغیرہ افسران قریش نے کہا کہ ہم  
 ہرگز یہ بات کسی سے نہ کہیں گے بعد اُس کے نعیم قبیلہ غطفان میں تشعب لیکے اور انسے کہا کہ میں تمھارا دوست ہوں اور تمھاری قوم میں بھی  
 ہوں سو تم کو اطلاع کرتا ہوں کہ نبی قریظہ کا یہ ارادہ ہو رہی ہے کہ وہی تقریر جو ابو سفیان سے کی تھی بعینہ واکل اور یہ قصہ شوال میں جمعہ  
 کے دن واقع ہوا بعد اس معاملہ کے ابو سفیان نے حکم میں ابی جہل وغیرہ قریش کو جس حد تک غطفان نبی قریظہ کے پاس بھیجا اور پیغام یا  
 اکریمان بہت روز قیامت کو گذرے اور اونٹ گھوڑے بہت مر گئے اور تکلیف شاد ہوئی آج کی رات سب لوگ صلح ہو کر اور جمع  
 کے وقت بالاتفاق محمد پر حملہ کر دینی قریظہ نے کہا کلمہ شبنہ کا وہی ہم تو اسدن کچھ کام نہیں کرتے برسوں اس شرط پر کہ اگر خلیفہ  
 آدمی اشرار اپنے قوم کے ہمارے سپرد کر دے کہ شاید تمھارے چل جانے کے بعد صلعم ہم پر چڑھے آوین تو تم آپے آدمیوں کے سب سے



واعتادت تو کرو گئے عکس غیرہ نے ٹوٹ کر نبی قرطیہ کی گفتگو بیان کر دی قریش غطفان بولے کہ تمہیں کلام سچا تھا البتہ کلمہ سچا ہے مگر کلام صحیح  
 کہ ہم تو اپنے آدمی کو رو کر بیٹھے تھے اراجی یہاں سے مدد ہماری کرو یا نہ کرو جب بھی قرطیہ کو یہ جواب ملا تو کہنے لگی تمہیں نے سچ کہا تھا آخر نبی قرطیہ  
 اور قریش میں اختلاف ہو گیا اور قریش کی چولین ٹھیلی ہوئیں یہ تو ظاہر ہے مدبر کا رگڑ ہو گئی تھی رات کو خبردار ہو اٹھا تمام لشکر کو راجہ کو رو کر  
 اور قریش غطفان غیرہ جگہ کے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عظیم ہوئی تب حضرت نے فرمایا کہ اب قریش مجھے لڑنے نہ آئیے گئے ہیں  
 چڑھ کر جاؤ انکا یہاں تک کہ مکہ فتح ہو افاقہ نہ اس پیشین گوئی کا فہم نہ ہوئی ہوا کہ پھر کوئی کا فہم نہ کر نہ آیا بتو دیات صحیحہ سے بھرتا ہوا  
 کہ اس غزوہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن برابر مسجد فتح میں بیٹھ کر دعا مانگی تیسرے دن حضرت کی دعا قبول ہوئی اور آپ کی  
 پیشانی مبارک پر آثار فرج و سرور نمودار ہوئے اور قبولیت کا نشان ایک آدمی ہوا کہ قریش غطفان و بنی قریظہ میں جھوٹ پڑ گیا  
 یہ ہوا کہ اللہ نے قریش سے بھیجے انھوں نے خیموں کی طنائیں کاٹ ڈالیں جن میں اوکھاڑ دین آگ بجھا دی ہو اسے زور دیا کہ اگر کا فہم نہ کرنا سو اسے  
 بھاگ جائیے کہ نہ سوچا فائدہ اس غزوہ میں محاصرہ کی حالت میں سعد بن جبادہ رضی اللہ عنہ کی اکل لہنی ہاتھ کی رگ میں جب ان  
 میں لقمہ کے ہاتھ سے تیر لگا اور خون بہت نکلا سعد نے جاننا کہ بزدلی کی شکل ہوئی تو دعا کی کہ یا آدمی اگر تیرے رسول کو قریش سے اور بھی لڑائی  
 مقدور ہو تو مجھ کو زندہ رکھ تاکہ میں مقابلہ کروں اور جواب لڑائی میں ہوگی تو اس تیر کو سب شہادت کرے لیکن اتنی فرصت سے کہ نبی قریظہ  
 کا حال مآل کار بدھن کا دیکھوں آتھم خون بند ہو گیا بروز چار شنبہ سبت سوم و سبت چارم واقعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوس  
 فرماتے مدینہ ہوئے اور اہل مدینہ مبارکباد مان دیں اسی سال میں غزوہ بنی قریظہ ہوا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت  
 ہو کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ اخزاب سے لوٹ کر مدینہ ہوئے تو وقت ظہر تھا حضرت نے اپنے حیاتار کو لے کر غسل فرمایا  
 و حقہ ایک شخص نے باہر دروازے سے سلام کیا آپ جلوس سے چلے گئے پیچھے پیچھے دروازہ کھٹکی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھٹکی چھوڑ کر  
 آگ و دھندلہ اونٹ پر سوار ہوئے ہیں اور آگ کے دھاتوں پر گر رہی ہیں حضرت سے باتیں کرتے ہیں اور حضرت ابی جاد سے انکی گرد جھڑپا رہی  
 بچرہ چلے گئے اور حضرت گھر میں آئے اور فرمایا کہ یہ حضرت جبریل تھے غزوہ بنی قریظہ کی تحریریں کرنے آئے تھے اور حضرت ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت نے غزوہ اخزاب سے مراجعت فرمائی اور داخل مدینہ ہوئے تو بعد رفع کورت سفر نماز طہیرین  
 مشغول ہوئے پس انفرغت حضرت جبریل علیہ السلام نے اگر کیا رسول اللہ آپ نے ہتیار کھول ڈالے اور ملا کہ اب تک مسلہ کسے ہے میں  
 جلوس ہو چکے اور بنی قریظہ پر یورش فرمائی کہ میں بھی چلتا ہوں اسی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہلال کو ارشاد  
 کیا کہ تو بیکار دے کہ کوئی شخص نماز عصر ادا نہ کرے مگر نبی قریظہ میں اور علی رضی اللہ عنہ کو علم دیا کہ کیا اور پیش پیش روانہ فرمایا اور غزوہ ہجرت  
 سچ کر خیمہ نام گھر سے پر سوار ہوئے اور عبداللہ بن مکتوم کو خلیفہ مدینہ فرما کر تعینت پہلے پیچھے سے اور لوگ حاضر ہوئے صحیح  
 بخاری میں اس منی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ میں نے کوہ بنی غنیم میں حضرت جبریل کے سواروں کی گرد دیکھی تھی بالکل حضرت راہ میں تھے  
 کہ وہ وقت آگیا تو بعضوں نے جب غنیمت بر غایت وقت ملاحظہ فرمائی تو انھوں نے سواروں کی طرف حکم کی بنی قریظہ  
 میں تھا پہنچی اور حضرت نے دونوں پر زبر زمین فرمایا فائدہ جب حضرت کے اصحاب نے نماز عصر کے پڑھنے میں حدیث سے دو مطلب

سمجھے کہ بعض نے علیؑ پر حدیث پر عمل کیا اور بعض نے قیاس کیا اور سب کا لادیسے جو مجتہد لوگ بعض جگہ قرآن و حدیث کے علیٰ طرح مطلب سمجھتے ہیں اور سب حق پر ہیں اہل سنت و جہاد و اماموں کی مذہب کو حق جانتے ہیں جو بعضے ناواقف کہتے ہیں کہ کیوں ایک میں تحقیقی میں اختلاف کیا اور چار مذہب ہمے سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ نادان ہیں اختلاف میں کچھ حرج نہیں حضرت کے رد و رد ایسا اختلاف اصحاب میں ہوا اور حضرت نے درست رکھا فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علماء اجتہادی میں ہوا خذہ نہیں ہوا و نہ وہ میں سے ایک بیشک ظالمی تھے اور آپ نے عقاب نفرمایا تا رہنے والے ضیفہ کی مثال بنیں اور رضا کرنے والے شافعیہ کے کہتے ہیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی المغرب العشا نازل نبی قرظہ میں داخل ہوئے اس وقت تین ہزار اصحاب اور چھتیس گھوڑے اشکافہ پر سوار تھے پس علیؑ رضی اللہ عنہ نے خانی ہوئے قلعہ کے نزدیک بنایا علم نصرت قائم کر دیا اور اصحاب نے قلعہ گھیر لیا اور پچیس روز برابر گھیرے رہے باچار بنی قرظہ نے نباش بن قیس کو بھیجا اور درخواست کی کہ تم کو اذن ہو تو تین جاہلین جس طرح نبی نصیر نکلی گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بشرط خلکو کہ جو میں حکم دوں بجا لاؤ جب یہ جواب ملا تو کعب بن اشرف نے اشرف قوم سے بلا کر کہا کہ تین باتوں میں ایک بات اختیار کرو اول یہ کہ اس پیغمبر کی حقیقت از روی تورات تم پر ظاہر ہو چکی ہو تیسری کہ ایمان لاؤ و دوسری عیال اطفال کو قتل کر ڈالو کہ بد بھارے ذلیل نمون تیسرے کلمہ شہ کا دن ہوا اہل اسلام بھی ہم سے بغوف ہونگے سو تم لوگ جمع ہو کر غفلت میں ٹوٹ پڑو اشرف بنی قرظہ نے کہ او میں جی بنی خطیب بھی تھا ایک بات بھی قبول نہ کی مگر ایک ور یہ کارہ اپنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور میں بھیجا کہ ابولہب یا ابن السدر کو ہمارے پاس بھیج دیجیے تو تم کچھ مشورہ کر لین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کو بھیجا آنھوں نے بھی صلاح دی کہ موافق حکم بغیر ظلم کے عمل کرو تمہارے حق میں بہتر اور انکشت سبابت سے گردن کا اشارہ کیا یعنی یہ کہ سب کو قتل کر دینے کے آخر بنی قرظہ قلعہ سے نکلے اور مجاہدین سلم نے کہ لغتہ میں سکون میں محاصرہ فتح لام دیم و حکم رسول مقبول انکے ماتھے گردنوں سے باندھے اور عبد اللہ بن سلم عیال و اطفال اسباب نکال کر جمع کیا اور یہ یوں نے کیا یا رسول اللہ آپ نبی قرظہ کو ہمیں بخش دیجئے جس طرح یہودی تہیقل خیر جو بنی قرظہ تھے فرمایا اگر تم راضی ہو تو انکے مقدمہ میں ایک شخص بطور حکم مقرر کیا جائے جو وہ کہے اسی پر راضی ہو جائے کہنے لگے ہم راضی ہیں فرمایا سعد بن معاذ جو کچھ کہے وہ کیا جائے اور ان دنوں سعد بسبب جراحت کے مدینہ میں تھے سو انکو طلب کیا جب انکی آمد کی خبر گرم ہوئی اور یہ سنا استقبال و اعزاز انکو کیا اور کہا آپ کو رسول اللہ نبی قرظہ کے معاملہ میں پہنچا مقرر کیا اور یہ لوگ ہمارے مقسم حلیف ہیں اور حرب با شافعیہ میں مدد معاون ہے ان کو دیکھو انکی یہ یہودی تہیقل کو کر لیا تھا اب تم انکو محاصرہ نہ کرو مگر انکے کلام سنئے ہوئے چلا آتے تھے اور جواب دیتے تھے جب قرآن کی حد سے تجاوز ہوئی تو ان میں سے معاذ نے کہا کہ یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ میں خدا کی راہ میں ملامت اختیار کروں تب وہ یوں کہنا ایسی ہوئی اور دریافت کر گئے کہ سعد ابن معاذ لا ریب تھا کہ حکم فرمائے انھوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ مجلس پاک سرور کائنات میں حاضر ہوئے اور جواب دے کر انکو بتایا تعلیم و توفیر سے اتارا اور انھیں کیا کہ انکو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمہ نبی قرظہ میں حکم کیا ہو سعد نے کہا تم میرے حکم پر عمل نہ کرنے لگے راضی ہیں مجاہدان سعد نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ جو لوگ اس طرف ہیں وہ میرے حکم پر راضی ہیں حضرت صلعم نے فرمایا اگر تم میرے حکم پر راضی ہیں تو حکم صادر کرو تب سعد ابن معاذ نے کہا کہ انکی جو تین اور اطفال غلام بچے جا میں اور جمیع رجال جوان و بزرے قتل





آئی تھی عمر سنیس آری کی ہوئی اور وقوع فتح غزوہ نبی قرطیہ آفریقہ و یمن میں ہوا روایتیہ اور انکی کچھ میں اور تین تھوے غازیان اسلام سے سمیت  
اور اسی سال میں حج فرض ہوا اور روایتیہ سال ششم میں دبر روایتیہ سال نهم میں بروایتیہ سال ہم میں مگر بعض اہل سیرکتین  
کرتوبین برس حضرت نے حج کا حکم دیا اور خود نوین برس ہجری میں لوکیا پھر جو لوگ فرصت حج کے سال ششم میں قافل میں وہ کھنہ میں  
کرتوبین اتھو الحج و المعقرہ سال ششم میں نزل ہوئی و حج فرض ہوا اگر اس ملاء و استقامت میں داخل تھا موجب تاخیر واقع ہوا اور نہ لقی  
تکلی کہتے ہیں کہ مکہ انھوں برس قہم ہوا اگر سال ششم میں حج فرض ہو گیا ہوتا تو حضرت اسی سال میں حج ادا کرتے کا حکم دیتے نوین برس  
کیونہ موقوف کہتے اور آیت مذکورہ فرصت بردالات نہیں کہتی بلکہ حج و عمرہ ملائے بریعی جب کہ فرصت حج شروع ہو جائے تو ایسا کرنا  
اور اسی سال میں صلوة الخوف شروع ہوئی اور سورہ بقرہ میں کہ یہ فان خضتم قریحاً لا اور کہا نا نازل ہوئی یعنی اگر مکہ دور ہو تو بانی  
بیر طریو یا سوار خفی تر کہ لفظ خوف عام ہے یعنی خوف دشمن یا میل و زندہ وغیرہ کو شامل کر اور لالاق آیت سے نکلا کہ اگر سیاہ ہوا غیر قبلہ و نماز  
اور اگرین تو اعادہ نہیں ہوا اور صاحب ہدایہ نے اسی آیت سے استدلال کر کے کہا کہ جب بہت دور ہو تو نماز اور اگرین سوار علیحدہ علیحدہ اور  
کرموع و سجود کا اشارہ کروین جھٹلے جاہیں جب کہ فادینوں قبلہ یاد کر کر تیرہ المصنعات سے کہ اذ اکت نہیم فاقمت اہم الصلوۃ الخ سے  
نماز خوف کا باجماعت ادا کرنا جائز نکلتا ہے اور صحیح ہے کہ نماز خوف حضرت صلعم کے بعد بھی باجماعت رست ہو کیونکہ انتخاب و خطاب نہما علیہ  
خطاب ہوا و طریق جماعت کا بالتفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے اور مختصر یہ کہ کہ فوج و دھبے ہو جائے ہر جماعہ نصف نماز میں شریک ہو  
اور نصف جدی ہے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہی اور اس وقت نمازین آمد و رفت کرنا اور سلاح درزہ و سپر باہیں کہنا اور  
اور اگر اتنی فرصت نہ ملے تو جماعت کو موقوف کرنا چاہیے تنہا پڑھ لین پیادہ و سوار یا شاہ اور اگر اس قدر بھی فرصت نہ ملے تو تنہا کر  
یا اور اسی سال میں نماز خسوف مشروع ہوئی اور خسوف قمر واقع ہوا اور اسی سال میں حضرت صلعم گھر سے گئے  
ران مبارک میں جوت لکی کہ پانچ سو دن سے باہر تشریف لائے اور نمازی قاعدہ اور افرامی اور اصحاب نے اقتدا بھی بالقہود کی  
بیلان اقتدا کرنا قاعدہ منع ہوا چنانکہ مرض موت میں آنحضرت نے بیٹھ کر امامت قمرائی اور اصحاب نے کھڑے ہو کر اقتدا کی اور جب سال ششم ہجری  
ہوا اور تین مینے غزوہ نبی قرطیہ سے گذرے تو غزوہ نبی طسیان کو کہ کلام و سکون حملہ ہوا واقع ہوا اور سبب تو یہ ہوا کہ اہل تہل نے  
فرار صحابہ کو بر معونہ پر شہید کیا تھا اس پر انجناب کو رنج تھا اسی کے انتقام کو تشریف لیچا جب داوی سخان کے قریب پہنچے تو شہید کر  
حق میں دعا فرمائی اور قوم لیان خبر بشکر غیر شکہا لگی صرف دو دن آنحضرت وہاں رہے جب مراجعت قمرائی تو قمر والدہ اپنی پرتشہب لیچا  
روئے اصحاب بھی روئے اس غزوہ کو صاحب ہجرا اہل ان خیمہ نے سال خیم میں لکھا ہوا و شیخ عبدالحی محمد نے سال ششم میں بوالصغیر  
میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مع وٹل نفر سواروں کے غیم میں رہا دیکھا تاکہ اوڑھ لگا کر اسلام قریش کو پہنچے چنانچہ حضرت مدین کے  
وہاں سے بلا حار بلوئے تب حضرت صلعم نے جو غیم مدینہ قمرائی مدت حبس چودہ شب روز ہونے بعد کے محمد ابن شکہ شمس نفر سواروں کے  
جماعہ نبی بکر ابن کلاب پر موضع فریبین کہ کفر معروت دیکھتا ہے چوبیس میل مدینہ سے واقع ہے جیسے کہ اور فقہ جابر سے مکر وہ بھاگے صرف چھ نفر  
کا فرما رہے گئے اور ایک سو پچاس منشا اور تین ہزار بکر یاں ماتھہ امین کہ حضرت نے بعد افران خمس تقسیم فرما کے اور مدت سفر انیس دن

سال ششم

روضہ

تقدیر و حال جناب سادہ علیہ السلام

کی تھی اور سب یہ ہوا کہ ایک جماعہ نبی کریمؐ کے موضع مذکور میں یہ فساد برپا کیا تھا کہ جو سلطان اس طرف سے نکلتا اس کے بلورہ نہر کی مار لیتے تھے بعد اس کے  
غزوہ غابہ لغین میں جو شخصیت موصوفہ کہ نام موضع ہوا اور اس میں نبی کریمؐ ہوا اور اس کو غزوہ قرقہ فتح قاف دراز محلہ بھی کہتے ہیں اور وہ  
یہ تھا کہ عینہ بن حصین فراری میں چائیں لغیر سواروں کے موضع غابہ پر آیا وہاں میں اوشیان شیر و حضرت کی جڑائی پر تھیں اس نے ہانک لیں  
اور محافط کو قتل کیا اور عتقاری بھی انھیں اوشیون پر تھے آگیا بیابا بھی مارا گیا وہاں سے قریب تر سہل بن کوخ اور ربیع غلام غیر بھی  
موجود تھے وہاں کوخ نے ربیع کو نثار اخبار روانہ کیا تب حضرت مسلم مدینے سے پانسو سوار لیکر سوار ہوئے اور اہل اسلام مقتدا کو دیا اور  
ابن ام مکتوم کو خلیفہ فرمایا صحیح بخاری میں سہل بن کوخ سے روایت ہے کہ مدینے سے قریب کئی کوس پر حضرت کی اوشیان چرائی پر تھیں مجھ کو خبر ملی  
کہ قوم عطفان پرے لے جاتے ہیں سو میں نے مدینے کے جنگل میں تین مرتبہ قیق ماری کہ گو گو دوڑ کوئی نہ آیا تب میں اس کے پیچھے اکیلا دوڑا  
یہاں تک کہ انکو پایا اور میں تیر مارنے لگا اور یوں کہتا تھا کہ انا ابن لا کوخ آج کجختون کے موت کا دن ہو سو انکو پانی پینے کی فرصت ملی  
اور میں نے سب اوشیان حصین بن اور ہانک لیکر ابراہم بن حضرت مسلم سے کہ سوار لیے ہوئے آئے جاتے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ  
پیاسے ہیں میں نے انکو پانی انہیں پینے دیا سو آپ جلد جائیں تب حضرت نے فرمایا اپنی چیز ملی اور تو غالب آیا اب دو گزر جانے دے وہ  
اپنے قوم میں کھاتے پیتے ہوئے تھے پھر حضرت مدینہ کو لوٹے اور سلمہ کو روایہ روایت ہو کہ جب سلمہ نے اوشیان جانب مدینہ ہانک بن تب  
کافرون کا تعاقب کیا اس وقت عینہ بن بدر فراری ہو کر آیا کہ وہ لوگ جانب سلمہ پھر سے اس طرف بھی لغزم سیدی و ابو قتادہ و مقداد بنون  
سوار آگئے کہ سب کافر بھاگے مگر اخزم اور عبدالرحمن بن عوف بن حصین سے باہم نیزہ چلا بعد الرحمن مجروح ہوا اور اخزم شہید پھر ابو قتادہ نے  
عبدالرحمن کو بھی مارا اس غزوہ میں حضرت مسلم نے فرمایا نیزہ سنانا الیوم ابو قتادہ و خیر جاننا سلمہ اور سلمہ کو پیادے سوار کا حصہ یا بخاری  
سلمہ بن یہ کہ یہ غزوہ قیق درزیش غزوہ خیر سے واقع ہوا مگر اہل سیر نے قبل حدیبیہ لکھا ہے اور بعض کتندیک سی غزوہ میں آنحضرتؐ گھوڑے سے  
گرسے تھے اور اسی سال میں عکاشہ بن عمرو بن عبدالمطلب نے حضرتؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ کیا اور اس وقت حضرتؐ کا چالیس اوٹھ  
موضع غیرین کہ کبیر بن جوہر کے تو بنی اسد کے گھر جاتے تھے نجات بن ربیع الیوم کی پکڑ لائے اسے امان پاک مولیٰ تبتلادیے کہ وہ سوار  
آئے لیکر مدینہ کو آئے اور اسی سال میں محمد بن مسلمہ بھیسے بنی ثعلبہ بنی ثعلبہ پر کہ جو بنی سہل پر مدینے سے موضع ذی القعدة میں کہ فتح قاف و تبتل  
صادی رہتے تھے بھیجے گئے رات کو پہنچے اور شیر اندازی ہوئی تو دس مسلمان شہید ہوئے اور محمد بن مسلمہ کو مجروح ایک مسلمان کندھے پر لایا  
تب حضرتؐ نے ابو عکیدہ ابن اطراف کو نثار بقتل جانے والی آدمیوں سے روانہ فرمایا انکی پہنچے ہی سب کافر بھاگ گئے مولیٰ آئے ہاتھ  
کے حوالے اور اسی سال میں زید ابن حارثہ جانب بنی سلیم بھیجے گئے سو وہ موضع مجوم پر کہ قریب بطن نخلہ واقع ہے پہنچے اور انکو  
چند مشرکوں کو گرفتار کیا اور کچھ مولیٰ بڑ لائے اور اسی سال میں دوسری مرتبہ بید کو موضع عقیق میں کا دان قریش پر کہ شام سے  
آہٹھان مشر سواران کے روانہ کیا انھوں نے جا پختہ قریش کو گرفتار کیا اور سب انکو لایا ابو العاص بن ابی ربیع شہر ریب بنت حضرت علی  
علیہ السلام بھی ان لوگوں میں تھا سوزینب نے اسکو امان دی حضرت مسلم نے منظور فرمائی اور جو کچھ مال کا آیا قتادہ بھی واپس کیا اور  
ابو العاص بن ابی ربیع کے کوٹ لیا گیا اور ابن عقیہ کی روایت ہے کہ ابو العاص بعد حدیبیہ کے اس پر ہوا اسی سال میں عبدالرحمن

غزوہ غابہ لغین

غزوہ غابہ لغین

غزوہ غابہ لغین

غزوہ غابہ لغین

غزوہ غابہ لغین

غزوہ غابہ لغین

غزوہ غابہ لغین

غزوہ غابہ لغین





حضرت علیؑ نے فرمایا کہ انکو وریٰ بعد کی نواح میں کوہِ عیبرہ کے متصل یعنی نہا کے قریب بجاؤ وہاں صدقے کے اونٹ چرتے ہیں انکو دودھ و  
پیشاب پینے سودہ لوگ چند مدت وہیں رہے اور اونٹنوں کا دودھ چلی پی کے خوب چھوٹتا رہتا ہوتا ہے اب انکو شہادت سوجھی کہ چند  
اونٹ لیکر بھاگے اور چرواہے کے ہاتھ پر کاٹ ڈالے اور انکی زبان اور آنکھ پر کالے گاڑ دیئے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی  
سو حضرت نے کرنا ان جابر فرمایا اور میں نے سوار انکے ساتھ کیئے اسنے دوڑ کر اونٹوں سمیت گرفتار کیا صرف ایک اونٹ نہ ملا  
کہ انکو ذبح کر چکے تھے جب کہ زمین سے بین آیا تو حضرت مسلم سفر غابہ میں تھے سو کرب زنجب اسٹول کی راہ میں حضرت کے پاس پہونچا حضرت  
حکیم خدا ان شہر یرون کے ہاتھ پر کٹوائے اور سلامی انکھوں میں بھر وادی اور ناجیہ حرہ میں ڈالو او یا کہ نہایت دولت و خوار ی سے  
مہر گئے فتح الباری میں ہوا کہ ابن النین نے زعم کیا یہ کہ عربیہ و عکلی ایک قبیلہ کا نام ہے اور یہ لگان اسکا غلط ہے بلکہ وہ قبیلہ تغار میں سے عکلی بن  
سے اور عربیہ فحطان سے فائدہ اس مقام سے امام مالک رحمہ اللہ ہات بول لول اللحم کے قائل ہوئے اور امام علم و شافعی جرحہ علیہ السلام  
جواب دیا کہ یہ حکم دوا کے لیے تھا اور نہ دوا کی کل نجاسات سے سوائے خمر کے جائز ہے اسی سال کے ماہ ذیقعدہ میں غزوہ جلیسیہ واقع ہوا  
اور حال یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ ائمہ اصحاب یاران کے مکے میں عمر کے واسطے گئے ہیں اور حلق راس کر رہے ہیں  
اور بیت المدیٰ کعبی ہاتھ لگی ہوئے تھے انھوں نے یہ خواب اپنے اصحاب سے نقل فرمایا انھوں نے غم بالجوہر کر دیا پندرہ سوئیں آدمی  
اور صحابہ زر سے حدیث شافعی علیہ السلام کہ چودہ سو آدمی ساتھ لیکر تاریخ کو ذیقعدہ روز دوشنبہ تشریف لیچے اور زروجات مطہرات  
سے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمراہ ہوئیں اور عبدالمدان ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کر دیا جب وہ خلیفہ بنیں تشریف فرما ہوئے تو انھوں  
کا ہوا جمہور اصحاب نے بھی اسی جگہ احرام باندھا اور بعض نے جحفہ میں اور اس جگہ سے ناجیہ سلمی کو مع شتران ہوا تین تین پس روانہ کیا  
اور عبدالن بشیر کو بیس آدمی کے ساتھ جنہیں معاجرین الفار تھے نزل کا حال دیکھتے بھاگنے کو آگے بھیجا اور انکے پیچھے خود بدولت  
روانہ ہوئے یہ خبر قریش نے سنی وہ لوگ منع کرنے کو حرم سے باہر نکلے اور موضع یلہ میں مقیم ہوئے یہاں حضرت نے یہ خیال فرمایا تو تاک  
قریش حج و عمرہ سے دشمن کو بھی نہیں روکتے ہیں لہذا مسافر ان تشریف لیچے تھے کہ سوائے شمشیر اور کوئی حربہ ہمراہ نہ تھا سو بھی بعض اصحاب  
کے پاس تلواریں تھیں اور باقی انکا نام حقیقت یہ ہے کہ باشتیاق بیت المدیہ طرح بیٹھے تھے انکے کھڑے ہوئے تھے ہتھیار لینے کی منت  
نہیں ہوئی بلکہ کافرون نے خالد بن ولید و عکرمہ ابن ابی جہل کو لے کر ماہر اہل کیا اور دو تنوں کو انکے ہمراہ کیے حضرت کو اس بات کی خبر  
تھی تو اسی غصہ ان میں شہر بن سیمان خراجی جسکو حضرت نے ذوق خلیفہ سے بنا کر جاسوسی روانہ کیا تھا ملا اسنے قریش کا حال بیان کیا حضرت مسلم  
نے اپنے یاروں سے مشورہ کیا کہ آیا مناسب ہو کہ ان لوگوں کو جو اپنے دیار سے واسطے اعانت قریش کے چلے ہیں راستے میں روکیں یا نہیں  
حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ زیارت کو آتے ہیں یا نکرانی کو آپ نے تشریف لیچیں اگر کوئی منع کرے گا تو ہم مقابلہ کرینگے  
حضرت مسلم نے یہ راس پسند فرمائی اور کہا بسم اللہ چلو مگر سیدھے ہاتھ پر کیونکہ خالد ابن ولید کہیں گاہ میں بیٹھا ہے سو غازیان اسلام  
ہوئے ہاتھ چلے اور ایسے سیدھے گئے کہ غبار تک نہیں اٹھا اور خالد کو مطلق خبر نہ ہوئی جب دفعہ یہ آفت خدائی ٹوٹ پڑی اور مسلمان  
فرشتوں کی طرح لپکا لپکا تر پڑے تو خالد بدحواس ہو کر بھاگا اور قریش کو خبر دی اور حضرت مسلم انمینی مانگے چلے جاتے تھے جب

نہا

نہا

نہا

نہا

نہا

نہا

نہا

موضع شیعۃ المرارہ میں جہان سے مکہ نظر آتا ہی پہونچی تو ناقدہ قصو اجس پر حضرت صلعم سوار تھے بیٹھ گئی ہر چند اٹھایا نہ اٹھی لوگوں نے کہا مادی ہو گئی ہو فرمایا اسکی عادت ماندگی کی نہیں ہو مگر اسکو اندلنے روکا ہو جیسا احباب نیل کے باجی کو روکا تھا سو میں قسطنطنیہ کہ ادب جرم کا لحاظ رکھوں گا گو یہ لوگ جڑ جڑ بولیں تب اپنی حضرت کی اٹھی اور حضرت صلعم نے سبب اللہ شریف کا مقابلہ جوڑ کر میدان حدیبیہ میں لشکر اسلام اُتار کنوئیں حدیبیہ میں پانی نہایت کم تھا ستر کے لوگوں نے اوی سے پانی لینا شروع کیا تو سڑے دیر میں پانی ہو چکا تو ہر شخص نے پیاس کی شکایت کی حضرت صلعم نے اُس کنوئیں کے کنارہ بیٹھ کے ایک برتن میں پانی نکلوا کر وضو کیا اور کالی سرائی میں ڈالی اور دعا کی اور فرمایا تم جادو سواُس کنوئیں میں اتنا پانی ہو گیا کہ سب آدمی و جانور سیراب ہو گئے دوسرے مرتبہ پھر شکایت ہوئی تو آنجناب نے اپنے دست مبارک سے ایک تیر غبارت کیا اور فرمایا کہ اسے کنوئیں میں ڈالو ورنہ ایات عجیبہ متاں ہوں کہ تیر کے ڈالنے پانی نے جوش مارا کہ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے اور خوب نہانے دھوئے پیا اور خدا کا شکر کیا تیر کا بار آپ کے یاروں نے شکایت بے آبی ظاہر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھائیوں سے پانی نکلا جو سچے بارش کے لوگوں نے زیادہ تر شکایت کی تو حضرت نے دعا مانگی کہ خوب ہی پانی برسنا اور شکایت جاتی رہی القصہ اس نسل میں بدیل بن ورقا زراعی مع چند نفر نبی عزا کے حاضر ہوا حالانکہ نبی خزاہہ دست حضرت تھے سو بدیل نے التماس کیا کہ قریش زیارت سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور حبشہ میں جہان کین پانی و سب پر اپنا قبضہ کر کے روک لیا ہی حضرت صلعم نے فرمایا کہ میں کسی سے لڑنے کو نہیں نکلا ہوں صرف عمرہ کرنے آیا ہوں قریش کو یہ کیا سوجھاؤ جو لڑائی کیا جاتے ہیں یہ بات تو مضر ہوگی کیونکہ غزوات و سہرائے قریش کو ضعیف کر دیا ہی اگرچہ جاہلین تو میں چند سے اسے صلح کروں اور بقابل اور کافروں سے کروں امیں اگر مغلوب ہو گیا تو قریش کی مراد ملی اور جو غالب ہوا تو اوروں کا طرح قریش بھی اطاعت کریں و الا مدت صلح میں آرام پاؤں گے اور اگر اس بات سے انکار کریں گے تو قسم اُس مالک کی جسکی ہاتھ میں میرافض ہو میں بیشک لڑوں گا اور شہید ہوں گا اور اللہ اپنے دین کی مدد کرے گا بدیل نے کہا کہ میں یہ کلام آپ کا قریش سے بیان کرتا ہوں جیسا جواب نیل کے عرض کروں گا سو وہ گیا اور اسنے تقریر رسول اللہ صلعم بیان کی جو کہ قریش نبی خزاہہ کو ہوا خواہ رسول مقبول جانتے تھے بدیل کے کہنے پر یقین نہ لائے تب غزوہ بن سعود ثقفی نے کہا کہ او قریش تم میرے باب کی جگہ ہو اور خوب جانتے ہو کہ مجھے تمہاری خیر خواہی میں کسی طرح کا تصور نہ ہو گا بولے بیشک تو ہمارا دل جگر ہی تم جھکو تمہیں کر کے پھر ابن مسعود نے اپنے حقوق بیان کیے اور خیر خواہی و دوستی اپنی ظاہر کر کے کہا کہ یہ تقریر مجھ نے بہت بہتر فرمائی ہی قبول کرو اور مجھے بھیجو تو میں دریافت کروں چنانچہ غزوہ حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہوا حضرت نے جو تقریر بدیل سے فرمائی تھی وہی غزوہ سے فرمائی اچھے حضرت سے کہا کہ اے محمدی میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر تم نے اپنی قوم کا استیصال کیا تو کیا ہاتھ آیا اور شمس سے پہلے کسی نے عرب میں اپنی اہل و اصل کو خواب نہیں کیا اور اگر تم مغلوب ہوئے تو خوب جانتے ہو کہ جو کچھ تمہارا حال ہو گا اور میں خوب جانتا ہوں کہ چند آدمی اوباش تمہارے ساتھ اور دھکے جمع ہو گئے ہیں بعد چند سے ساتھ جوڑ کر چلے جائیں گے اور تم تہمتیار و مددگار رہ جاؤ گے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکا نہایت ناگوار ہوا انھوں نے کہا انصاف اللہ اللات الفزع علیہ جس ابطر لانت کیا گیا

۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

آپ کو جھوٹ کر بھاگ جائیں گے چونکہ حضرت صدیق نہایت غصہ سے بے تاب تھے لہذا فحش زبان پر لائے نظر کرنے میں پارہ گوشت کو جو عورت کی فرج کے اوپر دھوپا ہو سیدی میں اسکا نام شورہ ہر عودہ نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہو لوگ بولے کہ ابو عروہ نے کہا ای ابو بکر اگر تیرا ایک حق سمجھ پر ہوتا تو تین تیری بات کا جواب دیتا اور حق یہ تھا کہ زمان جاہلیت میں حضرت ابو بکر صدیق نے ایک قصہ کہ تمام میں اسکی بڑی اعانت فرمائی تھی اور دس اونٹ جو ان عنایت کیے تھے بالکل عودہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بائیں کرنا تھا اور کلام کرنے میں اپنا ماتھہ ریش مبارک تک لیجا تا تھا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ شمشیر حائل کیے حضرت کے پاس کھڑے تھے جب عودہ اپنا ماتھہ ریش مبارک تک لیجا تا تب بھی مغیرہ کو بھی تلوار کی اسکا ماتھہ پر راتے اور کہتے کہ ماتھہ اپنا دور رکھ عودہ نے پوچھا یہ کون ہو میں نے اسی بدر و لیث ترین میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم قرآن کے لکھا عودہ یہ تیرے بھائی کا بیٹا مغیرہ ہی عودہ نے لکھا ای عذرا میں تو تیرے عذر کی اصلاح کرنے والا ہوں عرض کہ عودہ نے اطاعت اصحاب ملاحظہ کر کے معلوم کیا کہ کسی طرح یہ لوگ اطاعت و انقیاد سے پھرنے والے نہیں ہیں آخر کار لوٹ کر قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں قصہ و کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا مگر یہ اطاعت و تعظیم اصحاب کی کہیں نہیں کیجی جیسے اصحاب محمدؐ مجھ کی کرتے ہیں پھر سارا حال بیان کیا اور کہا کہ جو کچھ محمدؐ نے تم سے کہا ہے وہ بیشک تمہارے حق میں اصلاح ہو قبول کرو تب مجلس باطلہ ایک شخص نبی کا نشانہ کا اجازت لیکے چلا جب بقابلہ شکر اسلام آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص اس قوم کا ہو جو بدن کی تعظیم کرتے ہیں بعض اصحاب اسکو لبیک کر کے باستقبال لئے اُسے یہ حال دیکھ کر کہا سبحان اللہ ایسے لوگوں کو قریش کعبہ کی زیارت سے روکتے ہیں میرے نزدیک انکو ہرگز روکنا نہ چاہیے چنانچہ قریش کے پاس پہونچا تو کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کو زیارت کعبہ سے منع کرنا نامناسب ہو قریش کہنے لگے کہ ای مجلس تو ان باتوں سے واقفیت نہیں رکھتا اس بات پر مجلس بہت ناراض ہو کر اٹھا بعضوں نے بھیجا کہ بیٹھ لایا اور کہا تو پھر محمدؐ کے پاس جا ہم خاطر خواہ صلح کرتے ہیں روایت ہو کہ اولاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خراس بن امیہ کعبے کو شکرین مکہ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اگرچاہو صلح کرو اور ایک مدت تک دم لو کہ میں اور لوگوں کو مسلمان کروں پھر دل چاہے تو اسلام لائیو یا نہ تو قریش نے انکو پکڑ کر قتل کرنا چاہا مگر انکی قوم نے حمایت کر کے لیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ تم جا کر یہ پیغام کو حضرت عمرؓ کے پاس لکھا گیا کہ ای رسول مقبول قریش کہ مجھے سال عداوت مانتے ہیں اگر مجھے باوین تو جان سے مار ڈالیں اور آپ پر روشن ہو کہ نبی عہدی میں سے کوئی شخص میرا حامی ہو میں ہوں گا لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مع چند آدمیوں کے روانہ فرمایا جب حضرت عثمان موضع بلدع میں پہونچے تو ابان بن سعید ابن حاس ملاقی ہوا اُسے اپنے اونٹ پر سوار کر کر کے میں پہونچا یا اور حضرت عثمان نے پیغام رسول اللہ ﷺ کو قریش سے جو کہتے تھے نہین نکلے تھے کہا اور ارادہ کیا کہ لوٹ جاؤں ان لوگوں نے کہا ای عثمان اگر تو طواف بیت اللہ کیا چاہتا ہو تو کر لے حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں حضرت رسول اللہ کے ساتھ طواف کروں گا اس بات سے قریش ناواقف ہوئے اور حضرت عثمان کو قید کر لیا دفتہ شکر اسلام میں خبر لڑی کہ عثمان شہید بنی شیطان نے غیر شکرین بکار کے کہی حضرت کو نہایت سچ ہوا اب حضرت نے فرمایا چاہا مجھ کو نہ بڑا کیوں کہ ابتدا سے فساد ان لوگوں کی طرف سے ہوئی پس آدھ جہاد ہو کر ایک روزت بھول کے نیچے ہو بیٹھے اور



اصحاب باسعاف سے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے عہد کرو کہ مرتے دم تک فرمان برداری میں کوتاہی نہ کرینگے سب نے قبول کیا مگر جبرائیل قیس تھا تو نے قبول نہ کیا اسی بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں اور اسی کی شان میں پیشین گوئی کلام الہی میں وارد ہوئی تقد رضی اللہ عنہ المومنین اور یہاں تک تحت الشجرہ فعلیم مافی قلوبہم فأنزل السکینۃ علیہم واما بہم فتاقریباً وناعم کثیرۃ یاخذونہا یعنی اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب ماتھ ملائے لگے تجھ سے اُس درخت کے نیچے بچھنا جو باہر آنکلی دل میں تھا پھر تارا ان پر حسین اور انعام میں دی انکو فتح نزدیک اور ربیب غنیمتیں جو انکو ملیں گی ہر وہ اس سے فتح خبیہ اور فتح مکہ ہو کر دو بیابان ارشاد الہی کے واقع ہوئے بعد اُس واقعے کے خبر کرائی کہ عثمان کی خبر غلط تھی وہ تو زندہ ہیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ عثمان اس بیعت سے محروم ہو سو دست بردار اپنے پر اشارہ کیا کہ یہ ماتھ عثمان کا اور دست چپ اپنا قرار دیا اور بیعت فرمائی لیکن ایک ماتھ کو وہ جس سے ماتھ پر پارا اور فرمایا یہ بیعت عثمان کی ہے فائدہ اس بیعت میں سب سے پہلے سلمان ابن وہب اسدی نے بیعت کی اور اس کے بعد ابن عمر بن الاکوع نے تین مرتبہ متفرقاً بیعت کی اور عبداللہ بن عمر نے بھی اپنے والد بزرگوار سے اول بیعت کی اور اس سبب یہ ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت دوسری جانب بمقابلہ کفار سے قتال کھڑے تھے اور عبداللہ کو واسطہ خیر و عافیت حضرت مسلم کے بھیجا تھا وہ آئے تو دیکھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب بیعت کر رہے ہیں انھوں نے بھی بیعت کر لی اور نوؤا جا کر اپنے والد سے خبر کی انھوں نے بھی اگر بیعت رضوان کی پریشین گوئی قرآن شریف کی کس موم سے ظاہر ہوئی اور عہد پر استقامت و استعلا جان شاری اصحاب سوا اللہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہوئی کہ یہ امتین بنابولطہار رضامندی نازل فرمائیں اور وعدہ کیا کہ غنیمتیں انعام اس بیعت میں ہونے لگیں ایک فتح قرب غنیمات کی حسین بہت کثرت سے غنائم پاؤں گے سو مطابق اسکے واقع ہوا کہ حدیبیہ سے پھر تہی خیبر فتح ہوا کہ اصحاب سوا اللہ تعالیٰ بھی ہو گئے اور خود حضرت نے مذکورہ بات اپنے ذات سے خاص کی کہ انہیں سے خرچ ایک سال کی فوج کا اپنی عیال کو واسطے رکھ لیتے تھے اور فقرے نبی ہاشم پر بھی صرف کرتے تھے فائدہ اس تمام سے حضرت مشائخ رحمہ اللہ علیہم کو جو از بیعت غایبانہ کی سند ماتھ لگی ہو فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہو کہ لوگ بیعت کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی ہجرت و جہاد پر اور کبھی سے اقامت ارکان اسلام یعنی صوم و صلوة و حج و زکوۃ پر اور کبھیوں ثبات و قرار پر مگر کفار میں چنانچہ یہیہ الرضوان اور کبھیوں سنت کی تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حرمین اور شایق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت لی فوج نہ کرنے پر اور بنی لویہ نے روایت کی ہو کہ آنحضرت نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں سوائے ان سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اسکا گڑا گرجا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اسکو اٹھا لیتا تھا اور کسی سے گڑا اور کھادینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریر رضی اللہ عنہ سے انکی بیعت کے وقت شرط کی اور فرمایا کہ خبر غوی لازم ہو ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کر لی کہ نہ زمین امر خدا میں کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے اور حق ہی بات کہیں جہاں زمین سوائے ان سے بعض لوگ امر و سلاطین پر کھل کر بلا خوف رد و انکار کرتے تھے انکے سوا بہت امور میں بیعت ثابت ہو اور وہ سب امور از قسم ترکہ نفسی اور امر بالمعروف

بیعت غایبانہ آنحضرت کی

بیعت بنو نضیر

سیدنا ابوبکر صدیق

سیدنا ابوبکر صدیق

اور بنی عن النکیر بن سبطر بیعت خلافت پر اور بیعت اسلام پر بالکل ہر گاہ کہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت کمال  
 اہتمام تھا تو اب بیعت کے مسنون ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں اور یہ بیعت جو حضرت صوفیہ میں جاری ہو لاریب سنت رسول  
 مقبول ہو القصة خبر اس بیعت کی قریش میں کو پہنچی تو وہ مضطرب ہوئے اور سہیل بن عمرو کو بھیجا اور پیچھے یہ کہ اعلیٰ کے بعد مکرز ابن  
 خنصل یا تو حضرت صلعم نے اسکو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص فاجر ہے وہ کلام کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو مع ایک جماعت کے پہنچا حضرت صلعم  
 فرمایا سہیل الامور سہیل نے کہا قریش صلعم پر راضی نہیں بشرطے کہ اس سال عمرہ نفرنا سے دس سال فضا کر لیجے گا اگر اس بات  
 پر راضی ہو تو صلعم نامہ لکھو حضرت صلعم نے قبول کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بلا کر ارشاد کیا اکتب باسم اللہ الرحمن الرحیم  
 سہیل نے کہا و اللہ میں جن کو نہیں جانتا ہوں اکتب باسم اللہ جس طرح ہمیشہ لکھتے تھے مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو یہ نہ لکھیں گے  
 حضرت صلعم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا اکتب باسم اللہ سو علی رضی اللہ عنہ ہی لکھا بعد اس کے حضرت نے فرمایا کہ لکھو بڑا قاضی علیہ محمد  
 رسول اللہ القریظ وہ غیر جو سپر صلعم کی محمد رسول اللہ نے اور قریش نے علی رضی اللہ عنہ لکھا سہیل نے کہا و اللہ ہم تمکو رسول خدا نہیں جانتے والا  
 زیارت سے منع نہ کرتے سو تم محمد بن عبد اللہ لکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا و اللہ میں بے شک خدا کا رسول ہوں گا تم  
 نہ مانو اور محمد بن عبد اللہ بھی ہوں ای علی تو لکھ محمد بن عبد اللہ اور کلمہ رسول اللہ کو جو کو سے علی رضی اللہ عنہ بولے کہ میں ہرگز نصف رستا  
 کو جو نکرونگا تب حضرت نے اپنے دست مبارک سے مٹا دیا اور بن عبد اللہ لکھا بالکل جو جو شرابیہ سہیل کی تراتھا حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم اسکو قبول کرتے تھے اور حاصل شراط کا یہ تھا کہ چار برس یا دس برس تک قریش سے نہ لڑیں اور طر فین کی آمد و رفت  
 شہر دن میں جاری ہو اور کسی طرح کا تعرض اموال نفوس سے صراحت و خفیہ نہ واقع ہو اور جو کوئی آدمی چاہے عہد محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم میں در آوے قریش مزاحم نہ ہوں اور جو چاہے عہد قریش میں داخل ہو کوئی مسلمان مزاحمت نہ کرے اور عہدہ دن  
 طر فین سے بھی کوئی تعرض نہ کرے چنانچہ جو خزانہ آنحضرت سے ہم عہد ہوئے وہ بنو بکر قریش سے اور اس سال مسلمان لوگ کچھ ترک  
 کرین سال آئندہ تضاکرین مگر ایں ہمتیں دن سے زیادہ کہ میں نہ رہیں اور اپنے ہتھیار غلاف بین رکھیں اور حجب کوئی  
 شخص قریش کا بے اذن آنکے محمد صلعم کے پاس جائے تو اسکو آنحضرت واپس فرماں اگرچہ مسلمان بھی ہو اور جو شخص مسلمانوں  
 کا قریش میں جائے تو قریش اسکو بھیجیں اس شرط پر مسلمانوں کو سخت تعجب ہوا کہ نے سجان اللہ ہم مسلمان کو کس طرح  
 واپس کر سینگے حضرت نے فرمایا میں تو سپر راضی ہوں عمر ابن خطاب بولے کہ یا رسول اللہ آپ کیونکر راضی ہوئے جاتے ہیں  
 حضرت نے ارشاد کیا تبسم فرما کہ ای عمر جبکو میں بھیجیوں حالانکہ وہ مسلمان ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو فرج و خروج روزی فرمایا گا  
 بنے اللہ اسکو بھیجے گا لیکہ اور جو کوئی از خود و شرکون میں ملے گا وہ انہیں کے مصابحت کے لائق ہے جو عجبو اسکی حاجت نہیں یہ  
 گفتگو جو رہی تھی کہ ابوجندل بن سہیل کہ اسلام لایا تھا اور سہیل نے اسکو قید کیا تھا اس کے اسلام میں بھاگ آیا سہیل نے اسکو  
 کہا ای محمدیہ اہل بات ہو جب صلعم ہوئی ہو آپ اسکو واپس کرین حضرت نے فرمایا کہ اب تک صلعم نامہ لکھ نہیں گیا  
 سہیل بولا کہ ہم صلعم نہیں کرتے حضرت نے فرمایا کہ میری خاطر سے ابوجندل کو مان دے اسنے احکا کی کتاب کہا کہ

انگو تکلیف نہ دینا اسوقت مکرر ابن حنفص خاص بن ہوا کہ ابو جندل کو تکلیف نہ دی جائے گی انقرض حضرت نے ابو جندل کو واپس  
فرمایا تو اسنے کہا ایسے قانون باوجود ہے کہ میں اسلام لایا ہوں اور اُنکے ماتحتوں سے انوار تکلیف پاچکا ہوں تم مجھ کو واپس کرتے  
ہو حضرت نے فرمایا صبر کر مجھ کو اجر ملے گا ابو جندل میں خلاف شرط نہیں کر سکتا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ہوا اور حضرت صدیق اکبرؓ  
عمر فاروقؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعید بن ابی وقاصؓ اور ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور محمد بن مسلمہؓ وغیرہم اصحاب باصفائی کو بھی  
ہوئی اور جو طیب بن عبدالعزیٰ اور مکرز بن حنفصؓ غیر مشرکوں نے بھی گواہی اپنی لکھ دی یہ صلح جو ہوئی تو کچھ اس راہ سے  
یعنی کہ جماعہ اسلام بمقابلہ کفار ٹکون سا رکم زور و مخاب ہوں جاشاد و کلا بلکہ مسلمان ہجرت جہت کفار پر غالب و قوی تھے  
اور مسیح اصحاب دیار الشیخاعت و جہت خدا داد یہی چاہے تھے صلح ہوا اور ہم کافروں کو مارین چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ  
میں آکر بوسے کیا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر اور کیا ہمارے مقتول بہشتی نہیں اور کافروں  
دوزخی حضرت نے فرمایا کہ تم حق پر ہو اور تمہارے مقتول بہشتی میں تب تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ پھر کس واسطے دین حق میں اتنی  
وقت اختیار کریں فرمایا اے عمرؓ میں نے حکم خدا کیا جو کچھ کیا اللہ اپنے پیغمبر کو ضائع نہ کرے گا یہ صلح حکمت سے خالی نہیں ہر حکم  
عمرؓ نے صدیق اکبرؓ سے کہا انھوں نے بھی یہی کلام کیا جو حضرت نے فرمایا تھا سبحان اللہ مجھ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی طبیعت میں کیا غیر تھا کہ باوصف غلبہ ایسی عاجزی اختیار فرمائی اور یہ انکسار بعض غیر ان پیشین کے انکسار سے بہت  
زیادہ ہو کیوں کہ انھوں نے جو علم و رسم کو اراکیے سو اگرچہ حکمت و معرفت سے خالی نہ تھے مگر غافل نہیں کہہ سکتے ہیں  
کہ بسبب بے مقصدوری و قلت توابع کے بجز جفاکشی کے کچھ چارہ نہ تھا آدمی نبی ہو یا غیر نبی تقیر ہو یا بادشاہ دین کے کام میں  
یاد دینا کے زور اور غلبہ کے ہوتے عاجزی اور انکسار اختیار کرے تو وہی قابل اعتبار عقل کے نزدیک ہوتا ہے ورنہ شکرین  
موافق مثل مشہور مصمت بی بی انزلے چادری کہہ سکتے ہیں کہ جب قابو نہ پایا تو سوائے جفاکشی کے اور کیا کہتے مگر صلح حدیبیہ  
میں کوئی دم نہیں مار سکتا اور متحدوں کا وہ قول کہ مسلمان نے سوائے شمشیر لانی اور کچھ نہیں کیا اس صلح کی واقعہ سے باطل  
ہو گیا اب دیکھنا چاہیے کہ اس صلح سے اس حرکت سے کس طرح کے فوائد ہوئے کہ جب قریش کی طرف سے اطمینان کلی ہو اتویہ  
فتح ہوا اور اسلام کی ترقی ہوئی کہ مکہ فتح ہوا حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی حکمت کون معلوم کر سکتا تھا حالانکہ کوئی فعل  
حکیم مطلق اور اسکے رسول کا خالی از حکمت نہیں ہوتا انقرض بعد وقوع صلح حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے  
یاروں سے فرمایا کہ تم سب قریشی اور معلق راس کرو مگر اصحاب ایسے پرمردہ اور شکستہ دل ہو گئے تھے کہ حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بار حکم دیا مگر کوئی نہ اٹھتا تب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ مبارک میں جلوہ فرما ہوئے  
اور حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت اپنے یاروں کی فرمائی ام سلمہ نے اتھاس کیا کہ یا رسول اللہ  
اصحاب کو اس معاملے میں آپ معذور رکھیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ حضور نے موافق مراد قریش اہل و عاثر غلام اصحاب  
باصفائے صلح فرمائی حالانکہ وہ چاہتے تھے کہ ہم مکہ فتح کرینگے اور اپنے دل کے پچھپھوے تو زمین گے اور خوشیاں کرینگے



جلاورد کیونکر خیرین و فاعلین بنون پس اگر آپ کو خلق اور نحر منقور ہو تو آپ اسکو بجا لائیں اصحاب آنجناب کو اسوقت سواکے  
 ملا وعت اور متابعت کے کچھ بن نہ پڑیگی جیسا کہ حضرت رسول مقبول رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ مبارک سے  
 باہر تشریف لائے اور نحر شتر اور خلق راس میں مشغول ہوئے یہ حال دیکھ کر جلد یارون نے متابعت کی یعنی بعضوں نے سر  
 کے بال تیشوائے اور بعضوں نے چنوائے اور بعضوں نے منڈائے لیکن از بس منوم و مکروب جب کہ اس حال سے فرغت  
 ہوئی تو خداوند کریم نے ایک تندہوا ایسی جلایا کہ آئسنے مسلمانوں کے بال میدان حدیبیہ سے اڑا کر حرم محرم کی زمین پر  
 پہونچا دیئے کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خراش بن امیہ خزاعی نے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے سوی مبارک موٹے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن بالوں کو درخت سمہ پر ڈال دیا تھا اور اصحاب باصفا  
 تبرکاً اٹھائے اور اپنے پاس رکھے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس خادم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت  
 کہ یوم نحر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق راس فرما کر بالوں کی تقسیم کا حکم دیا اور جمع بین الروایات یوں ہو سکتا ہے کہ  
 حکم دوسری مرتبہ صادر ہوا ہوگا اور حدیبیہ میں درخت سمہ پر ڈال دیئے تھے اور لوگوں نے تبرک سمجھ کر لیے ام عمارہ سے  
 روایت ہے کہ بہت تلاش سے کئی بال میں نے ہم پہونچائے تھے سو اپنے پاس رکھے تھے اور جو کوئی بیمار ہوتا تھا اُن کو  
 کو دھو کر آئسے جلاتی تھی فوراً صحت پاتا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلجلہ  
 نقرہ میں ہوی مبارک تھا جب اصحابوں کو کچھ تکلیف در نہج ہوتا تو اُنکے پاس ایک پیالے میں بانی بہر کر لیا جاتے تھے واسطے  
 تبرک کرنے کے سو ام سلمہ ہوی مبارک نکال کر بانی میں حرکت دیتی تھیں اور بہتی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ خالد بن ولید کی  
 ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہو گئی اور بہت تلاش سے ملی تو خالد نے کہا عمرہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خلق راس فرمایا  
 لوگوں نے دوڑ دوڑ کر بال جو انب کے حاصل کیے اور میں نے پیشانی کی طرف کے بال لیے لنگو اس ٹوپی میں رکھا سو کسی لڑائی میں  
 نہیں گیا اور یہ ٹوپی میرے پاس ہو گئی مگر میری فتح ہوئی کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تاج خالد بن ولید کھوپایا تو خالد  
 حملہ سخت فرمایا کہ بہت آدمی مارے گئے اصحاب نے اس حرکت پر انکار کیا خالد نے کہا کہ میں نے یہ لڑائی ٹوپی کے واسطے نہیں کی  
 بلکہ اسواسطے کہ اس من وال پاک رسول شاہ لولاک کے تھے انکاش کون کے ماتھ میں پرنامیرے نزدیک اچھانہ تھا دوسرا  
 میرے پاس سے برکت جاتی رہتی فانکرہ اس مقام سے واضح ہوا کہ تعظیم و تکریم موسے مبارک کی قرن اول میں پہونچ  
 تھی کہ اس زمانہ میں اسکا عشر عشر بھی نہیں ہو سکتا اس زمانہ بعض جہاں بانی مشرب تبرک بآثار صالحین میں انکار  
 شدید کرتے ہیں اور دلائل ضعیفہ و اہیہ تفسیر و تخریر میں بیان کرتے ہیں حالانکہ تبرک بآثار صالحین کو تعظیم و تکریم  
 تبرکات انبیاء اولیاء کی کرنا اور حاجات دین و دنیا میں آئسنے توسل ٹھہرنا اور بالادب اپنے پاس رکھنا اور  
 بنا بر دفع بلیات اور حصول مرادات زیارت کرنا آیات اور احادیث اور احوال صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے  
 ثابت ہوا انکار کرنا اور آئسنے کلام کرنا غیر از رندہ و احماد نہیں جو دیکھو قصہ تابوت یکجہ میں مکررے الواح نوریت سے

حلیہ

نکری بنی ہاشم

تفہیم الاذکیاء فی احوال الانبیاء جلد دوم

اور عاصی موسیٰ اور حماد مارون اور نعلین وغیرہ تھے کہ نبی اسرائیل میں اسکی بکرت بھی اور لڑائی میں تبرکاً اسکو لے جاتے تھے اور فتح پاتے تھے اور جب سے وہ گیا نبی اسرائیل پر آفت پڑی کہ قرآن شریف کے سورہ بقرہ میں موجود یہ باتیکم التابوت فیہ سکتیہ من ربکم الخ اور شکوہ شریف میں حدیث طلق ابن علی کی درباب تبرک کہ لے لیا نا آبا بقیدہ منوخت صلی اللہ علیہ وسلم کا شہدہ بن دال ہی اسپر کہ اصحاب رسول اللہ رضی اللہ عنہ حضرت کو تبرک جانکر شہد بن میں ایجا تے تھے ملا علی قاری شرح اس حدیث میں کہتے ہیں کہ اس جگہ سے نکلا کہ فضلہ دار شین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ علما اور صلحا میں بھی حکم رکھتا ہے اور شیخ عبدالحی دہلوی نے شرح اور ترجمہ میں اور بھی جذب القلوب میں اور قاضی عیاض نے شفا میں اور سمودی نے اپنی تصانیف میں اس مرحلہ کو بخوبی لے فرمایا ہو حاجت بیان کی نہیں اور یہ نبی پر کہ محبت شخص اجبا تعظیم کی مقتضی محبت و تعظیم آثار اور مناسبات اس شخص کی واقع ہوتی ہو اور تادان اور عدم اعتبار اس میں دلیل عدم محبت ہو کہ نہ احقہ اسناد و اسناد فی بعض تقریرات اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث والہ حضرت ات ما د الاستاذ امتیاز میں اپنے والد الشاہ عبدالکریم سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خواب میں دہلوی مبارک اپنے رحمت فرمائے ہیں کہ انکے خواص میں یہ ہو کہ دونوں بٹے رہتے ہیں اور جب درود پڑھا جاتا ہو تو ہر ایک جدا کھڑا ہو جاتا ہو اور ایک مرتبہ تین منکر و ان کے امتحان چاہا میں اس سوچا ولی سے راضی نہوا جب تکرار زیادہ ہوئی تو وہ منکر ہالوں کو دعویٰ میں لے گئے اسی دم ہر کا ٹکڑا ٹکڑا ہوا حالانکہ آفتاب اسوقت نہایت گرم تھا اور ابر کا موسم نہ تھا ایک نے توبہ کی دوسرے نے کہا قتیہ اتفاقہ یہ پھر دوسری بار لے گئے پھر ٹکڑا ابر کا لگیا دوسرے نے توبہ کی تیسرے نے کہا یہ بھی قتیہ اتفاقہ یہ سو تیسری بار لے گئے پھر باول ٹکڑا لگایا تیسرے نے بھی توبہ کی اور ایک مرتبہ مجمع عظیم میں زیارت کیواسطے نکلے گئے ہر خند قفل پر کبھی لگائی اور کوشش کی قفل نہ کھلا تب میں ل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلاں کس حالت جنابت میں ہو اسکی شامت سے زیارت نصیب نہیں میں نے عیب پوشی کر کے سب لوگوں سے کہا کہ طہارت جدیدہ کرو سو وہ جب اس مجلس سے علیحدہ ہو گیا اسوقت قفل آسانی سے کھل گیا اور سب کو زیارت نصیب ہوئی بعد اس گفتگو کے لکھتے ہیں کہ حضرت والد نے آخر عمر میں تبرک تقسیم فرمائے چنانچہ ایک بال رسول پاک کا مجھے عنایت کیا الحمد للہ رب العالمین انتہی قولہ الکریم القصد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منزل حدیث میں بینیل دن جلوہ فرما رہے اس انما میں گروہ عورتوں کا ہجرت کنان خدمت بابرکت میں کہ اصحاب روایت محدثین لکھتے ہیں بنت عقبہ ابن عقیلہ بھی انہیں تھیں کافروں نے موافق شرط کے واپس لیا چاہا اور قتیہ کشاف میں ہو کہ سبیۃ بنت الحارث بھی اسی گروہ میں تھی کہ مسافر مخدومی خواہ یعنی ابن الراب زوج اسکا پیچھے لگا ہوا آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس کرنے کی درخواست کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منتظر دی ہوئے اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے اگر کہا اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کو کافروں کے پاس نہ بھیجے اس لیے کہ نسب بزرگی اسلام کے عورت کوئی

انسانیت

بیان صحیح اسلام و ہدایت

مومنہ کافر کے نکاح میں نہیں ہے اور اب کوئی مومن عورت کافر کو اپنے نکاح میں نہ رکھے اور آیت کریمہ سورہ ممتحنہ میں  
 نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا اذ جاؤکم المؤمنات مہاجرات الخ اور یوں حکم نافذ ہوا کہ عورت کافر کی اگر مسلمان  
 ہو کر آوے تو جو مسلمان اسکو نکاح میں لاوے سوائے مہر کے خرچہ اس کافر کا بھی واپس کرے اور جو مسلمان کی عورت کافر  
 رہ گئی ہو اور وہ اسے طلاق دے پھر جو کافر اسکو نکاح میں لاوے اس مسلمان کا خرچہ دے اس حکم کو کافرون نے قبول  
 نہ کیا اور مسلمان راضی ہوئے یعنی مسلمان اخذ اور لفظ بر راضی ہوئے اور کافر دینے پر راضی نہ ہوئے اور بیٹے پر تیار  
 ہوئے تب یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اسکا خرچہ کیا تب دین پھیرے تو جس کافر کی عورت آوے  
 اسکا خرچہ مسلمان ندین کافر کو بلکہ اس مسلمان کو دین جسکی عورت جاتی رہی یہ حکم اس وقت تھا جب کافرون  
 سے واپس کرنے پر صلح ٹھہر گئی تھی اب یہ حکم نہیں ہو گیا کہ کسی ایسی جگہ صلح کا اتفاق پڑے کہ ذکر و مولانا عبد القدیر  
 فی فائدۃ موضح القرآن الغرض بعد نزول اس حکم کے مسلمانوں نے کافر عورتوں کو طلاق دی چنانچہ حضرت عمر نے  
 اپنی دو عورتوں کو جو مکہ معظمہ میں تھیں طلاق دی ایک سے معاویہ ابن ابی سفیان نے نکاح کیا اور دوسری  
 سے صفوان ابن امیہ نے نکاح کیا یہ بیان واقع ہوئی اس پر کہ صلح مدون کے واپس کرنے پر ہوئی تھی  
 نہ عورتوں کی یا حکم اول منسوخ ہو گیا الغرض بعد قربانی دہری انجناب روانہ مدینہ با سکنہ ہوئے راہ میں سورہ انفکاح  
 نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے بشارت فتح مکہ و فیروزِ مہماندی بیعت سے اور بہت تعریف اصحاب کی  
 نازل فرمائی کہ آپ بہت خوش راہ ہیں اونٹ پر سوار یہ گمان خوش کمال خوشی سے فرماتے تھے انافحاکم فتحنا بینکم  
 اب ان تفسیر کتھے ہیں کہ انافحاکم فتحنا بینکم صلح مدینہ میں نازل ہوئی اور یہ صلح مقدمہ فتوح واقع ہوئی کہ مسلمانان  
 مکہ کو اطہار اسلام اور جبر القرآن خضیب ہوا اور اسی کے حق میں حضرت نے فرمایا ہو مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی کہ  
 کو تمام دنیا سے بہتر ہو اور حضرت عمر کے روبرو چڑھی کما عمر نے فتح ہو فرمایا التم اور اکثر کے نزدیک فتح خیر اور مکہ اور  
 اور جب حضرت مدینہ میں آئے تو ابو بصرہ بن اسعد مکہ سے رہنے میں آیا مسلمان ہو کر کافرون نے دو آدمی اسکو  
 لینے کو بھیجے حضرت نے نظر ایفا و عبد البصیر کو اس کے ساتھ کر دیا اس نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو نہ مین نہ بھیجے  
 مبادا ایذا پہونچا وین آپ نے فرمایا بصیر کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو مخلصی دیگا ناگزیر ابو بصرہ جانب مکہ روانہ ہوئے جب وہ جلیفہ  
 میں سب لوگ اترے تو ابو بصرہ نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر کھانا کھائے گو بیٹھا اسکے ہمراہ بھی کھائے  
 لے دفعۃً تلوار کا ذکر آیا تو ان دونوں سے ایک نے اپنے تلوار نکالی دیکھائے کہ ابو بصرہ نے غالباً سمجھا کہ مجھ کو مار دینگے  
 سو بولا اے یارو یہ تلوار تمہاری بہت اچھی ہے اس نے کہا البتہ خوب ہے و المدینہ میں اسکو کئی مرتبہ آزمایا ہوا بھیر  
 کہ ہم نو دیکھیں اس نے دے دی ابو بصرہ نے اسکو قتل کیا دوسرا ساتھی بھاگ کر مدینہ میں آیا اور اس کے سمجھے  
 ابو بصرہ بھی آیا اور کہا یا نبی اللہ آپ نے تو مجھے واپس کیا تھا مگر اللہ نے مجھ کو نجات بخشی حضرت صلح نے فرمایا کہ اگر کوئی

حال مدینہ

فتح مکہ

در کتب معتبرہ



مردگار اس کا ہوا تو یہ شخص روشن کندہ آتش حرب و اس کلام سے ابو بصیر نے جانا کہ حضرت صلعم بھر مجھ کو واپس کرینگے سو ابو بصیر بھاگا اور سیف البحر میں مقیم ہوا یا موضع عیس میں ساحل بحر پر ٹھہرا اس عرصہ میں ابو جندل بھی مکے سے بھاگ کر آٹا اور اس کے پیچھے بہت آدمی آئے یہاں تک کہ قریب ساٹھ یا ستتر مسلمان بلکہ تین سو جمع ہو گئے اور کاروان قریش کو جو بطریق تجارت شام کو جاتا تھا انوشا شروع کیا قریش نہایت تنگ ہوئے اور ابو سفیان کے ذریعہ سے حضرت کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس طلب کر لیجئے اب ہم اس شرط سے باز آئے جو کوئی آدمی ہمارا آپ کے پاس آوے ان میں رہے ہکو اس سے کام نہیں تب حضرت نے ابو بصیر کو خط لکھوایا اور اپنے حضور میں طلب کیا جس وقت نامہ مبارک پہنچا ابو بصیر حالت نزع میں تھے سونا نہ شریف ہاتھ میں لیا اور جان بحق تسلیم کی ابو جندل نے ابو بصیر کو دفن کیا اور ایک مسجد تعمیر کر کے ہر اسیان مدینہ میں آیا اور کہتے وہو الذی کف ایدیم عنکم و ایدیکم عنہم بطین نکتہ انھیں کی شان میں نازل ہوئی ہو فائدہ اختلاف ہو اس بات میں کہ صلعم نامہ حبشیہ میں ابن عبد اللہ حضرت علی نے لکھا تھا یا خود حضرت صلعم نے پس امام احمد نے روایت کی ہو فاخذ الکتاب ولیس یحین ان یکتب مکتب مکان رسول اللہ ہذا قاضی علیہ محمد ابن عبد اللہ اور بخاری نے براہ ابن عازب سے بھی اسی طرح روایت کی ہو اور فتح الباری میں لکھا ہو کہ ابو الولید ماحی نے اس حدیث سے دعویٰ کیا ہو کہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا علما و اندلس نے کہا کہ ابو الولید زندیق ہو بسبب مخالفت قرآن سوا میر عمر نے علما و اندلس اور ماحی کو طلب کیا ماحی نے کہا کہ خلاف قرآن میں نے کچھ نہیں کہا ہو اس لیے کہ خداوند کبریا نے نفی کتابت و خط و اثبات امیت زمان سابق میں فرمایا ہو کہ و ما کنت متلو من قبلہ من کتاب ولا تحطہ بینک لب بعد ثبوت امیت قرآن کا پڑھنا معجزہ ہو اور لکھنا معجزہ دیگر سوا بود ہر وہی و ابو الفتح نیشاپوری وغیرہ علما و اقرقیہ ابو الولید موافق ہوئے اور نبوی و فدوی بھی اس طرف مائل ہوئے ہیں اور قاضی عیاض نے شغائین بیان کیا ہو کہ بعض آثار دلالت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم حسن خط سے واقف تھے کیونکہ ایک مرتبہ کتاب سے ارشاد کیا تھا کہ قلم اپنا کان پر رکھ لے تو جلدی یاد آوے اور معاویہ سے کہا تھا کہ واثق کشادہ کرو اور قلم اپنا تحریف رکھو اور ونداندہ شین علیہ علیہ کلمہ اور حرف میم کو کور نہ کرو اور بعض علمائے محققین فرماتے ہیں کہ لکھنا بعد امیت معجزہ نہیں ہو بلکہ باعث شک ہو اور اتیان قرآن میں شبہ پڑتا ہو کیونکہ منکر کو گنجائش اس کلام کی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتی نہ تھے اور امین ظاہر فرماتے تھے پس تحقیق حق یہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی سے فرمایا کہ لکھو چنانچہ روایات دیگر تبصر اس باب میں وارد ہیں اور جو قاضی عیاض نے اطلاع حسن خط دلالت آثار سے بیان کی ہو محبوب اس کی تصدیق پر اتفاق رکھتے ہیں اور بعض فرض تسلیم اطلاع صورت بعض حروف سے کتابت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اکثر ناخواندہ بعض حروف کے صورت سے واقف ہوتے ہیں لکن فی اللوہب اللدنیہ اور توجہ احوال میں لکھا

بیان اختلاف در کتاب

۵۰

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

صلعم اور ماحی کا خطاب

کہ حضرت صلعم نے اسم حسن اور رسول اللہ اپنے ہاتھ سے محو کیا اور علی مرتضیٰ نے لکھا ابن عبد اللہ وہو الصالح روایت ہو  
 کہ جب بجد رسول اللہ علی مرتضیٰ نے ابن عبد اللہ لکھا تو حضرت نے علی مرتضیٰ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تجھ کو بھی ایسا  
 واقعہ پیش ہو گیا چنانکہ صفین کے وقت جب امیر المومنین علی مرتضیٰ اور حاکم شام کے درمیان صلعم نامہ لکھنے لگے تو کتابت  
 نے لکھا کہ یہ صلعم نامہ امیر المومنین علی کا بی وکیل حاکم شام ہوا کہ امیر المومنین نہ لکھتو اگر تم ایسا جانتے تو مقابلہ  
 نہ کرتے بلکہ علی ابن ابیطالب لکھو فائدہ امام شافعی نے صلعم حدیبیہ سے قیاس کیا کہ صلح کفار سے دہل برستیں  
 درست ہو اور اگر امام کو قدرت ہو تو چار برس سے زیادہ جائز نہیں اور امام مالک کے نزدیک کچھ حد نہیں  
 امام کی رائے پر موقوف ہے فائدہ بیعتہ الرضوان کی مباہلین کے فضائل حدیث و قرآن سے ثابت ہیں منکر  
 کا کافر جو چاہے کریمہ قدر رضی اللہ عن المومنین اذ بایعونک تحت الشجرۃ اسبہ ناطق ہو یعنی اللہ خوش ہوا ایمان  
 والوں سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھے اس درخت کے نیچے اور پھر ارشاد کیا ان الذین بایعوک انما بایعون اللہ  
 یہ اللہ فوق ایدہم یعنی جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھے وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہر آنکے ہاتھوں پر اور ہاتھ  
 میں کمال تفصیل فضائل اہل بیعت کے موجود ہیں جابر بن عبد اللہ سے علامہ بیہقی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے  
 لایدخل النار احد من بایع تحت الشجرۃ اور شعبی فرماتے ہیں کہ السابقون الاولون من المهاجرین والانیار بیعت  
 رضوان کے لوگ ہیں اور پوشیدہ نہ ہے کہ حضرت صلعم نے اس بیعت کو فتح میں شمار کیا جو چنانچہ صحیح بخاری میں براہ  
 ابن عازب سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تم لوگ فتح مکہ کو فتح کہتے ہو حالانکہ فتح مکہ بھی ایک فتح تھی اور  
 میں بیعت رضوان کو فتح شمار کرتا ہوں اور زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کوئی فتح عظیم بیعتہ الرضوان سے نہیں ہونگی  
 کیونکہ اس صلح و آشتی میں سب شرک مسلمانوں سے مل گئی اور آمد و رفت باہم جاری ہوئی تو شرک قریش اکثر احوال  
 و افعال و عوارق عادات و منجزات باہرات اور حسن سیرت و جمیل طریقت رسول رب العالمین سے بخوبی آگاہ ہوئے  
 اور اس سبب سے از خود میلان خاطر جانب ایمان پیدا ہوا کہ بہت شرک مسلمان ہوئے بلکہ یہی علت صلح تھی  
 القصد اسی سال میں تعین صلوة الاستسقاء واقع ہوا یعنی بانی کار بر سنا موقوف ہو گیا تھا سو حضرت نے دعا فرمائی  
 کہ سات دن متواتر بانی برسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ اسکا طریقہ یہ ہو کہ جب بانی کی حاجت ہو تو امام  
 قوم کے ساتھ حجر امین جائے اور دعا و استغفار کرے اور قبلہ ہو رہے اور چادر کو زنجیر سے جیسا کہ مذہب امام محمد رح  
 کا ہوا روٹی کو آتے نہ دے اور جو جیسے حد سے غازیہ میں تو جائز ہو اور جماعت و خطبہ سنت نہیں ہر صاحب جماعت  
 کے قائل ہیں اور محمد کہتے ہیں کہ وہ خطبہ چاہیں اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ ایک ہی خطبہ چاہیے اور درختار میں ہے کہ تین دن  
 متواتر نکلیں اور امام نکلنے کے قبل تین روزوں کے یہ حکم کہے جب وہاں ہوا دین تب چوتھے دن یا وہ پاکیزے وہاں  
 پہن کر زاری کہتے ہوئے نکلیں اور نکلنے کے پیشتر کچھ مقدمہ دین اور توبہ کریں اور مسلمانوں کی بخشش چاہیں اور

انکشاف در صحت صلح کفار

بیان فضائل جابر رضوان

تتمہ در احوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

منہیغ و ناتوان مردوں اور عورتوں اور لڑکوں کو شریک نہ کریں اور لڑکوں کو مان سے دور رکھیں اور عجب ہر کہ وہ اب  
کو بھی نکالیں اور بہتر یہ کہ امام لوگوں کے ساتھ جائے اور جو قوم کہ امام کے اذن سے بیرون سے جائے درست ہو  
اور جو نکلنے سے پیشتر بانی برس پڑے تو عجب ہر کہ شک کے واسطے نکلے اور جو بڑی لگی ہو تو اس کے بند کرنے کے لیے کا  
مستحب ہو اور صلوة الاستسقا آیت کلام اللہ سے مستنبط ہے فقہاء نے فرمایا کہ ان کا غفاریر سلسلہ اس کے  
در آتا ہے احمدی میں ہر کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ استسقا سبب ہی بانی کے اوترنے کا اور یہی معنی صلوة  
الاستسقا کے ہیں چنانچہ تفصیل کے قصہ حضرت نوح میں لکھی گئی ہے پھر اسی سال میں کسوف ہوا اور صلوة  
الکسوف شروع ہوئی اور احکام اسکے کتب فقہین بتصریح میں حاجت بیان نہیں اور اسی سال میں عولہ بن قلیب  
ابن قیس ابن مالک ابن ابی اسلم نے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ میرے شوہر نے مجھ کو مان کہا اور اسلام  
سے قبل جو مرد عورت کو تنہا کہ تو میری مان ہے وہ عورت تمام عمر اس پر حرام ہو جاتی تھی اسی سبب سے حضرت نے فرمایا کہ آ  
کیونکہ تم دونوں مل سکتے ہو تب تو وہ عورت شکوہ کرنے لگی کہ یا حضرت گھر میں ہوتا ہے اور اولاد پریشان ہو رہی ہے  
میں کیا کروں اسی فقہین میں یہ آیت قد سمع اللہ من نازل ہوئی کہ والذین یظاہرون من انساکم ثم یعودون لما قالوا  
فخریر رقبہ من قبل ان یتما تذاکم تو عطفون بہ والذین بالعلون خیر من لم یضیم شہرین متابعین من قبل  
ان یتما سائن لم یسطع فاطعام ستین سکینا یعنی جو لوگ مان کہہ بیٹھیں انہی عورتوں کو پھر بھی کام چاہیں جس کو کیا ہو  
تو آزاد کرنا ایک ہر دہ پہلے اسی کہ آپس میں ملین اور ساتھ لگا دین اسی سے ٹکونیصرت ہوگی اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ  
تم کرتے ہو پھر جو کوئی نہ پاوے تو روزہ دو مینے کا لگاتا رکھے پچاس سے کہ آپس میں چھوٹیں پھر جو کوئی نہ کر سکے تو کھانا  
دینا ہے ساتھ محتاج کا تھک سیر میں ہر کہ ظہار اسے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کھانا نہ دیا رضای کی ایسے عضو  
سے تشبہ دی کہ انکا دیکھنا حرام ہے جیسے کہی کہ تو ایسی ہی مجھے جیسے میرے مان کا پیٹ یا ان یا ان اسکی جیسے میری بہن  
یا بھوپھی کا پیٹ بلکہ کہ تیرا جیسے میرے مان کا پیٹ یا تیرا آدمی بدن یا تہائی یا غیر اس کے جیسے میری مان کا پیٹ یا  
میرے دو دم پلانے والی کا پیٹ اس کہنے سے عورت حرام رہتی ہے جب تک کفارہ نہ دے اور جو کہ تو مجھے لڑکی جیسے  
مان ہے اس قول سے اگر کراست یا ظہار کی نیت ہو تو صحیح ہے اور اگر طلاق کی نیت ہو تو بائیں ہوگا اور جو کچھ نیت نہیں  
تو غوی اور اگر لکھا کہ تو مجھے حرام ہے جیسے میری مان اگر نیت طلاق یا ظہار ہو تو صحیح ہے اور جو کہ تو حرام ہے جیسے میری مان کا  
پیٹ تو فقط ظہار ہی کو طلاق یا ایسا کی نیت ہو فائدہ من فہم ہی معلوم ہوا کہ لونڈی سے ظہار نہیں ہوتا کیونکہ  
ظہار کے معنی ازواج کے ہیں اور لونڈی ازواج میں نہیں ہے اور یہی اس عورت سے ظہار نہیں ہوتا جو کہ لڑکی  
کھان میں لایا اور ظہار کیا بعد اس کے عورت نے اجازت دی کہ چونکہ ظہار کے وقت زوجہ نہ تھی اس لیے کہ نکاح ان کا  
پرہیز تھا اور یوں دونوں لگا لگا سے مراد ہے کہ توڑتے ہیں اس پھر کہ جو کہ ظہار بقتضی ہے یہ قول جاذب امام کا

کسوف

ظہار

ظہار



پر روزے میں اختلاف ہے ابو حنیفہ کوئی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ استمتاع کو مباح جاننے سے گو بغیر شہوت بھی ہو طہار کوٹ جاتا ہے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو عورت کو طہار کے بعد اس قدر ٹھہرا کہ اس زمانہ میں مفارقت ہو سکتی ہو تو وہ نقص ہو اور مالک کے نزدیک جماع کا ارادہ نقص ہے اور امام احمد حنبل کے نزدیک جماع ہی اور لفظ رقبہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بردہ عام ہے مومن ہو یا کافر کیونکہ وہ مطلق ہو یا قید اور وصف کے حق میں مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہے اور امام شافعی مومن کو خاص کرتے ہیں اور قیاس کرتے ہیں قبل کے کفارہ یہ اورین قبل ان تیسرا معلوم ہوا کہ وطی بوسہ و کنار کفارہ کے پیشتر حرام ہے یہ مذہب ہمارا ہے اور بعضے صرف وطی حرام کہتے ہیں کیونکہ تماس سے مراد جماع ہے اور رقبہ کے نہ پانے سے مالک کے نزدیک یہ مراد ہے کہ نہ بردہ پاوے اور نہ بردہ کی قیمت کہ اس سے مول لے سکے جو بردہ پاوے اگر ادا کرے گو خدمت کی حاجت رکھتا ہو اور جو بردہ ہو تو اگر قیمت پاوے مول لیکر آزاد کرے گو نقص کی حاجت ہے اور اگر قیمت بھی نہ پاوے تو روزے رکھے اور شافعی کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نہ پاوے یا اسکی قیمت فاضل حاجت اصلی سے جو بردہ یا یا پر خدمت کی حاجت ہے یا قیمت پائے پر نفقے کی حاجت ہے تو اسکو روزے یا ہمین اور ہمارے امام کے نزدیک اگر بردہ لے گو خدمت کی حاجت ہو آزاد کرے اور جو قیمت ہو تو مول نہ لیوے گو وہ قیمت حاجت اصلی سے فاضل ہو بلکہ روزے رکھے اس قول کی ناسیدیہ ہے کہ بعد اسکے اللہ نے کفارہ کو کھانا کھلانے پر رکھا اور کھانا کھانا بدون قدرت کے نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ بردہ نہ پانے سے نہ با بردہ کا بعینہ مراد ہے نہ قیمت اسکی کیونکہ اگر قیمت کا اعتبار ہوتا اور کھلانے والے کو قدرت مقدم ہے تو بجائے اطعام کے شراب و عذرا شاد ہوتا اور بیت البعین سے معلوم ہوا کہ تین شرط ہے اور تین آسے کہتے ہیں کہ دو مہینے کے مابین وہ پانچ دن جمیع روزہ نہیں درست ہے نہ اور انکے درمیان انقطاع نہ کرے عذر سے یا غیر عذر سے پھر جو بے عذر اوطار کیا تو بالاتفاق استیناف ہے اور جو بعد کیا تو ہمارے نزدیک استیناف ہے اورین قبل ان تیسرا اسکا کہ یہ معنی ہیں کہ روزہ جماع اور بوسہ وغیرہ پر مقدم ہے اور بعضوں نے فقط جماع پر مقدم کیا معلوم ہوا کہ روزہ میں مسی بھی ہو کیونکہ دو مہینے کے روزے کا تقدم علی المس شرط ہے کتب اصول میں بھی کہ روزے کے اندر اگر رات کو عذرا اور دن کو بوسہ و اوطی کرے تو ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک استیناف ہے اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک نہیں کیونکہ اللہ نے واجب کیا کہ سب روزے مس کے قبل ہوں جو استیناف کریگا تو سب روزے مؤخر ہوں گے اور جو استیناف نہ کریگا تو بعض مس پر مقدم ہوں گے یہ بہتر ہے اور طریفین کہتے ہیں کہ اللہ نے دو چیزیں واجب کی ہیں ایک تقدم علی المس دوسرا خالی ہونا مس سے اس صورت میں کل کا تقدم علی المس ساقط ہوا پھر خالی ہونا مس سے کل کا استیناف سے ہو سکتا ہے ایسے سب ہی ممکن کیے اور من لم یستطع کے یہ معنی ہیں کہ اصل صوم کی طاقت نہ رکھے یا اصل صوم پر قیاد ہو پر بیماری سے تنابع کی طاقت نہیں ہے تو جو بیکہ ساتھ مسکین کو کھلاوے ہر ایک کو ایک صلہ کیون یا ایک صاع جو یا سو کے نمے اور اگر لپکا کر کھلاوے

تو سامن روئی دو وقت کھلا دے اور اگر اناج دے تو ہر ایک محتاج کو دو سیر گھیون جیسا بیان کیا گیا اور اطعماء کی صورت میں تماس کا ٹھونہا ہمارے نزدیک شہر بنین ہو کیونکہ وہ اس قیدی سے غلط ہے اور مطلق لفظ اطلاق پر رہتا ہے گو ایک حادثہ بنین ہو اور شافعی کے نزدیک شرط ہو اور صاحب کشف اور مدارک نے کہا ہے کہ جو مدعا ہر کفارہ سے بعض رہا تو عورت کو چاہیے کہ مدافعت کرے اور قاضی کو چاہیے کہ کفارہ کے لیے جبر کرے اور قید رکھے اور اکلید بن عی کران آیتوں سے بہت مسائل معلوم ہوئے ظہار کا حکم اور اس کا کبیر ہونا اور خاص ہونا ظہار کا درجات سے اور کفارہ عود کی صورت میں اور امام مالک نے من لسانہم سے دلیل پکڑی ہے کہ سر یہ سے بھی ظہار ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی فسق داخل ہے اور بعضوں نے ظاہر آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ ظہار فقط اسی وقت ہوتا ہے کہ خاص بیٹ سے تشبیہ دے اور فقط مان کے ساتھ تشبیہ نہ جذبات وغیرہ محارم سے رضاعی ہوں یا نسبی اور بعضے کہتے ہیں کہ عورت کے واسطے مسئلہ ظہار بنین ہو یعنی مثلاً اگر زوجہ اپنے شوہر کے بیٹ کو والدین سے تشبیہ دے تو کفارہ ظہار لازم نہیں آتا کیونکہ یہ حکم مرد کو خاص ہے اور والدین کے عموم سے دلیل پکڑی ہے کہ غلام کے واسطے بھی ظہار ہوتا ہے اور اس پر بھی جو مجر و ظہار کے کفارہ واجب جانشاہی اور عود کا اعتبار بنین کرتا فائدہ یہ جو لکھا گیا کہ بسبب بیماری کے تعلق صوم کی طاقت نہ ہو سو اس کا حال یہ ہو کہ بعض وہ شخص ہو جو خوف کرتا ہو کہ روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جائے گی جس طرح در چشم یا تپ و لرزہ ہو اور جو مرض کراہین زیادتی کا خوف نہ ہو یا اس کو کھانا منفر ہو جس طرح استلزام شکم اس کو رخصت و اظہار بنین ہو اس کو روزہ بر سبیل متابعت رکھنا لازم ہو مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طبی حکم مرض ہو آئین رخصت ہے اور باقی حال مسئلہ ظہار کا کتب فقہین تبصرہ مذکور ہے اس قدر آیت قرآن سے تعلق جو بیان کیا گیا اسی سال میں ام رومان زوجہ حضرت ام المومنین امام المتقین افضل الصحابہ حضرت صدیق اکبر علیہ السلام عمنہ ابن ابی جحافہ اور والدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی وقت وفات حضرت محبوب رب العالمین رسول التحلین صلی اللہ علیہ وسلم انکے قبر میں آئے اور انکے واسطے استغفار کیا رعایہ لخت ابی بکر و عائشہ رضی اللہ عنہما و قضا لخت ام رومان اور جب انکو قبر میں رکھا تو فرمایا من اراد ان یبظرا لی امرأۃ من الحور العین فلیبظرا لی ہذہ المرأة اور اسی سال کے ماہ یحییٰ میں حضرت رحمۃ العالمین حبیب رب العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ بادشاہان ہجرت کو فرامین لکھوائیں تاکہ انکو رغبت اسلام ہو خوف و ترس بھی لاحق ہو وایت ہو کہ جب یہ ارادہ ہوا تو اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان ملوک و سلاطین کا دستور ہے کہ جس خط پر مہر نہوا سے بنین پڑھتے لہذا حضرت نے خاتم بنانے کا حکم دیا چنانکہ خاتم طلائی طیارہ ہوئی بعض اصحاب نے بھی جو کہ متحمل تھے باتباع حضرت انگشتی ہوا آئی اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پینی تو اصحاب نے بھی پینی دوسرے روز حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمدی سو نہا پینتا تمہاری امت کے مردوں پر حرام ہے

خوارات و عوام

نہا صوم

تذکرہ اہل خباب رسالت اک صلی اللہ علیہ وسلم

تذکرہ اہل خباب رسالت اک صلی اللہ علیہ وسلم

اس وقت حضرت مسیح نے واصحاب نے خاتم ملّا آتا رڈ الی بعد اسکے خاتم فقرہ بنوا لی کہ اسکا حلقہ فگین دو نو توئی تھو راکون  
 کھدو ایا گیا سطر اول میں اللہ اور سطر دوم میں رسول اور سطر سوم میں محمد اس انگشت تری کو حضرت واسع نے ہاتھ کے چھنگلیان  
 اکثر پہنا کرتے تھے بعد آپ کے حضرت صدیق اکبر نے پہنی پھر حضرت عمر نے پھر حضرت عثمان نے اس کے ہاتھ سے پیرا ریس میں  
 گر گئی اور باد صفت تلاش غلی اسی دن سے امور خلافت راشدہ میں بے انتظامی شروع ہوئے محققین نے لکھا ہے کہ اگر حضرت  
 مبارک خاصیت انگشت تری سلیمان رکھتی تھی الغرض جب ایسی صفت کے خاتم مرتب ہو گئی تو حضرت سلیم نے چھتھ خط  
 چھتھ بادشاہوں کو لکھوائے اور چھتھ شخص اصحاب سے ایلی مقرر ہوئے وحیہ ابن حلیقہ کلبی ہر قل قیصر روم کے پاس روانہ  
 ہوئے اور بعد ازاں حدائقہ سسی کسے حاکم فارس کے پاس بھیجے گئے اور عمر ابن امیہ خمیری نجاشی رحمتہ اللہ علیہ سلطان  
 حبش کے پاس اور غائب ابن بلتعمی قوتس لے اسکندریہ کے جانب اور شجاع ابن ابی دہب حارث ابن ابی  
 غصائہ یمامی مقتدر دمشق کے پاس اور سلیم ابن عمر دعامری ہودہ ابن علی خفی پیشوا یرماسہ کی طرف روانہ ہوئے اور  
 پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہوئے کہ شخص جس قوم کی طرف گیا اسی قوم کی بولی بولنے لگا صحیح بخاری میں  
 بعد ازاں ابن عباس سے روایت ہو کہ ابوسفیان نے مجھے قصد نقل کیا کہ جب ہم سے اور حضرت سے حدیبیہ میں صلح ہوئی  
 تو میں شام کے ملک میں گیا اس زمانہ میں حضرت نے وحیہ کلبی کے ہاتھ روم کے بادشاہ کو خط لکھا سو وحیہ کلبی نے  
 شام کے سردار کو خط دیا اسنے روم کے بادشاہ کو حوالہ کیا کہ ہر حال نے کہا اگر اس شخص کا جو آپ کو پیغمبر جانشاہ کوئی اہل قوم  
 ہو تو بلاؤ سو مجھے بلو ایا مع چند قریش کے ہر قل نے پوچھا کون آدمی قریب تر نسبت میں اس صاحب خط کا وہ میں نے کہا  
 میں ہوں مجھ کو لوگوں نے بادشاہ کے سامنے بٹھلایا اور میرے پیچھے ہمراہیوں کو پھر مترجم لینے دو ہماسیا بلایا اور بادشاہ  
 میرے ساتھیوں سے کہا کہ میں اس شخص سے کچھ پوچھتا ہوں اگر یہ جواب دے تو تم جھٹلاؤ ابوسفیان نے کہا کہ خدا  
 کی قسم اگر دروغ گوشت سہور ہوئے گا ورنہ تو میں حضرت کے حال میں کچھ جوڑ بولتا غرض بادشاہ نے پوچھا کہ حسب نسب  
 اس نبی کا کیا ہے میں نے کہا نہایت شریف اور عمدہ خاندان ہے پھر پوچھا کہ کوئی شخص اسکے باپ دادوں میں بادشاہ بھی تھا  
 میں نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ کون اس پر جوڑ بولنے کی ہمت بھی لگی ہے میں نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ سردار لوگ اسکے تابع  
 ہوتے ہیں یا غریب میں نے کہا اصفا پھر پوچھا تو تابع اسکے زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں میں نے کہا کم ہتیں ہوتے بلکہ  
 زیادہ ہوتے جاتے ہیں پھر کہا کہ کوئی شخص تابعین سے مرتد بھی ہو جاتا ہے یا خوش ہو کر میں نے کہا نہیں بادشاہ نے کہا تم  
 اس سے لڑتے ہو میں نے کہا ہاں کہ اس طرح لڑائی ہوتی ہے میں نے کہا کبھی ہم غالب آتے ہیں کبھی وہ پھر کہا کبھوں غلبہ لگتی  
 بھی اسکے طرف سے ہوتی ہے میں نے کہا نہیں لیکن اب جسے امداد سے صلح ہوئی ہے وہ کو معلوم نہیں کہ اب کیا کرے وہاں  
 ابوسفیان کہتا ہے کہ اللہ اتنی بات کے سوا کوئی بات اور میں نہ ملا سکا بادشاہ نے کہا کہ اور بھی کہتے تم لوگوں  
 میں سے قبل اسکے دعویٰ نبوت کیا ہے یا نہیں میں نے کہا نہیں پھر بادشاہ نے مترجم سے کہا کہ اس سے کہہ دے کہ میں نے

اس وقت حضرت مسیح نے واصحاب نے خاتم ملّا آتا رڈ الی بعد اسکے خاتم فقرہ بنوا لی کہ اسکا حلقہ فگین دو نو توئی تھو راکون

متنوع در احوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم  
 تفہیم الاذکیا فی احوال الانبیاء جلد دوم  
 ۲۳۴  
 متنوع در احوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم



اسکا حسب نسب پوچھا تو نے کہ شریف اور عالی خاندان جو پیغمبر ہوگا اسی طرح کے ہوتے آئے ہیں میں نے پوچھا  
 اسکے باپ دادا میں کوئی پادشاہ تھا تو نے کہا نہیں ہو اگر کوئی پادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے  
 میں اپنے آبائی سلطنت جاہتہاؤ اور میں نے اسکے تابعداروں کا حال پوچھا تو نے کہا غریب ہیں سو یہی حال جو  
 پیغمبروں کا کہ اول غریب لوگ انکی اطاعت کرتے ہیں لیکن بڑے آدمی غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے  
 پوچھا کہ نبوت سے قبل کبھی اسکی دروغ گوئی بھی ثابت ہوئی جو تو نے کہا نہیں میں نے جانا کہ وہ کبھی خدا پر جھوٹ نہ  
 بانٹے گا اور میں نے تجھے پوچھا کہ اسکے لوگ دین سے ناخوش ہو کر بھڑکے جاتے ہیں تو نے کہا نہیں سو یہی حال ہے  
 ایمان کے نور کا جب دل میں رچ گیا اور میں نے پوچھا کہ اسکے لوگ زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم تو نے کہا زیادہ ہوتے  
 ہیں سو یہی حال ہے ایمان کا کہ اسکو ترقی ہوتی ہے ایمان تک کہ کمال کو پہنچتا ہے اور میں نے کہا کہ اسکی کڑائی کا کیا حال ہے  
 تو نے کہا کبھی وہ غالب ہوتا کبھی ہم سو یہی سنت ہے پیغمبروں کی کہ اول ایمان والوں کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو فتح  
 نصیب ہوتے ہیں اور میں نے پوچھا کہ وہ دعا بھی کرتا ہے تو نے کہا کہ نہیں سو یہی عادت ہوتی ہے پیغمبروں کی کہ وہ ہرگز  
 دعا نہیں کرتے اور میں نے پوچھا ایسا دعویٰ اسکی قوم میں کسی اور شخص نے بھی کیا تھا تو نے کہا نہیں سو اگر ایسا  
 دعویٰ کیا ہوتا تو میں جانتا کہ یہ شخص بھی اپنے قوم کی راہ پر چلا اگلوں کی طرح اسکو بھی ہوس نے لیا پھر پادشاہ نے  
 کہا تم کو کیا حکم دیتا ہے میں نے کہا صلوة و زکوٰۃ اور برادر پروری اور پرہیزگاری کا پادشاہ نے کہا اگر یہ سب باتیں اس  
 شخص میں ہیں تو وہ بیشک پیغمبر ہے اور میں آگے سے جانتا تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا جاتا ہے لیکن میرا یہ گمان  
 نہ تھا کہ تمہارے قوم میں ہوگا اور اگر میں یہ جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اسکے دیدار کا عاشق ہوتا اور  
 جو میں اسکے پاس ہوتا تو اسکے قدم دھو کر تاج پھر پادشاہ نے حضرت کا یہ خط مانگا اور یہ عجیب وہ خط پڑھا تو  
 اہل عرب میں بہت گفتگو اور نہایت شور و غل ہوا پھر ہم بموجب حکم دربار سے نکالے گئے ابوسفیان نے کہا کہ جب  
 ہمارا اخراج ہوا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد کا یہ رتبہ پہنچا کہ پادشاہ روم اس سے ڈرتا ہے کافال اعداء میں  
 ابی بکشتہ انہ بنیاد ملک بنی الامصہ یعنی بزرگ ہوا کام ابن ابی بکشتہ کا کہ اس سے ڈرنے لگے پادشاہ بنی الامصہ لیکن  
 قیصر روم ابوسفیان کہتا ہے کہ اس وقت میں نے یقین سے جانا کہ حضرت سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ خدا  
 نے مجھکو اسلام میں داخل کیا راوی کہتا ہے کہ پھر ہم قرآن نے روم کے سردار اپنے ایک مکان میں جمع کیے اور دروازہ میں  
 قفل ڈال دیا پھر اُسے کہا کہ اے لوگو! اگر قیامت تک اپنی ہدایت اور بھرتی اور اپنی سلطنت کا قیام چاہتے ہو تو اس  
 پیغمبر کا ایمان لاؤ سوروم کے سردار سب بھڑکے اور گور خروں کی طرح بیکار ہو گئے لیکن دروازے بند پائے پھر پادشاہ  
 نے انکو بلایا اور کہا میں نے تمہارے دین کی مضبوطی آزمائی تھی شاباش جو بات مجھکو پسند تھی وہی تھی کہ تب تو ان لوگوں نے  
 پادشاہ کو مجاہد کیا اور خوش ہو گئے حقیقت یہ ہے کہ روم کے لوگوں نے پادشاہ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا کہ دروازے بند ہونے سے دست بردار ہو جائے

بخوف ملک و دولت و عزت و جهان زبان بدکر لکھا کہ آزمائش تمھاری منظور تھی سو تم دین پر اپنے ثابت قدم لکھو  
یہ معاملہ شہر محض میں واقع ہوا کہ چونکہ حب و حسد کلبی مدنیہ با سکیہ سے خط لیکر ہر قل سے پاس چلے ہیں تب ہر قل  
بیت المقدس کو نذر ادا کرنے لیا تھا اور قبل پہنچنے وجہ سے محض میں آگیا تھا اور مضمون خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا  
کہ یہ خط محمد خدا کے رسول کا ہے ہر قل کی طرف جو روم کا سردار ہو اس پر سلام ہو جو راہ راست پر چلا بعد اسکے میں تم کو بلاتا  
ہوں اسلام کی دعوت سے قبول کرنا کہ دین و دنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا خدا تمھیں جو دوسرا ثواب دے گا  
یعنی ایک تو اب عیسوی دین قبول کرنے کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا اور اگر تو نے اسلام نہ قبول کیا تو تیرے  
اوپر رعیت کا اور تالیداروں کا گناہ پڑے گا یعنی جب تو مسلمان نہ ہو تو رعیت بھی مسلمان نہ ہوگی تو انکی گمراہی کا عذاب  
بجھیں کہ جو گناہ آیت لکھی تھی یا اہل کتاب تعالوا الی کلمۃ سوا بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشکر غیرہ بعض البغلا  
اربا با من دون الدفان تو لو انقو لو اشد و ابانا مسلمون یعنی اور اے کتاب والو آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمھارے  
دور میان برابر ہو وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم خدا کے سوا کسی کی عبادت اور پرستش نہ کریں اور کسی چیز کو اس کے ساتھ  
شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعضوں کو خدا کے سواے اپنا رب اور مالک نہ بنا دیں سو اگر اہل کتاب  
توحید سے موخر ہوئیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ ہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الہی کے مطیع فائدہ یہ جو ابوسفیان نے لکھا کہ تقد  
امراہ بن ابی کبشہ سو حال اس مقولہ کا یہ ہے کہ ابی کبشہ قبیل خزاعہ میں ایک شخص تھا ساحر کراں سے ابو جحیفہ وقوع  
میں آیا کرتے تھے انھیں بت پرستی میں قریش سے مخالفت کر کے ستارہ شمرے یا مانی کی پرستش شروع کی تھی اس  
ش بہت سے مشرک بت پرست حضرت رحمۃ اللہ علیہ شفیع الدینین صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہنے لگے کہ چونکہ  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے تعالے کو برخلاف قریش پوجتے تھے اور انکو ہش بتوں کی کیا کرتے تھے اور سخت بیزار  
تھے سو انکے نزدیک جیسا ابن ابی کبشہ برا تھا ویسا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا جانتے تھے فائدہ ہر قل کبیر  
الدار و فتح الراہ و سکون النفاق بر وزن و شوق ہو اسم علم لہ لا ینصرف للعلیۃ و البویہ اور قصیر بادشاہ روم کا لقب ہے  
جس طرح بادشاہ فارس کا کہرے اور سلطان حبش کا نجاشی اور فرمان رواے حرک کا خاقان اور فرمان رواے  
قبط کا فرعون اور کبیر ہمیر کا تیج فائدہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ہر قل ایمان لایا یا نہیں بعض علماء اسلام کہہ رہے ہیں  
فرماتے ہیں کہ ہر قل بادشاہ روم اسی وقت ایمان لایا جب اس نے نامہ مبارک بڑھا لکھ پوچھ لکھ اور مخفی و بخوف ہلاکت  
ذات و زوال مملکت عادت و انفعال اس کے برخلاف دین اسلام تھے لیکن سید امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے  
کہ ہر قل نے بتوں سے ایک خط حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا اور اس میں مندرج کیا کہ میں مسلمان ہوں  
حضرت حبیب اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ کاتب اس خط کا جو تھا ہی شخص اتنا کہ اپنے نصرت پر تھا  
ہو لہذا بعض علماء تحقیق شکر اللہ علیہم ورضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہر قل ایمان نہیں لایا نہ اسی وجہ سے کہ

ابو جحیفہ  
ابو جحیفہ  
ابو جحیفہ  
ابو جحیفہ

کرنا مبارک ایک سونے کی ٹوبی میں اتیک رکھا ہوا کہ جب پانی نہیں بہتا تو اس سے استسقا کرتے ہیں فائدہ ایک شخص غناظر عالم نصاریٰ نہایت معظّم و مکرم وہاں رہتا تھا ہر قل نے وحیہ کلی سے کہا کہ تم اپنے پیغمبر کا حال اس سے کہو اگر وہ ایمان لاوے تو سب نصاریٰ ایمان لاویں گے انھوں نے جا کر بیان کیا اُسے سنتے ہی عصا اپنے ہاتھ میں لیا اور سپید کپڑے پہن کر باہر نکلا اور کلیسا میں جہاں بڑے بڑے نصاریٰ جمع تھے گیا اور کہا کہ میں پیغمبر عربی پر ایمان لانا بیشک یہ وہی پیغمبر ہیں جنکی بشارت عیسیٰ نے دی بیٹھے ہوئے نصاریٰ اس پر دوڑ پڑے اور مارتے مارتے مار ڈالا یہ حال سنکر کہلا مریضی ہی حال کرینگے اگرین ایمان لاؤں تو زمین و آسمان کے لوگ ہر ایک کے لئے عظیم اجر کے مفت نامہ مبارک کسرے کو پہنچایا اُسے پڑھ کر چاک کر ڈالا اور کما غلام لوگ مالکون کو ایسا لکھتے ہیں تو حضرت نے سنکر فرمایا ان پر قول مخرق یعنی پارہ کسے جائیں وہ تمام پارہ ہوں اس دعا کی اثر سے جو وہ پادشاہ ایک ہی سال میں مر گئے پھر ایک عورت پادشاہ ہوئی پھر سلطنت جاری ہوئی روایت ہو جہاں حضرت نے دعا فرمائی اُسی رات کسری بالافانہ سے گرا اور مر گیا اور روضۃ الاجاب میں ہے کہ دونوں جہادی الاول سال ہجرت میں شب سہ شنبہ یہ معاملہ ہوا کہ شیر و یہ کسری کے بیٹے نے کسرے کا پیٹ چھری سے چیر ڈالا اور مکتوب خوش سلا کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط محمد رسول اللہ کے طرف سے لکھا جاتا ہے کسری بادشاہ فارس کو سلام اس شخص کو جو راہ ست کے متابعت کرے اور خدای تعالیٰ جل شانہ کا گردیدہ ہو کر گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور محمد اس کا بندہ اور رسول اسی کسری میں تجھے اسلام کی دعوت کرتا ہوں بیشک میں خدا کا رسول ہوں تمام جہاں کے لئے تاکہ ہر ایک زندہ کو ڈراؤں اور خدا کے عذاب سے خوف دلاؤں اور کافروں پر حجت تمام کروں پس اسی کسری تو خدا سے ڈرا اور مسلمان ہو کر ہلاکت سے نجات پا کر فلاح کو پہنچے اور اگر سرکشی کر گیا تو خوف سمجھو کہ مجھ سے کاسا و بال تعجبی ہو گیا جب یہ نامہ اُسکے سامنے پڑ گیا تو اُس نے ہاتھ میں لیکر چاک کر ڈالا اور بلے ادا نہ کلام کیا یعنی اپنا نام میرے نام سے پھلے کیوں لکھا یہ خبر حضرت کو پہنچی حضرت نے فرمایا کہ جس طرح کسری نے میرا نام پھیلایا اللہ تعالیٰ اُسکا پیٹ پھاڑے پھر کسری نے باذان حاکم یمن کو لکھا کہ شخص مدعی نبوت کو گرفتار کر کے سیدھے اُسے آؤ اور پھر حضرت فارسی کو بھیجا اور ایک خط حضرت کو لکھا کہ تم ان دونوں کے ساتھ کسری کے پاس جاؤ چنانچہ وہ دونوں طائف کے سرزمین میں آئے ابوسفیان اور یحییٰ بن اوسین وغیرہ ملے انھوں نے حضرت کا مسکن بتلایا اور خوش ہوئے کہ بھلا جلیل القدر بادشاہ دشمن رسول ہوا انقصہ دونوں ایلی باذان کے مدینہ میں آئے اور حضرت کے مجلس شریف میں حاضر ہوئے اور پیغام باذان اور گفتگوی کسری بیان کی حضرت نے متبسم ہو کر دونوں کو دعوت اسلام فرمائی کہ ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کانپنے لگے اور بیرون مجلس آسمین کھنکھائے کہ اس مجلس کی ہیبت سے جان کا خوف ہے لہذا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے تمام معاملے خدا کی طرف سے ہیں اُن دن تو وہ دونوں بموجب ارشاد پیغمبر خدا



ایک مکان میں چھ مہرے دوسرے دن پھر آئے حضرت نے فرمایا کہ باذان سے کدو میرے خدا کے کسری کو ہلاک کر ڈالا  
اور ایک کمر بند زر و ذری کا خنجر ہر کو غنایت کا پھر دونوں رخصت ہو کر مین میں بچھونچے اور حال گذشتہ باذان سے  
بیان کیا باذان نے کہا کہ ان حالات سے محمد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور اگر خبر ہلاکی کسری کی صحیح ہوتی تو کچھ کچھ بھی  
شک نہیں مین ایمان لاؤں گا یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ شہر و یہ کا خط آیا کہ مین نے پرویز خسر کو نام بھیجا کہ کارڈ والا اور تم اس شخص سے  
جو مدعی ہو تو قرض نکرو سو باذان نے خط پڑھا اور مع یہ کہ تو اب سلطان ہوا اور جب مین نے یہ بخاشی کہ مین نے نہایت تعظیم کریم کی  
اور خوش سے اکثر کر نامہ مبارک لیا اور اپنے انکھوں سے لگایا اور اسلام لایا مگر صحیح یہ کہ بخاشی اسلام لا چکا تھا اور لکھی  
یہ نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ترویج ام حبیبہ اور طلب جعفر ابن ابی طالب وغیرہ رضی اللہ عنہم کے لکھا تھا کہ  
اُس نے بوکالت خالص ابن عاص ام حبیبہ کو نکاح کر کے بھیجا اور مہاجرین کو مع مال و اسباب بسیار دو کشتیوں پر سوار  
کر کر روانہ کیا روایت یہ کہ بخاشی نے اس خط کو عاج کے دبلے مین باجیتا پڑھ لکھا تھا اور بدایتے اب تک موجود ہے کہ اسکا اگر  
ہوتا ہی اور بخاشی نے کدی یا تھا کہ جب تک حبش مین یہ خطر مسیگا غیر و برکت سے معمور رہیگا فائدہ بخاشی نفع نون  
و محمد البعض بالکسر خیال پھر صاحب قاموس نے بالکسر و تشدید تحفۃ النصح لکھا ہے اور بعض کے نزدیک صواب تخفیف یا ہے  
اور اہل تحقیق کے نزدیک بالانسیب نہیں ہو بلکہ اصلی و ساکن ہے فضائل بخاشی اکثر مین اور جب مخاطب بن بلتعم نے اسکندریہ  
مین مقوقس کو نامہ دیا تو اُسے بھی تعظیم کی اور جواب لکھا تھا اے اسکا یہ ہو کہ آپ کے مکتوب کو مین نے خوب سمجھا اور مین نے سنا  
ہوں کہ ایک پیغمبر باقی و ظاہر ہو گا لیکن میرا گمان یہ ہے کہ شام مین ہو گا اور چند تحائف روانہ کیے اور تفصیل لکھی آواز مجاہد  
لوڈیان ترکی اور ایک خواجہ سرا اور ایک نیزہ اور پیش قدمیہ نرم اور ہزار مشقال طلا اور حاطب کو سو مشقال سونا  
اور پانچون کپڑے انعام مین لیے اور تنہائی مین حضرت کا حال پوچھا اور سکر بولا کہ یہ سب صفات پیغمبر کے مین پھر حاطب  
پانچ دن قیام کر کے رخصت ہوئے اور مع تحائف مرسہ حضور رسالت پناہ مین حاضر ہوئے تو منجملہ لوڈیوں کے  
حضرت ماریہ قبطیہ کو مسلمان کر کے بطور سر یہ بلکہ مین اپنے تصرف مین لائے کہ ابراہیم ابن رسول اللہ انھن سے  
پیدا ہوئے اور میرین اخت ماریہ حضرت حسان ابن ثابت کو بخشی اور دلدل خاص انچی سواری مین رکھا اور دراز گوش خنجر  
خواہ پیغور نام پر بھی گا و سواری فرماتے تھے چنانچہ دراز گوش سفر حجاز و مدینہ فوت ہوا اور دلدل بعد وفات آنجناب  
حضرت علی مرتضیٰ کے سواری مین رہا پھر امام حسن علیہ السلام کے پاس رہا زمان معاویہ مین مر گیا اور مقوقس کہ نام اسکا  
جبریل ابن شیبہ تھا محمد بن غنیفہ دوم مین فوت ہوا اسلام اسکا ثابت نہیں ہے فائدہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ ہدیہ شکر  
کا مقبول ہوا اور بعض احادیث سے روضہ نامہ ہدیہ شکر کون کا پایا جاتا ہے اور رفع تعارض مین ہوتا ہے کہ جبکہ ہدیہ قبول کیا  
اسکے اسلام کی ہدیہ تھی اور جبکہ رد فرمایا اسکے اسلام سے نامیدی تھی اور شجاع اس دہب نے نامہ مبارک حضرت صلعم کا  
نذرانہ ایک نفرانی کے جسکا نام خراب تھا اور حالات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکر باطن مین ایمان رکھتا تھا احادیث

تہذیب ادا کی نئی احوال

تہذیب ادا کی نئی احوال

تہذیب ادا کی نئی احوال

تہذیب ادا کی نئی احوال

ابن شمر غسانی کے پاس بھیجا آیا اسنے خط پڑھا اور چھنیک دیا یہ خبر سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک اسکا بڑا  
 ہو جو چنانچہ حادث مذکور سال فتح مکہ میں مر گیا اور ملک اسکا جلد ابن الیم غسانی کے ماتھے آیا اسکے پاس بھی شجاع ابن  
 مع نامہ آئے ہیں سو وہ بخوشی ایمان لایا مگر خوف حاکم سے پھر نصرانی ہو گیا اور اسی حال میں مرا اور بعض اہل سیرت  
 کہ حادث ابن شمر بھی پوشیدہ ایمان لایا تھا اور جب سلیط ابن عمر نے نام مبارک ہو ذہ کو دیا تو ہو ذہ ابن علی  
 خفی نے بھی بہت تعظیم سے لیا اور جواب لکھا کہ طریقہ آپ کا نہایت بہتر ہے لیکن میں اپنے قوم میں خطیب شاعر ہوں  
 جبکہ بھی اپنا شریک کیجیے اور سلیط کو انعام دیکر رخصت کیا اسنے جواب نامہ حضرت کے حضور میں پیش کیا آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست اسکی نام منظور فرمائی اور بعد فتح مکہ ہو ذہ بھی کافر ہوا اور اسی سال میں حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں کو رخصت دی کہ گھوڑے اور اونٹ مضار مسابقت میں دوڑایا کرو مگر گھوڑوں  
 لیے میدان علیحدہ قرار دیا اور اونٹوں کے واسطے علیحدہ روایت ہوا اس دور میں شمر غصبا و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہمیشہ سب اونٹوں سے آگے نکل جاتا تھا ایک روز اتفاقاً ایک اونٹ سے پیچھے رہ گیا تو یاروں کو رنج ہوا تب  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جائے ملال و رنج یقین ہو ہر کمال کو زوال اور ہر شرف کو وبال و ہر رفیع کو وضع  
 اور ہر جمع کو منوع عارض و متعارض ہوتی ہے پھر رنج کرنا بیفائدہ ہے اور اسی سال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 دوسری شرف ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور اصحاب صفہ میں معدود اسکے نام میں انھیں  
 ہوا اور باب کے نام میں بھی پس بقول رجب نام انکا بعد الرحمن اور باب کا نام ضمیر تھا اور چونکہ ایک سہرہ صیغہ انکی پاس  
 اس باعث سے کنیت انکی ابو ہریرہ ہوئی اور مدت قلیلہ میں خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت کی اور  
 حضرت کی دعا سے قوت حافظہ ایسی خدا نے عنایت کی کہ جو کچھ زبان فیض ترجمان سے سنایا در کہا چنانچہ روایت احادیث  
 کی ابو ہریرہ رض سے اسقدر ہے کہ اگر کسی صحابی سے نہیں ہو لیتے پانچ ہزار میں سو چوتھ حدیث اُسے کتب احادیث  
 میں مروی ہیں از انجلہ <sup>۳۲۶</sup> سو نو صحیحین میں آسمین تین سو چھبیس متفق علیہ اور تراوی فردجائی اور ایک سو نو  
 فرد مسلم وفات ابو ہریرہ کی سال بچا ہوا چہارم ہجری میں ہوئی بقیع میں مدفون ہوئے <sup>۱۹۰</sup> شتر برس کی ہوئی لکن  
 جب ساتواں برس ہجرت کا اور اسٹھواں مولد کا ہوا تو آخر عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نابار غزوہ  
 خیرہ مدینہ طیبہ سے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہوا تشریف لیجا اور سب اس واقعہ کا یون واقع ہوا کہ جب حضرت  
 سرور کائنات اشرف موجودات شفیع الذین سید المرسلین امام الاولین والآخرین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ  
 علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے مدینہ کے سفر سے مراجعت فرمائی اور ماہ یحجر میں داخل مدینہ باکینہ ہوئے اور  
 قریب بیس دن کے دوران اقامت فرمائی تو شہرارت یہود خیبر کہ ایک مدت سے ظاہر تھی اور عداوت سید  
 انکے قلوب میں قائم تھی اس زمانہ میں علانیہ ہوئی لہذا حضرت نے حکم طہاری کا واسطے غزوہ خیبر کے نافذ کیا تھا

ابن شمر غسانی

ابن شمر غسانی

ابن شمر غسانی

چرا ہوا کہ خدا سے تعالیٰ نے فتح خیبر اور غنائم کثیرہ کا وعدہ کیا جو قوم یہود و وجود مدینہ بہت جلد جسکا کسی مسلمان پر قرض آتا تھا اسنے تقاضا کیا عبداللہ بن حدرہ محالی انصاری پر ابو شحم یہودی کے پانچ درم تھے اسنے تقاضا کیا محالی نے کہا کہ جب غنائم خیر سے مجھے ملے گا تو لگا اسنے کہا کہ خیبر کا حال اور مقاموں پر قیاس کر کر خیبر میں دس ہزار مروغہ کی بن محالی نے بہت زحمت کیا اور کماد و دود تو بہکونچو لیت کرتا ہوا وہ حضور اقدس میں نالشی ہوا اور عبداللہ نے مقولہ یہودی کا بیان کیا آپ نے زیر لب کچھ فرمایا اور عبداللہ سے ادا سے قرض کو ارشاد کیا چنانچہ عبداللہ نے ایک کپڑا اپنا تین درم کو بیچا اور دو درم ایک محالی سے قرض لیکر قرض ادا کیا سلمہ بن اسلم نے کپڑا بیچ دیا کہ وہ پہن کر غزوہ خیبر میں گئے اور وہاں بہت ٹوٹ ملی اور ایک عورت قریبہ ابو شحم کے ہاتھ آئی کہ اسکو لقبیت گران بیجا بالجملہ حضرت سلمہ آخر محرم الحرام سال ہجرت ہجری میں بانوں و چشم جانب خیمہ تشریف لیچے اس وقت ایک ہزار چار سو غازی اور دو سو اسپ عربی و ترکی از انجملہ تین گھوڑے خاصہ یعنی تزار و سگب و طرب از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ایک ہزار چار سو اشدتہ اور دس نفر منافق تھے اور بیس عورتیں ہمراہ رکاب تھیں اور اس غزوہ میں اموات المؤمنین سے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نام قرعہ پڑا تھا کہ وہ ساتھ حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین کے گئی تھیں اور سباع ابن غرقظ مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں خلیفہ مقرر کیے گئے تھے اور عکاسہ ابن محض اسدی مقدمۃ الجیش کیے گئے اور حضرت امیر المؤمنین الناطق بالحق و الصواب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سر دار مینہ تھے اور سیر و اور ساقہ کا حال دریافت نہیں ہوا اور حضرت اسد اللہ الغالب نقطہ دائرہ مطالب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں میں درد شدید تھا وہ اس سبب سے ہمراہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لیکے مگر جب حضرت رحمۃ العالمین خیبر میں جلوہ فرما ہوئے تو حضرت امیر بھی داخل ہوئے لیکن خیمہ میں رہی بالجملہ حبشہ لکھنوی پیکر اسلام با شوکت ملک علامہ جناب خیبر روانہ ہوا تو عبداللہ بن ابی سلول منافق نے یہ خبر ہو دیا یہ خیبر کو مفصل پہنچائی ان لوگوں نے مضطرب ہو کر بساطت کتا بن ابی الحقیق اور ہودہ بن قیس قوم غطفان سے اعانت و مدد چاہی انھوں نے خوف سے انکار کیا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صہبان میں پہنچے وضو کر کے نماز عصر ادا فرمائی اور بعد نماز عصر قدرے خرمے اور ستوناول فرما کے اسے وضو سے نماز مغرب ادا فرمائی اور بعد عشاء و شخص اہر طلب فرمائے اور کہا ایسی راہ لے چلیو کہ سید سے قبائل غطفان اور خیبر کے درمیان پہنچیں ان دونوں میں سے ایک نے جسکا نام حبسل تھا آگے ہوا چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں سے کئی طرف راستہ بٹتا تھا حاصل ہوا یا رسول اللہ جس راہ فرماؤ لیجلیوں اور راہوں کے نام لینا شروع کیا جب مقام مرحب کا نام آیا تو حضرت نے فرمایا اس راہ سے مل جل چنانچہ اسی راہ جانب خیبر تشریف لیچلے اور عبدا بن بشر کو چند سواروں کے ساتھ لے



آگے بطور طریقہ بھیج دیا عباد نے ایک جاسوس اس طرف کا کر شمار کیا اور اس سے حال خیرین کا پوچھا جس نے پہلے کہا  
 دس ہزار آدمی جنگی مسلح طریقہ میں پھر عباد نے مکر پر پوچھا تو اس نے کہا تمہارے خون سے سب غمڑ ہے میں سو عباد اعلان ہو  
 حضرت کے حضور میں لائے تو اس نے سب حال کہ یا حضرت عمر کی مرضی ہوئی کہ اسکو قتل کرین عباد نے کہا میں نے  
 امان دی ہے حضرت نے فرمایا اسکو باغرت و خاطر داری رکھو چنانچہ وہ جاسوس خیرین پہنچے ایک مسلمان ہوا  
 اور غاریان اسلام وادی حرمہ کی راہ سے خیرہ کے قلعوں کے آس پاس کی سرزمین میں داخل ہوئے حضرت نے  
 جناب باری میں دعا و التجا کر کے اصحاب کو حکم دیا داخلو علیٰ ہر کہ اللہ پھر سب چلے اور منزل نامہ ایک مصر پر پہنچے  
 اترے اور وہاں ایک مکان سب کے لیے قرار دیا اور نماز تہجد میں ادا فرمائی اور نماز صبح بھی تاریکی میں پڑھی صبح میں  
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیرین تشریف لائے اور میں نے صبح کی نماز  
 جاس میں آنحضرت کے ساتھ پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سواری ہوئے اور میں ابو طلحہ کا ردیف ہوا پھر حضرت خیرہ کی گلیوں  
 چلے تو خیرہ یون پر خواب مسلط ہوا کہ آنکو آنحضرت کے آنے کی خبر ہوئی حالانکہ سبب دریافت ہو جانے خبر آنکر اسلام  
 ہر روزہ منتظر اور مسلح باہر نکلی کہ رات کو پھرتے تھے اس رات یہ غلبہ خواب ہوا کہ کسی نے جنبش بھی نہیں کی بلکہ مرغوع  
 یا نگ نہ دی اور جانور دن نے حرکت نہیں کی صبح کے وقت وہاں کے لوگ خواب غفلت سے جوئے گھر سب کے دونوں  
 گھبراہٹ تھی اور آپس میں کہتے تھے کہ یہ اضطراب قلب کیسا ہے اور اسی حالت اضطراب میں یہ سوچے کہ اپنی جھولیوں  
 لیکر کھیتوں پر چلے جب باہر نکلے دفعۃً ان کو اسلام نظر آیا دیکھنے والوں نے کہا کہ وہ انہیں اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہہ پوچھ فائدہ نہیں ہے شکر اللہ  
 کہتے ہیں کہ پورا لشکر وہ ہوتا ہے جس میں باچون لکڑے لکڑے ہوں مقدمہ ساتھ سپہنہ میرہ قلب مقدمہ آگے کے لشکر کو اور  
 پشت لے کو اور سپہنہ اپنے طرف کے لشکر کو اور میرہ بائیں طرف والا اور قلب پیچ کا لشکر حسین سردار ہوتا ہے بالجماع  
 خبر شنکر سب لڑے پاؤں حصاروں کو بھاگے اور دروازے بند کر لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ فرمایا اور  
 روجی آئی جملہ معاملات خیرہ سے اصحاب کو اطلاع فرمائی کہ آنکے واسطے یہ ہوتا ہے ویسا ہی ہوا خیرہ میں سات قلعے تھے چنانچہ  
 قصاب کے قلعہ میں مذکور ہیں خیرہ مصلیٰ ہفت قلعہ و ہفت خان ملک کتبہ بدوایم و شق انکے مخصوص و لحاظ و نظیر و سلام کتبہ  
 بفتح کاف تازی و کسر تاسے فوقانیہ مشنۃ و سکون مشنۃ و فتح بای موحده آخر آن ہای ہوز بروزن عقیقہ نامہ  
 ہوشیہ نون و کسر عین مہلہ بروزن عالم شق بفتح شین مچہ و نشہ یقاف اسلہ و ادوات حربیہ میں رکھے تھے غرض ان میں ہوز مہلہ مہلہ  
 بفتح نون و طای مہلہ شین مہلہ و طای حطی مہلہ سکورہ و یای مشنۃ و تھانیہ و تاسے ہوز مہلہ بروزن امیر سلام لعم  
 سین مہلہ و کسر لام ہانیہ بالجلال خیرہ پر جو خوف طاری ہوا تھا مگر سلام ابن مشکم نے انکو تسلی و دلالت سے مضبوط کیا  
 کہ محاصرہ پرستعد ہوئے اور اپنے عیال و اطفال تلک کتبہ میں بٹھلائے اور کھانا ذخیرہ حصن میں کہ حصن مصعب  
 کہلا تا تھا رکھا اور لڑنے والے لوگ حصار لحاظ میں جمع ہوئے اور اسلام ابن شکم رئیس خیرہ یون کا ہوش

یہ جاری کے لشکر میں حاضر ہوا اور ہر ایک کو مقابلے اور محاربے کی ترغیب و تحریض کرنے لگا آخر کار اسی قلعہ میں فی النصار ہوا اور حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو قلعہ دی اور فرمایا کہ تم صبر کرو لیکن اللہ تمہارے فتح دے گا استثنیٰ میں جناب ابن المنذر نے لکھا کہ  
کہ یا رسول اللہ اگر آپ اس مقام پر حکم الٰہی آتے ہیں تو کچھ کلام کی مجال نہیں ہو اور اگر کسی خاص جہ سے یہاں قیام فرمایا  
تو میں کچھ عرض کیا جاسکتا ہوں آپ نے فرمایا یہ میں آتے ہیں کوئی وجہ خاص تو نہیں ہو تب جناب نے عرض کی کہ شکار  
مخلوط یعنی قلعہ لفظ سے نزدیک ہو اور ہوا بھی متعجب ہو حضرت نے فی النصار محمد بن مسلمہ کو واسطے تحریر تمام کیجیجی انھوں نے  
مقام رجیع لے کر حضرت سے التماس کیا ارشاد ہوا کہ رات کو وہیں جا کر رہنا اسی دن حصار لفظ سے لڑائی شروع  
ہو گئی اور تیرن کی پوجا پر لڑنے لگی اہل اسلام انہیں کافر و کفر کے تیراٹھا کر مارنے لگے اس دن گرمی کی شدت تھی محمود ابن مسلمہ  
حصار ناعم کی دیوار کے سایہ میں جا سو یا مڑے ہو دی یا کتا بن الحقیق نے ایک تیرہ باری محمود کے سر پر مارا کہ صحت کیا  
اور اسی زخم سے شہید ہوئے بعد اسکے جناب ابن المنذر نے لکھا کہ یہود و خرمون کے اشجار کو وہ دست رکھتے ہیں انکو کاٹنا چاہیے  
باجازت رسول اللہ فرمے کہ درخت کاٹنے لگے چار سو درخت کاٹے گئے تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ  
خیبر تو فتح ہو گا کیونکہ خدا تمہارے حکم و انعام میں دے چکا ہے یہ درخت مسلمانوں کے واسطے رہنے دیکھتے ہو اور حضرت نے  
منع کر دیا جب رات ہوئی تو منزل رجیع میں آئے اور یہی مقام مشکوٰۃ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ قلعہ کے نیچے لڑنے جاتے تھے  
اور اس منزل میں یہ دستور تھا کہ ایک صحابی ہر شب حراست کرتا تھا ایک رات حضرت عمرؓ کی باری تھی تو ایک یہود دیکر آیا  
حضرت عمرؓ نے اسے قتل کا حکم دیا اسنے کہا مجھے اپنے پیغمبر کے پاس لیا تو میں کچھ عرض کروں حضرت عمرؓ اسکو لائے اسنے عرض کیا  
آپ نے پوچھا کیا خبر ہو بولا اے ابوالقاسم مجھے امان دو تو میں سچا حال کہوں حضرت نے امان دی تب اسنے کہا کہ میں یہاں  
آیا ہوں یہو داضطراب سے آج کی رات حصن شقین بھاگ آئے کچھ کو جب بن حصن میں داخل ہوئے تو آپ بھی تشہیر کیا  
فرمایا انشاء اللہ اس یہودی نے کہا اے اللہ عرض دوسرے دن حصار لفظ فتح ہوا اور حصن شقین بھی بعد اسکے فتح ہوا اکثر  
کتب سیر میں اسے طرح مذکور ہو مگر ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اول حصن ناعم فتح ہوا پھر روایت ہو کہ ایک دن حصن مصعب  
ابن معاذ نے لڑنا شروع کیا مگر جب یہودی نکلا اور لڑنے لگا عامر ابن الاکوع نے راستہ بند کیا رو کا مگر جب نے تلوار اٹھائی  
عامر نے سپر پر لی اور جب عامر نے وار کیا تو تلوار تھی جو ٹوٹا اور انکا اوچھا پڑا کہ تلوار عامر کی زانو پر پڑی کہ اسی زخم سے  
عامر شہید ہوئے اور منزل رجیع میں محمود ابن مسلمہ کے ساتھ دفن کیے گئے روایت ہو جب حضرت نے خیبر سے مراجعت فرمائی  
تو اٹھارہ راہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ ابن الاکوع برادر زادہ عامر کو ملول پایا اور سبب پوچھا کہ تم  
روایت ہو کہ میں نے رو کر کہا یا رسول اللہ اسید ابن خضیر وغیرہ اصحاب کہتے ہیں کہ عامر کا عمل باطل ہوا اس لیے کہ اپنی  
تلوار سے قتل ہوا حضرت نے فرمایا وہ ناسمجھ خطا پر ہیں اسکو دو اجر ہیں اور درمیان دو انگلیوں کے جمع کر کے  
فرمایا انھیں ہر دو جب ہر دو درج الدین یہ معرکہ اس مقام پر لکھا ہے جب علی مرتضیٰ سے اور مگر جب سے مقابلہ واقع ہوا

لکھنؤ  
دستورات  
اور اس کے بعد  
دیکھا ہوا  
منہ فمضی  
لفظہ شقین  
شہادت علی  
علی بن ابی طالب  
وہاں تک کہ  
جہاد و جہاد

فرمانہ انحرطی الیٰ یسویا لیسویا کہ ایام حصار میں صحابہ کے پاس کیا نہ تھا اور تکلیف ہوئی تھی ایک دن حصار مصعب سے تیس  
 کھربان چرتے تو نکلیں ابوالیسر کہتے ہیں عمر و انصاری نے دوڑ کر دو کھربان بکریاں اور حضرت سہم بن جابر کے پاس لے کر شاد ہوا  
 کہ فوج کرو اور پکاؤ چنانچہ کھربان فوج ہو کر پکائی گئیں اور تمام شکر نے اس گوشت سے کھایا اور تھیں انصاری  
 ابن اسحق بن ہریرہ کہ ایام حصار حصن مصعب میں بینا تین دراز گوش اہل حصار سے نکلے مسلمانوں نے ان کو  
 اور دیگوں میں دیکھا کہ جو شکر دیکر کھائیں گے اس حالت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے  
 اور پوچھنے لگے ان دیگوں میں کیا آباتے ہو بولے گوشت دراز گوش اہل فرمایا کہ منادی کرو کہ گوشت دراز گوش  
 اہل کا اور یوان ذی ناب و ذی مجلب کا لینے وہ جانور جسکے چلبیان ہوں اور بچوں سے کھاتے پیتے ہوں اور  
 نواح متعہ حرام ہوا اور اسی کتاب میں معتب ابن قیس راسلی سے روایت ہے کہ جب دنوں ہم حصار لڑا تو گھیرے  
 ہم پر بری تکلیف تھی یہاں تک کہ صحابہ نے تنگی کی شکایت حضرت سے کی اور عرض کیا کہ ہمارے واسطے دعا  
 فرمائیے کہ وہ ہم سے فوج ہو حسین کہنا بہت ہو حضرت نے دعا فرمائی اور مسلمانوں کو جمع فرما کر جناب ابن المنذر کو  
 علمدار کیا اور حکم دیا کہ حصن مصعب پر ایک بارہ حملہ کرو چنانچہ سب نے ملکر حملہ کیا تو قلعہ مصعب فتح ہو گیا اور انواع  
 الطبعہ اور امتہ ماتھ لگے اور مسلمانوں نے مشکین شراب کی بھری ہوئی کمال کھچکیں اس میں سے بعد اندھا مرد  
 مسلمان نے حقوری شراب لیکر پی سوا اسکو مسلمان لوگ حضرت کے پاس بکڑے گئے اور حضرت کو اس سے نفرت ہوئی  
 اور ناخوش ہو کر نکلیں مبارک سے اسے مارا اور اصحاب جو موجود تھے انھوں نے بھی جوتوں سے مارا یہ شخص  
 بڑا شرابی تھا کئی بار اسکو لٹکا ہوا چلی بھی مگر باز نہ آتا تھا حضرت عمر ناخوش ہو کر فرمانے لگے اللہم العنہ حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر ایسی بات نہ کہ وہ تو خدا و رسول کا دوستدار ہے پھر حصن نبی الحقیق جبکو حصن قوموں کہنے میں فتح  
 ہو گیا اور حصن و طبع و سلم بھی گھیرے گئے یہ آخر حصن ہود تھے اور انھیں مال بہت تھا اسی سبب سے یہود خوب اس  
 کئی رات و دن یہ دونوں قلعے محصور رہے اور فتح نہ ہونے والا نہ کہ ہر روز ایک مجاہد جلیل القدر جاتے تھے اور قتل شدید  
 کر کے پھر آتے تھے چنانچہ ایک دن علم نصرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عنایت کر کے مع شکر روانہ کیا کہ حضرت عمر رات تک  
 خوب اڑے اور فتح ہوئی دوسرے دن حضرت صدیق اکبر تشریف لے گئے اور حتی المقدور کوشش کرتے رہے پھر فتح ہوئی  
 تیسرے دن پھر حضرت عمر کو روانہ فرمایا تو انھوں نے حد سے زیادہ کوشش فرمائی لیکن فتح مقدور نہ تھی پھر نہ تھی بلا  
 فتح پھر آئے اور ان دنوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درویش تھے اس سبب سے میدان کارزار میں خود شرف  
 نہ لے جاتے تھے صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ جس رات کی صبح کو فتح مقدور تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلہ علم  
 اس شخص کو عنایت کرو لگا جو اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہو اور اللہ و رسول اسکو دوست رکھتا ہو اور اسی کے  
 ماتھے سے حق تمناے فتح کرو گیا بعد اسکے محمد ابن مسلمہ سے ارشاد کیا کہ میں تجھ کو ثارت دیتا ہوں کہ کل میرے

تقریر الاحوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

تقریر الاحوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم



بھائی کا قاتل دوزخ میں داخل ہو گا سبیل ابن سعد اسنادی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت نے یہ کلام فرمایا تو اصحاب رضی اللہ عنہم شکر رات بھر تر و دین رہے کہ دیکھئے وہ کون شخص ہو جو یہ نعمت نصیب ہوئی جو پروردگار نے اس پر کثرت میں کہ ہم میں سے ہر شخص امید رکھتا تھا کہ وہ شخص میں ہو گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں انارت کو دوست نہیں رکھتا مگر آج جب صبح ہوئی تو سب لوگ خیمہ آنحضرت پر جمع ہوئے کہ حضرت باہر تشریف لائے اور فرمایا علی ابن ابیطالب کہاں ہے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ انکی آنکھوں میں درد ہو فرمایا اسے بلاؤ سلمہ ابن الاکوع ہاتھ بکڑ کر حضرت علی مرتضیٰ کو لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر گود میں رکھا اور اپنے دہن مبارک کا لعاب ہاتھ میں لیکر میرے آنکھوں میں ملا سو اسکی برکت سے درد ختم ہوا اور اسدن سے پھر کبھی آنکھیں نہ دکھیں اور نہ درد سر ہوا بعد اسکے حضرت میرے حق میں دعا فرمائی اور کہا اللہم ادب عنہ الخ و ابرہہ یعنی ای خدا گرمی اور سردی کی اذیت سے علی کو محفوظ رکھ اس روز سے مجھ کو جائز اندھا اور نہ گرمی کی تکلیف ہوئی تھی بالبابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زرد مبارک خضر علی کو بچائی اور دوا افتخار کمر سے باندھی اور علم شریف ہاتھ میں دیکر ارشاد کیا کہ ای علی قتل کنہار میں جلدی کرنا بیٹا نرمی سے اسلام کی دعوت کرنا اور حقوق الہی جو حالت اسلام میں بندوں پر واجب ہیں انکو تنہا نا اگر راہ راست پر آجاوین تو تو مولود و نہ مجبوری سے مارنا پھر رخصت کیا تو علی مرتضیٰ نے حصار قنوص کے نیچے ہا کر علم اپنا گاڑا ایک یہودی نے بالائے قلعہ سے پوچھا تو کون ہو فرمایا علی ابن ابی طالب وہ یہودی اسم مبارک سنتے ہی ڈر گیا اور بدھو ہوا کہ جلائی کا ای خیر یو اب بڑا بہادر آیا ہو تم مغلوب ہو جاؤ گے غرض حضرت امیر مرتضیٰ نے اول دعوت اسلام کی کئی سالہ ناما اور یہود وہ کہنے لگے ناچار آپ بھی آئادہ جنگ ہوئے اول قلعہ سے عارث بھائی مرحب یہودی کا مع ایک جامع یہود نکلا اسنے اہل اسلام کے دو شخصوں کو شہید کیا آخر کار حضرت امیر کے ہاتھ سے داخل ہوا ہوا ہر مرحب خود نکلا وہ بھی مارا گیا اسوقت سب سات کافر یہود مارے گئے حضرت علی کے ہاتھ سے پھر انکرا اسلام نے حاکم کیا تو یہود قلعہ میں بھاگے اور فتح اسلام ہوئی وہو الصبح روایت ہے کہ جب یہود بھاگے تو امیر المومنین نے پیچھا کیا اسوقت ایک یہودی کافر نے تلوار دست مبلوک پر مارا کہ سپر گری دو سرے یہودی نے اٹھا لی حضرت امیر نے ایک بھاگک آہنی اس قلعہ کا اٹھا کر بجائے سپر ہاتھ میں لیا اہل قلعہ نے جب یہ قوت دیکھی تو امان مانگنے لگے کہ بعد استجارت رسول اللہ انکو امان بخشی بشرط اسکے کہ نفود اور اسلحہ اہل اسلام کے لیے چھوڑیں اور کچھ پوشیدہ فکریں اور یہاں سے نکل جائیں جب رائی آخر ہوئی تو حضرت امیر نے اس بھاگک کو پس سرٹی بانشت یا پالینس ہاتھ پر چنک دیا کہ سات آدمیوں نے پھینکا چاہا نہ پھر کا اور چائینس آدمیوں نے اٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے و انھیں ہو کہ ان امارت کے رجال میں گفتگو ہو و نذا بعضے علما شکر اس قصے کے ہوئے ہیں کہ افعال السخاوی فی المقاصد الحسنہ اور صاحب ہجۃ المفاصل نے بعضین

علی مرتضیٰ علیہ السلام  
علی مرتضیٰ علیہ السلام  
علی مرتضیٰ علیہ السلام  
علی مرتضیٰ علیہ السلام  
علی مرتضیٰ علیہ السلام

اس وقت اہل اسلام  
اس وقت اہل اسلام  
اس وقت اہل اسلام  
اس وقت اہل اسلام  
اس وقت اہل اسلام

میں

مجموع اس قصہ کی روایت کی ہے کہ دلیل ضعف پر ہونے لگتا ہوں کہ اس قصہ میں گواہوں کا اختلاف ہے مگر اگر بات حضرت ولایت  
 مآب سے وقوع اس واقعے میں تردد نہیں ہے بہت اویسا اور سے پہاڑ میں اس کے کتب حدیث میں  
 یہ قصہ مذکور و مسطور ہے مگر بخاری نے حدیث فتح امیر المومنین کی لکھی ہے اور دیگر قلم باب نہیں کیا ہے اس سے لازم  
 نہیں آتا کہ صحیح نہ ہو اور اگر بات حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کی صاحب روئے الاحباب نے فتح صحابہ سے لکھی ہے  
 لکھی ہے اور صاحب ترجمہ الحیاض نے ولیم و سلام میں لکھی ہے مگر در شقیقہ آنحضرت کا ذکر نہیں کیا ہے نہ کہ یہ جو شخص  
 کو تہذیب حضرت علی المرتضیٰ کے اس قول پر استدلال کر کے کہتے ہیں کہ ہر گاہ حضرت نے عطا سے علم کا  
 وعدہ ایسے شخص کے لیے فرمایا جو صفات مرقومہ کے ساتھ متصف ہو اور پھر جناب علی مرتضیٰ کو دیا تو ظاہر ہے کہ جو لوگ  
 ان سے پہلے بھیجے گئے تھے وہ ایسے ایسے صفات نہ رکھتے تھے جو آپ اس کا یہ کہ یہ سخن ادا ہوا مطلقہ سے یہ وہی شخص کہ گاہ  
 و اخلاق عظیمہ اور صفات عظیمہ رسول اللہ سے آگاہ نہیں اگر ان باتوں سے جو حضرت اپنے یاران جان شہداء سے  
 ارشاد فرمایا کرتے تھے واقع ہوتا تو ایسا لگتا کہ تکرار قطع نظر اور دلائل اور براہین کے یہ امر خلاف عادت بھی ہو گا  
 کوئی بادشاہ اپنے کسی لوگ کے حق میں قدر دانی کی نہ سے یوں کہ ہمارا غلام سچا بیٹا ہے اور ہر آدمی اس کو  
 بہت چاہتے ہیں اور وہ حکم بہت چاہتا ہے تو یہ بات کہنے سے ساری سپاہ کی نامردی ثابت نہیں ہوتی اور  
 نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص کے سو کوئی بادشاہ کا دوست نہیں ہے اور بادشاہ اور کسی کو نہیں چاہتا اور نہ  
 ہے کہ جب قلعہ قوص فتح ہوا تو حضرت علی المرتضیٰ سلم قلعہ قوص میں جلوہ فرما ہوئے کہ نہ بن ابی الحنفیہ سزا  
 یو دیکھا ہوا آیا یہ شخص بڑا مالدار تھا حضرت نے اس سے پوچھا کہ تیرے باپ کا خزانہ کمان ہے اسنے کہا  
 واللہ ٹرائیون میں صرف ہو گیا اسی طرح اور یہودیوں نے بھی کہا حضرت نے فرمایا اگر یہ بات جھوٹ ہوئی تو  
 امان نہیں ہے اتنے میں حضرت جبریل نے اگر گنج مخفی کا نشان دیا تو سب مال ستر ہزار دینار کا نکالا اور حضرت  
 کہنا کہ سپرد محمد ابن سلمہ کے فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسے قتل کر مگر یہودیوں نے بہت منت و عاجزی کی  
 حضرت نے چھوڑ دیا بعد اسکے فردہ بن عمر و باضی کو مامور کیا کہ خیر کے غنیمتیں حصار لٹاؤ میں جمع کر کے فردہ نے جو  
 ارشاد تمام اسباب اور ہتھیار اور اقسام اقسام کی نعمتیں اس حصار میں جمع کیں اس اسباب میں تو ریت  
 کی بھی بہت جلد بن نکلیں یہودی ان کے مانگنے کو آئے حضرت نے فوراً وہ کتابیں واپس فرمائیں اور غنیمت  
 جیٹا ابن الخطاب اسی قلعہ میں ماتم آئیں اور ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں مذکورہ الکابیان از ولع مطہرات  
 میں آوے گا ان غرض جن دونوں فردہ مال و متاع غنیمت حصار میں جمع کرنا تھا حضرت علی المرتضیٰ وسلم نے  
 منادی کرادی تھی کہ مال غنیمت سے ایک ناگہ اور سوئی کے برابر کوئی شخص نہ چڑاوے بلکہ امیر غنیمت کے  
 پاس پہنچا دے اور تم سب لوگ سچ جانو کہ غنیمت میں حانت بڑا عیب ہے اور نہایت شرم کی بات ہے کہ کو

میں آوے گا ان غرض جن دونوں فردہ مال و متاع غنیمت حصار میں جمع کرنا تھا حضرت علی المرتضیٰ وسلم نے

دور زخمی ہونا پڑے گا اور جلتی لگ گئی ہو تو اسے جاؤ گے اچھا صل جب سب مال و قیام جمع ہو گیا تو زید بن ثابت سے فرمایا کہ غازیوں کا شمار کرو چنانچہ مروم فوج چودہ سو ہوئے کہ حضرت نے خمس نکال کے باقی ماندہ آئینین تقسیم کیا اور ابن ہشام نے نقل کیا ہے کہ جعفر بن ابی طالب اور اسماء بنت عمیس اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کو یہ لوگ جمع رہنے کے پہنچ گئے تھے شریک کر لیا تھا اور صورت یہ واقع ہوئی کہ آنجناب صلعم خیرین جلوہ فرماتے تھے کہ حضرت جعفر وغیرہ مہاجرین جہنہ تشریف لائے کہ آنجناب بہت خوش ہوئے اور استقبال کر کے معالقبہ فرمایا اور انکی پیشانی چومی اور فرمایا کہ میں کہہ نہیں سکتا کہ جعفر کے آنے سے خوش ہوں یا فتح خیبر سے اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک کشتی والو تمہارے دو ہجرتین ہیں اور وہ کی ایک الغرض غنیمت اس طرح تقسیم ہوئی کہ پیادے کو ایک حصہ اور سوار کو تین گھوڑے کے دو سوار کا ایک اور تھوڑا تھوڑا عورتوں کو بھی دیا تھا اور خمس تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو عنایت کیا روایت مجھ سے کہ جو لوگ غزوہ حدیبیہ میں تھے وہ سب غزوہ خیبر میں حاضر تھے مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سو حضرت نے انکو بھی حصہ دیا لہذا فی منتخب طراز المناری فائدہ اس ٹکڑی میں چودہ یا پندرہ اہل اسلام سے شہید ہوئے اور ترانوے کا فرما کر اور شکوۃ المصابیح میں ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم قلع قوص میں داخل ہوئے تو زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مسک بھیجی مہربان ہو دی نے زہر کھلایا اور حال تفصیلی یہ ہے کہ جب آنجناب صلعم میں جلوہ افروز ہوئے زینب نے سنا کہ حضرت کو دست و شانے کا گوشت مرغوب ہے اسنے ایک بکری بھجوائی اور زہر آلود کی خصوص گوشت شانہ اور دست میں زہر زیادہ لگایا اور مغرب کے وقت ہدیہ لائی اسوقت کئی صحابی حاضر تھے فرمایا اوشام کا کھانا کھاؤ سب بیٹھے حضرت نے گوشت دست سے ایک لقمہ منہ میں رکھا ہنوز چایا نہ تھا کہ فرمانے لگے یا رونا تمہارو کو یہ گوشت کتنا ہے کہ مجھ میں زہر ملا ہے سنئے ہوئے سب لوگ دست کھائے ہوئے بشر بن البراء نے ایک لقمہ کھایا تھا اسکے بشرے پر کیفیت یمتہ طاری ہو گئی اور ایک برس کے بعد اسی اثر سے مرے ہیں بالکل حضرت نے کھانا اٹھوا دیا اور زینب کو طلب کر کے ردبروے چند انسان یہودی بوجھا تیرا باپ کون ہے اسنے کہا فلان فرمایا جھوٹے اسکا نام تو یہ ہے یعنی حارث یہودی متحیر ہو کے کہنے لگے آپ سچے ہیں پھر بوجھا تو نے زہر ملایا تھا زینب نے کہا ملایا تھا اے بیٹے کہ آپ نے میرے باپ چچا بھائی شوہر کو قتل کر لیا تھا سو میں نے خیال کیا کہ آپ جھوٹے ہو گئے تو میری تدبیر سے لوگوں کو نجات ملے گی اور جو سچے ہونگے تو اللہ تعالیٰ مطلع کر دے گا سو تم سچے نکلے اور جو کوئی آپ کو جھوٹا کہتا ہے وہ اپنی عاقبت بگاڑتا ہے اور اسی وقت اسلام لایا آنجناب اسکے کہنے سے خوش ہوئے اور غفویا اور بخار برقع مضرت زہر کے مابین شانوں کے پھیل گئے اور اسی طرح تین شخصوں نے کہ انھوں نے لقمہ ہر آلودہ منہ میں رکھا تھا تھوڑا تھوڑا خون نکلوا یا بعد ازاں



گوشت بالکل جلو ادیا فائدہ اہل روایت کو اختلاف ہو کہ زینب قبل ہوئی یا چھوٹی گئی علامہ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے جھوڑ دینا روایت کیا ہو اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ہو اور زہری نے بیہقی کی متابعت کی ہو لیکن بیہقی فرماتے ہیں کہ اول زینب رہا ہوئی تھی جب بشر بن البراء صحابی نے وفات پائی تب قصاص میں قتل ہوا اگر کوئی شبہ کرے کہ بشر بن البراء کی تخصیص قصاص کے واسطے کیا ہو اور صحابی بھی اسی زہر سے مرے تھے تو رفق شبہ یوں ہو سکتا ہو کہ اور دن سے پہلے حضرت بشر بن البراء نے وفات پائی ہوگی لہذا ان کے قصاص میں ماری گئی کذا قال الشيخ فی شرح المشکوۃ فائدہ صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تمہارے دو آدمیوں میں سے کسی کو این بھری اور شفا ہو تو سیگی کچھ چھون میں اور شبہ کیجئے میں اور رگ سے داغے میں بھی شفا ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غنی بیماری ہو تو اسکا علاج پچھنے لگانا ہو اور اگر مواد کی کثرت ہو تو شمد سے استعمال کرنا چاہیے اور اگر مادہ جلد کے اندر جم گیا ہو تو داغنا اسکی تدبیر ہو اس حدیث میں تمام فن طب کے علاج کا مجمل فائدہ فرمایا عبد اللہ ابن عمر سے ابن ماجہ میں روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچھنے لگانا رتبہ ہو اور پچھنے لگانے سے لینے بس سر عقل اور حافظ زیادہ ہو یا ہو اور خون نکالنا دو شبہ اور سہ شبہ اور چھ شبہ کو تہہ ہو اور شبہ اور یک شبہ اور چہار شبہ اور جمعہ کو منع ہو اور تہہ ریش رقیں ہو کہ حدیث میں آیا ہو کہ جسکے دروس ہو تا تھا اسکو حضرت پچھنے لگوانے کو فرماتے تھے اور تہہ رقیوں تاریخ اور اکیسویں تاریخ کو منع کرتے تھے لیکن ایک حدیث بخاری میں ہو کہ حضرت نے داغے سے منع کیا ہو اور مسلم میں روایت ہو کہ جنگ خندق جب سعد بن معاذ کے ماتم میں رگ ہفت اندام میں تیر لگا تو خون بند نہوتا تھا حضرت نے اس رگ کو اپنے دست مبارک سے داغنا اور حضرت کے اصحاب میں بھی داغے کا دستور تھا سورفع اختلاف میں علماء حدیث نے فرمایا ہو کہ جب تک اور علاج ممکن ہو تو داغنا درست نہیں کہ اس میں تکلیف اور خطر ہو اور جب کہ بیماری نہایت سخت ہو اور سوائے داغے کے کوئی علاج کارگر نہ ہوتا ہو اسوقت میں داغنا درست ہو فائدہ حدیث بخاری سے معلوم ہوتا ہو کہ ابو عبیدہ غلام آزاد بنی بمانہ نے شلخ اور چھری سے پچھنے لگائے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجورین اجرت میں غنایت کی تحین اور خوش ہو کے اسکے مالکوں سے ارشاد کیا کہ جس پر ابو عبیدہ کی کامی مین سے لیا کرتے ہو اس سے کچھ کم لیا کر واس حدیث سے نکلا کہ علاج کرنا اور اجرت معالجہ دینا جائز ہو اور کسب حجام لینے شاخ کش کا حلال ہو اگر نہونا حلال تو حضرت مسلم اجرت اسکی نہ دلاو اتے مگر لکھا اس اجرت کا مکروہ تہہ بھی ہو چنانکہ حدیث مجیدہ سے جسکو ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہو وہ حدیث یہ ہو انہ استاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجرة العجم منہا قلم بزل استاذن حتی قال اعلفہ نامحک واطعمہ رفیقک لینے مجیدہ نے پروا کی چاہی رسول سے مزدوری سبکی کچھ نیچے واسے میں سو منع کیا

حضرت نے اسکو سوہ ہمیشہ اجازت چاہتا رہا میان تک کہ فرمایا کہ اپنے اونٹ کو کھلا آسے اور اپنے غلام کو لینے  
 جیسے نے اجازت چاہی کہ مزدوری سینگ کی کھینچنے والے کی حلال ہو کھانا یا نہیں حضرت نے منع کیا پھر وہ اذن مانگے  
 اس امید سے کہ حضرت اسکے کھانے کی اجازت دین اسلئے کہ اکثر صحابہ کے غلام تھے اور بعضے انہیں سینگ کی کھینچتے تھے  
 اور صحابہ انکی کائی کھاتے تھے اور بہت اچھی کائی جانتے تھے جب حضرت نے منع فرمایا تو انہر و شوار ہو اہلنا  
 بار بار اجازت چاہی یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا کہ اسکا دانہ گھاس لیکے اونٹ کو کھلاؤ اور لونڈی غلام کو کھلاؤ  
 چونکہ یہ مزدوری خون کھینچنے کی تھی حضرت نے کھانا اسکا اشتہان کے واسطے کر وہ جانا اور عالی ہمتی پر رغبت  
 دلائی اور لونڈی غلاموں کے لیے اجازت دی کیونکہ وہ شرافت ایسی نہ رکھتے تھے کہ اسکو یہ ذمارت شافی ہو بخلاف  
 آزاد کے سو یہ نہی تیر ہی ہوا لا مالک کو یہ نہیں پہونچتا کہ لونڈی غلام کو حرام کھلاوے اور جو حدیث مسلم میں رافع بن  
 خدیج سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت نے کہ ثمن الکلب خبیث و مہر البغی خبیث و کسب الحجام خبیث یعنی قیمت کتے کی  
 پلید ہو اور خرجی عورت زنا کار کی حرام ہو اور مزدوری سینگ کی کھینچنے والے کی زبوں ہو سو خباثت سے مراد غیر طیبہ  
 پس وہ مکروہ ہو نہ حرام اس حدیث سے امام شافعی نکالتے ہیں کہ چھپا کتے کا جائز نہیں ہو علم ہو یا غیر علم اور امام  
 اعظم اور امام ہی اور بعضے اور امام فرماتے ہیں کہ جائز ہو چھپا کتے اور چیتے کا اور درندہ کا علم ہو یا غیر علم  
 اور اس حدیث کا یہ جواب دیا ہو کہ لفظ خبیث کا حرمت پر دلالت نہیں کرتا اسلئے کہ اس حدیث میں کسب الحجام  
 خبیث بھی ہو باوجود دے کہ وہ حرام نہیں ہو بالاتفاق اور خرجی زانیہ کی بالاتفاق حرام ہو اور مولیٰ لیکے کا انہوت  
 منع ہوا تھا کہ انکے مارنے کا حکم دیا تھا پھر اجازت دیدی اُنسے نفع لینے کی بلکہ روایت ہو کہ ایک شخص نے لیکھا  
 کتا شمار کر ڈالا تھا حضرت نے چالیس درہم دینے کا حکم دیا کہ کافی مطالبہ الحق فائدہ بخاری میں مقدم بن ہو گیا  
 کرب سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اکل احد طعاما قط خیر امن ان یا کل من عمل بیدہ  
 و ان بنی اللہ داؤد علیہ السلام کان یا کل من عمل بیدہ یعنی نہیں کھایا کینے کوئی کھانا کبھی بہتر اس سے کہ کھائے اپنے  
 ہاتھ کے کسب سے اور تھے داؤد پیغمبر کھاتے اپنے ہاتھوں کے عمل سے لینے کسب کرتا بینا کی سنت ہو چنانچہ حضرت  
 داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زرہ بنا کر بیچتے تھے سو تم بھی طریقہ انکا اختیار کرو اب جاننا چاہیے کہ کسب  
 کیا چیز ہو اور کون کون کسب کرنا افضل ہو اور کون حرام اور کون مکروہ ہو پس کسب کے معنی ہیں دھونڈنا  
 رزق کا اور فقہ کی کتابوں میں تفصیل اسکی اسطرح لکھی ہو کہ افضل کسب بجماد ہو بخر تجارت بعد از ان زراعت  
 بخر دست کاری اور کسب کی چار قسمیں ہیں قرض و سب و مباح و حرام قرض اسقدر ہو کہ کسب کرنے والے  
 اور اسکے عیال کو کافی ہو اور قرض ادا ہو اور سب اس سے زیادہ ہو کہ خبر گیری فقر اور اقربا کی کرے اور  
 مباح ہو زیادہ کسب کرنا بہ نیت تجل اور حرام ہو اس نیت سے کسب کرنا کہ مال جمع کروں بنا بر فقر اور دیگر اگرچہ

نہی فرمایا کہ اپنے اونٹ کو کھلا آسے اور اپنے غلام کو لینے جیسے نے اجازت چاہی کہ مزدوری سینگ کی کھینچنے والے کی حلال ہو کھانا یا نہیں حضرت نے منع کیا پھر وہ اذن مانگے اس امید سے کہ حضرت اسکے کھانے کی اجازت دین اسلئے کہ اکثر صحابہ کے غلام تھے اور بعضے انہیں سینگ کی کھینچتے تھے اور صحابہ انکی کائی کھاتے تھے اور بہت اچھی کائی جانتے تھے جب حضرت نے منع فرمایا تو انہر و شوار ہو اہلنا بار بار اجازت چاہی یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا کہ اسکا دانہ گھاس لیکے اونٹ کو کھلاؤ اور لونڈی غلام کو کھلاؤ چونکہ یہ مزدوری خون کھینچنے کی تھی حضرت نے کھانا اسکا اشتہان کے واسطے کر وہ جانا اور عالی ہمتی پر رغبت دلائی اور لونڈی غلاموں کے لیے اجازت دی کیونکہ وہ شرافت ایسی نہ رکھتے تھے کہ اسکو یہ ذمارت شافی ہو بخلاف آزاد کے سو یہ نہی تیر ہی ہوا لا مالک کو یہ نہیں پہونچتا کہ لونڈی غلام کو حرام کھلاوے اور جو حدیث مسلم میں رافع بن خدیج سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت نے کہ ثمن الکلب خبیث و مہر البغی خبیث و کسب الحجام خبیث یعنی قیمت کتے کی پلید ہو اور خرجی عورت زنا کار کی حرام ہو اور مزدوری سینگ کی کھینچنے والے کی زبوں ہو سو خباثت سے مراد غیر طیبہ پس وہ مکروہ ہو نہ حرام اس حدیث سے امام شافعی نکالتے ہیں کہ چھپا کتے کا جائز نہیں ہو علم ہو یا غیر علم اور امام اعظم اور امام ہی اور بعضے اور امام فرماتے ہیں کہ جائز ہو چھپا کتے اور چیتے کا اور درندہ کا علم ہو یا غیر علم اور اس حدیث کا یہ جواب دیا ہو کہ لفظ خبیث کا حرمت پر دلالت نہیں کرتا اسلئے کہ اس حدیث میں کسب الحجام خبیث بھی ہو باوجود دے کہ وہ حرام نہیں ہو بالاتفاق اور خرجی زانیہ کی بالاتفاق حرام ہو اور مولیٰ لیکے کا انہوت منع ہوا تھا کہ انکے مارنے کا حکم دیا تھا پھر اجازت دیدی اُنسے نفع لینے کی بلکہ روایت ہو کہ ایک شخص نے لیکھا کتا شمار کر ڈالا تھا حضرت نے چالیس درہم دینے کا حکم دیا کہ کافی مطالبہ الحق فائدہ بخاری میں مقدم بن ہو گیا کرب سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اکل احد طعاما قط خیر امن ان یا کل من عمل بیدہ و ان بنی اللہ داؤد علیہ السلام کان یا کل من عمل بیدہ یعنی نہیں کھایا کینے کوئی کھانا کبھی بہتر اس سے کہ کھائے اپنے ہاتھ کے کسب سے اور تھے داؤد پیغمبر کھاتے اپنے ہاتھوں کے عمل سے لینے کسب کرتا بینا کی سنت ہو چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زرہ بنا کر بیچتے تھے سو تم بھی طریقہ انکا اختیار کرو اب جاننا چاہیے کہ کسب کیا چیز ہو اور کون کون کسب کرنا افضل ہو اور کون حرام اور کون مکروہ ہو پس کسب کے معنی ہیں دھونڈنا رزق کا اور فقہ کی کتابوں میں تفصیل اسکی اسطرح لکھی ہو کہ افضل کسب بجماد ہو بخر تجارت بعد از ان زراعت بخر دست کاری اور کسب کی چار قسمیں ہیں قرض و سب و مباح و حرام قرض اسقدر ہو کہ کسب کرنے والے اور اسکے عیال کو کافی ہو اور قرض ادا ہو اور سب اس سے زیادہ ہو کہ خبر گیری فقر اور اقربا کی کرے اور مباح ہو زیادہ کسب کرنا بہ نیت تجل اور حرام ہو اس نیت سے کسب کرنا کہ مال جمع کروں بنا بر فقر اور دیگر اگرچہ

حلال

حلال سے ہو اور لازم ہو کہ کاسب کسب کرے اپنے نفس اور اپنے خیال پر بلا اشرف اور تنگی خرچ کرے اور جو کوئی کسب قدرت رکھتا ہو اسکو کسب کرنا لازم ہو اور جو عاجز ہو تو سوال کرنا چاہیے اگر سوال نہ کیا اور مر گیا بھوک سے تو گناہ گار اور اگر کوئی شخص کسب سے معذور ہو تو اس کے حال جاننے والے کو فرض ہو کہ اسکو کھلا دے یا کسی سے سفارش کر دے

ہمارے استاد الاستاد حضرت شاہ عبد المعز بن قدس سرہ الغفر نے اپنی تفسیر سورہ بقرہ میں تحت کرمہ یا ایہا الذین امنوا کلو امن طیبات ماز قناکم کے تحریر فرمایا ہے کہ بہترین کسب جہاد ہے اس لیے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر ایک نبی کو اللہ نے ایک حرفہ دیا تھا اور حرفہ میرا جہاد ہے راہ خدا میں اور وجہ بہتری اس کسب کی یہ ہے کہ غازی اپنے طرف سے اعلا کلمہ دین میں سعی کرتا ہے اور اس عبادت میں مال حلال غنیمت کا پاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وقت قصد کرنے جہاد کے ہرگز خیال غنیمت ملنے کا نہ لاوے اور نیت خالص رکھے بعد ازاں تجارت ہو خصوصاً وہ تجارت جس میں حاجت روائی مسلمانوں کی ہو جس طرح ایک ملک سے دوسرے ملک میں یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجائے چنانچہ حدیث میں وارد ہے انساب المرزوق والحقیر ملعون پس اگر تاجر کی نیت خدمت مسلمانوں کی اور حاجت روائی مسلمانوں کی تو یہ تجارت عبادت کا حکم پیدا کرتی ہے بعد ازاں زراعت ہو کہ اس میں بھی نیت خیر ہوتی ہے یعنی نیت حاصل کرنے قوت لانا اور حیوان کی ہوتی ہے اور توکل اور اتحاد قوی رحمت الہی ہو تو ہا ہے کہ وہ باد و باران ہے بعد ان تین کسبوں کے اور کسب باہم چند ان فضیلت نہیں رکھتے مگر کتابت کہ اس میں علوم دینیہ اور احکام شریعہ اور احوال انبیاء اور ایاد ہوتے ہیں بہتر معلوم ہوتی ہے بعد ازاں اور حرفہ کے تعلق بقاد عالم سے رکھتے ہیں جس طرح معاشی اور بیلکاری اور خشت پزی اور چوہہ پزی اور روغن کشی و پنبہ فروشی اور سوت بیچنا یعنی بولابہ گری اور چٹاخی یعنی رزی گری اور آرد سازی یعنی آٹا پسینا بہتر ہے ان حرفوں سے اور صنعتوں سے کہ محض بنائے تکلف اور تزئین اور تفاخر اور رونی و دولت کے ہوتے ہیں مانند سناری اور نقاشی اور زر و زری اور صکائی گری اور عطر فروشی اور کندہ کاری بھریہ صنعتیں اگرچہ شرع منون تو کچھ قباحت نہیں رکھتے اور نہ کسی طرح کی کراہیت ہے بخلاف ان کسبوں کے کہ ان میں آلودگی نجاست کی ہو یا بدخواہی خلاف کی یا اعانت معصیت الہی پر یا دین فردوسی یا جھوٹ بولنا اور ضرب اور دغا کرنا ان میں لاگ ہو مانند شاخ کشی اور قصابی اور کٹائی یعنی خاکروبی اور دیاسی اور اتھار غلہ اور چٹائی اور مردہ شوی اور کفن فردوسی اور خنا گری اور رقاصی یعنی ناچا اور بقالی اور جرہ باری یعنی چیل بازی جیسا زبان سابق میں چیل بازی ایک شخص کو راہ میں کڑا کرتے کہ جو کوئی راہ میں نکلتا ہے شخص اسکو اس انداز سے چودیتا تھا کہ راہ رو واقف ہوتا تھا اور آدمی پریشان ہو کر دیکھتا تھا اور چیل بازی ہستہ تھے اور دلائی اور وکالت پیشگی یعنی وہ دلائی اور وکالت جس میں جھوٹ و فریب ہو اور اجرت لینا امامت اور خدمت مساجد اور اجرت تلاوت قرآن اور تعلیم قرآن کی یہ سب کتب انتہی اور منہی الطالبین لکھا ہے کہ احادیث میں فضیلت کسب اور کاسب کی اکثر آئی ہے اور نازک کسب کی بھی



حالات کے برائی لکھی ہوئی کسب ترک کرے مجبوری اور کس سے اور بچیک مالگت پھر لیکن جو کوئی کہ سوال نہ کرے  
اور بسبب اعتماد زرقاتی خدا یا بلحاظ نقصان اعمال دینیہ اور تخیل اذکار اور عبادات میں کسب نہ کرے  
تو داخل عید نہیں ہو بشرطے کہ تعلق دلی اور توقع خدمت خلق سے نہ رکھتا ہو کیونکہ یہ سوال دل پر اور جو کوئی  
بقدر کفایت مال رکھتا ہو بالقدر کفایت اوقات بسری اوقات سے کر سکتا ہو یا اور جگہ سے ہم چھوٹے سکتا  
اسکو بلا خلاف عبادت کو نا افضل ہو اسطرح معلوم دینیہ اور قاضی اور مفتی وغیرہ اگر بقدر کفایت نہیں  
رکھتے ہوں تو انکو اپنے کاموں میں مشغول رہنا چاہیے نہ کسب میں اور جو کوئی کسب کرنا اختیار کرے تو اسکو  
طلب کرنا حلال کا فرض ہو اور لازم ہو کہ ہر شے اور نہر میں احکام شریعہ کی رعایت کرے اور باوجود کسب کے  
خدا پر توکل کرے ورنہ شرک خفی لازم ہو جائے گا اور لازم ہو کہ لینے مال حرام اور کسب حرام سے محروم نہ رہے  
حضرت مسلم نے کہ جو کوئی مال حرام سے سودے تو قبول نہیں ہوتا اور نہیں چھوڑنا مال حرام پیچھے اپنے لینے بعد مر  
نہ ہوتا ہو تو شہ اسکا پہونچانے والا آتش و زرخ کی طرف اور یہ جانے کہ اگر چھوڑنا مال حرام بھی حلال میں مل جائے  
تو سب مال مشتبہ ہو جائیگا اور اسطرح مال اور کسب مشتبہ سے بھی باز رہنا اولیٰ ہے اور اگر کوئی کسیکو کچھ دے  
اور اس میں شبہ ہو تو چاہیے کہ نرمی سے واپس کرے اور جو دینے والا اس میں آزر رہے ہو تو نہ پھیرے اور یہی حال ہو  
شکوہ کا کہ اگر دینے والا آزر رہے ہو تو تحقیق کرے والا نہ کرے کیونکہ آزر دگی مسلمان کی ہوگی اور یہ حرام ہو اور  
تحقیق کرنا شروع ہو پس مرکب حرام کا نہ ہو کہ یہ کہ حرام محض ہو جس طرح شراب و نااری اور جس بازار میں کہ اکثر  
مال حرام بکتا ہو اس میں خرید و فروخت نہ کرے اور بلا علم حرمت اور شبہ کے ہر جگہ تجسس اور تحقیق میں پڑنا تو  
اور مزدوری کسب تا شروع کی بھی حرام ہو جس طرح مزدوری زنا کاری اور رقاصی اور نوہ گری اور سینے یا جسم  
ریشمی اور زیور واسطے مردوں کے اور تجارتوں میں تجارت برائزی ہو اور پیشیوں میں بہتر پیشہ مشک و زوری  
اور خرید و فروخت میں جیسے تانبے کے روپے اور کھوٹے درہم و دنانیر مروم نہ کرے اور جو اس قسم کے ماتھ اپنا  
تو کنوے میں ڈال دینے چاہیے اور معاملے میں فریب و دغل نہ کرے اور قسم نہ کھائے اور عجیب اسباب کا خیر  
سے نہ چھپا دے اور تعریف اپنی اسباب کی زیادہ نہ کرے اور کوئی چیز ایسے کے ماتھ نہ بیچے کہ لینے والا اسکو فعل  
حرام میں لگا دے جس طرح الگوش شراب ساز کے ماتھ اور ہتھیار قزاق لینے رہن و غیرہ کے ماتھ اور پیشیوں میں  
آویزش بری چیز کی نہ کرے کہ مزدوری اسکی حرام ہوتی ہو اور ناپ تول میں کمی نہ کرے اسطرح بہت باتیں ہیں  
کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں القصد بعد فتح خیر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیہ کو ارشاد کیا کہ تم سب  
نخل جاؤ تب وہ لوگ بہت ملتس ہوئے کہ آپ کو نیا باراد اے خدایت باغون کے مزدور درکار ہوں گے  
اگر ہم لوگوں کو اس کام کے لیے رہنے دیجیے تو بہتر ہو کیونکہ ہم دل لگا کے کام کر نیگے مرن مزدوری لینگے اور

اصل ملکیت میں کسی طرح دخل نہ کرے۔ حضرت رحمۃ اللعالمین نے منظور کر کے فرمایا کہ جب تک ہم چاہیں گے رکھیں گے اور جب چاہیں گے نکالیں گے انھوں نے قبول کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ نصف محاصل بیت المال میں داخل کیا کرو اور نصف تم لیا کرو۔ چنانچہ اسی طرح قرار پایا کہ ہر سال حضرت عبداللہ بن رواحہ نصف لے جایا کرتے تھے صحیح مسلم میں عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت کیے درخت کھجور خیر کے یہودی خیر کو اور زمین اسکی اس طرح کہ محنت کریں اپنے مال سے اور حضرت کے واسطے نصف یہود اسکا اور بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے دیبا خیر یعنی درخت اور زراعت خیر کی یہود کو اس شرط پر کہ محنت کریں اُسمین اور کھیتی کریں اور یہودیوں کے لیے نصف اس چیز کا کہ نکلے اُس سے اس حدیث سے مسئلہ جواز مساقات اور مزارعہ کا نکلا امام اعظم رحمہ اللہ ان دونوں عقدوں کو فاسد کہتے ہیں اس دلیل سے کہ یہ اجارہ و ساتھ اجر مجبھول اور معدوم کے کیونکہ مساقات یہ ہے کہ اپنے درخت کی کوئی اور یہ کہے کہ اُسمین بانی دنیا اور اصلاح کرنا جو کچھ یہود حاصل ہو گا باہم تقسیم کریں گے اور خانوادہ تہائی خواہ جو تھا یا نام نہان اسکے اور مزارعہ یہ کہ سیکو زمین سے کہ اس زمین میں کاشت کرے جو اُسمین پیدا ہو گا باہم بانٹ لیں گے اور جو آوہ وغیر ذلک حاصل یہ کہ مساقات درختوں میں ہوتی ہو اور مزارعہ زمین میں اور امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اُس قبیل سے نہیں ہے اس لیے کہ درخت اور زمین حضرت کے ملک سے نہ تھی کہ انکو بطریق مساقات اور مزارعہ دیا ہو بلکہ انھن کے درخت اور زمین کو ان پر مسلم رکھا اور ان پر خراج مقرر کر لیا اور خراج دوسم و خراج ٹوٹوف اور خراج مقامت پس خراج ٹوٹوف کہ امام ہر سال کچھ لینا مال کا مقرر کرے جس طرح اہل بخران سے ہر سال ایک ہزار اور دوسو جگہ یعنی جوڑے لیتے تھے اور مقامت یہ ہے کہ تقسیم کرے باہم حاصل زمین کا جیسا کہ اہل خیر سے کیا اور مجاہدہ متفق خیر سے ہو اور اس سے حدیث میں بھی واقع ہوئی مگر صاحبین رحمہم کے نزدیک اور ایہ تہنکی راتیں جائز ہو اور فتوے صاحبین کے قول پر یہ دفع الحرج بعد ازاں حضرت عمرؓ نے عہد خلافت میں یہ حکم دیا کہ سوائے اہل مال کے جزیرہ عرب میں کوئی اہل ملت نہ رہے لہذا یہودی خیر کو نکالنا منظور فرمایا ایک یہودی نے کہا ہجو حضرت نے رکھا تھا تم کیوں نکالتے ہو حضرت عمرؓ نے کہا مجھے خوب یاد ہے کہ آنجناب نے تم سے کہدیا تھا کہ جب چاہیں گے نکالیں گے اور تجھے کہنا تھا کہ تیرا حال کیا ہو گا جب اوسنی تیرے ساتھ رات کو بیٹھے پھرے گی بھکتی ہوئی اس یہودی نے کہا ایک ٹھٹھے کی بات تھی ابو القاسم کی حضرت عمرؓ نے کہا تو جھوٹا ہے آپ نے ٹھٹھیک ٹھٹھیک فرمایا تھا اور سب یہودیوں کو خیر سے نکال دیا کہ شام کو چلے گئے القعہ بعد اس بندوبست کے حضرت مسلم نے خیر سے معاودت فرمائی اور اطراف وحوالی خیر میں جلوہ فرما ہوئے اور محبہ ابن مسعود حارثی کو جانب مذکورانہ فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کو ہدایت کریں سوچیں گے مذکور میں جا کر ہدایت و تعلیم کرنا شروع کی اور سرکشوں کو توبہ کرنے لگے کہ اگر زمانہ کے گی قوم ہی معاملہ تمہارے ساتھ کیا جائیگا جو خیر یوں سے ہو اور ہوسے اسے محبہ توبہ فائدہ کلام نکرو اپنے پیغمبر سے کیا ہجو ڈالتا ہو دیکھو عامر

جواز مساقات

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت کیے درخت کھجور خیر کے یہودی خیر کو اور زمین اسکی اس طرح کہ محنت کریں اپنے مال سے اور حضرت کے واسطے نصف یہود اسکا اور بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے دیبا خیر یعنی درخت اور زراعت خیر کی یہود کو اس شرط پر کہ محنت کریں اُسمین اور کھیتی کریں اور یہودیوں کے لیے نصف اس چیز کا کہ نکلے اُس سے اس حدیث سے مسئلہ جواز مساقات اور مزارعہ کا نکلا امام اعظم رحمہ اللہ ان دونوں عقدوں کو فاسد کہتے ہیں اس دلیل سے کہ یہ اجارہ و ساتھ اجر مجبھول اور معدوم کے کیونکہ مساقات یہ ہے کہ اپنے درخت کی کوئی اور یہ کہے کہ اُسمین بانی دنیا اور اصلاح کرنا جو کچھ یہود حاصل ہو گا باہم تقسیم کریں گے اور خانوادہ تہائی خواہ جو تھا یا نام نہان اسکے اور مزارعہ یہ کہ سیکو زمین سے کہ اس زمین میں کاشت کرے جو اُسمین پیدا ہو گا باہم بانٹ لیں گے اور جو آوہ وغیر ذلک حاصل یہ کہ مساقات درختوں میں ہوتی ہو اور مزارعہ زمین میں اور امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اُس قبیل سے نہیں ہے اس لیے کہ درخت اور زمین حضرت کے ملک سے نہ تھی کہ انکو بطریق مساقات اور مزارعہ دیا ہو بلکہ انھن کے درخت اور زمین کو ان پر مسلم رکھا اور ان پر خراج مقرر کر لیا اور خراج دوسم و خراج ٹوٹوف اور خراج مقامت پس خراج ٹوٹوف کہ امام ہر سال کچھ لینا مال کا مقرر کرے جس طرح اہل بخران سے ہر سال ایک ہزار اور دوسو جگہ یعنی جوڑے لیتے تھے اور مقامت یہ ہے کہ تقسیم کرے باہم حاصل زمین کا جیسا کہ اہل خیر سے کیا اور مجاہدہ متفق خیر سے ہو اور اس سے حدیث میں بھی واقع ہوئی مگر صاحبین رحمہم کے نزدیک اور ایہ تہنکی راتیں جائز ہو اور فتوے صاحبین کے قول پر یہ دفع الحرج بعد ازاں حضرت عمرؓ نے عہد خلافت میں یہ حکم دیا کہ سوائے اہل مال کے جزیرہ عرب میں کوئی اہل ملت نہ رہے لہذا یہودی خیر کو نکالنا منظور فرمایا ایک یہودی نے کہا ہجو حضرت نے رکھا تھا تم کیوں نکالتے ہو حضرت عمرؓ نے کہا مجھے خوب یاد ہے کہ آنجناب نے تم سے کہدیا تھا کہ جب چاہیں گے نکالیں گے اور تجھے کہنا تھا کہ تیرا حال کیا ہو گا جب اوسنی تیرے ساتھ رات کو بیٹھے پھرے گی بھکتی ہوئی اس یہودی نے کہا ایک ٹھٹھے کی بات تھی ابو القاسم کی حضرت عمرؓ نے کہا تو جھوٹا ہے آپ نے ٹھٹھیک ٹھٹھیک فرمایا تھا اور سب یہودیوں کو خیر سے نکال دیا کہ شام کو چلے گئے القعہ بعد اس بندوبست کے حضرت مسلم نے خیر سے معاودت فرمائی اور اطراف وحوالی خیر میں جلوہ فرما ہوئے اور محبہ ابن مسعود حارثی کو جانب مذکورانہ فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کو ہدایت کریں سوچیں گے مذکور میں جا کر ہدایت و تعلیم کرنا شروع کی اور سرکشوں کو توبہ کرنے لگے کہ اگر زمانہ کے گی قوم ہی معاملہ تمہارے ساتھ کیا جائیگا جو خیر یوں سے ہو اور ہوسے اسے محبہ توبہ فائدہ کلام نکرو اپنے پیغمبر سے کیا ہجو ڈالتا ہو دیکھو عامر

تمتہ در احوال

دیا سر و حادث اور سارے یہودیوں کا سردار و رُخس قلع لٹا دین میں موجود ہیں اور دس ہزار آدمی جنگی اُنکے ساتھ تھے  
 پھر کیونکر خیال کیا جائے کہ محمد ان لوگوں کے ساتھ مقابلہ کر سکے گا محض نے جب دیکھا کہ یہ لوگ راہ راست پر نہیں آتے  
 تو ایک درون ثمان حکم کر دیا کہ اگر وہ لوگ بولے اور محضہ اگر تو فی الجملہ صبر کر تو ہم اپنے سرداروں سے مشورہ  
 کر کے در صورت صلاح کچھ لوگ تیرے ساتھ محمد کے پاس بھیجیں تاکہ صلح کی تدبیر کریں اسی رد و بدل میں تھے کہ دفعۃً  
 اہل حصن ناعم کی قتل کی خبر پہنچی تو بہت گھبرائے اور محضہ کی خوشامد کر کے کہنے لگے کہ اور محضہ وہ کلام جو تمہیں پہلے  
 کیا تھا کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا ہم اس جلد میں تجھ کو بہت کچھ نقد و جنس دینگے محضہ نے کہا کہ میں ایک حرف بھی اپنے  
 بیٹے سے نہیں چھپاؤں گا غرض کہ محضہ روانہ ہو کر حضرت کے خدمت میں حاضر ہوا اور تمام سرگزشت انعام کی  
 یہود فدک نے جالاک کر کے اپنے سرداروں میں سے ایک شخص کو مع ایک جماعۃ یہود کے حضرت کے پاس بھیجا صلح  
 کرے اسنے بہت گفتگو اور عرض معروض کر کے پھر ایا کہ فدک کی آدمی زمین حضرت کو دین اور آدمی اپنے قبضہ میں  
 رکھیں حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اس پر راضی ہو گئے اور صلح قرار پائی کیونکہ محاربہ و محاد لہ سے غرض ہی تھی کہ نہ کریں  
 اسلام باتو بدایت پاک و شرف باسلام ہوں یا مطیع اسلام ہو کر زمین سو ایک امر و قوع میں آیا یعنی یہود فدک نے کشتی  
 جو کر اطاعت اسلام قبول کی اور نصف فدک دینے پر راضی ہوئے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح اختیار فرمائی یعنی نصیب  
 یہود کو دیا اور نصف بطور وقف کے رکھا کہ انبار السبیل کا صرف رہا پھر آغاز خلافت حضرت امیر المومنین محمد بن عبد اللہ  
 فدک کی زمین اُسی ستور پر رہی بعد اُنکے حضرت عمر نے یہ مصلحت دیکھی کہ یہود کو سبب سرکشی و دغا بازی کے فدک سے  
 نکال کر شام کو بھیج دیں اور نصف زمین فدک خرید کر کے داخل دار اسلام کر لیں چنانکہ چھاس ہزار درم بیت المال سے لیکر معرفت  
 ابو اسحاق بن الشہام بن زید ابن ثابت و سہل بن ابی شہمہ کے دیے اور زمین خریدی اور یہود کو نکال دیا اسبطر یہود خیر کو بھی اپنے  
 خلافت میں خیر سے کالا اور اُنکے شہر سے مسلمانوں کو بچایا یہ لوگ خلفاء راشدین کے عہد تک صرف محصول اس زمین کا مولف  
 تجویز رسول مقبول رہا یہ انقص جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر سے کو بچ کیا تو آپ نے وادی القریٰ کے جانب تو توجہ فرمائی  
 راہ میں جب صبار خیر میں نزول فرما ہوئے تو وقت صلوٰۃ عصر کے معجزہ روز الشمس دکھلایا اور وادی القریٰ کے لوگوں نے  
 اہل اسلام کی تشریف لائے کی خبر پائی اور آگاہ جنگ و جدال ہوئے اور باہر نکلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انکو  
 مقابلہ دھار یہ پر طیار دیکھ کر غازیان اسلام کی صفیں آراستہ فرمائیں اور سعد بن عبادہ کو علم کرام اسلام عنایت کیا وہ  
 کمال نرمی سے پیش آئے اور بہت سمجھا یا مگر اُن سرکشوں نے مقابلہ میں سبقت کی ناچار اہل اسلام نے بھی مقابلہ کیا  
 کہ ایک شب روزیہ و وادی القریٰ خوب لڑے اور دن آدمی مارے گئے دوسرے روز صبح کو فتح اسلام ہوئی اور تمام مال مساکین  
 انکا ضبط ہوا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ رحمت و شفقت زمین و باغات انھیں کو مستاجر میں واپس کر دیے  
 اور انکو وادی القریٰ میں رہنے دیا جب یہ خیر ہو دیا کہ یہودی تو انھوں نے خوف کا کر جزیرہ دینا قبول کیا اور بدست محمد بن عبد اللہ

یہودیوں کی ہمدردی  
 یوحنا بن یوحنا  
 ۱۱۸

نکستہ  
 بن  
 بن  
 بن





اور عرب معلوم نہیں ہوتا اور جو کوئی کہے کہ از روی کشف اور وحی کس واسطے دریافت نہ کیا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل خدا کا ہے حضرت کے  
 اختیار سے باہر میں کچھ حکمت ہوگی ظاہر اور حکمت تشریع احکام کی و حضرت شیخ الحدیث عبدالحی دہلوی فرماتے ہیں کہ انمول  
 بیدارست و لیکن اتنا کہ اور احوال و شہود سے دست و ہند کہ دران مستغرق گرد و قیاسوی مشہود از جمیع صور و معانی  
 و اہل معارف کمر و دو چرخہ در بعضہ احوال و در حالت وحی مثل انجالت رومی میدا پس باعث نسیان و غفلت نہ تم قنایا شد کہ  
 طربان حالت عظیم کہ خبر خدا سے رب الغفر تحقیق آن را ندانند فانہم اسی سال میں زفاف اُمّ حبیبہ قمر البوسفیان ابن حرب  
 و موسیہ واقع ہوا عمر انکی ابن عمر بن قیس ابن ربیع کی ہوگی تھی اور اسی سال میں خبر ہوئی کہ یہو و خیر نے بعد قتل ابن ابی الحقیق کے  
 اسید بن زرارہ کو امیر کیا اور باعانت عطفان ٹراچاہتے ہیں حضرت نے عبداللہ بن رواحہ کو مع تین سو آدمیوں کے صحابہ  
 عبداللہ نے سید سے کہا کہ حضرت نے تجھ کو بلا یا ہے تاکہ عامل خیر کریں سو وہ چلا عبداللہ نے سکو اتنا راہ میں قتل کیا اور مدینہ میں  
 حاضر ہوئے اور اسی سال میں عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو قبیلہ مہازن پر روانہ فرمایا وہ لوگ خبر آمد امیر المومنین عمرؓ کے  
 گئے ناچار امیر المومنین واپس تشریف لائے اور اسی سال میں امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک جامعہ جماعت  
 نبی سید اللہ قبیلہ بنی نضارہ خواہ کلاب پیکہ نواحی نجد میں رہے تھے بھیجے گئے اس جماعت اسلامتہ میں سلمہ بن الاکوع بھی تھے وہ  
 تو بعض کو قتل کیا اور بعض کو اسیر کر لائے ان جملہ ایک عورت حسینہ حبیلہ سلمہ بن الاکوع کے ہاتھ لائی کہ صدیق اکبرؓ نے انھیں کو غایت فرمائی  
 اسے حضرت علیؓ الدیلمی سلمہ لیکر گئے ہیں بھیجا اور اسے عوض اسیران کے کو چھوڑا اسی سال میں بشر بن سعد انصاری بنی تہامہ کو قتل کر کے  
 روانہ کیے گئے وہ نہ بلے ناچار ان کے لیکر چلے بنی مرہ کے لوگ خبر پا کر دوڑے کہ نوبت مقابلہ پہنچی اسلانون کے پاس تیرے کافروں نے  
 حملہ کیا اکثر مسلمان شہید ہو گئے اور بشر بن سعد بھی مجروح ہوئے اور مذکور میں آئے جیٹ نان صحت ہوئی اور زخم مندمل ہوئے تب مدینہ  
 میں آئے یہ خبر حضرت مسلم کو پیش از حضور بشر بن سعد ہو گئی تھی کہ حضرت نے اسی کا عوض سال ہشتم میں لیا اسی سال میں بشر ابن سعد  
 مع تین سو مجاہدین کے اہل میں و جبار پر روانہ ہوئے وہ لوگ ان کے خوف سے بھاگے مگر دو آدمی گرفتار ہوئے اور مدینہ  
 میں آکر اسلام لائے اور مال و اسباب لوٹ میں بہت ملا اسی سال میں ابن ابی العوجاء بنی سلیم پر روانہ ہوئے کہ ان کو  
 نے مقابلہ کیا اور خوب لڑے تھے کہ سردار سر یہ بھی مجروح ہوئے اسی سال میں غالب ابن عبداللہ بنی باجاء و صفد  
 کس بنی حوال بعض العین الملحد پر اور شیر بن عبداللہ بن ثعلبہ پر بھیجے گئے انھوں نے بعض کو تہ تیغ کیا اور شتر و غنم اکثر لوٹ لیا  
 بعد ازاں اسی سال کی ماہ ذیقعدہ میں حضرت مسلم نے بجاء دو ہزار کس عمرہ قضا دافرا یا را و آیت ہر کس سفر میں جہاد  
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ بنت حارث ہالیہ سے موضع شرف میں نکاح کیا اور وقت رجوع کے سے اسی  
 موضع میں زفاف واقع ہوا اور اسی مقام میں سال شصت و سہ ہجری میں میمونہ نے وفات پائی یہ میمونہ خالہ عبداللہ  
 بن عباس خالہ ابن ولید و زبیر بن الاسلم کی تھیں بعضے قائل ہیں کہ حضرت مسلم محرم کے اور بعض کے نزدیک وقت نکاح  
 محرم تھے اور اقویٰ از روی دلیل یہ کہ انجناب مسلم محرم تھے اور یہ بات بخلاف انصاف آنحضرت مسلم کے کرنا فیسہ کے نزدیک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز مکہ معظمہ میں گذرے تو کافروں نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہا کہ مدت  
 اقامت ختم ہو گئی آپ اپنے پیغمبر سے کہیں کہ تشریف لے جائیں چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ کے کہنے سے آنحضرت دیمان سے روانہ  
 ہوئے روایت ہے کہ یہ کلام دو پہر کو چوتھے دن سنبل بن عمرو اور غریب بن عبد الغری نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہا تھا  
 کہ اسیدم آنحضرت روانہ ہوئے اور عمارہ و دختر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے چلاتی ہوئی جلدیں کہ یاعم یا عم حضرت علی  
 مرتضیٰ نے انکا ہاتھ پکڑ کر سپرد فاطمہ علیہا السلام فرمایا کہ یہ تمہارے چچا کی بیٹی ہو اسکو اپنے پاس بٹھالو جب مدینہ منورہ  
 میں پہنچے تو علی بن ابیطالب اور جعفر طیار اور زید بن ثابت میں درباب کفالت عمارہ نزاع واقع ہوئی ہر ایک نے  
 اپنے اپنے وجود پر ترجیح بیان کیے حضرت علی نے کہا میری چچا کی بیٹی ہو اور میں اسکو لایا ہوں اور فاطمہ بنت محمد رسول اللہ  
 میرے گھر میں ہیں وہ حقدار تربیت ہیں اور زید بن ثابت بس لے کہ عمارہ میرے بھائی کی بیٹی ہیں سخت تربیت ہوں اگر وجہ  
 زید بن ثابت ثابت غلام آزاد تھی آنحضرت رسالت مآب تھے مگر آنجناب نے امیر حمزہ اور زید بن بھائی کی چارہ کر دیا تھا اسلئے  
 انھوں نے وقت نماز عمارہ کو بھتیجی فرمایا اور جعفر طیار نے کہ دس برس علی سے بڑے تھے فرمایا کہ عمارہ میرے  
 چچا کی بیٹی ہو اور اسکی خالہ میرے نکاح میں ہے یہ معاملہ دیکھ کر حضرت صلعم نے علی مرتضیٰ سے فرمایا انت نبی وانا نکتہ یعنی میں تجھے  
 تو مجھ سے یعنی مجھ میں اور تجھ میں کمال اخلاص ہے اور جعفر بن ابیطالب سے فرمایا انت نبی وانا نکتہ یعنی تو میری صورت اور سیرت  
 میں مشابہ ہے و امین کمال فضیلت حضرت جعفر کی نکلی کہ حضرت کی طامہ و باطن سے مشابہت ہونا عمدہ بات ہے اور زید سے فرمایا  
 اخوت و مولانا یعنی تو ہمارا بھائی اور محب ہے پھر جعفر سے فرمایا کہ تو زیادہ حق دار ہے کہ عمارہ کی خالہ میرے گھر میں ہے اور خالہ غیر  
 مان ہے ولانک المکرۃ علی عمتہا ولا علی خالتہا یعنی عورت نکاح نہ کیجائے اپنی بھوپھی و خالہ پر یعنی جعفر کو عمارہ سے نکاح باوجود خالہ کے  
 حرام ہے سو جعفر بن ابیطالب نہایت خوش ہوئے لہذا ان حضرت ولایت مآب کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ  
 آپ عمارہ سے نکاح کیون نہیں فرماتے فرمایا انہا نبی الخی من الرضاۃ یعنی عمارہ بیٹی میرے بھائی و دو دھڑ شریک کی بیٹی ہے  
 آنحضرت صلعم نے اور امیر المومنین حمزہ بن ابیطالب نے ثوبہ بنتی لوی لب کا دو دھڑ بیاہا تھا روایت ہے کہ عمارہ کا نکاح مسلم  
 بن مسلم سے کیا ہوا اسی سال میں حضرت صلعم نے ایک فرمان ملک غسان سے جلد بن ایم کو لکھوایا کہ وہ اسلام لایا اور جو انبیا  
 باہدایا و تحف مناسب حضور رسالت مآب میں بھیجا مگر حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت میں مکے سے بہاگ کر  
 میں آیا اور مرد ہو گیا اور حالت ارتداد میں مراغوفہ بالمدین سورانی تہ اور وجہ قرار یہ واقع ہوئی کہ حضرت عمر کے ساتھ شہر  
 حجت بنت المدینہ کو گیا اور ایک مرد بنی فزارہ کو ظلم قتل کیا حضرت امیر المومنین نے قصاص کا حکم جاری کیا تب وہ بھاگا  
 اور اسی سال میں حضرت صلعم نے فروہ بن عمرو جد امی کو خط دوسرا لکھوایا یہ شخص عمال روم سے تھا اسنے اسلام قبول کیا بادشاہ  
 یہ حال سنکر لشکر مولیٰ دئی مگر بعض اہل تحقیق نے اس حال کو سال ہم میں لکھا ہے انقصہ جب سال ہشتم ہجرت شروع ہوا تو وہ مصر  
 بقول ابو عمرو بن عاص اور خالد بن ولید و عثمان بن طلحہ عبید بن جحلی اولاد کے پاس اب کلید کعبہ ایمان لائے اور انکے

بہشتی حضرت علی مرتضیٰ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم

تو زید بن ابیہاشم

سال ہشتم



سے جو کہ اس کے دینے منورہ میں مگر بعض ہی سیر اسلام ان لوگوں کا آخر سال ہجرت میں بیان کرتے ہیں اور بعض سال ہجرت میں بھی  
 اتفاقاً اتفاقاً بن ولید سے روایت ہے کہ جب ارادہ قدیری میرے اسلام سے متعلق ہوا تو حجت اسلام میرے ول بن ابی الدرداء سے ہوئی  
 اس پر کہ حضرت صلیم سفر حدیبیہ میں صاۃ اخوف ادا کرتے تھے اور میرا ارادہ تھا کہ آنجناب کو ماروں مگر خطا طاعت لطف خداوندی  
 سے ان تک نہ پہنچ سکا اور جب صلیم ہوئی تو میں نے خیال کیا کہ اب قریش کو شوکت و قوت باقی نہیں رہی اور نجاشی تابع پیغمبر اسکے پاس  
 بھی نہیں جاسکتا کہ ہر تاج حیرت دم کے پاس جا کر نصرانی یا یہودی ہو جائے بہتر ہجرت میں گذرے کہ چندے اور دیکھوں کیا ہوتا ہے  
 خیال میں تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنابراد اسے عمر قضا کہ معطیہ میں تشریف لائے تو میں زمان سے نکل گیا جب آنجناب عمر کو  
 تو میرے بھائی ولید بن ولید سے یہ احوال پوچھا آئے مجھے لگا کہ سخت تعجب ہے کہ تو اسلام نہیں لاتا رسول اللہ نے مجھے پوچھا کہ خالد  
 کمان ہرین نے عرض کیا خدا اسکو لائے فرمایا خالد اس قسم کے لوگوں میں نہیں ہے جس پر حقیقت اسلام پوشیدہ رہی ہو اگر وہ اسلام  
 لاوے اور اپنے مردانگی و شجاعت باتفاق اسلامیان مشرکوں پر ظاہر کرے تو اسکے حق میں نہایت خوب ہو اور میں اسکو غیر فرقہ  
 کرونگا سوائے ہر اور تو جلد حاضر ہو کہ تجھے بہت باتیں نیک فوت ہو لیکن میں واسلام خالد کہتی ہیں کہ اس خط کے وصول ہونے  
 سے میں بہت خوش ہوا اور اسلام کی طرف رغبت زیادہ ہوئی تب میں مکہ مبارکہ میں آیا اور اسباب سفر میا کر کے جانب مدینہ چلا گیا  
 بن طلحہ عذری میرا دوست بھی ہمراہ ہوا جب موضع ہڈی میں پہنچا تو عمرو بن عاص مسلمان ہونے کو جاتا تھا وہ بھی مل گیا کہ ہم تینوں  
 آدمی باتفاق داخل مدینہ ہوئے حضرت صلیم کو خبر ہوئی اور میں پارچہ مسافت بدل کر بنابرلازمت رسول مقبول دامنہ ہوا رستے میں ولید  
 بھائی ملا آئے کما جلدی جل حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم منتظر تھے میں چنانچہ میں لبرعت تمام حضور پر نور میں حاضر ہوا آنجناب مجھے  
 دیکھ کر تبسم ہوئے میں نے انہاس کیا کہ السلام علیک یا رسول اللہ حضرت نے بہت خوشی سے فرمایا وعلیک السلام یا خالد میں نے کہا اشد  
 لا الہ الا اللہ واکمل رسول اللہ پھر فرمایا اللہ اللہ اللہ ہی ہذا کی لا اسلام او فالدین جاتا تھا کہ مجھکو عقل ہو اور خدا سے امید رکھتا  
 کہ تجھے براہ خیر ہدایت کرے میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے کس کس طرح سے بے ادبیان و بصیر فیان حالت کفر میں کی ہیں  
 سو آپ دعا کریں کہ وہ گناہ میرے معفو ہوں فرمایا او خالد اسلام نہ چیرے کہ اس سے گناہ گذشتہ بخود کان ملکین ہو جائے میں نے عرض کیا  
 یا رسول اللہ بلایت ہم امیدوار ہوں کہ آپ دعا فرماویں آنجناب نے دعا کی کہ یا اکی گناہ گذشتہ خدا دین ولید کے بخشش سے بعد از ان  
 عمرو بن عاص و عثمان بن طلحہ مشرک بن اسلام ہوئے نجد اسے لازمال حیدر سے میں مسلمان ہوا ہوں اس در سے جو ہم پیش آئی اسے آنحضرت نے  
 کسی صاحب کسیر برابر نہیں فرمایا کہ انی جو تالی محل مومن اللہ رفاقت ہے کہ عربین علم غنا تھا بنا بیعت کیے ورنہ کیا اور کینچ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 کیوں بولا ایک طرح سے کہ انہوں نے فرمایا بیان کہ کیا ایمان لائے ہوں شہر کہ تمام گناہ گذشتہ میرے بخشے جائیں فرمایا تو میں جانتا کہ اسلام ورتا ہر ایک کو  
 جو حالت کفر میں ہے ہوں ہجرت نور کو دیتی ہو اور دعائی ہو کہ گناہ کو جو پیشتر ہجرت سے کیے ہوں تب عمرو بن عاص نے بیعت کی روایت ہے کہ عربین عاصی  
 فوت نہایت خوفناک تھے مجھے جب کانام عبداللہ تھا کہ ابوبکر کراش کس لئے تو تم را حجاب ہوا ابو جہل بنی سہیل اللہ پر عمرو بن عاص لگا او فرزند میں ملین  
 مجھے گزری ہیں ول بن ولید سے نہایت دشمنی کہتا تھا پھر اسلام لایا اور بنوں میں ہجرت لایا اور پوچھا مجھکو دینا ہے جو کہ پہنچا میں میں ہجرت

نہ اس سے  
عاصی بن ہاشم

ف ہوا  
ول بن ولید

یہ روایت ہے  
عاصی بن ہاشم  
راوی کے ہونے  
ہیں

کہ مجھے کون حالت سے معاملہ پیش کرینگے اور کیا مجھے پیش آویگا صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ عمر وہ ابن عباس سوار لشکر تھے سفر میں انکو حاجت غسل ہوئی اور سردی بشت تھی انھوں نے تمیم کیا اور کسا خدا کے تعالیٰ نے فرمایا ہر لا تقنوا الفکم انجناب صلعم نے یہ بات سنی اور کچھ اعتراض نفرمایا اور بعضی کتب متبرہ سے وضع ہوا کہ معاویہ بعد صلح حدیبیہ اور قبل فتح مکہ ایمان لائے ہیں خیانت پر تقریب التہذیب میں لکھا ہے و اللہ اعلم اسی سال میں غالب ابن عبد اللہ بنی جماعہ سے املوح پر جانب کردید کہ روزن جدید ہر بھی چنڈ نفر بھیجے گئے ان لوگوں نے جا کر شب خون مارا اور انکے اونٹ پرانے کے جانب نہ پہلے پیچھا ایک جماعت دوڑی اسی وقت اللہ نے پانی برسایا کہ جنگل فاصل بن السلیلین الکافین بھر گیا وہ لوگ سلاؤن تک پہنچ سکے اور غالب مع جماعت اپنی صحیح و سالم مدینے میں حاضر ہوئے بعد اسکے غالب کو بھجیت ذو سوسا ہیون کے جنید اسامہ بن زید بھی تھے اہالی مکہ بنا بر انتقام کشتہ گان سریشتر بن سہر کے روانہ ہوئے کہ مقابلہ واقع ہوا اور اکثر اونٹ و کریان وغیرہ ہاتھ آئے اسی سال میں شجاع ابن وہب اسدی بجماعت بہت چار نفر ہوازن پر روانہ کیے گئے اونٹ بیان انکے پر لائے کہ ہر شخص نے پندرہ پندرہ اونٹ حصے میں پائے اور پندرہ دن مدینے سے غیبت رہی اسی سال میں کعب ابن عمرو غماری پندرہ نفر سے جانب ذات اطلاق بھیجے گئے حمار عظیم واقع ہوا اور کعب بن عمرو مجروح ہوئے جب مدینہ میں آئے تو حضرت صلی اللہ وسلم نے اور لوگوں کو بھیجا تب کفار خوف سے بھاگ گئے اسی سال میں سرہ موہ واقع ہوا سرہ موہ بضم م و سکون او بے ہمزہ و بقول جوہری وہ ابن فارس بجاز ہمزہ اور اکثر روایات بخاری نے بلا ہمزہ لکھا ہے اور بعض ہمزہ بہر تقدیر ایک قریہ قریات بلقا سے کہ اس مقام سے بیت المقدس دو میل رہتا ہے اور بعض کے نزدیک ایک شام از اعمال و شوق میں ہر دو علی التقدرین سبب اس واقعہ کا یوں واقع ہوا کہ حضرت صلعم نے ایک خط حارث بن عمرو کے ذریعے سے حکم فرمایا کہ لو کہما حبیب خطا لیکر موتہ میں پہنچے تو شرجیل ابن عمرو غسانی اقرعہ نے انکو رسول پیغمبر خدا جاکر انکو پیغمبر انجناب نے سنی تو زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اسیر سرکہ کر کے نین ہزار مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو جعفر ابن ابیطالب اسیر کر مواروہ بھی شہید ہو تو عبد اللہ ابن روضہ اسیر لشکر ہوا و جروہ بھی مارا جا تو سلمان اپنی تجویز سے جسے چاہیں اسیر کرین بعد اسکے لوہر سفید غایت کیا ابن حارث کو اور ثنیۃ الوداع تک فتح انجناب شریف لگے اور وقت موع ارشاد فرمایا کہ قتل حارث پر پہنچ کر قوم کو دعوت اسلام کرنا اگر قبول کریں تو بہتر ورنہ جانا کرنا پیغمبر شرجیل ابن عمرو غسانی کو ہوئی آنے بھی پانا لشکر جمع کیا باجماع لشکر اسلام داوی قمری میں فروکش ہوا اور سدوس برادر شرجیل مقابل ہوا اور اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا گیا شرجیل قلعہ میں بھاگا اور دوسرے بھائی کو بہر قتل فرما کے پاس بھجا اور اعانت چاہی اور قبائل لخم و ثمام اور قین و ہراہ و بنی سے بھی مدد کی درخواست کی کہ قریب ایک سپاہی کے جمع ہوئے اور اہل اسلام مکین بن ہراہ آدمی تھے اسی سبب سے متروک ہوئے اور چلا کر سبیل طہرین

عبد اللہ بن رواحہ نے کہا کہ مارا جانا زندگی سے بہتر ہوا اللہ ہم فوج کی قوت سے کچھوں نہیں اڑتے ہم تو بقوت دین اڑتے ہیں آخر کار سب لوگ چلے اور شہر موت کے متصل مقابل ہوئے اول زید ابن حارثہ عالم نصرت لیکر فوج کفارین اور نہایت دلیری سے شہید ہوئے بعد ازاں جعفر ابن ابیطالب علم لیکر اڑنے لگے پھر کھوڑے سے اترے اور اسکو پڑ کر پیادہ ہو کر اڑنے لگے اول یہی اسپ سلام میں بیڑ کیا گیا کذا فی وجہ الہ آخر کار حضرت جعفر کا دست راست کٹ گیا تو علم اسلام دست چپ میں لیا اور اڑتے رہے جب دست چپ قطع ہوا تو علم کو بازو سے تھاما اور ایک فرد وحی نے دوڑ کر تلوار داری کہ چشم شریف انکا دو ظلم ہو گیا اسوقت عمر انکی بروایت تینتیس برس کی و بروایت اکتالیس برس کی تھی اس جلدی میں اللہ نے انکو دوبار و عنایت کیے کہ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں صحیح بخاری میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم عبد اللہ ابن جعفر سے ملے تو فرماتے تھے السلام علیک یا ابن الجناحیں اور سبب اس لقب کا یہ ہوا کہ حضرت صلعم نے جعفر کو بعد شہادت دیکھا کہ درس بازو رکھتے ہیں اور فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں و حضرت تھیرم نے کہ یہ کیا معاملہ بعد انکے معلوم ہوا کہ جعفر شہید ہوئے تھے اسی دن سے جعفر طیار کہلائے اور ذوالجناحیں لقب ہوا اور لکایت ہو کر فرمایا حضرت صلعم نے کہ دیکھا میں نے جعفر کو بہشت میں کہ اڑتا ہے فرشتوں کے ساتھ اور صحیح بخاری میں عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جعفر ابن ابیطالب نے یمن نے مقتولان میں دیکھا تو انکے جسم پر نوے زخم سے زیادہ تھیں زخموں کے نچے انقض بعد شہادت حضرت جعفر ابن ابیطالب کے عبد اللہ ابن رواحہ نے علم اٹھایا کہ وہ بھی شہید ہوئے تب مسلمانوں نے خالد ابن ولید کو امیر کیا مگر ات ہو گیا اس سبب سے اڑانی موقوف ہوئی صحیح کو خالد نے یہ کام کیا کہ مقدہ بن اشقر کو ساتھ لے گیا اور سینہ کو مسرہ کافروں نے لگا لیا کہ اب اسلام کی مرد آئی اور گھبرائے پھر خالد نے بخاریہ بن عظیم پر کیا کہ اس دن نو تلواریں خالد کے ہاتھ سے شکست ہوئیں صحیح بخاری میں ابی حارثہ سے روایت ہے کہ سوا سے صفحہ پانیہ کے اور کوئی تلوار باقی نہ رہی اور اسلام کا غلبہ ہوا اور کفار بھاگے اور جو مارے گئے انکا شمار نہیں ہو سکا مگر اہل اسلام کے اٹھ شخص شہید ہوئے اسی اڑانی میں ایک مسلمان قوم حمیر نے ایک کافر کو مارا اور اسباب مقتول خالد سے طلب کیا خالد نے نہ دیا عوف ابن مالک نے کہا کہ میں تمہارا شکوہ حضرت صلعم علیہ وسلم سے کروں گا چنانچہ جب لشکر مدینہ میں آیا تو عوف نے حضرت سے گلہ کیا کہ حضرت نے خالد سے پوچھا کہ تم نے قاتل کو اسباب کیوں دیا خالد نے عرض کیا کہ وہ اسباب قیمتی تھا اس سبب سے نہیں دیا فرمایا اسباب اسکو حوالہ کر دیا حضرت خالد عوف کے پاس ہو کے نکلے تو عوف نے خالد سے چادر تھام کر کہا کیوں پہننے جو کسا تھا کر دکھایا خالد کو غصہ آیا یہ احوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو حضرت نے فرمایا کہ اب اسباب دے اسکو اور خالد بھلا تم چھوڑنے والے ہو میرے لئے نکالوں کو تمہارے مثل درج کا کمون کی مثل ایسی جو طرح مثل اس مرد کے جسے اونٹ و بکریاں چرا لے کو لین سو لگو چرا لیا پھر مکی پاس کا وقت تاکتا رہا سو لیگیا انکو حوض پر سوا سینچیں پھر انھوں نے صاف صاف پانی کو پیا اور لمبھٹ کو چھوڑا صاف صاف نکلا اور لمبھٹ آویز بغی غلبت کا مال لشکر کو ہوا اور سب کی فکر حاکم کو اور حضور ہو تو



بدر نامی و سوانحہ حاکمون پر یہ ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کی خاطر داری کی طرح کیا کہ اب سب سے  
اور حاکمون کی قدر دانی کی بس معلوم ہو کہ بادشاہ کو سرداروں کی خاطر داری ضرور ہو تاکہ لشکر پر عبث بڑے ہر کام  
سپاہی سردار پر جوت نہ کر سکے صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ صدیقہ سے روایت ہے جو حضرت جعفر کی شہادت سے ان کے گھر والے  
نوحہ کر کے رونے لگے کسی نے حضرت صلعم کو اس حال سے مطلع کیا آپ نے فرمایا انکو بارگاہ آنے منع کیا تو عورتوں  
نے نہ مانا چار آنے عرض کیا کہ عورتیں نہیں مانتیں فرمایا پھر منع کر اسی طرح تین مرتبہ اسکو بھیجا مگر عورتوں نے  
نہ مانا چار آنے عرض کیا کہ عورتیں باز نہیں مانتیں اور پھر غلبہ کرتی ہیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو  
جا اور آنے نہ میں خاک جھونک سے اس حدیث سے نوحہ کرنا اور رونا چلا کر بتا کہ تمام منع ہونا ثابت ہوا اور  
صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی غزوہ میں خالد ابن ولید کا خطاب سیف اللہ ہوا یعنی شجاع  
سے شجاعان خدا سے اس لیے کہ ہزار پر حملہ کرتے تھے اور یہ اضافت بزرگی کے لیے جو بعد اسکے اسی سال میں خیر ہوئی کہ  
ایک جنگ میں قبیلہ بنی قضاہ بالفتح و ضم اول یعنی قات و فتح ضا و عجم و عین ہلکے گرد وین و بنو قین لفتح قات مجتمع ہو کر چاہتے ہیں  
کہ اطراف مینہ میں فساد کریں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر و ابن عاص کو روانہ کیا اور بنی سو حناجر  
و انصار ہمراہ کیے اور تین گھوڑے اور دو علم ایک سیلہ و دوسرا سفید جب قریب تر پہنچے تو معلوم ہوا کہ جامع کفار زیادہ  
تاجار توقف کر کے حضرت صلعم سے مدد چاہی انجتاب نے ابو عبیدہ ابن الجراح کو مع دو سو آدمیوں کے روانہ کیا کہ حضرت  
شیخین رضی اللہ عنہما بھی انہیں تھے سوائے پہنچنے سے کافروں کو خوف پیدا ہوا تو اکثر گھبرا گئے اور بعض مقابل ہوئے  
جب اسلام کا غلبہ ہوا تو وہ بھی بھاگے عمر و ابن عاص نے چندے توقف کیا اس سریر میں اونٹ و بکری بکرا کر فروج  
کرتے اور کھاتے تھے اس سریر کو غزوہ ذات السلاسل بھی کہتے ہیں اس لیے کہ مشرکوں نے ایک کو دوسرے سے  
باندھا تھا تاکہ بھاگ نہ سکیں اور بعض کے نزدیک ذات السلاسل ایک کنواں ہوا رضی بنی غدرہ میں صاحب خانہ  
نے اس سریر کو سال ختم میں لکھا مگر صحیح ہے کہ سال ششم میں واقع ہوا اس لیے کہ روایت ابن حنفیہ عمر و ابن عاص  
سنتہ ثمانیہ میں اسلام لائے ہیں اور حضرت نے جو عمر و ابن عاص کو اس سریر میں لے کر کیا با این ہمہ کہ شخص بھی ہمراہ تھے  
سو و جبر ہوئی کہ عمر و ابن عاص قبل اسلام عدو خیر الانام تھا اور طاقت اصحاب عظام کے دے رہتا تھا جب ایمان لایا تو  
حضرت رحمۃ اللعالمین نے چاہا کہ اثر اس وحشت کو ازل کریں جو قدیم سے ہر قلوب اصحاب میں اور امن میں ہوں حضرت  
کی طرف سے اور نامید ہوں رحمت خالصے چنانچہ عمر و ابن عاص امیر مہمی سپہ سالار نماز کے امام تھے تا وقتیکہ مینہ منورہ میں  
آئے پھر اسی سال میں بعد قرض حد قریش و قتل فتح مکہ ابو عبیدہ ابن الجراح کو کافران قریش پر جو قبیلہ جہینہ سے تھا  
اس کے لوگ دیکھ کے کنا سے بے کرتے تھے روانہ کیا اور تین آدمی ہمراہ کیے انہیں عمر بن خطاب جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ  
عنہما بھی تھے انہما راہ میں نامہ لایا تھی برا ابو عبیدہ نے فرمایا جو کچھ چیز از قسم طعام باقی ہو سب لوگ جمع کریں کہ جب

دو توشہ دان بھر سوا اور ہر ایک شخص کو تھوڑا تھوڑا دیا گیا یہاں تک کہ ایک خرے پر نبوت انی کہ اسی کو چستے اور پانی پیتے تھے جب وہ بھی نہ رہا تو درختوں کے پتے پانی میں تر کر کے کھانے لگے اسی سبب غزوہ جس الخط کبیر الخار العجمہ و سکون البار الموحدة کہلاتا ہوا و خطا بر گماے درخت ہر سبب اضطرابی لشکر کے لوگوں نے پتے و درختوں کے کھانے تھے یہاں تک کہ ہونٹھا اور منہ زخمی ہو گئے تھے آخر کار دریا کے کنارے پہونچے اور بنوک سے غلبہ کیا اسوقت پریشان ہوئے تو اللہ نے دریا سے ایک ہی مردہ نکالی ایسی بڑی کہ ایک ماہ کامل اسی کا گوشت سب لشکر نے کھایا اور صحیح ہو کر نصف ماہ تمام لشکر نے مل کر کھایا اور بعد ازاں اٹھارہ دن تک بعض آدمی لشکر کے اور بعض تمام مہینے تک کھاتے رہے کیونکہ احادیث میں روایات مختلف ہیں بعض میں ایک ماہ بعض میں نصف ماہ اور بعض میں اٹھارہ دن پس تطبیق بین الاحادیث اسی طرح ہوتی ہے الغرض بلحاظ رتبہ لشکر اسلام داخل مدینہ ہوا صحیح مسلم اور سنن امام احمد میں وارد ہے کہ ابو عبیدہ نے کہا وہ مچھلی ایسی تھی کہ اس کے حدقہ چشم میں لوگ بیٹھیں چنانکہ تیرہ آدمی اس میں بیٹھے اس سرور کو سیف البحر کہتے ہیں حضرت جابر سے روایت ہے کہ اسی بڑی مچھلی کھوں دیکھی نہیں اسکی پسلی کے نیچے سے آدمی گھوڑے کا سوار نکل جاتا تھا اول دسکے کھانے میں تردد ہوا مگر باضطراب کھانے لگے کہ نین تو آدمی وہاں رہے اور کھاتے رہے جب دینے میں آئے تو حضرت صلعم سے یہ قصہ نقل کیا سلم بن ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وہ مردہ ماہی روزی تھی کہ خدا نے تمہارے واسطے نکالی تھی سو کیا تمہارے ساتھ اس کے گوشت سے کچھ باقی ہو تو ہر کو کھلا و ابو عبیدہ کہتی ہیں کہ ہنسنے کسی قدر گوشت اسکا بھیجا حضرت نے کھایا اور صحیح جاری میں کہ ابو عبیدہ اس مچھلی کی پسلی کی ایک بڑی لیکر کٹری کی اور ایک شخص کو اونٹ پر چڑھا کر اس کے نیچے بھیجا سراسر آدمی کا نہ پہونچا بعض نے نام لکھی ہے کہ لکھا ہوا و ترجمہ الحافل میں منبر ہو صحیح اور قیام ساحل بحر نصف ماہ بیان کیا ہے فائدہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مردہ تھری ہو کھانا اس مچھلی کا جو کہ خود بخود مر جاے اور پانی پر اتر آوے اسی کو عرب طانی کہتے ہیں کہ شقی طوفی یعنی علوسہ ہوا و نزدیک مالک شافعی کے طانی کا کھانا مضائقہ نہیں ہے اور دلیل حنفیہ حدیث ہے کہ ابو داؤد و ابن ماجہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جابر نے کہا قال رسول اللہ صلعم ما یصب عنہ البار نکلو و ما یقطہ البار نکلو و ما یطفا فلا نکلو یعنی ہر ماہی کہ فرور و دازان آب پس بخورید آزادان ماہی کہ بیندند و آزاد آب پس بخورید آزادان ماہی کہ در آب پس و بالآب آید آراخو رید چنانچہ ہی اسے وطریق علی ایطالب و ابن عباس و ابن عمر و ابن ہریرہ کا یہ کہانی الہادیہ لیکن غلط حرمت طانی میں ہے کہ پیٹ اور ہر ہو کیونکہ اگر پشت بالابوگی تو حلال ہو کہانی چلی مختصر الخوانہ و جامع الرموز و ابن حزمی و ابن دالمہ المختار اور قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر مچھلی آفت سے مرے تو حلال ہے چنانکہ قطرب میں تنکی مکان سے مری یا شکیب یا مالک یا موص وغیرہ میں کہ ممکن ہو کہ اسکا بلا شکار یا بسبب کھانے دوا کے پانی میں ڈال کر مرے اور جو ماہی کہ شکر طانی میں پائی جاوے وہ بھی حلال ہے نہ طانی کیونکہ یہ ماہی آفت سے مری ہے کہ زانی البزار نے اور جو مچھلی کہ در مچھلی و در مچھلی کہ

یہ روایت ہے کہ ابو عبیدہ نے کہا وہ مچھلی ایسی تھی کہ اس کے حدقہ چشم میں لوگ بیٹھیں چنانکہ تیرہ آدمی اس میں بیٹھے اس سرور کو سیف البحر کہتے ہیں حضرت جابر سے روایت ہے کہ اسی بڑی مچھلی کھوں دیکھی نہیں اسکی پسلی کے نیچے سے آدمی گھوڑے کا سوار نکل جاتا تھا اول دسکے کھانے میں تردد ہوا مگر باضطراب کھانے لگے کہ نین تو آدمی وہاں رہے اور کھاتے رہے جب دینے میں آئے تو حضرت صلعم سے یہ قصہ نقل کیا سلم بن ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وہ مردہ ماہی روزی تھی کہ خدا نے تمہارے واسطے نکالی تھی سو کیا تمہارے ساتھ اس کے گوشت سے کچھ باقی ہو تو ہر کو کھلا و ابو عبیدہ کہتی ہیں کہ ہنسنے کسی قدر گوشت اسکا بھیجا حضرت نے کھایا اور صحیح جاری میں کہ ابو عبیدہ اس مچھلی کی پسلی کی ایک بڑی لیکر کٹری کی اور ایک شخص کو اونٹ پر چڑھا کر اس کے نیچے بھیجا سراسر آدمی کا نہ پہونچا بعض نے نام لکھی ہے کہ لکھا ہوا و ترجمہ الحافل میں منبر ہو صحیح اور قیام ساحل بحر نصف ماہ بیان کیا ہے فائدہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مردہ تھری ہو کھانا اس مچھلی کا جو کہ خود بخود مر جاے اور پانی پر اتر آوے اسی کو عرب طانی کہتے ہیں کہ شقی طوفی یعنی علوسہ ہوا و نزدیک مالک شافعی کے طانی کا کھانا مضائقہ نہیں ہے اور دلیل حنفیہ حدیث ہے کہ ابو داؤد و ابن ماجہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جابر نے کہا قال رسول اللہ صلعم ما یصب عنہ البار نکلو و ما یقطہ البار نکلو و ما یطفا فلا نکلو یعنی ہر ماہی کہ فرور و دازان آب پس بخورید آزادان ماہی کہ بیندند و آزاد آب پس بخورید آزادان ماہی کہ در آب پس و بالآب آید آراخو رید چنانچہ ہی اسے وطریق علی ایطالب و ابن عباس و ابن عمر و ابن ہریرہ کا یہ کہانی الہادیہ لیکن غلط حرمت طانی میں ہے کہ پیٹ اور ہر ہو کیونکہ اگر پشت بالابوگی تو حلال ہو کہانی چلی مختصر الخوانہ و جامع الرموز و ابن حزمی و ابن دالمہ المختار اور قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر مچھلی آفت سے مرے تو حلال ہے چنانکہ قطرب میں تنکی مکان سے مری یا شکیب یا مالک یا موص وغیرہ میں کہ ممکن ہو کہ اسکا بلا شکار یا بسبب کھانے دوا کے پانی میں ڈال کر مرے اور جو ماہی کہ شکر طانی میں پائی جاوے وہ بھی حلال ہے نہ طانی کیونکہ یہ ماہی آفت سے مری ہے کہ زانی البزار نے اور جو مچھلی کہ در مچھلی و در مچھلی کہ

حلال نہیں ہو کمانی مجمع البرکات اور اگر باہمی مجروح دریا میں مردہ پانی جاسے حلال ہو کمانی القنیہ اور جو بچہ کی سر دی یا گرمی پانی سے مر جائے آسینہ دروایت میں ایک یہ کہ حلال نہیں ہو کیونکہ حرارت و برودت زمانہ کی صفات میں اور کثرت اسباب موت یہی واقع ہوتے یہی قول امام عظیم و امام سرخسی کا ہو کمانی مجمع البرکات در دوسری یہ کہ حلال ہو کیونکہ موت اسکی سبب یہ سے واقع ہوئی پس یہ ایسی ہر جیسے آب در پانی خشکی میں ڈال دیا اور گئی اور اسکی جلّت میں شبہ نہیں ہوئی اور یہی قول امام محمد کا ہو اور فتویٰ اسی پر ہو کمانی العنایتہ و الحادیۃ و مجمع البرکات خزائن المغنیین پس مجملی جوابل اشکرا سلام اس سبب میں کمانی حالت نظر میں اسکی قسم سے ہوگی کہ سبب ثبوت حرارت یا برودت پانی سے مر گئی تھی کہ موج دیکھئے اسے بحکم ثانی کمال کرا سلامیوں کے روئے ڈالے کہ انھوں نے کمانی فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ اگر باہمی مردہ پانی جاسے اور بعض جم زمین پر ہو اور نصف پانی میں پس اگر زمین پر ہی حلال ہے اور اگر سرابی میں ہو تو دیکھنا چاہیے اور اگر زمین پر کم از نصف یا نصف ہو تو حلال نہیں ہو کیونکہ موضع نفس پانی میں ہو معلوم ہوا کہ آفت سے نہیں مری بلکہ منہ لٹھانی ہے اور جو اکثر نصف زمین پر ہو حلال ہے جس طرح اگر تمام بدن زمین پر ہو حلال تھی اولاً اکثر حکم اکل تھی قولہ پوشیدہ نہ رہے کہ شریعت میں کوئی وزن مقرر نہیں ہو کمانی الفتوح و حل انواع السمک و کرمۃ یعنی انواع سمک و انواع حلال ہیں حیوۃ الحیوان میں ہو کہ کرمۃ ماہی ہو کہ جو بزرگ ہو نہ ہو اسکا جناح ہو اسکی راحت کے واسطے اور مولانا فیض الدین محدث نے جوابات سوال الاموالی احمد علی میں لکھا ہے کہ شریعت میں کوئی وزن مقرر نہیں ہو امام ابن حنیفہ کے نزدیک اگر برابراںساں ہو یا آدمی کو لکھا سکتی ہو تو حرام ہے اور نزدیک اماموں کے کتنی ہی کلاں ہو حلال ہو لیکن سند اس قول کی نہیں لکھی ہے شاید مولانا نے کسی کتاب میں لکھا ہو اسی حال میں ایک رستہ انصاریہ نے اپنی غلام میمون کا ایک منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بنوایا کہ آنجناب وقت مواظطہ و اضلاع اسے چلوں فرماتے تھے اور اسی سال کے رمضان میں غزوہ فتح واقع ہوا اسی کو فتح الفتح کہتے ہیں اس سبب وقوع یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ میں بھی ایک شہ طغی کر جو کوئی چلے عہد فرشتہ میں درسا اور جو کچھ عہد پیغمبر میں ہو بنو بکر نے قریش سے عہد چمیان کیا اور بنو خزاعہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان دونوں میں باہم قدیم عداوت تھی اور چونکہ قریش حضرت صلح سے لڑنے لگے تو انکی آپس کی لڑائی بند ہو گئی تھی جب کہ حدیبیہ میں قریش سے صلح ہو گئی تو عداوت قدیم بنو بکر و خزاعہ نے ظہور کیا اور صورت یہ پیدا ہوئی کہ ایک مروئی و ایل کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے لگا وہاں ملک غلام بنی خزاعہ کا حاضر تھا اسنے منع کیا اس مرد کو کہ نہ لانا خزاعی نے اسکو مارا کہ اسکا سر ٹوٹ گیا تب اسنے بنو بکر سے فریاد کی انہیں سے بنو قحایہ بنو خزاعہ سے لڑتے پرستعد ہوئے اور قریش سے مستعدی اعانت ہوئے قریش نے ہتھیار دیے اور ایک جماعت قریش مانند عکرم بن ابی جہل و کز ابن حصص و صفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو و حلیط بن عبد العزیٰ پوشیدہ با خواص و توابع شریک ہوئے اور پہلے شب خون مارا پھر تو جنگ عظیم ہوئی کہ لڑتے ہوئے قریش مجرم میں در آئے اور بنی نضر خزاعہ سے قتل ہوئے بنو خزاعیوں نے نوفل بن معاویہ سے کہ امیر بنو بکر تھا کہ اسکا کہرم کی خوش خیال میں رکھو اور خدا سے ڈرو نوفل بولا کہ اگر جبرہ کلام نہایت بزرگ ہو لیکن کج جہم اسکی پروا نہیں رکھتے تا جا خزاعیوں



بہار بن ورقمہ کے گھر نہادہ پکڑی اور بنو بکر و قریش اپنے اپنے گھر گئے اور پوشیدہ ہو رہے اور یہ گمان میں تھا کہ ہم کو کسی نبی کا  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت اللہ نے خبر دی بلکہ خزائے کے بجز کئے والے نئی اسی وقت رات میں حضرت کو  
 چکار اور استغاثہ کیا اور مرد چاہی حضرت نے جواب دیا لیک لیک حضرت سیمونہ نے جبکہ جسے میں آپ وضو کر رہے تھے  
 آواز لیک سکتے پوچھا آپ کس کا جواب دیتے ہیں فرمایا کہ اجز خزانہ کا مجھے پکارا تاہی اور مجھے مرد چاہتا ہوں اور فریاد کرتا ہوں کہ قریش نے  
 بنو بکر کی مدد کی بعد ازاں صبح کو آنجناب نے حضرت عائشہ سے کہا کہ رات خزانہ میں ایک بات ہوئی بولیں یا رسول اللہ کیا  
 آپ کا گمان ہے کہ قریش عین شکر کی کرینگے حالانکہ تمہارے لنگو گرتا کر دیا ہے فرمایا کہ انھوں نے عہد توڑا کہ خدا کا ایک حکم انھیں ملے ہو  
 پھر تین دن بعد اسکی عمر ابن سلم خزانہ چالیس آدمیوں سے رہنے میں آیا اور حضرت رسول اللہ میں حاضر ہوا اسوقت آنجناب  
 مع اصحاب مسجد شریف میں جلوہ فرما تھے نے ایک قصیدہ حسین سرگزشت مفصل تھی پڑھا حضرت حمزہؓ لعل اللہ علیہ وسلم فرمایا  
 جبکہ ایک عمر و اور کھڑے ہو گئے اور چار اپنی چینیئے اور فرماتے تھے مرد نہ دیا جاؤں میں اگر مرد نہ دوں میں بنو کعب کو ان میں  
 جن میں دو کرتا ہوں انہیں کی اسوقت کچھ اربعی تھا مو حضرت صلح نے فرمایا کہ یہ ابرو اور کرتا ہو نصرت نبی کعبہ کے عرفاء  
 ابن سلم خزانہ سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو روانہ ہو کہ وہ لوگ نصرت ہوئے اور قریش اس حرکت شبنمہ سے پشیمان ہو چکا ہے  
 عاتش بن ہشام و عبد اللہ بن ابی بکر ابوسفیان بن حرب کے پاس گئے اور کہا اسے ابوسفیان یہ بڑا فساد ہوا اسکی اصلاح  
 پھر ضرور ہو ورنہ محمد بن عبد اللہ اپنے ہم عہدوں کا عوض لینے ابوسفیان بولا کہ میری زوجہ ہند نے ایک خواب دیکھا وہ  
 یہ کہ جانب جنوب سے خون بہتا ہوا مکے میں آیا ہے اور موضع خندہ میں ٹھہر کر غائب ہو گیا اسوقت میں خوفناک ہوں اور وہ بھی  
 دینی ہر اور تم کو معلوم ہے کہ یہ حرکت جو قریش سے ہوئی میری صلاح سے نہیں تھی اور نہ میں اسی تھا اب اسبھاوے معلوم  
 ہوتا ہے کہ مدینہ میں جا کے محمد صلح سے اس سر نو عہد کو اور مدت صلح کو زیادہ کر داور ہر گاہ اس فساد کی خبر ہو جاگی تو بھر شکل پرگی  
 چنانچہ ان لوگوں نے ابوسفیان کو جانب مدینہ روانہ کیا اور حمید بن ام المونیہ نے بیٹی کے پاس آیا اور چاہا کہ فراموش حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر بیٹھے ام حبیبہ نے کلمات سخت اپنے آپ کے حق بن فرمائے کہ تم شرک ہو چکا است شرک سے بھرے ہو اور یہ بھڑونا  
 جناب سید الطاہرین کا ابو ابوسفیان نہایت ناراض ہوا اگر ام حبیبہ نے اس فریض پر بیٹھے نہ دیا بلکہ لپیٹ دیا ابو ابوسفیان غصہ کر  
 حضرت صلح کے پاس آیا اور دربانہ یا دتی مدت صلح کے اعتبار حضرت نے کچھ نہ سنا کہ ناامید ہو کے حضرت صدیق اکبرؓ کو  
 اعظم و فاطمہؓ کے پاس آیا اور بولا تم لوگ سفارش کرو سب کا چار کچھ اختیار نہیں ہے اور اپنے پاس سے ایک دیات علی  
 ابن ابیطالب کے پاس آیا اور کہا اسے ابوالحسن تم سہی کرو کہ مدت صلح درانہ ہو جائے وہ بولے حضرت صلح کا غم ہو چکا ہے آپ کی  
 سفارش نہ چلیگی ابوسفیان نے کہا میں نہایت پریشان مضطرب ہوں کوئی راہ نکالو جس سے نجات کی صورت پیدا ہو علی رضی  
 فرمایا کہ تو کھڑے ہو کہ آواز بلند نہ کرنا کہ جانبین کے لوگوں کو میں نے اپنے جوار میں لیا سو اسے ہی بات کہی اتنا زیادہ کیا  
 کہ میرا گمان نہیں ہے کہ محمدؐ میرا جوار و درکن میرے عہد میں آیا حضرت سے کہنے لگا کہ اسے محمد صلح یہ امن نہیں ہے کہ تم جو صلح







حضرت صلا اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر عباس بنی و انما منہ رواۃ الترمذی عمر شریف اٹھاسی برس کی ہوئی بارھویں ربیع الثانی  
سال تھی دوم چہری میں فات ہونی خیمہ الفصح میں مدفون بن ازہر بجلد ابو سفیان ابن الحارث ابن عبد المطلب رحمہ  
رسول اللہ صلا اللہ علیہ وسلم میں ازہر بجلد عبد اللہ بن ابی لہیع بن الغیر بن عتمہ حضرت صلعم کہ موضع ابوہنہ جو نجد کریمان لئے اور  
ہزار ہوں پھر حضرت صلعم نے منزل کدیر میں بروز اتنے سفیان میں رزہ افطایا اور اہل شکر کو افطار کی اجازت دی کہ تاخیر  
رمضان مضطرب ہے اور جب منزل مر الظهران میں جلوہ فرما ہوئے اور مکہ معظمہ چار فرسنگ توش اسلام میں بارہ ہزار  
شمار آئے مگر قریش بیکار غل تھے کہی کو خیر بھی صرف خوف و ہراس لبتہ دون میں تھا اس مقام میں عبداللہ بن ابی سفیان  
کہ ہر شخص گجلاوے چنانچہ سبے آتش دشن کی وقت شب سفیان بن حرب حکیم ابن خاتم قبیل بن قحاطہ طریق تھا  
لئے سے برآمد ہونے اور مر الظهران کی پہاڑی پر چڑھ کر دیکھنے لگے تو روشنی نظر آئی اور تمام وادی پر آتش نظر آئی ابو سفیان بولا  
یہ آتش غرضیہ دہل نے کہا آتش خزاعہ ہر ابو سفیان نے جواب دیا کہ خزاعہ کنعز میں اور اگلا شریہ لوگ ہی نکلیں ہے اور حضرت  
اس تشریب سیرور لایا صلعم پر سوار ہو کر باہر قصد موضع اراک میں پہنچے کہ اگر کوئی شہر کم کش یا تیر فروش ملے تو حال کسوں تاکہ  
بجھان کے سے بیان کرے وہ لوگ اپنی فکر کرنا و دیویدہ اخلاص حاضر ہوئے کہانی پائین دفعہ ابو سفیان بول حکیم ملاقی ہوئے  
ابو سفیان پوچھا کیا بارش و شور ہو رہی روشنی کسی ہر عباس نے فرمایا محمد رسول اللہ باشوکت تمام کسی ہزار غاریوں کے شریف آئین  
آئے کہا صلح کیا ہوا یا جو تیرے ساتھ سوار ہو کے حاضر ہو تو میں امان کی درخواست کروں چنانچہ وہ سوار ہوا و حکیم قبیل  
لئے کو گئے اور عباس عمر خطاب کے دیر سے کے پاس آئے فاروق اعظم نے ابو سفیان کو دیکھا کہ لواریاں کی اور پیچھے دو  
اور کہتے تھے کہ احمد بن ابی بکر بولا امان یا عباس نے شہرت جلد ہکا اور حضرت کے پاس حاضر ہوئے پیچھے سے عمر بنی  
اور جوابالت آئے عرض کیا کہ ابو سفیان ہزار شاہد ہو تو گردن روں عباس نے کہا میں نے اسکو امان دی ہر سپرد دون  
ضاموں میں گفتگو طویل ہوئی تب حضرت صلعم نے فرمایا ابو عباس اسکو صبح کو لانا چنانچہ صبح کو لائے حضرت نے فرمایا اسے  
اپنی ضمان کیا ہنوز وقت نہیں آیا جو تو معلوم کرے کہ جو بحق واحد ہر او میں پیغمبر صادق ہوں بقول حق مطلق ابو سفیان بولا  
کہ تمہارے علم و کرم میں کچھ شبہ نہیں ہر او میں بے شک تصدیق ہوں عباس نے فرمایا احوالی سفیان فرصت وقت  
غیبت جل و قبل نے عمر کے اسلام قبول کر چنانچہ اسنے بعد توقف دعوت پیغمبر قبول کی اور اسلام لایا عباس کو  
یا حضرت یہ شخص مفاثر و ست ہر اسکے حق میں کچھ ارشاد ہو فرمایا من فضل ابی سفیان فہو اس من اعلق علیہ یا ہفوا  
آسن من جملہ بیت احرام فہو آسن من اعلق علیہ فہو آسن من جملہ بیت احرام فہو آسن من جملہ بیت احرام فہو آسن من جملہ بیت احرام  
کہ جو ابو سفیان کہہ گیا اسکو امان ہر او جس نے تمہارا مال خیرے اسکو امان ہو تب انصار نے کہا کہ حضرت کو اپنے برابر و ملی  
ہوئی اور اپنے وطن کی غیبت آئی یہ بات حضرت کو وحی سے دریافت ہوئی فرمایا اگر وہ انصار تھے کہا کہ اس مرد کو  
لیجئے پیغمبر کو خواہش ہوئی اپنے شہر کی بلجئے یہ بات مقرر ہوئی ہر فرمایا یہ نہیں ہوتا ہر میں مقرر بندہ اللہ کا اور نبی ہوں میں

ابو سفیان ابن ہر او میں کچھ ارشاد ہو فرمایا من فضل ابی سفیان فہو اس من اعلق علیہ یا ہفوا آسن من جملہ بیت احرام فہو آسن من اعلق علیہ فہو آسن من جملہ بیت احرام فہو آسن من جملہ بیت احرام



غیر صلح یمن وادی سے جاتیں اور سب لوگوں کا کہہ فراوی کہ ہمارا خیمہ جوں بچھڑا خیمہ اور نہایت تفسیر کر دیا کہ حسب تکلفی  
 نہ اڑے تم ہرگز نہ کہو باجماع کہ فر پیکر طابق حکم اور روانہ ہوا اور حضرت طریق اذافر سے تشریف لیچکے روایت ہو کہ ایک جانب سے  
 عکرم بن ابی جہل و صفوان بن امیہ و تنیل بن عمرو بن عبد اللہ بن مویج جامع بنو بکر و بنو حارث بن عبد مناف و طائفہ بنو زید و طائفہ بنو  
 بن لید سے مقابل ہوئے مگر خالد نے بھی مقابلہ کیا چنانچہ موضع خذر میں لڑائی شروع ہو گئی اور لڑائی سخت ہوئی مسلمانوں نے  
 مارے مارے روانہ ہوئے الحرام تک کافروں کو پہونچا یا جو پیش نظر کافروں میں لڑا بخلاف بنو بکر کے چار بھیل کے مارے گئے اور  
 دو مسلمان شہید ہوئے اور انجا ایک عکرمہ کے ہاتھ سے شہید ہوا اور روایت صحیحہ صاحب تہذیب الخلفاء نے لکھا ہے کہ اس معرکہ میں بڑے  
 یا بڑے کافر مارے گئے اور خالد بن لید کی طرف میں صرف سلمہ بن احمار الجہنی شہید ہوا اور کرنا بن جابر قمری اور حبیب بن خالد  
 بھی شہید ہوئے مگر حضرت خالد کے لشکر سے علیحدہ دوسری راہ جاتے تھے وہاں مارے گئے باجماع کفار قریش نے نہایت فاس  
 اٹھائی اور خالد بن لید نے کیفیت مفصل حضور اقدس میں عرض کی فرمایا قضا و اللہ خیر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے رعبت ہو کر  
 انتخاب کیا میرا نعل ہوئے تو امتنا فرما کہ خالد بن لید اہل مکہ کو مارے ڈالے نہ ہر جناب نے کہا کہ میں بھی خالد سے کہہ کر سے نعم السیف یعنی تلوار قریش  
 اٹھا لے آئے جبکہ کہ صلح فیم السیف سے تلوار قریش میں کہ خالد رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی شروع کی یہاں تک کہ شتر آدمی کا قتل ہوئے اور  
 حضور اقدس نے خالد پر خطاب فرمایا اور حالات حکم کرنے کا سبب بایں کیا خالد نے اس کا کہہ کچھ حکم مانع نہیں ہو چکا بلکہ حکم کو پہونچا  
 آپ اس شخص حکم لے جانے والے سے انسا کر یا اسے کا ایک شخص منیب کہ لڑنا یا نون بن من مجھے ملا اسکے ہاتھ میں ایک تھما اسنے  
 کہا تو یوں خالد سے کہہ وضع فیم السیف نہیں تو میں تجھے قتل کروں گا مجھے با حضرت یساع غبار ابی اسرہو اس شخص کے حکم کے اور  
 بجائے کا معلوم ہوا کہ وہ شخص فرشتہ تھا اور غلو و خبا کہ یہاں تھا کہ شتر آدمی قتل ہوا کہ بار قتل ہو جاوے اس لیے کہ جناب صلح قبول  
 صلہ اللہ علیہ وسلم نے بروا حد مجھے پہونچا آپ شہید ہوئے غم فرمایا تھا اگر قریش یہ قابو پاؤں گا شتر آدمی قتل کروں گا سو خدا سے دعا  
 ہے کہ آپ کی بات کو سچا کر دیا کہ انافی موضع الاحباب و العلاج بسبب وقوع اس واقعہ کے خفیہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ جنگ ہو اور شافعیہ کہتے ہیں صلح  
 بیل ان پشین داخل تھے حضرت صلہ اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے میں جو جوں پر قائم تھا جلوہ فرما ہوا نعل غسل فرما کر ذرہ پنی اور خود رکھا  
 حالت غسل میں تھے حضرت فاطمہ علیہا السلام تعین اس وقت امام ہانی بنت ابی طالب نے اس کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلاش ہو کر ابن جبر و دیگر  
 شوہر کہ شہید کو قتل کریں اور میں اسکو امام دی جو فرمایا ہنہا ان دی جسکو تو نے امام بنی رواہ ابنجاری یو اسلام اور نصیہ کہتے ہیں  
 کہ یہ حال امام ہانی کے گھر میں واقع ہوا اور وہاں بعد غسل حضرت نے کچھ کھتین نماز چاشت کی بھی اور فرامیں انور حضرت صلح  
 علیہ وسلم سچ سواری ہوئے و اپنے صدیق اکبر ابی بکر سلیم بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے حضرت ابی طالب اور محمد ابن سلمہ مبارک رہے تھے اور  
 امساء ابن زید روایت تھے عبد اللہ ابن جعفر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با و از زم سورہ انافخا کا افتتاح بینا پڑھتے ہوئے  
 بلا احرام داخل جرم ہوئے اور سجدہ میں تشریف لائے اور لکڑی سے چھڑا سو کو پوسہ دیا اور تکیہ کی اہل اسلام نے متابعت کی  
 اہل مکہ پر بارزہ پڑا اور یہاں لوں کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ طواف فرمایا اور

عکرم بن ابی جہل و صفوان بن امیہ و تنیل بن عمرو بن عبد اللہ بن مویج جامع بنو بکر و بنو حارث بن عبد مناف و طائفہ بنو زید و طائفہ بنو بن لید سے مقابل ہوئے مگر خالد نے بھی مقابلہ کیا چنانچہ موضع خذر میں لڑائی شروع ہو گئی اور لڑائی سخت ہوئی مسلمانوں نے مارے مارے روانہ ہوئے الحرام تک کافروں کو پہونچا یا جو پیش نظر کافروں میں لڑا بخلاف بنو بکر کے چار بھیل کے مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے اور انجا ایک عکرمہ کے ہاتھ سے شہید ہوا اور روایت صحیحہ صاحب تہذیب الخلفاء نے لکھا ہے کہ اس معرکہ میں بڑے یا بڑے کافر مارے گئے اور خالد بن لید کی طرف میں صرف سلمہ بن احمار الجہنی شہید ہوا اور کرنا بن جابر قمری اور حبیب بن خالد بھی شہید ہوئے مگر حضرت خالد کے لشکر سے علیحدہ دوسری راہ جاتے تھے وہاں مارے گئے باجماع کفار قریش نے نہایت فاس اٹھائی اور خالد بن لید نے کیفیت مفصل حضور اقدس میں عرض کی فرمایا قضا و اللہ خیر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے رعبت ہو کر انتخاب کیا میرا نعل ہوئے تو امتنا فرما کہ خالد بن لید اہل مکہ کو مارے ڈالے نہ ہر جناب نے کہا کہ میں بھی خالد سے کہہ کر سے نعم السیف یعنی تلوار قریش اٹھا لے آئے جبکہ کہ صلح فیم السیف سے تلوار قریش میں کہ خالد رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل میں گرمی شروع کی یہاں تک کہ شتر آدمی کا قتل ہوئے اور حضور اقدس نے خالد پر خطاب فرمایا اور حالات حکم کرنے کا سبب بایں کیا خالد نے اس کا کہہ کچھ حکم مانع نہیں ہو چکا بلکہ حکم کو پہونچا آپ اس شخص حکم لے جانے والے سے انسا کر یا اسے کا ایک شخص منیب کہ لڑنا یا نون بن من مجھے ملا اسکے ہاتھ میں ایک تھما اسنے کہا تو یوں خالد سے کہہ وضع فیم السیف نہیں تو میں تجھے قتل کروں گا مجھے با حضرت یساع غبار ابی اسرہو اس شخص کے حکم کے اور بجائے کا معلوم ہوا کہ وہ شخص فرشتہ تھا اور غلو و خبا کہ یہاں تھا کہ شتر آدمی قتل ہوا کہ بار قتل ہو جاوے اس لیے کہ جناب صلح قبول صلہ اللہ علیہ وسلم نے بروا حد مجھے پہونچا آپ شہید ہوئے غم فرمایا تھا اگر قریش یہ قابو پاؤں گا شتر آدمی قتل کروں گا سو خدا سے دعا ہے کہ آپ کی بات کو سچا کر دیا کہ انافی موضع الاحباب و العلاج بسبب وقوع اس واقعہ کے خفیہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ جنگ ہو اور شافعیہ کہتے ہیں صلح بیل ان پشین داخل تھے حضرت فاطمہ علیہا السلام تعین اس وقت امام ہانی بنت ابی طالب نے اس کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلاش ہو کر ابن جبر و دیگر شوہر کہ شہید کو قتل کریں اور میں اسکو امام دی جو فرمایا ہنہا ان دی جسکو تو نے امام بنی رواہ ابنجاری یو اسلام اور نصیہ کہتے ہیں کہ یہ حال امام ہانی کے گھر میں واقع ہوا اور وہاں بعد غسل حضرت نے کچھ کھتین نماز چاشت کی بھی اور فرامیں انور حضرت صلح علیہ وسلم سچ سواری ہوئے و اپنے صدیق اکبر ابی بکر سلیم بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے حضرت ابی طالب اور محمد ابن سلمہ مبارک رہے تھے اور امساء ابن زید روایت تھے عبد اللہ ابن جعفر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با و از زم سورہ انافخا کا افتتاح بینا پڑھتے ہوئے بلا احرام داخل جرم ہوئے اور سجدہ میں تشریف لائے اور لکڑی سے چھڑا سو کو پوسہ دیا اور تکیہ کی اہل اسلام نے متابعت کی اہل مکہ پر بارزہ پڑا اور یہاں لوں کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ طواف فرمایا اور



سے آئے تشریف لے گئے اور کہتے ہیں تو سنا حجت رکھے تھے اور پانوں کے پیسے سے چائے تھے ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی اس سے اشارہ فرماتے تھے اور یہ آیت جل جلالہ تعزیر علی الباطل الباطل کان ربہم فاعنی یا یق اور شاہ باطل نیک باطل میں تھے اور جو کچھ کی طرف اشارہ کرتے تھے وہ بت کرتا تھا اور جب کی پشت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ اندھا کرتا تھا اسی طرح بت اٹھ کر اٹھ کر گریسے اور تصویریں جو دیوار کے پچھلے پچھلے میں لٹکی ہوئی تھیں ان کے پانی سے دھو لیا اور اجنبیوں کے تشریف لے گئے اس سے فراغت ہوئی تو ارادہ ہوا کہ کعبہ کے اندر تشریف لے جائیں بلال سے ارشاد ہوا کہ عثمان بن طلحہ جی سے کنبی لاؤ اور کنبی سلافر بنت سعد والدہ عثمان کے پاس تھی حضرت بلال نے طلب کی اسے اس عذر سے انکار کیا کہ تم مجھے نہ دو گے عثمان بن سلافر کہتا تھا کنبی میری طرف سے نہیں لکھوئی دوسرا لکھ رہی تھی اسی رو دیکھیں حضرت صدیق و فاروق عظمیٰ رحمہ اللہ تشریف لائے اور کہا کہ حضرت علیہ السلام علیہ السلام نے کنبی کے منظر میں جلد حاضر کرو تب سلافر نے کلید عثمان اپنے بیٹے کو دی اور کہا اگر کلید کعبہ میرے پاس ہے تو میرے پاس سے کعبہ میری طرف سے ہے چنانچہ عثمان کنبی لے کر حاضر ہوئے حضرت نے چاہا کہ عثمان کنبی دے عباس ابن عبد المطلب سے چاہا کہ جسطح سنایہ زفرم میرے پاس ہے کلید بھی مجھے ملے عثمان کو اشتباہ ہوا اسے جو ہاتھ کنبی دینے کو پڑھا تا تھا کنبی یا حضرت نے فرمایا عثمان اگر ایمان خدا و یوم جزا کو تو کنبی جو اسے لائے کہ اسے خدا کا رسول خدا یا اللہ تعالیٰ حضرت نے کنبی پائی اور عمر بن خطاب عثمان بن طلحہ سے فرمایا کہ اندرون بیت جاکے تصویریں پشتوں پر مینوں کی جو کعبہ کی دیواروں میں کھینچی ہیں شاہدیت حکم جاری ہو یا تو انجناب بلال اس میں داخل ہوئے اور تصویر حضرت ابراہیم علیہ السلام بن عفران سے دہوا دیں اور فرمایا اللہ حساب نصبت کرتے ہیں اس قوم کو جو تصویر کرتے ہیں اپنے غیر مخلوق کی پھر نیا برقع اور حجام و روانہ بند کر دیا اور دو رکعت نماز ادا کی کہتے ہیں ابن عمری والوصف غیرہ نے اس روایت کو ترجیح دی کہ کنبی اللہ تعالیٰ تعزیر علی الباطل الباطل تعزیر علی الباطل الباطل حضرت ابن عباس سے بخاری میں روایت ہے کہ اس کو حضرت اقدس نے دیکھا کہ فرمایا خدا تعالیٰ نصبت کرتے ہیں کہ کنبی کعبہ خدا کی قبر البتہ معلوم تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو تزیین کیا تھا بلال نے فرمایا کہ اس کے سیر سے یہ طلب کیا کہ کعبہ کی طرف اشارہ فرماتے تھے اور اجازت دی وہ کعبہ پر لکھا تھا منہ کیا تیسرے کو خالی چھوڑا تھا دواول سے امر و نہی سمجھتے تھے اور تیسرے میں توقف کرتے تھے اور ان تعزیر و نکودوں پر غیرین کی تصویریں بن لگایا تھا کہ لوگ جانیں کہ یہ حضرت بھی بنے نال کہتے تھے جب کہ نیکو ہوا تو حضرت صلوات نے یہ جان لیا اور نصبت کی فائدہ یہ جو مشہور کہ اونچے ہوں گے انارنے کو حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ کو حضرت علیہ السلام نے اپنے دیکھا کہ میرے پر چڑھا یا اور نصبت علی نے لے لیا کہ آپ میرے کندھوں پر سوار ہوں فرمایا کہ تم بابرہوت نہیں لکھا سکتے ہو اور میں بار ولایت اٹھا لگا سوجا رہے استاد الاساتذہ حضرت شاہ عبدالغفر قدس سرہ تھنا عشرین میں لکھتے ہیں کہ جب تک لکڑی کے اشارے سے گریسے تو اس کی کیا حاجت تھی اور شاید یہ امر فرود کعبہ کے بیٹوں بن واقع ہوا ہو فائدہ شیعہ اس قصے سے نہرت علی کی بڑی فیصلہ ثابت کرتے ہیں اور تشریف لے گئے ہیں بنیہ شاید الوصیت حال کہ جو وہ حضرت جبرہ بن عبد المطلب علیہ السلام سے بیان فرمائی یعنی تم نبوت اٹھا سکو گے اس سے تشریف لے گئے اہل باطل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم بن صدق کبریتی اللہ تعالیٰ بری

انجناب  
علی بن  
ابن عباس

فضیلت ثابت ہوئی ہو کہ سب جہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر غار ثور تک لے گئے یعنی جو ان نبوت حضرت الیہ السلام  
علیہ السلام کے اندر وجہ انعامات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انعامات حضرت شیعہ کی یہ فوقانی ایسی ہی ہوتی جو انعامات کے فضل  
و امجدہ میں کہیں کہیں کسی سلطان کو کسی طرح کی گفتگو میں پہنچے جو باتوں سے برفق زیادہ تر خراب ہو گیا ہر انعامات کے فضل  
علیہ السلام کو جو عظیمہ کا دروازہ کھول کر اپنے شریف فرما ہوئے اور آستانہ پر دو دروں کو پڑ کے کھڑے ہوئے کلید تاج عربین علیہ السلام کے لیے اس وقت  
کی طرح لوگوں کو ان کے سے ہاتھ تھے اس حال میں علی مرتضیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ کبھی کوئی ایسی بات کہ جس کو اسے اس وقت  
فرمایا اور ایدم البر والوفاء یا ربنا نزل ہوئی جان اللہ یا عمران تو وہ الامانات الی الہا یعنی خدا سے تعالیٰ حکم کرنا ہو کہ ادا کروا تین امانت  
کو ادا کرے عثمان بن طلحہ کو سپرد فرمائی بعد از ان عثمان نے حضرت اختیا کی او کلید کہ شیعہ اپنے برا دروازے کو دی کرنا کج کیا  
ہے نہ فقہی شیعہ کے اختیا میں ہر طایفہ ہر کہ جس وقت کلید کہ عثمان کو عنایت فرمائی تو ارشاد کیا تو ہیشہ کے واسطے ہر ایسا کوئی جسے  
اگر ظالم کسی مشی گوئی کے مطابق کلید کہ خلیفہ اول عثمان میں ہوا اور اپنے عثمان کو اس وقت ہفتہ یاد دلا کر قبل ہجرت پہنچے ایک مرتبہ  
کلید واسطے کوئے کعبہ کے علی تھی تھنے دی و میں نے کہا تھا کہ ایک دن بھر کلید سے تاج عربین ہو گی جسے چاہو گھا دو گھاتے کہا تھا اس دن  
قریش نازل ہوئے جو حیات ہوئی ہیں کہ انہیں باہر غریزہ ہوئے عثمان نے کہا درست ہے ان حضرت صلعم نے کہ والوں سے توجہ ہو کر  
ان لوگ سے حق میں کیا گئے کہ ہوا اور کیا کہتے ہو یہ سب ہر ہر گمان کہ میں نے اچھا کہتے ہیں تم سزا بخائی اور کہیں کہیں کہیں ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا  
جو چاہو کہ فرمایا میں ہی کہتا ہوں جو کہ یہ بھائی بوسٹ اپنے بھائی کو کہا تھا کہ لا شریک علیہ السلام یعنی آج خبر کہ لاہنا نہیں ہو گھا  
و شکوہ یہ آئے خون تان کیے و ارشاد کیا کہ نہیں جلال ہر میں کسی کو کہ سب میں تھیا ارٹھا ہے بنا قتل و قرا طمان کو کھوینے کھوینے  
ایک روایت ہے کہ حضرت صلعم جب اسے کھڑے تو یہ یں ماتے تھے لا الہ الا اللہ و لا شریک لہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و ہر ملا خراب حد  
اور صحت سے تھما ز عصر اسی جگہ جلوسہ فرما رہے اور وجہ توقع شاید یہ ہو کہ جن لوگوں نے فضل کا حکم تھا اسکی تحقیق منظور نظر تھی بالجمہ اسی عرصہ میں  
خط فرمایا اور حریت ربا و احکام قصاص و دیات بیان کیے اور بطلان عادی جاہلیہ کے نصاب فرمائے اور مفاہرت سے نبی کی اور  
بآیت سورہ حجرات کی ارشاد فرمائی یا ایہا الناس انا خلقناکم من فریضی و جعلناکم شعبا و قبایل لتعارفوا ان اکرم عند اللہ اکرم ان علیکم  
خیر یعنی اگر آدمیوں میں تم کو بنا لیا گیا ہے مادہ سے اور کہیں تمہاری تین دو تین آپس کی پہچان ہو مقرر عزت اللہ کے پاس کی تھری ہو کر  
اور بچا اللہ سے صلعم بنا ہر خبر دینی ہر ایمان ذات قوم کی عبت ہر صفت نیک چاہیے صرف ذات کس کلام کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ  
فرماتے ہیں کہ یہ آیت ثابت نہیں کی شان میں نازل ہوئی ہو اور معاملہ یوں ہوا کہ ایک شخص نے ثنات کہ بیٹھنے کی جگہ نہ دی تو ثابت  
کہ اس میں غلامتہ جگہ دے یہ بات حضرت صلعم نے سنی اور فرمایا کون ہر جو غلامتہ کہتا ہر ثابت کہا یا رسول اللہ میں ہوں حضرت صلعم  
نے فرمایا قوم کا منہ دیکھ ثابت نے دیکھا تب حضرت نے فرمایا کیا دیکھا ثابت نے کہا سب و سفید و سیاہ فرمایا بھلا کون  
تفضل نہیں ہو کہ وہ قومی کی اس مقام سے معلوم ہوا کہ اگرچہ او خلیفہ ہے کہ جب کوئی مجلس میں آئے وہ جگہ پائے تو  
مجلس والوں کو لازم ہو کہ تھوڑا جہش کریں تاکہ کان طبع کا شاد ہو جائے یا آٹھ کر پڑے طلعہ کر لیں اتنی حرکت میں غور نہ کریں جیسا





دوسرے واسطے ترمین نابریختن خود کافی شرح ادا بقاضی اور تحقیق صحیح ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خطاب کرتے تھے میں  
 اور تم کا لیکن رنگ کا سیاہ نہ تھا بلکہ سرخ مائل سیاہی تھا اور یہی بقول صحابہ سے ہر اکس کی شرح مشرق میں ہو کہ خطاب میں  
 دو مقام پر اختلاف ہو کہ ایک نبی صلعم نے خطاب کیا یا نہیں اس فی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو آپ کا خطاب کیا معلوم نہیں اور مضمون نے  
 کہا کہ خطاب کیا تھا محبت انکی حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہو کہ انھوں نے حضرت کا رو خطاب کیا اور قول عثمان یہ ہو کہ آنحضرت صلعم  
 نے کاتب خطاب کیا اور اکثر ترک کیا جو کسی نے دیکھا ہو وہ بیان کیا دوسرا مقام یہ ہو کہ خطاب افضل ہو یا ترک نزدیک بعض کے ترک  
 افضل ہر اسلئے کہ تفسیر ہری سے بھی وارد ہو اور بعض کے نزدیک خطاب افضل ہو کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے خطاب کیا جو حضرت صدیق اکبر  
 خا کا خطاب فرماتے تھے اور بعض عثمان سے خطاب کرتے تھے چنانچہ حضرت علی اکرم اللہ وجہہ سے مروی ہو اور بعضے سیاہ خطاب  
 کرتے تھے چنانچہ حضرت عثمان اور بن حبیب اور بن عمر بن عبد الوہاب بن سہیل رضی اللہ عنہم سے بقول ہر وہم خفیوں کا مذہب یہ ہو کہ خا  
 اور دوسرے کا رنگتے سیاہ چنانچہ قتادہ بن ضعی خان بن مکرہ بن نوید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارا مذہب یہ تھا کہ خطاب کیا ہو مردا و عورت کو زیدی  
 سرخی کا اور صحیح قول میں خطاب سیاہ حرام ہو اس واسطے کہ حدیث صحیحین میں وارد ہو یہی کہ کو تغیر کر دیا اور جو سیاہی سے اتنی قول الا مکمل  
 طحاوی و رمی میں ہو کہ سیاہ خطاب کی حرمت غیر مجاہدین کے حق میں ہو اور غازیون کو حرام نہیں کا فردن برعب ثمالی نے یہ سطلے  
 اور اصحاب کیا نے جو خطاب سیاہ کیا شاید اس کا یہ عمل ہو کہ کاتب راق نے اپنے استاد میرا حسن علی محدث سے سنا دلپنے اسلئے  
 ہنی سے نقل کرتے ہیں کہ منع وہ سیاہ خطاب ہو جو وہم کے سوا اور غیر وہم کے ہو پس معلوم ہوا کہ سیاہی کے خطاب سے وہم کا خطاب  
 مستثنیٰ ہو اس واسطے کہ صحیح بخاری شریف ارد ہو کہ ابیہم بن علیہ السلام کا سہرا کشید ہو کہ شلم کو گیا تھا اور ش بابک محمود خطاب سے  
 تھی واللہ اعلم و علیہم السلام اللہ عنہ خطبہ وغیرہ آنجا کہ ہر شریف لگے اور وہاں اجلاس فرمایا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے  
 اور اہل قریش بیعت کرنے لگے حضرت نے عورتوں کی بیعت میں ایک گوشہ چادر کا پکڑ دیا تھا بھرامانی بنت ابیطالب کے گھر حضرت  
 لائے وغسل کر کے اٹھ کر کھٹ صلوة ضعی یعنی نماز چاشت ادا کی اور سجدہ و رکوع و راز کیا پھر منزل لگا ہر کہ شعب بیطالب و خف  
 بنی کت یہ تھا جلود افروز ہوئے قبل خول ارشاد ہوا تھا گیا رہرہ جو تین جان کین ملین قتل ہون ایک عبد الغری ابن حنظل بفتح  
 غامر جو طار حو کہ ہر بفتح اگر کہنے کے ہر وہم لپٹ گیا تھا جب حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم اوفات میں تھے ایک صحابی نے اس کا  
 نذر ابن فضل ستعانی باتا را کہ بت فرمایا اتلو کہ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا ہر وہم و پہلے بیٹے میں اگر سلمان ہوا تھا اسلئے  
 عبد اللہ عامر کما اولیک قبلہ کی زکوۃ لینے کو مع ایک شخص خزامی کے روانہ فرمایا اسنے خزامی کو قتل کیا پھر اس خوف سے کہ قصاص  
 میں قتل ہو گا کہ یہ نہ کو نہ گیا اور زکوۃ کا مال لیکے مکے کو روانہ ہوا سو آپ اس کا خون ہر کیا تھا کہ مارا گیا دوسرے عبد اللہ  
 بن سعد بن ابی شریح رضاعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہ وہ کاتب وحی تھا کچھ اخبارات میں اس جنس کے کلمے میں حطج  
 واللہ علیہم خواہ ان اللہ عنہم جو کہنے تبدیل کی او کہیں قتل سکے کہ آپ ارشاد فرما دیں اس جنس کا کلمہ اسکی زبان پر نہ لگایا  
 اپنے کسی کا یہی کلمہ کہ تو اسے لوگوں میں کہنا شروع کیا کہ تم کو خبر نہیں ہوتی میں جو جاتا ہوں لکھتا ہوں اور مجھ پر وحی

یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے  
 اور اس کا ترجمہ بھی ہے  
 کہ میں نے اس کو قتل کیا  
 اور اس کا خون ہر کیا تھا

آئے ہی سیات آنجناب پہ کھل گئی اور وہ مرتد ہو گیا اور قلعہ کے دن حضرت عثمان اسکو اپنے ساتھ لیکے آئے اور بجا اذکار تمام غار میں  
 کی کہ قصور عات ہو ابداً از جناب بدوہ آنجناب کے رو برو ہو تو اس نے ہم بجا آتا ایک دن حضرت عثمان نے کہا یا حضرت عبد اللہ کہ ایک کھیل  
 بھاگتا ہو فرمایا میں نے اس سے بیعت نہیں کی ہو حضرت ان ہی ہو عثمان نے کہا دست برد اسکو اپنے گناہ پر خرم ہو فرمایا سلام دعا کرنا  
 سابق کو عثمان نے عبد اللہ سے کہا تیرے رو برو ہونے کا اور حضرت عثمان کے محمد بن قرقیہ انھیں کچھ بات فرماتے ہو اور وہ حکم مقرر ہے اور بعد  
 شہادت حضرت عثمان اسے بچے خون لہانوں کے کھڑے شریعت نے ان کو علی بن زرارہ سے تہذیب معلوم ہو کر شہادہ اور اسے عین کے  
 دل پر ہتھکڑیاؤ غفلت کی بات اکثر جاتی ہو حاجت تباہی کی نہیں پتی سوئے اسلام بن سعد کا ایسا ہی تھا مگر ابلیس نے اسکو مارا کہ وہ اٹھا  
 کہ وہ مرتد ہو گیا کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم اس قدر راض تھے کہ با وضعت خود شام حضرت عثمان اور طلحہ اسامہ بن جعد کے اسکی صورت کو دیکر  
 منہ پھیر دیتے تھے اور وقت عطل کے ان بشارت عثمان خوش ہوئے چنانچہ حضرت عثمان مع ابن سعد باہر نکل گئے تو آنجناب نے  
 حاضرین میں سے فرمایا کہ تم اسکو مارا رہا دابر شہرے کے کیا بارے سوال اللہ ہم تارے کے منظر سے فرمایا خیانت انکھوئے پیغمبر کو ان  
 حسین شہر اکبر ابن ابی جہل تھا وہ مرتد فرمے میں کہ بھاگ چلا تھا اجمیل اسکی جو رد سلمان ہو گئی اور حسب درخواست اس کے عکرمہ کو ان  
 علی اسے دوڑ کے عکرمہ سے کہا وہ جہاز پر وار ہو چکا تھا اس نے نہایت تعجب کیا کیونکہ با وضعت اپنی عداوت کے ان کو بحال جاننا تھا  
 اجمیل نے کہا کہ وہ ایسے کریم و عزیز ہیں کہ تعریف انکی نہیں ہو سکتی عکرمہ اس کے ساتھ ہو لیا راہ میں اسے اجمیل سے راوہ بشارت کیا  
 اجمیل نے فرمایا اور کہا کہ شہر کے حسب تک سلمان ہو گئے صحت حال میں عکرمہ نے حاضر اکبر راہ تعجب عرض کیا کہ عورت کتنی ہو کر  
 ہوتے مجھے ان کی ہو فرمایا جو عکرمہ نے کہا یہ علم سوا پیغمبر کے دوسرے کی شان میں اور اسی وقت مسلمان ہو چکے حضرت عکرمہ نہایت  
 مقبول ہوئے لکھا کہ قرآن مجید دیکھ کے انکو حالت وجد ہوئی تھی کہنے لگے تھے ہذا کتاب بی ہذا کتاب بی حضرت صدیق اکبر نے  
 اپنے عمر خلافت میں ایک لشکر کا جو کہ قتال بل زیاد ہو چکا تھا اسیر کیا تھا اور جنگ اذین کہ فرمے نہ وہ جہیم جہد الف ووال ملکہ مفتوحہ  
 موضع ہر شام میں شہید ہوتے ہوئے تھا اور ہر شام بجائے معاملہ تصنیف بن اقصیہ یضیم فون وفتح قواف بعینہ تصنیف تھا شخص ہمیشہ سلام کی  
 ہو گیا کہ اتھار فرمے کہ چھپ چلا اور وقت تلاش بھاگا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا آنچنان مقیدین کہ میرم بوزن مفتوح ابن ابی بکر  
 مسلوبا بین بن قرقیہ نے تھارے کا یہ قصور تھا کہ اسکے بھائی ہشام کو ابی الصاری نے غزوہ ترسیع میں شہر جان کر قتل کیا تھا اور وہ  
 مسلمان تھا حضرت حذرت لواء انیس نے بولنے دیت کے الصاری کو قتل کیا اور مرتد ہو کے بھاگا اور فرمے ایک گشتے میں شہر کو ان  
 شہر شہانہ تھا بنیہ انصاری بن عبد اللہ شہر نے قتل کیا چھٹا ہتھارین الاسود تھا فتح اسے ملکہ و تہذیب اسے وادع وادع وادع  
 ملکہ بوزن تارے نے آنجناب کے سبب انیادی تھی ہر فرمے تھی ہو گیا مگر ملک دن مجمع میں کہ مسلمان ہو حضرت نے غوکا اور قصور بھاگا  
 یہ تھا کہ حسبے تہذیب بھاروی کو ابو العاص ان کے شوہر نے حسب عدلہ محکمہ سے بھرا ہی ابو ارفع اور سلمہ بن سلم حکم آنحضرت انکو  
 لینے گئے تھے موجود میں غمبھار کے وادع مذہب کیا ہتھار نے بیعت چندا و باش قریش راہ میں ہو چکا ایک نیر حضرت زبیر کے مارا  
 ایک شہر گر گر بن اور حمل اسکا سا تھا ہو گیا کہ اسی صدمے سے عیار ہو کے مگر بن اندا آنحضرت نے خون اسکا ہر کیا تھا مگر اسلام

اسلام

عبد اللہ

نیل

متر

نیل

بن

سے معاف کیا سنا تو ان صفوان بن اکیہ شخص نے اور اپنے باپ اسیب بن غلف کا خلف تھا اُس نے سنا کہ میرا خون بہر ہوا تو میرے  
غلام میرا کے ساتھ جائے جہاں گیا میں نے جب محمی نے سفارش کی انجمن نے شکست دی تب عیسا کو لایا اوس میں ہو اگر مارو  
اپنے صفوان کو دو مہینے تک ان ہی ہر فرمایا ان چار ماہ تک ان ہر بیان تک کہ غزوہ خنین واقع ہوا اُس میں حضرت نے کچھ نہیں فرمایا  
جب فتح ہوئی تو غنیمت بہت ہوا اتنی چنانچہ ایک سال بطریق یونان و بربریوں و درزیوں کے بھر ہوا ہاتھ لگا صفوان نے تعجب کیا کہ کثرت  
سودہشی پر حضرت نے اُسی کو بہت ہنسرایا اسی وقت صفوان ہر موضع ہجراۃ میں سلام لایا اور کہا کہ یہ سخاوت سوا کس پر ہے دوسرے  
سے محال ہر اٹھواں عارث بھی طلب اللہ بصر طار کو کھڑا نہ دیتا تھا یہ مرد و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کیا کرتا تھا فتح کے دن  
حضرت علی نے قتل کیا تو ان کو کب بھی نہ بصر بصر نہ تغیر تھا اسکا جرم یہ تھا کہ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
کی جو کی تھی اول حضرت کی خبر سنا بھاگ گیا سال نہ ہجرت میں اول اپنے بھائی عقیق بن محرز بن ہیر کو واسطے دریافت حال بھیا وہ سب  
سالہ معرفت کے حضرت صدیق اکبر سے ملائی ہوا و ان کی ہدایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوا کہ مسلمان ہو گیا کہ کبیرہ  
بات ناگوار ہوئی کہ مجھے نہ پوچھا اور اسلام قبول کیا اُس نے کچھ اشعار لکھے بھیجے انہما کہ بیت بھی ہر سہ سفلک البرکاس ہر خود  
فانسلک المامون نہما و علقاہ لینے پلایا تھا ابو بکر نے بڑا پایا پھر سیراب کیا تھے مامون نے اُس سے اور کر دیا مامون چارے میں  
اُس کو کستر جن کو جن سے رابطہ ہوا و رحمن کا ام اس سے پوچھے یہ کنایہ حضرت سے تھا اسی طرح اور بھی جو جن کی تہنیں آخر کا ہوا  
اپنے بھائی کے مدینے میں آیا آپ سجد شریف میں تھے دفعہ مسجد کے دروازے پر لٹنی ٹھاکر انا نکل کیا یکن بن ابی ہریرہ ان شہداء  
لا الہ الا اللہ شہداء محمد رسول اللہ و قد سوسن ہر کر قصیدہ ثابت سجاد و لغت میں لکھا تھا سنایا آپ خوش ہوئے اور دوسرے مبارک  
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی اور اس بیت میں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح فرمائی کہ اس بیت کے مقام پر  
کر دیا اور سیوف اللہ کی جگہ سیوف اللہ کچھ کہتے پوچھا یہ شعر سفال ہو گیا اتم تیرا ہوتے جلاہ دہانت و فطین بدل میں کہ اس حج کے  
جگہ ہر ہو گئی یعنی سفال ہو گیا بکاس روئے ہر فانسلک المامون نہما و علقاہ لینے پلایا ابو بکر نے پالا خوشگوار پھر سیراب کیا تھے  
اُسے جو امانت دار میں وحی میں اور کر دیا آنحضرت کعب کی حاضر جوابی اور جود طبع سے بہت افسی ہوئے نقل کر کے ہر خود  
موقوف نل ہر اردہم کے چادر مبارک لینا چاہی تھی کہ نے ندی لیکن بعد وفات انکی اولاد سے معاویہ نے بیس ہزار درہم کو لیا  
کہ ناصر الدین کے عہد تک چادر شریف موجود تھی ہزار و تیرک بہ کنانی العوارف قائلہ اس قلم سے صاف ثابت ہوا کہ شعر حسن کا نشانہ  
بڑھنا مسجد میں جائے بڑا ہر بعض علماء منع کرتے ہیں انکی مراد میں ہر اشعار ہیں جنہن ذکر شریک کہا اب اللہ و ساد و عیو و مومنیہ کا ہر شاعر کی  
تین فیمن ہر حرام اور بیاح اور تحب حرام وہ جو حسین جو سلم اور سرتاپا دروغ اور وصف خود و حال زین انبیا علیہم السلام  
یا توصیف شریک یا غیرہ محرمات شرعیہ ہو کر مصلحات صوفیہ اہل معرفت اس سے مستثنیٰ ہیں اور بیاح وہ جو حسین جو کافر و زلی  
یا فنی غیر حسین یا غیر فاسق یا جابر بالمعاصی یا وصف خود و حال زوجه یا مملوک یا سعاد و سلی یا زید و عمر وینے امر و نکر غیر حسین کی ہو  
مگر شرط ہو کہ اس طرح اشعار میں نہ بیان کرے کہ سامعین شاعر کی زوجہ یا مملوک سے واقف ہو جاوین بلکہ ساد و سلی سے شاعر کہ

اسلام صفوان  
میں حضرت علی علیہ السلام  
اسلام



نفس

وہ وقوع فعل خلافت مردت سے مرود الشماوۃ ہو جائیگا قال التثانی ح وقعدہ المادوی فی المادی ادا شیبہ بامریۃ وادعیہ  
 احد الاثر فہما وادعیہ لای یکن ان شیبہ نے جبر وادعیہ فی النہایۃ اشعر الذی فیہ غفۃ امرقہ معیتہ فی حینہ کیرہ وان کانت میتۃ فلا ادرکہا  
 فساوانہ ودرجہ برہوتایہ وجمول برہانہ برہانین اگر حل پہنچانہ ممکن ہو تو جائز ہو بلکہ احسن ہو اور حضرت حسان بن ثابت اور عبداللہ  
 بن ماجہ وکعب بن مالک سے رسول الثقلین منع فراتے ہیں اور بعض اہل تحقیق قائل ہیں سوطین یعنی اگر مبالغہ حد امکان سے خارج ہو  
 تو ترک الیغہ بہتر والا جائز اسلیے کہ کلام انہی اور حدیث رسالت پہلی اور اقوال صحابہ اور تابعین میں جابجا مبالغہ واقع ہوا ہو اور بہر  
 جمہور شافعیہ پر کہ جس مروجہ کمال کی طرح حل مبالغہ پر نہ ہو سکے تو حرام ہو قال الرفعی ہوا الصح وان کسائر انواع الکذب اور تحجب  
 ووقسم ہر ایک کہ حسین نہ کر بہشت ودرجہ ودرجہ انبیاء واولیاء و توحید ونبوت شوق ودرجہ محبت الہی ہو دوسرا وہ کہ حسین بن  
 مکارم خلاف ہوا عطاء ہو بطرح اشعاع حضرت مولانا مومنا خواجہ جافظ و حضرت شیخ سعدی علیہما رحمۃ قال ابن عبدالبر ان شافعی قال ان  
 کلامہ من حسن وبقیہ قبیح کہ قال ابن سیرین اشعی اور متبع کتب سے واضح ہو کہ حضرت ابو بکر علی رضی عنہ وخطاب عائشہ صدیقہ رضی اللہ  
 عنہم نے شعر کہے ہیں مگر جناب پیغمبر خدا صلعم نے خود کو فی شعر نہیں فرمایا اور اللہم لا عیش الا عیش الاخرۃ فارحم الانصار واما جردہ  
 کلام موزون بلا قصد صادر ہوا اور فقہ ابو الیستہان میں مائے ہیں ان غزلیات من الزجر والزللایکین تطرانا ہون السج فی الکلام  
 فائدہ حدیث شخص کی جو کلمے ہوئے گناہ کرنا ہو اور بچہ اسکی درست ہو یا نہ کتب معتبرہ میں مذکور ہو کہ غیبت و شکایت چھ جگہ  
 درست ہو ایک کلمہ غلام ظالم کی بدھری فوت صلاح و شہرہ کے تیسری وقت کو اسکی چوتھی اس جگہ جہان بردن طہار غیبت اسکا کلمہ  
 نہ ملتا ہو بطرح حارث اعوز اما الرجال میں لکھا جاتا ہے یا بچہ جو خطا ہرگز نہ کیجئے ہو اور اصل حقیقت میں غنا باز نہ ہو تو اسکا حال ظاہر  
 کر دینا چاہیے تاکہ اور کوئی اس کے قریب میں نہ آوے چھٹی جو بد کام کو بظاہر عمل میں لاوے تجاری اور سلم بن حضرت ابو ہریرہ سے روایت  
 کہ حضرت علیؓ فرمایا یا بچہ ائت کے گناہ سبوات ہونگے کو ائے گناہ نہ معاف ہونگے جو اپنے پوشیدہ گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں اور لکھا  
 یہ بات بھی اظہار میں خل ہو کہ بندہ رات کو کوئی نہ کلام کہے پھر صبح اس حالت میں ہو کہ اس کے رب اس گناہ کو چھپا ڈالا ہو سو وہ شخص  
 یوں کہے کہ او میمان فلانے میں تورات کو ایسا ایسا کام کیا رات کو اس کے رب نے گناہ پر پردہ ڈالا اور وہ صبح کو خدا کے پردہ کو  
 کھولتا ہو یہاں سے ثابت ہوا کہ پوشیدہ گناہ کو ظاہر کرنا سخت گناہ ہے کاش گناہ کر کے شرم کرے تو خدا پردہ پوشی کرے کہ وہ  
 سنا و العیوب ہر جب اسے پردہ فاش کیا تو مغفرت اور پردہ پوشی کے لائق نہ رہا اور جو بعض نادان یا مقول ایسا کرتے ہیں گویا اپنا کپڑا  
 کھل کر دیکھتے ہیں ہر گاہ ایسے گنہگار یہ حال ہو تو اس فاسق کا حال جو بے تکلف سب کے سامنے گناہ کرتا ہو اور شرم اپنے  
 ہیچ نہیں کرتا کیا ہو ناہی غائبانہ و سبک جانہ حرام کرتا ہو اگر نہ ہوتا تو لایسے ہیچ نہیں سے شرم کرتا یا جو لوگ اس فعل کو  
 نہیں کرتے ہیں ان سے شرمنا اور بقتبع آیات احادیث بخوبی متبع ہوا کہ جو لوگ گناہ کہیں و کھلا کھلی بے پردہ کرتے ہیں جس طرح  
 ہمارے ہند کے لوگ سیون اور لونیون کو واسطے حرام کاری کے نوکر کہتے ہیں اور بے محابا اپنے پہلو سے لگانے ہوئے ہٹھے ہٹتے  
 سو بلاشبہ قیامت میں فعل کی اعتقاد سے آنکی نال ہو جاتی ہو اور دل میں خوف عقاب کچھ نہیں رہتا کہ گناہ کرنے سے

سعی عادت سمجھتے ہیں کہ یہ گناہ شرع میں حرام ہے اور اس پر منع شدید وارد ہے اور زبان بھی اقرار کرتے ہیں کہ گناہ ہے اور  
اس کی نام ستیاحت محض ہے ہر ایسی کلام ستیاحت گناہ بھی ہے کہ گناہ کو ستیاحت جانے نہ کہ ستیاحت کے اور درود و حرمت اس گناہ کا بھی  
انکار کرے بلکہ جب فسق نے خوف عقاب کیا اور اس کو قہقہہ واقیع نہ جانا تو وہ گناہ مباح ہو گیا اور عامہ ستیاحت اس گناہ کے  
ساتھ عمل میں لایا۔ ستیاحت کفر ہے بعض فقہاء ظاہر میں یہ سمجھتے ہیں کہ انکار و درود و حرمت بھی شرع میں لازم ستیاحت ہے  
بیات تو نادار الوقوع ہے اور از روئے احادیث و آیات تحقیق ستیاحت میں ای قارکانی ہے جو بیان کیا گیا انکار و درود  
حرمت دل و زبان سے ضرور نہیں ہے لیس اوقات بعض لوگ اس طرح اعتقاد کرتے ہیں کہ شرع میں فلان  
محضیت بنظر صلیحت عام حرام ہونی ہے تو اگر رسم فاسد شیوع پذیر نہ ہو اور رفتہ رفتہ دوسری قیاحت پیدا  
ہو جائے اور بنا بر تخیف و ترسیت عدہ عقاب عذاب فرمایا ہو اور فی نفسہ یہ فعل کچھ قیاحت نہیں لکھتا ہے اور عقاب  
اس پر مرتب نہیں ہوتا ہے کہ ذائقہ الحق الحق الدہلوی فی تفسیر الغزیری دسوان خوشی قابل حشرہ ابن حنبل المطلب علم  
رسول التقلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ بروز فتح مکہ بھاگ کر طائف میں گیا اور ایمان لایا اور الیچپان طائف کے  
ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہچان کر کیفیت شہادت  
حضرت ابراہیم بن حنبلہ المطلب کی پوچھی اس نے بیان کی تو روایت نے سے منع فرمایا کہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
سائے نہ آتا تھا اور اسی خوشی نے زمان خلافت ابراہیم بن حنبلہ حضرت صدیق کہ رضی اللہ عنہ میں سیکہ کذاب کو قتل کیا چنانچہ خوشی کا اثر  
تمکنت خبر الناس من قتلک شرائکس گیا کھولان عبداللہ بن زبیری کہ مسلمانوں کی جو بہت کرتا تھا فتح مکہ کے روز اتفاق مبعوث  
ابن ابی سبب شہر ہام مانی بنت اہیال جانب بحران بھاگ گیا بعد چندے مہینے میں کہ مسلمان ہوا اور میرے مشرک مراہ گیا کہ روز  
لیکن عورتیں سوا اول سماء ہند بنت عیینہ زوجہ ابوسفیان تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی تھی فتح کے روز نقاب پر ڈال  
اور عورتوں کے ساتھ حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلام لائی اور نقاب ہٹا کر کہنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
میں سماء ہند بیوی وجہ ابوسفیان بن زبیر کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ہوئی ہے تو میرے حق میں ہر چیز اسے عرض کی کہ  
جہاں تھا کہ سب سے زیادہ آپ کو سن لکھی تھی میں سب سے زیادہ سنت لکھی ہوں حضرت نے فرمایا اور بھی محبت زیادہ ہوگی پھر کھڑے ہو کر عورتوں کو  
اور دوڑ کر بلور یہ بھیجے یہ عورتوں سے آنحضرت نے بہت کلامیہ فرمائی دوسری قرینہ تصنیف لفظ اتفاق فتح الاراد کو لیا تھا یہ  
تیسری قرینہ اتفاق و سکون کا معاملہ فتح تاروق بعد التولید دونوں ان خط کی کو لیا تھا یہ مسلمانوں کی جو گایا کرتی تھیں فتح  
مکہ میں قرینہ ایمان لائی اور قرینہ قبل ہوئی اور قرینہ مومنہ خلافت حضرت عمر با اہل خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھی جو تھی اتب  
کنیز انکار بن خط وہ بھی ماری گئی یا چونین سارہ کنیز آزادہ و بن شام کی تھی اور صحیح ہے کہ کنیز آزادہ بنی عبدالمطلب کی تھی اسکے ساتھ  
میں اختلاف ہے ابن شہم و صاحب عنوان الدہ و ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ سارہ اسلام لائی اور عید جامع صحیح ابن جریر  
کامل التلخیص کے نزدیک قتل کی گئی اور قاتل اسکے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کہم اللہ وجہہ تعالیٰ ام سعد و تھی قتل ہوئی

یہاں جناب

یہاں جناب

یہاں جناب

پنہ میں جلیہ مہم نہ ہو کہ تھی اور کیا جرم تھا اور کسے اسکو قتل کیا نہ انی الملاح القصد فتح مکہ روایتے تاریخ سیرہ مہم رمضان مہر ویت صحیحہ ستر  
 رمضان واقع ہوئی اور تاریخ ششم شوال تک حضرت جلیہ مکہ معظمہ میں جلوہ فرما رہے و نماز قصری پڑھتے رہے یعنی چاکانے کے دو گانے اور یہ بھی وضع ہے کہ  
 کہ تعیین موقع خروج مدینہ و تاریخ فتح مکہ دوم خروج مدینہ و تاریخ فتح مکہ و مدت توقف قیام مکہ و یوم خروج مکہ میں بہت اختلاف ہوا جو کہ اکثر  
 بصحت تھا اس مقام میں لکھا گیا حاصل یہ کہ لایام توقف میں کئی واقعات پیش آئے ایک عالم غریب نے کہ اشرف قریش سے تعین جہی کی کہ  
 مسکا ہوا تھا لایام توقف میں رمضان شریف کے خالدا بن ابی سیرا خرب تکدہ غری و انہ ہوتے نہ جان کے تکدہ کو کھودا اور اس پر کہ انھیں کو خبر دی  
 فرمایا تو نے کچھ دیکھا خالدا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کچھ نہیں فرمایا ہے جانو نے غری کو نہیں توڑا خالدا بن ابی سیرا جالت غصہ و غضبان  
 گئے اور تلواریں بہہ تھیں لیکن غری کو تلاش کرنے لگے دفعۃً ایک عرت بیل کھولے یہ ہونہ نظر پڑی خالدا نے اسے تلواریں دو کھلیا  
 اور وہاں لوٹ کر انھیں سے انہاں سے لیا فرمایا کہ اب غری کو تو نے مارا یہی تھا اب کوئی غری کو نہ پوچھ گیا اور ثابت ہوا کہ غری کے  
 مجاور بنے نہ بیان تھے اور تمام قریش و بنی کنانہ اسکو معبود و سچو جانتے تھے اور یہ عورت شاید اس بت کی سبب پیش تھی اور لوگوں کو  
 درغلان کی پریشانی تھی حیث قتل ہوئی تو گویا غری مارا گیا تیسرے انھیں دنوں میں عروبن حین بن ابی سیرا خرب تکدہ نہ پھیل کر وہاں سوان  
 کی پریشانی ہوئی تھی بعد ازاں کے گئے چنانچہ اسکا مجدد ایمان لایا اور خاندان سمار کیا گیا چوتھے اسی عرصہ میں سعد بن ابی سہل برائے تھے  
 بلکہ وہ منات جو موقع مثل میں تھا وہاں ہونے جڑ پکڑ گئے تو ایک عرت بنگیا دا پنا سینہ کو مٹی کھلی سودے لے اسکو مارا اور خاندان  
 توڑ دیا اس بت کی پریشانی قوم اوس موضع و غسان کرتی تھی اور غسان نفتح المعجمہ و تشدید السین المہملہ نام پر قبیلہ میں  
 کہ لوگ غسان اسکی طرف منسوب ہیں و اسی کی اولاد ہیں پانچویں تاریخ یکم شوال چو خالدا بن ابی سیرا بخانیہ یومین بنی خازیمہ کی پریشانی  
 بنی کنانہ کا تھا بنا بر دعوت اسلام بھیجے گئے اور بنی سواد میں ہمارا جرن انصار سے خالدا کے ساتھ ہوئے اور نجاب صلی الله علیه وسلم نے  
 ارشاد کیا کہ قتل کسی کو نہ کرنا چاہیے خالدا بن ابی سیرا وہاں گئے اور دعوت کی وہ بولے صبا ناصبا یعنی اپنے میں سے پھر کا و صیرح کہا  
 اسلنا چونکہ یہ کام عمل نہالینے منی اسکے تھے جز خناس بن ابی دین خراورہ عم ہر اسلام سے اور صیرح انتقال طایف بن اسلام اس  
 زمین چکنا لند خالدا نے لنگو قید کیا خواہ خالدا کو یہ گمان ہوا کہ ان لوگوں نے دین اسلام سے اعراض کیا پھر دفعہ دیر خالدا نے  
 قید کیا اور اپنے ساتھیوں کے تفویض فرمایا دوسرے دن سادی کرانی کہ شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کرے یہ یوسلم نے مارا اور مجاہد  
 و انصار پناہا تھر روک لکھا آخر کار یہ خبر حضرت صلی الله علیه وسلم کو ہوئی تو خالدا سے ناراض ہوئے اور دو مرتبہ یون دعا فرمائی اللهم  
 ابر الیک ماصع خالدا و اہ البخاری فی صحیحہ عن سالم بن عبد اللہ بن عمر بن ابی سیرا بیان کرتے ہیں کہ بغیر خدا مسلم نے علی ابن ابی  
 کریم اللہ وجہ کو مع مال نابردارے دیت رہا نہ کیا کہ انھوں نے جاکے دیت اور افرامی اور جو کچھ مال بعد اواسے دیت باقی نہ  
 وہ بھی حقیقا انھیں کو عطا کیا اور حضرت صلی الله علیه وسلم کو اطلاع کی تو فرمایا ایت حسنت اور وجہ رضائندی نعمت  
 کی یہ ہوئی کہ خالدا بن ابی سیرا دین اسلام فرماؤ ان لوگوں کو قید کیا اور قتل کیا بعد اسکے اسی سال میں غزوہ بنی نضیر واقع ہوا اور  
 صورت اسکی یون ظاہر مری کہ بغیر فتح مکہ طریقیہ قبل طواف طائف و منقاد اسلام ہوئے مگر ہمارا دن و نقیبت مستعد جنگ و آوارہ گردی

فتح الاذکیا فی احوال الانبیاء علیہ السلام

فتح الاذکیا فی احوال الانبیاء علیہ السلام



اور چشم و سحر بنی ہلال کے شریک بنے اور چار ہزار مرد و چار ہزار لیکر کھلے اور اپنے بیوی و اول و عیال بھی ساتھ لیے اور  
 ویران بن العتیم خشمی کا زموہ کار و نابینا پرانا ایک ٹوساٹھ درویش ایک خنس برک کا تھا بھی ان کے ساتھ چلا جب کہ منزل اٹھا میں  
 آئے تو اس گربان یہ دہانیا نے عورتوں اور بچوں کی آواز سنی پوچھا کیسی آواز ہو لوگوں نے کہا عورت ابن مالک بروایتی  
 مالک نغری سردار ہوازن عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ لایا ہوا ہے عورت پوچھا اس کا کیا سبب ہے وہ بولا اس لیے ابن علی  
 ہمارا لایا میں کہ ان کے باعث سے کوئی آدمی تنہ نہ ہوڑے گا ورنہ نہ کہ یہ غلط ہے جب آدمی بھاگا چاہتا ہو تو کوئی بھی نہیں روکتا  
 میرے نزدیک سب سے بڑا کلو ایک مکان محفوظین باجیاد کا اور غور و فوج سے مقابل ہو عورت کے ساتھ یہی عقل بسبب کہ بری کے خطہ گوی ہوئے  
 ورنہ قوم ہوازن سے قہر کر کے کہا کہ میں صلا فرماؤں بھاگے گا تم ہرگز اس کے قول و فعل پر عمل نہ کرو خطا کا وہ گناہ چنانچہ ہوازن میں ایک نوجوان  
 پڑ گیا تب عورت نے کہا او قوم ہوازن اگر تم میرے موافق عمل نہیں کرتے تو میں جان نہیا ہوں ناچار ہوازن بدستور ترک ہے یہ سبنا بڑے عزم  
 تھے ہی تب عبد اللہ بن جرد کو بنا برجا سوئی نہ کیا اور عباس بن ہبہ کو حاکم مقرر کیا اور ہوازن میں جن کو بنا تعلیم احکام دین اسلام کی تین  
 چھوڑا اور انجانیہ بن عزم یا شہر شوال و درویش بنہ جماعت نس نہرا آویس کے برادر ہوئے پھر وہ ہزار آدمی اور اہل مکہ سے ہمارے ہمارے  
 ایک سو مرد و شکرین اہل مکہ سے بطع غنیمت چلے انجانب مسلم راہ میں تھے کہ عبد اللہ بن جرد و اشکر خالف کی حقیقت یہ ہے کہ طلب کیا تھے رسول  
 مقبول نے بتیم کر کے فرمایا کہ میں اپنے خدا سے امید رکھتا ہوں کہ تمام مال اسباب غنائم کا اہل اسلام کے ہاتھ آئے گا اور جب حنین کے  
 قریب پہنچے تو اشکر کو آگستہ فرمایا اور ہر ایک قبیلہ صاحب ہوا چنانکہ ہمارے مہاجرین تین تھے ایک عبد بن خطاب کے ہاتھ میں دوسری  
 ابن ابی طالب کے پاس تیسرا سعد بن ابی وقاص کے آو لوارا و اس عبد بن خبیر کو دیا اور اترج سے ایک خطاب بن اشد کو غنایت ہوا  
 اور دوسرا سعد بن خبابہ کو اور وقت طلوع صبح صادق انجانب صلعم مع فوج و خم وادی حنین میں کہ بعض حارمہ کو بزنن قیل تحتیہ  
 ایک موضع کا جو بامین مکہ و طائف پر ہی اعراف کے واقع ہوا وہ فرما ہوئے اس اڑائی میں خالد بن ولید بنی سلم کے ساتھ مقدیر لشکر  
 تھا اور ہوازن کے بچ گندار فوج کا نکی سے تھا اور قوم ہوازن کے لوگ گرد پہاڑوں کے پوشیدہ تھے مسلمانوں کو خبر تھی دفعہ وہ سب  
 ٹوٹ پڑے تو اول نبی سلم بھاگے پھر تو سلم و کافور ملک حضرت صلعم کے ساتھی بھی بمقتضا سے افرار حال اطلاق میں بن المسلمین  
 متفرق ہو گئے صرف چند آدمی ثابت قدم رہے علی ابن ابی طالب صدیق اکبر و عمر ابن خطاب عباس ابن عبد المطلب و فضل و قثم  
 پسران عباس اور ابوسفیان ابی حارث و ربیعہ و بشارت ابن عبد المطلب و جعفر ابن ابی سفیان ابن ام ابن ام اسلم ابن ابی ہریرہ  
 ابن ابی ہریرہ و قیل ابن ابی طالب عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہم صحیح مسلم میں عباس ابن عبد المطلب سے روایت ہے کہ حنین کے روز میں نے  
 اور ابوسفیان نے حضرت کا ساتھ ایک دم میں چھوڑا جب قبا بھوا تو کافور و فوج ہر طرف سے تیرا زاری شروع کی مسلمانوں کے پاؤں  
 اٹھ گئے اور حضرت سفید چہرہ پر سوار کافور نے چلے آتے تھے میں لگام کھینچتا تھا کہ انجانب جلدی نفرادین اور ابوسفیان ابن حارث  
 کاب پڑے حمات حضرت نے فرمایا کہ جن لوگوں نے خست سروسے تیغ غزوہ حبیبہ میں جان بازی کی میت کی تمی انکو بکار  
 حضرت عباس کی آواز بلند تھی سو انھوں نے پکارا تو اصحاب با صفا لیک لے لے چکے جس طرح گائیں اپنے بچوں کی

اور وہ

میں

طرف چھکتی ہیں پھر خوب لڑے کہ ابطلیم نے تنہا بنیں نفر کا قتل کیے اور حضرت صلعم نبیہا سے اترے اور شت خاک علی ابن ابی  
سے لیکے دشمنوں پر پھینکی کہ سب یاد ہو کہ بھاگے اور فتح اسلام ہوئی شب ترکا فرارے گئے اور قبیلہ لیسیت سے بعضے جانب طائف بھاگے  
اور بعضے جانب اٹھاس اور بعضے طرف بطن نخلہ اترے روایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت عباس کی آواز سنا کہ اول اوصحاب آئے پھر ہر  
ہوئے پھر بعد از ان اتی ہوئے لیکن نہ تو کھینچے نہ حققت یہ کہ یہ بھاگنا نہ تھا بلکہ پھر کہ حضرت کی پناہ میں آتے تھے تاکہ مدد مانگیں چنانچہ  
کہ ایک طرح کی لال چل مسلمانوں میں واقع ہو گئی تھی چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ابن ابی حنیفہ سے روایت موجود ہے بیان مختصر میں وہ  
حدیث لکھی جاے گی اور جو نہ ہریت اوایل میں واقع ہوئی سو اس سبب کہ اول کہی مسلمانوں نے کہا تھا کہ ہم ٹھوڑوں کو بہت جگہ فتح ملی ہے  
اب تو ہم ذل ہزار میں حق تعالیٰ نے اوبہ یا اور امتحان کیا تاکہ اس بات پر نظر رکھیں چنانچہ سورہ بارات میں ارشاد ہوتا ہے و یوم یخلف اللہ فی

العجم کما یرید فاعلم انکم شیئا وضاقت علیکم الارض کما جبت ثم ولیم رب یرحمکم انزل اللہ سکینۃ علی رسولہ وعلی المؤمنین و انزل جنودا لم ترہا  
وغضب الذین کفروا واولئک انراکافورین یعنی دوزخ میں کہ جب اترے تم اپنی کثرت پر پھر وہ کام نہ آئی تمہارے اور تنگ ہو گئی تم  
میں باوصف فراخی کے پھر بڑھے تم نہایت دیکھ بھلائی اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر ایمان و یقین  
جو تھے نہیں کہیں اور مادی کافروں کو اور بھی سزا ہو سکودن کی سعید ابن جبر کے نزدیک پانچ ہزار فرشتے مدد کو آئے تھے روتہ  
کہ فرشتے صحت بنا کر شیع اہل اسلام و تہذیب اہل کفر کے نازل ہوتے تھے نہ واسطے لڑائی کے اور سفید کپڑے پہنے گھوڑوں پر سوار  
اور ستارے میں باندھے شعلے میں لگتے تھے چھوڑے تھے اور نہ ہریت دیکھا تو مسکوں نے خوشی کی اور بغلیں بجائیں ابو سفیان  
کہا یہ نہ ہریت کانہ روایہ نہیں جاتی اور کلدہ ابن اہل نے کہا اب سحر باطل ہوا اور جب فتح ہوئی تو شمر نہ ہوا چھاتیان کوٹیں نہری  
کتنے میں کہ شعیب ابن عثمان کہتا تھا کہ میں حضرت کے پیچھے دوڑا کہ عوض طلحہ ابن طلحہ اور عثمان ابن طلحہ کے قتل کر دیا اللہ نے اس  
خیال پر انجنا کو مطلع کیا تو اپنے میری طرف دیکھا اور پھر سینے پر ایک ضربہ مار کہ فرمایا اعدیک اللہ با شیعہ سو میرے جہنم لڑ رہا  
اور حضرت صلعم میرے محبوب بن گئے ہیں کہ انہما لاک سوال اللہ وان اللہ قد اطاعت علی نفسی یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ تم رسول اللہ  
ہو اور اللہ نے مطلع کر دیا کہ میرے خیال پر اور اسی عرصہ میں اٹھاس کی جانب ابو عامر اشعری مع سلمہ ابن الاکوع و ابو موسی اشعری  
کہ برادر زادہ ابو عامر تھے روانہ کیے گئے اور ایک عتہ اسلام آئے ساتھ گئی کہ آئے بقام و طاس میں لڑائی ہوئی و یہاں انصہ  
ابو یوسف بنی جن حضرت زبیر بن العوام کے ہاتھ سے مارا گیا اور تین ہو ہو ان کا بھائی تھا جو سو نفر ہمراہی درید کے قتل ہوئے اور اسی وقت  
زبیر ابن نفیع نے کہ متابعت بنی بصری اللہ عنہ سے تھے و ربکا سر کاٹ لیا اور اسی لڑائی میں ابو عامر کے ہاتھ سے ایک مرد شعی کے  
ہاتھ سے تیر لگا اور ابو موسی اس کا قتل کیا گیا کہ ابو عامر اپنی حیات یابوس ہو ایں سب سے کہ خون چکلا تھا لہذا ابو موسی کو ایسا کیا اور  
وصیت فرمائی کہ اگر مردن تو میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہناتا اور ستخفا کہ واسطے التماس کہ ناچانچہ حضرت ابو موسی کے  
ہاتھ پر یہ لڑائی فتح ہوئی اور ابو عامر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی بعد از ان ابو موسی اشعری نے حاضر ہو کر حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم سے تمام حال مع سلام درخواست ابو عامر عرض کیا آنجناب نے وضو فرما کے دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا اللہم اغفر لہم

حریدہ

عہد  
وہ  
رہنہ  
نہ

ابن عامر اللہم اجعلہ یوم القیامت ذوق کثیر من عذاب النار لیخیر من الناس لیخیر اہل النجاشہ فی ابوعامر کوجہا ام عبدی بن ابی قیس است و ان سکونانی اکثر خلق سے کیا اکثر لوگوں کے بندہ کہ اس دعا میں کہ جناب صلعم نے اس قدر طبع بند فرمائے کہ سفیدی نعل مبارک کی نظر اتنی تھی بھرا ہو گیا اشعری نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے واسطے دعا کیجئے تب آنجناب فرمایا اللہم اغفر بعدا لک ابن قیس فی نسبہ و اولادہ یوم القیامت خلا کر یا یعنی یا اللہ عبد اللہ ابن قیس کا گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اس کو عزت دے اے مکان میں داخل کرو رواہ البخاری و مسلم فی صحیحہ تبصرہ جنگ خنہن و او طاس میں چار شخص اہل اسلام کے شہید ہوئے یمن ابن ام یمن کہ روبرو حضرت صلعم کے مارے گئے اور یزید ابن مہزیار بن الاسود اسدی کے ان کے اپنے خلیج نے شونجی کی وہ مارے گئے اور سراقہ ابن الحارث انصاری اور اسیر کہ ابوعامر اشعری واقع ہو کر اس حرکت میں چھ ہزار سے زائد بکریان و تجارت اور اوقیہ چاندی لوٹ میں ملے آئی اور اس سبب غمیت کو حضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے موضع ہجرانہ میں لکھا کہ اسود ابن غفار کے سپر و فرمایا اور اسیران ہوازن میں ساقہ شہداء بنی ساعدہ بھی گرفتار ہوئیں انھوں نے ہر چند لوگوں سے کہا کہ میں تمہارے پیغمبر خدا کی سخت ضامیہ ہوں مجھے جانے دو لیکن کسی نے مانا جب حضرت صلعم کے پاس سکولائے تو آنجناب نے چادر مبارک اپنی بھائی اور نہایت اکرام و پاسداری سے اسے چادر بٹھلایا اور حلیمہ و حارث ابن عبد العزی کا حال پوچھا وہ بولیں دونوں نے وفات پائی آنجناب کے بعد یہ چھو بچہ اسکے شہداء بنی لائیں کہ حضرت صلعم نے خدا کو نام رکھا اور دو شتر اور چند بکریان اور کئی غلام و لونڈیاں دیکر رخصت فرمایا بعد اسکے سرکھیل ابن عمرو واقع ہوا کہ آنحضرت نے بنا بر خیریت متجانہ و گرفتار ہوئے کچھ آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ اپنی قوم سے مدد لینا طفیل نے جا کر متجانہ گردا دیا بعد اسکے غزوہ طائف واقع ہوا کہ آنجناب صلعم جان طائف متوجہ ہوئے اور خالد ابن ولید کو ہجرانی ہزار نفر مقدمہ پیش فرمایا اور طائف میں جلوہ فرما ہوئے اول موضع قرآن میں کہ سیمات اہل نجد ہیں لشکر آتر اچھر وہاں وادی شہر میں شریف لائے اور ایک مسجد حضرت نے قائم فرمائی اور ایک مرد بنی لیث کو جو کہ قاتل ایک مرد بنی نذر کل تھا قصاص میں قتل کیا برا اول فدیہ اسلام میں ہوا اور اسی مقام میں قلعہ عامر کے ڈھانے کا حکم صادر ہوا کہ وہ گرا گیا بعد اسکے آنحضرت وادی لیبیہ سے موضع تحت میں شہرہ صادو کے نیچے جلوہ افروز ہوئے اور ایک دلعابی ثقیف کی گروائی اور حص طائف کا محاصرہ کیا ثقیفوں نے ہجرت کر کے ایک عام صحابہ شہید مجروح ہوئی ہجر وہاں قرینہ و وقیہ بنوائے ایک سام النونین عائشہ صدیقہ کے واسطے دو سرام لکھ کے لیے اور ان دونوں کے بیچ میں نماز ادا کی وہی مسجد طائف ہو اسی مسجد کے رکن یانی میں قبر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ واقع ہوا کچھ حص طائف کا اٹھارہ روز محاصرہ ہوا و سخت سخت لڑائیاں ہوئیں کہ آنجناب خود بنفس نفیس یمن میں لڑتے تھے اور بہت لوگ اسلام مجروح ہوئے اور بارہ شخص شہید چلا اٹھا اور سائے قریشی اور ایک بنی لیث کا اور عبد اللہ ابن ابی بکر بھی مجروح ہوئے مگر وہ زخم مندمل ہو گیا اور عمر خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ہجرت ارہ ہوا کہ شہید ہو گئے اسی لڑائی میں عبد اللہ ابن مسعودی برادر صحابی اور حضرت صلعم شہید ہوئے ہیں اسی غزوہ میں حسب تجویز سلمان فارسی خطہ خنقیق بنائی گئی تھی اس سبب کہ قلعہ طائف نہایت مضبوط و محکم تھا اور محاصرہ تھا کہ اہل حصارت تیر مارتے تھے وہ اہل اسلام کو بہت بوجھ تھا و اہل حق کا تیرا تیر

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے

یہ روایت ہے



نہ جاسا تھا اور چونکہ طائف میں اشجار و غنہ بکثرت واقع تھے اس لیے حضرت صلعم نے طین جالت محاصرہ قلعہ میں فرمایا کہ سب کٹے جانا  
تب اہل طائف نے منہ سماعت کی لہذا حضرت رحمۃ اللعالمین نے منع فرمایا اور سنائی کرانی کہ جو کوئی قلعہ سے نیچے اترے گا وہ  
جناں کٹر ہے افسر ہارے اترے آنا جملہ انبیاء بن الحارث بھی ہیں کہ بڑا چاہہ ہیں بڑا اترے تھے ولہذا انھیں بوجہ ہو گیا اور مسلمان  
ہوئے روایت ہو کہ اندرون رات کے وقت آنحضرت صلعم نے خواب کھا کر ایک پلہ دو دو کا بھرا ہوا رو برو کھا ہوا ایک خروس نے  
اپنے پیچھے سے کرا دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعبیر فرمائی کہ اس مال طائف فتح ہوگا آخر کار ہلال ذیقعدہ طائف میں دیکھ کر  
بمشورہ نوافل ابن حارث حضرت رطل مقبول نے طائف سے کوچ فرمایا اور پانچویں ذیقعدہ کو موضع جملہ میں تشریف فرما ہوئے اور وقت  
روانگی پر خواست کسی شخص کے یوں دعا فرمائی اللہم اہل طائف پھر قلعہ خود بخود فتح ہو گیا اور غوث بن الکت کے مسلمان ہوا اور سارے  
ہوازن مسلمان ہوئے پھر حضرت نے امیر کیا اسے مقابلہ کر کے تعقیف کو بھی مسلمان کیا اور حسب اہل طائف اسلام لائے تو فرمایا  
ہو لا راتقوا اعداء انفس خیراء میں چند روز قوم ہوازن کی انتظار فرمائی کہ اگر وہ لوگ مسلمان ہو کے حاضر ہوں تو مال و اسباب اکھا  
دیں کیا جا سکے گا گروہ نہ آئے ناچار تقسیم کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ شتر و غنم کے شمار کرنے میں حکم رسول اللہ صلعم مہر ہوتے  
چنانکہ ایک ایک پیادے کو چالیس چالیس کریان اور چار چار اونٹ اور ہر سوار کو بارہ بارہ اونٹ اور فی نفر سوار ایک سو بیس کریان عین  
مگر توفیق القلوب کو زیادہ ملا پانچ سو صحیح مسلم بن افع ابن حریج سے روایت ہو کہ ابوسفیان بن حرب ابن صفوان ابن امیہ اور عیینہ  
ابن حصین اور اقرع ابن جابس کو سو سو اونٹ عنایت ہوئے اور عباس ابن مرداس کو اسی کلم اور سو صحیح مسلم کے اور کتابوں میں  
تمام اور ان کا بھی جو چاہئے حکم ابن خرام کے نام دو سو شتر لکھے ہیں حقیقت یہ کہ قومین و قسم کے لوگ تھے ایک ہر کہ بروز فتح مکہ مسلمان  
تو ہوئے لیکن اسلام میں آنے کے ضعف تھا مثل ابوسفیان ابن حرب و معاویہ ابن ابی سفیان و عیینہ ابن حصین و سہیل بن عمرو وغیرہم  
غرض انکو زیادہ دینے سے یہ بھی کہ حالات ایمان آنے کے قلوب میں مضبوط و کامل ہو جائے دوسرے کفار تھے کہ انکو بھی حضرت رحمۃ اللعالمین  
صلی اللہ علیہ وسلم نے سو سو اونٹ عنایت فرمائے اس لیے کلم سے ایمان دینے والے دشمنوں کے شریک نہ ہوں و احسان فرمائی مگر جن جطرح  
صفوان امیہ وغیرہ کا آخر کار یہ بات بسبب اسلام صفوان کے واقع ہوئی گذارنی درج الذکر اصحاب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو  
کہ جب یہ فتح مکہ خیرین بھی فتح ہوا تو اسباب طلال بکثرت ہاتھ آیا تو حضرت صلعم نے قریش کو سو سو اونٹ عنایت کیے تب بعض نوجوان  
انصار کما کہ خدا سے تمہارے حضرت کو بخشے کہ قریش اپنی ساکنان مکہ کو عنایت فرماتے ہیں اور یہ کہ چھوڑتے ہیں حالانکہ ان کے خون علی  
تو اور ان شک ہے یہیں بیٹے ہاری تلواریں کے زور سے مسلمان ہوئے ہیں جبکہ یہ خبر آنجناب صلعم کو ہوئی تو حضرت نے انصار کو  
ایک خیمے میں جمع فرمایا اور پوچھا تو بیسوں اور دشمنوں نے اتنا س کیا کیا یہ سوال اللہ کہ ہمارے دانا کو کوئی خیر بات ہرگز نہیں کہی  
لیکن جو ان کوئی ایسی گفتگو کی تھی آنجناب نے فرمایا کہ قوم قریش کو نصیب تازہ بڑی ہو کہ اپنا کفر چھوڑ کر آئے ہیں سو میں نے چاہا کہ انکو  
انعام دوں اور تالیف قلوب کروں تم کیا اس بات پر ارضی نہیں ہو کہ یہ لوگ نہ کامال لیکر پھر اپنی در تم اپنے گھروں کو خدا کے  
رسول کو لیکر پھر وادرا لگتے ایک چیلین اور انصاری اصحاب راہ چیلین تو میں انصار یوں کی راہ چیلوں یعنی قریش کو مسلم

بجہ فتح مکہ  
کے مسلمان ہوئے  
وہ ان کے  
بہترین  
دشمن تھے

بجہ فتح مکہ

انگو صیبت نازہ پڑی ہر کہ جانی خدا کے غزوات میں قتل ہوئے بنی اسلام کی غوی آئے قلوب میں حتی نہیں سو تائیف صاحب کے لئے اکو کمال  
 دنیا مناسب تھا اور تمام ایمان دار لوگ بوقتہ دنیا کا دنیا سنا سب بن خنیز نے دنیا بانی تھے مجھے پایا جانا اتہ مجھ سے قسمت اس کی  
 حقہ میں سول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم امین تبلیہ حب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوسلون کو زیادہ مال دیا تاکہ ساقی میدان قبیلا  
 بنی تمیم نے جبکہ اقب ذی الخویصر تھا کہ اسی کی اہل سے خواجہ نکلا اور اسی کے حق میں کریمہ و نعم من بلبرک فی الصدقات نال  
 ہوئی کہنے لگا کہ قسم بخدا کی اس قسم میں کچھ انصاف نہ ہوا اور اس میں نہ کی ضمانندی ہوئی یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 سنی تو خدا باواسے ہر کوں انصاف کر چکا جس وقت کہ میں نے انصاف نہ کیا بلاشبہ ہذا امید ہوا اگر انصاف کروں میں بنی ہاشمی  
 و سودندی تمھاری میری عدالت میں ہوا و مجھ کو خدا نے حجت لدا المین بنایا ہوا و عادل کیا ہوا اگر میں عدالت کروں تو تمھو کو آنا امید  
 اور یہ بھکاری کے کچھ بھی نہیں ہوا اس حال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حکم دیجیے تو میں اس کی گردن روں فرمایا پھر  
 اسکو امین ذیل ہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق پر اور ذیل ہوا سپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کے واسطے ہر زمین لیتے تھے  
 باوجودیکہ اسے ایسی یادنی کی اور اگر کوئی شخص اس میں ایسی بے ادبی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہے تو ہم حکم کریں اسکو خود  
 اتروکا اور اسکو قتل کریں اور بخاری و مسلم بن عبد اللہ بن سعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جرم  
 موی المقدادی باکثر من ہذا فبہر حجت کہ لے لے موی پر اللہ وہ تو اس سے زیادہ تر لایا دیا گیا پر اسے جبر کیا یہ تارہ ہر طرف ہوا کہ  
 بعض قوم نے حضرت موی علیہ السلام پر ہمت کی کہ ہارون کو زخمی کر کے مار ڈالا سو خدا نے ہارون کی لاش بلا راحت ڈھکائی  
 کہ شب رنہ ہو خدا لعنت کہے ہر گمانو کو پیغمبر کو تحت سے چھوڑتے ہیں آنکھ ان میں ایک بنی ہاشمی اور سلم بن ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اسکی نسل و اصل سے ایک قوم سپر ہوگی کہ قرآن پڑھگی کہ انکی جملہ قوم سے نیچے نہا تر مجاہدین  
 قرآن کی تاثیر ہوگی ہاں سپر جینگا سپر علم کرینگے مسلمانوں کو قتل کرینگے بتوں کو چھوڑ دینگے دسے لوگ کھجائیے لگائے اسلام سے  
 جیسے تیر نکل جاتا ہوتا ہے اگر میں نے انکو پایا تو مقرر قتل کروں گا قوم عاود کا سا قتل متاثر انو امین ہر کہ یہ حدیث فی الخویصر کے  
 حق میں فرمائی ہے جب اسنے کہ اتھا کہ خدا سے ڈراے شعیب حضرت کجا سونا مٹی ملا ہوا جسکو حضرت علی نے میں سے بھیجا تھا فہم  
 کرتے تھے ہا میں اترے عاتقہ عینہ زید ذیل کے یہ چاروں سردار عرب نو مسلم تھے حضرت ابوسعید خدری سے بخاری شریف میں روایت ہے کہ  
 کہ جو قوم خارجی پیدا ہوئی جنوں نے علی رضی کی است سے انکار کی اور انھوں نے انکو قتل کیا اور میں بھی اس لڑائی میں موجود تھا  
 جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت فرمائی تھی ان میں موجود تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ قرآن میں  
 ظاہر کی عبادت کرتے ہیں اور دین شرک و بدعت پھر ہوا قصہ فقہیم ہو جانا کہ ہوا ان کے لوگ و نسل نھر سے زیادہ ذیل انھیں  
 کہ حاضر ہو کر اسلام لائے اور کہا ہماری قوم کے لوگ بھی اسلام لائے ہیں اور ان میں تو شخص شہادت تھے اور ابو موسیٰ انکا  
 رئیس تھا اور ابھر قال عم قناعی سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا انھیں سب لوگوں نے کہا کہ یا حضرت اپنے کرم سے ان اسباب لاد و جہاں  
 واپس کیجیے کہ ان میں حضرت کی عمر خالد و حوا و صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں فرمایا میں نے تقسیم میں اخیر کی مگر تو نے دیر کی اب ایک بات نصیر

حدیث و تفسیر

حدیث و تفسیر

قیدی بابل دون چہرین نہیں مینگی انھوں نے قیدی مانگے فرمایا جو بیہ راہی اور نبی ہانم کا ہر وہ چھوڑ دیتا ہوں اور وہ حق میں سہارش کر دھکا تم لوگ بعد نماز ظہر کے مجھے دیکھ کر دینو چنانچہ بعد نماز احتجاب نے خط لکھا اور اصحاب کے ساتھ بھائی مسلمان ہوئے مجھے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسیروں کو واپس کر دو جو خوشی سے دیتا ہو دے اور جو نہ دیا جاتا ہو تو اس کو واپس کر دو جب قیدی پادینکے بلادیئے اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک آدمی کے عوض میں اہل غنایت کے دھکا اصحاب نے اس کی کہ ہم سب رضی میں فرمایا کہ تمھارے ہر ایک کی رضا بخوبی واضح نہیں جب تک تمھارے یہاں کھنڈار و قہقار اصل حال ظاہر کریں رواہ ابن عیینہ عن سہر بن مغیرہ و مردان بن محکم اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر قبضہ سلیم مال غنیمت صاحب مال سلام قبول کرے تو قیدی کو مال واپس کر دینا واجب نہیں حضرت صلعم نے بطور احسان واپس فرمایا ہر اور بجز اہل احسان کے انجانے عوف بن مالک خاں ہاکو بوجھا کہ وہ کمان ہر لوگوں کے کما طاعت میں ہو فرمایا اگر وہ بھی مسلمان ہو کر حاضر ہو تو اس کے عیال و مال واپس کر دوں اور سوانہ و زینا و دون چنانکہ خیر عوف بن مالک نے سنی وہ موقع جہرا میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا حضرت اہل مال غنایت فرمایا اے قبیلہ تھریک اوقیانہ سلمہ او مارا ویریم بھی سہارا کیا کہ عوف نے فقہیوں پر جبار کر کے اکثر کو مسلمان کیا یا تحمل بعد فرار غارم موضع جہرا سے کہ بارہ کوس کے سے شمال مغرب کے کونے میں واقع ہر عرس کا احرام کیا اور کئے میں جلوہ فرما ہوئے پھر ناسک عمرہ ادا کر کے شہر کو متوجہ ہوئے و آخر بقعہ خواہ و اہل و عیال جو اسی آل میں عباس بن مرداس سلام لائے و حال یہ ہوا کہ مرداس کے پاس ایک بہت تھلج کو جھماکتے تھے سوانہ مرتے وقت عباس کو وصیت کی تھی کہ بہت نافع اور ضار ہر اسی کی عبادت کرنا عباس نے حسب وصیت پورا کی اور شش شروع کی لکن ان کے پاس لگا بیٹھا تھا کہ دفعۃً اس کے پیٹ سے آواز نکلی سے قتل للقبائل من سلیم کلما + اوزی ضار و عاشق اہل سجدہ ان لای ورت النبوة و الکد + بعد ابن معمر من مشر متدی + اوزی ضار و کان عید مرقہ + قبل الکتاب ابی محمد ابو عباس اس بہت کو آگ میں جلا دیا اور حضور شہر کائنات میں حاضر ہو کر سلام لایا اور اسی سال کی ویکھ میں حضرت ابراہیم بن سواد اندام امیرین حضرت یاقہ قلیہ سے پیدار ہوئے اور اسی سال میں حضرت نے ظلم المومنین سو و نہت مزیدہ کو طلاق دی چاہی انھوں نے اپنی نوبت حضرت کا صدقہ کو بخشی اور ازواج و مطہرات میں منسلک ہیں اسی سال میں نبی بنت رسول اللہ و جالبی العاص نے وفات پائی اسی سال میں بروز اوٹاس تبعہ کے تین دن حضرت تھی جہر حرام ہوئے یعنی تا قیام قیامت کیا گیا اتنے ہی کہ مرد کسی عورت سے کہے کہ میں صحبت کے واسطے متہ کرنا ہوں بڑے پہنچ یا وٹل روبرو کے دونوں کو یا سال بھر کو سو اس کی تحریر کی یہ صورت واقع ہوئی کہ جب حضرت رسول قبول صلعم کرنے کو کہے میں تشریف لائے تو کہے سے نکلتے وقت دونوں نہ کہے کے دونوں ہاتھوں سے تھامے اور فرمایا کہ متہ حرام کیا گیا تا قیامت اور تا اب چونکہ کلام اچھی بات میں واقع ہوا تھا اور سامعین نے حاضر تھے اس سبب شہرت اس کی قرار و قیامی منوی یہاں تک کہ بعضہ خیر جری سے خلافت امیر المومنین عمر بن خطاب میں منکبت متہ ہوئے خیر خلیفہ کو ہوئی آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ متہ کا گناہ حضرت کے وقت میں جائز ہوا تھا آخر کار حرمت اس کی ثابت ہوئی چونکہ اس مقدسے میں کوئی حکم میں نہ ہوا تھا ابی مرتبہ در گذر کرنا ہوں آئندہ زنا کی حد قائل جاری کرونگا اسی وقت سے یہ کام قطع ہو گیا مگر اہل شیعہ کہ احکام امیر المومنین عمر

قید بن سواد

نور الدین

نور الدین

نور الدین

نور الدین

نور الدین

نور الدین

نور الدین

نور الدین

نور الدین





روایت  
مستند

روایت  
مستند

دو عورتیں گواہ ہوں چنانچہ سورہ مائدہ میں شام و لا تتخذی الخدان یعنی نہ چھپی آستنائی کرنے کو پس انصاف کرنا چاہیے کہ شرط  
منعہ میں میں یا نہیں اگر ہوں تو درست ہو والا حرام اور ظاہر ہو بشرط ہر گز نہیں جاتی بلکہ خلاف اسکے موجود ہیں پس حرام ہی  
چونکہ آیہ سورہ نور کی ولتعتف لذنہن لیسجدن کا حکم ہے یعنی غنیمت منہ فیضا عطا ورا کچھ ملتے رہیں جنکو نہیں ملتا نکاح کرنا تک  
مقدور نہ آتا کہ اپنے فضل سے پس اگر متوجہ حال متا تو دو چار کرنے میں کام نکلتا تھا حاجت مستغاث بھی حالانکہ باوجود عدم  
قدرت نکاح بجز مستغاث اور کچھ حکم و او کرئی حدیثیں حرمت منعہ کی اہل بیت سے بھی موجود ہیں انہما بقیہ نے جناب سے  
روایت کی قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المتوفی انما کانت لمن لم یجد فلما نزل النکاح والطلاق والعتق والیرث بین النرج والرجل  
نسخت یعنی کہا جناب میرے کرشمہ کیا رسول اللہ نے متوکرنے سے اور متوکرنے اسکے لیے جسکو نکاح کا مقدمہ نہ تھا بھر جایا  
حکم نکاح و طلاق اور عتق و یرث کا دریاں عورت مرد کے تو منسوخ ہوا اور حاکمی نے حسن اور عبد اللہ سے اور انھوں نے اپنے  
باپ محمد بن حنفیہ سے اور انھوں نے اپنے باپ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان علیا قال ابن عباس اما علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نہی عن الحوم الخمر الابیتہ وعن التخیی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ بغیر خدا نے منع کیا گدھے کے گوشت سے  
اور متعہ سے اور حکم نے سیر و جہنی سے روایت کی کہ آنسے جدا کیا حضرت کے ساتھ فتح مکہ میں کہا کہ ہم پندرہ دن نکالیں گے  
اس حصے میں حضرت کو پروردگار کی نعم کی دی جس طرح سے چلنے لگے تو متعہ کو حرام کیا اور سلطان ابن ہر روایت بتقی امام شافعی سے  
موجود ہے اس مسئلہ عن المتوفی قال ہی الزنا بعینہ اور تہذیب اور تبصیر میں حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موجود ہے کہ حرم رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم محرم الخمر الابیتہ و نکاح و التقاس بایں سے واضح ہے کہ خدا اور رسول نے متعہ کو حرام فرمایا اگر حرام نہ ہوتا تو ائمہ اطہار اہل بیت علیہم السلام  
خلاصہ میں والے نے لکھا ہے کہ متعہ کے بوسہ لینے میں حج و عمرہ کا نواہی ہے اور حرمت اور شہوت کے بلکے ایک نیکی کی جاتی ہوں بجز  
متعہ کے مگر کیا قیامت کے دن قبیل لکھیں گے اور ان کی کٹی ہوئی یا جیسے صاحب منہا اوصاف میں صاف کہہ رہا ہے کہ جو ایک مرتبہ متعہ کرے  
حسب کل جہم جاوہر و درود بار متعہ کرے جس کی رتبہ ہے اور جو تین بار کرے مرتبہ علی کا ہے اور جو چار متعہ کرے بنی کا درجہ پاوے تو ائمہ اطہار  
کے پس باز رہتے گیارہ امون میں کسی نے متعہ نہیں کیا علی انھوں نے خاں اباحم کہ با عتوان صاحب مجلس المؤمنین وغیرہ کے بجز نکاح  
کے تو تھے اور طلاق دیتے تھے یہاں تک کہ حضرت امیر کو گون سے فرمایا کہ اپنی و کیا ان اسکے نکاح میں نہ ہو کہ وہ طلاق ہی جی بہت طلاق  
دیا کرتا ہوا اس سے کہ نہ کہتی کرتے کہ بہت سہل تھا ہم فرما دہم ثواب پھر باز رہنے میں ان ماموں کے اہمال جرات مال جلازم ہی یا نہیں معاذ اللہ  
یہ جنات اور عزت اہل شیعہ کی صفت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں حکم تحریر ہمت کی خبر دی کہ متعہ کا علی عہد  
رسول اللہ وانا آخر ما یعنی دو متعہ زنا بغیر خدا میں تھے اور میں انکو حرام کرتا ہوں اپنی حقارت عمر فرماتے ہیں کہ دو متعہ جو عہد کرامت مہجنا  
سور کائنات میں تھے اور بہت لوگوں کو اس کی خبر نہیں پہنچی ہر سوا میں خبر کیے دیا ہوں کہ وہ دونوں حرام ہیں اور جو کوئی شیعہ کہے کہ ہم  
بمغنی خبر جناب حضرت کے حکم سے کہ کو نہیں مانتے تو ہم کہتے ہیں کہ اشد اشد میں کہ کتاب کلینی میں موجود ہے کہ یوں انیاد میں یوں انیاد میں  
الحکاموں جلا و آخر حاکم میں کیا کہنے اگر بھی تحقیق پر کیے تو وہی حاکم لازم آگئی جو حضرت فاروق کی نسبت اپنی تحریر میں ہے بحاکم





کے عہد میں بایں ابن عباسؓ دیگر صحابہ کبار واقع ہوا اور روایات اثبات حرمتہ ابدیہ پیش ہوئیں خود ابن عباسؓ قائل تھے کہ محمدؐ کے ہونے اور ولادت عند الضرورت سے رجوع فرمائی جیسا کہ روایت ترمذی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ

انما كانت المتعة في اول الاسلام كان الرجل يقدم البلدة ليس لربما سفرته فيتمزج المرأة لقدر ما يرى انه يقيم في خطه من الساعة ويصلح  
اشيائه حتى اذا نزلت الاعلى انما جاءه وملكته يا نعم الله قال ابن عباسؓ فكل فرج سواها حرام يعني ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر تمہ  
متعدرت تھا اول اسلام میں کہ جو شخص جس شہر میں جاتا اور کسی سے اسکو شناسائی نہ ہوتی تو وہ بقدر ایام اقامت کے متحرک رہتا تھا  
پس وہ عورت متعہ کے اسباب کی نگاہیانی کرتی اور اسکی خیر و دن کی اصلاح یہاں تک کہ جب نزل ہوا کہ عہد الاعلیٰ ازواجہم  
کہ جس میں نہ قوم کی بہائیت حلال ہو ایک بی بی سے لے کر عورتوں سے اور سوا اسکے حرام تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جو فرج کہ سوا ان کے  
کے ہر وہ حرام ہے اور صاحب یہ ہے جو حلیت متعہ کی امام مالک کی طرف کی وہ حواشی ہر ایک سے سو معلوم ہوتی ہے اور  
سبب غلطی کا یہ ہوا ہو گا کہ مالک و شخص تھے ایک اصدا رواۃ شیعہ کہ آیا جب متعہ اور دخول فی الدھر کا قائل ہو سکے امام مالک  
دو دنوں کی حرمت قائل ہو گا امام میں اور ان کے فقہ کی کتابوں میں صحت متعہ حرام لکھا ہے چنانچہ شرح مختصر میں طویل مالکی لکھتے ہیں کہ لا خلاف  
عننا ان المتعہ منہی عنہ مطلقاً اور سالار ابن ابی زید مالکی میں بھی لا یموز نکاح المتعہ اجماعاً اور منہج الوفیہ فی فقہ المالکیہ میں موجود ہے  
کہ لا یموز نکاح المتعہ و لا نکاح الی احوال و امام مالک متعہ پر چند تجویز کرتے ہیں اور انہی موطا میں یہ حدیث حرمت متعہ کی لائے کہ  
ان قوله بن الحکم دخلت علی عمر بن الخطاب فقال ان سبیلنا انہ اتہمت بامرہ مولدہ فحلت منہ فخرج عمر بن الخطاب فرفعہ  
رواہ فقال ہذا اتہمت ولو كنت تقدست فیما رحمت لیسے خولہ بیٹی حکیم کی حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ بریجتہ ابن ابیہ  
نے ایک عورت مولدہ کے ساتھ متعہ کیا اور حاملہ ہوئی پس مکے عمر خشن اکھڑا اسکی گھینچے ہوئے اور کہا کہ یہ متعہ ہو اگر تمھو کو اسکی  
خبر پہلے ہوتی تو سنگسار کرتا سوا اسکے اس باب میں شہادت علامہ حلی کے کشف الحق میں کیا کہ ہر کہ فرماتے ہیں نہ بہت لائق  
الی باجہ کہ نکاح المتعہ و مخالف فیما الفقہاء الاربعہ اور اسی طرح احتقاق الحق میں بھی مذکور ہے اس میں ان سے ملے ہوئے ہو اکیلا  
و ائمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے اور حسب بن عباسؓ رضی اللہ عنہ کے اجماع صحابہ بھی متعہ ہو گیا اب الزام دینا شیعہ کا بجا ہے جو چہر  
اسی سال میں حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہراؓ کو نکاح کیا اور اسی سال میں مدینہ طیبہ میں قحط پڑا اور اسی سال کو  
راجت از جبرائیل علیہ السلام ابن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہر سال تین سال تک مدینہ طیبہ میں جاری حاکم مجرب کے پاس دے ان کے لگے کہ وہ  
ایمان لایا کہ انی رخصۃ الاحباب مگر اکثر اہل تاریخ نے اس بات کو سال ششم میں اور بعض نے سال ششم میں لکھا ہے الاحصاب بلغات اور  
صاحب بلج نے اسی سال میں درج کیا ہے اور اسی سال میں بنی نضر اہل نجد عقیس پر قبیلہ اسد کے حاضر ہوئے اور اسلام کا  
اور حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے انکو نماز و زکوٰۃ اور ادائے خمس کے واسطے حکم دیا پھر ان لوگوں نے سوال کیا کیا  
رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے چلو گے اس میں کھانے کی چیز کھا کر کھائیں یا نہیں فرمایا ختم اور دبا و فقیر اور مرقہ میں کھا  
ختم یعنی غاہ و سبکوں دونوں دفعہ منادہ فو قہ اور دبا و بنعم مال حملہ و تشہیر و صودہ مجنی کہ داور فقیر و وزن فقیر یعنی بیخ و رشت

نکاح  
متعہ







جو باعذر نہیں مکمل پانچ موصحات سے تھے کہ توبہ انکی قبول ہوئی ایک لاکھ و پچاس ہزار و چوبیس سو و تیس کے برابر بن ملک چوتھے  
 ملکہ ابن الزبیر جو بنی ہلال بن ابد القیس تھے انرا دمی حسب کرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر سامان حرب کچھ بھی تھا و لہذا عقبہ بن مسعود  
 ہوا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی تنگی کے لشکر کی توجہ و دوستی کرے اس کے واسطے بہشت ہر حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ  
 عنہ چار سو اونٹ اور دو ہزار اشرفی و درہم دے پچاس راس سپ بھی لائے اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خوش و راضی ہوئے کہ دہن میں  
 اشرفیان ایسے ہوئے اچھا لیتے اور فرماتے تھے کہ عثمان کو اب کوئی کام ضرر نہ کر سیکے گا اور حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے  
 مال سے نصف لاکھ خدا میں لائے اور قدوہ حضرت ابابکر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے تمام مال اپنا زکوٰۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ابوبکر مجاہد و خیرین غالب کرتے تھے اس غزوہ میں مجھے دست بریں خوب تھامیں سچا کلاس فتر  
 میں غالب ہو گیا سو کل مال سے نصف لاکھ حضرت نے پوچھا عیال و اطفال کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا اتنا ہی دل و ابوبکر سب  
 لائے آپ نے پوچھا لڑکے بالوں کے لیے کیا رکھا ہو بولے خدا اور خدا کا رسول حضرت نے فرمایا فرق تم دونوں میں ایسا کر  
 جیسا تم دونوں کے ملبوسات میں یعنی حضرت ابوبکر نے عیال کے واسطے خدا اور رسول کو بتایا اور حضرت عمر نے مال کو اور ظاہر ہے کہ  
 دونوں باتوں میں بٹا فرق ہر حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں کبھی تم پر غالب نہ ہو گا اور عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ  
 عنہ نے چالیس اذیہ ملا لائے اسی طرح طلحہ و زید و سعد بن عبادہ و محمد بن سلمہ نے موافق اپنے اپنے مقدور کے لائے اور بعض عمر کو  
 نے اپنا زہر دیا اور ابو عقیل انصاری ایک صاع خرم لائے اس پر اہل نفاق نے سجان اللہ منافقوں کی زبان سے کسی طرح  
 بچاؤ نہیں اگر زیادہ لائے تو کہتے رہا ہوا و جو کم لائے تو طعن کرنے لگے اباجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان دست کیا اور  
 فرمایا کہ سب لوگ شیعۃ اللہ ہیں جمع ہوں اور حضرت حدیقہ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امام گردانا اور حضرت ولایت مآب  
 اسد اللہ غالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ فرمایا اس وقت حضرت امیر المومنین نے التماس کیا کہ میں  
 میں کسی غزوہ میں غزوات سے نہیں بھیجا ابکی مرتبہ کس واسطے حضرت مجھے چھوٹے مرتبے میں فرمایا اما رضی ان تکون بنی بنیہ لہ  
 ہارون بن موسیٰ الاالا لہ بعدی یعنی کہا تو راضی نہیں ہو کہ ہو تو مجھے مرتبہ ہارون بن موسیٰ سے گزیر کہ میرے بعد ہی نہیں ہوگا  
 اور صحیح مسلم بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی تیرا مرتبہ میرے نزدیک  
 جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے نزدیک مگر انما فرق ہو کہ میرے بعد کوئی بنی نہیں ہر واقعہ صحیح ثابت ہو کہ جب علی رضی اللہ عنہ حضرت  
 صلعم نے خلیفہ فرمایا تو کم بخت منافق بولے کہ علی رضی اللہ عنہ کا ہونا حضرت پر گراں ہوا اس لیے ساتھ لیا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات سے  
 سخت ملال خاطر ہوا تو ولایت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر حضرت بنی حنفیہ کو اس کی گفتگو بیان کر کے التماس کیا  
 کہ یا حضرت آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں پر خلیفہ کرتے ہیں فرمایا اس میں کچھ مرتبہ نہیں گننا دیکھو حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر چلے  
 تو اپنے بلور بزرگ کو خلیفہ کر گئے تھے سو جیسی عزت ہارون کی موسیٰ کے نزدیک تھی ایسی تمھاری عزت میرے نزدیک ہو  
 گو وہ پیغمبر تھے تم پیغمبر نہیں اس لیے کہ میں خاتم النبیین ہوں اس حدیث سے بڑی فضیلت ثابت ہوئی ہے کہ حضرت صلعم

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تمام مال اپنا زکوٰۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ابوبکر مجاہد و خیرین غالب کرتے تھے اس غزوہ میں مجھے دست بریں خوب تھامیں سچا کلاس فتر میں غالب ہو گیا سو کل مال سے نصف لاکھ حضرت نے پوچھا عیال و اطفال کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا اتنا ہی دل و ابوبکر سب لائے آپ نے پوچھا لڑکے بالوں کے لیے کیا رکھا ہو بولے خدا اور خدا کا رسول حضرت نے فرمایا فرق تم دونوں میں ایسا کر جیسا تم دونوں کے ملبوسات میں یعنی حضرت ابوبکر نے عیال کے واسطے خدا اور رسول کو بتایا اور حضرت عمر نے مال کو اور ظاہر ہے کہ دونوں باتوں میں بٹا فرق ہر حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں کبھی تم پر غالب نہ ہو گا اور عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس اذیہ ملا لائے اسی طرح طلحہ و زید و سعد بن عبادہ و محمد بن سلمہ نے موافق اپنے اپنے مقدور کے لائے اور بعض عمر کو نے اپنا زہر دیا اور ابو عقیل انصاری ایک صاع خرم لائے اس پر اہل نفاق نے سجان اللہ منافقوں کی زبان سے کسی طرح بچاؤ نہیں اگر زیادہ لائے تو کہتے رہا ہوا و جو کم لائے تو طعن کرنے لگے اباجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان دست کیا اور فرمایا کہ سب لوگ شیعۃ اللہ ہیں جمع ہوں اور حضرت حدیقہ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امام گردانا اور حضرت ولایت مآب اسد اللہ غالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ فرمایا اس وقت حضرت امیر المومنین نے التماس کیا کہ میں میں کسی غزوہ میں غزوات سے نہیں بھیجا ابکی مرتبہ کس واسطے حضرت مجھے چھوٹے مرتبے میں فرمایا اما رضی ان تکون بنی بنیہ لہ ہارون بن موسیٰ الاالا لہ بعدی یعنی کہا تو راضی نہیں ہو کہ ہو تو مجھے مرتبہ ہارون بن موسیٰ سے گزیر کہ میرے بعد ہی نہیں ہوگا اور صحیح مسلم بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی تیرا مرتبہ میرے نزدیک جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے نزدیک مگر انما فرق ہو کہ میرے بعد کوئی بنی نہیں ہر واقعہ صحیح ثابت ہو کہ جب علی رضی اللہ عنہ حضرت صلعم نے خلیفہ فرمایا تو کم بخت منافق بولے کہ علی رضی اللہ عنہ کا ہونا حضرت پر گراں ہوا اس لیے ساتھ لیا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات سے سخت ملال خاطر ہوا تو ولایت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر حضرت بنی حنفیہ کو اس کی گفتگو بیان کر کے التماس کیا کہ یا حضرت آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں پر خلیفہ کرتے ہیں فرمایا اس میں کچھ مرتبہ نہیں گننا دیکھو حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر چلے تو اپنے بلور بزرگ کو خلیفہ کر گئے تھے سو جیسی عزت ہارون کی موسیٰ کے نزدیک تھی ایسی تمھاری عزت میرے نزدیک ہو گو وہ پیغمبر تھے تم پیغمبر نہیں اس لیے کہ میں خاتم النبیین ہوں اس حدیث سے بڑی فضیلت ثابت ہوئی ہے کہ حضرت صلعم

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تمام مال اپنا زکوٰۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ابوبکر مجاہد و خیرین غالب کرتے تھے اس غزوہ میں مجھے دست بریں خوب تھامیں سچا کلاس فتر میں غالب ہو گیا سو کل مال سے نصف لاکھ حضرت نے پوچھا عیال و اطفال کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا اتنا ہی دل و ابوبکر سب لائے آپ نے پوچھا لڑکے بالوں کے لیے کیا رکھا ہو بولے خدا اور خدا کا رسول حضرت نے فرمایا فرق تم دونوں میں ایسا کر جیسا تم دونوں کے ملبوسات میں یعنی حضرت ابوبکر نے عیال کے واسطے خدا اور رسول کو بتایا اور حضرت عمر نے مال کو اور ظاہر ہے کہ دونوں باتوں میں بٹا فرق ہر حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں کبھی تم پر غالب نہ ہو گا اور عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس اذیہ ملا لائے اسی طرح طلحہ و زید و سعد بن عبادہ و محمد بن سلمہ نے موافق اپنے اپنے مقدور کے لائے اور بعض عمر کو نے اپنا زہر دیا اور ابو عقیل انصاری ایک صاع خرم لائے اس پر اہل نفاق نے سجان اللہ منافقوں کی زبان سے کسی طرح بچاؤ نہیں اگر زیادہ لائے تو کہتے رہا ہوا و جو کم لائے تو طعن کرنے لگے اباجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان دست کیا اور فرمایا کہ سب لوگ شیعۃ اللہ ہیں جمع ہوں اور حضرت حدیقہ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امام گردانا اور حضرت ولایت مآب اسد اللہ غالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ فرمایا اس وقت حضرت امیر المومنین نے التماس کیا کہ میں میں کسی غزوہ میں غزوات سے نہیں بھیجا ابکی مرتبہ کس واسطے حضرت مجھے چھوٹے مرتبے میں فرمایا اما رضی ان تکون بنی بنیہ لہ ہارون بن موسیٰ الاالا لہ بعدی یعنی کہا تو راضی نہیں ہو کہ ہو تو مجھے مرتبہ ہارون بن موسیٰ سے گزیر کہ میرے بعد ہی نہیں ہوگا اور صحیح مسلم بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی تیرا مرتبہ میرے نزدیک جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰ کے نزدیک مگر انما فرق ہو کہ میرے بعد کوئی بنی نہیں ہر واقعہ صحیح ثابت ہو کہ جب علی رضی اللہ عنہ حضرت صلعم نے خلیفہ فرمایا تو کم بخت منافق بولے کہ علی رضی اللہ عنہ کا ہونا حضرت پر گراں ہوا اس لیے ساتھ لیا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات سے سخت ملال خاطر ہوا تو ولایت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر حضرت بنی حنفیہ کو اس کی گفتگو بیان کر کے التماس کیا کہ یا حضرت آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں پر خلیفہ کرتے ہیں فرمایا اس میں کچھ مرتبہ نہیں گننا دیکھو حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر چلے تو اپنے بلور بزرگ کو خلیفہ کر گئے تھے سو جیسی عزت ہارون کی موسیٰ کے نزدیک تھی ایسی تمھاری عزت میرے نزدیک ہو گو وہ پیغمبر تھے تم پیغمبر نہیں اس لیے کہ میں خاتم النبیین ہوں اس حدیث سے بڑی فضیلت ثابت ہوئی ہے کہ حضرت صلعم



طعن کیا تھا ارشاد کیا کہ اچھی منافق نے بطعن کی بات کہی ہو سو میں دعویٰ نہیں کرتا کہ ایسا خدا غیب کی خبر مجھے معلوم ہوئی ہو کہ  
 خلائق طمع کر دیا کہ اٹھنی کی مہار فلان درخت اچھے کئی ہو چنانچہ لوگوں نے اسی جگہ اسی کیفیت سے اٹھنی کو پایا اور منافق سر ہوا  
 اسی سفر میں خالد بن ولید کو مع چار سو تیس سواروں کے ایک کھنڈر میں دھڑا بجھل پر دروازہ کیا اور فرمایا کہ تم اسکو نکالو گیل گا وہ میں  
 گرفتار کرو گے سو ایسا ہی ہوا کہ ہفت حضرت خالد اسکے قلعے کے لئے پہنچے وہ قلعے سے اترا سب سے ہوا کہ اسوقت ایک ریح آئی  
 عورت کے چاندنی کے سیر کر رہا تھا وہ قلعے کا ایک بیل گاؤ نے دیا قلعے سے اپنا بدن رگڑا ہتھوڑے کیا ایک کھنڈر کو نکال کر کاٹا  
 تھا سو وہ مع حسان اپنے بھائی کے سوار ہوا اور مصادو و سر بھائی کو قلعہ سے دیکھا چنانچہ حسان مارا گیا اور ایک کھنڈر گرفتار  
 بعد اسکے خالد قلعے پر آئے مصادو نے دروازہ نہ کھولا چند روز گھیرے سب آخر کار صلح فرمائی اور ایک ہزار مصادو کا خون طلب کیا کہ  
 وہ ہزار اونٹ اور آٹھ سو گھوڑے اور چار سو زہ اور اسی قندیر سے ندر کیے پھر ایک کھنڈر کو رہنے میں لئے کہ اسے خبر قبول کیا اور فرما  
 امان لیگیا اور برادیت بعض تحقیق آخر کار ایک راسام لایا اس غزوہ میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ شکر سے وچھے رہے تھے  
 اونٹ تھا گیا پیادہ یا اسباب ضروری کندھے پر لاد کے روانہ ہوئے جب حاضر ہوئے تو حضرت نے مرحا کہا اور فرمایا خدا کرم  
 لے ابو ذر کو ایک اچلا آتا ہوا اور ایک اہل زندگی رکھا اور ایک اہل ہرجا کا سوطا بق ارشاد واقع ہوا کہ عبد حضرت عثمان بن ابو ذر  
 میں جا رہے تھے نہ مارے کوئے سے ایک عا سلام اتفاقا اگلی اتھون نے تجھ کو بغین کی آدیں شخص اور اصحاب مخلصین سے رہ گئے تھے  
 ایک کعب بن مالک کے بری صحابی تھے مگر حجت عقیہ میں تھے کہ اسکے فضائل بھی اکثر ہیں چنانچہ حضرت کعب سے صحیح بخاری میں ہے  
 اگر اگر فضیلت بدر کی بہت شہور لیکن حجت عقیہ میں میری حاضری ایسی ہو کہ باوصف اسکے اگر حضور پر مجھے حاصل نہ ہوتا مجھے  
 کچھ رنج نہیں ہوا اور جو صحابی بری تھے ایک بل بن امیہ دوسرا راتہ بن الربیع ان تینوں نے بقوت عداوت آنجناب صاف  
 کو دیا کہ میں کچھ غدر نہ تھا صرف بسبب شامت نقش کے رہ گئے تھے اور اسی طرح ابو جہل سلمی نے بھی عرض کیا کہ کعب بن مالک  
 میں کہ صحیح بخاری میں ہے یہ قصہ مفصل نہ کہ یہ خلاصہ یہ کہ حضرت کعب کہتے ہیں کہ جرن لون آپ غزوہ تبوک کو جاتے تھے میں صحیح تھا  
 فراغت پائے بھی تھے اور حضرت کعب غم ہا بنجر میں جس چکا تھا اگر بھی خیال کر رہا تھا کہ اسامان کر کے چلے دنگا اور اسامان نہوا آپ  
 ہو گئے شہر فر چلنے کا خیال ہا یہاں تک کہ لشکر و فوج گیا اور سو اضعاف اور ناقصین کے کوئی نظر نہ آتا تھا اول گھبرا آپ ایک نے فرما  
 حال ہو چکا ایک نے کہا وہ اپنے کچھروں کی وضعداری میں رہ گیا اور سلاوا بن جل نے کہا وہ ایسا نہیں بلکہ ان گھرمین آیا  
 بی بیوت انگو کی ٹٹیاں چھڑکا کے وہ پھر سوئی کی لاری کی تھی میں نے کہا جناب سول خدا تو گری اور میں ہیں اور میں ایسی جگہ سوانہ  
 سو میں نسویا اور طبری شکل سے دن کٹتے تھے جب خبر عداوت سنی زیادہ گھبرا کہ میں کیا ہنہ دکھاؤ گا ہر طرح کے نہ ہونے کے آخری  
 ٹھانی کر کے کہو گا موصاف ہوا اور کہا میں بلا غدر رہ گیا تھا فرمایا ٹھہر جب کہ خدا ہو گا کیا جگہ نصرت ہوا اور اذنیاقون نے جھوٹے  
 کیے حضرت نے کچھ نہ فرمایا لوگوں نے ملامت کی کہ تم نے بھی کچھ جیلہ بنا لیا ہوتا اور یہاں تک کیا کہ سلاوا بن جل نے کہنا وہ ہوا  
 پھر میں نے پوچھا سیر سا حال کسی اور کا بھی ہوا ہر دونوں لوگوں نے تمہیں ایوں بدریوں کا نام لیا میں نے کہا میں بھی انھیں کھاتا تھا

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



جو سوہو بات نہ بدلو گھا آپ نے فرمایا ان قہنون صحابیوں کے کوئی بات نہ کہے سود و نون ساتھی گھر میں بیٹھ سبے میں جو ان کا گھر سے  
 نکلتا سمجھ کر شریف میں چلے آئے ساتھ نماز پڑھتا اور سلام کرتا اچھا چلنے کے نہ دیتے تھے معلوم نہیں کہ کہہ سکتے دیتے تھے یا نہیں  
 میں ہلے مبارک پہ خیال کرتا تھا کہ ملائے یا نہیں اور میں آپ کے قریب نماز پڑھتا تھا اور نیچے گاہ دیکھتا تھا اور جب میں نماز میں  
 متوجہ ہوتا تو حضرت میری طرف دیکھتا اور جب میں نماز میں متوجہ ہوتا تو حضرت میری طرف دیکھتا اور جب میں دیکھتا تو آپ نہ  
 پھیر لیتے لیکن میں نماز میں بازا میں جاتا تھا بادشاہ عثمان کا آدمی ملا اسے خط دیا اس میں میری طلب تھی مجھے نہایت رنج ہوا میں نے  
 خط کو توڑ میں نے ال دیا حضرت کہنے لگے میں کہ پھر حضرت کا حکم پہنچا کہ قہنون کی زوجہ آنکے پاس نہیں میں نے طلاق دینے کی  
 اجازت چاہی ارشاد ہوا کہ صرف علیہ رہنا منظور ہے میں نے اپنی زوجہ کو اس کے گھر بھیج دیا میرے ساتھی ہلال بن سہیل کی جو روئے  
 بغیر سیرانی سال کی خدمت کی اجازت لی مگر مباشرت کی امتناع ہی پچاس دن کے بعد دفعہ وقت صبح ایک شخص نے  
 ایک سیڑھی سے چکارے کے کہا بشارت ہو تمہیں لے مالک شکاری کو بے قبول ہوئی میں نے سجدہ شکر کیا اور حضور اقدس میں حاضر ہو  
 طلحہ نے اٹھ کر تسنیت کی اور مصافحہ کیا یہ احسان طلحہ کا نہیں بھولتا اور حضرت کا چہرہ خوشی سے چمکتا تھا اور آپ نے فرمایا بشارت  
 تجھے ایسے دن کی جو بہت تیر ہو جائے دنوں میں جیسی تیری ماں تجھے جی ہو میں نے کہا اس شکرانے میں سب مال خیرات کرنے کا مدد ملے گا  
 آنجناب نے منع کیا اور فرمایا کچھ لینے پاس بھی رہنے دے اور منافقین جلیلہ تانے والوں کو خدا سے تعالیٰ نے نصیحت کیا سورہ بقرہ  
 میں انکی مذمت اور جہنمی ہونے کی آیتیں تارین اور ہمارے لیے بعد ذکر قبول قہنہ فرمایا یا ایہ الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مسلمین  
 اور ثابت ہو کہ اسی سفر میں وقت مراجعت حضرت سول مقبول صلعم میں ضرر پر کہ کبیر غلام جو میرے بچے اور حکم خدا اسکو گرا دیا سو رفت  
 ابن ادریس و معن ابن عدی کے یعنی ان دونوں نے باعالت قولے اپنے کہ آئیں خوشی قاتل میرے چہرہ بھی تھا سجدہ منافقین کو  
 گرا دیا اور وہ انکے لوگوں کو بحال نہا کہ وہ مقام اہل مدینہ کا فرمایا ہو گیا اور اسکا تفصیل مقلع سال و دین مذکور ہوا اور اس مال میں جو  
 کے وفد ثقیف آئے اور اسلام لائے گوشت کھاتے تھے کہ چند روز لالت و طاعیہ کو گرا دینا اور باز بھی ادا کرینگے دو دنوں تاہین  
 آنجناب نے قبول فرمایا ابن ادریس و معن ابن ابی العاص کو اسے فرمایا اور انکے بھیجے ابو سفیان ابن حرب و بنو ہاشم کو بنا برہم طاعیہ و لالت  
 کہ یہ دونوں بیت طائف میں تھے واد کیا کہ انھوں نے دونوں کو گرا دیا رایت ہو کہ وفد ثقیف میں ایک آدمی مجھوم بھی تھا اسکو حضرت نے  
 اپنے پاس نہیں بلکہ کسی کی معرفت کھلایا کہ تو اپنے گھر جاتے اسلام قبول کرنا تو یہاں رہا اسوساٹے فرمایا کہ حضار مجلس عالی کو اسکی خدمت  
 نظر نہ آوے اور وہ لوگ حقیر بنائیں کہ اس میں ہر نجدید ہوتا اور جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بیماری متعلقہ ہو دوسرے کو لگاتی ہو سو وجہ سے  
 آنحضرت نے اپنے پاس طائفہ ملائے غلام کہ یہ مذکور دوسری حدیث سے ثابت ہو کہ آنحضرت نے مجھوم کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا ہو گا کہ ایک  
 حدیث سے اسقدر معلوم ہوتا ہو اگر ایسے بیمار سے کسی کو نفرت آوے اور وہ اسکی محبت سے پرہیز کرے تو درست ہو کہ اذ قال شیخ ابو نعیم  
 یزید بن عروہ و ثابت بن عوف و ابی نعیم کہ برسولی رفتن و وادعیش کہ برسولی روزہ و خروج و افادہ جمع الجمع جس شخص نے کئے ہیں کہ اس  
 سال میں تبلیغ و نور و لیل القرآن غزوہ بک سے واقع ہوا اور بعض نے کہتے ہیں کہ ابتدا ہو و باطنیان بعد رجوع حجاز سے سال شریف

مذکور

توضیح

مذکور

مذکور



قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منقطع بھی کیا جاوے حکم مسل علیہ وسلم کا توقف ہوا تو قول سوم ضعیف ہوا اسناد و متن اور بعضی کتب میں کہ جب یہ رضی اللہ عنہما سے البرہم پیدا ہوئے تو اور وجہات کو شک ہوا لہذا حضرت نے غزلت فرمائی اور بعضی کتب میں کہ ایک شخص حضرت کسی بی بی کے گھر میں بکری بیچ کی اور وجہات مہلکات کو حصہ عنایت کیا سب کے لیے لیا زینت بنے واپس کر دیا آنحضرت نے کچھ زیادہ پھر بھی واپس کیا اور یہ بات کہ مہربانی لہذا حضرت صلعم نے غزلت اختیار کی مگر یہ دونوں قول ضعیف ہیں لہذا حاصل غزلت تیس فرق ہوا اور چنانچہ آنحضرت رحمۃ اللعالمین شب تہی ام میں عائشہ صدیقہ کے حجرے میں شریف لائے وہ ولین یا حضرت ابی تو انہیں ہی روز جمعہ میں فرمایا مہینہ کا سب آتیس کا ہوتا ہوا اور گاہے تیس کا بعد از ان جب آیہ تمجید سورہ تحیم میں نازل ہوئی تو پھر خانہ عائشہ سے ملا کہ کیا بات تجھے کہتا ہوں جواب میں بات کا بلا مشورہ پدر و مادر اپنے کے نزدیک پھر کہا اور عائشہ امد نے تم کو اختیار دیا یا اگر چاہو تو مجھے کنارہ کرو اور جو فضائی ضلوع کا ہر توقیر و فاقہ قبول کرو عائشہ ولین کا خیر میں حاجت تیار نہیں ہر میں تو رضائے خدا و حمایت رسول خدا چاہتی ہوں دنیا کی زینت مجھے و کار نہیں حضرت صلعم و بنداری صدیقہ سے کمال خوش ہو کر ہر روز وجہات مطابقت قبول عائشہ صدیقہ کے کما اور اسی سال میں قصہ حم سماء بعد غیا بدیہ واقع ہوا یہ عورت عین بریں پیشان جرم حاضر مہربانی تھی سو اسے گنا کر میں نہ دیا کہ ہر آپ مجھے پاک ہیں حضرت صلعم نے اس کو بھیج دیا صبح کو دوسرے دن پھر گئے اور کہا کہ کیا رسول اللہ مجھے کیوں دے لیا کیا ماعز کی طرح مجھے ظہور و فائز میں جلد ہوں فرمایا تا دفع محل صبر کرو اور کیا انصاری کے سپرد کیا جب یہ لڑکا جانی تو ایک یا پچیس لیس لائے فرمایا دو دھپلا سوائے دو برس و دو دھپلایا اور بعد لفظ کائنات ضاعت پھر آئی اور ایک یا چہ نان مولود کے ہاتھ میں تھا کہ حضرت نے لڑکا ایک سلمان کو دیا اور خراج مزید ایک گناٹا حاسب تک لکھ دیا اور جرم کر لیا خالد بن لید نے ایک چہرہ مارا اس کے سر میں لگا اور خون کی چھینٹ ان پر پڑی خالد نے گالی دی حضرت صلعم نے فرمایا اس کو خالہ یا یہ زیادتی نہ کر اگر ایسی تو بعثت و خراج لینے والی کریں تو انہیں قبول کر لو نہ تھے پھر بعد نماز جنازہ مقبرہ اسلام میں دفن کیا اور اسی سال میں نجاشی نے وفات پائی صحیح بخاری میں جائز انصاف سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت ابی ہریرہ ایک صلح حبشہ میں اپنے سر ناز پڑھو کہ سبے نماز پڑھی عقب حضرت صلعم شافعیہ و خیالہ بیان سکھائے کہ میت غایت پر نماز جنازہ پڑھو خلاف لفظ اللہ لکھ دے کہ نہ ہیں کہ جنازہ حضرت پر کشف ہوا تھا اور شافعیہ بھی کہتے ہیں کہ جو مردہ شہر غائب ہے اس پر جنازہ پڑھو اور جو شہر میں ہو غائب نہ شہر قی و وق ہو جائز نہیں اور اسی سال میں برہانہ صحیحہ و وفات باقی ام کلثوم بنت رسول اللہ نے اسی سال ماہ ذیقعدہ جلد شد بن ابی بن سلول منافق مر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب عہد بنظر سلامت و عہد بامید اسکے کہ شایہ اسلام لائیں پھر ان مبارک لپٹا اس کو پٹنایا چنانکہ ہزار آدمی یہ حاملہ دیکھ کر ایمان لائے اور تہجد الحافل میں لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کریم مبارک اس لیے پٹنایا کہ اس نے غزوہ بدر میں عباس بن عبد المطلب کو فیض پٹنایا تھا سو اس کے پٹنے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر احسان کیا روایت صحیحہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت منع کیا مگر بعد اسکے موافق کر کے لایق قبول شد احد نہ مات ابراہیم ہونے کے بعد کسی منافق پر نماز نہیں پڑھی گئی اسی سال ابو جہرہ کے آخر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہل کج کرین دریافت ہوا کہ مشرکین عرب پر ہنر ہو کر طواف کرتے ہیں سو غناطہ ان کے گرد لٹکا



حج کو مال دیا اور امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا اور معمر بن قیس اور عبد الرحمن بن عوف اور جابر بن عبد اللہ اور  
 ابو ہریرہ و دوسے کو ساتھ کیا اور تین سو آدمی اور بھی ہمراہ فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ تم جاکر مسجدم حج ادا کرو اور لوگوں کو تعلیم کرو اور ادا کرو  
 برائے گنہگاروں کو انہیں لوگوں کو سنائی دے جو حضرت امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدا علیہم دین ہو چکا احرام باندھا تو  
 حضرت جبریل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پیغام خدا لائے کہ ادا سے رات تم خود کرو یا کسی شخص کو بھیجو جو نسب میں تمہارا  
 قریب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین معمر بن عبد اللہ بن علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر روانہ کیا اور  
 فرما دیا کہ ادا اہل سورہ برائے صدیق سے لیا کر تم لوگوں کو سنائی دے جو امیر جابر بن عبد اللہ کو بھیجو کہ بہشت میں من جاگیا اگر مسلمان ہو سکے تو کسی شخص کو بھیجو  
 طواف نہ کرے اور پھر اس سال کے کوئی شکر حج کرے اور آیت رکھ دے کہ میں نہیں ہر سو حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے  
 موضع عرج میں ہو چکے صدیق اکبر نے پوچھا امیر مکر آئے ہو یا مکر کا مامور ہوں امیر صرف سورہ برائے و جابر و حکم مجھے عنایت کیجئے کہ میں  
 تبلیغ رسالت کروں گا صدیق اکبر نے جواب دے کہ جب تک میں قتل نہ ہوں تو ہر مسجدم حج صدیق رضی اللہ عنہ نے تعلیم فرمائی اور احوال  
 سورہ برائے علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور جابر بن علی روشن الاشارة فرمائیں اسی سال میں جو عمر بن الخطاب عجلانی اور حضرت  
 قیس اس کی عورت میں قنصلہ لغات سے حرمت مودہ واقع ہوئی کہ نصیبہ اسکا صحیحین میں موجود ہے اور بعضہ لغات ہلال بن اسد کی بھی  
 اسی سال میں بیان کرتے ہیں مشکوٰۃ شریف میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ  
 جہرہ کو شکر کیا بن عباسی حرام کاری کا عیب لگا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہوں اس بات کو ثابت کرنا تیری پہچان پر  
 ٹیکہ ہلال نے کہا یا رسول اللہ جب کوئی اپنی عورت سے حرام کے غیر کو دیکھے تو بھلا اسوقت گواہ دھو کر نہ دے پھر حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے پھر ہی فرمایا یعنی حکم شرعیوں ہی حجت بنیامہ ہر ہلال نے کہا میں قسم کھاتا ہوں کسی جیسے تجھ کو سچا بیٹھ گیا ہو  
 میں اپنے قول میں سچا ہوں خدا کے علاوہ وہ تین آثار کیا جس میں ہمارے بیچ کی سو حضرت جبریل آتے لو اس ضمن کی آیتیں سورہ  
 نوین لائے ترجمہ کیا ہے کہ جو لوگ عیب گارین اپنی عورتوں کو اور شاہد ہوں گے پاس اپنے جان کے تو ایسوں کی گواہی یہ ہو کہ گواہی  
 جابر اللہ کے نام کی کہ میں بیشک سچا ہوں اور پانچویں بار کہے کہ خدا کی لعنت اسپر اگر وہ جھوٹا ہوا و عورت سے رباہن تیری ہو کہ گواہی دے  
 جابر اللہ کے نام کی کہ مقررہ مرد جھوٹا ہوا یا پانچویں بار کہے کہ اللہ کا غضب ہر اس عورت پر اگر مرد سچا ہو سو ہلال نے اسی طرح گواہی دی  
 اور حضرت مسلم فرماتے جاتے تھے کہ بلاشبہ اللہ کو معلوم ہو کہ تم دوسرا ایک جھوٹا ہو تم دونوں میں کوئی تو یہ بھی کہنے والا ہو جلال گواہی  
 دے چکا تو عورت کھڑی ہوئی اسنے اسی طرح جابر گواہی دی پانچویں میں لوگوں نے روکا اور کہنا خدا کی لعنت لگا جائے اسکو وہاں نہ جا  
 اگر جھوٹا ہو تو سکوت کر وہ عورت تھک کر بیٹھی ابن عباس فرماتے ہیں ہم سمجھے کہ شاید یہ عورت ہلٹ جاگی اپنی اپنے عیب کو اور کرکلی کر  
 آئے کہ کیا کہیں اپنی قوم کو ہمیشہ کیوں اسے نصیحت نہ کر دے گی چنانکہ اسنے پانچویں گواہی دی حضرت مسلم نے فرمایا کہ کہتے رہو اس عورت کو  
 اگر اسکا واسیہ نہ لے والا اور موٹے سرین والا دیکھو پتلی پتلی ہوں پیدا ہو تو خفیت میں نہ رکھو ایک بن شحاکا لطف یہ سورہ کا واسیہ ای  
 پیدا ہوا تب حضرت مسلم نے فرمایا اگر قرآن کا حکم پیشتر نہ آتا تو میں اسکو حدارتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کو حکم

جس طرح علی ابن ابیطالب  
برائے خداوند سورہ  
برائے

خداوند سورہ  
خداوند سورہ

حاضر رہا ہے اگرچہ قریباً نصف آٹھ گھنٹہ پہلے ہی پہنچا کر شاہت ایک محبت ہو کر ہوا وہاں پہنچا لیکن حضرت امام عظیم صاحب کے نزدیک  
 شناخت محبت نہیں ہو اور حضرت صلعم کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا ہوگا جسبال و ہم حیرت کا ہوا تو اوجہ الاخرین حضرت سید الکونین  
 صلعم نے خالہ ابن لید کو بنی حارث بن کعب پر روانہ فرمایا کہ وہ لوگ اسلام لائے اور اسی مہینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ  
 طویہ روانہ کیا کہ جناب ولایت تیس جماعہ ہر سال اس قوم میں پہنچے اور نہ انکار دیا بعد اسی ابن جان تم جانتا ہوں بھاگا اور اسکی بہن  
 گرفتار ہوئی اور مال کثیر ہاتھ آیا اور دو گوارین کو قلعہ ت کی گردن میں آویزاں تھیں انکو جناب میر نے حضرت صلعم علیہ السلام کے واسطے  
 بطور تحفہ رکھ لیں اور مدینہ طیبہ میں نبضت فرما ہوئے اور جب دختر حاتم مجلس حضرت صلعم علیہ السلام میں حاضر ہوئی تو اسنے نہایت شہت  
 انرا کی کہ رسول اللہ اگر مجھے آزار دہا میں تو وضع اٹھنے فی محلہ واقع ہو جڑ لعلہ میں نے اسکو آزار دہا اور ایک ڈٹ اسکو غایت کیا  
 وہ بچہ گھرائی وہاں کچھ شام کی طرف گئے اور عدی اپنے بھائی کو رہنے میں بھیجا جب مجلس علی میں حاضر ہوا تو آنجناب صلعم نے اسکے واسطے  
 چادر اپنی بچائی کہ عدی اسی بیٹھیا اور حضرت صلعم میں پھر عدی نصیحتیں حضرت کی سنکر ایمان لایا حضرت احکام حیدر کٹھن کی  
 انھیں سے مروی ہے اور اسی سال رمضان میں سند بن حیدر حیر بن عبد اللہ بھلی احمدی سے ڈیڑھ سو نفرت قبیلہ بھلہ کے حاضر ہو کر اسلام لائے اور  
 بنا برتھریہ تھانہ ذی الخلد کبیرہ اللہ و اللہ نصیحتیں ایسا کہ میں میں تھارہ ہوئے انھوں نے تہا جلا جلا اور تو حضرت صلعم نے گروہ حریر کے لیے  
 دے رکھے برکت فرمائی بعد ازاں قوافی ذی الخلد بھلی لائے بخاری و سلم میں جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے مجمعہ اس کام پر  
 بھیجا یا تو میں نے کہا کہ حضرت میں گھوڑے پر نہیں چڑھ سکتا ہوں حضرت نے میرے سینے پر دست مبارک سے کہا اور فرمایا اللہم  
 شہیدہ واجلہ او یا مہر یا یعنی اسو خدا اٹھ کر میرے اسکو گھوڑے پر اور کرنے اسکو بابت کرنے والا وہاں اب اس عساکری برکت سے  
 حریر شہوار ہو گئے اور بخاری و سلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے قیامت قائم ہونگی بہانہ تک کہ جو طرکائی پہن  
 قوم دوس کی عورتیں تبت کے گرد جگنا م ذی الخلد ہر دوس ایک قوم تھیں میں کبھی اسکے لگ ذی الخلد کو کعبہ بانی کہتے تھے  
 سو حضرت نے فرمایا قیامت کے نزدیک وہ قوم مہر ہو جاگی اور اس بت کو بچھڑا نیگی اور قوت میں اسکو گرد و چھڑکی اس حدیث سے پایا جائے  
 کہ ذی الخلد کٹھن کا نام نہ تبت تھانے کا پس جس کسی نے ذوالخلد کی تفسیر تجھانے سے کی ہر سماعت ہو بعد اسکا ہا سوال میں نہ  
 بنی حارث بن کعب اہل بکر ان حاضر ہوئے انکو دیکر آنجناب نے فرمایا یہ لوگ گواہ ہندو تھیں کہ ہیں ان لوگوں نے جب حضرت کو دیکھا  
 تو کہا اللہ انک رسول اللہ ان لا الہ الا اللہ تب حضرت صلعم علیہ السلام نے فرمایا اللہ ان لا الہ الا اللہ وانے رسول اللہ  
 یہ لوگ حضرت مبنے بیچے سے حضرت صلعم نے عمر و ابن خزام کٹھن کے پاس بھیجا اور ایک خط میں حکام ضروری لکھوائے تاکہ انکو علم  
 کریں اسی سال میں جو حضرت نے حریر بن عبد اللہ کو ذی الخلد کا متبع بن کر کہیں جس کے پاس بھیجا شخص فوج طائف میں تھا  
 اور اسکا کتبہ بادشاہ میں سے لیا تھا عابا اسکی بیعت کی حنفہ بنی سوانے دعوت اسلام قبول کی مگر حریر و بن نفیر سے  
 یہاں تک کہ حضرت صلعم نے سفر آخرت فرمایا اور ذی الخلد نے خلافت عمر فاروق میں اسلام قبول کیا اسی سال میں خیال ہے  
 مع خالہ بن لید جناب نجران بھیجے گئے وہاں لوگ سلا مائے اور قیس و سہد و شہر مدینہ میں آئے اور قیس و سہد جب ارشاد

کتاب تاریخ  
میں ہے

میں ہے

میں ہے

میں ہے

میں ہے

میں ہے







کہ صلیح سید نے دعویٰ نبوت کیا تھا اسی طرح میں آدمی اور بھی مبینی مکر وہ تھا ایسا کہ سراج تمہیں نبوت عارف بن سوید کہ اسے نبی مکت  
 بانی یسوع بن نبوت کا دعویٰ کیا اور اس قوم کے لوگ اسے گرویدہ ہو چکے تھے یہ سید نے کہا اور کہا کہ تمہارا کام اس کا فرد کا اسکے مقام سے  
 متصل واقع تھا اسکو ایسے کا خوف غالب کیا کہ یہ بظاہر پکڑے ہوئے سید نے اپنے خلیفہ کو پیشتر طلب فرمایا تجارت جہاں اپنے کے من  
 تحائف بھیجا کر وہ بنے نائل چلی آئی خواہ سید کیا جب تک یہ ہوا تو سید نے اپنی خرافات و اہیاد و کاذب خبریں سن کر یقین دہان  
 خمیر میں ہاؤنکاح کی درخواست کی اسے قبول کیا آخر کار کاح بھی ہوا میں من تک دونوں بہرہ یار و ہم نوا رہے بعد اسکے بھائی خیر  
 ابنی قوم میں آئی تو قوم کے لوگوں نے پوچھا کہ سلام کیا واقع ہوا جو اسقدر توقف فرمایا اسے کہا سید نے یہ بھیج ہاؤ صاحب المراسلے  
 میں نے اس سے نکاح کر لیا ہر قوم کے بعض لوگ بولے کہ مکر قدر قرار پایا اسے کہا کہ میں محبت و عشق سید میں خیر بھیجی ہو مگر خیال  
 نہیں ہا علیہ قوم نے کہا کاح بلا ہرجا و نزہین ہوا چار سراج پھر سید کے پاس آئی اور یقین نہ میں گفتگو کرنے لگی سید نے کہا  
 کہ نصف حاصل غلات یاسا اور معافی نماز صبح و عشاء تمام قوم سے تمہارا امر و خیانت پیشابن یعنی کو کہ جانب کاح سے ہو  
 مقرر تھا بلکہ کہ یہ اقوام میں نکاح سے کہ سید نے بھیجے ہر سراج ملازم صبح و عشاء سے معاف کر دی ہیں اب کوئی آدمی یہ دونوں  
 نمازیں نہ پڑھا کرے بالکل سراج مظہر نسس ہو کہ لینے خبر یہ میں آئی اور انتظام میں ہر طرف ہوئی اسی عرصہ میں المدینہ لیدر فوجت  
 آسمانی لیکر سید پر ٹوٹ پڑے اور اس مردود کو قتل کے خبر کوہ سراج میں ہو چکے کہ وہ سلمان ہوئے اور امان معاویہ اہل بی بی  
 زندہ ہی اور بعض اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ مسافہ مذکورہ بعد تسل سید خبر یہ میں پوشیدہ ہوئی کہ کچھ اسکا نشان نہ ملا و سراج کا شخص  
 اسو و ابن کعب بن شمس کرمان میں تھا اسکو فوجا سراج مجب بھی کہتے ہیں اس سبب کہ اسکے پاس دھنی تھی کہ اسکو منہ پڑا لے رہا تھا  
 خواہ اسکے شیطان کا نام نہ لیا تھا اور جو لوگ فوجا سراج ہمارے کہتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ اسکے پاس ایک شخص اسکا کھانا تھا او  
 امام اسکا اکثر تحقیق نے عمل بیان کیا ہر اور بعض کہتے ہیں کہ یہ طبقہ فوجا سراج بھی کہ اسے ایک سبب کہ سجدہ کرنا تعلیم کیا اور بعض کہتے  
 کہ وہ شیطان اسکے مطیع تھے ایک صحیح دوسرا سقیق کہ وہ دونوں امور واقع کی خبر دیتے تھے بالکل اور اس مزدور کا یوں ہوا کہ باذان فلانی حال  
 فوجا کی وفات ہوئی تو یہ مردود کہ لیکر آیا اور اہل فوجا پر غالب کیا اور ہر اہل باذان کو شہید ڈالا اور مرزا باندہ زور سے سر کو اپنی کاح میں لایا  
 یہ خبر فروہ بن سیک عامل قبیلہ اوکو بھیجی اسے حضرت صائم کو لکھی اور معاویہ ابن جبل کہ عامل میں تھے اسکے خوف ابو موسیٰ اشعری  
 پاس چلے گئے اور دونوں حضرات میں آئے اس قلم میں فرمان واجب الانصاف حضرت رسالت آجیلا اللہ علیہ وسلم ہو چکا اس  
 سے کہ تم حسب لوگ متفق ہو کر شر اسو و غسی کڈا بک دفع کر دینا چھ عا و ابن جبل اور ابو موسیٰ اشعری نے مسافہ مرزا کو یہ پیغام دیا کہ  
 اسو و غسی پر زور شوہر کو ناحق قتل کیا ہر بڑے تعجب کی بات ہو کہ تو اسکے پاس سر کرتی و سوا نے فیہ فریدی بن عم اپنے کو لقب کی  
 راہ سے طلب کیا اور اسو و کذاب کو قتل کر ایا جب اسو و کا سترن سے جدا ہوا تو ایک آواز مثل آواز گائے قلع سے نکلی جو کیدار و نچو چکا  
 یہ کیا آواز ہو مرزا باندہ نے جواب دیا کہ خاموش رہو تمہارے پیغمبر پر وحی نازل ہوئی ہے جب صبح ہوئی تو دونوں سلام نے اذان میں کہا  
 انشد ان محمد رسول اللہ و ان جلا کذاب اسوقت خبر قتل ہوئے اسو و کی ظاہر ہوئی اور یہ خبر بعد وفات آنحضرت بنے میں سن ہوئی

سراج سید

سراج سید نے یہ بھیج ہاؤ صاحب المراسلے میں نے اس سے نکاح کر لیا ہر قوم کے بعض لوگ بولے کہ مکر قدر قرار پایا اسے کہا کہ میں محبت و عشق سید میں خیر بھیجی ہو مگر خیال نہیں ہا علیہ قوم نے کہا کاح بلا ہرجا و نزہین ہوا چار سراج پھر سید کے پاس آئی اور یقین نہ میں گفتگو کرنے لگی سید نے کہا کہ نصف حاصل غلات یاسا اور معافی نماز صبح و عشاء تمام قوم سے تمہارا امر و خیانت پیشابن یعنی کو کہ جانب کاح سے ہو مقرر تھا بلکہ کہ یہ اقوام میں نکاح سے کہ سید نے بھیجے ہر سراج ملازم صبح و عشاء سے معاف کر دی ہیں اب کوئی آدمی یہ دونوں نمازیں نہ پڑھا کرے بالکل سراج مظہر نسس ہو کہ لینے خبر یہ میں آئی اور انتظام میں ہر طرف ہوئی اسی عرصہ میں المدینہ لیدر فوجت آسمانی لیکر سید پر ٹوٹ پڑے اور اس مردود کو قتل کے خبر کوہ سراج میں ہو چکے کہ وہ سلمان ہوئے اور امان معاویہ اہل بی بی زندہ ہی اور بعض اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ مسافہ مذکورہ بعد تسل سید خبر یہ میں پوشیدہ ہوئی کہ کچھ اسکا نشان نہ ملا و سراج کا شخص اسو و ابن کعب بن شمس کرمان میں تھا اسکو فوجا سراج مجب بھی کہتے ہیں اس سبب کہ اسکے پاس دھنی تھی کہ اسکو منہ پڑا لے رہا تھا خواہ اسکے شیطان کا نام نہ لیا تھا اور جو لوگ فوجا سراج ہمارے کہتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ اسکے پاس ایک شخص اسکا کھانا تھا او امام اسکا اکثر تحقیق نے عمل بیان کیا ہر اور بعض کہتے ہیں کہ یہ طبقہ فوجا سراج بھی کہ اسے ایک سبب کہ سجدہ کرنا تعلیم کیا اور بعض کہتے کہ وہ شیطان اسکے مطیع تھے ایک صحیح دوسرا سقیق کہ وہ دونوں امور واقع کی خبر دیتے تھے بالکل اور اس مزدور کا یوں ہوا کہ باذان فلانی حال فوجا کی وفات ہوئی تو یہ مردود کہ لیکر آیا اور اہل فوجا پر غالب کیا اور ہر اہل باذان کو شہید ڈالا اور مرزا باندہ زور سے سر کو اپنی کاح میں لایا یہ خبر فروہ بن سیک عامل قبیلہ اوکو بھیجی اسے حضرت صائم کو لکھی اور معاویہ ابن جبل کہ عامل میں تھے اسکے خوف ابو موسیٰ اشعری پاس چلے گئے اور دونوں حضرات میں آئے اس قلم میں فرمان واجب الانصاف حضرت رسالت آجیلا اللہ علیہ وسلم ہو چکا اس سے کہ تم حسب لوگ متفق ہو کر شر اسو و غسی کڈا بک دفع کر دینا چھ عا و ابن جبل اور ابو موسیٰ اشعری نے مسافہ مرزا کو یہ پیغام دیا کہ اسو و غسی پر زور شوہر کو ناحق قتل کیا ہر بڑے تعجب کی بات ہو کہ تو اسکے پاس سر کرتی و سوا نے فیہ فریدی بن عم اپنے کو لقب کی راہ سے طلب کیا اور اسو و کذاب کو قتل کر ایا جب اسو و کا سترن سے جدا ہوا تو ایک آواز مثل آواز گائے قلع سے نکلی جو کیدار و نچو چکا یہ کیا آواز ہو مرزا باندہ نے جواب دیا کہ خاموش رہو تمہارے پیغمبر پر وحی نازل ہوئی ہے جب صبح ہوئی تو دونوں سلام نے اذان میں کہا انشد ان محمد رسول اللہ و ان جلا کذاب اسوقت خبر قتل ہوئے اسو و کی ظاہر ہوئی اور یہ خبر بعد وفات آنحضرت بنے میں سن ہوئی

سراج سید نے یہ بھیج ہاؤ صاحب المراسلے میں نے اس سے نکاح کر لیا ہر قوم کے بعض لوگ بولے کہ مکر قدر قرار پایا اسے کہا کہ میں محبت و عشق سید میں خیر بھیجی ہو مگر خیال نہیں ہا علیہ قوم نے کہا کاح بلا ہرجا و نزہین ہوا چار سراج پھر سید کے پاس آئی اور یقین نہ میں گفتگو کرنے لگی سید نے کہا کہ نصف حاصل غلات یاسا اور معافی نماز صبح و عشاء تمام قوم سے تمہارا امر و خیانت پیشابن یعنی کو کہ جانب کاح سے ہو مقرر تھا بلکہ کہ یہ اقوام میں نکاح سے کہ سید نے بھیجے ہر سراج ملازم صبح و عشاء سے معاف کر دی ہیں اب کوئی آدمی یہ دونوں نمازیں نہ پڑھا کرے بالکل سراج مظہر نسس ہو کہ لینے خبر یہ میں آئی اور انتظام میں ہر طرف ہوئی اسی عرصہ میں المدینہ لیدر فوجت آسمانی لیکر سید پر ٹوٹ پڑے اور اس مردود کو قتل کے خبر کوہ سراج میں ہو چکے کہ وہ سلمان ہوئے اور امان معاویہ اہل بی بی زندہ ہی اور بعض اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ مسافہ مذکورہ بعد تسل سید خبر یہ میں پوشیدہ ہوئی کہ کچھ اسکا نشان نہ ملا و سراج کا شخص اسو و ابن کعب بن شمس کرمان میں تھا اسکو فوجا سراج مجب بھی کہتے ہیں اس سبب کہ اسکے پاس دھنی تھی کہ اسکو منہ پڑا لے رہا تھا خواہ اسکے شیطان کا نام نہ لیا تھا اور جو لوگ فوجا سراج ہمارے کہتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ اسکے پاس ایک شخص اسکا کھانا تھا او امام اسکا اکثر تحقیق نے عمل بیان کیا ہر اور بعض کہتے ہیں کہ یہ طبقہ فوجا سراج بھی کہ اسے ایک سبب کہ سجدہ کرنا تعلیم کیا اور بعض کہتے کہ وہ شیطان اسکے مطیع تھے ایک صحیح دوسرا سقیق کہ وہ دونوں امور واقع کی خبر دیتے تھے بالکل اور اس مزدور کا یوں ہوا کہ باذان فلانی حال فوجا کی وفات ہوئی تو یہ مردود کہ لیکر آیا اور اہل فوجا پر غالب کیا اور ہر اہل باذان کو شہید ڈالا اور مرزا باندہ زور سے سر کو اپنی کاح میں لایا یہ خبر فروہ بن سیک عامل قبیلہ اوکو بھیجی اسے حضرت صائم کو لکھی اور معاویہ ابن جبل کہ عامل میں تھے اسکے خوف ابو موسیٰ اشعری پاس چلے گئے اور دونوں حضرات میں آئے اس قلم میں فرمان واجب الانصاف حضرت رسالت آجیلا اللہ علیہ وسلم ہو چکا اس سے کہ تم حسب لوگ متفق ہو کر شر اسو و غسی کڈا بک دفع کر دینا چھ عا و ابن جبل اور ابو موسیٰ اشعری نے مسافہ مرزا کو یہ پیغام دیا کہ اسو و غسی پر زور شوہر کو ناحق قتل کیا ہر بڑے تعجب کی بات ہو کہ تو اسکے پاس سر کرتی و سوا نے فیہ فریدی بن عم اپنے کو لقب کی راہ سے طلب کیا اور اسو و کذاب کو قتل کر ایا جب اسو و کا سترن سے جدا ہوا تو ایک آواز مثل آواز گائے قلع سے نکلی جو کیدار و نچو چکا یہ کیا آواز ہو مرزا باندہ نے جواب دیا کہ خاموش رہو تمہارے پیغمبر پر وحی نازل ہوئی ہے جب صبح ہوئی تو دونوں سلام نے اذان میں کہا انشد ان محمد رسول اللہ و ان جلا کذاب اسوقت خبر قتل ہوئے اسو و کی ظاہر ہوئی اور یہ خبر بعد وفات آنحضرت بنے میں سن ہوئی

حضرت الاولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

کیونکہ حضرت مسلم نے ایک زہد و فاضل ارشاد فرمایا تھا کہ اے محمد کو ایک مہر مبارک نے اہل بیت مبارک سے قتل کر ڈالا اور اصحاب قاتل کا نام پوچھا فرمایا فریروز اور ایک شہادت ہو کہ اس وقت کسی کذاب خلفاء صدیق اکبر میں را گیا جو اس قول کو ایک جگہ صحیحین نے تصحیح دی ہو اور اکثر تصحیح قول مل کے قائل ہیں تیسرا طریقہ تاریخ میلاد سی اسکو بھی دعیہ رسالت پیدا ہوا تھا اس وقت صلوات اللہ علیہ وسلم کو حسب پہنچی تو اصحاب نے ایک شخص سے خبر کر کہ قبیلہ بنی اسد میں بھیجا کہ تم لوگ تنق ہو کر اسکا شرف و کرم چنانچہ وہاں مسلمان نے حج ہو کر ارادہ قتل مضبوط کیا اور ایک شخص نے طلیحہ تر تلواریں چلائی وہ تلواریں کا کرہ نوئی جاہلوں نے ہنگامہ برپا کیا کہ شخص نبی ہو کیونکہ اسکا سپر تلواریں کا کرہ لگا اسی سے طلیحہ نے اپنے نفع کا عزم کر لیا اور عقیدہ بن جمہن فرامی مع قبیلہ بنی فرزدہ و غطفان و طو اسکا شکر کیا اور اسے انکار کا فریاد کرنے شروع کیے اور ناز میں سمجھو ہوا اکل موقوف کر دینے اور باعانت جامعہ فسد یہ ارادہ کیا کہ مزید طلیحہ کو غارت کر دیں لیکن اکثر اسکی حفاظت فرمائی اور اسے ارادے کو ظاہر نہ کرنے دیا بیان تک کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہر طرف پر زینہ طلیحہ میں تشریف لائے تو اسرار باب تحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو اسے دفع پر مین فرمایا کہ وہ مع لشکر اسامہ روانہ ہوئے جبکہ خالد بن ولید قبیلہ بنی طوین جلوہ فرما ہوتے تو وہاں لوگ بھی انکے شکر کیا گئے اور طلیحہ سے مقابلہ واقع ہوا آخر کار اسے نہایت اور بھاگ کر جانب شام بھاگ گیا اور رستہ راز کے بعد قبیلہ بنی کلب میں آیا اور ریخہ اسے کان میں پہنچی کہ جامعہ تہہ نے اسلام قبول کیا آجی طرف پوشیدہ ہو رہا جب حضرت صدیق اکبر نے وفات پائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضور میں حاضر ہو کر اپنے افعال سے ثابت ہوا اور بیعت کی آخر شب زندہ میں سید ہوا سحان اللہ مجدہ سلازم الجعقو بالخواجیم اسطرح مشکشف ہوا نخی نہ سے کہ طلیحہ کو دوسری طرف اسطرح پیدا ہوا تھا کہ اسے ایک مرتبہ کسی طرف کو سفر کیا تو راہ میں بانی باوجود ملاش ہلچلہ آیا ہلچلہ میں نیشنگی کی بہت شکایت کی کہ اسے کمانگہ چاوا ایک بل پر پانی طلب کیا اتفاقاً کو موافق ہو طلیحہ ایک سیل حل کرانی ملا اسی سبب ہلچلہ اسے قائل نبوت ہوئے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اسی سال قضیہ مباہلہ واقع ہوا اور بیعت ہوا انصار سے بنی نجران کے نام نہ لکھا گیا تھا کہ اسلام قبول کرو انھوں نے جو کہ آدمی اپنی قوم کے منتخب کے حضور اقدس میں بھیجے پہلے دن لباس نشی اور سونے کی انگوٹھیاں بن کر آئے آپ نے انکے سلام کا جواب نہ دیا و چونکہ دوسرے دن مشورہ حضرت عثمان عبدالرحمن ابن عوف حسب رائے علی رضی اللہ عنہ وجہ یہ پوشاک نہار کے بصورت ریاں نہ دیکھ رہے ہیں کہ حاضر ہوئے آپ نے انکے سلام کا جواب دیا اور دعوت اسلام فرمائی انھوں نے قبول نہ کیا اور اس بات پر حضرت مسلم سے جھگڑے کہ نبی ینہ خدا نہیں ہیں اللہ کے بیٹے ہیں در آخر کو کہنے لگے کہ اگر اللہ کا بیٹا نہیں ہے تو قوم بتاؤ کہ کس کا بیٹا ہے حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر انصاری اسے بھی قائل نہوں تو انکے ساتھ قسم کرو یہ بھی ایک صورت فیصلہ ہو کہ دونوں طرف کے لوگ اپنی جان و ملا سے حاضر ہو کر دعا کریں کہ جو کوئی ہم دونوں سے جھوٹا ہو اس پر پڑے لعنت و خدا لعنہ بعضے کہتے ہیں کہ اھل نجران اسلام کی حقیت میں گفتگو کی تھی اور قائل نہوتے تھے البتہ صاحب نے ارشاد فرمایا بنی حاکم بن ابیہد ماجا کہ علی علیہ السلام فضل تھو اربع ابائنا و ابناکم و نسائنا و نساؤکم و نفسنا و نفوسکم تم متبہل نبخبل لعنتہ اللہ علی الکاذبین یعنی جو کوئی محبت کرے سچائے سن یعنی قرآن و حدیث سے من بعد اس کے کہ آیا ہر صحابہ علم و شریعت کو کہو دے اوہم بلا دین اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور بلا دین

۱۰۰

قصیدہ مبارک  
نبی کریم  
مقصود  
در اسلام  
مؤلف



ہم اپنی عورتوں کو اور ہماری عورتوں کو اور اپنے قریبوں کو پھر تم خوب لوگوں کے دعا کریں اور جو ٹھون پر خدا کی لعنت ٹالیں ہم ہوں یا تم جب یہ آیت نازل ہوئی تو صبح کو حضرت صلعم حضرت امام حسن علیہ السلام کے اور امام حسین علیہ السلام کے گود میں لیے برآمد ہوئے یاد و نون کو سببِ خجہ دسالی کے گود میں لیے تھے اور فاطمہ علیہا السلام تھیں ویچھے حضرت صلعم کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہما وجہ فاطمہ کے پیچھے اور حکم کیا انکو کہ جب میں جا کر دوں تم آمین کہنا اور اس وقت حضرت صلعم نے فرمایا اللہم انزلنا ابنتی حبیبہ بنو نصر سے ان صورتوں کو دیکھا تو کہنا داسے بر شمامہ قوم میں دیکھتا ہوں انکی صورتوں کو اگر خدا سے دعا ست کریں کہ یہ لوگو اٹھیں تو فوراً اٹھ کر دیوے اس مقام میں دیکھنا چاہیے کہ ان چہرہ پر کیسی نوابی حکمت تھی کہ یہ گانے اسکو دریافت کیا اور ان خود رفتہ ہوا مومن بچانے کا کہ اس نور سے شہر کی حال ہو گا آخر کار اس ترسانے کا ہرگز سبب نہ کرنا چاہیے نہ ناجائز یہ دنیا قبول کیا اور اہل سر نے لکھا ہر نصرانی بخیران میں عاقبت مسمیٰ علیہ السلام وسیدہ و شخص سردار تھے سو عاقبت یہ صورتیں نورانی دیکھ کر اپنے مکان پر گیا اور بولا کہ سبب نہ کیجیو نہیں تو ہلاک ہو جاؤ گے اور تم خوب جانتے کہ محمد رسولِ برحق ہیں تب ان لوگوں کو دھڑلہ دینا قبول کیے ایک ہزار ماہ جب میں اور ایک ہزار ماہ صفر میں اور ہر سال تین درہن دینی منظور کیں بشرطیکہ اہل اسلام غلطی کریں اور مومن سے نہ نکالیں حضرت صلعم نے قبول کیا مگر فرمایا کہ تم لوگ سو دن کھاؤ یہ بات نصرانی نے قبول کی اور ایک صلعم نامہ لکھا گیا کہ اس پر عہدہ کی گواہیاں ہوں اور ابو عبیدہ ابن الجراح برسم حکومت و قضاائے ہمراہ کیے گئے اور بعد چھ عاقبت سلیمان بنی و صلعم نامہ کی عمر خلافت حضرت عمر فاروق تک اسے نصرانے خراج خلافت کیا فائدہ اس آیت کو تو یہ سبب کہتے ہیں اور بل لعنت میں بمعنی لعنت کر دینا یا پر و پسا یا الضم و ملک بمعنی لعنت مبالغہ لعنت کرنا یا لیکہ کرو دعا کرنا ساتھ لعنت کے اصل تہال کی یہی وجہ اس کے اطلاق ہوا اسکا اس دعا جو میں کو شش کجائے اور عادت عرب کی جاری تھی کہ جب ایک قحط یا زمین انقلاب و تکذیب ایک دوسرے کی کہنے یا لکھنے تو باندھتے اور لعنت کرتے ایک نے سر سے لگا کر کہتے تھے لعنت اللہ علی الکاذب و الظالم سو حضرت صلعم کو بھی درگاہِ عزت ارشاد ہوا کہ سبب نہ کرو نصرانے سے اور جو ایسے موقع میں حضرت صلعم نے اپنی زوجات صحابہ کے ساتھ زلیا سو اس واسطے کہ ایسے وقت میں آنکے ساتھ لینے سے نصرانی پر عیب پڑتا اور کمالِ حقیقت ثابت نہ ہوتی اسلئے کہ رفیقوں اور بی بیوں کا نقصان آدمی پر تہا اگر ان نہیں ہوتا جتنا اولاد کا ہوتا ہوا اور جو شیعہ اس آیت حدیث سے حقیقت خلافت علی رضی اللہ عنہ کی دلیل پکارتے ہیں سو شخص بے جوئیات ہوا اس سے اور خلافت کی مناسبت پر قرابت و محبت اور چیز اور خلافت اور چیز اگر صرف قرابت و محبت حضرت صلعم کی خلافت کے واسطے شرط ہوتی تو فاطمہ ہر اعلیٰ قاضیہ ہونے میں مقدم تھیں حالانکہ یہ سبب کی گمانیں ہر روایت صحیحہ و کذبہ قطعہ حضرت صلعم نے فرمایا اگر نصرانی سبب نہ کرتے تو بصورتِ بندر و سورنخ ہو جاتے اور تمام محلِ انبار ہو جاتا اور پڑ و ن کے ساتھ جو خنوں پر میں محل جاتے اور اسی سال میں حضرت صلعم نے حجۃ الوداع اور فاطمہ ہوا کہ جب غائبانے ارادہ جمع فرمایا تو طرف وجانب میں اطلاع فرمائی کہ ہمارا غم جانب بیت اللہ شریف مصمم ہو چکا دولتِ مرافت دکھار ہو وہ حاضر ہو سوا اکثر لوگ مدینہ یا سکینہ میں جمع ہو کے ہمراہ کھانے پکارتے عذریہ جاری جبرقی حصہ مند در سہا و زوجات مطہرات سے پوشیدہ

تفہیم الانبیاء

تفہیم الانبیاء

اور حضرت سید النساء فاطمہؑ ہر اہل بیتؑ سوچنے والا و تمام خواص و خدام ہر روز دروغ و کذب و جھوٹ و غیبت و بے وفائی سے منع فرمایا اور بالوں میں تیل لگا کے شامہ کیا اور ہر ایک میں خوشبو ملی اور کپڑا سیاہ ہوا تاکہ ظلمت میں نہ پہچانے جاسکے اور چادر پیکر دولت سے سجڑا و تشریف لائے اور چار کھیت نماز ادا کر کے سوار ہوئے اور براہِ شجرہ کو طریق اوسط پر دو اعلیٰ فیہ میں آئے و باغِ اقصیٰ میں بعض اصحابؑ ہر شب بائیں جانب صبح کو فرمایا کہ آج کی رات میرے پاس آنے والا آیا اسے خالق عالم کی طرف سے پیغام دیا کہ اس راوی میں نماز ادا کرو اور کوہِ عرقیٰ جنت یعنی بیتِ حج و عمرہ کو پس از ان حضرت نے دونوں کا احرام باندھا اور دو رکعت نماز صبح کا فرمایا بل فرما کہ صدقہ ملی پر سوار ہوئے اور رول قبلہ ہو کر لبیک کہتے تشریف لیچلا اٹھے دن ۱۴ میں ہر اہل بیت اصحابؑ فرماتے تھے اس سفر میں آنجنابؑ کے ساتھ بڑی کثرت آدمیوں کی تھی چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جہاں تک میری نظر نے کام کیا کہ آگے و پیچھے دیکھتا رہتا تھا حضرت صلعمؑ کے سوار و پیادے محال کہ نہ محبت لکھنے میں کہ ایسی کثرت تھی کہ بجز خدا کے کوئی شمار نہیں کر سکتا تھا اگر بعض اہل سیر نے لکھا کہ کثرت ہزار تھی اور بعض نے ایک لاکھوں اور بعض نے اس سے زیادہ لکھے ہیں اور اس عرصہ میں اکثر اتفاق یہ تلبیہ زبان حضرت پر تھا لبیک اللہ لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملك لک لا شریک لک تلبیہ تفسیر ہر روز دیکھا کہ نامِ عظم کے اس سے کم کرنا جائز نہیں لیکن یاد تو مضائقہ نہیں آتا یہ اس ذکر کو کہتے ہیں جو احرام باندھنے کے وقت لبیک کی لفظ ملا کر کہیں اور یہ لفظ بچکانے کے جواب میں بولا جاتا ہے طرح ہندی میں جی یا آئے اور اصل یہ کہ یہ ذکر بعد کعبہ بنانے کے حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا تھا کہ تم سب لوگوں کو قیامت تک کے واسطے بنا برج چکار و سو انھوں نے بچا کر رکھا تو جاحیوں کا لبیک کہنا اسی بچکار نے کا جواب ہے بلکہ حضرت صلعمؑ اپنے ہر اہل بیت کو ہر روز کے بعد اور ہر پستی و بلندی سے چڑھتے اترتے اور لوگوں سے ملنے وقت بھی ذکر فرماتے اور قربانی بھی آنجنابؑ کے ساتھ تھی منزل شرف میں پہنچ کر اصحابؑ سے ارشاد کیا کہ شخص قربانی نہ لایا ہو وہ حج کو عمرہ کرنے و بعد از سعی و طواف احرام سے نکلے اور احرام حج باندھے جب کہ ثنیۃ علیا سے حرم شریف میں در آئے اور آپؑ بنی شعیب پر گذرے تو بیت اللہ پر نظر پڑی اس وقت یہ دعا کی اللہم زدنا البیت تشریفاً و عظیماً و تکریماً و مہاجرۃ و زور و عظمۃ من محمد و ائمہ تشریفاً و تکریماً الغرض ہر ذریعہ شہ جہاں پہنچا وہ جانب کد آؤ سے داخل کر ہوئے اور طواف اللہ و مفرمایا اور حالت طواف میں چار کوہ و اہل بیتؑ سے محاکرات میں کندھے بڑھالی اور تین طواف اول میں پوچھ دوڑے اور چار آخر میں آہستہ چلا اور ہر طواف میں جمع ہو کر بوسہ دیا اور کن یا کنی کوس فرمایا اور ابین دونوں رکعتوں کو فرماتے تھے ربنا آتانی الدینا حسن تسلیم او مقام ابراہیمؑ میں اتحد فاعلم ابراہیمؑ مصیبت فرما اور دو رکعت نماز ادا کی اور سورہ کافرون و خلاص بعد فاتحہ دونوں میں پھرین پھر کو بوسہ دیا اور جانب صفا چلا اور کریمان لہف و المرقہ سن شعلہ لہف پڑھی اور فرمایا میں شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا ہے اور ما بین صفا و مرقہ سورہ دوڑے سات مرتبہ اور جبکہ ہر چڑھے تو فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملك لا الحمد و ہو علی کل شیء قریلا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ہر مرقہ و ہر مرقہ الاطرب حدہ اور دعا فرمائی اسی طرح مردہ پر کیا جب سہمی سے خارج ہوئے تو ارشاد کیا کہ جس کسی کے ہمارے ہڈی نہ وہ عمرہ کر کے احرام نکلے اور سر نہ لٹائے اور بیتِ حج کی فتح لکھے اور آٹھویں ذیجہنی کے چلتے وقت پہنچ کا احرام باندھے اور حج کرے اور جس کسی کے پاس قربانی موجود ہو وہ روزِ نحر تک احرام پر قائم رہے اور جو بچا کو اول سے یہ بات معلوم ہوتی تو میں بھی

یہی یاد رہا ہر روز  
بیت اللہ پر نظر پڑی  
اس وقت یہ دعا کی  
اللہم زدنا البیت  
تشریفاً و عظیماً  
و تکریماً و مہاجرۃ  
و زور و عظمۃ  
من محمد و ائمہ  
تشریفاً و تکریماً  
الغرض ہر ذریعہ  
شہ جہاں پہنچا  
وہ جانب کد آؤ  
سے داخل کر ہوئے  
اور طواف اللہ  
و مفرمایا اور  
حالت طواف میں  
چار کوہ و اہل  
بیتؑ سے محاکرات  
میں کندھے بڑھالی  
اور تین طواف  
اول میں پوچھ  
دوڑے اور چار  
آخر میں آہستہ  
چلا اور ہر طواف  
میں جمع ہو کر  
بوسہ دیا اور  
کن یا کنی کوس  
فرمایا اور ابین  
دونوں رکعتوں  
کو فرماتے تھے  
ربنا آتانی  
الدینا حسن  
تسلیم او مقام  
ابراہیمؑ میں  
اتحد فاعلم  
ابراہیمؑ مصیبت  
فرما اور دو  
رکعت نماز ادا  
کی اور سورہ  
کافرون و خلاص  
بعد فاتحہ  
دونوں میں  
پھرین پھر کو  
بوسہ دیا اور  
جانب صفا  
چلا اور کریمان  
لہف و المرقہ  
سن شعلہ لہف  
پڑھی اور  
فرمایا میں  
شروع کرتا ہوں  
جس سے اللہ نے  
شروع کیا ہے  
اور ما بین  
صفا و مرقہ  
سورہ دوڑے  
سات مرتبہ  
اور جبکہ  
ہر چڑھے تو  
فرمایا لا الہ  
الا اللہ وحدہ  
لا شریک لہ  
الملك لا الحمد  
و ہو علی کل  
شیء قریلا لا  
الہ الا اللہ  
وحدہ لا شریک  
لہ و ہر مرقہ  
و ہر مرقہ  
الاطرب حدہ  
اور دعا فرمائی  
اسی طرح  
مردہ پر کیا  
جب سہمی سے  
خارج ہوئے تو  
ارشاد کیا کہ  
جس کسی کے  
ہمارے ہڈی نہ  
وہ عمرہ کر  
کے احرام  
نکلے اور سر  
نہ لٹائے اور  
بیتِ حج کی  
فتح لکھے اور  
آٹھویں  
ذیجہنی کے  
چلتے وقت  
پہنچ کا  
احرام  
باندھے اور  
حج کرے اور  
جس کسی کے  
پاس قربانی  
موجود ہو وہ  
روزِ نحر تک  
احرام پر قائم  
رہے اور جو  
بچا کو اول سے  
یہ بات  
معلوم ہوتی  
تو میں بھی

قربانی اپنے ساتھ لائے ہی میں مل لیتا اور صبح تم لوگ حلال ہو گئے ہو میں بھی ہوجانا اگر ان میں ہو سکتا جب تک ضرورتوں کے لئے  
 ابن جبر نے عرض کیا یا رسول اللہ صبح میں اس کے لیے ہر ایک کے واسطے ہر نماز کے واسطے فائدہ کفار کے نزدیک مہم  
 حج میں عتق کرنا نہایت برکت والا ہے کہ اس کے واسطے اصحاب سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو وہ عتق کر کے احرام مکمل کر لے  
 اور سر نہ دے تب بعض اصحاب نے احرام اتارنے میں تامل ہوا کیونکہ حضرت صلاۃ اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے کی حاجت حضرت صلاۃ اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قربانی کے سبب نچا ہوں نہیں تو میں بھی احرام اتار داتا اور حلال ہوجاتا غرض جن لوگوں کے پاس  
 قربانی تھی وہ احرام باندھے یہاں جن لوگوں کے پاس قربانی نہ تھی وہ خارج ہوئے اور سر نہ دے اور بیضون سے تھوڑے بال کترادیے  
 وہ یہ سمجھے کہ بدوین حج کیسے کیا سر نہ دے ان میں حضرت صلاۃ اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناپسند آئی لہذا انھوں نے حکم بخانہ میں کیوں تامل کیا اس واسطے  
 نہیں بار سر نہ دے والوں کے واسطے دعا کی اور کترانے والوں کے لیے نرکی آخر شنبہ سی بار جست نے خوش کیا لگو کترانے والوں کو بھی دعا کی  
 شریک کر لیا پھر حال میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے تشریف لائے اور کئی اذیت قربانی حضرت صلاۃ اللہ علیہ وسلم  
 کے اپنے ساتھ لائے اور نیت حضرت صلاۃ اللہ علیہ وسلم میں شریک ہونے یعنی اس طرح احرام کیا کہ جیسا حضرت رسول مقبول نے احرام باندھا  
 ویسا میں بھی باندھتا ہوں اور جب علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو احرام سے خارج دیکھا تو فرمانے لگے تم اس طرح احرام سے  
 خارج ہوؤں انھوں نے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ کو حکم دیا اور حضرت صلاۃ اللہ علیہ وسلم نے اگلے قول کی تصدیق فرمائی یا رسول اللہ صلاۃ  
 علیہ وسلم بالاسے حجوں بجا کر جو ہم بدوین کی پٹری پر آئے اور انھوں نے محمد بن ابی بکر بنی ہاشم سے سوار ہو کر اور نبی میں تشریف لائے اور جو  
 حال میں تھے وہ بھی احرام حج باندھ چکے تھے اسی حکم نمازین ظہر و عصر و مغرب و عشاء و فجر اور قربانی و قربان کھانا اور وادے سے عذر ہوئے اور  
 قبل وصول عرفہ سے انکے حضرت صلاۃ اللہ علیہ وسلم کے واسطے وادی خیر میں بسا دہ تھا اسی خیمہ میں جلوہ فرما ہوئے حتیٰ کہ آفتاب وسطا  
 سے گذرنا خط بلینہ فرمایا اور نماز ظہر و عصر کو بجا کر جمع کیا بیکانہ ان دو اقامت اور خط بلینہ اس موضع سے فرمایا کہ تمہارے خون و تمہارے  
 مال تم پر حرام ہیں جیسی اس تمہارے دن کو حرمت ہو اس میں ہے اور یہ سب ہی میں منہج ہے کہ میں اور دیگر کے منہج میں عرنے کا دن حرام ہو کر  
 زیادتی کسی طرح درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو حرام جانو یعنی کسی کو دوسرے مسلمان کے ناحق جان ماری اور مال کا چھین لینا  
 درست نہیں آگاہ ہو کہ حالت کفر کی ہر چیز پر سے دونوں قدموں کے نیچے دب گئی یعنی کفر کے رسوم باطلہ جیسے نوش کرنا جوی کو پھینکا اور سب  
 میں لعنہ کرنا سو قوت ہو گئیں اور کفر کی حالت میں خون ہٹو دھاتے گئے یعنی اب انکا دعویٰ کرنا درست نہیں اور اللہ اپنی برادری  
 خون سے پہلے خون جسکو میں دے داتا ہوں برعبارت حارث کے بیٹے کا خون ہو جو وہ دہ پیتا تھا یعنی جسکی قوم میں اور بنی کی قوم  
 اشکوارا لٹا تھا اور کفر کی حالت کا سودا بایا گیا اور اپنے خاندان کے بیاچوں کو باطل بیچ کوین دہا ہوں سو چا عباس  
 ابن عبد المطلب کا بیچ ہر سودہ سب باٹا لایا یعنی بیچ کا لینا حرام ہو گیا صرف اصل فرض لینا چاہیے سو ڈرو اللہ سے  
 عورتوں کے مقدس میں یعنی انکو ناحق نہ دو اس واسطے کہ تم نے انکو اپنے قابو میں کیا ہو خدا کی امان اور انکی شرم گاہ کو تنہ  
 حلال کیا ہو خدا کے حکم سے اور تمہارا حق آپ پر ہو کہ جس کو تم چاہو اسکو تمہارے گھر میں آنے دین سو اگر ایسا کریں تو انکو ایسی

مذکورہ میں

مذکورہ میں

مذکورہ میں



مار مار جس سے ہلاک نہ ہو جائیں اور عورتوں کا تمپر دستور کے موافق کھانا کپڑا دینے کا حق ہو اور فقیرین تم لوگوں میں وہ جو خیر خواہان  
 کر اسکے بعد تم میں گمراہ نہ ہو گے اگر انکو خوب پڑے رہو گے اور آپ عمل کرو گے وہ خیر خدا کی کتاب ہو یعنی قرآن شریف اور تم لوگ مینا  
 میں مجھ سے پوچھ جاؤ گے سو تم کیا کہتے ہو لوگوں کو کہ کما کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اپنے خدا کا پیغام تم سے پہلے پہنچا یا اور نبوی ادا کیا اور نصیحت  
 سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمے کی نگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اور لوگوں کی طرف جھکا کر فرمایا کہ خداوند اگواہ رہو خداوند ا  
 گواہ رہو خداوند اگواہ رہو فائدہ ہوا یعنی سو چار قسم ہو ایک تلخ اقرض نعمت جو متعارف ہو دوسرا بواقرض حکما مثلاً ایک  
 مکان گزوی رکھا اور اسکا رایہ کھایا یا کسی شخص کو تو کچھ روپیہ قرض دیا اور یہ ٹھہرا لیا کہ فلاں غریب ہمارا ہو دل بلج روپیہ کی اس  
 رعایت چاہیے تیسرے بواقرض مثلاً روپیہ چلتے دیکر اسکے عوض اور سکے روپیہ بڑھوتری سے لینا اگر اس طرح کے لین دین  
 میں صورت جوانی بھی نکلتی ہو اور وہ یہ کہ روپیہ کو ساتویں کچھ شے شامل کیے کہ طرف گئے پھار دے حساب کے جو کچھ اسکے بڑے  
 ہوا ہو لے جاتے رہوا ب یعنی گھون دینا اور اسکے عوض اور غائب نہ جھاکر لینا یا جنس بدلے اور جنس مدت کے وعدہ  
 بلنا اس طرح کاربوا اکثر یہ بات میں رواج پذیر ہو مثلاً بالفعل ایک شخص نے جو واسطے تخم زری کے لیے اور اقرار کیا کہ فصل میں  
 اسکے بدلے گھون یا اور غلہ لکھا اگر اس میں مدت در بیان نہ ہو تو غلہ کے عوض غلہ لینے میں کچھ قباحت نہیں یہ لکھا ہو اسناد و  
 فہمہ ہفتہ کی تفسیر میں جو سوا تفسیر غزنی کے ہو اور یہ بھی فرمایا کہ اگر مسلمانوں کا گواہ ہو کہ تین چیزیں سینے کو کہنے سے پاک کرتی ہیں ایک  
 عمل باخلاص کرنا دوسری نیک خواہی بھالی مسلمان کی تیسری ازوم جامعہ لیل اربعہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منظر تھے کہ یوں  
 ام الفضل بنت الحارث مادر عبداللہ ابن عباس نے ایک پیالے میں دو بھجیا حضرت نے سب لگوں کے گرد بورتناول کیا پھر پوچھا اور  
 اوکے ساتھ نہر و خرقہ قصویٰ پر سوار ہو جاؤ اور جانب ہر وقت یعنی چل اڑتے کہ وسط وادی عرفات ہو روانہ ہوا اور متوجہ قبلہ ہوا راستہ میں  
 کے واسطے کمال تصریح و زاری دعا حضرت فرمائی یہاں تک کہ خبر ہوئی کہ گناہ کھائی امت کے بچے کا اگر مسلمان ہو حضرت نے خبر سنا تو بھی  
 دعا میں ہالانہ کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور بعد غروب آفتاب فردغہ میں آئے اُسماہ ابن زید اس وقت روئے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے وہیں ہات کو رہا اور نماز صبح اول وقت ادا فرما کر شروع حرام یعنی چل فرج میں آئے اور متوجہ  
 الی قبلہ عا و زاری میں مشغول ہوئے اور امت کے حق میں پھر ہالانہ فرمایا یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے موافق مدعا خبری  
 کہ حضرت مسلم بن قیس نے خوش ہوتے اور قبل طلوع آفتاب فصیل ابن عباس کو اپنا روایت فرمایا اور سورہ نسی  
 میں جلوہ فرما ہوئے اور حمد و تحنہ میں سات کنکریان مارین اور ہر کنکری میں تکبیر فرمائی اور تلبیہ ترک کیا اور وہی  
 خطبہ جو عرفے کے دن فرمایا تھا پھر فرمایا اور خروج خجالت کی کیفیت اور صورت سے اطلال غنشی پھر عمر بن شریف لاکھ  
 اور مرتبہ اٹھ موافق اپنی عمر کے دست مبارک سے خرفرائے اوستیتیں اوست حضرت علی رضی اللہ عنہ سے  
 عکرائے پھر ہرے مبارک منڈوا کر تقسیم کیے ایک نصف ابو طلحہ انصاری کو اور ایک نصف زوجات طہرات اور  
 اصحاب اخیار کو عنایت کیے خالد بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ موعے پیشانی مجھ کو ملین کہ میں بطور تحریک کھوں

سومو سے پیشانی آنکھوں پر نقل ہو کر زوجات مطہرات کے واسطے ایک گاسے بیج کی اور دو بکران بھی بعضی روایت میں تین اور بعد نحر کے ارشاد کیا کہ تھوڑا تھوڑا گوشت لیکر کھاؤ چنانچہ گوشت پکایا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہم اور جبرہ کے ساتھ بیچ کر تناول فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ گوشت اور پوست تقسیم کرو اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہیں دیا بلکہ اجرت اسکی علیحدہ عنایت فرمائی اور بعد اسکے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطہب کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور مکہ میں آئے اور قبل نماز طہرات مرتبہ کعبے کے گرد پھر اسکو طواف الصدہ بولتے ہیں پھر نماز طہرہ کر سقایہ پر کہ جہاں آب زفر جمع کرتے ہیں تشریف لائے اور نبی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ پانی نہ کر کھینچو کہ یہ خوف نہ ہو تاکہ لوگ جو ہم کو نیگے تو میں تمھارے ساتھ پانی کھینچتا سو وہ لوگ ایک ڈول پانی لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا اور پھر نہایت شریف لیگئے اور باقی روز شنبہ اور شب یکشنبہ اور روز و دو شنبہ اور شب سہ شنبہ نبی میں مقیم رہے اور پیادہ پانینون حرات میں بعد از ظہار کنکڑیاں پھینکتے رہے شروع اس جمرہ سے فرماتے تھے جو خیف سے ملا ہوا ہر خیف زمین نشیب کو بولتے ہیں اور اس جگہ وہ مقام مذہب جہاں سجدتی واقع ہو پھر جمرہ میاں میں پھر جمرہ عقبہ میں اور جمرہ اول و ثانیہ میں مکے واسطے توقف کیا اور جمرہ عقبہ میں قیام کیا لیکن دھلے کے واسطے توقف نہیں فرمایا روایت ہے کہ ہر فریشتہ دو سو دن یوم النحر سے کہ اسکو یوم الرؤس کہتے ہیں خطبہ بلوغ پڑھا اور پھر یوم سوم بھی خطبہ پڑھا اور اس خطبے میں وصیت فرمائی کہ دومی الارحام سے نیکی کرو پھر شب چار شنبہ محصب میں بیہوش فرمائی اور ارشاد کیا کہ کوئی شخص مکے سے سبجائے جب تک طواف الوداع نہ کرتے چنانچہ پھر چار شنبہ قبل از صبح مکہ میں تشریف لائے اور طواف الوداع کیا فائدہ محصب مکان ہوجہاں قریش اور بنی کنانہ نے قسم کی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے شادی بیاہ نہ کریں یہاں تک کہ تنگ ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے حوالے کر دیں مومنین برس تک یہ معاملہ بحال مفصل اسکے بیان ہو چکا ہے سو جب حجۃ الوداع کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو چلے اور قریب پہنچے تو اسامہ بن زید نے پوچھا یا رسول اللہ کل کمان اترے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نزل غلہ انشاء اللہ خیف نبی کا زحمت تھا ستمو علی الکفر یعنی اترنے کے کل انشاء اللہ نبی کنانہ کے ٹیلے پر جہاں کفار قریش اس میں ہر قسم ہوئے تھے کفر یعنی محصب میں اترنے کا یہ فائدہ ہو کہ خدا کا احسان یا د پڑے کہ جہاں کافروں نے کفر پر کمر باندھی تھی وہیں مسلمانوں کو خدا نے کبسا غالب کیا اور تاکہ کافر لوگ شرمندہ ہوں اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے ہے واقعہ حجۃ الوداع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دہل گئے میں ہوا اور قصری نماز پڑھتے رہے بعد اسکے جانب یتروانہ ہو کے آخر دوی الحج جلودہ فرماے مرتبہ ہوئے فائدہ اس حج کو حجۃ الوداع اسلیے کہتے ہیں کہ خطبہ حج میں حضرت لوگوں کی دواع فرمائی اور ارشاد کیا خدا اعمیٰ مناسک فانی لا ادری لعلی الا ارجع بعد عامی ہذا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہنے میں کہ اہل بیت کرتے تھے بلکہ حجۃ الاسلام کہتے تھے فائدہ صحابہ میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس





پڑھتے ہو اگر یہ آیت ہم میں نازل ہوتی تو ہم عید کرتے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آیت بروز جمعہ نازل ہوئی اور ہم عمر نے میں تھے اور اس دن پانچ عیدیں ہوئیں جمعہ اور عرفہ اور عید یسوع و نصارے و مجوس اور سکا اس دن کے اور کچھ دن اعیاد اہل ملل مجتمع نہیں ہوتے ہیں اور ہارون ابن عمرؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ بہت رونے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روئے عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے جانتے تھے کہ میں دنیاوی ملک انکی کیل ہوگی تو اب کوئی چیز کامل ہوگی بلکہ ناقص ہوگی فرمایا تو نے سچ کہا چنانکہ بعد نزول اس آیت کے پھر حلال اور حرام اور فرائض اور حکم کچھ بھی نازل نہ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اسکے اس عالم میں اکاشی دن جلوہ فرما رہے گویا پھر وفات نھی اور جب یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنی تو کہا یا رب اب حضرت تمہارے پاس سے حضور خداوندی میں تشریف لیجائیے سب لوگ رونے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی دیکھی فرمائی اور ارشاد کیا کہ جب میل ہر سال ایک مرتبہ کلام اللہ میرے پاس پڑھتے تھے ابکی دو مرتبہ پڑھا ہر شاہد سال آئندہ میں تم میں نہ ہو گا فائدہ بعد ہجرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا حجتہ الوداع اور کوئی حج اور ان میں فرمایا اور پیش از ہجرت بعض کے دوا و بعض کے تربیہ زیادہ ادا کیے ہیں اور سب پر بار عزم فرمایا ہر اسی سفر میں وقت مرحمت از مکہ غدیر خم میں کہ حوالی جحدہ واقع ہوا نماز اول وقت ادا کر کے بارون متوجہ ہوئے اور فرمایا است اولی بالیومین یمن ثم سب کمالی یا رسول اللہؐ پھر حضرت اسیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا میں کنت مولاً فعلی صلاہ اللہم حال من والاہ دعا وسع عداہ الے آخر الحدیث یہ حدیث بخاری و مسلم میں نہیں ہے مگر صحیح بخاری و مراد مولے سے ناصر و عین و قریب ہوا لے یعنی او نے ایسے کہ فعل یعنی فعل نہیں کیا پس مرا شیعہ حاصل ہوئی اور سب اس خطبہ کا یہ ہوا کہ میں میں جو لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے آئین سے کچھ لوگوں نے شکایت حضرت علیؓ کی کی تھی اور شکایت انکی سچا اور نا فہمی سے تھی اور ہر مسلمان پر اپنی محبت اور محبت حضرت علیؓ کی واجب گردانی بعد رسالت اس خطبے کے حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارکباد دی اور کہا اب تو مولی ہر مومن اور مومنہ کے ہو گئے یہ حدیث کتابتہ باب ۲ مناقب علی رضی اللہ عنہ کی فصل ثالث میں امام احمد سے مروی ہے اور ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے اور صحیح مسلم میں زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد حمد و صلوٰۃ اس بات کا دریافت کرنا ضرور ہو کہ میں آدمی ہوں تو میرے پر کہ میرے پاس میرے رب کا پیغام لانے والا آوے تو میں اسکا کنا مانوں اور میں دو بجاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب اللہ حسین نور و ہدایت ہر سولہ اور خوب چٹ جائی یعنی اسپر عمل کرو اور دوسرے اہل بیت میرے نگو خدا یا مولا یا ابنے اہلبیت کے مقدمے میں یہ کلام تین بار فرمایا و وضع ہو کہ اس جگہ حضرت نے تمام عرب کو بزرگی قرآن اور اہلبیت کی جنائی ایسے کہ حضرت کو معلوم تھا کہ اُنست میں اختلاف پڑ گیا اور قرآن کے مضمون سے لوگ غفلت کر گئے اور تعلیم اور محبت اہلبیت میں بعض لوگ قصور کر گئے بلکہ محبت کنان عداوت پر کمر بستہ ہو گئے جس طرح خارجی فاضلی سلفہا کہ میری موت قریب ہے میں ہمیشہ زندہ نہ ہو گا کہ مجھے ہر چیز دریافت کرتے رہو میرے بعد ہدایت کی صورت یہی ہے کہ قرآن

سورۃ الفاتحہ  
بفضل کریم  
شاہد و گواہ  
انبار حضرت زکریا

عبدی و عیسیٰ  
بفضل کریم  
امام حسن و حسین  
خبر گشتہ بانی  
مرد و مہر و مہر

واقع ۱۲

عمل گجیو اور اہلبیت کی تعظیم و محبت کہ وہ قرآن کی تفسیر ہیں اور بیت ہیں ہین بیت نسب و ہیت سکنی و بیت ولادت  
پس اولاد و جملہ اہلبیت ہین از جہت نسب از جد قریب کی اولاد کو بیت بولتے ہین چنانچہ فلا نے کا گھر بزرگ ہوا اور  
اہلبیت سکنی ازواج ہین اور طلاق اسکا مرد کی عورتوں پر ہیت مشہور و خاص ہر حسب عرف و عادت اور اولاد شریف اہلبیت  
ولادت ہین اور باوجود شامل ہونے اہلبیت کے تمام اولاد حضرت کو علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام بسبب نبی و قی فضائل اور  
علاقہ محبت کے ممتاز و مخصوص ہین اور طلاق اہلبیت کا ان چار شخصوں پر شائع و فزاع ہوا پس واضح ہوا کہ اہلبیت گھر والوں کہ  
کتے ہین اور ہندوستان میں بھی بی بی کو گھر کے لوگ بولتے ہین پھر یہودیوں کو نہ داخل کرنا اہلبیت میں جہالت ہر یا تعصب  
بارے احمد تہ کہ اس حدیث پر پورا عمل اہل سنت کو نصیب ہوا کیونکہ انکا عمل عقیدہ قرآن کے موافق ہر قرآن کے ہوتے  
کسی چیز پر عمل نہیں کرتے اور جملہ اہلبیت کی محبت و تعظیم واجب جانتے ہین بخلاف خراج و لو صہب کہ اکثر اہل بیت سے عداوت  
رکھتے ہین اور شیعہ کا تعجب حال نو کہ قرآن کو تمام اسلم کہتے ہین اور اہلبیت کو کمال مانتے ہین حالانکہ یہ حدیث اہل کرب  
فیکم الثقلین انکم ہم اہل الفضل و البعد احد ہما اعظم من الآخر کتاب اللہ و عزلی اہلبیتی متفق علیہ ہر سو کتاب اللہ کی نزدیک  
شیعہ درجہ اعتبار سے ساقط ہوا و شیل تو ریت و بخیل قابل تسک نہیں ہر اسلیعہ بقول شیعہ محرف ہوا اور اکثر احکام اس  
منسوخ ہو گئے ہین اور آیتیں اور سورتیں کہ مانع احکام و مخصوص عموماً تعین چوری گئیں اور جو باقی ہر بعض الفاظ اسکے متبدل  
اور بعضے زائد اور بعض ناقص ہین چنانچہ کلینی نے ہر شام بن سلم سے روایت کیا ہر القرآن الذی جاہ جبریل علیہ السلام الی محمد صلی  
علیہ وسلم شیعہ عشر الف آیت یعنی وہ قرآن جو آئے تھے حضرت جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ سترہ ہزار  
آیتیں تھیں اور محمد ابن نصر سے روایت کیا ہر کہ ابو عبد اللہ نے فرمایا کان فی لم یکن اسم سبعین رجلاً من قریش ان اسماء و ہار  
ابا تھم یعنی تھے لم یکن کی سورت میں نام ستر قریش کے اور انکے باپ دون کے اور روایت کیا ہر کلینی وغیرہ نے حکم قریش  
سے کہ آئے کہ انکے نام بن العابدین نے یون پڑھا ہر کہ دما اسلنا من قلیل من سول و الانبی و لا تحذرت پھر فرمایا کہ تھے علی ابن ابی طالب  
محدث اور روایت کی ہر ابن جہم اللہ نے وغیرہ نے ابو عبد اللہ سے کہ ان نامہ ہر ابی بن اسماء کلام خدا نہیں ہر بلکہ کلام اللہ  
یہ ہر ان ایضہ ہر از کی سن ایٹم اسی طرح شیعہ کے نزدیک ثابت و قدر مشہور ہر کہ بعضی سورتیں تمام کلام اللہ سے محال الی کن  
جسطح سورۃ الولایتہ اور بعض سورتوں کی اکثر آیتیں خارج کی گئیں ہین جسطح سورۃ اخلاص کہ یہ فیل سورۃ انعام تھی طوان  
سورتوں سے فضائل اہلبیت و احکام امامت اہلبیت کے ساقط کر دیے گئے ہین اور لفظ ولیک لا تحزن ان اللہ معکم  
محالی گئی اور لفظ عن ولا یہ علی کریمہ انم و قنوم سولیک اور فقرہ ولیک نبوا یمہ جملہ خبرین الف شمر سے اور کلمہ لعلی ابن ابی طالب  
کلمہ کفی اللہ المؤمنین القنال سے اور لفظ آل محمد آیتہ سیعلم الذین ظلموا سے یعنی آل محمد امی متقلب قلبیون اور لفظ علی کریم  
کل قریم ہا و سے و ذلک ان ابن شہر آشوب لما زندقانی فی کتاب الثالب اور اسی طرح کلمات و آیات بیضا حضرت شیعہ  
نے شمار کیے ہین اور سید محمد تہ العصر نے بارہ ضعیفین میں لکھا ہر کہ چون نظم قرآنی تقسم عثمانی است یر شیعان احتج بال

فی من ہین بیت  
الکین چو شیعہ  
ابو جبریل علیہ السلام  
وہ ہین ازواج  
اس کے متبدل  
نوسال کلام اللہ  
میں از کی ہر سورت  
سے

انشاء پر اور اس کتاب میں دوسرے مقام میں ہر علاوہ ان کے چون ناظم قرولی جلد ثالث اجتماع بان بر شیعیان نہیں آئے نہ شدہ و نہ تھا بعضی ائمہ نے  
 الے جبار اس صورت میں شیعہ کے نزدیک قرآن محفوظ اور کتب پیشین میں کچھ بھی فرق نہ رہا اور صریح وہ لائق تمسک نہیں  
 ہیں قرآن بھی منہ اور تمسک نہ رہا باقی رہی حضرت رسول اللہ صوبہ اہل اخت حضرت بعضی اقارب ہوا و شیعہ بعضی حضرت کے  
 انکار کرتے ہیں چنانچہ رقیۃ و ام کلثوم نبات حضرت صلعم کو حضرت میں نہیں شمار کرتے بجا و زوجین حضرت عثمان غنی و انہما حق  
 میں ہر کہ رقیہ و ام کلثوم حضرت کی دختر تحمین بن بطین جدیجہ سے اور سہج الفاضلین میں ہر کہ سواسے حضرت فاطمہ کے آپ کے کوئی  
 دختر نہیں حالانکہ قرآن میں بصیغہ جمع ارشاد ہوا یا ایہا النبی قل لزوجک دنیا ملک اور ظاہر ہر کہ اطلاق جمع کاتین سے کمتر میں  
 درست نہیں و محمد انا و المعادین ہر اللہ صل علی رقیۃ بنت نبیک علی ام کلثوم بنت نبیک اور حضرت عباس اور انکی  
 اولاد اور حضرت زبیر بن صفیہ عمنہ رسول اللہ کو بھی حضرت میں داخل نہیں جانتے بلکہ یہ کہتے ہیں اس باعث سے کہ حضرت  
 عباس و ابن عباس حضرت فاروق اور کلثوم کی تفریح میں واسطہ ہوئے تھے حالانکہ شیعہ کی مجالس میں یہ جہود ہر کہ حضرت خیر الانسا  
 جناب عباس کی عظمت بجا لاتے تھے اور حضرت زبیر کو اس باعث سے کہ جنگ محل میں شریک تھے حالانکہ کشف الغم میں مکتوب  
 کہ جب اس جنگ میں ابن حنفیہ نے آپ کو شہرت شہادت پلا یا حضرت امیر کو فرودہ سنا یا کہ میں نے تیرے بدخواہ کو کھانے  
 پہونچا یا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خیر العباد سے یاد ہر کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہر غصہ میں کیا اپنے تئیں اب خنجر سے جہنم میں پہونچا یا حضرت  
 فرمایا اللہ بشارت قال ابن صفیہ النار اور اکبر اولاد حضرت فاطمہ زہرا کو بھی دشمن رکھتے ہیں چنانچہ زبیر بن علی  
 بن حسن کہ بڑے عالم و متقی و منور تھا و مردانیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور جہنمی بن زبیر سے دشمنی رکھتے ہیں اور اسراہیم بن وہب  
 کاظم کو کذاب کہتے ہیں حالانکہ وہ بڑا اولیاء میں تھے اور عقیل بن علی برادر حضرت امام حسن عسکری کو بھی کذاب لکھتے ہیں اور حسن بن حسن  
 شسی اور ان کے بیٹے عبد اللہ محض اور ان کے بیٹے محمد کو جو ملک بنفہ زکیہ ہیں مرد اور کافر شمار کرتے ہیں اور اسراہیم بن عبد اللہ  
 اور زکریا بن محمد باقر کو اور محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن اور محمد بن قاسم ابن حسن کو اور یحییٰ بن عمر کو کہ بخلا خدا زبیر بن علی بن الحسن  
 میں تھے مرد اور کافر جانتے ہیں اور جاعہ سادات حسنیہ اور حسینیہ کو جو کہ قاتل امامت حضرت زبیر شہید کے ہیں ضال اور گمراہ کہتے ہیں  
 اور جابہر انشاء شہرہ کے حق میں اعتقاد کفر و ارتداد اور خود و دوام فی النار کا رکھتے ہیں اور وجہ اسکی بھی ظاہر ہر اس لیے کہ انکر  
 امامت ایک امام کا نزدیک اثنا عشریہ کے مانند تنکیر نبوت ایک نبی کے ہر اور وہ کافر و کافر غلغلہ فی النار اور زبیر گوار مسکرات  
 امام وقت بلکہ امامت بعضی ائمہ ماضیین بھی ہوئے ہیں اور طائفہ علیہ انشاء شہرہ اس طرف گئے ہیں کہ زبیر گوار اعراف میں ہو گئے  
 مثل حضرت عباس عم رسول اللہ اور بعض کہتے ہیں کہ بعد عذاب شدہ اپنے اجداد و خلعت سے نجات پائینگے اور یہ دونوں کو  
 موافق قواعد و اصول اس فرقے کے کہ ایک مصر و وہین قول اول مطابق ہر کہ کو نکتہ شفاعت حق کفار میں بالاجماع مقبول نہیں  
 اور باہین ہر اعراف دار النخل نہیں ہر اس مقام سے معلوم ہوا کہ شیعہ سب اہلبیت کے دوست نہیں ہیں اولیٰ و دہم و سیم و چہم و  
 شرح میں اصلاً اعتبار نہیں چھوڑ چھوڑ قرآن کی بعض سورتوں کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا درست نہیں اور طرفیہ ہر کہ جن



اُمّ شامہ وغیرہ کو مانتے ہیں مگر طرہ نہاروں عیوب و قبائح نسبت کرتے ہیں کہ اُس سے سرتاپا استحقاق و اہانت لازم آتی ہو اور ملاحظہ کتب حضرات شیعہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں اختلاف عظیم پایا جاتا ہے کہ بعض ابو حضرت امیر و مختار یہ جسدین محمد بن حنفیہ کو امام جانتے ہیں زہیرہ امست علی بن الحسین کے قائل نہیں باقرہ امام باقر و زکریا امام زکریا امامت کے مقرر ہیں اور موسوی بعد امام جعفر کے حضرت موسیٰ کاظم کو امام کہتے ہیں حنفیہ عبداللہ بن جعفر کو اور حنفیہ علی بن جعفر کو امامت بعد امام علی انکے بیٹے محمد کو امام جانتے ہیں اور اثناعشر جعفر بن موسیٰ کاظم و جعفر بن علی برادر حضرت امام عسکری کذاب بتاتے ہیں اور سلسلہ امامت کا امام حسن عسکری پہنچاتے ہیں بن بعد جعفر جعفر بن علی کی امامت کے قائل ہیں کہ بن کلام امام حسن عسکری اولاد تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے فرزند آخر الزمان ہیں کہ صغیر بن کہ باپ کے برادر ہو گئے اور بعض نے حدیث کو پہنچایا ہے حضرت بن داخل مدینہ ہوئے انکے بعد حضرت جبریل علیہ السلام سفید پنے خوشبو لگائے بکمال حسن و جمال بامو سے سیادہ تشریف لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب زانو سے زانو ملا اور دونوں ہاتھ اپنے زانو مبارک پر رکھ کر ایمان اور اسلام اور احسان اور قیامت اور علامات قیامت سے سوالات کرتے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد کرتے رہے جب کہ رخصت ہوئے تو اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کون شخص تھا فرمایا ابھی جانا ہو گا بلا لاؤ بعض اصحاب کہتے تو انکا نشان نہ پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد جبریل علیہ السلام تھے اور میں انکو ہمیشہ پہچان دیتا تھا لیکن آج میں نے بھی نہیں پہچانا غائب ہو جانے سے معلوم ہوا کہ جبریل تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ جبریل علیہ السلام تعلیم و تہجد بدین کی تے تے تھے اور اسی سال میں قصہ جام کہ تمیم داری اور عدی لغسانی نے چڑایا تھا واقع ہوا اور اسی سال میں ضمام بن ثعلبہ حاضر ہوا اور احکام دین اسلام سیکھ کر اپنی قوم میں گیا اور انکو مسلمان کیا جب سال باز وہم ہجرت اور بست سوم نبوت و شصت و سوم مولد ابابو آؤ آخر صفر میں ارشاد آئی ہوا کہ اہل بقیع کے وسط استغفار کرو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھیری رات میں بقیع میں کہ قبرستان مدینہ ہوا اور حضرت کے مکان تک نہایت متصل بلکہ کئی قدم کے فرق سے واقع ہوئے تشریف لیگئے اور دعا مغفرت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اہل بقیع تم پیشقدمی کر گئے اب فتنہ طاف ہوا ہو مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری باری کی رات حضرت میرے پاس تشریف لائے اور اتنا لیٹے کہ حضرت کے گمان میں سو گئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آہستہ اپنی چادر لی اور آہستہ جوتہ پہنا اور آہستہ دروازہ کھولا کھجور خشک آبا کہ شاید حضرت کسی اور نبی بی پاس جاتے ہیں بھی اپنی کرنی ہیں اور رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے علی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان بقیع میں آئے اور بہت دیر تک وہاں کھڑے رہے پھر تین بار ہاتھ اٹھا کر دعا کی پھر وہاں سے پھرے میں بھی بھری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھپٹے میں بھی جھپٹی آخوین جلدی سے آگے آکر لیٹ رہی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا اور عائشہ تیرا کیا حال ہو جو دم بھوئی اور

تقریر احوال  
انبیاء علیہم السلام

تقریر احوال  
انبیاء علیہم السلام

تقریر احوال  
انبیاء علیہم السلام

ہا ہنسی ہوین گئے کہ جس خبر سے فرمایا اس کا سبب کیا ہے یا مجھ کو ظاہر باطن کا وہ ناخبرہ اطلاع کرو گی کیا میں نے کہا یا رسول اللہ میرے مان باپ پر  
 ترمین پھر بیٹے سب حال کا فرمایا تو ہی تھی سیاہ سیاہ جو کہ میں نے اپنے لگے دیکھا میں نے کہا اب ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی سے  
 میری چھائی پر دھکا دیا کہ میرے درہوئے لگاؤ فرمایا کیا تو نے یہ گمان کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر لگا گیا یعنی تیرے باری کی  
 رات کسی اور نبی بی پاس میں جانا پھر حضرت عائشہ نے کہا جس چیز کو لوگ چھپاتے ہیں خدا اس کو جانتا ہی ہو فرمایا ان جاتا ہی پھر فرمایا  
 کہ البتہ جبریل میرے پاس آیا تھا جبکہ تو نے دیکھا پھر اسے منجھوٹا اور تجھے چھپایا اور جبریل بھی میرے پاس نہ آیا تھا اور تو اپنے کپڑے  
 اٹا چکی تھی اور میرے گمان میں یہ آتا تھا کہ تو سو گئی سو جگہ پر لگا کہ تجھ کو جگاؤں اور میں ڈرا کہ تو گبرائیگی سو جبریل نے کہا کہ تفرقا افتد  
 حکم دیتے ہیں کہ تصبیح کے قبرستان میں جاؤ اور اُن کے واسطے استغفار کرو فائدہ اس حدیث سے نکالنا کہ بے ضرورت کبھی سوئے کو  
 جگانا نہ چاہیے اور عورت کو خافہ کے پاس بڑھنا سونا درست ہو اور غائب ہونا اور مردوں کے واسطے مغفرت چاہنا سنت ہے یا لکھ  
 روز بروز بخاک کی شدت ہوئی یہاں تک کہ آپ مسجد میں امانت کے لیے نہ جاسکتے تباہی اٹھا دیا کہ ابوبکر سے کہ دو امام ہوں حضرت  
 عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں میں نے یہ خیال کیا کہ جو شخص آپ کی جگہ امام ہو گا پھر آپ کی وفات ہوگی تو لوگ اسے نہجوں کہیں گے لہذا میں نے  
 التماس کیا کہ ابوبکر نرم دل ہیں محراب کو حضرت سے خالی دیکھ کر تباہ ہو جائیں گے اور شدت رقت سے نماز نہ پڑھا سکیں گے حضرت  
 نے فرمایا کہ دو ابوبکر سے نادر پڑھاؤں پھر میں نے خفصہ سے کہا کہ تمام عمر کے لیے اجازت لیل و نعل نے عرض کیا حضرت  
 مانا خوش ہوئے اور فرمایا ابوبکر کے ہوتے دوسرے کو امام ہونا ہرگز نہ چاہیے ان فرض صدیق ابوبکر نماز پڑھانے کٹے ہوئے جال کمال  
 آنحضرت جو اس مقام پر نہ دیکھا بیتاب ہو گئی اور ایسی وقت غالی ہوئی کہ تمام اہل مسجد نے لگا کر مسجد میں شور مچا دیا کہ  
 شور مچنے لگا پھر کیا پھر حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حال عرض کیا اب مسجد میں تشریف لیگئے اور نماز پڑھی اور لوگوں کو تسلی  
 اور فرمایا اے مسلمانو! انہیں خدا کے سپرد کیا خدا سے ڈرتے رہو اور اس کی اطاعت کرتے رہو اور میں اب نیا کو چھوڑا ہوں کتب حدیث  
 ظاہر ہو کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب نماز پڑھانے میں جب تک امامت شروع کی دو بار آنجناب مسجد میں تشریف لیگئے ایک بار آپ نے  
 حضرت صدیق کے پیچھے نماز پڑھی صف میں بیٹھ کر جب صحیح ابن حبان میں موجود ہے آخر نماز آپ کی تھی اور ایک مرتبہ اب  
 کٹے ہوئے ہوئے حضرت صدیق کے تشریف لیگئے حضرت صدیق نے کہا کہ مجھے ٹھین آنجناب نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو  
 اور اب ابوبکر کے پاس جا بیٹھو اور امام ہوؤ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف آپ کے کٹے ہوئے لوگ ابوبکر کی نماز کو دیکھ کے نماز پڑھتے تھے اور ابوبکر  
 جناب سول قبول کی نماز سے یعنی امام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر صدیق ابوبکر کے تھے امام کے ارکان کو لوگوں کو اطلاع  
 اور صورت محمد بن میں ہر اور ایک مرتبہ آنجناب حضور وفات یعنی صبح دوشنبہ کو حجرے کے دروازہ تک تشریف لائے اور پودہ اٹھا کر  
 کیفیت جماعت کی ملاحظہ فرمائی اور لوگوں کو نماز جماعت پر قائم دیکھ کر خوش ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ویسے پڑھا تھا  
 آنجناب نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور اب مسجد شریف میں تشریف نہیں لائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ  
 کہ جناب سول قبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے کامیوں میں سے جو شخص کے پیچھے نماز پڑھی ایک حضرت ابوبکر صدیق

نہجوں کہیں گے

دوسرے عبدالرحمن بن عوفؓ کے ایک سفر میں خیابانچہ ابوسلمہ نے اپنے باپ عبدالرحمن بن عوفؓ سے روایت کی کہ جناب سالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قضاے حاجت آنے میں بیڑہ بنی صحابہ نے عبدالرحمن کو امام کر کے نماز شروع کر دی ایک کعت بڑھ چکے تھے کہ آپ تشریف لائے عبدالرحمن نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ نے ایک کعت تک پیچھے پیچی اور ایک کعت باقی رہا اور ایک کعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے اور بھی نماز پڑھی تھی اسکی صورت یہ ہوئی کہ آنجناب برف خیز کرے کہ پابین نبی عمر بن عوفؓ واقع تھا محلہ فنا میں تشریف لیکے تھے آپ کو توقف ہوا صحابہ نے حضرت ابوبکر کو امام کر کے نماز شروع کر دی اس اثنا میں آنجناب تشریف فرما ہوئے ابوبکر صدیقؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ قائم رہو اور تمام نماز آنکے پیچھے پڑھی روایت صحیحہ کہ شروع بیماری میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ارشاد کیا کہ شہزادی یزیدؓ غمزدہ اور سکون موحہ و فتح ذوال الف قصودہ متعلقات و مہر شک کو بجا میں اور زید بن حارثہ اپنے والد کے خون کا انتقام بوجہی لیں اور تھیں لشکر شروع فرمائی اور لو اپنے ہاتھ سے باندھی اور حضرت صدیق اکبرؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو ہمراہ جانے کا حکم دیا اور اسامہ بن زید کو کوہ لہڑا ہزار برس کے تھے سردار کیا اور اجلا صحابہ کے مثل ابوبعیدہ بن الجراح اور عثمان بن عفان اور سعید بن زید اور سعد بن قاص اور قناده بن النعمان وغیرہم رضی اللہ عنہم کو بھی تعینات فرمایا اور ربہ اسلمی کو عملدار قرار دیا یہ حال دیکھ کر اہل نفاق اور اجلات عرب نے بطور طعن کہا کہ ایک غلام کو سردار مہاجرین اور انصار بتاتے ہیں خواہ یہ کہا کہ ایک نوجوان کو مہاجرین ولین پر امیر کرتے ہیں کہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کان تک پہنچی تو مسہرک بڑیا باندھے ہوئے خبر سے براہم ہوئے اور شہر شریف پر کھڑے ہو کر خطبہ بلند پڑھا کہ صحیحین میں مذکور سوانح کثرت بطعونون فی امارۃ فقد تم

قطنون فی امارۃ ایہیں قبل دایم اللہ ان کا علیہ اللہ ماریہ دان کان لمن احب حب الناس وان ہذا لمن احب الناس الی بعدہ روانہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اگر ہو تو طعن کوئے اسکی امارت میں پس تحقیق تھے تم طعن کرتے اسے باپ کی امارت میں پہلا اور قسم خدا کی باپ اسکا لائق امارت کے اور محبوب بن لوگون سے طرف میرے اور یہ یعنی اسامہ محبوب ترین آدمیوں میں میری طرف بعد اپنے باپ کے مگر سبیل علیؓ ہی آنجناس کے روانگی لشکر ملطوی رہی اور ابوبکر صدیقؓ کو حضرت نے اوس تعیناتی سے علیحدہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت مانگ لی اسامہؓ سے شہر شریف پر نامور کیا ہر روز دو شنبہ دو دن پتیر از وفات آنجناب کو افاقہ ہو گیا تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ شہر شریف سے رخصت ہوئے لشکر گاہ میں باہر مہربنے کے ٹھہرے موضع جرف میں کہ ایک فرسخ واقع ہویشنبہ کو مرض نے زیادتی کی نیز شہر شریف اسامہ رضی اللہ عنہ ٹھہر گئی صبح کو دو شنبہ کے دن آپ کو تخفیف ہو گئی اسامہؓ پھر آپ سے رخصت ہو کر لشکر لو گئے اور واپس آئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حالت نزع طاری ہوئی ام امین والدہ حضرت اسامہؓ نے یہ حال کہلا بھیجا وہ پھر کئے اور زبیرہ بن العصب اسلمی نے کہ علمدار اس لشکر کے تھے علم کو لاکے در مسجد پڑھا کر دیا اور بعد انتقال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبرؓ نے اس لشکر کو روانہ فرمایا مگر حضرت عمرؓ کو باجائز اسامہؓ واسطے مشورے اور خلافت کے رکھ لیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے جماعت باہر از اسلام انون کے جلے اس قوم نابالگ کو متبع کیا اور جب ایس دن کے بعد مدینہ میں تشریف لائے احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت میں کئی مرتبہ بقیع میں تشریف لے گئے ہیں ایک وہ



کہ یمن کیا گیا دوسری بابت ہر کہ ۲۸ صفر سال ۱۰ ہجری بمصر میں پہنچے اور دعوتِ انبیاء کے لیے حضرت یونس  
خانوں کے حجرے میں جلوہ فرما ہوئے تھے کچھ روز مسافر ہوئے اور پھر قہرستان میں پہنچے کہ اہل سیر کے نزدیک تیسری اول شریعت الاول  
میں ہوئی کہ حضرت صلعم وقت نصف شب جانبِ بقیع تشریف لے گئے صبح کو میرا اٹھا اور ایک نایت حضرت عائشہ صدیقہ نے  
کہ صلعم ایک خیانت کے کو دفن کر کے بقیع تشریف لائے تو مجھ کو دردس میں پایا اور میں کہہ رہی تھی کہ ہاں میرا سر دکھتا ہے فرمایا  
بلکہ میں کتنا ہوں کہ میرا سر دکھتا ہے بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کے پاس  
بسبب شدتِ دردس کے کہا ہاں میرا سر دکھتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تو اس عالم سے جا بسے  
روبرو تو بخشش مانگوں تیرے واسطے اور دعا کروں واسطے تیرے یعنی استغفار کروں نفسیات کے لیے اور دعا کروں رفعتِ درجات  
کے واسطے میں نے کہا اے اہل کلمۃ اللہ یعنی سخت پر مصیبت مجھے قسم بخدا کی میں گمان کرتی ہوں کہ تم میری موت چاہتے ہو پس اگر  
واقع ہو مرنے پر یعنی اگر میں اس جہان سے رخصت ہو جاؤں تو اللہ آپ کو ملے اسی دن میں صحبت کرنے والے  
اور عیش کرنے والے ساتھ کسی زوجہ کے زوجاتِ مطہرات سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقصود اور مطلوب ہے  
کہ اگر میں مر جاؤں گی اور آپ زندہ رہیں گے تو مجھے بھول جائیں گے اور اپنی بیویوں سے مشغول ہوں گے فرمایا چھوڑو اے عائشہ ذکر  
اپنے دردس کا اور اپنی خیرت کے یاد کرنے کا اور مشغول ہو میرے دردس اور ذکرِ موت میں کہ میں اس عالم سے جاتا ہوں  
اور تم میرے بعد زندہ ہو گئی اس واقعے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی سے دریافت کیا پھر فرمایا البتہ میں نے قصد کیا تھا  
یا ارادہ کیا تھا کہ بھول کسی کو ابوبکر کی طرف اور اسکے بیٹے کے یعنی عبدالرحمن کے کہ فرزندِ شہید تھے اور وصیت کروں ابوبکر  
یعنی خلافت کی اور ولید بن ابی مرثدہ کو اسکو تارک کہیں یا واسطے خوف اسکے کہ کہیں کہنے والے یعنی یہ کہ وصیت کی سنت  
نے ابوبکر کو خلافت کبریٰ کی اور اقتصار کیا خلافتِ صغریٰ پر کہ وہ امامتِ نماز کی پر باوجودیکہ اس میں بھی اشارہ تھا  
اس خلافتِ کبریٰ کا یا از و کرنا آنذا کرنے والے یعنی خلافت کی غیر ابی بکر کے لیے خواہ اپنے لیے یا اپنے غیر کے واسطے پھر کہا  
میں نے انکار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے غیر ابی بکر کی خلافت کا اور دفع کر دینے اہل اسلام یا عکس عبارت مذکور کے فرمایا کہ دفع کر دیا اللہ  
اور انکار کر دینے مسلمان یعنی بسببِ خلیفہ کرنے کے امامتِ صغریٰ میں اس لیے کہ امامتِ صغریٰ علامتِ ہر امامتِ کبریٰ  
کی جسطرح حضرت علی اکرم اللہ وجہہ نے وقتِ منازعہ فرمایا کہ جب اختیار کیا حضرت نے ابوبکر کو امیرِ مین تو کوئی وکیل  
اختیار کرین ہم کو امور دنیا میں حاصل ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہ اس سبب سے کہ ابوبکر نے ابوبکر  
اور اسکے بیٹے کو اور وصیت کی اور میں نے جانا کہ خلافت ابوبکر کو ہونے والی ہے اور ابوبکر واقع ہوا حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا تھا اور سلم میں روایت ہے کہ فرمایا عائشہ نے کہ فرمایا مجھے پیغمبر خدا نے اپنے مرضِ موت میں بلایا تھا  
اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو تاکر میں لکھ دوں اسکو اپنی خلافت نہیں کوئی آنذا کرنے والا آرہا ہے بالوئی  
کہنے والا کہے کہ میں لاکھ زیادہ ہوں پھر آپ نے کہا کچھ ضرورت نہیں خدا کے تعالیٰ اور مسلمان لوگ خود نمازیں

اسے انی بکر کے دوسرے کی خلافت کو ان دونوں حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت صلعم کو صدیق اکبر کی خلافت بل شریف  
 اور چاہا کہ اپنے رب و رب کو غلط فرما دیں مگر حضرت نے تقدیر اور اجمال پر چھوڑ دیا کہ آخر ویسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا بالجماعہ حالت غم  
 میں بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زوجات مطہرات کے حجروں میں تشریف لیجاتے تھے چنانچہ جب حضرت سیمونہ کے گھر میں مرض کی  
 شدت ہوئی اور زوجات مطہرات و مہین حاضر ہوئیں اور حضرت کا دل بہ چاہتا تھا کہ ایام بیماری میں حالت صدقہ کے  
 گھر میں رہوں لہذا بار بار فرماتے ہیں انا غدا یعنی کل میں کمان ہو گا جب اس کلام کی تکرار ہوئی تو اموات المؤمنین نے  
 تفسر کیا کہ حضرت اس حالت میں عائشہ کے گھر میں رہنا چاہتے ہیں چنانچہ سب بیبیان راضی ہوئیں اور انجناب  
 بدستبائی علی تفسر اور فضل بن عباس حجرہ عائشہ میں جلوہ افروز ہوئے اختلاف ہو کہ انجناب کو کون بیماری تھی بعض  
 مرد خاصہ کہتے ہیں خاصہ ایک رگ گردے میں ہو کہ جب وہ حرکت کرتی ہو درد ہوتا ہو اور بعض درد سر بیان کرتے ہیں  
 اور کبھی روایت ہو کہ ازواج مطہرات سے کسی نے کہا تھا کہ آپ کو مرض ذات الجنب ہوا ذات الجنب ایک پسلی کی بیماری  
 ہوتی ہے سوسہ مشورہ ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس کے لہذا و تجویز کیا یہ دو املاک شش میں دیکھ آئیں نہیں لہذا کہتے ہیں دو کو  
 جو بیمار کے منہ میں ایک ہی جانب سے ڈالی جائے سواپ کے منہ میں ڈالی ہر چند انحضرت نے باشارہ منع کیا کسی نے نہ مانا یہ سمجھے کہ  
 بسبب تلخی کے آپ منع فرماتے ہیں اور غالبہ مرض سے اسوقت بول رہے تھے جب اس حال سے افادہ ہوا اور تجویز مرض کمال  
 دریافت ہوا تو فرمایا کہ ذات الجنب شیطان کے اثر سے ہوتا ہوا دنیا کو ایسی بیماری نہیں ہو سکتی پھر فرمایا جتنے آدمی گھر میں  
 سب کے منہ میں اسی طرح ڈالی جائے سواپ سے عجب اس کے کہ وہ اس شورے میں شریک نہ تھے چنانچہ لہذا اسی طرح  
 ڈالا گیا یہاں تک کہ حضرت سیمونہ کے بھی حالانکہ وہ روزہ دار تھیں اور بعض کے نزدیک شہادت بخارتھا صحیحین میں  
 عبد اللہ بن عباس سے روایت ہو کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عیسیٰ حالت مرض میں حاضر ہوا آپ کی شدت تھی  
 اور جب میں نے ہاتھ اپنا جسم شریف پر رکھا تو مجھ کو تھل تھل ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو حرارت شدید لاحق ہو  
 فرمایا ہاں میری تپ ایسی ہے جیسی تم میں سے دو آدمیوں کو ہو میں نے کہا آپ کو دو اجر ہو گئے فرمایا جس سلمان کو اٹھ شہید ہوئی ہو  
 اسکی سیات کا کفارہ چلو تا ہر سطح و درخت اپنے پتے چھاڑتا ہو و اللہ الناس بالار لا بیا رحم اللہ فلا شل اور بعض کے نزدیک  
 اثر اس زہر کا تھا جو حضرت نے خیرین کھایا تھا چنانچہ بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہو کہ حضرت نے مرض  
 موت میں فرمایا احوال عائشہ ہمیشہ تھا میں کہ پاتا تھا در داس کھانے کا جو کہ کھایا تھا خیرین اور اب پاتا ہوں کھانا  
 رک جان کا اس زہر کے اثر سے مراد زہر سے وہ لقمہ زہر کو دہر کہ ایک بیوی نے بکری کے گوشت میں ملا کر بھیجا تھا اور آپ نے  
 اس میں سے ایک لقمہ خیرین لے لیا تھا اور آپ کو درد سرا و بخار شدید عارض ہوا کہ وہی مرض موت میں ظاہر ہوا لقمہ  
 زہر سے مرض موت کا ہونا اس لیے کہ آپ کی وفات بطور شہادت ہوا لو کہ صدیق کی بھی موت آخر زہر سانپ سے جسے خاتون  
 کھاتا تھا ہوئی چنانچہ مشکوہ میں روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود ہے بالجماعہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہو کہ درد سرا اور

تسب لائق تھا اور اثر زہری بھی تھا یہی قول صحیح ہر فائدہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت شاہ عبدالغفر محدث نے سرائشاؤں میں لکھا ہے کہ شہادت سر پہ انجذاب کو بواسطہ سبط اکبر حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہوئی اور جہت بدریہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور اس حدیث سے حصول شہادت سر پہ بذات خاص متحقق ہوتا ہے اور بھی جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ آپ کی موت بشہادت بسبب اثر زہر کے ہوئی تو جواب یہ کہ مقصود حضرت استاد الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو کہ شہادت سر پہ علی وجہ الکمال آپ کو بذریعہ امام حسن علیہ السلام کے ہوئی اسلئے کہ کمال شہادت کا یہ ہے کہ ناخیز و ولند لا یشتا یعنی یہ کہ بعد زخمی ہونے کے تاخیر کر کے کچھ دوا یا نڈا لگا کے زخمی مرے موجب نقصان شہادت کا شمار کیا جاتا ہے پس اہل شہادت آپ کے حاصل ہوئی لیکن شہادت کاملہ کہ مقتضی آپ کے منصب عالی کا تھا بواسطہ حضرت حنین کے حاصل ہوئی مگر مکمل بسبب حضرت امام حسن کے کہ صدر مذہر سے بلا واسطہ لو مرت تمید رہے بخلاف انجذاب کہ بعد چند سال کے آپ نے وفات پائی اور چہرہ کاملہ بواسطہ امام حسین علیہ السلام کے پس آپ کی شہادت شہادت جلیلہ انبیاء اور شہدائے کامل ہوئی فائدہ احتمال ہے کہ آپ کو بیماری کس دن کس تاریخ کون نہیں بین الاق ہوئی بعض آثار وافر کرتے ہیں اور بعض اول بیح الاولیٰ ابن جوزی نے کتاب الوفا میں ابتداء مرض ماہ صفر بیان کیا ہے اور دس راتیں باقی تھیں اور سلیمان تیمی نے ابتدا مرض بابائے یوں صفر پر ذکر فرمادی ہے جس طرح یہ اختلاف ہو تعداد ایام مرض میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں چودہ دن اور بعض بارہ دن اور بعض اٹھارہ دن اسی طرح تاریخ وفات میں اختلاف ہے ابن جوزی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے بروجین بیح الاولیٰ اور سلیمان تیمی نے دوسری بیح الاولیٰ قرار دی ہے واضح ہوا اول شیخ عبدالحق دہلوی نے سالہ ثابت بالسنہ میں بعد تحقیق لکھا ہے کہ وفات حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم کی تاریخ بروجین بیح الاولیٰ روز و شبہ سال نہم جمادی الثانی ہوئی اور جو اختلاف یوم وفات میں بعض کتب میں مذکور ہے لائق اعتبار نہیں ہے چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ولذیک یوم الاثنين ودخل المذنی یوم الاثنين وخرج من مکة الى المدينة یوم الاثنين وتوفي یوم الاثنين اور صاحب بحر المحافل نے لکھا ہے کہ الفقہ اعلمی ازہلی علیہ السلام وفاته فی یوم الاثنين فی شهر ربیع الاول ما وقت وفات میں اختلاف بعض وقت زوال اور بعض قبل زوال کہتے ہیں اور شہر یون ہی ہوا شیخ عبدالحق دہلوی نے سالہ ثابت بالسنہ میں وقت جاتا لکھا ہے کہ اسی وقت انجذاب داخل مدینہ ہوئے تھے واذا علم بالصواب والایہ المرجع والمآب فائدہ سہیلی اور تولد اسکے اسلام میں ایک اشکال قوی بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اتفاق اہل حدیث اور ابابیر کا اس بات پر ہے کہ حجر الوداع میں غرنے کا دن یعنی تاریخ مذکور صحیح ہے نہاس غرہ دیگر شبہ ہو گا اور محرم اور صفر اور ذی الحجہ کامل فرض کریں یا ناقص یا بعض کو کامل اور بعض کو ناقص تو دو شبہ تاریخ مذکور بیح الاولیٰ یوم وفات نہیں پڑتا حالانکہ اکثر روایا صحیحہ صریحہ الدلائل سپردال ہیں کہ یوم وفات دو شبہ تھا اور تفصیل یہ ہے کہ اکثر متقدمین ماکمل فرض کریں تو غرہ دیگر دو شبہ اور غرہ محرم دو شبہ اور غرہ صفر دو شبہ اور غرہ ربیع الاول دو شبہ اور چار شبہ اور بارہ شبہ اور بیح الاولیٰ فرض کریں تو دو شبہ اور اگر ایک مہینہ ناقص فرض کریں تو دو اور اگر دوم شبہ ہو تا ہے اور جو دونوں ناقص فرض کریں تو بارہ گھنٹوں روز جمعہ یعنی تاریخ مذکور اگر ایک مہینہ ناقص اختیار کریں تو بارہ گھنٹوں تاریخ مذکور کو طریقی یہ صورت تاریخ مذکور روز و شبہ نہیں ہوتی اور اس لئے





وہ نہ کر سکے تو کوئی اور کرے جس طرح بانی کا چکنا چلیقہ میں بلکہ جب بہت حاجت ہو تو واجب ہوا اگر کوئی اس مقام میں نہ  
 کرے کہ حاکم اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ تھا سربارک انجنا کا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں اور یہ حدیث اس کے خلاف ہے تو سرف  
 تعارض یوں ہو سکتا ہے کہ بر تقدیر صحت روایت یوں تطبیق کیجئے کہ تھا سربارک علی کی گود میں قبل وفات اور حضرت عائشہ  
 کی گود میں وقت وفات گذرانی شریح مشکوٰۃ اوصحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت علی  
 علیہ وسلم حالت صحت میں فرماتے تھے کہ بلا رضامندی کسی پیغمبر کو موت نہیں آتی سو جب حضرت کو مرض موت میں غشی سے  
 ہوش آیا تو آپ نے انکے گھول کر فرمایا اللہم الرفیق الاعلیٰ اس وقت میں نے جانا کہ حضرت نے ہمو چھڑا اور موت کو اختیار کیا اور  
 آخری کلام حضرت کا تھا بعد اسکے پھر کلام نہیں فرمایا مگر فریق علی سے انبیاء میں کرساکن ملا مارا علی یعنی علی علیہ السلام میں جس طرح  
 دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت فرماتے تھے مع الذین انعمت علیہم النبیین الصديقين والشهداء والصالحين حسن اوف  
 خيرا ما مراد ملا مارا علی علیہ السلام کو یعنی شریعت خیرہ سے ان کے رہنے والے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ مراد رفیق الاعلیٰ سے حضرت رب العزت  
 ہیں اور اطلاق رفیق کا اللہ جل شانہ پر آیا ہے اور حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل آئے اور کہا خدا سے تعالیٰ مشتاق ہیں اور اختیار  
 دیتے ہیں تمکو چاہو دنیا میں رہو چاہو یہاں آؤ حضرت نے فرمایا اخترت الرفیق الاعلیٰ سہمی کہتے ہیں کہ حالت طفلی میں حضرت نے  
 حلیمہ کے پاس اول کلمہ اللہ کہا تھا اور بروز الست برکھ اول ہلی اور آخر الرفیق الاعلیٰ جبریل علیہ السلام میں واقعہ سے روایت  
 لکھی ہے کہ جب شک ہوا حضرت مسلم کی موت میں تو اسما بنت عمیس نے اپنا ہاتھ دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھا اور کہا  
 وفات پائی حضرت نے اور آٹھائی گئی تھنرت آپ کے مونڈھوں میں سے بیہوشی اور البونیم نے بھی اسی طرح روایت  
 کی ہے جب لوگوں کو یہ حال معلوم ہوا تو حضرت کے اہلیت اور اصحاب قیامت کا بیخ و مال ہوا حضرت عثمان کو سکوت ہوا  
 اور حضرت علی جا ماند ہو گئے اور حضرت عمر کے ہوش جلتے سہا و عقل رہا نہ ہی جی کہ وہ فرمانے لگے کہ حضرت نے وفات  
 نہیں پائی جو کوئی یہ کہے گا اسے قتل کرو مگر حضرت عباس اور صدیق اکبر سے قتل تھے اور قبل وفات حضرت صدیق اکبر  
 اجازت لیکر اپنی زوجہ بنت خاریجہ کے پاس شیعہ میں کہ ایک مقام پر کنارے منبر کے چلے گئے تھے خبر وفات کی پا کر آنے  
 دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ مہوشانہ طور پر نکالے کھڑے ہیں اور لوگ آنکھیں گروہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ کا انتقال  
 نہیں ہوا آپ کو خدا نے بلالیا جیسے موسیٰ کو طور پر بلالیا تھا آپ تشریف لائے انما نقین کے ہاتھ پر کٹاؤینگے منافقین نے یہ خبر  
 اور انی ہوا بکھڑے آتے ہوئے حجرہ میں چلے گئے اور چہرہ مبارک سے چادر اٹھانے کے لئے مبارک کا بوسہ دیا اور روئے  
 اور کما طہت جیا ویتا آپ پاکیزہ ہیں جیات اور موت دونوں میں اور آپ پر اللہ دو موتیں جمع نہ کر چکا جو موت مقدس  
 سو ہو چکی پھر باہر نکلتے اور حضرت عمر کو آنکھیں مقولہ سے روکا لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر انکی طرف آئے انھوں نے خطبہ پڑھا اور  
 من کان یحب محمد کان یحب اللہ فان اللہ حی الاموت اور یہ آیت پڑھی ہوامحمد الرسول فذلت من قبلہ  
 الرسل پیغمبری اللہ شانہ کو ان اس خطبے کے سنتے ہی سب کو موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یقین ہوا اور وہ غفلت کا پردہ اٹھ گیا

۴  
 دوزخ میں  
 دوزخ میں  
 دوزخ میں

مذہب احوال و فضائل

اور آئندہ امام محمدؑ رسول ہر ایک کی زبان پر جاری ہوئی سبحان اللہ خدا کی حکمت سے کوئی واقف نہیں ہو سکتا دیکھو اگر یہ دونوں صحابہ بھی از خود رفتہ ہوتے تو انتظام امت محمدیہ میں ایک خلل پڑ جاتا اور غنیمہ پر پا ہوتا اس لیے اللہ نے حضرت صدیق اکبرؑ اور عباس بن عبد المطلبؑ کو ہوش بن رکھا تاکہ یہ دونوں اصل معاملے سے خبردار کریں آنحضرتؐ جب تحقیق ہو گیا کہ حضرت حمزہؑ عالمین کا وصال ہو گیا تو اصحاب نے چادر جبرہہ کے ایک قسم چادر پینی کی جو جسم مبارک پر لڑھکائی خواہ فرشتوں نے چادر ڈالی تھی نے دلائل النبوة میں حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت نے وفات پائی تو آیا تغیرت کرنے والا اور اسکی آواز لوگوں نے گھر کے کونے سے سنی کہ وہ کہتا ہے یا اللہ علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عز ورا اس کا مصیبتہ و خلفا من کل لاکھ کاس کل فانت فبا اللہ قفوا واماہ فارجو افانما المصاب من حریم الثواب فقال علیؑ تدرن من ہذا وہو خیر منی سلام پھر یہ گھر والے پیغمبر کے اور مرثیوں اور برکات خدا کی حمد و ثناء میں تسلی ہو کر مصیبت سے اور غم سے ہر چیز ہلاک ہو نہ دی اور تدارک ہو کر چیز فوت نہ ہونے والی کا پس تقویٰ اختیار کرو اور بزع اور فرج سے بچو اور اس سے اسید رکھو اور نہیں ہو مصیبت مگر وہ جو محروم کیا گیا ہو ثواب سے بچ کر اعلیٰ رضی نے کہ جانتے ہو یہ کون ہو خیر میں اس حدیث کے معنی عالمین کی طرح سے کہیں ایک قہر کہ فی اللہ عز ورا اس فی کتاب اللہ عز ورا مردہ یعنی کتاب خدا کی تسلی دیتی ہے ہر مصیبت گویا اشارہ ہے اس آیت پر و بشر الصابرین لکن اذا اصابتم مصیبتہ قالوا ان اللہ وانا الیہ راجعون یعنی خوشخبری سننا صبر کرنے والا ان کو جب پہنچی ہے انکو مصیبت کہتے ہیں ہم ملک بن اللہ کی اور اسی کی طرف جانے والے ہیں پس غرا بمعنی تغیرت ہو دیکھو کہ خدا فرمانے والا صبر کر اور تسلی دہندہ ہو اسکو علم بیان میں تجرید کہتے ہیں جس طرح راہت فی زبدا آگ لگنی دیکھا میں نے زبدا میں شہ یعنی زبدا کو انہ شہ پڑا اور یہ مناسب تر ہے تیسرے اللہ کے دین میں بدلہ اور تدارک ہو کر چیز ہلاک اور فوت ہونے والی کا اور حصص میں ہر کوئی فرشتوں نے صحابہ سے تغیرت کی اور کہا ان فی اللہ عز ورا من کل مصیبتہ و خلفا من کل فانت فبا اللہ قفوا واماہ فارجو افانما المصاب من حریم الثواب والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بیشک اللہ میں تسلی ہو کر مصیبت کی اور بدلہ ہو گئی ہوئی چیز کا پس اللہ ہی پر اعتماد کرو اور اسی سے اسید کہو محروم وہی ہو ثواب سے محروم ہے اور سلام تمہارا رحمت خدا کی اور کرنا میں اسکی ادھی حصص حصص میں ہے کہ ایک شخص کھڑی ڈاڑھی موٹا گورا دان آیا اور لوگوں کو بھلا لگا کہ اندر ہو چکا اور دیا اور صحابہ کی نظر تنہا کر کے کہا ان فی اللہ عز ورا من کل مصیبتہ و عوضا من کل ہالک خالی اللہ انبوا الیہ فارغبوا و نظرہ ایکم فی البلا وانا المصاب من محبہ وہ شخص یہ کہ بھلا لگا لوگ پہچانتے نہ تھے اسکو حضرت صدیق اکبرؑ اور علیؑ رضی نے کہا کہ حضرت تھے بعد اس کے خبر ہو چکی کہ انصار نے سفینہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کے یہ تجویز کی ہے کہ سعد بن عبادہ کو امیر کر لیں یہ خبر سن کر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح سفینہ بنی ساعدہ کو گئے سفینہ کہتے ہیں بیٹھے ہوئے مکان کو اور بنی ساعدہ ایک قبیلہ ہے انصار میں اس قبیلے میں ایک مکان بطور چوپال تھا وہی سفینہ بنی ساعدہ کہلاتا تھا جان ہو چکا انصار سے اس بات میں گفتگو کی حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسوقت ایک تقریر اپنے



دل میں بنا رکھی تھی میں نے جاہا کہ میں تھیر کر دن حضرت ابوبکرؓ نے روکا اور خود تھیر کر کی جو باتیں میں نے سوچی تھیں بہت خوبی سے ادا کیں انصار کے فضائل اور مناقب بیان کیے اور اُنکے حقوق کو بھی تسلیم کیا انھوں نے امارت کے بارے میں جو دعویٰ کیا وہ کل امارت چاہتے تھے پھر انھوں نے کہا میں ابیر و سلم ابیر یعنی ایک ابیر ہم میں رہے اور ایک عمر میں یعنی مہاجرین میں تب ابوبکر صدیقؓ نے یہ حدیث پڑھی اَلْاَمْرُ مِنْ قُرَيْشٍ لَيْسَ سِوَا لِدَاوُدَ شَاہِ قُرَيْشٍ میں سے ہوں انصار خاموش رہے تب ابوبکر صدیقؓ نے کہا عمر بن خطابؓ خواہ ابوعبیدہؓ کی بیعت کہ حضرت عمرؓ کرتے ہیں کُلّ تھیر میں ایک ہی بات مجھے ناپسند ہوئی کہ نسبت اس کلام کے اگر میری گردن ماری جاتی تو قبول تھا اس لیے کہ میں نام ہوں اُس جماعت پر میں ابوبکر ہوں میں نے ابوبکر سے کہا کہ تمہارے بھائی کو نام ہو سکتا ہو ہاتھ دراز کرو انھوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کی اور حضرت ابوعبیدہؓ اور سب حاضرین نے بیعت کی صواعق مقررین ہو کر بعد نماز ابوبکرؓ نے عبادہؓ نے بھی بیعت کی اسی وقت کی اور یہ روایت غلط ہے کہ سعد بن عبادہؓ تمام عمر بیعت نہیں کی مدینہ چھوڑ کے عین کو چلے گئے بعد ازاں غسل میں مردود ہوا اول دروازے حجرہ سے آواز آئی کہ حضرت طاہر اور مطہر میں غسل مت دو پھر دوسری بار آواز آئی کہ غسل دو اول کہنے والا شیطان تھا او میں خضر ہوں پھر تردد ہوا کہ کپڑے سمیت غسل دین یا بے ہتھ کر کے اس حالت میں سب کو نیند آگئی اور گوشہ خانہ سے آواز آئی کہ اغسلوہ فی ثیابہ رواہ ابی ہریرہؓ عن عائشہؓ رضی اللہ عنہا فی الدلائل ضابطہ آواز کے سنتے ہوئے اصحاب اٹھے اور مع قبض حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اور عباس بن عبدالمطلبؓ اور فضل بن قثمؓ و عذون بن یثربؓ حضرت عباسؓ رضی اللہ عنہم نے بوجہ حضرت صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ کے غسل دیا اور اسامہ بن زیدؓ اور شمرانؓ ہر دو صولی یعنی غلام آزاد و رمل مقبول صلعم بھی شریک ہوئے یعنی قمیص پہنائی ڈالنے تھے اور اُس سے بدن کو ملتے تھے اس اثنا میں انصار نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس شرف میں سے ہمیں بھی کچھ نصیب ہو حضرت ابوبکرؓ نے ایک شخص کو انصار میں سے تعینات کر دیا کہ پانی دینے میں اور اسی طرح کے کاموں میں مدد کرے ایک طابت ہو کہ خوبی کے بیٹے اُس انصار کے شریک تھے روایت ہو کہ اول اب خالصؓ میرے کہ بتغین ایک جگہ ہر دینے میں ہوا سعد بن حثیمہ کے ملک تھا فصل دیا بعد اسکے اب برگ کنار سے پھر کافور کے پانی سے اور حالت انتقال میں حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھ کر دیا کوئی چیز چاہے بڑا کھنڈا یا صلے اللہ علیک لقب طبت یا دینیا بعد از ان تین کپڑوں میں جو سفید تھے اور انہیں قمیص اور عمارہ نہ تھا کفنا یا حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہو کہ پہلے محو فی میں پلیٹا تھا اور اس میں قمیص اور عمارہ نہ تھا اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نجمہ تین کپڑوں کے ایک قمیص تھا جس میں روح مبارک نے مفارقت فرمائی تھی اسی روایت پر علماء خفیہ کا عمل ہے یعنی اُنکے نزدیک انرا اور لفافہ اور قمیص کفن میں ہونا چاہیے اور تودہ نے شرح سلم میں لکھا ہے کہ جس قمیص میں غسل دیا تھا اسکو نکال لا تھا اور بعض کے نزدیک سوائے تین کپڑوں کے عمارہ اور قمیص بھی تھا اصل یہ ہو کہ حضرت صلعم کے کفن میں دو تین مختلف ہیں صحیح ہے حضرت ام المومنینؓ کا یہ کہ اُس قول کی تفسیر میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مردہ یہ کہ تین کپڑے تھے سوائے

قبض اور عمار کے مجموعہ پانچ ہوتے ہیں اور بعض عالموں کا کہنا ہے کہ قبض اور عمار نہ تھا تو ہی سے کہا جس اور سی پر ہیں سی  
 سب سے خفیه کہتے ہیں کہ تین سے زیادہ مکروہ اور شافعیہ کے نزدیک جائز غیر حجب بنا بر رجال اور عورتوں کے لیے مکروہ  
 اور مالکیہ کے نزدیک تین سے سات تک مکروہ نہیں اور اس سے زائد مکروہ والتحقیق فی الفقہ الغرض بعد کفایہ کے  
 ایک تخت پر لٹایا اور ناز کی تجویز ہونے لگی حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے امام ہیں چاہے دنیا  
 لہذا کوئی امام نہ ہو گا چنانچہ صلوٰۃ جنازہ فردوس فرادی پڑھی گئی جو آیا اسنے ادا کی اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم اقدس  
 نماز کے واسطیوں ہیں تھا اور منظور یہ تھا کہ اس شرف سے کوئی محروم نہ رہے اور یہ تو معلوم تھا کہ جب اہل انبیاء کے ائمہ ہیں  
 بعد موت مطلقاً تغیر نہیں ہوتا اس سبب تاخیر دفن کا چھ اندیشہ نہ کیا حسب کمالی سب لوگ نماز سے شرف ہونے اگرچہ دفن میں  
 تاخیر تھی ہوئی کہ سبب نہ کو وقت سبب یا شب چار شنبہ کو آپ مدفون ہوئے روایت ہے کہ اول مرد و نچ نماز پڑھی پھر عورتوں  
 پھر اطکون نے بتحقیق اور ترتیب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا مرتضیٰ تھا اور کوئی سبب تحقیق کسی قول سے پایا نہیں جانا بعد ازاں  
 مقام قبر میں گفتگو شروع ہوئی بعض نے کہا کہ بقیع میں دفن کریں اور بعض نے مسجد میں اور بعض نے کہا کہ گویا جلیلین اور  
 اور بعض نے کہا بیت المقدس کو لیجائیں کہ وہاں قبور انبیاء علیہم السلام بہت ہیں اور شامل ترندی کے دیکھنے  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ دفن کرنے اور نہ کرنے میں اختلاف ہوا تھا صحابہ نے حضرت صدیق اکبر سے کہا اور صاحب رسول  
 حضرت مدفون ہوں یا نہیں فرمایا دفن کرو پوچھا کہاں صدیق اکبر نے فرمایا کہ جس مقام میں قبض ہوا ہو اسیلئے کہ نہیں  
 قبض کی ہوا اللہ نے روح انکی مگر مکان پاکیزہ میں اصحاب نے جانا کہ سچ کہا حضرت صدیق نے اور بعض روایات  
 میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے کہا میں نے اپنی حضرت کے گلیا اسی جگہ مدفون ہوئے ہیں جہاں قبض ہوا گئی علی مرتضیٰ نے بھی یہی فرمایا  
 فرمایا کہ کوئی مقام شریف تر نہیں اس سے جہاں روح مبارک قبض کی گئی اور یہ سنائی نہیں دے سکے کہ اہل بیت کی ہر تہی نے حضرت عائشہ سے کہا  
 وفا پائی حضرت نے تو اختلاف واقع ہوا دفن کرنے میں حال ابو بکر سمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید قال قبض اللہ فی اللہ فی اللہ فی اللہ  
 مدفون ہو تو فی موضع شریف یعنی کہا ابو بکر نے کہ سنایا حضرت کے کچھ وہ یہ کہ فرمایا حضرت نے نہیں قبض کی اللہ نے روح کسی پیغمبر کی مگر اس جگہ دوست  
 رکھا اور وہ پیغمبر یا یا تا اللہ کہ دفن کیا جائے پیغمبر میں دفن کروا کر جلے درش میں کہ یعنی جس مقام میں حضرت صلعم نے وفات پائی ہے  
 انحضرت دفن کرنا حجرہ عائشہ صدیقہ میں قرار پایا بعد اسکے یہ اختلاف ہوا کہ کھدوئی جائے یا شن اور یہ طیبہ میں دفن کر کے کھدوئی جائے یا بطنہ میں  
 کھدوئی جائے تھے اور دوسرے ابو عبیدہ بن الجراح کہ کھدوئی جائے چاہتے تھے شوق کھدوئی تھے یعنی سیدی بھارتی ہوا اس امر پر کہ ان کو  
 میں سے جو کوئی پہلے آئے وہ اپنا کام کرے سو ابطلو اول آئے بعد اسکے کسی نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا یا اللہ ناوشن لیا یا حبیہ لیا  
 کھدوئی گئی اور حضرت عباس علی قثم افضل نے قبر میں آمار اور عمران نے کلیمہ سرخ کہ غرہ خیمہ میں ہاتھ لگی تھی بھائی اور حضرت صلعم کو دفن کیا  
 روایت ہے کہ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تاب تھی اور بیا حضرت کی گئی تھی وہ تھا بالاتفاق کھدوئی جائے اور یہ کھدوئی جائے کہ مکروہ  
 مکروہ ہے کہ تین کے بعد دفن کیا جائے کہ انھوں نے کہا کہ دفن نہ کرنا فی القبر اکبریم تطیفہ مذکور ان کے صلعم

قد فتنہا منہ و قال و اللہ لا یلبسہما احد بعدک مگر وہ بات صحیحہ سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ جب حضرت صلعم کو دفن کرنے لگے تو شتران علام آزاد آنحضرت نے چادر بچھا دی اور کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اور کوئی اس چادر کو بعد حضرت کے اوڑھے صحابہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ انھوں نے نکلواؤلی اسی جگہ سے علما کہتے ہیں کہ بچھانا چادر وغیرہ کا قبر میں کر دینا قائلہ علما نے لکھا ہے کہ متعدد نماز جنازہ کی ہونا اور بے جماعت ہونا اور گھر میں مدفون ہونا خواص نبی کریم سے ہر جگہ بعد دفن کے کچی انیٹوں سے کہ عدد میں نو تھیں نہ قبر کا بند کیا گیا اور خاک ڈالی گئی اور قبر کو مسنم بنائی گئی یعنی بطور کو بان شتر اور بلندی بقدر ایک باشت کر دی گئی بعد اُسکے حضرت بلال نے ایک مشک پانی سر سے پیردن تک ڈالا اور نکلے ان بزرگ سفید و سرخ جمع کر دیں اور بعض کہتے ہیں کہ قبر حضرت صلعم کی زمین کے برابر کر دی گئی تھی یعنی سطح تھی مگر صحیح بخاری میں سفیان غار سے روایت ہے کہ میں نے قبر رسول اللہ صلعم مسنم دیکھی ہے اور ابو نعیم نے اس قدر زیادہ کیا ہے کہ قبر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بھی مسنم تھی و لہذا علما زمانہ استصحاب تسنیم کے قائل ہیں اور امام عظم و امام مالک امام احمد اور ایک جماعہ شافعیہ اسی طرف کے مائل ہیں اور بعض شافعیہ استصحاب تسلیج کے اور تفسیر نظم الجوابہ میں مفتی محمد علی اللہ فرج آبادی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ بعد دفن کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر آئین اور روئین پھر ایک مشت خاک قبر سے لکھوں سے لگائی اور یہ شعر زبان مبارک سے فرمائے ما ذاعلی من شتم تربة احمد ابدا ان لم یثم مدی الزمان غوالیا

حضرت علی مصائب و انہما یہ صبت علی الایام صرن لیا لیا بد یعنی کہا چاہیے اس شخص کو جو سو گئے مٹی ہزار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چاہیے کہ نہ سو گئے ساری عمر کوئی خوشبو پڑیں مجھ پر وہ صیبتیں جو پڑتیں دنوں پر تو ہو جاتی راتیں اور بخاری کہ بعد دفن کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا انس اطابت انفکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

التراب یعنی امی انس آیا گوارا ہو اتھارے نفوس پر ای اصحاب کہ ڈالو تم پیغمبر پر مٹی پوشیدہ غریبے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی بروز دوشنبہ اور دفن کیے گئے بدھ کی شب میں اور بعضوں نے کہا مشکل کے دن بعد ڈھلنے آفتاب کے خط نصف النہار سے اور قول اول ان دوسے روایت درایت صحیح تر ہے اور وجہ توقف کی ظاہر یہ واقع ہوئی کہ اول وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف پڑا پھر غسل دینے میں تردد ہوا پھر استقرار خلافت میں نزاع رہی بعد ازاں تمام دفن میں اضطراب رہا پھر اواسے صلوة میں گفتگو رہی استقرار خلافت باجماع امت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سب امت علیہم السلام سے عمر حضرت صلعم کی بعضے سناٹھ برس کی اور بعضے باٹھ برس چھ مہینے کی اور بعضے بیسٹھ برس کی کہتے ہیں مگر ابابختیق نے سناٹھ برس کی لکھتے ہیں اور

اسی قول کو امام احمد بخاری نے ترجیح دی ہے اور عجائب اتفاقات سے ہے کہ حضرت صلعم نے اپنی عمر میں سناٹھ اونٹ خرچ کیے اور سناٹھ رقبہ آزاد فرمائی سلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جب راوہ اللہ کرتا ہو کسی امت پر اپنے بندوں کا رحمت کرنے کا تو امت سے پہلے اس امت کے پیغمبر کی قبض روح کرتا ہے یعنی پیغمبر کی وفات امت سے پہلے ہوتی ہے پھر اس پیغمبر کو

۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



اپنی امت کو ہر اول بنانا ہو اور پیشوا بھیجتا ہو امت کے آگے اور جب خدا کسی امت کی ہلاکی اور بربادی چاہتا ہو تو ہمت پر عذاب بھیجتا ہو اس امت کے پیغمبر کے جتنے چھوڑتا ہو امت کو پیغمبر کے سامنے ہی تو پیغمبر کی آنکھ کو ٹھنڈک اور روشنی بخشی امت کو شکار جب اسکو ان کافروں نے جھوٹا کیا اور اس کے حکم کو نہ مانا یعنی جس امت پر خدا اکرم اور رحمت کیا چاہتا ہو تو اس کے پیغمبر کی پہلے وفات ہوتی ہو تاکہ امت اس کے غم میں صبر کرے اور ثواب پائے اور اس کے بعد اس کی شریعت پر عمل کرے تو دونوں اور حاصل کرے اور پیغمبر اپنی امت کے نیک عمل دیکھ کر خوش ہو اس عالم میں اور گواہ رہے امت کے ایمان کا گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس ارشاد سے اپنی امت کو دلاسا دیا کہ میرے فراق میں پریشان دل نہ ہوں میری وفات کو غضب الہی نہ جائے خدا کی رحمت سمجھیں اسی واسطے اس امت کو ہمت مرحومہ کہتے ہیں اور جس امت پر خدا غضب کیا چاہتا ہو تو اس کے پیغمبر سے پہلے امت کو ہلاک کرتا ہو یا پیغمبر کے دل کے پھپھولے چھوٹیں اس واسطے کہ اس امت کو سختی نے اپنے پیغمبر کی قدر نہ جانی اسکو رنج دیا اور جھٹلایا بطرح حضرت نوح اور حضرت لوط اور حضرت صالح اور حضرت ہود کی امتوں کے حال کی کہ پیغمبر آنکے زندہ رہے اور امت عذاب الہی سے ہلاک ہوئی انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے کہ تمہارے بائیں کرتے ہو اور میں تم سے بائیں کرتا ہوں پھر چربانات میں پاؤں تو موت میری تمہارے واسطے بہتر ہے کہ تمہارے محل مجھ پر عرض کیے جائینگے اگر نیک ہونگے تو حمد الہی کروں گا اور بد ہونگے تو استغفار کروں گا رواہ الحارث فی مسندہ اگرچہ حضرت صلعم نے بنقر شفتت واسطے تسلی قلوب اصحاب امت کے یہ ارشاد فرمایا لیکن جب حضرت کی وفات ہوئی تو شدت رنج والہم سے کوئی بیہوش ہو گیا اور کوئی جا ماندہ چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جبکہ سوا وہ دن کہ داخل ہوئے رسول خدا مدینے میں تو روشن ہو گئی ہر چہرہ مدینے کی یعنی درود دیوار وغیرہ اور جب کہ ہوا وہ دن کہ وفات پائی اُسین حضرت نے تاریک ہوئی مدینے میں ہر چیز اور زمین جھاڑے تھے ہنسنے یا تھ اپنے خاک سے اس حال میں کہ دفن حضرت میں مشغول تھے یہاں تک کہ نا آشنا جانا ہنسنے و لون کو یعنی متغیر ہو گئے حال ہمارے بسبب وفات رسول اللہ صلعم کے بتلیہ حیات مستمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدلائل قویہ ثابت ہوئی کوئی مسلمان اس سے انکار نہ کرے ابی دردار سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ درود مجھ پر بکثرت برو جمعہ کیونکہ یہ دن مشہود ہی حاضر ہوتے ہیں آسمین فرشتے اور کوئی بندہ نہیں کہ مجھ پر درود بھیجے مگر یہ کہ وہ درود مجھ کو پہنچا کر جہان کہیں میں ہوں میں نے کہا اور بعد وفات آپ کے فرمایا بعد وفات بھی تحقیق اللہ نے زمین پر چراغ کیا ہے کہ جس پر پیغمبروں کا کھانے رواہ البطرانی فی الکبیر وروے ابن ماجہ بخوار اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین پر پھرتے ہیں کہ صلوات میری امت کی جو مجھ پر بھیجتے ہیں پہنچاتے ہیں واہ الدار قطنی اسی طرح اور جہنم میں ہوتے ہیں کہ ان سے حیات مستمرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بھی دیگر انبیاء علیہم السلام خصوصاً اور عموماً بعد چشیدن موت یکبارہ ثابت ہوتی ہو اور بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی

قبور سے نکلتے ہیں اور اکٹھے شریفیہ پر گزر فرماتے ہیں چنانچہ شب معراج میں اکثر انبیاء و ائو العزم نے حضرت جبریل علیہ السلام کی اقتدا کی اور آسمان پر ملائی ہوئے اور جو موت قرآن شریف میں مذکور ہے کہ ایک میت و انہم میتوں اور جس موت پر اجماع منعقد ہوئی سو وہ موت مراد ہے کہ جملہ انبیاء اور شہداء اور مسلم اور کافر کو ہوتی ہے پھر انبیاء اور شہداء بعد اس موت کے بہ حیات ستمرہ زندہ کیے جاتے ہیں اور ان حضرات کے سوا سب اور مردہ زندہ کیے جاتے ہیں مگر بعد سوال منکر اور نکیر کے پھر مر جاتے ہیں اور کریمہ امنا اتمنین و احبنا اتمنین انھیں دو موت اور دو حیات کا اشارہ ہے اور پوشیدہ نہ رہے کہ حیات انبیاء بھی بقدر شان اور مرتبہ ہے اور حیات شہداء سے افضل ہے اور حیات شہداء دیگر صلحا اور عصابہ سے افضل ہے یعنی انکو بھی بنابر ادراک لذات و آلام برزخ تار و زقیامت حیات سے ناگزیر ہے گو یا حیات دیگر ان بجز حیات انبیاء حیز اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ احکام دنیویہ اُس پر مرتب نہیں ہوتے بخلاف حیات انبیاء علیہم السلام کہ احکام دنیویہ کا ترتیب اوس پر ہوتا ہے چنانکہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ بظن ثبوت حیات ستمرہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص حضرت کا وارث قرار نہ پایا اس قول کو امام الحرمین نے ترجیح دی ہے اور یہ احکام شہداء میں جاری نہیں ہیں چہ جائے دیگر ان آویں کی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق کہا ہے کہ موت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ستمرہ نہیں ہے بلکہ حق جل شانہ نے سبباً ماتت جاری کر کے پھر زندہ کیا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط بموت شمرہ ہے پس واضح ہو کہ حیات انبیاء علیہم السلام اکمل و اعلیٰ ہے حیات شہداء کا لہذا فی الموابہ اللدنیہ و جذبا لقلوب و تحقیق اس مقام کی اس طرح پر کہ نقاب چہرہ شاہد خصوصاً اٹھا وے یہ ہے کہ اس مقام پر چار باتیں ہیں ایک اثبات بقا و روح بعد مفارقت جسد و دُشری اثبات بقا و جسد بعد مفارقت روح و دُشری اثبات مقارنت ہر دو بعد مفارقت کہ حیات اسی سے عبارت ہے جو حقیقی اختلاف میان انبیاء و شہداء وغیرہم سوا اول میں تمام مل و دخل و صوفیہ و تکلیفین و حکماء و شرفیین و مشائخ میں تغنی ہیں اصلاً اختلاف نہیں نہ کسی روح کی خصوصیت ہے اور دُشری انبیاء کے واسطے مخصوص ہے کہ اجساد ان کے قرون میں باقی ہیں اور احادیث کثیرہ سے کہ بعض اُن کے صحیح ہیں اور بعض کمتر از صحیح ثابت ہوتا ہے اور تنصیب اور مرتبہ بعض اتباع انبیاء علیہم السلام کو مثل شہداء اور بعض اولیاء اور صلحا کو بھی متحقق ہے کہ یہ مقام اُس کے تفصیل کا نہیں ہے اور دُشری بات بھی بنابر ادراک لذت و آلام برزخ تار و زقیامت کمتر اس حیات سے کہ بعد حشر حاصل ہو ضروریات سے ہے اور جو کوئی اس میں اختلاف رکھتا ہے اُس سے فقیر کو کچھ کام نہیں ہے شہد لال اس مطلب پر اور تو منکر پر ذلیفہ حکم کلام ہے اور جو حقیقی اثبات اختلاف میان انبیاء و شہداء وغیرہم سوا اسکا حال یہ ہے کہ خالق ذوالجلال نے قوت اور تصرف میں ارواح کو مختلف پیدا کیا ہے جس طرح اجساد کو مختلف بنایا ہے پس وہ زمین کہ اصل خلقت میں مستند تصرفات جلیلیہ ہیں سو وہ بعد مفارقت بدن اور حیات جسمانی بھی

اسی طرح کے تصرفات ظاہر کرتے ہیں اور بعض اُنہیں کے کہ سب یا صفت عامہ استعداد کو منصفہ ملو میں لاتے ہیں سو بعد مفارقت ابدان بھی اُنسے وہ تصرفات جلیلہ ظاہر ہوتے ہیں اسی لحاظ سے اور دن کو بسبب عدم تصرفات باقیہ تصرفات کے زمرہ اموات میں شمار کرنا چاہیے اور انکو منجہ احیا بالجہ ان دونوں فریق میں فرق یقین ہو مگر اس تقریر سے نہ سمجھا جائے کہ ارواح دیگران بعد فنا سے ابدان محدود و اجساد سے بالکل بے علاقہ ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تولدت و الم برزخی کون دریافت کرے بلکہ یہ بات ہے کہ بعد مفارقت اجساد تصرفات احیا اُنسے ظاہر نہیں ہوتے گویا یہ اموات ہیں اور انبیا و شہداء و اولیا کہ اُنسے تصرفات زندگان ظہور پذیر ہیں اگرچہ یہ سب زندہ ہیں لیکن اس بات میں انبیا علیہم السلام اور دن پر تفضل ہے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں پس حیات حضرت بھی کامل و فاضل تر ہو فائدہ صلوٰۃ حارحہ سے خارج ہیں مگر مقتضائے مالا یدر کہ کلمہ لایترک کلمہ چند فوائد سے اس کتاب کو زینت دینا مناسب ہو لہذا التماس ہے اول جو کوئی ایک مرتبہ حضرت پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اسکی جزا میں دس بار یا زیادہ اس سے درود بھیجتا ہو مسلم و ابو ذؤ و نسائی و ابن حبان و ترمذی نے روایت کی ہے جس صلی علی واحدہ صلی اللہ علیہ عشرہ حضرت شیخ الحدیث شرح میں فرماتے کہ اس مقام میں بعض کہتے ہیں کہ یہ کس طرح ہوتا ہے کہ مصلیٰ ایک بار درود پڑھے اور اُسپر دس بار درود پڑھا جائے جواب یہ ہے کہ ایک بار صفت فعل مصلیٰ کی ہے اور حکم من جاہ بالحنۃ فلہ عشر اشا لہا جزا اسکی دس درگاہ رحمت حق سے ہے اس مقام سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب حق سے ایک بار درود پڑھتا ہے جو بالقر ایک بار بھی ہو شاید کہ وہ ایک شرافت و نفاست میں برابر لاکھ بار کے ہو اہل علم فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ حضرت خالق ایک بار بھی بندہ ناکارہ پر دنیا و مافیہا سے بہتر ہے بلکہ مہمات و دجانی سے اولے ترجیح ہے لکن دس بار ہو دس مرتبہ حیاتیات تیسرے درجہ درجہ چوتھا ثواب درود کا برابر آزادگی چند غلاموں کے ہے پانچواں جواب درود کا فرشتوں سے ملتا ہے چھٹا درود پڑھنے والے پر فرشتے و خدا دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں سناؤ ان درود سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ قیامت تک مصلیٰ پر درود بھیجتا ہے ایک بار دس اشاعت دوسرا مغرب میں اور پیر کے زیر زمین اور گردن زیر عرش اٹھواں استغفار ملائکہ و ان ادرک سعادت شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسواں خوشنودی حضرت عزت جل جلالہ گیارھواں امان بنو خدا سے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ جب میں ذکر خدا بھول جاتا تھا تو درود سے تقرب چاہتا تھا کیونکہ حضرت فرماتے تھے جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے ناخوشی حق سے مامون رہے کہ زانی القول البدیع بارھواں مصلیٰ زیر زمین ہوگا بروز حضرت عرواں یا بنی بران مصلیٰ بروز حساب گوان ہوگا جو دسواں تشکی روز قیامت سے محفوظ رہیگا

نور اللک درود



پندرہ سو اہل صراط سے باسانی عبور کر یکساں گھوٹا بہشت میں کثرت ارواح سے سرفراز ہوگا شتر ہوان  
 سنائیات سے پاکی اور جنات میں افزونی ہوتی ہے اٹھارہ سو اہل صراط میں عاقلین درود ہوتا ہے وہ آفت عدم قبول سے  
 مصون ہوتی ہے انیس سو اہل قرب والصال حضرت برز قیامت در یہ فائدہ میرے نزدیک جملہ فوائد سے افضل  
 و اعلیٰ ہے کہ عین مطلوب طالبان مقصود عاشقان ہر بیست سو اہل درود کے خوانندہ اور اولاد اولاد کو ہمیشہ شامل ہیں  
 اکیس سو اہل مصافحہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برز قیامت اسی طرح اور فوائد میں جس طرح برآمد حاجات و دفع فقر  
 و حصول غنا و امان از غرق و طاعون و دبا و مغفرت از گناہان و سہولت حفظ قرآن کہ تفصیل اسکی حدیث  
 اور قول بدیع و شرح و رد التقریب وغیرہ میں مذکور ہے اور افضل القوائد یہ ہے کہ خوانندہ درود کو اگر نیت خاص  
 و بہجت تام ہو رویت حضرت سول مقبول صلعم حال ہوتی ہے فائدہ رویت آنجناب بعد وصال خواب میں متفق علیہ ہے  
 اور بیداری میں مختلف فیہ قسطانی سخاوی سے انکار نقل کی ہے ولایعصار بہ کیونکہ روایت اس دیدکی نہیں ہے  
 مگر حکایات مکمل اولیا اور وہ کاشمیں فی نصف النہار ثابت ہیں اور بخاری و مسلمین روایت ہے کہ فرمایا حضرت  
 من رانی فی المنام قیسرانی فی البقۃ ولا یشمل الشیطان بی یعنی جو شخص کہ مجھ کو اُسنے دیکھا عالم رویا میں  
 وہ دیکھیکا مجھ کو جاگتے عالم دنیا میں اور شیطان مجھے متحمل نہیں ہوتا علما کو معنی حدیث میں اختلاف ہے  
 بعضے کہتے ہیں کہ برز قیامت دیکھیکا اور نقصان اسکا پڑتا ہے کیونکہ رویت آنجناب قیامت میں سب  
 مومنوں کو نصیب ہوگی اور بعض کے نزدیک یہ حدیث مخصوص بزمان آن سرور ہے یعنی جو کہ غالبانہ ایمان لایا  
 اور اُسنے خواب میں دیکھا وہ دولت محبت سے بھی مشرف ہوگا و سمین بھی نظر ہے کیونکہ لفظ حدیث مقتضی  
 عموم ازمنہ ہے تخصیص مان حیات آنحضرت نادرست ہے اور کوئی وجہ نہیں پائی جاتی مگر استبعاد رویت آنجناب  
 بعد وفات چشم سر و ماذک علی اللہ عزیر اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ حکم مخصوص اُسی کے واسطے ہے جو اہلیت  
 رویت آنجناب کھتا ہو ہم الاولیاء یہ تخصیص بھی خلاف مقتضا ہے لفظ حدیث کے ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ اس  
 حدیث کو عموم پر رکھیں اور کہیں کہ جسے آنحضرت کو خواب میں دیکھا وہ بیداری میں بھی دیکھیکا عوام الناس  
 قبل الموت وقت احتضار دیکھینگے اور روح بدن سے خارج نہوگی تا وقتیکہ جمال جہان آرا سے مشرف نہوگا  
 موافق و فاء و عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خواص الناس طول حیات میں دیکھینگے بیشتر یا کمتر  
 علی ماشاء اللہ و علی حسب اتباعہم بآئینہ اور بعضے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ مقتضائے حدیث یہ ہے کہ  
 بیداری میں دیکھیکا نہ چشم سر اور اولیاء البتہ بیداری میں چشم دل دیکھتے ہیں نہ چشم سر و ہر جیانا چشم دل  
 اس قدر غالب ہوتی ہے کہ چشم سر مستور ہو جاتی ہے کہ اس میں گمان ہوتا ہے کہ یہ چشم سر دیکھا ہے طلاء سیوطی فرماتے ہیں  
 کہ بعض صحابہ نے مانند ابن عباس حضرت کو خواب میں دیکھا اور اس حدیث کو یاد کیا اور حضرت میرزا غلام

میں متفق علیہ ہے  
 حدیث

روایت فرماتا ہے  
وہ بیداری

عہد سے قصہ کہا وہ آئینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لائیں اُنکو دکھلایا کہ ابن عباس نے روئے مبارک  
دیکھ لیا اور جسطرح دیکھنا آنحضرت کا بیداری میں ممکن ہو اسی طرح دیکھنا فرشتوں کا بھی جساں ہو  
چنانچہ مسلم نے عمران ابن حصین سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے ملائکہ مجھ پر اگر سلام کرتے تھے جب میں نے  
دراغ کھایا تو فرشتوں نے ملاقات ترک کر دی پھر میں نے دراغ کھانا موقوف کیا ملائکہ نے آنا شروع کیا  
تو دوسری نے اپنی شرح میں لکھا ہو کہ پو اسیر کے دفع کے واسطے دراغ کھایا تھا اور ابن اشیر نے نہایت یہن لکھا ہو  
کہ جو کہ دراغ کھانا توکل و تسلیم کے منافی تھا فرشتوں نے بھی ترک تسلیم اختیار کیا اب دریافت کرنا چاہیے  
کہ ذات پاک آنحضرت جو مرکب جسد و روح سے ہر مشاہدہ ہوتی ہو یا مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر  
ارباب حال مثل امام غزالی وغیرہ فرماتے ہیں کہ مثال آنحضرت دیکھتے ہیں اسی طرح جو کوئی خدا کو خواہ  
دیکھتا ہو اور ابو بکر ابن عربی فرماتے ہیں کہ رویت آنحضرت صلعم پر صفت معلوم آنجناب اور اک حقیقت ہو  
اور غیر صفت معلومہ پر اور اک مثال اور سیوطی نے اسی قول کو اختیار کیا ہو اور فرمایا ہو کہ ذات شریف آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھنا یا جسد و روح متمنع نہیں ہو کیونکہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں ارواح طیبہ اُنکے  
بعد فنا سے ابدان پھر رو کیے جلتے ہیں اُنکے اجساد میں اور ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں کہ محققین اہل کلام  
فائل ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام زندہ ہیں اعمال حسنہ اپنی امت کے سُکر خوش ہوتے ہیں اور اعمال بد سے  
ناخوش اور صلوة امت اُنکو پہنچتی ہو اور مرنا انبیاء علیہم السلام کا نہیں ہو مگر نصیبت چشم مردم سے پس وہ  
مانند ملائکہ موجود ہیں زندہ دیکھے نہیں جاتے ہیں مگر بکبر مت الہی کہ جسکو سر فر از فرما دین ذلک فضل اللہ  
یوتیہ من یشاء اور ابن عباس قول پر شاہد ہو جو کہ ابو یعلیٰ وہبیتی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ  
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الانبیاء لا یشیر کون فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ وکنہم یصلون بہن یدیہم  
حتی تنفخ فی الصور اس طرح ابن جناب تاریخ میں و طبرانی کبیر میں اور ابو نعیم حلیہ میں اور ابو الحسن راعوانی  
بعض کتب میں روایت کرتے ہیں اَنَّ اللہ لا یرک نہیہا فی قبرہ اکثر من نصف یوم اور کہا ہو کہ مجموع احادیث  
واقوال سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں جب چاہتے ہیں حضرت کہیں جاتے تو شریف  
یجاتے ہیں اور سر فرماتے ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے حکایات  
اولیاء و کرام رویت آنحضرت علیہ السلام میں اکثر بابان کیے ہیں اور قصص معانہ دیگر انبیاء علیہم السلام و ملائکہ  
یعین بیداری میں بہت ذکر کیے ہیں اگر اجماع فرماتے ہیں کہ عبد اللہ باضی نے لکھا ہو کہ ایک مرتبہ مصر میں قبطی پڑ  
ابو عبد اللہ قرشی نے چاہا کہ دعا کریں اُنکو امتناع ہوئی تب وہ جانب شام تشریف لے گئے اور حضرت امیر المومنین  
علیہ السلام سے ملاقات کر کے دعا کی درخواست کی کہ تولا دفع ہو گیا اور باضی نے روایت کی ہو کہ شیخ عبد القادر جیلانی

یہ روایت  
سنائی کہ حضرت  
نور اللہ علیہ السلام  
دن سے

فرماتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل ظہر دیکھا کہ فرماتے ہیں اے فرزند آدمیوں سے کلام کر میں غرض کیا کہ میں عجیب ہوں فصحا سے بغداد سے کس طرح بات کروں فرمایا تمہارا اپنا کھول سو میں نے تمہارے کھولا  
 تو حضرت نے سات مرتبہ آب دہن اپنا میرے منہ میں ڈال کر فرمایا حکم علی الناس فادع الی سبیل ربک  
 بالحق والبر غلطہ الحسنہ سو بعد ظہر کے میں نکل کر بیٹھا اور خلق کثیر جمع آئی اور میں نے وعظ کیا جب بندہ ہوا  
 تو علی مرتضیٰ کو دیکھا فرماتے ہیں کہ اے فرزند کلام کرو اور آب دہن مبارک اپنا چھ مرتبہ میرے منہ میں ڈالا  
 اور خلیفہ ابن موسیٰ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر خواب و بیداری میں دیکھتا تھا  
 اور اکثر افعال و اعمال آنجناب سے خواب و بیداری میں دیکھتا تھا کہ میں چنانچہ آیات میں سترہ بار دیکھا ہے اور  
 شیخ ابو العباس موسیٰ سے روایت ہے کہ اگر ایک لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے غائب ہوتے تو میں  
 آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کرتا تھا اسی طرح حکایات اکثر لکھے ہیں چنانچہ مازنی توفیق عری الایمان میں  
 اور عبد اللہ ابن ابی حمزہ ہجۃ النفوس میں اور شیخ صفی الدین البنصر رسالہ میں بیان کرتے ہیں اور  
 ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ منکر اسکا اگر منکر کرامات اولیا ہو تو اس سے کلام نہیں اور جو معتقد کرامات ہو  
 تو یہ بھی از جملہ کرامات ہو میں کہتا ہوں کہ اس قول سے جواب عدم رویت صحابہ اور تابعین بھی نکلتا ہے  
 کیونکہ صحابہ اور تابعین سے بسبب قرب زمانہ نبوت کے ظہور خوارق عادات بہت کم تھے یہ دولت متاخرین  
 اولیا کے نصیب میں لکھ دی تھی اور کون اسکی انکار کر سکتا ہے جب کثرت حکایات متواتر ہونے سے دروازہ انکار  
 بند کر دیا ہو لیکن غایتہ الامریہ ہے کہ حصول اس نعمت کا کمال بیداری میں نہ تھا بلکہ مقدمہ نوم میں تھا حالانکہ  
 کوئی مانع بیداری کا نہیں ہے کیونکہ رویت ملائکہ بیداری میں بالاتفاق جائز اور واقع ہے پھر انبیاء کی رویت  
 کون مانع ہے اور امام حجتہ الاسلام احمد غزالی فرماتے ہیں کہ ارباب قلوب بیداری میں ملائکہ اور ارواح  
 علیہم السلام کو دیکھتے ہیں اور انکی آواز سنتے ہیں اور اخذ فوائد کرتے ہیں اور نقل ہے کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے  
 ستر مرتبہ سے زیادہ یہ دولت حاصل کی ہے اور انکی ایک کتاب تنویر الحاکم فی روتہ النبی والملك بھی ہے کہ  
 اس میں اثبات رویت فرماتے ہیں اور بدلائل و براہین ثابت کرتے ہیں جب یہ واضح ہوا تو اب مخفی نہ رہے  
 کہ جس نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے حق دیکھا چنانکہ بخاری اور مسلم ابو قتادہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں  
 میں رائی فقہ رائے الحق اور حضرات صوفیہ اس حدیث سے مطلب توحید وجودی کا بھی نکالتے ہیں کہ کتاب اس  
 مقام کی گنجائش نہیں رکھتی اور ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت ہے من رائی فی المنام فقہ رائی فان الشیطان  
 لا یتقبل فی صورتی رواہ الشیخان حاصل یہ کہ اگرچہ اللہ جل شانہ نے شیطان کو قدرت صورت پکڑنے کی  
 دی ہے کہ جس صورت میں چاہے تمثیل ہو جائے لیکن قوت تمثیل بصورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں عطا کی



اور فقیر کے نزدیک یہ بات ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منظر اسم ہادی تھے اور شیطان منظر اسم مضل  
 پھر کس طرح شیطان بصورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمثل ہو سکتا ہے اس سیریح روایت ہو کہ جب کوئی شخص  
 آنکے روبرو کہتا کہ میں نے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو وہ کہتے کہ آپ کی صفت بیان اگر بظن  
 علیہ مبارک کے پڑتی تو کہتے تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ہے اور حاکم نے عاصم ابن کلیب سے  
 روایت کی ہے کہ اُسکے باپ نے ابن عباس سے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے  
 ابن عباس نے کہا تو وصف پیغمبر صلعم بیان کر اُسے حسن بن علی علیہ السلام کی شبیہ بیان کیا ابن عباس نے  
 کہا درست ہے بیشک تو نے دیکھا ہے اب علیہ مبارک کا مجملہ بیان سنو اور مفصلاً تتمہ احوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو یکے بوجہ کہ حضرت ہمارے میاں قد سفید رنگ آمیختہ بسرخی تھے اور درمیان دونوں شانوں کے تھوڑا بعد تھا  
 اور بال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تانرہ گوش اور حد پیری کو نہ پہونچے تھے سر اور ریش میں ہلکین نیل نال سفید  
 نہایت روشن تھے اور چہرہ شریف مانند شب چمار دہم چمکتا تھا اور نیک تن اور معتدل البدن تھے جب خاموش  
 ہوتے تو مہابت اور بزرگی ظاہر ہوتی اور جو کلام فرماتے تو لطف اور تازگی اور جو کوئی دور سے دیکھتا جمال  
 و تازگی مشاہدہ کرتا اور جو کوئی نزدیک سے دیکھتا ملاحت اور شیرینی پاتا اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 شیرین گفتار کشادہ دہان روشن و کشادہ دندان اور میان دو شانہ خاتم نبوت و صفت کنندہ کہتا کہ میں نے  
 نہ دیکھا کہ نبی ایسا پیش از حضرت اور نہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قاضی ابوبکر ابن العربی کہتے ہیں کہ رویت  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت پر ادراک حقیقت حضرت ہو در نہ ادراک مثال ہو ہی طرح قاضی عباس فرماتے ہیں  
 کہ جس کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت اور صفت میں دیکھا اُسے حقیقت دیکھا ورنہ بتا دیا  
 اور نو دی کہتے ہیں کہ دونوں ویاتے حقیقت ہیں اور لائق منصب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور معنی اس  
 کلام کے یہ ہیں کہ امام عجمہ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در خوا  
 بہ نسبت دیدن جسد مبارک کہ دونوں است در مدینہ بر صورت معرفہ باشد یا غیر آن بلکہ دیدن مثالی است از عالم مثال  
 حقیقی کہ آنحضرت راست صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ جسد شریف آکہ آن بود در دنیا بچنان آن مثال آکہ است  
 در عالم مثال خواہ بر شبہ صورت این جہان یا شد یا نہ بہر دو نقد بر دیدن حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 در جسم شلے چنانکہ دیدن صحابہ رضی اللہ عنہم دیدن حقیقت بودہ در جسم شہادی غایۃ الامریہ کہ اگر  
 بر صورت معرفہ ہو تو اکمل ہو اور یہی مراد ہے قاضی ابوبکر کی کہ صورت غیر معرفہ کو روئے تا دلی کہتے ہیں  
 اب کچھ خلافت کلام قاضی اور نو دی میں نہ رہا اس محاکمے کا اشارہ حافظ ابن حجر نے بھی کیا ہے اور  
 حاصل اس گفتگو کا یہ ہو کہ دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں ہونا بیداری ایک ہی حقیقت کی

دینہ ہو الا بتغایر منظر و آلہ جبرئیل علیہ السلام کی ہر بصورت اصلیت اور گاہی بصورت وجہ دیگر  
 شک نہیں ہے کہ دونوں صورت میں ذات جبرئیل علیہ السلام دیکھی جاتی تھی اور اسی جگہ سے اشکال رویت  
 ہزاران ہزار اہل مشرق و مغرب کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت واحد میں مرتفع ہو گیا کیونکہ جائز ممکن ہے  
 کہ ایک آن میں صورت ثانیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزار آئینہ میں دکھائی دی اور علامتہ الوقت مولانا صلی  
 قنوجی لطائف علیہ میں بیان کرتے ہیں کہ تروح اجساد و تجسد بہ الروح و تشخص اخلاق و اعمال ظہور جبرئیل  
 بصورت وجہ و مثل او بصورت بشریہ در عالم مثال است و انرا عالم خیال نیز گویند و این عالم را شبہ است  
 بجوہ جسمانی در بودن محسوس مقدار سے و یا جوہ عقلی در لطافت و نورانیت و ہر موجود در اصور تے است  
 در عالم مثال و این حکم شامل است افلاک و کواکب و حیوانات جن و انس و ملائکہ و شیاطین و لو نفوس کاملہ  
 انسانیہ مشکل میشوند درین عالم باشکالے متغایر اشکال محسوسہ کہ ایشان راست در دار دنیا و اظہار میکنند  
 بر ہر کسے کہ مے خواہند و این قدرت بکمال اسلاخ انسان است از غشکی بوازم ابدان و زیادہ می شود  
 این قوت بعد انتقال انسان مد ار آخرت بجمت ارتفاع مانع بدنی و بہین سبب تکشف میگردد و صور انبیاء  
 اولیاء بعضے سالکین صالحین را چنانکہ مروی است از پیارے کہ دریافتند صحبت نبی را صلی اللہ علیہ وسلم  
 و معلوم است کہ صورت جسدیہ سے کہ محسوس مے بود و مدفون است در مدینہ و صورت وجہ نیست از متالش  
 کہ محسوس گردد و مد رکش عقل است و بس انتہی بلفظہ اور غرض اس بیان سے یہ ہے کہ بزرگترین ثمرات اور  
 گرامی ترین فوائد صلوٰۃ کا یہ ہے کہ صورت کریمہ حضرت محبوب عالمین صلی اللہ علیہ وسلم مشاعر مصلی  
 منطبع ہو جائے باطباع ثابت و متصل اور یہ نہیں حاصل ہوتا مگر جب مداومت صلوٰۃ بخلوص نیت و محافظت شرط  
 و آداب اور ملاحظہ معانی ہو کہ اس سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطن مصلی میں تمام جم جائے  
 اور اتصال تام مابین مصلی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہونے تو بحکم الموضع من احب ہمیشہ  
 عین الوصال میں رہی اور مقتضائے الموضع من احب طبع شجرہ طیبہ محبت ثمرہ اطاعت نختے اور مفہوم  
 من یطع اللہ و رسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصديقین و الشہداء و الصالحین  
 و حسن اولئک رفیقاً معیت ابدی و مافقت سرمدی اس گروہ والا شکوہ سے کہ سرگروہ انکے حضرت خاتم النبیین  
 حاصل ہو و الحق برکت کثرت درود سے کہ خلوص نیت سے ہو باطن مصلی کا آئینہ جمال حضرت احمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم بے شبہ ہو جائے کہ تمامی حرکات اور سکناات میں صورت کریمہ دیدہ بصیرت سے غلبت قبول  
 نہیں کرتی اور یہی ہوا فیض درجہ رویت کا اور اگر ساتھ اسی دولت غیر مترقبہ کی گاہ گاہ بیداری  
 یا خواب میں بھی دیکھنا میسر ہو جائے فاما یوالا نور علی نور تمہیدہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ صلی علی

۴۰  
 تشریح احوال جناب سالت آب علیہ السلام  
 جلد اول  
 صفحہ ۳۲۹  
 تفسیر احوال جناب سالت آب علیہ السلام

محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ ابراہیم افضل ہے  
صلوٰۃ محمد و آل محمد سے کیونکہ تشبیہ مقتضی ہے کہ مشبہ بہ وجہ تشبیہ میں اقویٰ ہو مشبہ سے یا مساوی کمتر  
ہو تا اصلاً جائز نہیں پس کما صلیت علی ابراہیم سے مفہوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ ابراہیم برکیت یا کیفیت میں  
تفضیلت رکھتی ہے صلوٰۃ آنحضرت پر یا برابر ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ ابراہیم افضل ہوں آنحضرت سے  
یا مساوی اور یہ خلاف اجماع است ہے پس میں کہتا ہوں کہ حل اس اشکال میں اقوال متعدد دیکھے گئے ہیں  
بعض آئمہ سے بیان کرتا ہوں اول یہ کہ ہنوز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی افضلیت کا علم حاصل  
نہ ہوا تھا کہ یہ کلام ارشاد کیا ہے کیونکہ مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے  
کہا یا خیر البرۃ آنحضرت نے فرمایا وہ ابراہیم ہیں یہ جواب ابن عربی مالکی کا ہے مگر اس جواب میں کسی معترض نے  
اعتراف کی ہے کہ بعد علم افضلیت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے  
صلی اللہ علیہ وسلم باوصف اس کے کہ مغفوریت آپنی آیت لیغفرک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر سے  
جائز تھے پھر بھی ایک مجلس میں سو مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے اور یہ نہ تھا مگر شکر نعمت ادراک  
مغفوریت کا اسی طرح طلب صلوٰۃ ابراہیم بعد علم افضلیت شکر آتھا دوسرا یہ کہ یہ کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
ناروے تواضع فرمایا ہے تاکہ امت کے لوگ بھی یہ صفت حاصل کریں تیسرا یہ کہ تشبیہ اصل صلوٰۃ باصل صلوٰۃ  
نہ قدر صلوٰۃ میں جسطرح انا او حیثنا الیک کما او حیثنا الی نوح و کتب علیکم الصیام کما کتب علی الدین من قبلکم  
و احسن کما احسن اللہ الیک اس جواب کو نوادی نے حضرت امام شافعی سے منسوب کیا ہے اور قرطبی نے  
اسکی ترجیح بیان کی ہے حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ یہ سخن از باب تشبیہ نہیں ہے اگرچہ صورت تشبیہ ہو بلکہ  
من قبیل الحاق غیر معروف ہو بسبب تاخر معروف بسبب تقدم اور لازم نہیں ہے کہ جس جگہ صورت تشبیہ ہو  
تو معنی تشبیہ ہی ہوں بلکہ تشبیہ میں یہ بھی لازم نہیں ہے کہ ہمیشہ مشبہ بہ افضل یا مساوی ہو کیونکہ کھوں کھو  
مشبہ سے ہوتا ہے چنانچہ مثل نوزۃ شکوۃ فیہا مصباح میں اور فا ذکرہ اللہ لکرم آباءکم میں واقع ہے چوتھا یہ کہ  
اللہم صل علی محمد و اعل تشبیہ نہیں ہے پس تشبیہ متعلق آل محمد سے ہے اور ابن دقیق العید نے اس پر اعتراض  
کی ہے کہ آل محمد انبیاء نہیں ہیں اور آل ابراہیم انبیاء ہیں مساوات دونوں میں ممکن نہیں ہے پس طلب مثل  
ما حصل للانبیاء غیر الانبیاء ولا یجوز اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جمیع صفات انبیاء کیہ و کیفیہ مطلوب نہیں ہیں  
کہ مساوات لازم آئے بلکہ ثواب مثل ثواب انبیاء مقصود ہے یا چونکہ ابن قیم کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ  
عنہ تفسیر آیت ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوح و آل ابراہیم علی العالمین میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم ہیں پس معنی صلوٰۃ کے یہ ہوسکتا ہے کہ صلوٰۃ پہنچ آنحضرت پر خصوصاً مثل اس کے





دوسرے کو مشہد نہ گردانا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر گاہ قوت وجہ شیعہ مشہد بہ بین اصلی باعتبار ظہور اور  
 شہرت تھی تو اول سے کیسے اسپر اکتفا نہ فرمائی تو جواب یہ ہے کہ احتیاج یہ ہوئی کہ فضیلت صلوٰۃ میں یہ  
 معلوم ہو جائے اور اگر ابتدا شہرت اور ظہور پر اکتفا فرماتے تو یہ فضیلت معلوم نہ ہوتی انتہی کلام الدردانی  
 فائدہ اس مقام پر مناسب معلوم ہو کہ مواضع اور محل درود پڑھنے کے مفصل بیان کروں تاکہ فائدہ  
 خاص و عام حاصل ہو پس واضح ہو کہ مواضع صلوٰۃ متعدد ہیں اول وقت دخول اور خروج مسجد سے  
 ابن النس نے عمل الیوم واللیلۃ میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب  
 مسجد میں داخل ہوئے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی محمد اور جب نکلے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی  
 محمد وقت سماع اذان طہرانی نے معجم کبیر میں عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے  
 جو کوئی سنے اذان تو کہے اشد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبیدہ ورسولہ اللہم  
 صل علی محمد وبلغہ درجۃ الوسیلۃ عندک واجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ واجب ہو جائے اُسکے لیے  
 میری شفاعت اگرچہ احادیث سے ظاہر مفہوم ہوتا ہے کہ یہ دعائیں سماع اذان میں کئے لیکن  
 حدیث عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد اتمام اذان کہنا چاہیے باقی احادیث اُسی پر  
 محمول ہیں کذا فی القول البلیغ اور جو بعضے مردم الذر جہ الرفیعۃ زیادہ کرتے ہیں وہ کسی روایت میں  
 نہیں آیا ہے کذا قال السخاوی فی المقاصد الحسنۃ اور لفظ مقام محمود روایت نسائی اور ابن حبان  
 اور طبرانی اور بیہقی میں بتعریف یعنی المقام المحمود آیا ہے اور صحیح بخاری میں یون آیا ہے اللہم رب ہذہ  
 الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والبشۃ مقاماً محموداً الذی وعدتہ  
 اور روایت بیہقی میں انک لا تخلف البیعا دہی آیا ہے تیسرے صلوٰۃ عند اقامۃ الصلوٰۃ یعنی وقت  
 عند قیامۃ الصلوٰۃ وہی دعا پڑھے جو بعد اذان پڑھی جاتی ہے جو تھے صلوٰۃ فی التشمید کما ہو المشہور  
 پس قعدہ اخیرہ میں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بین التشمید والدعائیں ہر اور نزدیک امام شافعی کے  
 واجب اور قعدہ اولے میں از روے قول امام اعظم اور مالک اور احمد اور قول قدیم شافعی سے  
 زیادہ بر تشہد نکرنا چاہیے اور قول جدید شافعی سے استحباب نکلتا ہے پانچویں صلوٰۃ قنوت میں چھٹے  
 صلوٰۃ بعد الصلوٰۃ ساتویں موقع آخر روز عرفہ میں آٹھویں مطلق موقف عرفہ میں نویں مقام  
 ملتزم بین بین الباب والجرہ دسویں عند النوم گیارہویں عند العطاس یعنی جھپٹک کے وقت  
 الحمد للہ علی کل حال ما کان من حال و صلی اللہ علی محمد و اہل بیتہ بارہویں الصلوٰۃ عند دخول  
 تیرہویں الصلوٰۃ لیلۃ الاثنین چودھویں الصلوٰۃ یوم الجمعۃ پندرہویں الصلوٰۃ لیلۃ الجُمُعہ سولہویں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ لیلۃ الاربعاء شترھون الصلوٰۃ عند ارادۃ رویۃ وقصد لقاء صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا رکھوں  
 الصلوٰۃ بعد الفراغ من الوضوء انیسویں الصلوٰۃ طرفہ النہار بیسویں الصلوٰۃ عند القيام بصلوٰۃ اللیل  
 اکیسویں الصلوٰۃ بعد الفراغ من التہجد بائیسویں الصلوٰۃ یوم السبت و یوم الاحد و لیلۃ الاحد تیسویں  
 الصلوٰۃ لیلۃ الثلثاء چوبیسویں الصلوٰۃ یوم الخمس پچیسویں الصلوٰۃ فی المساجد چھبیسویں الصلوٰۃ  
 عند المرور بالمساجد ستائیسویں الصلوٰۃ فی خطبۃ الجمعۃ اٹھائیسویں الصلوٰۃ عند تکبیرات الغیدین  
 انیسویں الصلوٰۃ فی صلوٰۃ الجنازہ تیسویں الصلوٰۃ عند ادخال المیت فی القبر اکتیسویں الصلوٰۃ  
 عند زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم و دواعی صلی اللہ علیہ وسلم علما کو اختلاف ہو کہ قبر شریف کے پاس  
 سلام افضل ہو یا صلوٰۃ شیخ محمد الدین فیروز آبادی اور سخاوی کہتے ہیں کہ سلام افضل ہو اور بعض  
 صلوٰۃ کو افضل کہتے ہیں اور شک نہیں ہو کہ جمع بین الصلوٰۃ و السلام افضل تر ہو تیسویں صلوٰۃ  
 عند مشاہد الاثار النبویہ تینتیسویں الصلوٰۃ فی بیت المقدس چونتیسویں الصلوٰۃ عند خطبۃ الترویج و خطبۃ  
 پینتیسویں الصلوٰۃ فی اول الرسائل یہ بات اول حضرت صدیق اکبر نے ایجاد کی جب طریقہ ابن حاجر  
 عامل نبی سلیم کو نام لکھا ہو بعد اسکے ہارون رشید نے چھتیسویں الصلوٰۃ عند رکوب الدانیہ سینتیسویں  
 الصلوٰۃ عند طلب الغنی اترتیسویں الصلوٰۃ فی اکتہ الفضلۃ اٹھائیسویں الصلوٰۃ عند خوف الفرق جائیسویں  
 الصلوٰۃ عند وقوع الطاعون اکتائیسویں الصلوٰۃ اول الدعاء و واسطہ و آخرہ ہائیسویں الصلوٰۃ عند الصلوٰۃ  
 علی غیرہ من الانبیاء علیہم و علیہم الصلوٰۃ تینتائیسویں صلوٰۃ عند قصد حفظ القرآن چوالیسویں الصلوٰۃ  
 عند القیام من المجلس بیئتائیسویں الصلوٰۃ عند المجلس مع الاخوان چھتائیسویں الصلوٰۃ عند لقاء الاخوان  
 سینتائیسویں صلوٰۃ فی المشی بشرط طہارۃ المكان اترتائیسویں الصلوٰۃ عقب الذنب اسلیک کہ صلوٰۃ بسبب  
 اظہیر نفس ہو زایل سے اور متوجہ کثیر فضائل انچاسویں الصلوٰۃ بعد تلاوۃ القرآن انچاسویں الصلوٰۃ فی مجلس  
 ذکر اللہ کا تونین الصلوٰۃ اول کل کلام و کل امر کہ شان با تونین الصلوٰۃ عند ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الف رجل ذکر عندہ فلم یصل علی یعنی خوار  
 و ذلیل ہو جو وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤں میں اُسکے نزدیک اور درود نہ بھیجے مجھ پر ظاہر حدیث سے ظاہر ہو  
 کہ جسوقت نام مبارک سرور کائنات کا کسی کے روبرو دلیا جائے تو اسکو درود بھیجنا واجب ہو اور بعض علما  
 استحباب افضلیت نکالتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک بار واجب ہو جس طرح سجدہ تلاوت ثبیت طاس  
 مگر یہ شخص خلاف جمہور ہو اور طحاوی کے نزدیک اکیبا تمام عمر میں واجب بطور سے اظہار شہادتین اور  
 باقی مستحب ہو مگر فیہل کہہ یا ایہا الذین امنوا صلوٰۃ علیہ وسلم اسلما سے روہوتا ہو کیونکہ اس کویت میں



امروا سے وجوب کے ہو بالاتفاق پس کاتب الحروف کا یہ مذہب ہے کہ جب ذکر اسم مبارک آنجناب آوے صلوٰۃ  
 سامع و قائل پر واجب ہے کہ اپنے پیغمبر کے لیے اللہ سے رحمت مانگے اور ان کے بعد ان کے آل پر نہایت قبولیت  
 رکھتی ہو کیونکہ ان پر ان کے لائق رحمت نازل ہوتی ہے اور دس جہنمیں مانگنے والے کو ملتی ہیں پھر کیوں  
 نہ حاصل کرے پیغمبر و سوم الصلوٰۃ عند قراءۃ الحدیث و نشر العلم سچا و دھارم الصلوٰۃ عند کتابہ اسمہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم اور سوائے ان مقامات کے اور بھی مواضع از روئے استقراء بہم پہنچتے ہیں لیکن فقیر مولف غفر اللہ  
 اسی قدر پر اکتفا کی ہے تو صریح در بیان بعض حالات و واردات مرض حضرت صلے اللہ علیہ وسلم از آنجملہ  
 یہ ہے کہ چالیس برس حضرت صلعم نے مرض موت میں آزاد فرمائے از آنجملہ سات دینار آنحضرت کے پاس تھے  
 انکو خیرات کر دیا تاکہ کچھ باقی نہ چھوڑیں از آنجملہ اکثر وصیت حضرت صلعم کی مرض موت میں رعایت نماز اور  
 احسان کرنے کی تھی لونڈی و غلام سے لکھا جاتا فی الحدیث الصلوٰۃ و مالکیت ایسا تکم از آنجملہ نماز ادا کرتے تھے  
 حضرت اصحاب کے ساتھ مدت مرض میں سوائے تین دن کے اور بعض دنوں نے کہا سترہ نمازین بنین پڑھائیں  
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھا اور رکعت ایک روز طرف مسجد کے اور نماز ادا فرمائی  
 اور کہا اے گروہ مسلمانوں کے تمکو رخصت کرتا ہوں اور خدا سے تعالیٰ کی پناہ میں سونپتا ہوں خدا خلیفہ  
 اور کارساز میرا ہے میری طرف سے ہے یہ نصیحت کہ تقویٰ اختیار کرنا اور دھکا د رکھنا طاعت اسکی اسلیے  
 کہ میں دنیا کو چھوڑتا ہوں اور جہاد ہوتا ہوں تم سے اور اکثر روایات میں ہے کہ امام ابو بکر تھے ابن عباس سے  
 روایت ہے کہ نماز بنین پڑھی حضرت صلعم نے شیچے کسی کے اپنی امت میں سے سوائے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے اور  
 سوائے عبد الرحمن ابن عوف کے کہ ایک سفر میں اسکی پیچھے ایک رکعت پڑھی تھی از آنجملہ بخاری اور مسلم نے  
 ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بیٹھے حضرت صلعم منبر پر اور فرمایا ایک بندہ کو اختیار دیا  
 اللہ نے درمیان اس کے کہ وہ اسکو ناز و نعمت دنیا سے جو چاہے اور درمیان اس کے کہ جو خدا کے پاس ہے یعنی ثواب  
 آخرت پس اختیار کیا اس نے اللہ کے پاس والی چیز کو سو روئے ابو بکر اور بولے قربان ہوں ہم تم پر ساتھ باپوں اور  
 باپوں کے پس تعجب کیا بنے ابو بکر کے مقتولے پر کہ کیوں قربان کرتے ہیں حالانکہ یہاں کوئی باعث نہیں ہے  
 پھر کہا لوگوں کو کہ دیکھو طرف اس بزرگ کے خبر دینے میں رسول خدا احوال ایک بندہ غیر معین سے اور وہ  
 کہتا ہے فدیناک یا بائنا و امہائنا سو تھے حضرت وہی اختیار دیے گئے اور ابو بکر دانا تر جماد سے تھے کہ سمجھ گئے یہ حدیث  
 حضرت صلعم نے مرض موت میں پانچ رات بیشتر از وفات فرمائی تھی اور اگرچہ آنحضرت نے ذکر بندہ غیر معین کا فرمایا تھا  
 لیکن ابو بکر صدیق بقرینہ مرض اور اختیار رکھنے کو ثواب آخرت اور ترک کرنے کا ناز و نعمت دنیا کے بسبب کمال فہم و ذراک  
 پہنچان کیا کہ حضرت صلعم نے موت کو اختیار کیا اس پر رونے لگے اور جن لوگوں نے نہ سمجھا انھوں نے تعجب کیا

پیغمبر و اہل بیت  
 و انھیں

از بخجلہ و ارمی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کما اتھون نے باہر نکلے پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُس بیماری میں کہ حسین وفات پائی اس حال میں کہ ہم تھے مسجد میں در حالیکہ تھے حضرت باندہ سے ہوئے یہ مبارک اپنا کپڑے سے اور منبر پر چڑھے اور ہم بھی منبر کے بیٹھے سو فرمایا قسم ہو اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ میں تیری جان ہے کہ میں دیکھتا ہوں اس مقام سے حوض کوثر کو پھر فرمایا کہ ایک بندے کو دکھائی گئی دنیا اور آرائش دنیا سو اسنے اختیار کی آخرت اور نہ سمجھا اس نکلے کو کوئی سو اسے ابو بکر کے اور جاری ہوئے تھو ابی بکر کی آنکھوں سے سو روئے پھر کما ابی بکر نے بلکہ ہم فدا کرتے ہیں تمہارے باپ و امین و جانین و مال اپنے یا رسول ابو سعید کہتے ہیں کہ اترے حضرت صلعم منبر سے پھر نہ کھڑے ہوئے اسپر اسوقت تک مبنی و و آخری کھڑا ہونا تھا منبر پر از بخجلہ منقول ہے کہ عباس نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں پہچانتا ہوں چہرے عبدالمطلب کے بیٹوں کے بوقت موت اور دوتا ہوں کہ نہ انھیں پیغمبر خدا اس درو سے جا اور طلب کر اسے یہ امر غنی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرگز نہیں دینگے اور میں ہرگز نہیں طلب کرتا از بخجلہ بخاری و مسلم میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ بخشنہ کے دن حضرت صلعم کی بیماری سخت ہوئی اور درو غالب ہوا تو حضرت نے فرمایا میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں تاکہ اُس تحریر کے بعد تم کبھی نہ پھٹکو یعنی تم ہرگز مختلف و حیران نہ ہو تو اصحاب نے کاغذ لانے اور نہ لائیں گفتگو کی پھر صحاب نے کہا کہ حضرت کا کیا حال ہو درو سے زبان کیا بے قابو ہو گئی ہو اسکو حضرت سے تحقیق کرو پھر حضرت صلعم سے اس بات کو تحقیق کرنے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب مجھکو نہ چھیرو حسین اب میں مشغول ہوں اُس سے ہرگز جو جسکو تم پوچھتے ہو اور حضرت نے اُنکو تین بابوں کی وصیت فرمائی ایک تو یہ کہ مشرکوں کو عرب کے ٹاپوسے نکال دو بخیر و دوشرے یہ کہ ایلیچوچ مسکوک کرنا جسطرح میں کرتا ہوں یعنی از رو کے کیت کیفیت تاکہ محب لیاقت مابین اُنکے تمیز ہے اور یہ اسواسطے فرمایا کہ ایلیچی لوگ خوش ہوں اور غربت کریں مولفہ القلوب اور یہ سخن عام ہے سب ایلیچیوں کے لیے خواہ کافر ہوں یا مسلمان از روئی نے کہا کہ تیسری خبر مجھکو یاد نہیں رہی اور کہا یہ علماء نے تیسری بات یہ تھی کہ سامان درست کر دینا لشکر اسامہ کا اور جانب شام اسکو بھیج دینا کیونکہ آنحضرت صلعم اُسکے اسباب کی درستی کر رہے تھے کہ اُسی اثنا میں بیمار ہوا یا تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ پوجی جائے اور بھی بخاری میں دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ مانگا تو بعض اصحاب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درو کی شدت ہو اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تمکو خدا کی کتاب کفایت کرتی ہے یعنی لکھنا چند ان ضرور نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کاغذ لاؤ یعنی حضرت عمر نے فرمایا اہر دین میں ہو جب قول خدا سے تعالیٰ و اقصموا بجل القلوب عیسا کتاب خدا کافی ہے اور سنت بھی تابع و مفسر و مبین اُسکی ہے اور یہ خطاب کیا تھا حضرت عمر نے اُنکو جو جھگڑے تھے

اس بات میں پتہ یہ رہا ہے کہ آپ نے حضرت صلعم پر اور حضرت عمر کو مقصود اس کہنے سے تخفیف و آسائش دینی  
 آنحضرت کی تھی وقت ستمی و درد بیمارگی اور جان لیا تھا انھوں نے کہ یہ حکم بطور جرم و وجوب کے نہیں ہوا اور عادت  
 مستمرہ تھی کہ جب حکم کرتے تھے حضرت صحابہ کو ایسا حکم کہ بطور ایجاب الزام کے نہ تو وہ گفتگو کرتے تھے سوچھوڑ  
 دیتے تھے آنحضرت انکی رائے پر اور اگر کوئی ام ضروری ہوتا تو نہ چھوڑتے تھے انکی رائے پر اس مقام پر شیخہ عمر فاروق پر  
 طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے کاغذ نہ لکھے دیا اور نافرمانی کی اسکا جواب یہ ہے کہ تمھارے علم کا مقصود ہر عمر فاروق پر  
 کوئی مقام طعن نہیں ہوا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوٹھری میں اکثر اصحاب و اہل بیت تھے اور حضرت  
 علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی جو کاتب حی میں انہیں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب حاضرین سے کاغذ مانگا تھا  
 اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاغذ نہ لائے تھے تو علی مرتضیٰ و ابن عباس کا ہاتھ کہنے پکڑا تھا اور حضرت صلعم کے ہاتھ  
 کسی چیز کے لکھنے کا دستور نہ تھا سوائے قرآن کے سو قرآن سب پورا ہو چکا تھا اس واسطے اصحاب کو تامل ہوا تھا اور  
 بعد گفتگو کے حضرت سے پوچھا بھی لیکن حضرت نے نہ فرمایا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر واجب نہ تھا  
 خلا وہ بران حضرت صلعم بعد اس گفتگو کے پانچ دن زندہ رہے اگر لکھنا واجب ہوتا تو دوسرے وقت اسکو لکھوانے  
 اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جن تین چیزوں کی حضرت نے وصیت فرمائی انھیں کو لکھوانے اور دعویٰ کرنا شیعہ کا مقصود  
 کتابت سے وصیت کرنا علی مرتضیٰ کو تھی اور خلیفہ کرنا آپکا منظور تھا یہ خیالی تناقص سے نہیں ہوا اسلئے کہ یہ خود کہتے ہیں  
 کہ عدو رحم میں خلیفہ کرنا انکا نص قطعی سے ثابت ہوا پھر جب یہ ہو چکا تھا تو احتیاج تحریر کی کیا تھی اور یہ کہنا حضرت  
 عمر کا کہ قرآن کفایت کرتا ہے اسکا یہ مطلب نہیں کہ حضرت کی حدیث کی بھی حاجت نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ سب کے بعد  
 قرآن میں کلمت کلم و نیکم نازل ہوا پھر اب کوئی حکم بارزہ دین کا باقی نہ رہا قرآن اور حدیث میں دین کی تفصیل ہو  
 اسلئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین شدت بیماری میں لکھوانے کی تکلیف دینا مناسب  
 نہ جانا کچھ نافرمانی نہیں کی بلکہ عین محبت اور خیر خواہی ہوا اس واسطے کہ دستور ہوا بیماری میں مصیبت اور تکلیف سے  
 بزرگوں اور عزیزوں کو بچانا استعداد جو بیان ہوا اصل ہوا باقی نزاع اور جدال بے فائدہ ہو جس کسی کو زیادہ تحقیق منظور  
 تتمہ اثنا عشر یہ دیکھیے آرا بخلاف بخاری اور مسلم میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ  
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عذراعت کرے یہود اور نصاریٰ پر کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو  
 مسجد بنایا بخاری شریف میں ہے کہ یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں ارشاد فرمائی پانچ روز پیش از  
 انتقال جنتہ اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف ہوا کہ اگلی امتوں نے اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کے قبور کو  
 مسجد گاہ بنایا اور خراب ہوئے ایسا نہ ہو کہ میری امت کے لوگ بھی خراب جائیں لہذا خبردار کروا کہ قبروں میں مسجد نہ بناو  
 جس طرح یہود اور نصاریٰ قبروں پر مسجدیں بنا کر عبادت کرتے تھے اور جاب قبور مسجد کرتے تھے کہ صاف شرک تھا



اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ کرنا طرف قبر کے اور اسکو مسجد قرار دینا موجب لعن ہے کیونکہ یہ طریق یہود تھا شیخ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ اس تقدیر پر ہے کہ نماز ادا کرے طرف قبر کے بنا برقعہ طیم کہ وہ بالاتفاق حرام ہے لیکن بنام مسجد کا جو قبر پیغمبر اور انبیاء و صلحا کے اور نماز پڑھنا نزدیک اس کے نہ بقصد تعظیم قبر و توجہ جانب قبر بلکہ بنیت حصول مدد اس سے تاکہ ثواب عبادت برکت قرب و مجاورت اس روح مقدس سے کامل ہو مصالغہ نہیں اور ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہود اور نصاریٰ کی معونیت و وجہ سے ہوئی ہے یا اس سبب سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے پیغمبر انبیاء کو تعظیماً کہ یہ شرک جلی ہے یا وہ لوگ نماز پڑھتے تھے مدافن انبیاء میں اور سجدہ کرتے تھے مقابلہ اور توجہ جانب قبور ہوئے حالت صلوة میں اور یہ شرک خفی ہے لہذا انہی فرمائی حضرت نے اپنی اہمیت کو اس سے یا بسبب ثابہت اس فعل کے طریقہ یہود سے یا بسبب تضمن اس فعل کے شرک خفی کو لہذا قال بعض الشراح من انما اذا انجملہ بنی اسرائیل نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض موت ہوا تو ایک بی بی نے حبش کے عبادت خانے کی تعریف کی یعنی اگر حکم ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر دیا ہی بنائیں تب حضرت نے تمکین سے سر اٹھا کر فرمایا کہ البتہ وہ اوگ جب انہیں کوئی نیک سخت آدمی مرنے لگا تو اسکی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے وہ خدا کے نزدیک قیامت میں بدترین خلق ہیں یہ بات حضرت نے حبش کے نصاریٰ کو فرمائی جنہوں نے ماریہ نام مسجد بنایا تھا اور انجملہ صحیح مسلم میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا اے لوگو البتہ پیغمبروں کی خوش خبریوں سے اب کچھ باقی نہیں رہا سوائے ٹھیک خواب کے کہ اسکو مسلمان دیکھے یا اسکے واسطے کوئی اور مسلمان دیکھے اور جھکو منع ہوا کہ میں رکھوں اور سجدے میں قرآن پڑھوں سو رکوع میں خدا کی بڑائی بیان کرو یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کو اور سجدے میں بلاء عینا کوشش کرو کہ سزاوار ہو سجدے تمہاری دعا قبول ہو یا یہ حدیث وقت انتقال پر رد اٹھا کر فرمائی یعنی وہ علم غیب جو بواسطہ نبوت حاصل ہوتا تھا اب اسکا دروازہ بند ہو گیا کیونکہ مسر انتقال ہوتا ہے میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں مان کر ازخس نبوت عالم غیب سے علم حاصل ہونے کا طریقہ ٹھیک خواب کا باقی ہے قیامت تک ازجملہ بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا یہ تقسیم کر دیجئے میرے وارث سونے کے دینار برابر جو چھوڑ جاؤں میں بعد میرے پیغمبروں کے خراج اور کاروبار کی محنت سوائے صدقہ ہر راہ خدا میں اسی طرح دوسری حدیث صحیحین میں حدیث اکبر اور عمر فاروق اور علی مرتضیٰ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہمارے مال میں میراث نہیں جو ہم چھوڑیں سو صدقہ ہر راہ خدا میں یعنی ہر من کیا جائے فقرا اور مساکین پر اسلیے کہ ہم جلد فقر آئیں ہیں اور شرط فقر سے یہ ہر فرد ایک صوفیہ کہ وہ مالک نہ ہو کسی چیز کا اور جو کچھ اُنکے ہاتھ میں ہو یا امانت ہو یا وقفہ صدقہ اور بیضے کہتے ہیں کہ اسلیے آپ کا وارث نہیں ہوتا کہ نا خوشن ہو اُنکے مرنے سے کوئی اُنکے وارثوں میں سبب پانے ترکہ کے اور کاتب لوراق کے نزدیک پیغمبر کا مال جو وارث نہیں سوائے اسکی حکمت یہ ہے کہ خلق کو معلوم ہو کہ محنت و جانفشانی پیغمبروں کی صرف خدا ہی کے واسطے تھی







شہر چنانہ فرض نہ ہوئی تھی اور ہر رات شہر میں مقبرہ جوں میں واقع ہوئے بیستہ برس ہوئی فضائل و مناقب ان کے اکثر کتب میں مذکور ہیں ہر کتب میں بعض کتب میں سے اس کتاب میں بیان کیے ہیں اور بعض فضائل اس مقام پر بھی لکھا ہوں اول یہ کہ جب تک حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا دوسرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ الکبریٰ کے پاس بکرہ پونچھے یعنی صحبت عورت سے آشنا نہ تھے تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو انسا کہتے فرمایا جو بطرح عائشہ صدیقہ کو فرمایا جو اسی سبب علماء کو اختلاف ہے بعض خدیجہ کو افضل کہتے ہیں اور بعض عائشہ کو اور بعض توقف کرتے ہیں مگر جوہر الہی افضل میں ہے کہ اہل تحقیق کے نزدیک خدیجہ افضل ہیں مگر فاطمہ بصغۃ الرسول سب سے افضل ہیں جو تھے جبریل علیہ السلام نے سلام رب العالمین اور سید المرسلین خدیجہ کو پہنچایا یا پوچھا کہ جب تک خدیجہ زندہ ہیں حضرت کو آزدہ نہیں کیا چھوٹی شہب اولاد آنجناب انھیں سے ہوئی مگر ابراہیم کہ ماریقہ علیہ سے ہوئے شتانوں جب خدیجہ بیمار ہوئیں اور وقت سگرات موت آگیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی بالین پر رونق افروز تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارا کرتب اضطراب مجھ کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اور وفات تمہاری شکل نظر آتی ہے اور خدیجہ مجھ کو بشارت دیتا ہوں کہ تو بہشت میں بھی میرے نکاح میں ہوگی اور میری مادری عیسیٰ بن مریم خواتین ہر موسیٰ و ہارون فرعون بھی میرے نکاح میں ہوگی خدیجہ بولیں کہ آپ کو مبارک ہو اور انتقال بہت فرما گئیں ان کے بعد ان کے والد ابیہ راجعون دوسرے ام المومنین زینب بنت جحش ابن قیس بن عبد شمس بن عبد و بن مالک ابن خیل بن عامر بن نضیر بن قیس بن عبد الدہ انکی ہمسرت قیس ابن عمرو بن زید بن بسید بن خداس تھیں اول سکران بن عامر نے چھیرے بھائی کے نکاح میں تھیں پھر بھی اول اسلام لایا اور مع سودہ سلمہ جانبہ شیش گیا وہاں متدین بدن ترسا ہوا اور اسی حال میں کہ میں کہہ رہا تھا کہ سودہ یہ وہ گھٹن اکام بیٹا سے عبدالرحمن سکران سے تھا سو جنگ جلولاء میں کہ ایک قریہ قریات فارس سے ہے بعد خلافت حضرت فاروق اعظم میں شہید ہوا اس نے پندرہ ہجری تھے حضرت سودہ نے حیات اپنی شوہر میں جب شیش سے سکے میں آئیں تو خواب دیکھا کہ حضرت صلعم میری طرف آئے اور اپنے پیروں میں گردن پر رکھے ہیں جب بیدار ہوئیں تو یہ خواب اپنے شوہر سے کہا اس نے تعبیر کی کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو میں مرد نکلا اور تمہارے ساتھ نکاح کرینگے دوسری بار پھر خواب دیکھا کہ میں تکیہ لگائے بیٹھی ہوں اور مہتابا آسمان سے آگے نکلیں جب بیدار ہوئیں تو یہ خواب بھی اپنے شوہر سے کہا اس نے کہا اگر خواب سچ ہو تو میں مرد نکلا تو اور شوہر کر گئی بعد اس کے سکران بیدار ہوا اور چند روز کے بعد مر گیا کہ سودہ یہ وہ گھٹن اور بعد وفات حضرت خدیجہ کے حضرت صلعم نے خواہ بہت حکیم زوج عثمان ابن طلحہ کی معرفت پیغام نکاح بھیجا سودہ نے اپنے باپ سے اذن لیکر قبول کیا کہ سال دہم نبوت میں حضرت صلعم نے چار سو دہم مہر معین کر کے نکاح کیا اہل تحقیق نے نکاح سودہ قبل نکاح عائشہ بیان کیا ہے اسی طرح زفاف سودہ قبل زفاف عائشہ لکھا ہے مگر اس میں خلاف نہیں ہے کہ ایک ہی سال دہاہ میں یعنی شوال سال دہم نبوت میں دونوں سے نکاح کیا ہے اور چونکہ عمر سودہ کی نہ یاد تھی اس سبب سے آنحضرت نے سال ہشتم ہجرت میں طلاق دی یا ارادہ طلاق فرمایا سورات کے وقت سودہ سہ راہ آنحضرت جا پڑھیں جس وقت آنحضرت عائشہ کے گھر جانے لگے تو کہنے لگیں یا رسول اللہ مجھ کو طلاق نہ دیجیے اور میں مرد کی

خواہش نہیں رکھتی ہوں گریہ جانتی ہوں کہ بروز قیامت آپ کے اندراج میں اٹھائی جاؤں اور میں اپنی نوبت آپ کی محبوبہ عائشہ کو بخشے دیتی ہوں حضرت صلعم نے درخواست سودہ منظور فرمائی اور قبول صحیح طلاق نہیں دی یا وجہ فرمائی انھیں کہ قصے میں کرمیہ دان امرتہ خافت من بعد انشوراء اور ارضاً نازل ہوئی اور ان کے فضائل میں مندرج ہوئی وفات گئی آخر خلافت حضرت عمر غفرلہ واقع ہو خست البقیع میں مدفون ہیں اور وہاں لکھا ہے کہ سال چوتھ ہجری میں معاویہ ابن ابی سفیان وفات ہوئی اور بیعت الحافل میں سال پنجاہ و پنج ہجری میں لکھی ہو توفیہ الاحباب میں ہو کہ حضرت سودہ سے ایک حدیث بخاری میں مودی ہو اور چار سنن میں لکھی کہ اسما بنت عیس نے اول بخش انھیں کے واسطے بنائی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ بخش واسطے زینب بنت جحش کے بنائی گئی تھی مگر اصح یہ ہے کہ اول بخش حضرت فاطمہ کے واسطے ترتیب دی گئی تھی اور وفات فاطمہ علیہا السلام مقدم ہو کہتے ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طویل القامتہ و حلیمہ و تحیمہ نہیں تیسری حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا مان انکی ام رمان بنت عمر ابن العاصم تھیں اور کنیت ام عبد اللہ مراد عبد اللہ بن عبد اللہ ابن زبیر شیرہ زادہ عائشہ صدیقہ ہیں کہ انکو حضرت صدیقہ نے منبئی کیا تھا قصہ انکے نکاح کا یوں ہو کہ بعد وفات خدیجہ خولہ نے حضرت سے کہا کہ آپ نکاح کیوں نہیں فرماتے اگر بارہ درکار ہو تو عا بنت صدیق اکبر ہو اور خبیثہ کی خواہش ہو تو سودہ بنت زمعہ موجود ہو حضرت نے فرمایا دونوں سے پیغام کہ سو روایت صحیحہ اول خولہ سودہ کے پاس گئیں انھوں نے قبول کر لیا پھر صدیق اکبر کے پاس آئیں اور پیغام کہا انکو یہ وغیرہ ہوا کہ میں نے حضرت سے عقد موافات با ندھی ہو میری بیٹی سے حضرت کا طرح نکاح کرینگے یہ خبر حضرت نے سنی اور فرمایا کہ اخوت نسبی خضعی موجب حرمت ہو نہ اخوت سلامیہ خولہ نے صدیق اکبر سے کہا صدیق اکبر نے کہا کہ تو انکے توقف کر میں تا ماہوں اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ صلعم ابن عدی نے اپنی بیٹی جیسہ کے واسطے عائشہ کو چاہا تھا سو حضرت صدیق اکبر کے گھر گئے اننے انکو کہا کہ اسکی بیٹی بیٹی دیکھ کر میرے بیٹے کو دین آبا بی سے پھیرا جاتا ہو یہ ہرگز نہ ہوگا پھر صدیق اکبر نے اسکے بیٹے سے کہا اسے بھی دینی ہو کر صدیق اکبر نے غنیمت سمجھا اور جلدی سے اپنے گھر آئے اور خولہ سے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غریب خانہ پر وفی فرما ہوں بھلا کو منظور ہو چنانچہ آنحضرت تشریف لائے اور نکاح کیا یا نسیم مقرر فرمایا کہ اسی وقت حضرت نے قرض لیکر تسلیم کیے اسوقت عمر حضرت عائشہ کی پھر برس کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ مہر سارے بارہ اوقیہ تھا کہ صدیق اکبر نے حضرت صلعم کی طرف سے ادا کیا کذا فی بیعت الحافل اور وفات عائشہ صدیقہ سال اول و ثلثون سال دوم ہجرت مدینہ منورہ میں بعمر نو برس کے واقع ہوا اور اٹھارہ برس کی تھیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی عمر بیست و چھ یا چھیالیس برس کی ہوئی اور شب سہ شنبہ ستر و بیست و چھ رمضان المبارک سال پنجاہ و ششم ہجری میں وفات ہوئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور محمد بن قاسم ابن ابی بکر و عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے قبر میں رکھا اور خست البقیع میں رات کے وقت دفن کیا انکے سوا کسی کوئی عورت بارہ آنحضرت کے نکاح میں نہیں آئی انکو اجلہ فتما میں شمار کرتے ہیں اور عربی فصیحہ و ملیحہ تھیں

عمر حضرت عائشہ صدیقہ ۶۷ سال  
عمر حضرت فاطمہ صدیقہ ۵۰ سال  
عمر حضرت زینب صدیقہ ۴۰ سال  
عمر حضرت ریحانہ صدیقہ ۳۰ سال  
عمر حضرت ام سلمہ صدیقہ ۲۰ سال  
عمر حضرت ام کلثوم صدیقہ ۱۰ سال







ام سلمہؓ آخرین از زوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات میں مگر بعض مہینوں کو تو رزق دیتے ہیں اور مسیح یہ کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام  
 ام سلمہؓ نے وفات پائی ہر شاکوین زینب بنت جحش اسدیہ اور والدہ انکی ایسہ بنت عبدالمطلب تھیں یعنی حضرت صلعم کی بھوپھی کی بیٹی  
 تھیں اصل لکھا نام بڑہ تھا سو حضرت صلعم نے دیکھا کہ یہ نام مشرترتہ کہ نفس پر ہو اور کریمہ لائے کو انسلم کے خلاف ہوا سلیے زینب کا نام  
 دل نکاح انکا زید ابن جارس سے ہوا اور جب یہ نے طلاق دی تو حضرت صلعم نے نکاح کیا تو ایت ہو کہ جب حضرت صلعم نے زینب کے ساتھ  
 زید کا نکاح کرنا چاہا تو خود زینب اور عبد اللہ برادر زینب نے سبب شرافت نسبیلہ نبی اور زکریا فرجی اور سبب یہ کہ لکھا کیا تو حضرت صلعم نے  
 فرمایا و ما کان لہ من لامونہ و اوقضی اللہ در سولہ ام ان کیوں اہم الخیرۃ من امر ہم من یحب اللہ و رسولہ فقد فضل علی الاممین الخ  
 کام نہیں کسی ایمان دار مرد یا عورت کا جب تمہارے اللہ اور اسکا رسول کچھ کام کہہ گا تو رہتے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم  
 چلا اللہ اور اس کے رسول کے سوا رہے بخلاف صحیح چوک کر یہ سکر زینب عبد اللہ راہی ہوئے کہ حضرت صلعم نے نکاح کر دیا اور حکام میں  
 کہ حضرت نے دل دینا اور ساٹھ دراہم اور ایک وڑھنی اور ایک کرتہ اور ایک لنگا اور ایک چادر کلاں اور پچاس یہ گیون اور  
 بیست صاع خرمے خشک زینب کے پاس بھجوائے با تھانہ زینب کے گھر میں رہنے لگیں مگر زید انکی نظر میں فقیر و کم مرتبہ لگتے اس لیے  
 باہم لڑائی ہو کر تی اور موافقت فراہمی نہ ہوتی اور زید ہمیشہ حضرت صلعم سے شکوہ کیا کرتے اور عرض کرتے کہ میں زینب کو  
 چھوڑ دیتا ہوں مگر حضرت صلعم منع فرماتا اور کہتے کہ میری خاطر سے اسے چھوڑ قبول کیا ہو اسب چھوڑ دینا دوسری ذات ہو  
 لیکن جب مکر یہ معاملہ گذرا اور بار بار یہ قضیہ ہوا تو حضرت صلعم کے دل میں آیا کہ اگر زید چھوڑ دینا تو زینب کی دلجوئی بخیر کے نہیں  
 کہ میں نکاح کروں لیکن منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ ہو کہ یہ لوگ کہیں اپنے بیٹے کی جوڑ دھکڑ میں مکی حالانکہ وہاں اسکا حکم بیٹے کا  
 کسی مریں نہیں ہو اور اللہ جل شانہ نے حضرت کو ایک عالی شہرتی آگاہ کر دیا تھا زینب تمہاری بی بی ہوگی آؤ کار ایک دن زید آگاہ  
 یا حضرت تنگ ہو کر میرے زینب کے طلاق دی آجنا خاموش ہو رہا جب عدت کے ایام گذر گئے تو زید ہی کو بھیجا کہ تم جا کر میرے ساتھ نکاح  
 پیغام دو تاکہ معلوم ہو کہ دفعہ اس امر کا زید کی رضامندی ہے جو اب تو عرض دینے نکاح کا پیغام یا زینب کا جب تک میں اپنے اللہ سے شوق  
 نہ کرونگی اسکا جواب دینی سو زینب نے دو رکعت نماز ادا کر کے دھاما لگی یا الہی تیری پیغمبر مجھے نکاح کا پیغام کرنا ہو اگر میں اس کے لائق ہوں تو بھجھا  
 نکاح میں ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں آیت نازل فرمائی فلما قضی زید نسأولہ وجنا لہ یعنی پھر جب تمام کر چکا زید اس عورت سے اپنی غرض  
 پختہ اسکو تیرے نکاح میں دیا یعنی جب یہ نے اسکو چھوڑ دیا تب ہی تیرے ساتھ نکاح کر دیا اور بقوت یہ کہ زید نازل ہوئی تو حضرت صلعم عائشہ رضی اللہ عنہا  
 گھر میں تھے سو فرمایا کوئی زینب کو مبارکباد پہنچا دے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح میرے ساتھ کر دیا اسی وقت مسماہ سلمیٰ خادیم نے  
 یہ بشارت سراسر سعادت زینب کو پہنچائی انھوں نے سجدہ و شکر ادا کیا اور سلمیٰ کو انعام سے سرفراز کیا پھر دینے کے روزہ کی  
 رکے اور بعد نزول آیت حضرت صلعم زینب کے گھر میں تشریف لائے تو زینب نے کہا یا رسول اللہ بلا خطبہ گوارہ نکاح کس طرح ہو  
 آجنا اب نے فرمایا اللہ المزوج و جبرئیل امشا ہر اسی سبب سے زینب بطور افتخار اور بیبیوں سے کہا کہ تھیں کہ متولی میرے نکاح کا  
 خدا ہو اور تمہاری متولی اولیا ہیں انفرقہ البتہ کے فرمانے سے نکاح بند ہو گیا ہا ہر میں نکاح کر کے کی حاجت نہ ہوئی بطرح

اب کوئی مالک اپنی کوٹھی و غلام کا نکاح کرے کہ جانا چاہیے کہ یہ بات از جملہ خصوصیات حضرت صلعم سے پہلو کرکشی کو جائز نہیں ہے کہ بلامہر و گواہ نکاح کرے یہ معاملہ سانچہ ماہ و فیقہ دین بقول صاحب موہب لدنیہ واقع ہوا اور سخاوی کے نزدیک سال چارم میں اجلاس معاملہ کے زینب رضی اللہ عنہا نے کھانا بہتر کیا کہ لوگوں کو کھلایا اور منافقوں نے طعنے دیے کہ محمد نے اپنے بیٹے کی عورت کو گھر میں ڈالا جو بت آیات نازل ہوئی کہ ان کا محمد ابا احد من جالک و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور مردیات انکی کتب میں گیارہ حدیثیں ہیں و حدیث متفق علیہ اور باقی اور کتابوں میں عمر ترین برس کی ہوئی اور بصورت تئیس بیان کی ہے اور وفات سال ستم ہجری میں ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ اور فرمائی اور محمد بن عبد اللہ ابن جحش اور اسامہ بن زید نے قبر میں بقیع میں مدفون ہیں حضرت عائشہ انکی شان میں فرماتی ہیں کہ نہیں تھی کوئی عورت اسے بہترین میں اور ڈرنے والی اللہ سے اور بڑی صادقہ اور بڑی سلوک کرنے والی اپنے ماتے داروں سے اور بت اللہ دینے والی اور بت خرج کرنے والی اپنے نفس کو اس عمل جن میں تو اب صدقہ کا ہوا اور قرب خدا کا حاصل ہوا فائدہ پوشد نہ رہے کہ سبب حقیر لگنے زید کا نظر زینب میں اور انکا کرنے عبد اللہ کا تفرج سے یہ تھا کہ زید ابن حارثہ کو انکی والدہ سماء سعدیہ جنت ثعلبہ کہ قبیلہ بنی حسن بن طی میں سے تھی لیکر واسطے ملاقات اپنی قوم کے نکلی اور بنی حسن نے ایک قوم کو جاہلیہ میں لوٹ لیا تھا تو انکا گزہ بنی حسن پر ہوا تو ان لوگوں نے زید کو اٹھایا تھا یہ اندولوں اٹھ برس کے سو انکو بازار عکاظ میں لاکر بیچا اور حکیم بن حزام بن خویلد نے اپنی پھوپھی خدیجہ کے لیے چار سو درہم کو قبول کیا جب حضرت صلعم نے خدیجہ سے نکاح کیا انھوں نے آنحضرت کو سبک کر دیا بعد اس کے انکی خبر انکے اہل کو پہونچی سو حارثہ اور کعب دونوں بہائی لینے کو آئے اور کچھ رو پیٹنے لگے حضرت نے زید کو اختیار دیا کہ جو بیان ہو میرے پاس یا اپنے باپ چچا کے ساتھ جاؤ زید نے حضرت کی خدمت میں رہنا اختیار کیا سبب اس کے کہ سلوک و احسان حضرت کا اپنے ساتھ دیکھا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو ہمراہ لیکر اسی وقت جو کئی طرف تشریف لائے اور فرمایا اے حاضرین گواہ ہو کہ زید میرا بیٹا ہے وارث ہو گا میرا اور میں وارث ہوں گا اسکا سو مشہور ہو زید ابن محمد ہوا تاکہ وقت طہور اسلام آیا اور یہ کہ عید دعوت لایا ہم موافقہ عنہ اللہ تعالیٰ بپکارا انکو ساتھ نام لگنے پاپوں کے کہ یہ افضل ہے تب کچھ لوگ انکو زید ابن حارثہ اور آنحضرت صلعم نے زید کو نسل پائیں پس بڑے تھے اور ایک قول کے موافق اولم دون سے زید ہی اسلام لائے بعد اس کے حضرت نے ام ایمن اپنی کوٹھی آراوے انکا نکاح کر دیا کہ اسے اسامہ پیدا ہوئے پھر نکاح کیا زینب بنت جحش سے تو اس سبب کہ زید علام تھے زینب کو عاز و تنگ تھا اور اس سبب سے زید حقیر نظر آتے تھے انکی نظر میں آو فضائل زید کے بہت ہیں از انجملہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کسی صحابی کا نام نہیں لیا مگر زید کا لکھا قال فلما نفضی زیدنا دھرا آرا انجملہ حضرت نے فرمایا ہے کہ زید محبوب ترین لوگوں سے ہے میری طرف اور اسامہ بیٹا اسکا بعد اس کے اور روایت کہیں حدیثیں اسے اسامہ نے اور بھی اور اصحابوں نے وفات پائی یعنی شہید ہوئے غزوہ موتہ میں حالت امارت میں عمر چھتر برس کی ہوئی اور وفات سال ہجری ہجری ماہ جمادی الاول تھا انھوں نے جویریہ خدیجہ صطلقہ بنت الحارث ابن ابی ضرار انکا نام بھی برہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ کھا اول شافع ابن صفوان مصطلق اپنے چچا اور بھائی کے نکاح میں تھی جب شافع غزوہ مدینہ میں کہ اسکو غزوہ مصطلق بھی بولتے ہیں مارا گیا تو جویریہ لوٹ میں آئیں اور زینب

وہ

نہ

وہ

ابن قیس ابن شماس اور اسکے چچہ سے بھائی کے حصے میں پڑیں اور جو یہ یا ازہب حسینہ و حمیہ تھیں ایک اور حضرت علیہ السلام حضرت عائشہ کے پاس بیٹھے تھے جو یہ نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ میں سلمان غار شہاب بن خزار سر دار قوم کی بیٹی ہوں اور ثابت اور اسکے بھائی نے مجھ کو کا تبہ کر دیا سو آپ بدل کتابت میں میری عانت فرما دیں آنحضرت نے کہا کتابت ادا کر کے جو یہ کہو آراؤ کیا اور سال ششم ہجری میں ان کے نکاح فرمایا و فاطمہ انکی سال چاہوش بہری میں ہوئی حنت البقیع میں دفن ہوئے اور سرتر ششم برس کی ہوئی اور بعضے پندرہ برس کی کہتے ہیں مرویات انکی سات حدیثیں ہیں اور بخاری اور دو مسلم میں اور باقی اکثر کتاب میں اور غایت جازہ مروان حاکم مدینہ نے بڑھائی تھی نویں امام خطیب نے ابی سفیان ابن صخر ابن خربان انکی صفیہ بنت ابی العاص غمہ عثمان نام انکا اول رسلہ تھا اول نکاح علیہ السلام ابن جش میں تھیں اسی سے حمیہ بیٹی ہوئی تھی جب عبد اللہ کے ساتھ ہجرت ثانیہ حبشہ کو ہجرت لکھیں تو عبید اللہ غسانی ہو کر گیا اور ششم سال سلمان بن مریم سال ہجرت میں حضرت مسلم نے عمر ابن ابی نعیر کی کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ احمیدہ بن کح کا بیٹا م دس و قبل درود عمر ام حمیہ نے خواب دیکھا تھا کہ کوئی بچہ آتا ہے یا ام المومنین ام حمیہ نے تعبیر کی تھی کہ میں حضرت علی علیہ السلام کی زوجات مطہرات میں داخل ہوگی جب عمر نجاشی کے پاس پہنچے تو نجاشی نے ابرہہ اپنی لونڈی کو ام حمیہ کے پاس بھیجا وہ نہایت خوش ہوئیں اور زیور ست و پنا اسکو عنایت کیا اور خالد ابن سعید ابن العاص کو وکیل کیا اور نجاشی نے مجلس آہستہ کی اور جعفر ابن ابیطالب غیرہ مہاجرین حبشہ کو جو وہیں موجود تھے طلب کر لیا اور حضرت علی علیہ السلام کے واسطے خطبہ نکاح پڑھا اور سو ثقاہ طلبا یا چار ہزار درہم کا مہر مقرر کیا اور دلیل ام حمیہ کو عنایت کی گئے ام حمیہ کے پاس پہنچا دیے آنحضرت نے اس حال سونا اور ابرہہ کو بھیجا اور غدار کیا کہ تیری خدمت مجھ سے یادہ نہیں ہو سکتی اسی قدر قبول کر ابرہہ نے وہ زیور اور طلا واپس کیا اور کہا کہ میں کسی خوش مطلق نہیں رکھتی ہر دن ہی درخشاں ہو جیسا ہے گرگاہ رسول خدا میں فیض یاب ہوں تو میرا سلام عمر من کر کے طلاء دین کہ میں سلمان ہوں اور شبے روز دل د زبان آپ کے درو سے بھرے رہتے ہیں ایدازان نجاشی کی مسورات نے ارگے و خوشیوں بیان مرتب کر کے ام حمیہ کو بھیجے برادیت بھیجی ثابت ہو کہ جب خبر استحکام سلسلہ عقد نکاح حضرت علی علیہ السلام کو ہوئی تو آنحضرت نے شرجیل ابن حسنہ کو جانب حبشہ روانہ کیا تاکہ ام حمیہ کو لے آئیں چنانچہ لگے اور ام حمیہ کو لائے اور نجاشی نے جعفر ابن ابیطالب غیرہ مہاجرین حبشہ کو مع عریضہ پیر میں پانچ ماہہ اور ایک ہفت روزہ سیاہ کے روانہ کیا اور بعد نزول مدینہ زفاف واقع ہوا پھر ام حمیہ نے ابرہہ کا سلام کہا اور حال اضیہ بیان کیا حضرت مسلم نے فرمایا علیہ السلام رحمہ اللہ و برکاتہ اندون عمر ام حمیہ کی تیس برس کی تھی اور بعضے تیس برس کی مہینے کی بیان کرتے ہیں ہذا ہو صحیح اور بعضے کہتے ہیں ام حمیہ مدینہ میں لائے اور عثمان ابن عفان نے حضرت کے ساتھ نکاح کر دیا و فاطمہ انکی عہد معاویہ ابن ابی سفیان میں واقع ہوئی و مردان نے نماز جمعہ حنت البقیع میں دفن ہوئے اور سال چالیس یا چو اسیں ہجری تھے اور بعضے وفات انکی شام میں بیان کرتے ہیں کہ صفیہ عرویات انکی پندرہ حدیثیں ہیں متفق علیہ و دو اور فرمود مسلم ایک اور ترمذہ اور کتب میں یہ توجہ الحمافل میں ہو کہ متولی نکاح صحیح شجر عثمان ابن عفان تھے بقولے خالد ابن سعید ابن العاص بقولے نجاشی یا خصائص آنحضرت میں ہو ابراہیم کے حضرت مسلم نے فرمایا سلفے خوشی خاطر ابی سفیان کے بوالایت ابی سفیان نجد ید نکاح فرمائی تھی و نویں جعفر بن نعیر یہ بنت جعی ابن خطب ابن سعد ابن ابی

مشکو و بکانه و خوش بین  
عبدالمعز ابن شمس  
گویی غلامی و صواب  
عبود الصلوة و تقیة  
چون حسن و دود  
و اصول و فو و بین  
۱۲

میرزا محمد علی خان  
در خدمت صاحبزاده  
که در کار دارد و میگوید  
و او را در کونین  
میفرستد به بیابان دارد  
چون که کسی را  
میخواهد بخورد

مجلس







ام سلمہ بنت ابی امیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چار نفر غیر قریش زینب بنت جحش و میمونہ بنت الحارث ہلالیہ زینب بنت خزیمہ سلمہ بنت  
و جحش یہ بنت الحارث خزاعیہ اور ایک غیر عربیہ بنی نضیر سے ضعیفہ بنت جحش ابن اخطب اور ایک بنی نضیر یا بنی خزیمہ سے ریحانہ بنت شمعون  
خواہ بنت یدین عمر اور زحبات کے دو گروہ تھے ایک گروہ عائشہ در فضلہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دوسرا گروہ سلمہ و غیرہ کا اور باہم انداز کے  
غیرت اور شک بھی گا وہاں ہر جگہ تھا کہ بیان اسکا فائدہ و علیحدہ بین بعد بیان وجات اور سرکاری کے انشاء اللہ لکھا جائیگا مخفی نہ رہے  
کہ وہاں لہذا میں سوائے ان زوجہ مطہرات مذکورہ الصدر کے بارہ بیبیان اور بھی تھیں کہ ان سے حضرت صلعم نے خطبہ خواہ نکاح فرمایا اور  
قبل دخول یا بعد دخول تفریق واقع ہوئی ایک شراف بفتح شین معجرہ و تخفیف را و بعد از بنت خلیفہ کلبیہ خود ہر دو کلمہ کلیسی کی تھی کہ حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے عقد کیا مگر شراف نے قبل دخول وفات پائی دوسری خولہ بنت بذیل ابن بہیرہ کہ یہ بلا ہر نکاح میں درآئی یعنی اپنے نفس کو  
بہ کیا اور قبل دخول اس نے وفات پائی اور بعض اہل تحقیق کے نزدیک وہ عورت جس نے اپنے نفس کو بہ کیا میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں اور بقولے  
زینب بنت جحش تھیں بقولے زینب بنت خزیمہ اور بعض کہتے ہیں ایک عورت بنی عامر سے تھی ام شریک القریبیشہ العامریہ کہ نام اسکا  
غریبہ بنم عین ففتح را و شد یہ تختانیہ بنت عامر بن عوف بن عامر بن لوی تھا اور بعض کہتے ہیں بنت اودن عوف تھی در بعض سو کہ لکھ  
کہتے ہیں تیسری عمرہ بنت یزید ابن الجون بفتح الجیم اور جامع الاصول میں اسکا کنز یہ کو جو نہ لکھا ہو اور وہاں میں لکھا ہو اسما بنت النعمان  
بن ابی الجون الکندیۃ الجونیہ اور ابو عمر نے لکھا ہے عمرہ بنت عبد بن اوس ابن کلاب کلایہ اور در لایح میں ہر کہ بالاتفاق آنحضرت نے  
اس عورت سے نکاح کیا ہو اور سبب ہارقت میں اختلاف ہو بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے اسکو طلب کیا وہ نہ آئی اور بعض کہتے ہیں  
کہ اس عورت نے کہا خود بائند منکاح چنانچہ جامع الاصول میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بنت الجون حضرت کے پاس آئی  
اور کہنے لگی اعدو بائند منکاح حضرت نے فرمایا تو نے پناہ بزرگ پکڑ لی اپنے گھر جا کتا یہ طلاق کا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ  
ابو سعید سے فرمایا دو کپڑے اسکو دو کر اسے گھر پہنچا دے اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ سے فرمایا تین کپڑے تھے کہ دو کر خست کرد  
اور بعض روایں اس عورت کا نام امیہ اور بعضوں نے امام بیان کیا ہے کہ عرض جس نے اعدو بائند منکاح کہا ہے اس کے نام میں اختلاف کثیر ہو اور یہ بھی اختلاف ہے  
کہ اس نے اپنی طرف سے کہا یا بسبب شک اور غیرت کے بعض ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلا دیا جو تھی اسما بنت النعمان کنذیہ اسکو حضرت نے  
قبل دخول طلاق دی ایک روایت میں کہ اعدو بائند منکاح سی کی زمان صحابہ و ہوا ہو یا جو بن قتیبا قتیبا و تا و فتوانیہ بصیۃ تصفیہ بنت  
قیس بن ہر شہاب بن قیس کنذی اسکو شہد حضرت صلعم سے عقد کیا اور وہ موجود نہ تھی اور قبل درود کے حضرت صلعم نے وفات پائی ایک روایت ہے  
کہ آنجناب نے وصیت فرمائی تھی کہ یہ عورت مختار ہو چاہے پرکھ میں ہر کہ امہات المؤمنین میں داخل ہو اور چاہے جدائی اختیار کرے  
سو جب وہ آئی تو اس نے جدائی اختیار کی اور عمرہ بن ابی بل کے نکاح میں آئی جب یہ خبر حضرت ابو بکر صدیق کو پہنچی تو آنجناب نے چاہا  
کہ گھر اسکا جلاوین حضرت عمر نے کہا یہ عورت امہات المؤمنین میں داخل نہیں ہو گی نہ کہ حضرت صلعم نے دخول نہیں فرمایا اور نہ اسکو پرکھ میں لکھا اور  
ایک روایت ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مزدکوئی چھوٹوں کی بنوں یا باوجود وہ یا اسما بنت اہلسلمت کہ جب حضرت صلعم نے لکھو غورنگاری  
فرمائی اور خبر اسے سنئی تو خوشی سے گئی اور ایک روایت کہ ایک مہاجر بنی سلیم نے حضرت سے تمنا کی کہ میری بیٹی اس میں جہاں آئے اسکو نکاح میں لائے

اسکی خواہش فرمائی یا رادہ خواہستن فرمایا تو اس مرد نے اسکی تعریف میں کہا کہ ایک صفت اُس میں یہ ہے کہ ہرگز اُسکو مرض و رحمت لاحق نہیں ہو اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھکو اسکی حاجت نہیں ہو اس مقام سے نکلا کہ جسکو بھی مرض یا رحمت لاحق نہ ہو وہ دیوانہ نہیں ہو سکا تو میں ایسی سنت العظیم بفتح خا و معرکہ کسطر و حملہ اخت قیس اس سے حضرت صلعم نے عقد فرمایا یہ عورت نہایت غیور تھی سو اسنے فسخ نکاح کیا حضرت نے منطوق کیا اور اُسکو بھڑپے نے کھالیا اور بعضوں کے نزدیک اسنے اپنے نفس کو بہکے کیا تھا کہ فی الموعبہ گھوڑی میں ہم شریک بنیں بغین ذرا و معرکہ صیغہ تصغیر سنت عام بن عوف کہ بنی عامر سے اور بعض کے نزدیک قبیلہ انصار سے اور بقولے قبیلہ اُس سے تھی اسس بھی آنحضرت نے نکاح کیا اور قبل دخول و بقولے بعد دخول مفاقت فرمائی تو میں کیا بہت کعب کہ پیش از دخول مفاقت فرمائی اور بعضے کہتے ہیں اسی نے استعاذہ کیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ دخول فرمایا اور اسنے حضرت کے پاس وفات پائی اور قول اول اصح ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ نکاح نہیں کیا حضرت خواستگار فرمائی تھی لہذا فی المذارج و الموعبہ اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ اسکی ران میں سفید داغ تھا لہذا آنجناب نے مفاقت فرمائی تو میں خواہم بنت الضحاک کلابہ کہ حضرت نے اس سے نکاح فرمایا اور قبل دخول آیتہ تخییر نازل ہوئی سو اسنے دنیا کو اختیار کیا آخر کار اسکی یقوت پہونچی کہ استخوان خرا و بردایے سرگین جینا کرنی تھی کسی نے پوچھا تو کون ہو اسنے کہا میں وہ بدخت ہوں جسے اختیار کیا دنیا کو خزا اور رسول پر گیا چھوٹا علیہ بیت خلیان بن عمرو بن عوف اسکو بھی حضرت نے قبل دخول طلاق دی باطلہ میں ایک مرتبہ بھی غنارے کے نام اسکا صحیح معلوم نہیں ہوتا اسکو بھی حضرت صلعم نے قبل دخول طلاق دی اور قریباً فرماتے ہیں کہ اس عزت کے بدن میں داغ سفید تھا اور دلالت میں ہے کہ یہ عورت بنی مر بن عوف ابن سعد سے تھی اس سے حضرت نے نکاح کرنا چاہا تو اسکے باپ نے دروغ کہدیا کہ اسکے سفید داغ ہو چرب وہ گھرا یا تو اسکے داغ سفید تھے فائدہ یہ بارہ بیسیان جبکہ ذکر کیا گیا انہیں سے شراف اور خواہ قبل دخول حضرت صلعم کے مری ہیں اور مسماہ سنا سے بالاتفاق یقوت زفات نہیں پہونچی لیکن اسقدر اختلاف ہے کہ وفات پائی یا مطلقہ ہوئی اور مسماہ علیکہ میں اختلاف دخول اور عدم دخول اور فوت اور طلاق ہو اور مسماہ عالیہ کے دخول میں اختلاف ہے اور طلاق میں اتفاق اور ام شریک میں اختلاف ہے اور اتفاق میں اختلاف ہے اور قریباً بالاتفاق دخول نہیں فرمایا اور جب حضرت صلعم نے وفات پائی تو یہ زندہ تھی اسی سبب سے بعض کے نزدیک حضرت صلعم نے رسول بیسیان چھوٹے ہیں اور موعبہ الدنیہ اور مدارج النبۃ کتب معتبرہ سے واضح ہے کہ چند عورتیں اور بھی ہیں کہ ان سے حضرت صلعم نے خطبہ کیا اور نکاح نہیں کیا ایک ام مانی بنت ابیطالب کہ نام انکا فاختہ بروایت صحیحہ تھا کہتے ہیں کہ عند طاعت حضرت صلعم نے اور ہبیرہ ابن وہب مخزومی نے انکی خواہش کی تو ابیطالب نے ہبیرہ سے عقد کر دیا حضرت صلعم نے ابیطالب سے شکایت کی ابوطالب نے کہا اے ہبیرہ راجع ہے اور قوم وہب سے مصارت واقع ہوئی ہے اور میں نے انکی بیٹی چاہی تھی سو طریقہ کرم مقتضی ہوا کہ مکافات اسکی کروں پھر فاختہ کے اولاد ہوئی جبکہ وہ عمر و یوسف زکائی تب کفیت انکی ام مانی واقع ہوئی اور فتح مکہ میں ام مانی ایمان لائیں اور ہبیرہ کفر ہبیرہ کے مفاقت واقع ہوئی اسوقت حضرت صلعم نے خطبہ کیا اور مانی کے

واللہ میں جاہلیت میں نہ ہو دوست کھتی تھی پس کس طرح اسلام میں دوست نہ کھنکھی مجھ کو تم انکھن میں سے زیادہ عزیز ہو  
 گئے میں ایک عورت ہوں کہ اولاد یتیم رکھتی ہوں مجھ کو خوف ہو کہ اگر اسکے حال کی رعایت کرونگی تو آپ کی خدمت میں  
 تصور ہوگا اور جو آپ کی خدمت میں مصروف رہوں گی تو اسکے حال کی رعایت نہوسکیگی یہ ضائع ہونگے اور مجھ کو غم  
 آتی ہو کہ آپ میرے پاس تشریف لا دیں اور ایک لڑکا دو دھ پیتا ہو اور ایک بستر ترکیہ دینے پڑا ہو حضرت صلعم  
 فرمایا کہ عورت قریش بڑی مہربان اولاد ہوتی ہیں چنانچہ حضرت صہم نے عزرات اُنکے قبول فرمائے وفات لگی زمانہ  
 لعادہ ابن ابی سفیان میں ہوئی دوسری خولہ بنت حکیم تیسری حرہ بنت حارث غطفانیہ چوتھی سودہ قریشیہ پانچویں  
 صفیہ بنت بشامہ بفتح بار موجدہ و تخفیف شبن منقوۃ یہ عورت بعض غنائم میں ہاتھ آئی تھی آنحضرت نے فرمایا یہ چاہا  
 اپنے شوہر کو اختیار کرے اور چاہے مجھے اُسے شوہر کو اختیار کیا چھتویں ضبابہ بضم ضا و معجمہ و تخفیف موجدہ بعد الا  
 عین معاملہ مفتوحہ بنت عامر شاتویں امامہ بنت حمزہ ابن عبدالمطلب کہ جب حضرت سے پیغام نکاح ہوا تو آنجناب نے  
 فرمایا کہ یہ میرے بھائی رضاعی کی بیٹی ہو اٹھویں غرہ بنت ابی سفیان اسکو ام حبیبہ ام المومنین نے عرض کیا حضرت صلعم  
 حضرت نے فرمایا کہ تیری زندگی میں یہ مجھ پر حرام ہو نوین ایک عورت بنت جندب ابن حمزہ تھی دشوین ایک عورت تھی  
 کہ حضرت نے خطیبہ کیا اُسے کہا میں اپنے باپ سے دریافت کروں تو نکاح کرونگی جب اُسکے باپ نے اجازت دی تو حضرت صلعم  
 فرمایا میں نے دوسری عورت کو ہم خانہ کیا ہوا اب تیرے ساتھ نکاح نہ کرونگا اور سرکاری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 بروایت تین دہقوے چار تھیں اول مار یہ بنت شمعون قطیبہ کہ مقوقش قطبی صاحب مصر والی اسکندریہ نے ہدیہ کی تھی  
 سو یہ صاحب جمال سفید پوست تھیں مسلمان ہوئیں حضرت نے بلک میں تصرف کیا اور اُنسے حضرت کو محبت پیدا ہوئی  
 کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو ایک نوع کا رشک پیدا ہوا تھا انھیں سے ابراہیم پیدا ہوئے اور ایک گھر لکے لیے حضرت نے  
 بنوایا جسکو مشرئہ ام ابراہیم کہتے ہیں اب بھی اُسکی زیارت کرتے ہیں دوسری حمیدہ کہ بعض سبایا میں حضرت کو ملی تھی  
 تیسری ایک کنیز تھی کہ زینب بنت جحش نے آنجناب کو ہبہ کی تھی اور بقول ابن عبد البر وغیرہ چوتھی ریحانہ بنت زید  
 برع خواہ بنت شمعون سبایہ بنی انضیر یا بنی قریظہ سے تھی فائدہ اصح یہ ہے کہ ہر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 پانچو درہم سے زیادہ نہ تھا مگر ام المومنین صفیہ اور ام حبیبہ کا اعتناق انکا ہر تھا اور ام حبیبہ کا چار سو دینار  
 خواہ چار ہزار درہم تھے اور پانچو درہم ایک ہزار پانچ سو پچتر ماشے کے ہوتے ہیں اور کھلدار اور ڈبل اور پتلی دار ایک سو  
 چار آنہ ہوتے ہیں اور دار السلطنتہ کھنوکے ایک سو چھتیس روپیہ پندرہ آنہ تین بائی اور پندرہ جز تئیس سے اور چار  
 دینار خواہ چار ہزار درہم جو ہر ام حبیبہ کا تھا سو حساب ماشہ بارہ ہزار چھ سو ماشے ہوتے ہیں و بحساب کھلدار و ڈبل  
 و پتلی دار ایک ہزار پچاس روپیہ اور دار الخلافہ کھنوکے ایک ہزار پچاس روپیہ دس آنہ پانچ بائی اور پانچ جز تئیس سے  
 اور وجہ اختلاف روپیوں کا یہ ہے کہ روپیہ کھلدار اور ڈبل اور پتلی دار بارہ ماشے کا ہوتا ہے اور کھنوکے کا ستر گیارہ ماشے کا

دوسری

دسویں

فائدہ جن عورتوں سے حضرت صلعم نے عقد کیا اور قبل دخول یا بعد دخول طلاق دی یا وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دخول یا قبل دخول واقع ہوئی وہ سب مسلمانوں پر امام شافعی کے نزدیک مطلقاً حرام ہیں اور نووی نے اسکی تفسیر کی ہے اور امام الحرمین نے دخول شرط کیا ہے اور انہی نے اسکی تفسیر فرمائی ہے اور ساری مدخلہ میں صحیح حرمت ہے مومنوں پر کیونکہ وہ بلا شک اصحاب المؤمنین میں معدود ہیں اور جو عورت کہ قبل دخول عقد حضرت میں اس جہان سے سفر کی وہ بھی بالاتفاق ام المؤمنین ہے فائدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قوت مباشرت چالیس نقرہ کی عنایت کی تھی اسی واسطے مباح تھا کہ جس قدر اسے چاہیں عورتیں اپنے نکاح میں لائیں بخاری میں انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلعم ایک ات میں سب بیبیوں کے پاس پھر آئے تھے اور وہ گیارہ تھیں اور ایک وایت میں نو اور ہم اصحاب باہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ حضرت کو تیس نفی کی قوت اللہ نے دی ہے اور طاؤس اور مجاہد سے روایت ہے کہ قوت چالیس تن کی تھی اور ایک روایت میں قوت چالیس مرد اہل جنت کی دی گئی تھی اور روایت صحیح میں آیا ہے کہ ہر ایک اہل بہشت کو قوت سو مرد کی ہوتی ہے اکل اور شہب و جماع میں اور یہ مکمل فضل اور شرف اور امتیاز انحضرت ہے رجال امت پر اور حکمت تکثیر نسائے تھی کہ احکام درونی جنسے و کیفیت شکل ہر مرد پر بیان کیا کہ عبارت زیارت تکلیف بہ قیام حقوق حسن معاشرت و صحبت اور صبر تحمل ہے اور پر خطا ہر ہو کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے نفرت اور میتوت اور نفقہ اور کسوت وغیرہ حقوق میں جو قدرت انحضرت میں تھی عدل فرماتے تھے اور بہترین سیرت و حسن معاشرت سے بسر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے اہل و خیال سے بہ حسن معاشرت اور سیرت رہتا ہے وہ بہترین مردم ہے کیونکہ میں بہترین تھا راہوں اپنے اہل کے ساتھ مگر در باب محبت فرماتے تھے کہ خداوند اے قسم اور عدالت جو میں کرتا ہوں میرے اختیار میں ہے اور اس پر قدرت رکھتا ہوں مگر جس چیز کا مالک نہیں ہوں اس پر ملامت نہ کرنا یعنی محبت اور جماعت میں کبھی کہتے ہیں کہ رعایت سادات حضرت پر واجب تھی مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ محض کرم اور تفضل اور مروت بطیب قلوب ازواج تھی اور باوجود اسکے اس طرح فرماتے تھے کہ گویا واجب ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر فرماتے تو قرعہ ڈالتے جس بی بی کے نام قرعہ پڑتا اسی کو سہارہ رکاب لیجاتے تھے کہ انی اللہ ازواج فائدہ باوجود اس عدل اور انصاف کے ازواج مطہرات باہم غیرت اور رشاک گاہ گاہ ظہور پذیر تھا اور یہ بحکم طبیعت بشریہ اور مقتضائے غیرت و محبت اور ناشی غایت محبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ دوسرے کی شرکت پسند نہیں آتی تھی اور یہی معنی غیرت کے ہیں کہ محب کو جدائی اپنے محبوب کی گوارا نہیں ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ زوج مشوق زوجہ ہوتا ہے خصوصاً حضرت صلعم کہ تمام عالم کے بلکہ مالک عالم کے محبوب تھے پھر ازواج مطہرات کی جنگ و فراری ہم بستری اور قد مبوسی کی حاصل تھی کیونکہ محبوب نہوں اور کس طرح انکی باہم رعایت نہ ہو لہذا جب کسی عورت سے حضرت صلی اللہ وسلم قصد نکاح فرماتے تھے تو ازواج مطہرات اس سے بہتر

احوال جان و سادات ام المؤمنین

تفہیم الادیان

مرد و سادات

جان و سادات



مصرف ہوتی تھیں کہ کسی صورت میں آنجناب اُس سے التفات نہ فرمائیں یا جب باہم اپنی توجہ حضرت کی زیادہ از روئے محبت باقی تھیں تو رشک کرتی تھیں چنانچہ مدارج النبوة میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا ایک نوع کی عنایت اور رعایت بنظر عزت و شرف ہوئی تو عائشہ صدیقہ محبوبہ پیغمبر خدا صلعم کو غیرت و اس گہر ہوئی اور حضرت سے کہنے لگیں کہ محبت صفیہ سے بہت ہے کہ وہ ایسی اور ویسی ہے یعنی قصیر القامۃ ہے حضرت نے فرمایا اے عائشہ تو نے وہ کلمہ کہا کہ اگر اُسکو دریا میں ڈالیں تو متغیر ہو جائے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ وسلم صفیہ کے پاس تشریف فرما ہوئے تو یہ روتی تھیں حضرت نے پوچھا کیوں روتی ہو صفیہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ عائشہ اور حضرت مجھے ایذا کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم بہتر ہیں کیونکہ ہم کو شرافت نسب پیغمبر خدا کی ہے حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو کیوں نہیں کہتی کہ تم کس طرح مجھ سے افضل ہو حالانکہ اب میرا بارون اور چچا میرا موسیٰ ہے اور حضرت عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں سفر میں حضرت صلعم کے ہمراہ تھی صفیہ کا اونٹ بیمار ہو گیا اور چل نہ سکا اور زینب کے پاس اونٹ زیادہ تھے سو حضرت صلعم نے زینب سے فرمایا کہ صفیہ کا اونٹ خستہ ہو گیا ہے تم ایک اونٹ اُسے دو تو وہ منزل پر پہنچے زینب نے کہا اس یہودیہ کو میں کچھ نہ دوں گی حضرت صلعم نے کہنے ناخوش ہوئے اور دو مینے یا تین مینے اُنکے پاس تشریف نہیں لے گئے اُسی طرح کی سیاست اور تادیب آنحضرت صلعم کی امہات المؤمنین کے ساتھ ہوتی تھی اگرچہ بعض سے زیادہ محبت کتے تھے لیکن حق میں رعایت کسی کی نہ فرماتے اور نقل ہے کہ جب صفیہ مدینے میں آئیں تو عورتیں انصار کی آوازہ حسن و جمال سُکر بطور تفرج دیکھنے کو آئیں اس حال میں حضرت عائشہ صدیقہ نقاب منہ پر ڈال کر انہیں شامل ہو کر پوشیدہ تشریف لائیں تاکہ صفیہ کو دکھیں حضرت رسالت مآب صلعم نے عائشہ کو پہنچان لیا جب عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں سے جا بھر نکلیں تو حضرت صلعم اُنکے پیچھے تشریف لے گئے اور کو نہ چادر کا پا کر کے بولے اے میرا تو نے صفیہ کو دیکھا کیا پایا عائشہ نے عرض کیا ایک ہفتہ میں یہودیہ بنتی تھی فرمایا اے عائشہ تو ایسا کہتی ہے وہ تو مسلمان ہوئی ہے اور اچھا اسلام لائی ہے نقل ہے کہ مرض موت حضرت صلعم میں جملہ امہات المؤمنین جمع تھیں صفیہ نے کہا یا رسول اللہ باللہ میں خوش تھی اس میں کہ یہ مرض جو آپ کو پہنچے ہوتا اس وقت سب بیسیوں نے باہم انکھوں سے اشارہ کیا کہ سرور کائنات صلعم اس غمزہ و اشارہ پر مطلع ہوئے اور ناخوش ہوئے اور اظہار کراہت فرما کر ارشاد کیا کہ صفیہ اس دعویٰ میں سچی ہے اسی طرح اور ان لوگوں کو حضرت عائشہ سے رشک غیرت تھا چنانکہ بخاری میں قصہ ہر ایا اور تحف اصحاب باصفا کہ نوبت عائشہ میں بچتے تھے اور اسی وجہ سے دیگر اندوہ نے شکایت کی اور ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا سے اور حضرت عائشہ سے روبرو جناب رسالت مآب تکرار ہوئی مذکور ہے اور فقیر کا تب الاذواق نے اُسکو بتفصیل احوال ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا ہے اور مدارج میں ہے کہ حضرت صلعم نے جب اسمار کندہ سے نکاح کیا تو ابو اسید ساعدی کو روانہ کیا کہ اسکو کہہ دینا

ملا دے وہ گئے اور اسما کو مدینے میں لائے عورتیں مدینے کی آواز نہ حسن و جمال سن کر دیکھنے کو آئیں اور مہمانانہ مہینہ  
 ایک عورت کو سکھایا کہ تو اسما سے کدے کہ تو پادشاہ کی بیٹی ہو اگر چاہتی ہو کہ شوہر تجھے محبت کرے تو وقت خلوت  
 کہنا اعوذ باللہ منک کہ شوہر تجھ کو نہایت دوست رکھنا سو آئے اسی طرح کہا حضرت صلعم نے اسے چھوڑ دیا اور  
 ایک روایت ہے کہ جب اسما حضرت صلعم کے حضور میں آئی تو زوجات مطہرات کو نہایت رشک پیدا ہوا مگر اہل بیت  
 اس سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئیں چنانکہ حصہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ہنسی لگائی اور حضرت عائشہ صدیقہ  
 رضی اللہ عنہا نے سر کے بال گوندے اور اسی حالت اختلاط میں دونوں نے کہا کہ جب حضرت صلعم خلوت کریں  
 تو کہنا اعوذ باللہ منک چنانچہ جب اسما کو حضرت نے گھر میں داخل کیا اور پردہ ڈالا اور چاہا کہ مباشرت فرماویں  
 آئے کہ اعوذ باللہ منک حضرت صلعم نے فوراً ہاتھ کھینچا اور فرمایا تو نے بڑی پناہ پکڑ لی اپنے گھر جا اور ابو سید سے  
 کہ اسکو گھر اسکے پہنچا دے بعد ازاں حضرت صلعم کو دریافت ہوا کہ یہ فریب عورتوں کا تھا انہن صواب یوسف  
 وان کید کن عظیم اس مقام سے واضح ہوتا ہے کہ شاید عورتوں کو واسطے محبت شوہر کے ایسی بات جائز ہو لہذا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ہنزا اور جزا نہیں دی اور نہ منع وزجر فرمایا اور نہ کچھ ناراض ہوئے اسی مقدار  
 فرمایا کہ عورتوں کو کید اور مکر ہوتا ہے اور مکر انکا عظیم ہے چنانچہ قرآن شریف میں حق زبیران یوسف علیہ السلام میں  
 وارد ہے ان کید کن عظیم اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی کسی بی بی پر رشک نہیں آیا اسلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے لیکن خدیجہ پر  
 البتہ رشک آتا تھا اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو یاد دہشت کرتے تھے حالانکہ میں نے انکو دیکھا تھا  
 ایک روز میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ آپ خدیجہ کو یاد دہشت کرتے ہیں شاید انکی برابر  
 دنیا میں کوئی عورت نہیں فرمایا مگر خدیجہ ایسی تھی اور ایسی تھی یعنی اُس میں بہت خوبیاں تھیں اور میری اولاد  
 سب اس سے ہوئی خلاصہ یہ کہ خدیجہ سے مجھے دو سبب سے محبت ہے ایک تو یہ کہ اُس میں خوبیاں بہت تھیں  
 میری نسل قیامت اُسے قائم رہے گی چنانچہ حضرت فاطمہ بنت خدیجہ علیہا السلام کی اولاد ہے اور کسی کی نہیں  
 اس حدیث سے فضیلت خدیجہ کی عائشہ صدیقہ پر منہوم ہوتی ہے مگر اکثر احادیث فضائل حضرت صدیقہ پر  
 وارد ہیں لہذا اس کو اس بات میں اختلاف ہے چنانچہ شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں  
 کہ افضل درج مطہرات خدیجہ اور عائشہ اور ان دونوں کے باہم فضیلت میں اختلاف ہے ابن عماد فضل خدیجہ  
 اکرے کے قابل ہیں اور ابن داؤد سے سوال کیا گیا کہ ان دونوں سے کون افضل ہے جواب دیا کہ خدیجہ اور  
 تفصیل اس مقام کی موہب لدنیہ اور مدارج میں ہے فقیر کاتب الحروف کے نزدیک فضیلت میں دونوں برابر ہیں  
 اور وجوہ فضائل دونوں طرف قوت میں ہم پلہ ہیں اگر تفصیل اہل الجانبین میں ہوگی تو من وجہ تفصیل ملی

واللہ اعلم بالصواب توضیح اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں پوشیدہ نہ رہے کہ جملہ اولاد وراثتاً  
 متفق علیہ چھ نفر ہیں دو بیٹے قاسم و ابراہیم اور چار بیٹیاں زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ اور اکثر اہل علم  
 انساب کے نزدیک ایک فرزند عبد اللہ کے ہیں ہوئے تھے اور طیب اور طہر ان کا لقب تھا اور دارقطنی کے نزدیک  
 یہ قول ثابت ہے پس مجموع اولاد سب سے ہوئی تین بیٹے اور چار بیٹیاں اور بعض طیب اور طہر کو سوا عبد اللہ کے  
 بیان کرتے ہیں پس ذکر پانچ ہوتے ہیں اور جملہ اولاد نو نفر اور بعض عبد اللہ کو متثنیٰ کرتے ہیں تو جملہ اولاد  
 آٹھ نفر ہوتے ہیں اور بعض طیب اور طہر کو ایک بطن سے کہتے ہیں اور طہر اور طہر کو ایک شکم سے پس  
 اس حساب میں سب اولاد گیارہ تن ہوتی ہیں اور بعضوں نے نقل کیا ہے کہ قبل بعثت ایک بیٹا عبد مناف  
 پیدا ہوا تھا پس مجموع بارہ ہوتے ہیں اور سب حالت اسلام میں ہوئے سوا عبد مناف کے بالجملہ سب  
 اقوال کے ملائے سے آٹھ بیٹے ہوتے ہیں قاسم و ابراہیم متفق علیہما اور چھ مختلف فیہ اور اصح یہ ہے کہ تین بیٹے  
 قاسم و ابراہیم و عبد اللہ تھے اور چار بیٹیاں اور سب اولاد خدیجہ بنت خویلد کی ہیں سوا ابراہیم کے کہ وہ  
 ماریہ قطیبہ سے ہوئے کذا فی الموطأ والدرج اور اختلاف ہے اکبر اولاد میں بعض کے نزدیک اکبر اولاد قاسم  
 بعد از ان زینب پستہ رقیہ بعد از عبد اللہ پستہ ام کلثوم اور بعض کہتے ہیں اکبر اولاد زینب پستہ قاسم بعد از ان  
 ام کلثوم پستہ فاطمہ پستہ عبد اللہ لقب طہر پستہ ابراہیم ابن عبد البر کے کہا یہی صحیح ہے لیکن  
 عند التحقيق اہل علم انساب کے نزدیک اکبر اولاد قاسم ہیں کہ پیدا ہوئے پیش از نبوت اور انھیں کے  
 باعث سے حضرت صلعم ابو القاسم کہلائے بعض کے نزدیک سترہ مہینے زندہ رہے وہو الصواب و بعض کے نزدیک  
 دو برس زندہ رہے اور بعض کے نزدیک قابل منشی ہوئے تھے اور بعض کے نزدیک اس قدر زندہ رہے کہ لائق  
 سواری ناقہ اور اس کے ہوئے بہر تقدیر بروایت صحیحہ وفات انکی قبل بعثت ہوئی ہے اور وہ وہاب لدنیہ میں ہے  
 کہ مستدرک سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وفات عبد اسلام میں پائی اور عبد اللہ بعد اسلام کے مکہ میں پیدا ہوئے  
 ان کا لقب بطیب طہر تھے اور طفولیت میں وفات پائی انھیں کی وفات پر عاص بن داہل سہمی بدر و حارث  
 کہا تھا کہ بیٹے محمد کے مر گئے انکی منسل باقی نہ رہی اللہ نے اسی عرصہ میں سورہ کوثر نازل فرمائی اور ان کا  
 ہوا انبراہیم نازل کیا یعنی تیرا دشمن اور غیبت کنندہ اور بدگوینہ آخرت ہوگا کہ دنیا اور آخرت میں  
 کوئی ان کا نام نہ لےگا اور اگر کوئی نام بھی لےگا تو بہ لعنت و مذمت لےگا اور تیرا نام دنیا اور آخرت میں بلند  
 رہیگا اور تیری اولاد شرف و عزت میں منتشر ہوگی اور ابراہیم مدینہ مطہرہ میں پیدا ہوئے ماریہ قطیبہ رضی اللہ عنہا  
 ماہ ذی الحجہ سال ششم و بروایت سال نہم ہجرت میں صحیح بخاری میں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ فدا یا  
 حضرت نے آج کی رات میرے بیٹا ہوا میں نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر ابراہیم رکھا روایت ہے کہ بروز تو

احوال انبیاء

حال قاسم

حال عبد اللہ

احوال انبیاء

حال ابراہیم

ہام رکھا اور ساتویں دن دو کیش عقیقہ میں فروج فرمائے و لقب لے ایک گوسپند اور بعد حلق راس چھون باون کے چاندی میکنوں کو صدقہ کی اور بال زمین میں دفن کرائے اور ابوہند نے بال مونڈے اور ام سیف زوجہ ابو سیف آہنگ کرنے دو دھپلایا اور قابلہ ابراہیم وجہ البوراف مولیٰ رسول اللہ صلعم سماء سلمیٰ تمہی اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ جب رسول خدا نے سنا کہ ابراہیم سکران میں ہیں تو حضرت نے عبد الرحمن ابن عوف کا ہاتھ پکڑا اور ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور دیکھا کہ ابراہیم قریب لمرگ ہیں سو انکو گود میں لیا اور چشم مبارک سے شکہ روان ہوئے اور فرمایا اے ابراہیم تیری فوت سے میں غمگین ہوں آنکھیں روتی ہیں اور دل جلتا ہے اور میں

نہیں کہتا ہوں وہ بات جس میں خدا ناراض ہو ماکا قال ان العین تدسع والقلم تحزن والاقول الامام رضی بہ ربنا وانا بغیر آقا یا ابراہیم لمخون اسوقت عبد الرحمن نے کہا یا رسول اللہ آپ روتے ہیں اور حالانکہ میں فرما چکے ہیں رونے میت پر فرمایا اے ابن عوف جو تو دیکھتا ہے رحمت اور رقت ہے مردہ پر کہ بیدار ہو تا شاید حال میت سے اور میں نے نہیں کی ہے مگر دو صورت سے ایک اُس آواز سے جو وقت لغتہ لہو و لعب اور فرامیر شیطان کی بہو اور دوسرے وہ آواز کہ وقت مصیبت ہو اور منع کرتا ہوں میں منہ پیٹنے اور کبڑے پھارتے لیکن اشک ریزی رحمت ہے اور جو رحم نہ کرے وہ رحم نکلیا جائیگا اور عبد الرحمن بن حبان ابن ثابت نے اپنی ماں سیرین سے کہ خواہر ماریہ قطبیہ تھیں روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتی تھیں کہ میں سہلنے ابراہیم کے تھی اور میں اور میری بہن ماریہ فریاد کر رہی تھیں اور حضرت منع نہ کرتے تھے اور جب روح ابراہیم مقبوض ہوئی تو حضرت نے فریاد سے منع کیا اور ایک روایت ہے کہ جب حضرت صلعم رونے تو اسامہ ابن زید نے فریاد کی حضرت نے منع کیا

اسامہ نے کہا یا رسول اللہ آپکو دکھ کر میں نے فریاد کی تھی فرمایا البکا ومن الرحمة والضراخ من الشیطان عمر حضرت ابراہیم کی شتر روز کی بروایت ابی داؤد ہوئی اور ایک روایت میں سئلہ مینے آٹھ روز کی ہے اور بعض کے نزدیک بائیس ماہ چھ روز کی اور بعض کے نزدیک یکینم سال اور دایہ ابراہیم یا ابو بردہ یا فضل ابن عباس غسل دیا اور عبد الرحمن ابن عوف نے پانی ڈالا اور سر پر صغیر پر اٹھائے گئے اور حضرت صلعم نے نماز پڑھی اور قبر عثمان ابن مظعون کے قریب مدفون ہوئے اور قبر کی نشانی کر دی اور پانی چھڑکا گیا اور حضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے پتھر قبر پر رکھے اور روز وفات وہم محرم و بروایت دہم ربیع الاول روز شنبہ تھا اور اسی دن کسوف شمس واقع ہوا لوگوں نے کہا فوت ابراہیم سے ایسا ہو حضرت صلعم نے فرمایا یہ دونوں نشانیاں خدا لگی ہیں کسی کی موت و حیات سے منکشف نہیں ہوتیں بلکہ اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ عبرت پکڑیں اور صدقہ دین اور استغفار کریں اور زندہ آزاد کریں اور سبب شہہ کا یہ ہوا کہ کسوف بست و شتم بست شتم میں بقاعدہ بخوم ہوتا ہے اور یہ دہم کو ہو تو لوگوں کو اشتباہ واقع ہوا حالانکہ خدا کو اس قاعدہ کا ابطال منظور تھا پس اس حدیث میں دلیل ہے



ابطال قول اہل نجوم پر جو قائل ہیں کہ سوائے تاریخ بہشت بہشت و بہشت شہم کے کسوف نہیں ہوتا اور منقول ہے کہ برزخ و وفات ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو میں والدہ ابراہیم کے واسطے دارِ ازلہ کو دیتا اور تمام قبیلوں سے جزیہ موقوف کر دیتا اور صحاح اخبار میں موجود ہے کہ فاطمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ابراہیم میرے بیٹے نے ایام رضاعت تمام نہیں کی اور دنیا سے رخصت ہو گیا تحقیق اس کے واسطے دودھ پلانے والی بہشت میں ہو گئی تاکہ ایام رضاع کامل ہو جائیں اور بخاری نے اس حدیث کو برا ابن عازب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہم رضعتی الجنۃ البتہ اس کی یہ دودھ پلانے والی بہشت میں ہو یعنی اس کو اللہ نے بہشت میں داخل کیا اور دودھ پلانے والی مقرر کی اور بعضے کہتے ہیں کہ بہشت سے عالم برزخ مراد ہے اور بعضوں نے تاویل کی ہے کہ مراد مضعہ سے اتمام نعمائے بہشت ہے لیکن ارتکاب مجاز باوجود امکان حقیقت غیر جائز ہے اور شیخ المحدثین مولانا عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج میں فرماتے ہیں کہ حکمت در خلق مضموم و اتمام مدت رضاع موقوف بل علم رسالت سے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کمال فی الحال بعد انتقال از دنیا داخل بہشت ہوتے ہیں اور جنت موعودہ والاں موجود ہے اور بعض مشائخ طریقت رحمہم اللہ کہہ قائل ترقی بعد الموت ہیں اس حدیث سے تمسک کرتے ہیں کہ یہ دلالت تکمیل نقصان پر کرتی ہے واللہ اعلم بالصواب یہاں تک ذکر صاحبزادوں کا تھا اب صاحبزادیوں کا حال لکھا ہوں اوّل زینب اکبر بیات ہیں ابن سہم کے نزدیک تولد ان کا سال سی ام تولد آنحضرت صلعم میں ہوا اور بعد بعثت آنحضرت اسلام لائیں اور جب جوان ہوئیں تو قبط ابو العاص ابن الکریع ابن عبد الغری ابن عبد شمس ابن مناف سے نکاح کیا یہ ابو العاص بیٹا مالہ یا ہند بنت خویلد خواہرا عیانی حضرت خدیجہ کبریٰ کا تھا بعد اس کے زینب نے جانب مدینہ ہجرت فرمائی اور بسبب کفر ابو العاص کے جدائی واقع ہو گئی اور بعد کئی برس کے ابو العاص بھی مدینے میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور حضرت صلعم نے بہ نکاح اول ما بہ نکاح جدید زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا پھر رفسے علی نام ایک بیٹا پیدا ہوا اور ایک بیٹی مسماۃ امامہ علی پسر زینب نے قبل بلوغ و قریب بعد بلوغ وفات پائی اور امامہ زندہ رہیں کہ بعد وفات حضرت فاطمہ علیہا السلام کے مطابق وصیت ان کے علی مرتضیٰ نے نکاح کیا اسے ایک بیٹا محمد واسطے پیدا ہوا لیکن زندہ نہیں رہا اور بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مغیرہ ابن نوفل ابن حارث کے نکاح میں آئیں اس سے بھی ایک نام ایک بیٹا ہوا وہ بھی زندہ نہیں رہا بالجمہ کوئی اولاد یا احفاد زینب سے دنیا میں نہیں رہا اور وفات زینب سال ہشتم ہجری میں ہوئی اور سوودہ بنت زمعہ و ام سلمہ و ام ایمن دامن عطیہ انصاریہ نے غسل دیا احادیث سے واضح ہے کہ حضرت نے عورتوں سے فرمایا دھوؤ اسکو تین بار یا پانچ بار اور ایک روایت میں سات بار یعنی اگر لطافت تین بار میں حاصل ہو تو زیادہ مشروع نہیں ہے ورنہ زیادہ کرو کہ لطافت حاصل ہو

بہشت میں داخل ہونے والی بہشت میں ہو یعنی اس کو

بہشت میں داخل ہونے والی بہشت میں ہو یعنی اس کو

اور یہی فرمایا کہ آب خالص اور آب ممزوج برگ کنار سے دھوؤ اور مرتبہ اخیرہ میں آب کا فور یا مشک سے غسل دو اور جب فارغ ہو تو مجھے آگاہ کرو ام عطیہ کہ راوی حدیث میں کہتے ہیں کہ میں نے بعد غسل دینے کے اطلاع دی تو حضرت صلعم نے اپنی انگ غنایت کی اور فرمایا اسکو کفن میں تبرک رکھو اس حدیث سے استحباب تبرک اتنا صاف کمال وضوح ثابت ہو پھر بعد بخیر تکفین نماز جنازہ کے دفن کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنفس نفیس قبر میں رکھا عمر زینب کی بیٹی یا قریب اکیس برس کے ہوئی اور باقی حال ابو العاص اور زینب کا جان ہماری قبر میں بیان ہو چکا ہے لیکن رقیہ ولادت انکی بعد تین برس کے ولادت زینب سے ہوئی اور بعد رقیہ کے ام کلثوم پیدا ہوئیں چنانچہ رقیہ کو حضرت صلعم نے عتبہ سے عقد کیا اور ام کلثوم کو عتبہ سے اور بعض کے نزدیک ابولکس سے اور ہواصحیح یہ بات قبل نبوت ہوئی اور بعد نبوت سورج تبت ید الابی لمبہ مارل ہوئی اور ابی لمبہ ان دونوں کا بچا رہنے دونوں سے مفارقت کرادی اور دونوں سے اسوقت تک نبوت دخول نہیں پہونچی تھی بعد اسکے ابو العاص سے بھی قریش نے کہا تھا کہ تو بھی زینب سے مفارقت کر مگر ابو العاص نے نہ مانا یا بجملہ حضرت صلعم نے رقیہ کو عثمان ابن عفان سے کہہ میں عقد کیا اور ہجرت کی رقیہ نے ہمراہ عثمان کے جانب حبشہ ہرود ہجرت اور وفات رقیہ مدینہ میں ہوئی سال دوم ہجری تھا اور حضرت صلعم غزوہ بدر میں مصروف تھے بعد ازاں جب تشریف لائے تو قبر پر تشریف لے گئے اور عکابین ہوئے اور حضرت فاطمہ پہلوئے انحضرت میں برس قدر بیٹھ کر رونے لگیں اور حضرت نے انکے انہور دے مبارک سے پاک کیے اور حال ام کلثوم کا یہ ہو کہ جب عتبہ نے مفارقت کی تو حضرت صلعم کے پاس آیا اور اسنے بے ادبی سے کلمات گستاخانہ کہے اور آب دیان پلید حضرت کی طرف ڈالا آنحضرت نے فرمایا اللہم سلط علیہ قلبا من کلابک نقل ہو کہ ابو طالب اسوقت حاضر تھے کہنے لگے دیکھیں کون بچا تا ہو بھگو تیر دے محمد سے یہ اسکے یہ معاملہ واقع ہو کہ عتبہ لمعون ابن ملعون بقصد تجارت جانب شام روانہ ہوا راہ میں ایک منزل میں کہ موضع زرقاط مشہور ہو پہونچا وہاں شیر نے عتبہ کو مار ڈالا رواہ البیہقی فی الدلائل اور حاکم نے اس قصہ کو یون بیان کیا ہو کہ ابوالب اور عتبہ شام کو گیا تھا سو متصل ایک صومعہ راہب کے ٹھہرے راہب نے انسے کہا کہ یہاں حیوانات بیاع رہتے ہیں اپنی حفاظت کیجیو ابوالب نے اہل قافلہ سے کہا آج کی رات میری مدد کرو کہ مشتبہ عاے محمد کا خوف ہو سو اسباب قافلہ کا جمع کروایا اور اسکی بلندی پر عتبہ کو سلا یا اور سب لوگ اسکے گرد بیٹھے اللہ نے سب لوگوں کو خواب کو مسلط کیا سو گئے ایک شیر آیا اسنے سب کے گٹھ سو گئے اور کسی سے متعرض نہوا پھر انبا پر اچھلا اور ایک ہاتھ عتبہ پر مارا اور سینہ اسکا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بقولے سرکاٹ لیا اور حضرت صلعم نے بعد قتل ہونے اس لمعون کے صحابہ کے خبر دی کہ انی نسیم الریاض اور بعد وفات رقیہ حضرت عثمان کے ساتھ ام کلثوم کو عقد کر دیا اسوقت سال سوم ہجرت تھا اور فرمایا جبرئیل علیہ السلام کہڑے ہو کے کہ رہے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نکاح کر دوں تیرا ام کلثوم

منہ

منہ

منہ

ابوالب کے تین بیٹے  
عتبہ اور عتبہ کے  
مستحب واقع ہوئے  
مسلمان ہو گئے  
نہیں کی اور ایک  
خانہ اسکو پیش کیا  
اسی اخلاص ہوئے  
تو قافلہ کا خوف  
دیکھا کہ اسکو  
بھی کہ عتبہ کا  
نہیں ہوئے

اور عثمان

عثمان ابن عفان سے اور ام کلثوم نے سال نهم ہجرت میں وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں عیس اور صفیہ بنت عبدالمطالب اور ام عطیہ نے غسل دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی قبر پر بیٹھ کر آنکھوں سے روئے اور فرمایا کوئی ہر حاضرین میں جس نے آج کی رات عورت سے صحبت نہ کی ہو ابو طلحہ انصاری اتنا س کیا یا رسول اللہ میں ہوں فرمایا قبر میں اتر و چنانچہ ابو طلحہ نے قبر میں رکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی منها خلقناکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم بارۃ اخری پھر فرمایا بسم اللہ و فی سبیل اللہ و علی اللہ رسول اللہ بعضے شراح کہتے ہیں کہ یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تم میں کوئی ہر جس نے صحبت عورت سے آج کی رات نہ کی ہو بطور تعریض تھا عثمان ابن عفان پر کہ انھوں نے شب کو اپنی لونڈی سے صحبت کی تھی اور یہ یہ ہوا کہ ام کلثوم کی بیماری نے طول کھینچا تھا اور بے طاقت ہو گئی تھیں عثمان ناچار رستفت ہو کر جا رہا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مطلع کر دیا اور بر وایت صحیحہ ثابت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات ام کلثوم حضرت عثمان سے فرمایا کہ اگر تیسری بیٹی میری ہوتی تو میں تجھے عقد کر دیتا اور ایک وایت کہ اگر دوسری ہوتی تو ایک کو بعد موت دوسرے کے تجھے دیتا بر وایت صحیحہ ثابت ہو کہ رقیہ اور ام کلثوم سے کوئی اولاد عثمان ابن عفان کی نہیں باقی رہی بلکہ کہتے ہیں کہ ام کلثوم ایک مدت عثمان کے پاس رہیں مگر اولاد نہیں ہوئی اور بعض نزدیک اولاد ہوئی لیکن زندہ نہیں رہی اور رقیہ رفت ہجرت اولی جانب حبشہ حاملہ تھیں سو وہ عمل کر گیا بعد اسکے ایک بیٹا ہوا عبداللہ ابن عثمان جب وہ دو برس کا ہوا تو خروس نے اُسکی آنکھ میں چوچ ماری مگر گیا اچھا صل ان کو صاحبزادیوں سے کوئی لڑکھایا لگی حضرت عثمان کی زندہ نہیں رہی اور نہ کچھ اُسکا نام و نشان ہو مگر اور ازواج سے حضرت عثمان کے اولاد ہوئی اور باقی رہی کہ ان فی المدا رج بعض کتب تواریخ سے واضح ہوتا ہے کہ جلد اولاد کو ر وانات حضرت عثمان عدوین شترہ تھیں آٹھ بیٹے اور نو بیٹیاں عبداللہ اکبر والدہ اُسکی فاختہ بنت غزو ان و عبداللہ مغر والدہ اُنکی قتیبت رسول اللہ صلعم و عمر و ابان و خالد و مریم والدہ اُنکی ام عمر بنت جذبہ ابن حخبہ ابن ابی الحارث ابن ارویہ و ولید و سعید و ام عثمان و والدہ اُنکی فاطمہ بنت الولید ابن عبدالشمس ابن المغیرہ ابن عبداللہ ابن عمر مخزومی و عبدالملک مان اُسکی ام بنین بنت حلقہ ابن حصین بدر فارسی و عائشہ ام ابان و ام عمر و والدہ اُنکی مازلہ بنت سبیبہ ابن ربیعہ بن عبدالشمس ابن عبدالمناف و ام خالد و اردین و ام ابان و ام عبداللہ اُنکی نابیلہ بنت الفرافضیہ ابن لاجحل ابن عمر ابن قلعہ ابن الحارث مگر ایک بیٹی کا نام معلوم نہیں ہو فقط و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال اما فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تولد انکا بقول ابن جوزی پانچ برس قبل از نبوت ہوا ہے اور شیخ نے شرح سفر السعادت میں اسی قول پر لکھا فرمائی ہو اور مدارج میں فرماتے ہیں کہ ولادت شریف سال اکیالیس مولد حضرت رسالت پناہ میں ہوئی اور یہ قول ابو عمر راوی کا ہے اور مخالفت قول

ابن اسحق کے یہ کہو کہ ان سے روایت کی ہے کہ جب اولاد آنحضرت قبل نبوت پیدا ہوئے مگر ابراہیم اس واسطے کہ قول ابو عمر میں بعد انقضائے ایک برس نبوت کے ولادت فاطمہ ثابت ہوئی ہے اور قول ابن جوزی کو اشہر روایات میں گردانا ہے انتہی اور کرمانی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح حضرت فاطمہ علیہا السلام کا علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے بعد غزوہ اُحُد کے فرمایا اور عمر شریف پندرہ برس یا پانچ مہینے کی تھی اور یہ قول مؤید قول ابو عمر کا ہے بہر تقدیر حضرت فاطمہ اصغر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقول اصح ہیں اور بقول رفیعہ اور بقول ام کلثوم اور حضرت فاطمہ علیہا السلام سیدہ عورات عالم اور سردار سائر اہل نبوت ہیں اور حدیث مرفوعہ سے ثابت ہے کہ حضرت سیدہ علیہا السلام کو فاطمہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ ہر روز قیامت یوم حساب انکو اور انکے ذریعہ کو آتش دوزخ سے یکسو کرکے گا اور انکے روایت میں لفظ مجاہد بھی واقع ہے یعنی حق تعالیٰ جل شانہ ہر روز قیامت انکو اور انکے دوست داروں کو آتش دوزخ سے دور کرکے گا اور قطب از روئے لغت بمعنی منع طفل است از شیر گویا سیدہ یاز رکھنے والی ہیں آتش دوزخ سے کذا فی الموصی اللہ فیہ والمدارج اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بتو تھا کہ جب فاطمہ علیہا السلام آئیں تو آپ کھڑے ہو جائے اور دست شریف انکا پکڑے اور جب بن مبارک کو بوسہ دیتے اور اپنے مقام پر بٹھلاتے تھے اور اسی طرح جب حضرت حمۃ للعالمین محبوب الکلونین صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے پاس تشریف لاتے تو یہ تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑی ہوتی اور استقبال کر کے آئیناب کا ہاتھ پکڑتیں اور اپنی جگہ بٹھلاتیں کذا فی المدارج النبویہ میں کہتا ہوں کہ میرے کسی کو حضرت کے نزدیک حاصل نہ تھا جو حضرت فاطمہ کا تھا اور زکویہ اور راضیہ اور بتول حضرت سیدہ کے آئیناب سے ہیں اور وجہ بلقب یہ بتول یہ ہے کہ تہن معنی قطع ہے سو حضرت سیدہ فضل و کمال و حسن و جمال میں عورات عالم سے منقطع تھیں اور بھی دنیا اور ماسوے اللہ سے علیحدہ تھیں اور بسبب مرت و ہجرت اور نورانیہ و نبویہ کے سبب سے زہرہ کہلاتی تھیں اخبار الدول میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو بتول زہرا و طاہرہ مطہرہ و فاطمہ کہتے تھے اور دستور آنحضرت صلعم یہ تھا کہ جب فاطمہ آئیں تو آپ اپنے مقام پر انکو جگہ دیتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ کے برابر کوئی شخص پیارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ تھا اور صورت و سیرت انوش برخواست چال و ڈھال میں مشابہ تر آئیناب صلی اللہ علیہ وسلم بجز فاطمہ نہ تھا اور تو بان سے روایت ہے کہ حضرت جب ارادہ سفر فرماتے تو سب لوگوں سے مل کر خیمہ کو فاطمہ زہرا سے ملنے کو تشریف لاتے تھے اور جب معاودت فرماتے تو اول فاطمہ زہرا کے پاس آئے کہ زمانہ جدائی قضیہ ہو جائے علماء نے لکھا ہے کہ افضل ترین مخلوقات بعد الانبیاء علیہم السلام فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں اس واسطے کہ وہ ایک مگر اہم بدن سفید الانبیاء علیہم السلام و اسلام کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ کے حضور میں کھاکھاتے تھے کہ محبوب ترین مخلوقات ہمارے دل میں تھا رسے باپ تھے انکے بعد تم ہو اور





خرمے ننگائے اور اذن لوٹنے کا دیکھا کہ سب نے ٹوٹے اسی حال میں علی مرتضیٰ نے اُنکی طرف دیکھ کر  
 تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھ کو حکم کیا اللہ نے کہ فاطمہ کا عقد تیرے ساتھ کر دین سو میں نے چار سو متقال چاندی  
 مہر قرار دیکر تیرے ساتھ عقد کیا تو راضی ہوا علی مرتضیٰ نے کہا میں راضی ہوا یا رسول تب حضرت صلعم نے  
 فرمایا جمع اللہ شکمہا و عرصدکما و بارک علیکما و اخرج منکما کثیرا طیباً یعنی اللہ جمع کرے تمہاری برکت کی  
 اور عزیز کرے تمہاری کوشش اور برکت نازل کرے تم دونوں پر ظاہر کرے تم دونوں سے اولاد پاکیزہ  
 حضرت انس فرماتے ہیں کہ بعد اُن دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت ظاہر ہوئی گذرانی المویہ الباقیہ بعد کج کے  
 جناب سیدہ باجارت حضرت صلعم ہمراہ ام امین علی مرتضیٰ کے گھر آئیں اور حضرت صلعم نے حضرت مرتضیٰ سے  
 فرمایا کہ فاطمہ سے بات نہ کرنا جب تک امین نہ آؤں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں گھر میں ایک شخص  
 تھا اور حضرت سیدہ مع ام امین ایک طرف کہ عشا کے بعد جناب صلعم تشریف لائے اور فرمایا بیان میرا بھائی ہے  
 ام امین نے کہا موجود ہو کیا تمہیں تکاح انکا کیا ہے اپنی بیٹی سے فرمایا ہاں اور گھر میں داخل ہوئے اور  
 فاطمہ سے فرمایا پانی لاؤ میرے پاس سو فاطمہ کا نہ کلان چوبین میں پانی لائیں حضرت نے پانی لیا اور منہ دھو کر  
 کلی ڈالی اور فاطمہ کو اپنے سامنے بلایا اور اُنکے سر و سینے پر ورد پانی چھڑکا اور فرمایا اللہم اعنیدہا بک و ذریعہ  
 سن الشیطان الرجیم پھر کھایا پھر پھر فاطمہ نے پیٹھ پھیر لی کہ حضرت نے دونوں شانوں کے بیچ میں پانی ڈالا اور  
 اسی طرح پڑھا بعد اُنکے اسی طرح علی مرتضیٰ سے کیا پھر فرمایا داخل ہا ملک بسم اللہ الرحمن الرحیم و البرکۃ لک العجل  
 ابو حاتم و احمد فی المناقب روایت ہے کہ مویز و خرمے طعام ولیمہ میں حضرت صلعم نے عنایت فرمائے تھے بعد اس  
 معاملے کے حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے اندر کا کام ج طرح روٹی پکانا اور جھاڑو دینا اور چکی پسینا فاطمہ  
 کیا کرے اور باہر کا کام علی خواہ اُنکی والدہ فاطمہ بنت اسد چنانکہ ائمہ حریف نے لکھا ہے کہ چکی پسنے کے نشان  
 حضرت سیدہ کے ہاتھوں میں پڑ گئے تھے اور چولہا چھونکنے سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا ایک درجناب لایا  
 فرمایا کہ تمہارے باپ اکثر نوڈیاں بانٹتے ہیں تم بھی اپنے لیے کوئی نوڈی مانگ لاؤ سو جناب سیدہ اس کام کو  
 حاضر حضور ہوئیں مگر سلام کر کے چلی آئیں اور دنیا کی شکایت نہ کر سکیں علی مرتضیٰ نے ایک دن پھر تاکہ پھر  
 حضرت صلعم آئیں حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تھے مگر جب حضرت سیدہ تشریف لیگئیں تو آنجناب کو گھر میں  
 نہ پایا تب حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ایک نوڈی مانگنے آئی تھی تو رات کو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ فاطمہ  
 ایک نوڈی مانگنے کو تشریف لائی تھیں حضرت صلعم اسی وقت جناب سیدہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ ابکی بار  
 نوڈیاں آئیں تو یاد دلانا ہم حکم دینگے اور فرمایا کہ دنیا کی مشقت چند روزہ ہے اسکو اسی طرح گذر جائے دو  
 آخر کار جب نوڈی عنایت فرمائی تو ارشاد کیا کہ اگر ایک کام وہ کرے تو ایک کام تم کرو یا یہ کہا کہ آدھا کام

حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ میں نے چار سو متقال چاندی مہر قرار دیکر تیرے ساتھ عقد کیا تو راضی ہوا علی مرتضیٰ نے کہا میں راضی ہوا یا رسول تب حضرت صلعم نے فرمایا جمع اللہ شکمہا و عرصدکما و بارک علیکما و اخرج منکما کثیرا طیباً یعنی اللہ جمع کرے تمہاری برکت کی اور عزیز کرے تمہاری کوشش اور برکت نازل کرے تم دونوں پر ظاہر کرے تم دونوں سے اولاد پاکیزہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ بعد اُن دونوں سے اولاد پاکیزہ بکثرت ظاہر ہوئی گذرانی المویہ الباقیہ بعد کج کے جناب سیدہ باجارت حضرت صلعم ہمراہ ام امین علی مرتضیٰ کے گھر آئیں اور حضرت صلعم نے حضرت مرتضیٰ سے فرمایا کہ فاطمہ سے بات نہ کرنا جب تک امین نہ آؤں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں گھر میں ایک شخص تھا اور حضرت سیدہ مع ام امین ایک طرف کہ عشا کے بعد جناب صلعم تشریف لائے اور فرمایا بیان میرا بھائی ہے ام امین نے کہا موجود ہو کیا تمہیں تکاح انکا کیا ہے اپنی بیٹی سے فرمایا ہاں اور گھر میں داخل ہوئے اور فاطمہ سے فرمایا پانی لاؤ میرے پاس سو فاطمہ کا نہ کلان چوبین میں پانی لائیں حضرت نے پانی لیا اور منہ دھو کر کلی ڈالی اور فاطمہ کو اپنے سامنے بلایا اور اُنکے سر و سینے پر ورد پانی چھڑکا اور فرمایا اللہم اعنیدہا بک و ذریعہ سن الشیطان الرجیم پھر کھایا پھر پھر فاطمہ نے پیٹھ پھیر لی کہ حضرت نے دونوں شانوں کے بیچ میں پانی ڈالا اور اسی طرح پڑھا بعد اُنکے اسی طرح علی مرتضیٰ سے کیا پھر فرمایا داخل ہا ملک بسم اللہ الرحمن الرحیم و البرکۃ لک العجل ابو حاتم و احمد فی المناقب روایت ہے کہ مویز و خرمے طعام ولیمہ میں حضرت صلعم نے عنایت فرمائے تھے بعد اس معاملے کے حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے اندر کا کام ج طرح روٹی پکانا اور جھاڑو دینا اور چکی پسینا فاطمہ کیا کرے اور باہر کا کام علی خواہ اُنکی والدہ فاطمہ بنت اسد چنانکہ ائمہ حریف نے لکھا ہے کہ چکی پسنے کے نشان حضرت سیدہ کے ہاتھوں میں پڑ گئے تھے اور چولہا چھونکنے سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا ایک درجناب لایا فرمایا کہ تمہارے باپ اکثر نوڈیاں بانٹتے ہیں تم بھی اپنے لیے کوئی نوڈی مانگ لاؤ سو جناب سیدہ اس کام کو حاضر حضور ہوئیں مگر سلام کر کے چلی آئیں اور دنیا کی شکایت نہ کر سکیں علی مرتضیٰ نے ایک دن پھر تاکہ پھر حضرت صلعم آئیں حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں تھے مگر جب حضرت سیدہ تشریف لیگئیں تو آنجناب کو گھر میں نہ پایا تب حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ایک نوڈی مانگنے آئی تھی تو رات کو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ فاطمہ ایک نوڈی مانگنے کو تشریف لائی تھیں حضرت صلعم اسی وقت جناب سیدہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ ابکی بار نوڈیاں آئیں تو یاد دلانا ہم حکم دینگے اور فرمایا کہ دنیا کی مشقت چند روزہ ہے اسکو اسی طرح گذر جائے دو آخر کار جب نوڈی عنایت فرمائی تو ارشاد کیا کہ اگر ایک کام وہ کرے تو ایک کام تم کرو یا یہ کہا کہ آدھا کام

وہ کرے اور آدھا تم اور چکی پیسنے میں تم بھی اُسکے شریک ہو اور اگر وہ بڑا ہوتا ہے صحیح ثابت ہو کہ جناب امیر نے  
 حیات حضرت سیدہ دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا ایک مرتبہ حارث ابن ہشام پر اور ابی جہل نے علی رضی  
 در خواست کی کہ تم سماء غور و بنت ابی جہل سے نکاح کر دو علی رضی نے حضرت صلعم سے مشورہ کیا اور صحیح ہو کہ جہل  
 نے حضرت سیدہ علیہا السلام نے حضرت صلعم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ لوگون کو گمان ہو کہ آپ اپنی بیوی کے  
 واسطے غصہ نہیں ہوتے اور علی رضی ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرتے ہیں تب حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا خبردار ہو  
 کہ بنی ہشام بن مغیرہ کی اولاد مجھے اسکی اجازت مانگتی ہو کہ اپنی بیٹی کو علی رضی ابن ابیطالب سے نکاح کریں  
 سو میں انکو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں انکو اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ ابوطالب کا بیٹا یہ چاہے کہ میری بیٹی کو  
 طلاق دے اور انکی بیٹی سے نکاح کر لے سو میری بیٹی میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہو مجھکو بھی وہی چیز رنج دیتی ہے جو  
 اُسکو رنج دیتی ہو مجھکو تکلیف دیتی ہو اس حدیث کو بخاری و مسلم نے مسور ابن مخزوم سے روایت کیا ہے  
 اور شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایذا دہی بنی صلعم کو بہر وجہ حرام ہو اگرچہ وہ ایذا پیدا ہو  
 اُس چیز سے کہ اصل میں مباح ہو اور یہ حضرت ہی کے خواص سے ہو اور حضرت علی کے نکاح کو دو وجہ سے منع فرمایا  
 ایک یہ کہ اس سے ایذا ہوتی فاطمہ کو اور سببِ نذر رسول ہوتا پس ہلاک ہوتے علی رضی ایذا دہی رسول خدا سے  
 لہذا منع فرمایا گو یا شفقت فرمائی علی رضی پر دوسرے خون کیا فتنہ کا فاطمہ پر سببِ بغیرت کے اور بعضوں نے کہا ہے  
 کہ اذن نہ دینا حضرت کا منع کرنا جمیع سے نہ تھا بلکہ حضرت نے قضاء انہی سے خبر کر دی کہ مقدریہ ہو کہ یہ دونوں جمع نہ ہوں  
 اور سببی بیٹے سعید بن العطان سے منقول ہے کہ اُن نے عبداللہ ابن داؤد سے قول حضرت صلعم لا اذن الا ان یحب علی ان  
 یعلق بآبنتی ویکسح انہتم ابن داؤد نے کہا کہ حرام کیا اللہ نے علی پر یہ کہ نکاح کریں فاطمہ کی حیات میں کسی اور سے  
 اس قول سے واما انکم الرسول فخذوہ واما انکم عنہ فانتہوا یعنی جو کچھ دے تمکو رسول پس لے لو اور جس سے منع کرے  
 باز رہو سو جب فرمایا حضرت صلعم نے کہ نہیں اذن دیتا میں تو نہ حلال ہو اعلیٰ کو یہ کہ نکاح کریں کسی سے فاطمہ پر مگر  
 یہ کہ اذن دین رسول خدا اور سنائیں نے عمر ابن داؤد سے کہتے تھے جب فرمایا حضرت صلعم نے کہ فاطمہ ٹکڑا میرے  
 گوشت کا ہے قاق میں ڈالتی ہو مجھکو وہ چیز کہ قلیق میں ڈالتی ہو اُسکو اور ایذا دیتی ہو مجھکو وہ چیز کہ ایذا دیتی ہو اُسکو  
 حرام کیا اللہ نے علی پر یہ کہ نکاح کریں فاطمہ زہرا پر اور ایذا دین رسول خدا کو بقول اپنے واما کان لکم ان توذوا  
 رسول اللہ یعنی نہیں لائق ہو تمکو کہ ایذا دو رسول خدا کو نقل کیں یہ دونوں روایتیں حافظ ابو القاسم دمشقی نے  
 کاتب الحرم لکھا ہے کہ کوئی شخص اس مقام سے یہ نہ سمجھے کہ اگر کسی کی عورت دوسرے نکاح کرنے سے ناراض ہو  
 خاوند سے تو خاوند نکاح دوسرا نہ کرے اسلیے کہ یہ بات خصائص حضرت سے ہو کہ انکی ایذا سے منع ہوئی نہ کوئی  
 عورت مثل فاطمہ زہرا ہو نہ کوئی باپ مثل سرور کائنات سوائے اسکے حضرت صلعم صاحبِ شریعت تھے انکو اختیار تھا

مسور ابن مخزوم  
 علی بن غریر

کہ اسکو منع کریں اور کسی جائز نہیں بقولہ تعالیٰ فاعلموا انما طاب لکم من النساء منی و ملائکہ و رباع رس حدیث سے  
 کیسی بڑی فضیلت حضرت فاطمہ کی نکلتی ہے جسکی انتہا نہیں اسی حدیث کو دیکھ کر امام مالک فرماتے ہیں لا افضل  
 احدا علی بضعة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فضائل حضرت سیدہ کے حدیث سے افزون ہیں از بخلاف  
 مصابیح میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت کی بیبیاں حضرت کے پاس بیٹھیں تھیں کہ فاطمہ زہرا  
 فرشتہ لائیں حضرت صلیم نے فرمایا وہی بیٹی مر حبا بھر بٹھلایا انکو اور ان سے سرگوشی فرمائی یعنی کان میں بات کہی تو فاطمہ  
 رونے لگیں جب حضرت نے انکو غمگین دیکھا تو دوسری مرتبہ کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسے لگیں میں نے پوچھا حضرت نے  
 تم سے کیا کہا فرمایا کہ حضرت کا بھیدین نہیں کہہ سکتی جب حضرت کا انتقال ہوا تو میں نے فاطمہ سے کہا کہ میرا حق جو چاہو  
 اسکی قسم دیتی ہوں کہ اس سرگوشی کا حال کہو فاطمہ نے کہا اب تو کچھ مضائقہ نہیں اول بار جو حضرت نے فرمایا  
 سو یہ تھا کہ ہر سال جب پٹل ایک مرتبہ قرآن کا دور فرماتے تھے ابکی سال دوم مرتبہ دو کر کیا سو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ  
 میری موت قریب ہے اس واسطے میں رونے لگی پھر دوسری بار حضرت نے میرے کان میں کہا کہ بعد میرے میرے اہلیت سے  
 پہلے تو یہی مرگئی خدا سے ڈرتی رہو اور صبر کچھو میں تیرا بہتر پیشوا ہوں اور کہا اس سے راضی نہیں ہوئی کہ بدشتی  
 عورتوں کی سردار ہو یا یوں فرمایا کہ مسلمانوں کی عورتوں کی سردار ہو اس سے میں خوش ہوئی مولانا جلال الدین  
 سیوطی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ فاطمہ زہرا تمام مومن بیبیوں پر فضیلت رکھتی ہیں حتیٰ کہ مریم  
 و عائشہ صدیقہ پر بھی اور جو بعض روایات میں مریم کو عموم سے استثناء کیا ہے سو دلیل قاض کی نہیں ہو سکتی کہ وہ  
 جائز ہے کہ حضرت صلیم کو از روے وحی فضیلت فاطمہ زہرا بتدریج معلوم ہوئی ہو اور آخر کو عموم فضل ثابت ہوا ہے  
 اور جو بعض علما کہتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ کو فاطمہ زہرا فضیلت ہے اس دلیل سے کہ عائشہ بہشت میں حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو گئی اور فاطمہ علی کے پاس اور اس میں شبہ نہیں کہ مقام پیغمبر خدا اعلیٰ از شرف ہوگا  
 مقام علی رضی سے سو یہ مذکور ہے اس طرح سے کہ حدیثوں میں صاف وارد ہے کہ حضرت صلیم فاطمہ رضی اللہ عنہا سے  
 خطاب کر کے فرمایا کہ میں اور تو و علی و حسن و حسین ایک مکان و مقام میں ہونگے اور یہی علی اپنے قبا وے میں  
 لکھتے ہیں کہ اس مقام پر تین مذہب ہیں صحیح ترین یہ ہے کہ فاطمہ افضل ہیں عائشہ سے اور بعضے قائل مساوات ہیں  
 اور بعضے متوقف چنانکہ اس پر وحشی خفیہ اور بعضے شافعیہ قائل بتوقف ہیں اور امام مالک فرماتے ہیں لا افضل  
 احدا علی بضعة رسول اللہ کما ذکرنا سابقا اور امام سبکی فرماتے ہیں کہ مختار ہمارا اور ہمارے دین کا یہ ہے کہ فاطمہ  
 افضل ہیں بعد ان کے خدیجہ بعد ان کے عائشہ رضی اللہ عنہن مگر خدیجہ و عائشہ میں اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ بیعتیں  
 مختلف ہیں اور بعضے علما فضیلت یعنی کثرت ثواب عن اللہ را دیتے ہیں و لیکن کوئی شخص بحسب شرف ذات  
 و طہارت ولینت اور پاکی جوہر کے فاطمہ حسن و حسین کو نہیں پہنچتا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال از بخلاف جائزہ فی حق

بہارِ نبوی ج ۱ ص ۱۰۲  
 تاریخ طبرستان ج ۱ ص ۱۰۲  
 تاریخ طبرستان ج ۱ ص ۱۰۲



کہ فرمایا حضرت صلعم نے فاطمہ مجھے ہر روک دیتی ہو دل میرا وہ چیز جو روک دیتی ہو فاطمہ کے دل کو اور کساد دل  
 کر دیتی ہو مجھ کو وہ چیز کہ کساد دل کر دیتی ہو فاطمہ کو اور نسب قطع ہو جاوے گی ہر روز قیامت سوائے میرے نسب  
 اور سبب اور سسرال کے اور صواعق و حرقة من ابوالیوب سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر روز قیامت  
 لیکھا لیکھا پکارنے والا عرش کے اندر سے یا اہل الخیخ کسبہ اور کسبہ غضب البصار کم حتی تم فاطمہ بنت محمد صلعم علیہ السلام  
 فتم مع سبعین الف جاریہ من الحور العین کمر اللہ فی ریحانی عرش مجھ کا تو تم سر اپنے اور بندہ کو اپنی آنکھیں بھانٹا کہ  
 گدڑ جائے فاطمہ بیٹی محمد کی صراط پر پس گدڑ نیکی فاطمہ ساتھ ستر ہزار لونڈیوں کے حور عین سے مانند گدڑ نے  
 برق کے ہر چند فضائل سیدہ بہت ہیں مگر اس مقام میں اسی قدر کافی ہیں اب جاننا چاہیے کہ اولاد میں  
 بیٹے اور تین بیٹیاں آنجناب کے ہوئی محسن و حسن و اولاد کو راقیہ اور ام کلثوم اور زینب و اولاد اثنا  
 اور فصل الخطاب سے معلوم ہوتا ہو کہ رقیہ نام ام کلثوم کا ہی پس اس صورت میں دو ہی بیٹیاں معلوم ہوتی ہیں  
 واصلح ہو الاول خیاں کہ محسن رقیہ نے صغریٰ میں وفات پائی اور ام حسن حسین ممتاز شہادت خفی و جلی ہوئے کہ  
 حال افضل اسکا آخرین ذکر کیا جائیگا اور ام کلثوم کا نکاح علی رضی نے برضا و رغبت حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ  
 فرمایا ان سے رقیہ زید پیدا ہوئے لیکن کوئی اولاد باقی نہیں رہی اور فصل الخطاب میں ہو کہ زید و ام کلثوم نے  
 ایک دن وفات پائی ہو اور صبح یہ ہو کہ بعد شہادت عمر ابن خطاب ام کلثوم سے عون ابن جعفر نے نکاح کیا ان سے کچھ  
 اولاد نہیں ہوئی و بعد وفات عون محمد ابن جعفر کے نکاح میں آئیں ان سے ایک بیٹا ہوا مگر لڑکپن میں مر گیا اور بعد  
 محمد کے عبد اللہ ابن جعفر نے نکاح کیا ان سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی اور انھیں کے پاس ام کلثوم نے وفات پائی  
 تب عبد اللہ نے زینب سے نکاح کیا ان سے علی پسر و ام کلثوم بیٹی پیدا ہوئی سو ام کلثوم قاسم ابن محمد ابن جعفر کے نکاح میں آئیں  
 ان سے بکثرت اولاد ہوئی اور علی بن عبد اللہ کے بھی بہت اولاد ہوئی کہ انکو جعفر بن کہتے ہیں اور عبد اللہ بن جعفر کے اور بیویوں  
 بھی نسل رہی ہو انکو بھی جعفر بن کہتے ہیں لیکن ان دونوں میں فرق یہی ہو کہ اول فاطمہ ہیں اخبار الدول میں ہو کہ جب  
 حسن علیہ السلام پیدا ہوئے تو وقت میان عصر و مغرب تھا اسی وقت حضرت فاطمہ نفاس سے پاک ہوئیں اور غسل کر کے  
 نماز مغرب و اقامت اسی سطر زہرا نام ہو اور عمر حضرت فاطمہ کی اٹھائیس برس کی اور ایک رات میں اٹھائیس برس کی ہو  
 اور وفات بروز شنبہ تاریخ سوم رمضان المبارک سال یازدہم ہجری واقع ہوئی اور قبر شریف بروایت صحیحہ البقیع میں ہو  
 اور بروایت بعضہ انکے گھر میں ہو کہ وہ گھر داخل مسجد ہو گیا ہو اور بعض روایات غریبہ میں وارد ہو کہ ایک روز حضرت فاطمہ  
 رضی اللہ عنہا صبح بخلاف عادت خوش و خرم تھیں اور ٹوٹی سے ارشاد فرمایا کہ میرے نہانے کو پانی لاؤ جانا کہ  
 ان سے موجود کیا تو حضرت سیدہ نے نہایت مبالغہ سے غسل فرمایا اور کپڑے پاکیزہ و لطیف پہنے اور مستقبل قبلہ بیٹھیں اور اپنا  
 ہاتھ رخسارہ کے نیچے رکھ کر فرمائے لیکن کہ میں جان بجاں آفرین سپرد کرتی ہوں اب کوئی شخص مجھ کو نہ کھوئے اور نہ کھائے



درستک علی آل سعد ابن عبادہ رودادہ بود او دود و النساء فی وسندہ حجتہ چوتھی دلیل یہ ہے کہ معنی صلوٰۃ بالتحقیق رحمت اور شنائیں اور طہارت ہے کہ جو از دعائیں ان دونوں سے اختلاف نہیں ہے تو چاہیے کہ صلوٰۃ میں بھی نہ خصوصاً صاحب کتاب وسنت میں صحیح وارد ہوا ہو وہو ہذا لہذا یہ صلیح اور نہ یہ ہلکام عظم کا یہ ہے کہ تبعاً جائز ہے طلاقاً بلا قید و عدم جواز استقلالاً اور نہ یہ ہیفیان ثوری کا یہ ہے کہ استقلال میں ترک ادب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ فضل الخطاب بن مسلمین یہ ہے کہ صلوٰۃ غیر آنحضرت صلعم پر وحال سے خالی نہیں یا آل و ازواج و ذریت پر ہے یا انکے غیر پر و اول بیت آنحضرت شریعہ اور بدولت آنحضرت جائز اور ثانی اگر وہ غیر ملائم اہل اطاعت ہیں عموماً کہ انھیں انبیاء بھی داخل ہیں چنانچہ کہتے ہیں اللہم صل علی ملائکتک المقربین علی اہل طاعتک جمیعین یہ بھی جائز ہے اور اگر طائفہ میں شخصین ہیں تو کوہ و اور اگر تحریم کے بھی قائل ہوں تو بھی ہو سکتا ہے خصوصاً جب اپنا شعار گردانیں یا اسکی مثل پر یا افضل پر منع کریں اور اگر احیاناً تو فضائل نہیں اور استعمال سلام میں مردوں پر استقلالاً جائز نہیں مگر انبیاء و اہل قبور اور زندوں پر غائب ہوں یا حاضر بالاتفاق جائز ہے اور بعض علماء قائل ہیں کہ صلوٰۃ مخصوص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے اور رضوان صحابہ کے لیے اور رحمت سب مسلمانوں کے حق میں اور ابن العربی کے نزدیک تحقیقات بنا جو فطرہ است ہے اور نووی کہتے ہیں کہ ترحم اور ترضی صحابہ تابعین نیز تبع تابعین کے لیے مستحب ہے اور بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ سلام بمعنی تحیہ جو مستلزم جواب ہے نہ ہر دے و مردے حاضر و غائب پر جائز ہے اور اسلام منہی دعا کا کہ قریب معنی صلوٰۃ سے ہے تو مخصوص حضرت صلعم کو بخیر آنجناب نہ چاہیے مگر تبعاً اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں عبارت بعینہ یہ ہے و اختلاف کردہ اند کہ آیا جائز است صلوٰۃ و سلام غیر انہما بالاستقلال یا انجما جمہو آنست کہ مخصوصیت بانبیاء بہت متشاکر نیست بایشان جز ایشان نیکو ذکر کردہ شود و مغفرت و رحمت و رضوان انھن کردہ است طبعیہ کہ ان خلاف اولی است بعضے گفتہ حرام است یا مکروہ بکہراہت تحریمی یا تفریہی متعارف و رقیقین تسلیم و بدلیت رسول اللہ از ذریت و از اول صطرات و ذکر تبعی مشائخ اہل سنت و جماعت کنایت آن یافتہ میشود اللہ اعلم اور مولوی ولی اللہ فرج آبادی در و القرب میں لکھتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت حسین و فاطمہ علی غیرہ ذریت اولاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ سلام و بھی لفظ صلوٰۃ بلا تبعیت بھی جائز ہے اور مقتضائے ادب بھی ہے کیونکہ صلوٰۃ و سلام ان لوگوں پر گویا حضرت پر ہے اور آل کا ذکر بابت حضرت کے صلوٰۃ کے مثل اجماع کے قرار پایا ہے بلکہ بعضوں نے کہا ہے کہ بدولت صلوٰۃ آل کے صلوٰۃ حضرت پر مقبول نہیں ہے توضیح اولاد عبدالمطلب شریف و حضرت صلعم انکو حاصل ہوا ہے یہ ہیں ریشہ طہارت رسول اللہ اور انکی اولاد علی و امامہ امیرہ رقیہ بنت رسول اللہ اور اولاد انکی عبد اللہ و حکم و ثورم و فاطمہ زہرا علی ترضی اور اولاد انکی حسن و حسین و محسن و مہدی و رقیہ بنت جعفر ابن ابیطالب و انکی اولاد عبد اللہ و عون و محمد و عقیل و مرثیہ انکے سلم و حمزہ ابن عبدالمطلب و انکی اولاد و کوثر فضل و عبد اللہ و قثم و عبید اللہ و عمار و عبید و عبد الرحمن و کثیر و عون

وتمام او را و لاد انکی ام حبیبہ و امیہ صغیرہ و معتب بن ابی لبیب عباس بن عبدالمطلب بدر و جہ انکی اور ہاشمی انکی امیہ  
 و پس عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن الزبیر بن عبدالمطلب اور بن انکی ضباۃ و جہ ہمدان و ابن الاسود و سفیان بن  
 حارث بن عبدالمطلب و در وزن بنیہ صغیرہ و حارث و عبیدہ ابن الحارث بن عبدالمطلب کہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے  
 و چند ابن الحارث بن عبدالمطلب کہ لقب نکابتہ بدو باء موحده و تشدید ثانیہ ہو صغیرہ بنت عبدالمطلب مادر زبیر  
 ابن العوام یہ لوگ باتفاق ایمان لائے ہیں مع عاتکہ و امیہ و اردی بنات عبدالمطلب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں سلمان  
 بن یونس اور بعض کہتے ہیں بن یونس تو صحیح اٹھما پچھمبر خدا جو ایمان لائے ہیں یہ ہیں اول محل الفضل و المدی و التصدیق  
 و افضل المؤمنین و الصحابہ بالتحقیق عبد اللہ ابوبکر صدیق ابن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم  
 بن مرہ بن کعب بن بؤتی بن غالب القرشی التیمی ہیں کہ انکو سبب اتمام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ شرف عطا  
 حاصل ہوا والدہ انکی ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر لقب شرفیہ انجا صدیق و عتیق و کنیت ابوبکر و دارقطنی نے ابو یحییٰ سے  
 روایت کی ہے کہ میں نے اکثر علی بن ابیطالب کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو زبان پچھمبر صدیق فرمایا ہے  
 واضح ہو کہ حضرت ابوبکر کا یہ لقب خاص ہے اور زبان سید ابراہار و سائر متاخرین انصار پر بلکہ ائمہ اطہار کی زبان پر بھی یہ لقب  
 جاری رہا اور فریقین کی کتابوں میں موجود کہ جناب مخزی الیہ صدیق ہیں اور منکر صدیقیت زہدین چنانچہ دارقطنی نے حضرت  
 امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ آیا ایک شخص امام زین العابدین کے پاس پھر عرض کرنے لگا کہ حال ابوبکر کا کچھ فرمائیے  
 فرمایا کیا ابوبکر صدیق کا حال دیکھتا ہے گنہگار آپ انکو صدیق فرماتے ہیں فرمایا آپ نے روئے تجھ پر سے ماتم تحقیق رسول خدا نے  
 اور جملہ ماجد انصار نے امام انکا صدیق رکھا اب جو اسکو صدیق نہ کہے تو اسکی بات کو اللہ سچا نہ کرے دنیا میں نہ تحقیق میں  
 اور کتاب منہج المقال شیون فضیل سے کہ خالص صحابہ ائمہ اطہار رحمہم اللہ تہ لستاق الی ثلثۃ کے ذیل میں مرقوم ہے کہ صدیق  
 اور ثانی آئین ادہانی انصار ابوبکر کا لقب ہے اور ہر گاہ امام جعفر کی نسبت مادی دجانب صدیق کے ساتھ ملتی ہے اسواسطے ارشاد  
 امام جعفر و مباحات تمام ہے کہ ولدی ابوبکر صدیق مرتین قاضی شوستر می احقاق الحق میں اس خبر کا راوی ہے کہ کشف الغمہ میں ہے کہ گوگو  
 امام محمد باقر سے مسئلہ پوچھا کہ آیا تلوار پر چاندی چڑھانا درست ہے فرمایا ہاں درست ہے اسواسطے کہ ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار پر  
 چاندی چڑھائی تھی پس سائل نے کہا کہ اب ابوبکر صدیق کہتے ہیں تو آپ اپنی جگہ سے ہٹکے اور فرمانے لگے کہ وہ تو بہترین خلایق  
 ہے بہترین خلایق بہترین خلایق جو نہ کہے اسکو صدیق نہ سچا کرے اسکو اللہ دنیا اور عقبیٰ میں ہر چند شوستر نے اس  
 روایت میں بقیہ وغیرہ کا احتمال پیدا کیا لیکن مفید نہیں اسواسطے کہ جبکو امام مصوم ہاں تاکید فرمانے کو نعم الصدیق  
 نعم الصدیق نعم الصدیق اور اسکے منکر پر تشدید عاصی بدعا و عہد تقیہ نامعقول کو کمان گنجائش قبول ہے باوجودیکہ  
 باقر دانا نے ہر اس تقیہ میں محقق کہا کہ ائمہ ہدی پر تقیہ ناروا ہے اور ان بزرگوں نے کبھی تقیہ نہیں کیا اور کبھی  
 گنجائش اندہ سبب میں امام جعفر اور امام باقر کی روایتوں کی نسبت بالخصوص تقیہ کا احتمال محال لکھا ہے اور ترغی کی

۹۷  
 صحیح مسلم  
 و ترمذی و ابوداؤد  
 و ابن ماجہ و ابن کثیر  
 و غیرہ



روایت ہے کہ ایک دن ابو بکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا انت علقین اللہ من النہار و لگشتی  
انکی انگشتی رسول اللہ کی تھی ولادت شریف مکہ میں دو برس یا دو برس چار ماہ بعد واقعہ اصحاب قبل کے  
واقع ہوئی خوش رو صاحب جمال تابان نحیف البدن خفیف رخسار گماے سبز خد بن پر بخود اور مختل المقام تھے  
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اڑھائی برس عمر میں چھوٹے تھے اول دون میں آنجناب جان لائے اُو قصہ عراج کی  
مصدقہ کی اور کافرون و منکرون کو جواب دیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور عیال و اطفال دشمن بن  
پھوڑے اور مراقت غار مشہور کا شمس فی نصف النہار ہو اور وقت وفات پیغمبر خدا ثابت العقل رہے اور مسلمانوں کی  
تسل و دلاسا میں مصروف ہوئے و باجماع است اول خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہ عباس کہتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
میں نے جس کسی سے اسلام میں کلام کیا اسے جواب دیا مگر ابن ابی قحافہ نے کہ جیسا میں نے کسی امر کی گفتگو کی  
اُسے قبول کیا اور عبد اللہ تہمی سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت کی اسے  
قبول میں نہ روک دیا مگر ابو بکر نے اصلاً تردد نہ کیا اور ثابت ہو کہ حضرت صدیق اکبر گاہ گاہ و بنا بر تجارت احوال کٹھنہ  
باہر جاتے تھے ورنہ مکے ہی میں رہتے تھے اور بڑے صاحب مال اور بڑے جو کو کریم فصیح بلیغ اعلم اقرب شیعہ تھے اور  
بسیارے یا ست قوم مرجع خاص و عام تھے اور ایک سو پالیس حدیثوں کی روایت کتب صحاح میں آئے ہے و سبب قلم  
روایتی قہر مدتہ و مدتہ وفاتہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ بگین بدت خلافت اڑھائی برس بلکہ بروایت  
دو برس تین مہینے کئی دن ہیں اور عمر تمام تر سٹھ برس کی موافق عمر پیغمبر کے ہوئی بائیسویں خواہ تیسویں جمادی الثانی  
شب سہ شنبہ وفات پائی و اتدی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ بروز دوشنبہ ہفتم جمادی الثانی سال سیر ہجری  
ابو بکر نے غسل سردی میں کیا تو بخار لاحق ہو کہ پندرہ روز بیمار رہے جب عشرہ اخیرہ جمادی الاخری کے آٹھ دن  
باقی رہے وفات پائی روز سہ شنبہ بائیسویں تاریخ وقت شب تھا اور طبرانی نے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت  
کی ہے کہ وہ فرماتے تھے جب ابو بکر کو حالت احتضار شروع ہوئی تو عائشہ سے فرمایا کہ ماؤ شتر جکا دو دھ میں بیا کر تا تھا اور  
کانفہ کلال جہیں آنا سانا جاتا تھا اور چادریں جو کھینچ کر اوڑھتا تھا بعد فوت میرے عمر بن خطاب کے پاس پہنچا دینا کیونکہ میں حالت  
خلافت میں اسے متفق تھا چنانچہ حضرت عائشہ نے بعد وفات ویسا ہی عمل فرمایا جب حضرت عمر نے کہا رحمک اللہ یا ابابکر  
تقدت تعبت من جابر بعد کہ کذا فی اخبار الدول وغیرہ اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ بعد وفات رسول مقبول  
احوال ابو بکر روز بروز متغیر ہوتا جاتا تھا یعنی بھارت آنجناب میں لاغر و ضعیف ہوتے جاتے تھے آخر وفات پائی اور  
بیشاب سحر وایت ہے کہ ایک شخص ابو بکر کے واسطے حریرہ لایا تھا اسکو بالفاق حارث بن کلاہ کھا رہے تھے و نعتہ حارث نے  
کہا ای غلیظہ کھانے سے ہاتھ روکا میں ہر ملازمین اور ہم ایک دن ہر دو گنا کسی وقت آنجناب نے ہاتھ کو روکا مگر ہمیشہ ہمارے  
اور بعد انقضاء سال دونوں نے ایک روز وفات پائی اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اثبات احد فاما علیک

نبی و صدیق و شہیدان یعنی ٹھہر جاؤ، جب اہل احزاب میں نسبت کہ تجھ پر ایک نبی و صدیق و دو شہید ہیں اور یہ حدیث سابق کی حدیث سے منافات رکھتی ہے تو جواب یہ ہے کہ منافات و تنافی نہیں ہے البتہ کہ صفت صدیقہ اور صفت شہادت و دونوں کچھ تھے مگر آنحضرت نے بصفہ صدیقہ کہ انصاف و صاف میں تھے اگر غافل یا کیا ہو نہ کہ صفت شہادت عام و مشترک چاروں میں تھی اور اسی سبب سے آنحضرت نے اپنے نفس طہیث کو تعبیر نہیں فرمایا مگر بصفہ نبوت کہ انصاف ہی حالانکہ آنحضرت بھی بصفہ شہادت موصوف تھے چنانچہ بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں تصریح فرمائی ہے کہ موجب اس مرض کا نہ ہرگز جو کہ خیر میں کھایا تھا اور اخبار اللہ میں نہ بہتہ النور نقل کیا ہے کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب ابو بکر کی وفات نزدیک پہنچی تو مجھ کو طلب کر کے فرمایا کہ دو علی مجھ کو اسی دوہرین غسل دینا جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں اگر قفل اُس مکان کا از خود کھل جائے تو اُس کے اندرون دفن کرنا ورنہ مقابلہ مسلمانوں میں حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حیثیت اُنکی جاری کی جب کہ جنازہ حجرہ شریفہ کے دروازے پر رکھا تو قفل از خود کھل گیا اور آواز آئی اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ الْيُسْبِيْلُ الْجَنَّةِ الْيُسْبِيْلُ

مشتاق یعنی پہنچا دوست کو دوست کی طرف کہ دوست دوست کا مشتاق ہے پھر میں نے اُنکو دفن کیا اور شریفہ کھا برابر دوش مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا و قد قبل فی تاریخہ بست و دوم از جمادی الاخری بود کہ بدار البقاء نقل نمود عقل سال وصال اوفرمود و درین جو فریت صاحب جود و حضرت صدیق اکبر کے زمانہ جاہلیت میں دو مشکوٰۃ تھیں ایک فائدہ بنت عبد العزیٰ ماد عبد اللہ اور اسماء و ذات النطاقین دوسری رومان بنت عامر و عبد الرحمن اور عائشہ صدیقہ اور زمان اسلام میں و مشکوٰۃ اسماء بنت عیسیٰ و محمد بن ابی بکر و عمری حبیبہ بنت عمارہ انصاری جو کہ وقت وفات حاملہ تھیں اُن سے بیٹی پیدا ہوئی اور زمانہ خلافت آنحضرت میں حضرت عمر قاضی اور عثمان بن عفان اور زید بن ثابت کاتب و عتاب بن اسد عامل مکہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم الحلف اور عمار بن ابی امیہ صفا اور زید بن ولید مالک حضرموت اور بحر بن میں جریر اور سو اد عراق میں منشی بن حارثہ اور شام بن ابو عبیدہ جراح و شرجیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینوں صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق خالد محاصرہ دمشق میں مہر دفن تھے از جملہ فضائل ایک فضیلت یہ ہے کہ اُنکے باپ ابو قحافہ اور والدہ اُنکی ام الحیر سلمیٰ بنت عم ابو قحافہ اور زوجات طاہرات ام رومان بنت عامر و اسماء بنت عیسیٰ و حبیبہ بنت عمارہ اور بنات اسماء و عائشہ و ابنا عبد اللہ و عبد الرحمن و محمد و ولد ابی محمد بن عبد الرحمن و ولد البنت عبد اللہ بن زبیر بن اسماء سب کے پیشتر صحبت رسول مقبول مشرف ہوئے اور ہمیشہ تابع فرمان رہے از جملہ یہ کہ بخاری میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم میں بنا بر صلح تشریف لے گئے اور نماز کا وقت آگیا تو گون نے ابو بکر کو امام کیا اور نماز شروع کر دی پھر حضرت صلح

تشریف لائے اصحاب نماز میں تھے حضرت صلعم بھی نیت کر کے صف میں کھڑے ہو گئے اصحاب نے دشا کہ می تاکہ تصدیق کریں  
 حضرت کی تشریف آوری سے آگاہ ہوں اور حضرت صدیق اکبر کی یہ عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے جب لوگوں نے  
 بہت تالیان بجائیں تو صدیق نے نظر کو پھیر کر دیکھا کہ حضرت رحمۃ للعالمین صف میں کھڑے ہیں اور حضرت نے اشارہ کیا  
 وہیں رہو امامت کے جاوید حق اکبر نے دو تون ہاتھ اٹھا کے خدا کا شکر کیا کہ حضرت صلعم نے مجھ کو امامت کرنے کو فرمایا  
 پھر تم مجھے بیٹے یہاں تک کہ صف میں برابر رہ گئے اور حضرت امام الکونین نے آگے بڑھ کر امامت فرمائی جب نماز تمام فرمائی  
 تو کہا ابو بکر میرے ارشاد کے بعد تو کیوں قائم نہ رہا عرض کیا کہ ابو جہاد کے بیٹے کی یہ لیاقت نہیں کہ پیغمبر کے آگے  
 امام ہو پھر حضرت نے اصحاب سے فرمایا مجھ کو کیا ہو کہ میں نے دیکھا تھا کہ تم نے بہت تالیان بجائیں کوئی ضرورت  
 اگر نماز میں ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبردار آگاہ کرنا پڑے تو چاہیے کہ باواز بلند سبحان اللہ کہے یعنی تالیان  
 نہ بجانا چاہیے اس واسطے کہ جب سے سبحان اللہ کہا تو اس کی طرف التفات کیا جائیگا یعنی امام سبحان اللہ کہنے سے خبر اہو جائیگا  
 اور تالی مارنا عورتوں کے واسطے جائز ہے یعنی اگر امام کی خطا پر عورت واقف ہو تو سبحان اللہ نہ کہے بلکہ ہاتھ کو ماتھ پر  
 مارے اس واسطے کہ عورت کی توبہ ارشاد سے اکثر مذکور خیال ہوتا ہے یہ حدیث بخاری و مسلم میں سہیل ابن سعدی سے مروی ہے  
 اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہایت عمدہ فضیلت ثابت ہوئی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 آگاہی امامت کا حکم دیا بلکہ اول ابو بکر صدیق کے پیچھے نماز کی نیت بھی کر چکے تھے سبحان اللہ اس سے زیادہ کون  
 کمال ہو گا کہ تمام عالم کا امام اس کو اپنا امام بناوے از انجملہ بخاری و مسلم میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
 روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا کہ ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھاوے میں نے کہا یا رسول اللہ  
 ابو بکر نرم دل ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہو گا روئے لگیگا قرآن کی آواز لوگ نہ سینگے عمر کو فرمائیے کہ وہ  
 نماز پڑھاوے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو نماز پڑھاوے پھر میں نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو  
 حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کون  
 خلاف نمائی کرتے ہو کہ ابو بکر سے کہو لوگوں کو خود امام ہو کر نماز پڑھاوے بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں  
 پانچ ولی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی یہ اشارہ ہے حضرت صدیق اکبر کی خلافت کا کہ جو عمدہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تھا یعنی امامت نماز سو اپنی حیات میں غیبت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا جس طرح کوئی بادشاہ  
 اپنی زندگی میں کسی کو تخت و چتر شاہی دلوئے تو یہ علامت ہے کہ بادشاہ نے اس کو اپنا ولی عہد کیا از انجملہ بخاری و مسلم میں  
 حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کیا بکر صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور کہا مقرر خدا نے  
 مختار کیا ہے اپنے بندے کو دنیا و آخرت میں سو اُس بندے نے آخرت کو اختیار کیا تو ابو بکر صدیق رونے لگے ہر کسب آیا  
 آنکے رونے سے کہ یہ رونے کا کون مقام ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلد انتقال ہوا تب بنے اس کا مطلب سمجھا

نصف من اناس  
 سید ابوبکر

نصف من اناس  
 سید ابوبکر

یعنی حضرت نے اپنی موت کی خبر دی تھی کہ اصحاب میں سوائے حضرت ابوبکر صدیق کے کوئی اس جہد سے واقف نہ ہوا  
ہم سب سے زیادہ وہ عالم تھے جب صدیق روئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ رفاقت کی  
اور مال کی راہ سے تیرا مجھے احسان ہو اگر خدا کے سوائے جانی دوست کسی اور سے کرتا تو تجھی سے کرتا لیکن ہمارے تیرے  
اسلام کی برادری اور محبت ہی از انجملہ بنجاری مسلم ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کہ جو شخص جو راہ دیو کا خدا کی راہ میں لادینگے اسکو بہشت کے چوکیداروں میں سے چوکیداروں میں سے بہشت کے کیلنگے اومیان اور  
تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کسی طرح ٹوٹا نہیں ہو فرمایا رسول مقبول صلی  
علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو امید ہے کہ تو انھیں لوگوں میں ہو جسکو سب بہشت کے فرشتے خوشی سے بلا دینگے اس حدیث سے مراد  
فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کھلی اور بہشتی ہونا ثابت ہوا اور جو شخص کھانے سے میرا رہے کہ وہ دشمنی یا دور پیہ یا دوستی  
یا دور کو مہی یا دور و میان سے اسی طرح ہر شے کا جو از انجملہ جامع عبدلرزاق میں بطریق صحیح مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق میں نافع تر مال ابی بکر سے نہیں ہو اگر آدمی کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مال ابوبکر صدیق  
رضی اللہ عنہ کو بے محابا بلا تامل و تردد خرچ کرتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر میں اور اپنے مال میں کچھ امتیاز و فرق نہ رکھتے تھے  
از انجملہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ رسول مقبول پر باجماعہ مہاجرین انصار حاضر تھا اور باہم کرم  
بزرگی و فضیلت کر رہے تھے کہ آنحضرت تشریف لائے اور فرمایا کس شغل میں ہو میں نے عرض کیا کہ فضائل لوگوں کے بیان کرتے ہیں  
فرمایا کہ اگر یہ نہ ہو کہ ابوبکر کسی کو تفصیل بجز بوسیلے کہ وہ تم سب سے افضل ہو دنیا و آخرت میں از انجملہ ابو داؤد اور ترمذی  
جابر سے سند صحیح روایت کی ہے کہ ایک دن ابوبکر کے آگے آگے میں جاتا تھا دفعۃً حضرت صلعم ملے تو فرمایا تم آگے اس شخص کے چلے جو  
جو تم سے دنیا و آخرت میں بہتر ہو واللہ کہ آفتاب طلوع و غروب نہیں ہوا بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر کہ بہتر ابوبکر سے ہوا اور کام جعفر  
علی ابی بکر و علیہ السلام نے بسند متصل صحیح اپنے باپ محمد باقر سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدین اور وہ حضرت سید الشہداء کا خاتم  
الجبہ امام حسین علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ طی لقی فرماتے تھے  
جسے حضرت صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے آفتاب طلوع و غروب نہیں کیا بعد بغیر دن کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے از انجملہ صحیح بخاری  
ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صدیق و فاروق میں کچھ گفتگو ہوئی کہ اس سے دونوں میں بیخ بود صدیق اکبر حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمسح سے کہ میرے اور عمر کے گفتگو ہو گئی ہے سو میں نے بے غصہ ہوا پھر شرملا اور عمر سے  
قصود صاف کر دیا انھوں نے معاف نہ کیا لہذا حضور بن آیا ہوں حضرت نے فرمایا خدا معاف کرے گا اور تجھ کو بخشے گا بوسلے کہ حضرت  
عمر بھی اس گفتگو سے پھپھٹائے اور غصہ فقیر کرنے کو حضرت صدیق اکبر کے گھر گئے وہاں سنا کہ وہ حضرت صلعم کے پاس گئے ہیں جب  
عمر رضی اللہ عنہ حضرت صلعم کے حضور میں آئے تو حضرت کے چہرہ مبارک پر غصہ نمود ہوا صدیق اکبر ڈرے تو گھٹنوں پر بل عاجزی سے  
کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ عمر کا کچھ قصور نہیں زیادتی میری تھی حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو بخشے گا اور عمر کے بھیجا ہے



سواول منے کہا کہ مجھ کو بتاؤ اور ابو بکرؓ نے کہا سچا ہوا اور اس نے اپنی جان و مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میرے ساتھ کو میری  
 خاطر سے چھوڑو گے یعنی کسی طرح کا رنج نہ ہو پھر اس حدیث کے بعد جمیع اصحاب حضرت صدیق اکبرؓ کا برا خیال رکھنے لگے کسی  
 انکو رنج نہیں دیا اور انجملہ ایک بڑی فضیلت جناب صدیق اکبرؓ کو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مقام دلجوئی و خاطر داری پیغمبر خداؐ میں  
 فرمایا ہے سو فطرت کے ایک فقر رضی اسی طرح صدیق اکبرؓ کے حق میں عہد کیا و سو فطرت یعنی انھیں کہ راضی ہو گا صدیق اکبرؓ  
 خدا سے اور بھی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتنی فرمایا ہے وہ سبحنا اللہ الذی یوتی مالہ تیزی کی اور دوسری جگہ فرمایا ہے ان  
 اگر کم عند اللہ القسکم پس مقتضای مجموعہ ایمین ہے ثابت ہو کہ حضرت ابو بکر اکرم الناس ہوں عند اللہ اور یہی معنی فضیلت کے ہیں  
 و وہ عمر ابن خطاب بن نفیل رضی اللہ عنہ و کسر الفاء و سکون التثانیۃ ابن عبد الغنی بن ریح بن عبد اللہ بن قریظ بن زراح بن  
 حدی بن کعب القرظی العدوی نسب آجنگنا رسول مقبول صلعم سے کعب بن لہجہ اور والدہ انکی ختمہ اخت ابی جہل بنت ہاشم  
 ہاشم بن المغیرہ بن عبد المطلبین اللہ تعالیٰ نے دولت مصاہرت پیغمبر خداؐ بسبب ابوت ام المومنین حفصہ کے عطا فرمائی اور خلیفہ بھی کیا  
 کھیت آجنگنا ابو حفص اور لقب غاروق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبب اس لقب کا یہ ہو کہ عمر ابن حق و اہل  
 خرق کرنے تھے اور ولادت انکی غرہ محرم سال چار و ہجرت ہجرت و واقعہ اصحاب قبل میں واقع ہوئی اور سال نہم بعثت میں اسلام لائے  
 انھیں سچ چالیس سال پورے ہوئے اور عمر سائیس برس کی تھی اشرف قریش سے تھے ایام جاہلیت میں سفارت و رسالت انھیں کے  
 نام مقرر تھی یعنی تاہم و پیغام انھیں کے یا محمد سر دردن کے پاس کفار قریش بھیجا کرتے تھے اور رفیدہ دوسرے چشم بلند بالا تھے  
 روایت ہے کہ لوگوں میں جب کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا تھا گویا اونٹ پر وارہین اور لوگ پیادہ و جب ابن عبد کعب بن عبد  
 عمر خطاب نے ریت میں اس طرح مذکور ہے کہ قرن حدید شد بدھین یعنی عمر بنز لہ چھوٹے پہاڑ کے ہو اور تیز رفت و امانت اسی اور وہ  
 ثابت ہے کہ اول انھیں کا خطاب امیر المومنین ہو اچنانچہ عسکری نے اوائل میں اور بطرانی نے کسیر میں اور حاکم نے بطریق  
 ابوشہاب عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ اسے سلیمان ابن حشمہ سے سوال کیا کہ زمانہ ابو بکرؓ میں من خلیفہ رسول اللہؐ انکی  
 کہتے تھے اور عند خلافت عمر خطابؓ میں اول من خلیفہ ابی بکر ابی فلان کہتے تھے پھر کہو کہ یہ بات متغیر ہوئی اور اطلاق امیر المومنین  
 عمر رضی اللہ عنہ پر کیا گیا اور کون شخص تھا جس نے اطلاق اس لفظ کا کیا اور فرامین میں لکھا گیا ابو بکر ابن سلیمان نے کہا  
 خبر دی مجھ کو مسامہ شیفا مہاجرہ نے کہ ابو بکرؓ من خلیفہ رسول اللہؓ کہتے تھے اور عمرؓ من خلیفہ خلیفہ رسول اللہؓ وقت تک  
 کہ انھوں نے عامل عراق کو نامہ لکھا مہمل ان اسکا یہ تھا کہ دومزدی شور جلد میرے پاس و انہ کرنا کہ احوال عراق اہل عراق  
 اُن سے دریافت کروں عامل عراق نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن ابی حاتم کو بھیجا جب یہ دونوں مدینے میں پہنچے اور مسجد میں گئے  
 تو عمر و ابن عاص ملائے کہ انکے ہم امیر المومنین کے پاس جانا چاہتے ہیں تم اجازت حصول ملازمت حاصل کرو عمر بن عاص نے  
 کہا واللہ تم امیر المومنین کے اطلاق میں مصواب کیا بعد اُس کے عمرؓ حضرت عمرؓ سے کہا اسلام علیک یا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے  
 فرمایا تو نے امیر المومنین کے طرح کا عمر و نے حال بیان کیا اور کہا تم امیر ہو لو رہم مومن میں آدمی کہتا ہے کہ اسدن سے یہ کلمہ

احوال ابن خطاب

عمر بن خطاب

ابو بکر بن عبد العزیز

کتاب

مسکاتبات وغیرہ میں لکھا گیا اور امام نووی نے تہذیب میں لکھا ہے کہ ربیعہ اور عدی نے اس نام سے حضرت عیسیٰ کو  
 سے لکھا اور بعض کہتے ہیں کہ بغیر ابن شعبہ نے عقب بامیر المؤمنین کیا ہے اور ابن عساکر نے معاویہ ابن فرہ سے  
 روایت کی ہے کہ ابی بکر رضی اللہ عنہ لکھتے تھے من ابی بکر خلیفہ رسول اللہ حب عہد خلافت عمر ابن خطاب ہوا اوصحاب  
 ارادہ کیا اور کو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہا کہ میں حضرت عمر نے فرمایا یا امین تطویل ہو اصحاب نے کہا تم ہمارے امیر ہو  
 فرمایا ہاں میں تمہارا امیر ہوں اور تم یونین ہو اسی تاریخ سے امیر المؤمنین لکھا گیا انرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ او  
 ان کو کون میں ہیں جسپر بحیثیت خلافت مشیمہ اس اسم کا ہوا ہے اور جو عبد الرحمن بن جیش پر ایک سرسہ میں اطلاق  
 امیر المؤمنین کا ہوا ہے سو وہ محض اسی وقت پر خصوصیت رکھتا تھا اسی طرح اول حضرت عمر نے حد شرب خمر نئی  
 کوڑے مارے اور اول تجدید حرمت میتہ انھیں نے فرمائی اور اول انھیں نے بیع امنات اولاد سے نہی فرمائی  
 اور اول نماز جنازہ اربع تکبیرات سے انھیں نے پڑھی اور اول قضات انھیں نے مقرر فرمائی اور اول تعین تاریخ  
 مشورت علی رضی حضرت عمر نے فرمایا ابن سعد نے شداد سے روایت کی ہے کہ جب عمر خلیفہ ہوئے تو اول یہ کلام فرمایا  
 اللهم انی شدید غلیظی ضعیفی فتونی وخیل فسختی اور انھیں نے عہد خلافت میں اپنے بیٹے پر حد زنا جاری فرمائی تھی  
 یہ مقام محل عبرت ہے اور قدور بشر سے خارج جو حضرت عمر نے فرمایا ہے کیفیت اس واقعہ کی بعض کتب حدیث میں سطح  
 مذکور ہے کہ ایک روز جناب فاروق اعظم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے اور اصحاب سول مقبول گرداگرد جمع تھے وہ ایک  
 عورت نو جوان ایک طفل نوزاد کو دین لیے ہوئے دوازہ مسجد سے داخل ہوئی اور بولی یا امیر المؤمنین السلام علیک  
 حضرت عمر نے فرمایا وعلیک السلام اگر کچھ حاجت رکھتی ہو بیان کر کہ اسکا سر انجام کروں اُسے کتنا حاجت یہ ہے کہ اپنے  
 خوند کو مجھ سے لیکر پردہ نش کیجیے فرمایا امیر الرحمہ تیرے پاس کس طرح پہنچا میں نہیں پہنچا تا ہوں وہ بولی کہ یہ لڑکا تمھارا  
 بیٹے عبد الرحمن ابو شحمہ کا ہے فرمایا کہ یہ حرام کا لڑکا ہے یا حلال کا عورت نے کہا میری جانب سے حلال کا ہے اور ابو شحمہ  
 کی طرف سے حرام کا حضرت عمر نے کہا خدا سے ڈر سچ بیان کر اُسے کتنا کہ میں ایک دن راہ میں چلی جاتی تھی جب قریب باغ  
 بنی ہجار کے پہنچی تو بیٹا تمھارا مست و سرشار شراب خورد و دوکان لسیکہ یہودی سے کہ ہمارا مشہور و معروف ہوتا تھا اسنے  
 جھک کر دیکھ کر دست اندازی شروع کی ہر چند میں نے انکار کی لیکن اُسنے نہ مانا اور باغ میں لہجہ کر مجھے وہ کام کیا حرم و عورت سے  
 کر رہا ہے تو میں ہیوش ہو گئی جب ہیوش آیا اور اپنے گھر آئی معلوم ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہوں سو میں نے عمل اپنا اپنے چھاپے اور سب  
 لوگوں سے پوشیدہ رکھا تا کہ رسوا و فضیحت نہ ہوں حتیٰ کہ مدت حمل گزر گئی اور آثار تولد نمود ہوئے آخر کار جنگل میں جا کر  
 یہ لڑکا جنی اول میں نے چاہا کہ اسے ہلاک کروں مگر خوف خدا نام ہو کر باز رہی اب تمھارے پاس آئی ہوں اور تمھارے  
 بیٹے ابو شحمہ پر درخواہ ہوں لازم ہے کہ ما بین میرے اور اسے جو حکم خدا ہو فرمائیے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنائی کہ اوی  
 کہ مردم شہر مسجد میں جمع ہوئے انکا ارشاد کیا کہ سب لوگ حاضر ہوا و خود مع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ دو تین دن

داخل ہوئے اور پوچھا ابو شحمہ کہاں ہے بی بی نے کہا اسی وقت ستر خوان پر کھائے کو بیٹھا ہے حضرت عمر فاروق ابو شحمہ کے پاس  
 تشریف لے گئے اور فرمایا کہ امی بیٹے میرے کھانا کھا لے یہ طعام تو شہ آفری تیرا ہوتا ہے ابو شحمہ نے یہ سلام سنا تو زنگ سے چہرے کا ستھیر چڑھا  
 اور لقمہ ہاتھ سے گر پڑا بعد ازاں کہ حضرت عمر نے فرمایا میں کون ہوں بولا تم میرے باپ ہو اور خلیفہ حضرت رسالت تاب فرمایا  
 کہ فرمان برداری میری تجھ پر واجب ہے یا نہیں کہا وہ سبب سے فرمان برداری آپ کی فرض ہے ایک من حبشہ والودیتہ دو شہرے  
 من حبشہ الخلافہ فرمایا تجھ کو قسم دیتا ہوں بحق پیغمبر سرے و بحق والدیتہ اپنے کے کہ اتنے کہوں نسکاء یہودی کی دوکان سے شہر  
 لیکر بی تھی اور مست ہوا تھا اسے کہا ہاں ایک بار یہ حرکت مجھ سے ہوئی تھی سو میں نے نادم ہو کر توبہ کی ہے فرمایا تو نے خوب کیا  
 جو توبہ کی کیونکہ سرمایہ مسلمان تو ہے پھر فرمایا کہ امی بیٹے میرے تجھ کو خدا کی قسم ہو کہ تو کبھوں باغیہ نبی بنجا رہیں گیا تھا اور  
 کسی عورت سے صحبت کی تھی ابو شحمہ خاموش ہو رہا اور رونے لگا حضرت عمر نے فرمایا کہ خوف نہ کہ سچ بیان کر خدا سے تعالیٰ  
 بہت گود دوست رکھتا ہے ابو شحمہ نے کہا سچ ہے کہ یہ حرکت سچی مجھ سے سرزد ہوئی تھی لیکن میں نے توبہ کی اور منتخب نادم ہوں  
 حضرت عمر نے جب ابو شحمہ کی زبان سے اقرار کر لیا لیا تو یا تھر پکڑا اور کشان کشان گھر سے باہر قریب مسجد کے لے گئے اور حاضر  
 مسجد پر دو روپہا ہا کہ ستوناز مانہ کہ حارز ناحق ناکتھذا میں بحکم خدا ہی مارین ابو شحمہ نے کہا امی باپ میرے مجھے نصیحت نہ کر دو  
 بہتر ہے کہ ملو اسے اسی جگہ ٹکڑے ٹکڑے کر دو فرمایا گھر میں تقریر درست نہیں ہے اللہ صاحب فرماتے ہیں ولینشدن عبد ابھاطم  
 من المؤمنین یعنی وقت مارنے حد کی چاہیے کہ جہانہ کثیر مسلمانوں کے حاضر ہوں تاکہ شہرت واقع ہو اور دو روپہا کاٹ لو کون کو  
 عبرت ہو اور مجرم بھی بسبب عذاب جسمانی کے کہ ستوناز مانہ ہو اور عذاب روحانی کی کہ شہرت منگی در سوائی ہو اور دگر گناہ بخوبی  
 پاک ہو جائے بعد ازاں اسے اسی طرح کھینچتے ہوئے مسجد میں لائے اور اصحاب پیغمبر خدا صلعم کے روبرو کہ عورت نے سچ کہا اور ابو شحمہ  
 نے بھی اسکو تصدیق کیا بعد ازاں افغان غلام سے کہا کہ مازیانہ لیکر ستوناز مانہ اسکے مارا اور پاسداری کو چھوڑا اور ضرب مازیانہ تین ٹھیکر  
 نفع بولا کہ مجھ سے یہ ٹھیکہ اور رونے لگا حضرت عمر نے فرمایا امی فلیع میری فرمان برداری عین فرمان برداری رسول خدا ہے میں جو نبی  
 کہتا ہوں اسکو بحالہ والارسل خدا کے سامنے شہر منگی ہوگی ناگزیر افغان نے کپڑے ابو شحمہ کے بدن سے اتارے اسوقت مردم حاضر  
 مسجد میں ونا پٹنا پڑ گیا اور ابو شحمہ دم بدم حضرت سے تلقین وزاری کرتے تھے اور کہتے تھے کہ امی باپ میرے رحم کر اور حضرت عمر روتے تھے  
 اور فرماتے تھے خدا سے تعالیٰ کہ پروردگار تیرا ہی رحم کرے تجھ پر جو کچھ میں کرتا ہوں اسی سے پہلے ہو کہ پروردگار میرا مجھ پر جو کچھ رحم فرما  
 مافرض جبرائیل سے حد شروع ہوئی اور حضرت عمر نفع سے بار بار فرماتے تھے کہ مازیانہ نکا تو تفت نہ کر اور ابو شحمہ روتے اور چلاتے تھے  
 یہاں تاک کہ شہر مازیانہ کی لوبت پہنچی اسوقت ابو شحمہ نے کہا امی باپ میرے ایک آنجو رو پانی مجھے عنایت فرما فرمایا امی بیٹے میرے  
 اگر رب العالمین نے تجھ کو پاک کر کے اس عالم سے اٹھایا تو قریب ہے کہ حضرت علی علیہ السلام وہ شہرت تجھ کو ملائیگی کہ پھر تجھ کو پاس  
 نہ لگیگی اور غلام سے کہا کہ مازیانہ حاجب بنتی مازیانہ ہو گئے تو ابو شحمہ نے کہا اسلام علیک یا ابی رشت ہوتا ہوں حضرت عمر نے فرمایا  
 وعلیک اسلام اگر حضرت علی علیہ السلام کی زیارت سے شرف ہوتا تو میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ ابھاتھا ہے میں نے

اس حال میں چھوڑا کہ قرآن پڑھتا تھا اور وحدہ خدایا جاری کرتا تھا بعد اسکے حضرت عمرؓ نے غلام سے فرمایا کہ تازیانہ مار  
جب نوٹے تازیانہ ہو گئے تو ابو شحمہ پر بیوشی طاری ہوئی اور آواز فریاد و فغان منقطع ہو گئی اسوقت اصحاب رسول اللہ نے  
اتمسک کیا کہ اب تازیانہ باقی ماندہ کو موقوف دوسرے وقت پر رکھنا مناسب ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسنے گناہ کو موقوف  
نہیں کیا میں سزا دہی میں کیونکر تاخیر کروں پھر غلام سے ارشاد کیا کہ ہاں بزن یہاں تک کہ آخر تازیانہ پر ابو شحمہ نے  
جان بحق تسلیم کیا اسوقت حضرت عمرؓ روئے اور بولے اے بیٹے خدا سے تعالے تجھے گناہوں سے پاک کرے بعد اُنکے سر ابو شحمہ کا  
اپنی گود میں کیا بیٹھے اور روئے لگے اور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ پدرت قربان تو کہ تیرا حق کشتہ است پدرت قربان تو کہ  
حد تمام کننا نہ مردی پدرت قربان تو کہ مادر پدر خواہر برادران تو رحم نکرند اسوقت لوگوں نے جانا کہ ابو شحمہ نے انتقال  
فرمادوسرین فرمایا اور اُسندان مدینہ میں تمام آدمیوں پر پاتم سخت ہمارا دشمن شدت گریہ و زاری سے بیتاب تھا اور بتی  
کہ جبوقت ابو شحمہ پر حد ماری شروع ہوئی اور وہ فریاد و فغان کرنے لگے تو بعض لوگوں نے انکی والدہ سے کہا وہ رونی پڑھتی  
دور کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور بولیں کہ میں عوض بہر تازیانہ کے پیادہ پا حج کرونگی اور بعض بہر تازیانہ کے  
جسدہ روپیہ میں فرماؤ فقر اور مساکین کو صدقہ کرونگی حضرت نے فرمایا کہ حج و صدقات عوض حد کے نہیں ہو سکتی صبر کر کہ  
ان اللہ مع الصابرین بالجملہ بعد واقعہ کے چالیس روز گزرنے پر خدیجہ ابن الیمان کہ عمدہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اور حضرت نے اُنکے حق میں فرمایا تھا ما حدکم خذایہ قصد قوہ تشریف لائے اور مجمع صحابہ میں فرمانے لگے کہ میں نے آج رات کو  
جناب سالت ماحلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور بیٹھا حضرت عمر کا خلعت پہنے ہوئے ہمراہ تھا حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر کو میرا سلام پہونچا کر کہدینا کہ شاہاں اسی طرح خدا کے تعالے نے فرمایا کہ قرآن پڑھو اور وحدہ خدایا  
قائم رکھو بعد ازاں ابو شحمہ نے کہا کہ میری طرف سے میرے باپ کی خدمت میں سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ خدا سے تعالے  
تمکو پاک کرے جس طرح مجھ کو گناہ سے پاک کیا آخر چار بن شیر وہ الدلی فی کتاب المستفی واخر غیرہ مختصر بتغیر اللفظہ  
خلافت حضرت عمر فاروق دس برس چھ ماہ ایک روز کم مقدّر تھی اور واقعہ شہادت آنجناب سطر ح واقع ہوا کہ عمدہ خلافت  
حضرت موصوف میں یہ سورتھا کہ سبایا سے بالحدین مدینہ میں آئے نہ پاتے تھے اتفاقاً مغیرہ بن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا  
کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کا رحدادی و تقاضی وغیرہ سے واقف کاریمان ہو اگر ارشاد ہو تو مدینہ میں بھیجا جائے  
اناکہ مسلمانوں کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینہ میں آیا اور پہنے لگا لکائن حضرت کے پاس حاضر ہوا  
کہنے لگا کہ چار درہم خراج کے جو مجھے لیے جاتے ہیں وہ مجھ پر گران ہیں کچھ کم کر دینا چاہیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو کئی چیز  
واقف ہو اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گران نہیں ہو اس باعث سے تخفیف نہیں کیجا گئی وہ مرد و مجوسی علیہ اللعنت ارحم الراحمین  
اور یہ کہتا ہوا دروازے سے نکلا کہ عمر کا عدل سب کو پہونچا مگر مجھ کو نہ پہونچا بعد چند سے اُس دووٹنے ایک خنجر و زربان  
خرید کیا اور اسکو نہر آلودہ کے گھاٹ میں لگا تا کہ امیر المؤمنین کو شہید کر دے اور امیر المؤمنین کی یہ حادثہ تھی کہ





تاکید فرمائی اور انجملہ انطاکیہ کو فہ و اہواز و موصل و طوس و قسطنطنیہ و آذربائیجان نہادند و دینور و جہان و جرجان و حلب و اصفہان و غیرہ فتح ہوئے اور چار ہزار سبجین بنائی گئیں اور چار ہزار کینسہ توڑے گئے اور ایک ہزار نو سو متبر بنا بر خطبہ رکھے گئے و سواد عراق کی پیمائش ہوئی اور جزیرہ اور خراج باندھا گیا نشتی آنجناب کے دو شخص تھے عبد الرحمن بن خلف خزاعی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اور داروغہ حبشہ مال زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تھے اور پانچو آنتاس حدیثین حضرت عمر سے مروی ہیں اور مناقب آپ کے بکثرت ہیں اور احادیث میں بہت ہیں از انجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا اکیس جگہ مطابقت ہے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہو چنانچہ ابن عساکر نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا علی نے ان فی القرآن را یا سن سے عربی ہر آیت قرآن میں راسے ہر راسے عمر سے اور بخاری و مسلم میں حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا میں نے موافقت کی اپنے پروردگار سے تین باتوں میں ایک یہ کہ میں نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السلام کو مصلیٰ گردا میں تو بہتر ہو اسوقت کہ میری داغ و اس مقام ابراہیم صلی نازل ہوئی دو سر میں کہا یا رسول اللہ فاجرو متقی سب زواج مطہرات کے حضور میں چلے آتے ہیں اگر انکو حکم حجاب فرمایا جائے تو جبراً اسوقت کہ میری داغ اساتھ میں متاعاً فاسلو میں من و راجح حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزار و طبرانی نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ای عمر ہمیر وحی نازل ہوتی ہے تم ہمیر حکم کرتے ہو اسی غصہ میں یہ آیت نازل ہوئی تیسرے ایک مرتبہ ازواج مطہرات جمع ہوئیں تھیں اور باہم رشاک غیرت کی گفتگو کرتی تھیں اور حضرت کو طال تھا سو میں نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دیجئے تو اللہ آپکو افسے بہتر عطا کرے اسوقت کہ عیسیٰ ر بہ ان طلقن ان بعد ازواجاً خیر امنکن الایۃ نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر گاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقوں کے واسطے استغفار میں الحاج بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سو او علیہم حتی برابر ہو جائے واسطے استغفار اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سو او علیہم استغفرت ہم ام لم تستغفروا اور ابن ابی حاتم نے عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ کہا انھوں نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور اسے کہا وہ جبریل جو تمھارے پیغمبر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے عمر نے من کان عدواً للہ و ملائکتہ و رسلہ و جبریل و میکال خان اللہ عدو لکافرین بعد اس کے یہی آیت نازل ہوئی موفق قول عمر رضی اللہ عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیت ثلثہ من الاولین و طیل من الاخرین نازل ہوئی تو عمر ابن خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر روئے اور عرض کیا یا نبی ہم ایمان لائے آپکا اور قصد یت کیا تمھارے فرمائے کہ لو اور ہم لوگوں سے جو کہ نجات پائینگے وہ قلیل ہیں پس نازل ہوئی ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الاخرین حضرت صلعم نے فرمایا اے ابن خطاب ہر آیت نازل ہوئی آیت اس

نزل وحی علی  
ہر مرتبہ

باب میں جس میں مجھ کو ترو تھا اور اللہ نے ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الآخرین فرمادیا حضرت عمرؓ نے کہا رضی اللہ عنہ  
 رہنا و صدقنا بہ بنی ناپس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام سے مجھ تک ایک نسل اور مجھ سے قیامت تک  
 ایک نسل اسی طرح اور آیات میں کہ تفسیر و تفسیر میں تفصیل انکلی بیان ہو اس مقام اسی قدر کافی ہو از انجملہ  
 احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ ابن عامر سے ابو طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب از انجملہ علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم نے عمر سراج اللمیۃ فی الخلفاء یعنی عمر چراغ الہن جنت کا ہوگا بہشت میں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
 روایت اس حدیث کی ہو بعض علی اس حدیث کے معنی میں فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہو کہ وہ چالیس شخص خلیفہ تھے  
 حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئی و سب بہشتی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ انہیں چراغ ہیں اس واسطے کہ اسلام انکا اسلام  
 عمر سے قوی ہو کہ اسی وقت سے انھوں نے انظار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوے جس طرح راہ رو روشنی چراغ میں  
 چلتا ہو کہ لانی النہایہ بلور می از انجملہ بخاری و مسلم بن ابوسعید خدری سے روایت ہو کہ حضرت صلح نے فرمایا کہ جس  
 حالت میں میں ہوتا تھا دیکھا میں نے لوگوں کو کہ میرے سامنے کی گئے اور انہیں کرتے ہیں انہیں سے بعض کا کہتے تو چھاتی تاک  
 پہنچتا ہو اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطاب میرے سامنے کیا گیا اور اس پر کرتے تھا کہ وہ اسکو زمین میں گھسٹا جاتا تھا صحابہ  
 کہنا اسکی تعمیر کیا ہو فرمایا دین فائدہ دین سے یہ مناسبت ہو کہ جس طرح کرتے بدن کو چھپاتا ہو اور سردی گرمی سے بچاتا ہو  
 ویسے ہی دین بھی روح و دل کو محفوظ و مصون رکھتا ہو کہ کفر و گناہ سے بچاتا ہو اس حدیث سے ثابت ہو کہ حضرت عمرؓ  
 خطاب رضی اللہ عنہ کا دین حد سے زیادہ کامل تھا اور بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم فرمایا جس حالت میں کہ میں ہوتا تھا اسو میں نے اپکو ایک کنوین پر دیکھا اُس پر ایک ڈول پڑا ہو سو میں نے  
 اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا بھر اُسکو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر نے لیا اسے ایک ڈول والا  
 انکے کھینچنے میں کچھ شستی و آہستگی تھی خدا اُسکو معاف کر گیا پھر ڈول پل ہو گیا عمر ابن خطاب نے لیا سو میں نے تو ڈول سے  
 ایسا عجیب غریب بڑا ڈول اور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک اسے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگوں نے  
 اپنے اونٹوں کو اسودہ کر کے اُنکی نشست گاہ میں بٹھالایا پوشیدہ نہ رہے کہ عرب میں اونٹوں کی کثرت از بس ہو سو پانی  
 پلانے کو گنوں پر لاتے ہیں اور خوب پلا کر علیحدہ بٹھلاتے ہیں سو ڈول کھینچنے سے ان کی سرداری مراد ہو کہ بعد حضرت  
 علیہ السلام کے صدیق کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنی اُنکی خلافت تھوڑے دن ہیگی اسلام عرب میں پھیلے  
 چنانچہ کل و دو برس کی غناب خلیفہ رہے اس مدت میں جیکر کذاب فیرہ اہل ارتداد سے شمر کرے گا کہ انکو مار کر عرب کا اسلام  
 مضبوط کیا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تھا کہ وفات پائی اور عمر فاروق خلیفہ ہوے دس برس تک کام کیا پھر فوت  
 خوب اسلام عالم میں پھیلا ملک شام و مصر و ایران عراق و اکثر روم فتح ہوا اور چار ہزار شہر بڑے بڑے و بڑے پر گنتا کہ

داخل قبضہ اسلام ہوئے چار ہزار تن خاتمہ ہمارے اور چار ہزار مسجد بن جاب طیار ہوئے اور پیشماخزانی مسلمانوں میں  
تقسیم ہوئے کہ لوگ غنی ہو گئے اس حدیث سے ترقی اسلام و صدیق اکبر فاروق اعظم کی خلافت کا اشارہ نکلا اور جو کچھ حضرت  
ہونے والا تھا جواب میں دکھلایا گیا اور بخاری مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کر آیا حضرت علیہ السلام نے  
کہ جس حال میں بنو نضیر تھے ان کو یعنی بنفس نفیس ہشت کے اندر دیکھا تو یکا یک وہاں ایک عورت ہو رہی تھی کہ ایک محل کے  
کنارے میں نے کہا یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے کہا عمر کا سو مجھ کو عمر کی غیرت یا پڑی تب میں پلٹ آیا پست دو کر یعنی مرد  
اسکی عورت پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت آتی ہے اس واسطے میں گیا عمر فاروق یہ سن کر رونے لگے اور التماس کیا کہ یا حضرت  
کیا آپ ہی پر مجھ کو غیرت آئی یعنی یہ بات مجھے ممکن نہ تھی تیسرے امیر المؤمنین عثمان بن عفان ابن ابی العاص ابن امیہ  
ابن عبد الشمس ابن عبد مناف خلیفہ ثالث رسول اللہ ہیں یہ بھی شرف مصاہرت سے ممتاز ہوئے کہ رقیہ و ام کلثوم بنت  
آنحضرت سے نکوح ہوئے مان انکی اردو میں بنت کریم رضیم الکاف و سکون الراء و فتح الباء و سکون الراء البعج و خیر بیضا و عم  
رسول اللہ اور کہ برابن ربیعہ ابن حبیب بن عبد الشمس ہے ذوالنورین الکائن بن ابی ادریس البوعمرہ و نیز ابو عبد اللہ انھیں نے  
حضرت رسول مقبول سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے کبھی ہزار درہم کو زمین ہول لی اور حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بعض ہشت پہنچی کہ حضرت نے داخل مسجد فرمائی و کہنیت ابو عبد اللہ یہ ہے کہ رقیہ بنت رسول اللہ  
جب عبد اللہ پیدا ہوئے تب عبد اللہ کہنیت ہوئی ولادت باسعادت ایک چھ برس پیشتر تولد حضرت رسول مقبول سے ہوئی تھی  
تھے حضرت عثمان میانہ قد خوش روح و سفیداد گئے تھے پریشان چنے چپک کے بزرگ ریش تھے خوبصورت لوگوں میں اور فرمایا  
آنحضرت نے ام کلثوم کو نکاح کیا میں نے تیرا اسکے ساتھ جو شبہ ہے جو ساتھ جد تیرے ابراہیم علیہ السلام کے اور ساتھ تیرے باپ  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی حیا انکی اس درجہ کہ گھر کے اندر دروازہ بند کر کے غسل کرتے تھے اور حیلے پیٹھ اپنی سیدھی انہیں کر سکتے تھے  
اور بعد مسلمان ہونے صدیق اکبر علی رضی و زید و حارثہ رضی اللہ عنہم کے اسلام لائے ہیں بہ ترغیب صدیق اکبر اور خیمہ سعید  
اولین و اول المهاجرین واحد البشر و بشر باجنتہ میں اور بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ توقف سہ شعبانہ روز خلیفہ ہوا  
اور وجہ توقف یہ ہوئی کہ لوگوں نے عبد الرحمن ابن عوف سے درباب خلافت مشورہ کیا تو انھوں نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ میں  
اکر کو تین شخصوں پر مجاہدہ کے تجویز کرو رسول علی رضی اللہ عنہ شیر خدا کو زبیر ابن العوام نے قبول کیا اور سعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمن کو  
اور طلحہ نے عثمان کو مگر عبد الرحمن نے انکار فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی خواہش نہ کی آخر عبد الرحمن نے بلادرخواست حضرت  
عثمان کے انھیں سے بیعت کی بعد از ان علی رضی اللہ عنہ و عقبہ مہاجرین و انصار نے بیعت کی اور سدا نام احمد بن ابی وائل سے روایت ہے  
کہ میں نے عبد الرحمن ابن عوف سے کہا کہ تم نے کس طرح عثمان سے باوجود علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی عبد الرحمن نے کہا میرا قصور نہیں ہے  
اول میں نے حضرت علی سے کہا کہ میں جیت کر تا ہوں تم سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت ابو بکر و عمر یہ وہ کہتے تھے کہ میں انکی  
استطاعت نہیں سمجھتا ہوں تب میں نے اسی طرح عثمان سے کہا کہ اس نے قبول کیا کہ انی اخبار الہد و الودیع علی نے لکھا ہے کہ مشر و اولی

حضرت عثمان  
رضی اللہ عنہ



عبدالرحمن نے عثمان سے کہا کہ اگر تم سے بیعت نہ کروں تو تم بلاؤ کس سے عثمان نے کہا علی مرتضیٰ پھر بیعت علی مرتضیٰ سے کیا  
 انھوں نے فرمایا عثمان سے بیعت کرو بعد ازاں میں نے سعد ابن ابی وقاص سے شوریٰ کیا انکی راے بھی اسی پر قائم ہوئی  
 اور اجاہل اصحاب میں المہاجرین والانصار بھی انھیں پر راضی ہو گئے ان سے بیعت کی گئی انکشتری انکی انکشتری رسول مقبول صلعم  
 کی تھی جب کہ وہ کنوین میں گر پڑی تب ایک خاتم قرنی ہوائی اور اسپر فصرن اولندن گندہ کر آیا و بروایت آہستہ بالدری  
 خالق فسوی بعضے کہتے ہیں کہ جب تک اسے انکشتری چاہ میں گری اسی دن سے امور خلافت میں خلل پڑا اور مسدود  
 شروع ہوئے اور قضیہ شہادت کا یوں واقع ہوا کہ جب حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو برعایت صلعم  
 آنجناب نے بعض قماربازوں کو جابجا امیر فرمایا چنانچہ معاویہ ابن ابی سفیان کو شام میں بھیجا اور سعد ابن ابی العاص کو  
 کوفہ میں اور عبداللہ ابن عامر ابن کرز کو بصرہ میں اور عبداللہ ابن سعد ابن ابی المشرح کو مصر میں یہ شخص صحابی  
 رضاعی حضرت عثمان کا تھا اور مروان ابن الحکم کو اپنی نیابت میں رکھا اور عمرانی اسی کو سپرد فرمایا چونکہ مروان  
 نہایت متسلط ہو گیا تھا اس سبب سے کوئی شخص کچھ بھی کہ نہ سکتا تھا لیکن مہاجرین والانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی  
 شرارت و بدظنیت سے ناراض رہتے تھے اس اثنا میں چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے دادخواہ ہوئے  
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسکو ایک نامہ فیض انصاف و مواعظ لکھ بھیجا اسے خیال بھی نہ کیا بلکہ بظلمہ دادخواہوں کے  
 چند آدمیوں کو قید کر لیا اور ایک شخص کو قتل بھی کر آیا اس سبب سے سات سو آدمی اہل مصر سے متغیث ہوئے اور بوسیلہ  
 علی مرتضیٰ رام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما احوال تفصیلی اپنا عثمان سے بیان کیا تب حضرت عثمان نے حکم عزل  
 عبداللہ صادر فرما کر ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر مہنی ہو وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا  
 کہ حضرت عثمان نے فرمان مارت و حکومت انکے نام کا لکھ دیا اور چند نفر اصحاب مہاجرین والانصار سے ہمراہ فرما کے مصر کو  
 روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار ان لوگوں کو ملا اسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تھا کہ طلب کیا ہوا  
 جاتا ہو یا کسی کو بلانے جاتا ہو اس سبب سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیوں نے پوچھا تو کون سی کمان جاتا ہو اس نے کہا کہ  
 میں امیر المؤمنین کا غلام ہوں انکا بھیجا ہوا حاکم مصر کے پاس جاتا ہوں لوگوں نے حاکم مصر محمد ابن بکر کو بتلایا وہ بولا  
 میں تو عبداللہ کے پاس بھیجا گیا ہوں محمد ابن ابی بکر سے کچھ کام نہیں ہے پھر پوچھا کس واسطے بھیجا ہو اسے کہا ایک پیغام  
 دیا ہو پوچھا کوئی فرمان ہے اس نے انکا رکھا تب اسکو گرفتار کر کے اسکا اسباب لکھا تو مٹھریہ میں ایک خط لکھا حضور  
 یہ تھا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی مصر میں پہنچیں تو کوئی حیلہ کر کے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو بطلان  
 اور تو اپنے کام پر بجال رہنا اور میں اس آدمی کو قید کر دینکا جو تیرے ظلم کی شکایت کرے اور عنوان نامہ پر لکھا تھا میں  
 عثمان ابی عبداللہ ابن ابی المشرح چنانچہ اس خط کے دیکھ محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقوں کے مدینہ منورہ کو لوٹے اور  
 سبکو جمع کر کے حال عثمان بیان کیا تب علی مرتضیٰ وغیرہ اصحاب رسول اللہ نے حضرت عثمان سے استفسار فرمایا

وہ بولے کہ غلام و شتر بلاشبہ میرا ہی لیکن بہ خط میں نے ہرگز نہیں لکھا اور نہ میری اطلاع سے لکھا گیا تب علی رضی عنہ نے فرمایا کہ تم تمھاری ہی فرمایا میری ہی کہا کیونکہ تمھارا غلام تمھارا اوتھ پر سوار عہری خط لکھا گیا یا ہن ہمہ کہ تم وقف بھی نہیں کیا و اللہ نہ میں نے یہ خط لکھا اور نہ حکم لکھنے کا دیا اور نہ غلام کو مصی طہ پہنچا اب سکو تحقیق ہو کہ یہ شرارت مردان کی ہو کہ خط لکھا ہو لہذا مصرعوں نے مردان کو طلب کیا تاکہ قتل کریں چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص حکم شرع مردان صانہ نہیں تھا امیر المؤمنین نے تامل فرمایا مصرعوں نے باغات و امداد بعض اہل قبائل نبی زہرہ و بنی مخزوم و بنی غفار و بنو ثعلابہ خلافت تابع گھیرا یہاں تک کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کیا اور اسقدر فرصت نہ دی کہ مسجد میں نماز ادا کریں ایک روز بلوایون کے مقابل ہو کر فرمایا کہ میں تم کو خدا و اسلام کی قسم دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہو تو سو آبیروں کے آب شیرین کھین نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیرونہ کو مول لکھو وقف کرے تو اسکو بہشت میں کنواں ملیگا سو میں نے اسکو خرید کیا اور وقف کر دیا کج تم لوگ مجھے اس کے پانی سے روکتے ہو بلوایون کہا یہ بات درست ہو فائدہ روز بصرہ را و مملہ سکون او ہو اور بعض نے ہمزہ سے بھی پڑھا یہ ایک کنواں ہو جانب شمال مسجد بیتیں ہو ادوی عقیق میں کہ اسکا پانی شیرین لطیف و پاکیزہ تھا عوام اسکو بہریت بولتے تھے اسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لاکھ درہم کو خرید فرمایا تھا لہذا اس کے مخاطبین بلوایون سے کہا تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلاں خانہ خرید کر کے اس میں ملاوے اسکو اس سے بہتر و اجرت میں مسوین نے اس گھر کو خرید کر کے مسجد داخل کیا اور تم مجھ کو اس مسجد میں نماز پڑھنے کو روکتے ہو بولے نعم رست و دورت ہو پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و عمر اور بنی رضی اللہ عنہم کو وہ شیرین لقمہ لکھنے کے سوا اور کوئی دوسرا لقمہ نہ تھا یعنی پہاڑ کہ یہ تھوڑے پہاڑ نے حرکت کی یعنی خوشی سے کہ بعض تھوڑے گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دھمک کر فرمایا اسکن تیسرے فاما علیک بنی و صدیق و شہیدین یعنی ٹھہر جا کہ وہ تیسرے خزانہ نیست کہ تجھے پھر صدیق و دو شہیدین ہو ایون نے کہا درست ہو تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگوں نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار اسی کلام کو با و از بلند فرما کر اپنے تمام پر تشریف لائے کلمہ اللہ اکبر بار بار زیادتی مبالغہ ثبوت حجت میں بولتے ہیں اس حدیث میں شہیدان سے مراد شہید حقیقی ہیں کہ مقتول ہو چکے ہوں زخم سے اور وفات پائی ہو قریب تر اثر جرح سے نہ شہید حکمی ہیں و انہیں ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امیر المؤمنین ابو بکر صدیق شہید ہیں اس لیے کہ سبب انکی موت کا عند بعض دبی اثر زہر قدیم کا تھا اختیار الدول میں ہو کہ ابو امامہ باہلی کہتے تھے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قید ہو تو میں بھی گھر کے اندر تھا سو میں نے سنا کہ حضرت عثمان نے فرمایا قریب ہو کہ مجھ کو قتل کریں اور میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کہ حلال نہیں ہو ناخون کسی مسلمان کا گم تین سبب سے اول اہل اہل و آدم زنا بعد الاحسان تو قتل نفس ناحق گمراہ سبب ثلاثہ سے کوئی سبب مجہم یا یا نہیں جاتا ہو پھر کوئی گمراہی گئے روایت ہو کہ جب حضرت امیر المؤمنین عثمان کو بیاس کی شدت ہوئی تو انتخاب نے بھٹ پر کھڑے ہو کر پوچھا علی رضی عنہ تم میں ہیں بلوایون نے کہا علی رضی عنہ نہیں ہیں

تتم احوال جناب سالت کبلی اللہ علیہ وسلم

قریباً سعد بن ابی وقاص میں ہوئے وہ بھی نہیں جہن باچار ساکت ہوئے پھر فرمایا بھلا کوئی ایسا بھی ہو کہ علی رضی سے جا کر کہے کہ مجھے پانی پلائیں کوئی بھی نہ بولا لیکن جناب ولایت مآب کو خبر ہو گئی آنجناب نے ایک مشکیزہ درود اتے تین سہوچے آب شیرین و لطیف سے بھر دیا کہ پیجیے بلوائیوں نے امیر المومنین تک پہنچنے نہ دیے مگر ترجمہ صواعق محرقہ میں ہے کہ مولیٰ بنی ہاشم دینی امیہ نے کمال جدوجہد سے وہ پانی خلیفہ برحق تک پہنچایا ایک وایت سے ثابت ہے کہ جب حضرت امیر المومنین یحییٰ بن اسماعیل بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت عثمان محاصرے میں ہیں اور بلوائیوں کا ارادہ شہید کرنے کا ہے تو آنجناب نے عمامہ رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم سر سے باندھا اور بلوائیوں کے ساتھ میں لیکر یرون و تختہ تشریف لائے اور حضرت حسنین جگر گوشگان رسول تقدیس صلوٰۃ اللہ علیہم کو پیش پیش کیا اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ صحابہ ماجرین و انصار کو ساتھ لیا اور جانب نما حضرت عثمان تشریف لے چلے اور دروازہ حضرت امیر المومنین پر پہنچے اور گھر کے اندر ملاقات کر کے کہا السلام علیک یا امیر المومنین تم امام وقت ہو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ام سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گھر سے باہر نکل کر مقابلہ کر دیا کہ ہم بھی شریک ہیں خواہ دروازہ دوسری طرف توڑ کر مکہ خطہ کو چلے جاؤ یا جانب شام معاویہ کے پاس تشریف لے جاؤ امیر المومنین نے کسی امر کو منظور نہ فرمایا ہر سہ سخن میں عذرات اور وجوہ اور دلائل قویہ بیان فرمائے تا کہ اگر جناب امیر نے مرجعت فرمائی اور صحیح یہ ہے کہ بغیرہ بن شعبہ نے یہ کلام کیا ہے چنانچہ ترجمہ صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ جب بغیرہ نے آئینوں سخن عرض کیے تو سخن اول کا جواب امیر المومنین نے یہ دیا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا میں ہوں اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے ہوئے کہ عدول کریں گا ایک شخص نہ خطہ میں نصف عذاب عالم کا اسپر ہوگا سو میں نہیں چاہتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں اور تیسری بات کا یہ جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ واپر جرت و مجاورت رسول خدا ترک کر کے شام کی طرف جاؤں بالجملہ حضرت علی رضی کا تشریف لے جانا بعد محاصرہ و روایات صحیحہ ثابت نہیں ہوتا لیکن آنجناب نے حضرت حسنین کو معذرت فرمائی کہ اور خطہ در بزر و غیرہ اصحاب نے اپنے اپنے میٹوں کو دروازے حضرت عثمان پر بھیجا اور تاکید شدیدی کر دی کہ بلوائی او بائیں اندرون خانہ نہ گھسنے پائیں چنانچہ ان بہادر یوں نے در آمد خانہ سے باز رکھا تو بلوائیوں نے تیر اندازی شروع کی کہ روئے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلود ہو گیا اور مردانہ اندر گھر کے حجرہ ہو گیا اور محمد ابن ابی طلحہ بھی زخمی ہوئے اور قبر بزرگاشیر خدا نے بھی سر چوٹ اٹھائی لیکن داخل خانہ سے باندھ کھامھر بن ابی بکر نے کہ او بائیں چالاک فتنہ آگیز تھا دیکھا کہ حضرت حسنین زیدیدہ سوال الثقلیں کے سبب سے بنی ہاشم فساد و فتنہ برپا کر گئے کام بگڑ جائیگا چالاکی کر کے دوسروں کو ہمارے دوسری جانب سے ایک پر دسی انصاری کے گھر میں ہو کر حضرت عثمان کی حویلی میں کود پڑا آنجناب سو فک کلام اللہ پر ممتنع اور زور عثمان سماء خلیفہ بنی محمد بن ابی بکر نے ریش مبارک پر ساتھ ڈالا حضرت امیر المومنین نے کہا یہ حرکت اگر تیرا پات کھتا تو بد جانتا کہسے اپنا ماتم کھینچ لیا تب حردون نے شہید کیا بعد اسکے تب یوں بلوائی مسقری فتنہ آگیز اسی راہ سے نکل گئے

نام مصریوں کا قبضہ کئے ہیں بادین عباس مسودہ ابن عمران اور بعض عمرو بن الحمر و عمر بن صالحی اور بعض مسودہ ابن و قشیر  
 کئے ہیں اور بعض کئے ہیں دونوں صریح دیکھے قتل کا اشارہ مردان نے کیا تھا اور بعض اسودہ بنی کو بیان کرتے ہیں جو اس  
 اور اس وقت سبب نہائی حضرت خلیفہ ثالث کا یہ تھا کہ جو لوگ آپ کے ملک وغیرہ تھے وہ سبشت پر تھے انکو خبر نہ ہوئی اور حضرت  
 عثمان کی بی بی نے ہر چند شور و غل کیا لیکن جو ملی بہت بڑی تھی اور دار الخلافہ میں شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تھا کسی نے  
 کو از انکی نہ سنی آخر کا حجت پر چڑھیں اور شہادت خلیفہ سے آگاہ کیا کہ دروازے سے لوگ اندر آئے بعد ازاں حضرت علی کو  
 اطلاع ہوئی وہ بھی مع طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص وغیرہ تشریف لائے اور ترجیع کر کے ایک طمانچہ حسن کے منہ پر چسکی  
 چھاتی پر لہرا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو سخت سخت فرما کر ارشاد کیا کہ یہ لوگ گس طرح گھر میں داخل ہوئے  
 جب کہ تم دروازے پر تھے پھر اسی حالت میں مکان پر تشریف لائے لوگوں نے یورش کی اور کہا کہ ہم جسے بیعت  
 کرتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھاؤ فرمایا میں شرم کرتا ہوں کہ بیعت کروں قاتلان عثمان سے اور جہا آتی ہی اللہ سے کہ میں بیعت  
 کروں اور عثمان دفن نہیں ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پھر آئے تو فرمایا جبریل بدر اتفاق کرینگے وہ خلیفہ ہوگا  
 چنانچہ اول برضا و غیبت اہل بدر نے بیعت کی بعد ازاں اور لوگوں نے اور مردان غیبت مع اپنے بیٹے کے مفرور ہوا اور  
 آنجناب زوج عثمان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کسے عثمان کو قتل کیا آئے عرض کیا کہ میں نہیں جانتی ہوں اتنا معلوم ہے  
 کہ محمد بن ابی بکر اور دشمن اور جنکو میں نہیں پہچانتی گھر میں آئے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اٹھا زوج عثمان کا بیٹا علی محمد نے  
 کہا وہ سچ کہتی ہے واللہ میں نے عثمان میں گیا تھا اور قصد قتل رکھا تھا مگر عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں نے توبہ کی  
 واللہ میں نے نہیں مارا زوج عثمان نے کہا یہ سچا ہے لیکن یہی شخص دشمنوں کو لگیا تھا پس درودہ دشمن سودان  
 بن حراں اور قشیر تھے بروایت صحیحہ انھیں نے شہید کیا اور غلامان عثمان نے انکو مارا کرمانی میں لکھا کہ یا رب محمد خیم  
 بعد العصر روز جمعہ سال سی و پنج ہجری میں تلاوت قرآن شریف میں جب آیہ کریمہ کیفیکلم اللہ پر پہنچے تو اوہا بشوں نے  
 شہید کیا اور اثاث الہیت لوٹ لیا اور لاش بڑی رہی بلوایوں کے خوف سے دفن نہ ہوئی شب شنبہ چہا و ہاش لوگ  
 سورج توبہ بن ابن العوام اور حکیم بن خزام اور شور بن مخزومہ اور جبریر بن مطعم و ابو خیم بن حذیفہ بدری اور ثیار بن کرم اور  
 عمرو بن عثمان نے خون آلودہ کپڑوں میں بکرتو رشہد البعد نماز جنازہ دفن کیا اور ایک وایت ہو کہ تین دن لاش  
 بڑی رہی حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ اہل فتنہ سے اجازت لی اور حنت البقیع میں دفن کرنا چاہا بلوایوں نے روکا  
 ناچار گورستان مسلمین اور جہودان میں دفن کیا امیر معاویہ نے اپنی حکومت میں ایک دیوار کھینچ کر قبرہ مسلمین میں داخل کر دیا  
 اور حضرت شیخ عبدالحق محدث جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ ابن شیبہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے حضرت عائشہ صدیقہ  
 اپنی حیات میں اجازت اپنے دفن کی حجرہ مبارک سید عالم میں لی تھی جب کہ دفن کا ارادہ کیا تو مصریوں نے روکا  
 اور نماز جنازہ بھی پڑھنے نہ دیتے تھے اور دفن کرنے سے قلمار دکنے تھے ام المومنین ام حبیبہ یہ قصہ منکر و عوام سے مستحکم ہے



اور فرماتے ہیں کہ تم لوگ بیٹ جاؤ اللہ میں دفن کرونگی ورنہ میں باہر نکلی آتی ہوں اور کشف ستر رسول اللہ کرتی ہوں تب مفسر بارتائے اور اسی رات کو جبکہ دن میں شہید ہوئے جبیر بن مطعم وغیرہ اصحاب کرام نے جواول بیان ہوئے ہیں لاش کو اٹھا کر بقیع میں لے گئے مفسر دن نے منع کیا آخر کو جس کو کب میں لے گئے اور جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھی اور اسی جگہ قبر کھود کر دفن کیا اور ایک یو اور قبر پر گرا کر ان کے دفن کو پوشیدہ کر دیا یہ حسن کو کسا ایک جگہ ہی بقیع سے باہر بطوبستان پورب طرف امام بن عثمان کا وہاں لوگ دفن کرنے سے کراہت کرتے تھے نقل یہ کہ ایک دفع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُس جگہ کھڑے تھے اور فرماتے تھے کہ ایاکے دھلک ہو گا اور یہاں دفن کیا جائیگا اس جہت سے یہ جگہ آدمیوں کو مانوس ہو جائیگی پس اول جو شخص مان دفن ہو حضرت عثمان تھے بعد ازاں مروان نے کہ حکومت معاویہ میں عامل مدینہ تھا اس جگہ کو بقیع میں داخل کیا اور جس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر بطور علامت رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ انا جعلنا للمقنین امانا اس کو اٹھا کر حضرت عثمان کی قبر پر رکھ دیا اور حکم دیا کہ لوگ انھیں گروہ میں مردوں کو دفن کیا کریں روایت یہ کہ ایاکے محاصرے میں اکثر اصحاب مہاجر اور انصار اور مولیٰ حضرت عثمان اجازت تھا بلکہ اہل نبی اور طخیان چاہتے تھے مگر حضرت عثمان نے اجازت نہ دی مدت خلافت بارہ برس کی مقدار تھی اور عمر پانسی برس کی ازروئے کتب جامع تو اینخ و نیز دیگر تواریخ دریافت ہوتی ہے کہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی حالت اسلام اور کفر میں اٹھ بیسیاں ہوئیں حضرت قدیبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا شوم بنت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناچیتہ بنت مروان ام عمرو بنت جندب فاطمہ دختر ولید ام البنین دختر عتبہ ثمرہ دختر سعید ثامرہ دختر عبدالغری اور اولاد کو گور کیا رہ عمر و عبد اللہ اکبر عبد اللہ صغیر ابان خالد سعید قتیہ و شیدہ شیبہ سعیدہ عبد الملک اور اولاد اناث چھ مرثم ام شعیدہ عائشہ ام العلیان ام عمر ام البنین اور عمال کی تفصیل یہ ہے عبد اللہ خضریٰ مکہ منطقیہ بن قاسم بن بیوطائف بن مقلی بن امیہ بن مین عبد اللہ عامر بصرہ بن ابو موسیٰ اشعری کوفہ بن معاویہ بن ابوسفیان دمشق بن عبد اللہ بن خالد حص بن علقمہ بن الحکم فسطین بن شعث بن قیس آذربائجان بن ثصاب بن افزع اصغان بن لیس بن امیہ ہران مین شعث بن قیس سی مین اخف خراسان مین زید بن ثابت قاضی مدینہ منورہ ابوہریرہ قاضی مکہ مکرمہ ابوذر و قاضی شام رضی اللہ عنہم روان کاتب حبشہ عبد اللہ بن معتمد مسمی رضی اللہ عنہ سب کٹھارہ ہوتے ہیں جو تھے حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ آنجناب لایات آب خلیفہ چہارم مین نکو سبب وجیت سیدہ انسہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی شرف مصاہرت حاصل ہے ائمہ حدیث کے نزدیک قولہ ایک اکعبہ مین ہو اہو اہل تحقیق کے موافق تاریخ تیرہویں جب یوم جمعہ تھا اور واقعہ صحابیہ فیل سے تیس برس گزرتھے اندون ابوطالب سفر مین تھے اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد مین ہاشم نے نام اسد رکھا اسی کے معنوں پر اکو حیدر کہتے ہیں چنانچہ خود حضرت شہید اجز مین فرماتے تھے انا الذی یعنی امی حیدر جب ابیطالب سفر سے آئے تو علی نام رکھا اور جب لایت آب چلتے پھرنے لگے تو ابوطالب کے ایماے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پہنچے لگے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت پہنا گیا تو بعض کے نزدیک لایت

احوال خدایہ سات

دس خواہ بارہ برس کے تھے اور صحیح یہ ہے کہ سات برس کے تھے جسوقت حضرت محبوب بن العالین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت ظاہر کیا  
 حضرت یحییٰ بن یسویہ سلمین سرور دین نے بلاتل قبول کی صحیح یہ ہے کہ دوشنبہ کو حضرت سرور کائنات نبی ہوئے اور منگل کو آپ ایمان لائے  
 مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک اہل ادراک کے دریافت سے عاجز و تنگاب اتفاق اہل کشف اور کرہات  
 اور باجماع اہل فہما اور بقا سرور ادبیاتین قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سیف المسلول میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے  
 خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک حاصل ہونا منصب لایت کبریٰ کا منحصر فیض اقدس و روح پاک علی مرتضیٰ کے  
 رہتا چلا آیا ہے اور اب یہ منصب روح پاک حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے اور تا بطور  
 حضرت امام محمد صلی علیہ السلام اسی طرح ربیکا الغرض مناقب بقول ائمہ حدیث حضرت ولایت تاب کے کثرت ہیں کہ اور کسی کے  
 حق میں نہیں بجملة متواترات یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی منی وانا منہ یعنی علی مجھے ہے اور میں علی سے ہوں  
 شاید مراد یہ ہے کہ علی کا کمال مجھے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم میں ظاہر ہو گا اور باقی ربیکا اور میری اولاد اسی سے  
 چلیگی پھر فرمایا اللهم ال من والاہ وعاذ من عاذاہ یعنی جو اُن سے محبت رکھے تو اُس سے محبت رکھنا اور جو اُن سے عداوت رکھے تو  
 اُس سے عداوت رکھنا یہاں سے ظاہر ہے کہ محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مسلمان کا ایمان ہے اور عداوت موجب کفر و فساد  
 اور کشت مولاہ فعلی مولاہ یعنی میری وطنی کی موالات ایک ہی ہے جسکو اُن سے موالات نہیں ہے اسکو مجھے بھی نہیں ہے پس جس طرح  
 بدو موالات مصلحتی ولایت التبع کا حاصل ہونا محال ہے اُسی طرح بدو موالات مرتضوی بھی ذہ ولایت نہیں حاصل ہو سکتی  
 ازاجملہ فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا علامت نفاق ہے چنانچہ جامع ترمذی میں ابو سعید خدری  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گرد و لباد اسی بات سے منافقوں کو پہچانتے تھے کہ وہ علی مرتضیٰ سے بغض رکھتے تھے یعنی حضرت  
 سرور کائنات سے جو انکو بغض تھا کھٹنے نہیں پاتا تھا مگر علی مرتضیٰ کی نسبت انکا خست باطن کچھ کھل جاتی تھا ازاجملہ حضرت زید فرمایا  
 کہ جو چیز میں نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضیٰ کے واسطے مانگی ازاجملہ فرمایا کہ مسجد میں بحالت جناب سلی کو زنا نہیں درست مگر  
 بجھکو اور علی مرتضیٰ کو یعنی طہارت حقیقیہ و حانیاتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ برنیہ کے احکام منسوب ہو گئے تھے ازاجملہ فرمایا انا عبد العظیم  
 و علی باہر یعنی میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضیٰ کے کسی کو حاصل ہو گا ازاجملہ فرمایا کہ مجھے وحی ہوئی کہ علی ابن ابیطالب قائم المعجزین ہے  
 یعنی علی میری امت کا پیغمبر لائے والا ہجرت میں اور امام المستقین سیل المؤمنین ہے ازاجملہ فرمایا کہ علم میرا جسکے چھ قیامت کو آدم اور اولاہ آدم  
 ہوگی علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں ہو گا ازاجملہ مستدرک حاکم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت ایک دن جناب سیدہ کے گھر  
 تشریف لائے علی مرتضیٰ ہونے لگے آپ نے جناب سیدہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اردو اور یہ جو سوتا ہے اور حسنین قیامت کو ایک ہی  
 مکان میں ہونگے ازاجملہ جامع ترمذی میں ہے کہ آنحضرت نے ایک دن حسنین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکو مجھے دران و دونوں  
 اور انکے والدین سے محبت ہوگی وہ قیامت کو میرے پاس ہو گا ازاجملہ یہ کہ حضرت فاروق اعظم دعوایا نکا کرتے تھے کہ اے ایسا منوکہ  
 کوئی مشکل اڑے اور علی ابن ابیطالب میرے پاس نہوں یہاں سے ظاہر ہے کہ علی مرتضیٰ کا لقب مشکل کشت حضرت عمر کے کلام سے نکالا گیا ہے

جسکا نام ابوبکر تھا اور آنحضرت نے اکثر فرمایا کہ لولا علی لمک عمر از انجد مستدرک حاکم میں روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا  
 انظر لی وجه علی عبادہ آنحضرت ابوہریرہ روایت ہے کہ جناب سیدہ نے زمانہ مناکحت کے بعد آنحضرت کے حضور میں عرض کیا کہ خلس آدمی  
 آپ نے میرا سابقہ کیا حضرت نے فرمایا کیا تو خوش نہیں اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا تمام دوسے زمین سے تیرے باپ کو  
 اور تیرے شوہر کو اور انجد حاکم نے احمد ابن حنبل سے روایت کی ہے کہ ماجا ولاحدرن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل  
 ماجا رسولی ابن ابیطالب جب عشر شریف تائیس الی تھائیس برس کی پہنچی تو ہجرت نبوی سے تیس سال یا دوسرے سال انہی شادی جماعۃ الرسول  
 سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے ساتھ ہوئی کہ حال تفصیلی اسکا ذکر حضرت فاطمہ میں لکھا گیا ہے اور تھے آنجناب میانہ قدرا در  
 رنگ مبارک گندمگون در سے سبزہ رنگ و زردیک سے سرخ و سفید معلوم ہوتے تھے قد میں فی الجملہ قصیر تھے اور کشادہ دہن بدن پر  
 بال بکثرت اور چہرہ روشن بزرگ جسم عظیم البطن خندہ دہن بچو ماہ لیلیۃ البدر نگین پری پری نہایت روشن سیاہ اور کچھ شریف  
 مثل لمحیہ مبارک حضرت سرور کائنات انبوتہ تھی ضرورت خضاب کی نہیں ہوئی مگر کبھی کیا بھی ہے اور کلاسیان اور ماتھہ زبردست مذکور  
 جسکو پکڑ لیتے وہ سالن لے سکتا تھا اور بدن مبارک گٹھا کسا ہو جیسا محبوبہ العالمین کا بدن اقدس تھا اور رفتار شریف  
 مشابہ رفتار رسول اللہ یعنی قدم جمائے چلنا اور چال میں صفائی سرکہ کارزار میں بہت ہی عسرت و محنت سے چلتے اور بل بہت جوی تھے  
 اور جو آپکا سامنا کرتا اس پر آپ ہی غالب آتے اور کسی کی کچھ پروا نہ رکھتے اور اپنے ارادے و اعیہ کے کر گزرنے میں کبھی نہ ڈرتے  
 اور شدت گراما اور شدت سردی و دھول کی نسبت برابر تھے اگر چاہتے تو گرمیوں میں لباس سرد پہنتے اور اگر چاہتے تو جاڑوں میں  
 لباس گرم مانتا آنجناب حضرت رسول خدا کے مقرر کیے ہوئے بہت ہیں از انجد سید یعنی اولیاء کاملین کے سردار اور افسر ابو موسیٰ بن  
 یعنی ماہی پناہ ان لوگوں کے جنہیں شیعہ فیضان غیب کی ہند گان خدا کو پہنچی ہے اور بیمار ان کو ان سے شفائے کلی حاصل ہوتی ہے اور اسد اللہ  
 یعنی اہل حق ہیں کسی سے نہیں ڈرتے اور ان سے بڑے رتے ہیں اور ابوتراب یعنی خاکساران راہ خدا کے مجدد و سر نشا اور نظر محراب اور  
 اور جناب ولایت تاب جناب اس لقب سے خوش ہوتے تھے اتنا اور لقب سے نہیں جھجھتے آنحضرت لقب امی سے مسرور ہوتے تھے اس لقب کا  
 شان و دل بخاری شریف و مسلم وغیرہ سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ ایک دن حضرت سید المرسلین خاتون جنت کے گھر میں جلوہ فرما ہوئے اور  
 علی رضی کو پوچھا جناب سیدہ نے عرض کیا کہ مجھے غصہ ہو کر رہا ہے کہ میں اور ریح یہاں قبولہ نہیں کیا جناب سالک تاب نے فرماتے  
 تو معلوم ہو کہ مسیحا میں ہوتے ہیں تو جناب شریف لائے دیکھا کہ حضرت شیر خدا ابو نعین خاک پر جان گچ ہے نہ بویا کرو شیعہ ہوتے ہیں  
 چادر گرمی ہوئی اور بدن مبارک خاک لودہ ہو رہا ہے حضرت نے فرمایا تم یا ابوتراب اسی دن سے یکنیت ہو گئی آنجناب اعلیٰ تحقیق اس نام میں  
 اشارت دقتہ نکالتے ہیں چنانچہ فقیر نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ در فضیلت خاکیت بیعتہ ولبہ برد بخیتہ نہ کف پارا باد و  
 و نہ پشت پارا از و گرد و او حضرت جو اس لقب سے خوش ہوتے تھے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر تہہ کمال ہودیت کا ہے اور عبودیت کا  
 جس قدر کمال ہوتا ہے اسی قدر تعلیقات الہیہ کا اس میں ظہور کمال ہوتا ہے پس ابوتراب یعنی اصل فنا ہوا اور حضرت امیر اصل و مرجع  
 و منتہی مطلق فقر ہیں شیخ محمد بکری فیضی حالات میں فرماتے تھے سبحان اللہ آدم من التراب علی ابوتراب اور ایک لقب آپکا

ذوالانوار اوعیہ یعنی صاحب گمشدہ شواہد کہ نشان نزول اسکا قصہ حضرت نوح میں بیان کیا گیا ہے اسی طرح لقب پکا امین و شریف  
و مادی محمدی و ابو الکریم امین بھی ہر آنحضرت منقبت اور صاحب دروغاں اور کثرت علم اور ورع اور زہاد و تقویٰ اور وفور شجاعت  
آنجناب شہر اور اظہر من الشمس ہر طاقت بیان نہیں ہر اول خلیفہ ہاشمی آنجناب میں ماحول من اسلام من المصعبیان ولایت مات باخبر  
بروز و شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معوث بہ نبوت ہوئے اور شنبہ کو آپ ایمان لائے اور سنی خزوہ میں حضرت علی علیہ السلام ہنسن ہوئے  
جب تک تو کہ میں کہ اندول خلیفہ مدینہ تھے اور کثرت خدوات میں علم محمدی آپ کے پاس باہر کیا اور اہل صفی المناقب اور بہادری آپ کی غرور خیرین  
اور جنگ خندق اور احد میں دیکھنا چاہیے اور اپنے چھپا سی حدیث کی روایت آنجناب بھی اور خاتم مبارک چاندی کی تھی اور سیر الملک اسد  
کندہ تھا جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس کے صبح کو آنجناب خلیفہ ہوئے اور جمیع اصحاب منہ بعبیت کی مگر طلحہ و زہیر نے بیعت بلا طوط  
وغیرت کی تھی بعد اس کے جانب مکہ گئے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کو ہمراہ لیکر جانب بصرہ آئے اور چون حضرت عثمان کے دعویٰ راہ  
کہ حضرت امیر المومنین اس خبر کو سنا کہ جانب عراق تشریف لے چلے اور طلحہ و زہیر و عائشہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی یہی واقعہ ہے  
اور طلحہ و زہیر شہید ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس خطا سے تائب ہوئیں یہ معاملہ سال حبشیتیں ہجری میں واقع ہوا اور اس میں عمر کہ میں  
تیرہ ہزار رومی مارے گئے پھر سب زہن ولایت آب نے بصرہ میں اقامت فرمائی بعد ازاں کوفہ میں تشریف لائے پھر معاویہ  
ابن ابی سفیان نے شام سے خروج کیا یہ خبر سنا کہ آنجناب بھی اس کی طرف تشریف لے چلے معین میں لڑائی ہوئی یہ تو سبب سینتیس ہجری میں ہوا  
اسی عمر کہ میں عمرو بن عاص نے ازرو سے کید قرآن شریف کو درمیان میں کیا تب لڑائی بند ہوئی اور صلح ہو گئی اور جانب حضرت علی مرتضیٰ سے  
ابو موسیٰ اشعری اور طرف معاویہ سے عمرو بن عاص حکم ہوئے انھوں نے فیصلہ کر دیا کہ معاویہ شام کو گیا اور حضرت امیر المومنین یسویب المسلمین  
و سید الفعالب کو کوفہ میں جاوہ فرما جو کہیں انراں خارج نے خروج کیا کہ فسادات گئے کتب سیر میں مذکور ہیں علامہ ابو علی نے تاریخ خلفائے  
اکھایہ کہ میں خارجیوں نے مکہ معظمہ میں عید و میاں باہم کیا کہ میں شخصوں کو قتل کرینگے عبدالرحمن بن ملجم ملعون نے کہا کہ میں علی ابن ابیطالب کو  
شہید کر دینگا اور بکر خواہ برکات بن عبد اللہ تھیں نے کہا میں معاویہ ابن ابی سفیان کو مار دینگا اور عمرو بن بکر تھیں نے عہد کیا کہ میں عمرو ابن عاص کو  
قتل کر دینگا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کی ماری وہ کہ میں لگی اور عرق کناج کاٹ گئی کہ پھر لڑا دونوں اور عمرو بن بکر عمرو ابن عاص کے ماسے کو  
سجد میں آیا لیکن عمرو ابن عاص کے رات کو در پٹ میں ہاگہ و نماز جمعہ کو دایا ایک مردی تمیم نے نماز پڑھائی عمرو ابن بکر نے کسی کو مار ڈالا  
اور اس بلغم ملعون نے حضرت ولایت تاب کو شہید کیا کہ لڑائی انجا را دل اور قصہ شہادت کا یوں واقع ہوا کہ عبدالرحمن بن ملجم و دو کہ حضرت عبد اللہ  
ایک عورت مسامہ قدام خارجہ کید فیہ پرچہ حسن صورت خوش سیرت میں فتنہ و نگار تھی عاشق ہوا اور باپ اس قہید کا جنگ نردان و بر و آتے  
بھائی بھی خانے ولایت تاب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اسکو ڈراغ تھا جب یہ ملعون بخت اسیر فتنہ و زلفیتہ ہوا اور پیغام سلام وصال کا  
ہونے کا آئے کہ تو ایک فرمائش میری بجا لا تو خیر وصال سے سیراب ہو اور طرف اس حجاب سے فرما تو فرما شہید ہو کہ علی مرتضیٰ خلیفہ علی  
قتل کر دے میں اس خطیر مرتد ہو گیا اور اس قطعہ اپنے ابن عمر و دران نامی خارجی کو بھی ابن بلجم کا رفیق کیا اور ابن بلجم نے ایک اور کتبہ  
ہم مذہب سبب بن عجز و شجعی کو ہر استلان کیا اور باہم شورہ کرنے لگے شیبہ نے ملک کا مقدمہ ہو اور کون ایسا دل جگر رکھتا ہو علی پر

۷۱  
توضیح  
دفعہ ہر اول  
علامہ رضی اللہ عنہ  
یست کی دراکہ  
ایک آنحضرت  
اعلیٰ کے سوا  
جیسا بن زبیر نے  
دیکھ کر کہ انانہ  
زنا سیراجون  
بیعت نام ہونی  
مسلمہ منہ ہونی  
بدران نہ سیر  
اور بھی ولایت سے  
بیعت ہو کر ان دونوں سے  
مکاتبت نہ ہوتی  
جنت کی جو اور  
چونکہ مکہ کے  
انست نام  
عبداللہ کے من  
اور جنت کی جانب  
منہ جنت کی  
سبب و سبب  
حرف و سبب  
حاکم کیا  
حکامان شہر  
نہ سبب  
حضرت علی



ہاتھ ڈالے انکی ہیبت جلال سے سبحان ان عرب کا پتہ ہیں بن بلجہ کے کماؤہ تو بکیوں کی طرح رکارتے ہیں اور اندھیرے میں مسجد میں یا کرتے ہیں  
 انکے حضور میں دو زبان جو کی ہر ذمہ کیا کچھ بھی نہیں جتنے انکو مارڈا انکتنی بڑی بات ہو انعرض بن بلجہ نے ایک تلوار ہزار دم کو مول لی  
 اور اسکو ہر آلود کردار کی ایک شخص نے پوچھا کیسا واسطے اسنے فرمایا میں کہہ لا کہ اس سے مارنا منظور ہو اس شخص کا جسکی داستان عرب عجم میں  
 مشہور ہیں توں سمجھ گئے بعضوں نے جناب لایت آب کے حضور میں خبر پہنچائی آپ نے خود بھی مزد وصال کے شوق میں پوچھ بھیجا کہ تو نے تلوار کون  
 نہر آلودہ کردار کی ہو اسنے کہا ابھیجا کہ اپنے اور تمہارے دشمن مارنے کو پھر حضرت نے کچھ تعرض کیا یہ جہارضان شریف میں ہوا اور جناب رضوی  
 اس مضان میں ایک در حضرت امام حسن کے وقت نماز میں مزد و انتظار فرماتے اور ایک در حضرت امام حسین کے گھر اور ایک در عبداللہ بن جعفر  
 طیار کے یہاں اور تین چار قوموں سے زیادہ متاؤل کرتے اور ہرقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ آئے ماسفر ہیں اور تاریخ نہضت کی آگیاں انتظار ہی  
 اور بن بلجہ کو نے میں جب آیا تو کبھی جناب میر کے حضور میں بھی آتا اور بیت المال سے کچھ مانگ بھی لیتا تھا اور آیتنا بعض اوقات  
 فرماتے تھے کہ جسو رسول اللہ نے اس امت کا اشیق انسان کہا ہو وہی بن بلجہ ہو چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچھ مانگ کر لے چلا آفت  
 آپ نے فرمایا کہ اللہ میرا قاتل ہی ہو جائنا روں نے عرض کیا کہ اگر حکم دیجیے تو ہم گتے مارڈالیں حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ مارا جائیگا  
 تو مجھے کون ماریگا اور فرمایا کہ قبل وقوع جرم سزا دینی نہیں ہو چوکی اور بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہو میری  
 وارثی کے خون سے رنگنے والے کو کوہ آنا نہیں اور گلابے فرماتے کمال تمنا سے کہ وہ دن کون ہو گا کہ بدبخت ترین اس امت کا اپنا کام  
 تمام کرے یا اشارہ اسطرح ہو کہ سدا امام محمد وغیرہ کتب معتدہ حدیث میں اردو اور سند امام احمد اور تدرک حاکم میں عبار میں سے  
 مروی ہو اور ابوب علی اور طبرانی نے عثمان ابن حبیب ہی اور خود جناب میر سے اور جابر ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہو کہ جناب  
 رسالت مابعد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی امتوں سے بڑا بدبخت فرد سرج رنگ قد آور ابن سالف تھا جسے ناقہ صالح  
 علیہ السلام کو پے سپر کیا یعنی کو پے اسنے کاٹ ڈالے اور اس امت میں بڑا بدبخت وہ شخص ہو جو محاسن یعنی ریش ملی مرتضیٰ کو خون سے  
 آلودہ کر گیا یعنی انکو شہید کر گیا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد رسالت مآب علیہ السلام نصین واثق تھا لہذا  
 شب نوزد ہم مضان شریف آنجناب بار بار اٹھ اٹھ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھے کئے  
 نے جھوٹ کہا ہو یہی رات ہو جسکا مجھے عہد ہو حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس رات کو جناب لایت مآب فرماتے تھے کہ آج کی  
 رات میں نے پیغمبر خدا کو دیکھا کہ میرے منظر میں اور ترجمہ صواعق میں ہو کہ حضرت امیر نے فرمایا حسن سے کہ آج کی رات میں نے حضرت صلعم کو خواب  
 کو دیکھا اور جو کچھ امت سے مجھے پہنچا تھا بیان کیا حضرت نے فرمایا انکے حق میں عاکر اللہم ابیہم خیر الی سندہم ابیہم فی شراہم منی یعنی باہر دیا  
 بدل دے اسے بہتر محکو اور بدل دے انہریشا شخص جو مجھے بدتر ہو انکی نسبت اور حسب سبب صداق یا کاذب نمودار ہوئی تو جناب سلطان  
 ولایت گھر سے باہر تشریف لائے لگے وہاں بطین تھیں وہ خلاف معمول چلائے لگیں تو جناب نے فرمایا کہ میرے فراق میں جلاتی ہیں  
 پس جو ہیں تباہ ولایت کو میرے نبوت آفتاب برج رسالت حامل عہدہ شہادت الصلوٰۃ کہتے ہوے لوگوں کو نماز کے وسطے جگاتے ہو  
 یہ کہ آہر ہوئے شبیب بلون گھات میں لگے ہاتھ آپ پر ہاتھ چلا یا مگر تلوار استون پر پڑی ٹوٹ گئی اور وہ بھاگ گیا اور گھر میں پہنچا

ایک مرد بنی امیہ نے اسکو کسی وقت قتل کیا اسی ستون کی تار میں ابن لجم خارجی مرد دو لختہ لکڑی کھڑا تھا اسے تلوار چلائی کہ سارے  
اس مقام پر لگی جس جگہ عمر و ابن عبد دو کے ہاتھ کا زخم تھا جناب شیر خدا نے غور ارشاد کیا قدرت رب العزت یعنی میں نجد انہی مرد کو  
پہنچا اور بعض آیات میں ہے کہ عین نماز میں اسے تلوار ماری بالجملة کہا مجروح اٹھا لانے اور سجدے کو گونہ کہ آواز کیسے جاگے  
ابن لجم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجرید تکفین جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ پیر کاٹ کے جلا دیا لغتہ اللہ علیہ علی من جلا دیا فی اخبار الدنیا  
اور آنجناب جب مجروح گھر میں جلوہ فرما ہوئے تو حضرت حسین علیہ السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوا اے الہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کی طرف  
توجہ نہ کرنا اور دنیا کے نقصان سے آزد و خاطر نہ کرنا اور یکسوئی پیفت کرنا اور حق بات میں کسی کا خوف نہ کرنا اور محمد ابن خنیفہ کی  
نسبت بھی فرمایا کہ تو بھی نصیحت یاد رکھنا اور ان دنوں بھائیوں کی تعظیم و توقیر بہت کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہیں پھر آپ صروت  
تسلیم و تسبیح ہوئے اگرچہ زخم کاری تھا مگر زہر نے اثر کیا کہ الکیسویہ رمضان شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نصیحت فرمائیے خیر اعدائے  
اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ سترھویں رمضان سنہ چالیس کو مجروح ہو کر انیسویں کو جلوہ فرمائے فردوس برین ہو کر الکیسویہ رمضان  
سنہ چالیس ہجری اصح ہے اور حضرت حسین علیہ السلام عبد اللہ ابن جعفر نے غسل دیا اور محمد ابن خنیفہ نے پانی ڈالا اور وہ جو بوط حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل سے باقی تھا حضرت امیر کے کام میں لگا اور تین کپڑوں سے کفن دیا جس میں قمیض تھا اور حضرت امام حسن نے  
سات کبیر حرن سے نماز پڑھی اور جسم شریف کو نجف اشرف میں جسکو نجف الجبر و بولے ہیں اور کوفہ سے نزدیک مسجد جامع سے ایک فرسنگ  
جبرہ النعمان کی راہ میں ہدفن کیا اور راز شریف کو بے نشان کر دیا تاکہ فرقہ ملعونہ خارجہ کسی طرح کی بے ادبی نہ کریں اور بعض کا تاہم  
مردی ہے کہ ہنسنہ جناب امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ جنابہ تصوی کو کہاں دفن کیا آپ نے فرمایا کہ کہنے کوفہ سے ایک فرسنگ نجف الجبرہ  
دفن کیا اور قبر شریف کو موافق اپنی وصیت کے چھپا دیا ظاہر اس وصیت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جناب ولایت تاب کو جس رحمت سے  
ابو تراب قبلاً پنا خوش آیا تھا اسی سبب سے اپنی گناہی میان تک پسند آئی کہ قبر کو بھی بے نام نشان کر دینے کا حکم دیا چنانکہ اسی اثر  
یہ ہو کہ خداوند تعالیٰ نے اس امر کو ایسا کر دیا کہ اسکی زیارت بخلاف اقصائے اوقات اولیاء اللہ ہو گئی اور مردان خدا کا مرکز قرار گما  
اور رضہ شاہ ولایت کمال عظمت ترین میں ہوا اور اب سلسلہ نجف اشرف میں واقع ہے کیونکہ زمان سابق میں کوفہ آباد تھا اور نجف  
بہر خجرات میں واقع تھا فی الحال عمارت کوفہ سے کچھ بھی باقی نہیں ہے مگر وہ مسجد جس میں جناب امیر مجروح ہوئے تھے برقرار ہے اور مقبرہ سے  
تادمین ایک فرسنگ ہے اور محراب میں بخط جلی لکھا ہے کہ ہذا مقبرہ امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ تفضل ہے کہ یہ مسجد حضرت فوج کی  
بنوائی ہوئی ہے اور بعض متاخرین اہل سیر نے لکھا ہے کہ دیان کے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت فوج اور آدم علیہما السلام کی قبر بھی اسی گنبد میں ہے  
لیکن مقدان دونوں بزرگوں کے ظاہر نہیں ہیں عمر جناب ولایت تاب کی ترسٹھ برس کی ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ وقت شہادت  
آنجناب چونتیس برس کے تھے اور بعض کہتے ہیں پندرستھ برس کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آنجناب وقت شہادت اترسٹھ برس کے تھے مگر  
صحیح و قہد علیہ یہ ہے کہ وقت شہادت ترسٹھ برس کے تھے اور مدت خلافت چار برس نو مینے ایک دن اور مدت اقامت مدینہ چار ماہ و چار دن  
جانب عراق نصبت فرمایا ہو کر انیس سہریہ خدمت میں مقیم اور جناب ولایت تاب کے سوا کہ بیٹے اور اسی تھہر بیٹیاں ہوں

اور بعضے اہل سیر نے انیس جل بیان کیے ہیں مگر از رو تحقیق بعض اہل سیر وضع ہو کر آپکی مہربان تو تعین اور ان سے پندرہ لڑکے اور  
 شہر لڑکیاں بیویں تمام وجات یہ ہیں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کہ آپکی حیات میں حضرت امیر نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا  
 دوسری ام البنین بنت حزام تیسری اسماء بنت عیسٰی چوتھی ام حبیبہ بنت ربیعہ پانچویں امامہ بنت ابی العاص چھوٹی خوار بنت جعفر  
 نوین حمایت ام القیس ٹھوٹیں ملی بنت سعود نوین ام حید بن بنت عمر اور نام اولاد ذکر یہ ہیں حسن حسین مجتبیٰ علیہم السلام  
 عبداللہ عثمان جعفر عبید اللہ ابوبکر سحبی عثمان محمد اکبر شہور محمد خفیفہ عمرو محمد الاوسط محمد الاصف عباس خلیفہ حضرت حسن علیہما السلام  
 اور محمد بن حنفیہ و عباس اور عمر و سے نسل ہوئی ہو اور نام صاحبزادیوں کے یہ ہیں زینب ام کلثوم رقیہ حضرت فاطمہ سے اور  
 لڑکے ام ہانی بیوٹہ ام الحسن ام کلثوم صغریٰ زینب صغریٰ فاطمہ امینہ خدیجہ ام الکرام ام سلمہ رَحْمَۃُ اللہ علیہا ام جعفر  
 سوانح عجیبہ یہ ہیں کہ حضرت لایت تاب کی شہادت کے روز ہر سنگ بیت المقدس کے نیچے سے خون نکلتا تھا حضرت استاد الاسد مولانا  
 عبدالعزیز قدس سرہ دیکھتے ہیں کہ وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہو کہ حضرت علی رضی کی وفات سے خلافت نبوت کی منقطع ہو گئی تو گو قاتل انکا جمع  
 بیت المقدس کا قاتل ہو گیا تو کہ قورم بنی اسرائیل کی نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چلے جانے سے منقطع ہوئی اور بنی اسرائیل کی نبوت  
 بہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے جاتی رہی صرف خلافت جو ناشینی باقی تھی سو بروز شہادت جناب امیر منقطع ہوئی چنانچہ  
 انجناب کی شہادت کا حال جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا اب عرب کے لوگ جو چاہیں سو کریں کیونکہ اب کوئی  
 مانع نہیں ہو گا اگر کوئی شہدہ کرے کہ اسوقت تک اکثر اصحاب ائمہ موجود ہو غلط و نصح میں مشغول تھے پھر کس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
 یہ بات فرمائی تو عباس اسکا یہ کہ اگرچہ اکثر اصحاب ائمہ موجود تھے اور بے تکلف افعال غیر شرعہ سے مانع تھے لیکن امر وہی انکا  
 اویاؤں کے ارشاد اور عالموں کے نصح کے طور پر واقع ہوتا تھا اور حضرت امیر المؤمنین کا حکم حضرت صلح کے حکم کے مانند تھا اسوقت  
 حضرت عائشہ صدیقہ نے اسطرح فرمایا اگر کسی کو شبہہ ناشی ہو کہ قرار بن سالت کی حرکت تمام فرقہ شہد ہلاک ہو اور ابن ملجم ملعون کی  
 حرکت سے اس امت کو کسی طرح کا آسیب نہیں پہونچا پس اسشبہہ میں فرق کیسا ہو ظل اسشبہہ کا یہ ہو کہ ان دونوں میں فرق  
 دو وجہ سے ہو ایک یہ کہ ہلاکت ناقص صلح علیہ السلام اکثر لوگ فرقہ بنود کے رہی تھے چنانکہ بعد وقوع واقعہ قتل سب لوگوں ناقص صلح کا  
 نوشتہ باہم تقسیم کر کے کھایا اور اس امت مرحومہ کے اکثر بلکہ سب اس حرکت سے ناراض ہو کہ اسوقت سے آج تک ابن ملجم ملعون پر  
 نفرین کن کیا کرتے ہیں دوسرے یہ کہ بعد ہلاکت ناقص اسکا کچھ بھی غائب ہو گیا اور بعد شہادت جناب لایت تاب کرم اللہ وجہہ اولاد کرام  
 علیہم السلام نکلی باقی رہی اور اس فور تقویٰ کا ہمیشہ ایک شخص حامل پیدا ہوتا رہا کہ امام وقت ہو اور اسی باعث سے اس امت کو  
 حرمان اس نور سے نصیب نہیں ہوا کہ وہ نبوت مجددانہ کمالات برہم ہوئی اور حسب استعداد و تفرق یعنی ہر چند کہ وہ نبوت اختتامیت لگئی  
 لیکن وہ نور تفرق منتشر ہو کے حسب استعداد ہر فرقہ میں اہل خیر و صلاح سے قائم رہا ان وجہ سے یہ امت اسطرح کے قذاب سے  
 محفوظ رہی حضرت استاد الاسد فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ شہوت فرج خیس ترین شہوات سے ہو کہ عقل  
 آدمی کی اس سے رائے ہو جاتی ہو اور اسی وجہ سے حرکات حیوانیہ صادر ہوتے ہیں دوسرا یہ کہ صیفت شہوت مطلقا صفت خبیثہ سے بدتر ہو

شہادت حضرت استاد

کیونکہ سلاطین عجیاش کو ملوک مغلوب الغضب سے بدگمتے ہیں اور سیر یہ کہ صفت غضبیت سیاست و ہدیت حاصل ہوتی ہے اور یہ تو یہ  
 تعلق و چا پوسی اور قوت فاعلہ قوت منفعلہ سے بہتر ہے کہ سیر یہ کہ جب شہوت غضب سے کسی شخص کا حق واجب تلف ہو جائے تو  
 بنی آدم میں یہ امر سخت معیوب ہو پس بدبخت تر وہ ہے کہ شہوت غضب کے اپنے حقوق نفس پر مقدم رکھے اور حق نفس تلف کرے اور  
 اس سے زیادہ یہ ہے کہ اپنے نفس کے واسطے دوسرے کا حق تلف کرے اور اس سے زیادہ یہ کہ ان دونوں کے واسطے ایک جماعت کے حقوق  
 تلف کر دے اور حقوق مختلف ہیں حقوق دنیویہ اور حقوق اخرویہ اول سہل ہے دوسر سخت چوتھا یہ کہ بنی انسان پرین حقوق عمدہ بین  
 ایک حق منعم حقیقی دوسرا حق قوم کہ موت و حیات میں اسکی طرف اعتیاج ہوتی ہے تیسرا حق نفس جو پس بدبخت ترین خلایق  
 وہ ہے کہ عوض جیسے ام کے جماعت حقوق کو ضائع کرے اور یہ صفت قدرا میں تھا کہ اسنے بنا برستیفاء و اخش شہوات اپنا حق تلف کیا کہ  
 بے نام و نشان ہوا اور حق خدا یعنی تلف کیا کہ ناقہ اللہ کہ جو حکم کہی تھی پس سپر کیا اور حق قوم بھی تلف کیا کہ سب نبیست نابود ہو  
 ابد تک نشان نہیں ملے گا اور اس امت میں قاتل و لایت اب کا یہی حال ہے اکیونکہ جلیل حضرت صالح کی صورت کا یہ صدق نبوت ہے  
 اوطی گواہی اور توہم اسکی میں قبول شریعت تھا بآلہ لایت حضرت صالح اسی سے جلوہ گر تھی اسی طرح جو جسمانی حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 کہ ختم خلافت آنحضرت صلعم انکفیات میں منحصر تھی اور بیگانگان امت اسی خیر حیات سے سیراب ہوتے تھے اور حاجات ظاہری و باطنی اسی قبلیہ سے  
 طلب کئے تھے سو اگر بدبخت نے اس وجود شریف کو معدوم کیا اور حق خدا و حق امت و حق نفس تلف کیا کہ بدایت کا مد جاتی رہی اور امت شل  
 جاروئے ریسماں متفرق الکمالات ہو گئی اور خود بے نام و نشان و کندہ و فرخ ہوا اپنا چوآن ابوالعاص ابن الربیع کہ اسنے بسبب بدیت سبب  
 بنت رسول اللہ صلعم سے نعمت مصاہرت حاصل کی تھی چھپوآن عبد اللہ ابن ابی بکر کہ اخوت عائشہ صدیقہ سے اس دلت کو پہونچے تھے حضرت  
 قدیم الاسلام در اکبر اولاد صدیق کبر میں ساتوآن عبد الرحمن بن عوف و آن محمد بن ابی بکر کہ یہ دون بھی بسبب اخوت عائشہ صدیقہ کے دلت  
 مصاہرت سے سر فرار ہوئے و آن عبد اللہ ابن عمر کہ اخوت ام المومنین حفصہ سے اس نعمت کو پہونچے و شوان معاویہ گیارہواں ہر دو پسران ابوسفیان  
 کہ بسبب اخوت ام حبیبہ کے انکو یہ دولت حاصل ہوئی باجوآن عبد اللہ ابن جحش کہ بسبب اخوت زینب رضی اللہ عنہا کے اس مرتبہ کو پہونچے  
 توضیح در بیان عم و عمت حضرت صلعم متحققین کے نزدیک عام پنجاب گیارہ نفر تھے اور عمت چھ ابوالخارہ ہر دو تھے ابولعلی حمزہ بن عبد المطلب  
 کہ برادر رضاعی بھی تھے یہ حضرت غزوہ احد میں شہید ہوئے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں انکی اولاد تھی اور جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف مسماہ عمارہ  
 ایک بیٹی تھی اور امانہ تھی سو یہ قول ضعیف ہے ۲۔ ابوالفضل عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ یہ حضرت تین ہیں حضرت محمد بن  
 پسرے تھے غزوہ بدر میں اسلام لائے و بنا بر طاعت مستضعفین کے مد خطہ میں ہے پھر فتح مکہ میں حاضر ہوئے سال سی و تیس ہجرت بعد خلافت  
 فی النورین میں انحضرت پر سے انکی اولاد و شیشے اور تین بیٹیاں از انجملہ افضل عبد اللہ و حبیبہ اللہ و قہر و معبد اصحاب میں  
 معدود ہیں ۳۔ ابوطالب برادر رضاعی عبد اللہ نام کا عتد مناف تھا حال انکی وفات کا اول کھانگیا انکے چار بیٹے طالب و علی  
 و جعفر علی رضی اللہ عنہم اور دو بیٹیاں ام بانی و حمائمہ از انجملہ طالب کو جن کا تھا لیگیا اسی سبب سے انکے اسلام کے خبر نہیں ہوئی  
 اور سبب بھائی بن دہش و شش برس کا فرق عمر میں تھا ۴۔ حارث اگرچہ یہ شخص شہر اعیانہ عبد المطلب کا تھا لیکن غیر مولف نے

توضیح در بیان عم و عمت



سبب جنگی اسلام کے حمزہ و عباس کو سبب کفالت خیر الانام کے ابطال کی مقدم کیا ہو اسکی اولاد سے ابوسفیان ایمان لانے فتح مکہ میں اور نوح و خروہ خندق میں اور عبداللہ مسن بھی ایمان لایا ہو کہ اسکا نام حضرت نے عبداللہ رکھا تھا۔ ۵۔ قثم راہ راوری حارث کہ صغیر السن گیا۔ ۶۔ زبیر بن عبد اللہ ابن زبیر و سہمان خبابہ صحابیہ اور ام الحکم۔ ۷۔ عبداللہ بن عبد القیس۔ ۸۔ غیداق۔ ۹۔ منیرہ اسی کو جمل فتح حارثہ و سکون حرم کہتے ہیں۔ ۱۰۔ حضرت ابو طلحہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ ۱۱۔ ابولسبک فرشتہ الہیہ العزادۃ لزام اسکا عند العری تھا لیکن عات رسول اللہ ہیں۔ ۱۲۔ مسامہ صفیہ اور زبیر ابن العوام خواہ راوری عباس رضی اللہ عنہ کہ مسلمان ہوئیں اور مدینہ میں آئیں اور عبداللہ بن عباس ابن خطاب رضی اللہ عنہ میں داخل فرمادوس ہوئیں۔ ۲۔ مسامہ عاتکہ لہ الوامیہ مخرومی کے نکاح میں تھیں اسی سے ام سلمہ اور عبداللہ بن عباس اور زبیر اور قریبہ اور کسرے پیدا ہوئے مگر عاتکہ کے اسلام میں اختلاف ہے ۳۔ راوی وجہ عمر ابن زبیر عبداللہ بن عباس سے کہ مہاجرین اولین میں محدود ہیں اور بدری صحابی ہیں جنگ اجادین میں کہ بفتح حمزہ و جیم و فتح وال حملہ شہید ہوئے ۴۔ امیمہ زوجہ حبش ابن بابۃ اللہ ام المؤمنین بنی عبد اللہ کہ غزوہ احد میں شہید ہوئے اور احمد اعمی شاعر و ام حبیبہ بنہ خمسہ کہ یہ تیغ ان شرف شرف صحبت رسول اللہ ہوئے اور عبید اللہ کہ بعد اسلام حبش میں جا کر نصرانی بنا اور مر گیا امیمہ کی اولاد میں ۵۔ برہہ و جہ عبداللہ ابن بلال مخرومی مادر ابوسلمہ زوج اول حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت صحیحہ ہے کہ عبید فوت ہوئے عبداللہ کے برہہ نے کر تہ ابن سید لیش سے نکاح کیا اُس سے مسامہ راوی والد امیر المؤمنین عثمان ابن عفان پیدا ہوئیں۔ ۶۔ ام حکیمہ تنبیہ کسی کتاب میں نہ کہ راہ خالات و اخوات حضرت صلعم کا نظر سے نہیں گذرا اسی سبب فقیر مولف کی کتاب بھی معذور ہے اور جدات و دوئم بہری اور راوری جو سبب کہ نہ میں مجاہدات کا ذکر کیا ہو اور کچھ احوال اسکا یا نہیں جاتا اسواسطے تعرض کرنے اسما سے بے فائدہ نہ کہ توضیح در بیان فضیلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اخوات رضاعیہ کل تحقیق فرمانے ہیں کہ حضرت صلعم کی دو ایمان تھیں ایک نوبہ کنیزانی لیسب اور سرخ صاحب اللب لبس کی دودھ امیر المؤمنین حمزہ اور ابوسلمہ ابن عبد الاسد اور عبداللہ ابن حبش نے بھی پاتھا اور مسامہ علیہ بنت ابی ذؤیب سعدیہ و جہارت ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ و سہمان شیدا و امیمہ کہ یہ قنویان اسلام لائی ہیں بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ ابوسفیان ابن حارث نے بھی حلیمہ سعدیہ کا دودھ پاتھا اور حاصنہ یعنی دایکہ جسے پرورش کیا دو تین اول ام میں دوسری کا بیٹا کہ انبیان کے ساتھ بروقت حضرت میں معروف رہتی تھی توضیح در بیان ہوالی حضرت صلعم محب طبری اور صاحب بیجہ الحافل نے کتب غلام و سرستہ اونڈیان لکھی ہیں ان جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں کتب غلام لکھے ہیں لیکن فقیر اتباع محب طبری مولف بیجہ الحافل کے بیان کرتا ہوں ۱۔ زید ابن حارثہ ابن شریح کلبی ہیں احوال اسکا پیشتر نکاح زینب میں لکھا گیا غزوہ موتہ میں واقع سال ہشتم ہجری شہید ہوئے۔ ۲۔ اسما بنت عبد مکتوم و فاطمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس برس تک تھے واقع سال نجاہ و چارم ہجری بمقام راوی القری وفات پائی اور مدینہ میں دفن ہوئے پھر پختہ برس کی ہوئی اور فضائل انکے بہت ہیں اور بڑی فضیلت یہ کہ ابن رسول اللہ کلام لائے تھے اور حضرت صلعم امام حسن اور اسامہ کو گود میں لیتے اور فرماتے خداوند درست رکھتا ہوں ان دونوں کو تو بھی انکو درست بنا۔ ۳۔ ثوبان ابن جعدہ کو حضرت نے بخیرہ کر کے لے کر لایا تھا مگر یہ ہمیشہ خدمت میں رہے اور بعد وفات جانب شام چلے گئے پھر مدینہ آئے بعد اسکے

۱۲  
۱۱  
۱۰  
۹  
۸  
۷  
۶  
۵  
۴  
۳  
۲  
۱

۱۲  
۱۱  
۱۰  
۹  
۸  
۷  
۶  
۵  
۴  
۳  
۲  
۱

۱۲  
۱۱  
۱۰  
۹  
۸  
۷  
۶  
۵  
۴  
۳  
۲  
۱

۱۲  
۱۱  
۱۰  
۹  
۸  
۷  
۶  
۵  
۴  
۳  
۲  
۱

محض میں چل پینچ یا پنجاہ و چار مین وفات پائی ۴۔ ابو کبشہ نام انکا سایہ و بقولے اوس تھا انکو بھی حضرت نے خرید کر کے آزاد کیا یہ بھی حاضر غزوہ بدر اور جملہ شہادین تھے بسال سیر ۲۸ھ میں در امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ علفہ ہوئے اسی دن انھوں نے وفات پائی ۵۔ انسہ انکو بھی مول لیکر آزاد کیا انکو ابوانسہ اور ابوسمرج بھی کہتے ہیں بعض کے نزدیک غزوہ بدر میں حاضر تھے اور بعض کے نزدیک حد میں تھے اور زندہ رہے بعد حضرت کے اور وفات پائی خلافت صدیق اکبر میں کنانی الاصابہ ۶۔ شقران بضم شین و سکون قواف نام انکا صاحب تھا بعض کے نزدیک منجملہ ترکہ عبد اللہ تھے اور بعض کے نزدیک عبد الرحمن بن عوف نے تحفہ دیا تھا اور بعض کے نزدیک خرید کر کے آزاد کیا تھا ۷۔ رباج نوبی اسود انکو وقد عبد القیس سے لیکر آزاد کیا انکا ایک طائف حبش کا نام جو حبکو نوب بولتے ہیں ۸۔ یسار کسی لڑائی میں ماتھے لے کر غنیمت میں نے انکو شہید کیا تھا ۹۔ ابی رافع قطبی نام انکا اسلام تھا یا ابراہیم انکو عباس نے سبک کیا حضرت نے آزاد کیا اسوقت کہ جب اسلام نے اسلام عباس رضی اللہ عنہ کی خبر دی اور بعد آزادی سلمی کنیز آزاد اپنی سے عقد فرما دیا انسہ عبد اللہ جو کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے منشی تھے پیدا ہوئے وفات انکی بعد خلافت ذی النورین میں واقع ہوئی ۱۰۔ ابو موسیٰ بضم میم و فتح واو و سکون یا و کسرا اولاد فرنیہ سے تھے انکو بھی خرید کر کے آزاد فرمایا تھا کنانی الاستیعاب ۱۱۔ فضالہ انکو بھی آزاد کیا تھا وفات انکی شام میں ہوئی ۱۲۔ رافع کہ سید بن عاص کی اولاد کو در ثمین ملا بعض نے آزاد کیا اور بعض نے غلامی میں رکھا تب حضرت صلعم نے سنا اور قیمت دے کر آزاد فرمایا پنجاہ رافع کا یہ قول تھا کہ انا مولیٰ رسول اللہ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ بارہ غلام وہ ہیں جنکو حضرت صلعم نے بالاتفاق آزاد کیا ہے ۱۳۔ مہم کہ فاعہ بن زید الجذامی نے حضرت کو بادیہ دیا تھا غزوہ ادمی القریٰ میں شہید ہوئے جدام بوزن غراب ایک قبیلہ کا نام ہے ۱۴۔ کریرہ انکو ہودہ بن علی ہامی نے بطور پیش کش بھیجا تھا ۱۵۔ زید جدر بلال ابن یسار ۱۶۔ عبیدہ ابن عبد الغفار ۱۷۔ طحان بفتح و الضم ۱۸۔ یابور قطبی خواجہ سہروردی زاد مارید والدہ ابراہیم کہ متوقس نے بطریق تحفہ بھیجا تھا ۱۹۔ واقد و بقولے ابو واقد ۲۰۔ ہشام ۲۱۔ ابو ضمیر کہ منجم غنی تھے آنجناب نے آزاد کیا نام انکا سعید تھا اور بعض کے نزدیک و بفتح را ابن مسند اور بعض کے نزدیک و بفتح رح ابن شیر زاد حمیری ۲۲۔ ابو سعید احمد ۲۳۔ ابو احمد مہران لقب بقیہ بن یزید بن بقیہ بن سکون نون و بفتح وال جملہ ۲۴۔ لکینہ انکو حضرت نے مول لیکر آزاد کیا تھا اور بعض کے نزدیک ام سلمہ کے غلام تھے انھوں نے بدین شرط آزاد کیا کہ تاحیات حضرت صلعم کی خدمت کریں وہ بولے اگر یہ شرط نونی تو بھی میں حضرت کی خدمت نہ چھوڑتا اور وجہ انکے لقب کی یہ ہے کہ سفر میں اسباب رسول اللہ صلعم اور انکے یاروں کا لے جاتے تھے اس میں اختلاف نہیں ہے لیکن نام میں ملتا ہے کہ بعض مہران اور بعض کیسان اور بعض طحان و بعض ذکوان کہتے ہیں اور مولد بعض عرب اور بعض فارس بیان کرتے ہیں علامہ بخاری نے ذکر کیا ہے کہ حجاج کے زمانہ تک نہ رہے ہیں مگر محققین کو اس بات میں گفتگو ہے اور جمعۃ اللمحافل میں وفات انکی حضرت جابر کے ساتھ بعد سال ہجرت ہجری کے لکھی ہے ۲۴۔ ابو ہند انکو وقت مراجعت حدیبیہ سے خرید کر کے آزاد کیا انھیں کی شان میں فرمایا ہے جو ایاہند و مزدجو الیہ ۲۵۔ آنسہ حادی شتران ۱۶۔ انسہ حبشی فصیح اللسان

ابو موسیٰ بضم میم و فتح واو و سکون یا و کسرا اولاد فرنیہ سے تھے انکو بھی خرید کر کے آزاد فرمایا تھا کنانی الاستیعاب

غزوہ بدر میں حاضر تھے بعد ازاں آزاد ہوئے اور خلافت خلیفہ اول میں فوت ہوئے ۲۷۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 ابو امامہ انکو حضرت صلعم کی پھوپھی نے بہہ کیا تھا انجناب نے آزاد کیا ۲۸۔ رقیعہ منجاء غنایم ہوا ان تھے انکو بھی  
 حضرت نے آزاد کیا ۲۹۔ ابو عبیدہ ۳۰۔ جنین ۳۱۔ ابو واثیل بن ابی اسلمہ حضرت صلعم کا تھا اب اسما کینسان جانا چاہتا  
 اسلمی ام رافع ام رافع و قابہ حضرت فاطمہ و ابراہیم ۲۔ برکہ ام ایمن اور اسامہ کہ حضرت کو درتہ بدر میں  
 ملیں تھیں انھوں نے حضرت کو پرورش کیا تھا انکو بھی انجناب نے آزاد کر دیا تھا اول عید حبشی کے نکاح میں تھیں  
 جس سے امین پیدا ہوا بعد اسکے زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں ان سے اسامہ پیدا ہوا ۳۔ ام المومنین ہاریرہ  
 والدہ ابراہیم کہ تعلق مقوقس سے تھیں حضرت نے انکو آزاد کر کے نکاح کیا ۴۔ شیرین اخت ہاریرہ ۵۔ امیمہ  
 ۶۔ رضویہ ۷۔ ام ضمیرہ ۸۔ ام رافع ۹۔ میمونہ بنت سعد ۱۰۔ خضرہ ۱۱۔ خولیدہ ۱۲۔ ریحانہ بنت عمر القرظیہ ۱۳۔  
 تبیمہ بالتصغیر والمہمۃ ۱۴۔ سایہ درتین نوڈیان اور تھیں کہ ان کے نام معلوم نہیں ہوئے کہ نبی قرظیہ سے تھیں یا کجہ  
 تحقیق حضرت مولانا ولی اللہ محدث دہلوی کی یہ کہ نوڈیان سترہ تھیں چنانچہ سرور المخزون سے وضع ہوا  
 صاحب ہجرتہ المحافل نے سات نوڈیوں کے نام لکھے ہیں اور جمال الدین محدث نے نو کے نام بیان کیے ہیں اللہ اعلم  
 توضیح در بیان خدام احرار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابو حمزہ حضرت انس بن مالک بن النضر انصاری خزرجی ہیں  
 کہ جب حضرت رسول مقبول صلعم مدینہ منورہ میں جلوہ فرما ہوئے تو عمر انکی بارہ یا دس برس کی تھی سلم اللہ عنہ ان سے  
 بنا بر خدمت بطور بد یہ پیش کیا چنانچہ دس برس تک حضرت کی خدمت کی ہر وفات انکی سال نوڈ و بقولے نوڈ و یک ۹  
 ہو بقولے نوڈ و سہ ہجری میں مقام بصری میں ہوئی اور عمر شریف ایک سو تین برس کی ہوئی اور آخر اصحاب ہیں حضور نے  
 بصرہ میں وفات پائی اور یہ حضرت علم دین سکھلانے کو خلافت عمر خطاب میں جانب بصرہ تشریف لائے تھے  
 ۲۔ ہند ۳۔ اسماء ہر دو دختران حارثہ سلمی ۴۔ ربیعہ ابن کعب سلمی وفات انکی سال شصت و سہ ہجری میں ہوئی  
 شمار انکا اصحاب صفہ میں ہر مرتب آب وضوء ان سے متعلق تھی ۵۔ عبد اللہ ابن مسعود المذلی کہ کفش بردار رسول اللہ  
 تھے سال شصت و یک ہجری میں بمقام کوفہ وفات پائی ۶۔ عقبہ بن عامر جہنی سائیس سول اللہ تھے اور عہد سلطنت  
 معاویہ ابن ابی سفیان میں مصر کے عامل ہوئے اور سال پچا ہشت میں وفات پائی ۷۔ بلال ابن رباح بفتح الداء المملہ  
 والموحده انھیں نے اول اذان کہی انکو ابن حمامہ بھی بولتے تھے اور حمامہ انکی والدہ کا نام تھا فضائل ان کے  
 احادیث میں بکثرت وارد ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ابو بکر سیدنا و اعلیٰ سیدنا عمر چوٹ برس کی ہوئی  
 اور سال بستم ہجری میں بمقام دمشق وفات پائی ۸۔ سعد غلام آزاد صدیق اکبر ۹۔ ذومجمر و بقولے دو مجبر برادر زادہ  
 نجاشی تھا و بقولے ہشیرہ زادہ ارادل صحیح ہر وفات شام میں ہوئی صاحب وضعتہ الاحباب خواہر زادہ  
 نجاشی لکھا ہو یہ سو ہجری ۱۰۔ بکیرہ ابن شداد اللیثی ۱۱۔ ابو ذر غفاری کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

ام سلمہ والدہ انس  
 اول مالک بن انس  
 کے نکاح میں تھیں  
 انھیں سے امین پیدا ہوا  
 اور مالک بن انس کی والدہ  
 تبیمہ بالتصغیر والمہمۃ  
 اور ابو طلحہ بن عوف  
 نکاح کا بیعتا ام سلمہ  
 انکار کیا بعد از وفات  
 ایمان لائے تو ان سے  
 میرا بیٹا اسلمہ فرزند  
 نکاح کیا وہ اپنے  
 سے عجب سے  
 دکان سے بیٹہ فتح  
 بیٹہ نامی ابو جحاف  
 بیٹہ نامی ابو جحاف  
 گویندہ ام سلمہ  
 روزن طواف مقام  
 و بفتح ہم آمدہ از  
 خاموس





وہ مع رعیت بلاتامل اسلام لایا واللہ اعلم تو ضیح در بیان منشیان فرولسیندگان حضرت صلعم کہ سب پچیس نفر تھے

۱۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۔ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ۳۔ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ۴۔ علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ۵۔ حارث ابن فہیرہ ۶۔ عبد اللہ ابن الارقم ۷۔ ابی ابن کعب ۸۔ ثابت ابن قیس ابن شامس ۹۔ خالد ابن سعید ابن العاص ۱۰۔ ابان برادر خالد ۱۱۔ خطلہ ابن ابی عامر اسدی کہ انکی کوا کیکن اصحابہ اور استقباب میں ہو کہ منشی خطلہ ابن ربیع ہیں اور خطلہ ابن ابی عامر غسیل الملائکہ ہیں اور ربیع مہملہ وفتح باء موحده وکسر تحتانیہ مشددہ اور اسدی بضم حمزہ وفتح شین مہملہ شدت تحتیہ مکسورہ ونبیر لبکون تحتیہ نزد اہل اخت بنا تخفیف منسوب جانب اسید بن عمرو بن قیس کنیت انکی ابو ربی بکسر راء و سکون موحده وکسر حین مہملہ و تشدید تحتانیہ کہتے ہیں ۱۲۔ زید ابن ثابت ۱۳۔ معاویہ ابن ابی سفیان ۱۴۔ شہر حبیل ابن حسنہ ۱۵۔ عبد اللہ ابن عبیدہ اللہ ابن ابی ابن سلول ۱۶۔ زبیر ابن العوام ۱۷۔ عقیقہ ابن ابی فاطمہ دوسی ۱۸۔ منیرہ ابن شعبہ ۱۹۔ خالد ابن عبد الوہید ۲۰۔ علاء ابن الحضرمی ۲۱۔ عمرو ابن عاص ابن وائل قرشی سمی ۲۲۔ جہیم ابن الصلت ۲۳۔ عبد اللہ ابن رواحہ لفتح راء و تخفیف داو ۲۴۔ محمد ابن مسلمہ ۲۵۔ عبد اللہ ابن سعد ابن ابی السرح تو ضیح در بیان مؤذنان حضرت صلعم اول بلال دوم ابن ام مکتوم سوم ابو محذورہ چہارم سعد قرطبی جو سب قبائین تھے فائدہ در بیان شعر او آنحضرت کہ مردوں سے انہ تر تھے اور عورتوں سے بارہ تفصیل اکثر کی روضۃ الاحباب وغیرہ سب مطلقہ میں مذکور ہو تو ضیح در بیان نجباء یعنی جن لوگوں پر عنایت خاص حضرت صلعم کی تھی اول خلفاء و اربعہ بعد از ان سبہ باقیہ من العشرۃ المبشرۃ یعنی ابو محمد طلحہ ابن عبد اللہ تیمی و ابو عبد اللہ زبیر ابن العوام الاسدی و ابو اسحق سعد ابن ابی وقاص مالک ابن اُمیہ الزہری و ابو محمد عبد الرحمن ابن عوف الزہری و ابو الاعور سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل الحدادی و ابو عبیدہ حارث ابن عبد اللہ ابن الجراح الفہری رضی اللہ عنہم ۱۱۔ حمزہ ابن عبد المطلب ۱۲۔ جعفر ابن ابیطالب ۱۳۔ ابوذر غفاری ۱۴۔ مقدادہ ۱۵۔ سلمان فارسی ۱۶۔ خذیفہ ۱۷۔ عبد اللہ ابن مسعود ۱۸۔ عمار ۱۹۔ بلال رضی اللہ عنہم تو ضیح در بیان انبیار آنحضرت صلعم کہ دس بارہ سر دار تھے ذکر انکا کھا گیا ہو تو ضیح در بیان دواب و اسلحہ و موت و اسباب مقتن بر چند فائدہ فائدہ در بیان خیل و بغال و میر حضرت صلعم اہل تحقیق کے نزدیک دس گھوڑے آنحضرت کے تھے اول کعب باسکون التمریک رنگ اسکا کیت بایں سرخی و سیاہی کے اور پیشانی و قوائم سفید تھے اور دست و پت ہر گد برن تھا اور بعض کے نزدیک اوہم یعنی سیاہ تھا غزوہ احد میں انہی پر سوار تھے اور یہ اول اسب ہو کہ حضرت صلعم اسکے مالک ہوے ایک اعرابی بنی خزاعہ نے دس اوقیہ کو بیچا تھا نام اسکا خرس لفتح الضاد البعجہ وکسر الراء المہملہ تھا یعنی بدخود غضبت کہ رنگی سے آنحضرت نے سب نام رکھا یعنی نیاک سبک روح اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اسب اوہم

تفہیم

صلعم

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

شامس

یعنی مشکلی تھا کیا یفہم من کلام ابن الاشیر دوسرا مرتبہ یفہم المہم و سکون المہملہ و فتح المثنیۃ القوانین و کسر اللحم و سکون الذی الموقوف  
بمعنی رجز گویند ہر قسم من الشعر عند الجمهور یہ نام اسنے بسبب خوش آوازی کے پایا تھا اس گھوڑے کو  
حضرت نے سوار ابن حارث محاسبی سے خرید کیا جب قیمت دینے لگے تو اسنے بیع سے انکار کی حضرت نے فرمایا  
کون گواہی دیتا ہے کہ میں نے مول لیا ہے خزمیہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہ ہوں فرمایا تو حاضر نہ تھا  
خزمیہ نے کہا یا رسول اللہ آسمان کی بات میں ہم آپکو سچا جانتے ہیں کیا زمین کی خبر میں سچا نہ کہیں اسوقت  
آنجناب نے فرمایا من شہد لہ خزمیہ اور شہد علیہ سبب سے خزمیہ ذوالشہادۃ میں کہلائے تو بعض کے نزدیک  
حضرت نے گھوڑا واپس کر دیا اور فرمایا لا بارک اللہ فیہ چنانچہ پیر اس گھوڑے کا شل ہو گیا تیسرا اگر ربکسر اللام  
و فتح الزاۃ المعجمہ و بقوے شرار بر وزن کتاب اس گھوڑے کو آنجناب بہت دوست رکھتے تھے اسی پر اکثر غزوات میں  
راکب تھے یہ گھوڑا منجمہ ہدایاے مقوقس بادشاہ مصر و اسکندر یہ تھا چوتھا یحیف بفتح اللام و کسر المہملہ و المعجمہ  
کنزانی انعاموس یہ گھوڑا خوب فرہ و طیار تھا اسکوربعہ بن ابی البراء نے تحفہ دیا تھا پانچواں ظریف بفتح الظا و المعجمہ  
و کسر المہملہ و فتح ما یعنی کوہ فرخ و پشتہ بلند بر وزن کف یہ گھوڑا فردہ بالذال ابن عمر و جذامی نے تحفہ بھیجا تھا  
چھٹواں و ر بفتح الواو و سکون المہملہ بعدہ الدال المہملہ یہ گھوڑا تیمم داری نے ہدیہ کیا تھا اسی کو آنجناب نے  
حضرت عمر کو عنایت کیا حضرت عمر نے ایک غازی کو ہبہ کیا اسنے نہایت لاغر کر ڈالا ایک روز کسی کے ہاتھ  
پچتا تھا حضرت عمر نے دیکھا اور چاکہ بھلے سا کو خرید کر دن تو حضرت صلعم سے مشورہ کیا حضرت صلعم نے  
منع فرمایا کیونکہ جو چیز اللہ کی راہ میں صدقہ کر دے پھر اسکو لینا جائز نہیں ہر لان العالم فی ہبتہ کا کلیب یود  
فی قیۃ ساقواں ضرر بفتح الضاد و کسر الراء المہملہ یا ضریس قاموس میں ہے کہ یہ نام اسب سبک کا تھا  
آٹھواں ملاوٹ یہ گھوڑا اول ابی بردہ ابن نیا کے پاس تھا بعد ازاں آنجناب صلعم کی خدمت میں آیا تو ان  
سبب بفتح السین و سکون الموحده و فتح المہملہ اسکو آنجناب نے دس اونٹ کے عوض تجارین سے خرید فرمایا تھا  
اس اسب پر آنجناب نے ایک مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق رہے دستوان بفتح الموحده و سکون المہملہ اسکو  
حضرت نے ناجر بکرین سے مول لیا تھا اور سیرتین مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق ہوئے اسی کے چہرہ پر ہاتھ چھیر کر  
فرمایا تھا ما انت الا جراد بجر اسب جلد و د کشادہ کام کو بولتے ہیں انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ دوست تر اشیا بعد از زمان حضرت صلعم کے نزدیک گھوڑے تھے اور احسن فرس آنجناب کے نزدیک اشقر اغم  
اقرح محمل مطلق الیمین تھا اور حضرت صلعم فرماتے تھے کہ گھوڑے کو ولت و تکلیف دینا گناہ ہے فائدہ  
اہل تحقیق کے نزدیک ستر اجماعا چار اس تھے ایک نے دل بربک سفید تھا و بقولے سفید و سیاہ تھا مگر سفیدی  
سیاہی پر غالب تھی جبکو شہبائے بولتے ہیں یہ ستر از جملہ ہدایاے مقوقس تھا اول سواری اسلام میں اسی پر ہوئی

دوسرا  
بفتح اللام  
و کسر المہملہ  
و فتح المثنیۃ  
القوانین  
و کسر اللحم  
و سکون الذی  
الموقوف  
بمعنی  
رجز گویند  
ہر قسم  
من الشعر  
عند الجمهور  
یہ نام  
اسنے بسبب  
خوش آوازی  
کے پایا  
تھا اس  
گھوڑے کو  
حضرت  
نے سوار  
ابن حارث  
محاسبی  
سے خرید  
کیا جب  
قیمت  
دینے لگے  
تو اسنے  
بیع سے  
انکار  
کی حضرت  
نے فرمایا  
کون گواہی  
دیتا ہے  
کہ میں  
نے مول  
لیا ہے  
خزمیہ  
بن ثابت  
رضی اللہ  
عنہ نے  
کہا میں  
گواہ ہوں  
فرمایا  
تو حاضر  
نہ تھا  
خزمیہ  
نے کہا  
یا رسول  
اللہ آسمان  
کی بات  
میں ہم  
آپکو  
سچا  
جانتے  
ہیں کیا  
زمین کی  
خبر میں  
سچا نہ  
کہیں  
اسوقت  
آنجناب  
نے فرمایا  
من شہد  
لہ خزمیہ  
اور شہد  
علیہ  
سبب سے  
خزمیہ  
ذوالشہادۃ  
میں  
کہلائے  
تو بعض  
کے  
دیکھ  
حضرت  
نے  
گھوڑا  
واپس  
کر دیا  
اور  
فرمایا  
لا بارک  
اللہ فیہ  
چنانچہ  
پیر  
اس  
گھوڑے  
کا  
شل  
ہو گیا  
تیسرا  
اگر  
ربکسر  
اللام  
و فتح  
الزاۃ  
المعجمہ  
و بقوے  
شرار  
بر وزن  
کتاب  
اس  
گھوڑے  
کو  
آنجناب  
بہت  
دوست  
رکھتے  
تھے  
اسی  
پر  
اکثر  
غزوات  
میں  
راکب  
تھے  
یہ  
گھوڑا  
منجمہ  
ہدایاے  
مقوقس  
بادشاہ  
مصر  
و  
اسکندر  
یہ  
تھا  
چوتھا  
یحیف  
بفتح  
اللام  
و کسر  
المہملہ  
و المعجمہ  
کنزانی  
انعاموس  
یہ  
گھوڑا  
خوب  
فرہ  
و طیار  
تھا  
اسکو  
ربعہ  
بن  
ابی  
البراء  
نے  
تحفہ  
دیا  
تھا  
پانچواں  
ظریف  
بفتح  
الظا  
و المعجمہ  
و کسر  
المہملہ  
و فتح  
ما  
یعنی  
کوہ  
فرخ  
و پشتہ  
بلند  
بر وزن  
کف  
یہ  
گھوڑا  
فردہ  
بالذال  
ابن  
عمر  
و جذامی  
نے  
تحفہ  
بھیجا  
تھا  
چھٹواں  
و ر  
بفتح  
الواو  
و سکون  
المہملہ  
بعدہ  
الدال  
المہملہ  
یہ  
گھوڑا  
تیمم  
داری  
نے  
ہدیہ  
کیا  
تھا  
اسی  
کو  
آنجناب  
نے  
حضرت  
عمر  
کو  
عنایت  
کیا  
حضرت  
عمر  
نے  
ایک  
غازی  
کو  
ہبہ  
کیا  
اسنے  
نہایت  
لاغر  
کر ڈالا  
ایک  
روز  
کسی  
کے  
ہاتھ  
پچتا  
تھا  
حضرت  
عمر  
نے  
دیکھا  
اور  
چاکہ  
بھلے  
سا  
کو  
خرید  
کر  
دن  
تو  
حضرت  
صلعم  
سے  
مشورہ  
کیا  
حضرت  
صلعم  
نے  
منع  
فرمایا  
کیونکہ  
جو  
چیز  
اللہ  
کی  
راہ  
میں  
صدقہ  
کر  
دے  
پھر  
اسکو  
لینا  
جائز  
نہیں  
ہر  
لان  
العالم  
فی  
ہبتہ  
کا  
کلیب  
یود  
فی  
قیۃ  
ساقواں  
ضرر  
بفتح  
الضاد  
و کسر  
الراء  
المہملہ  
یا  
ضریس  
قاموس  
میں  
ہے  
کہ  
یہ  
نام  
اسب  
سبک  
کا  
تھا  
آٹھواں  
ملاوٹ  
یہ  
گھوڑا  
اول  
ابی  
بردہ  
ابن  
نیا  
کے  
پاس  
تھا  
بعد  
ازاں  
آنجناب  
صلعم  
کی  
خدمت  
میں  
آیا  
تو  
ان  
سبب  
بفتح  
السین  
و سکون  
الموحده  
و فتح  
المہملہ  
اسکو  
آنجناب  
نے  
دس  
اونٹ  
کے  
عوض  
تجارین  
سے  
خرید  
فرمایا  
تھا  
اس  
اسب  
پر  
آنجناب  
نے  
ایک  
مرتبہ  
مسابقت  
فرمائی  
اور  
سابق  
رہے  
دستوان  
بفتح  
الموحده  
و سکون  
المہملہ  
اسکو  
حضرت  
نے  
ناجر  
بکرین  
سے  
مول  
لیا  
تھا  
اور  
سیرتین  
مرتبہ  
مسابقت  
فرمائی  
اور  
سابق  
ہوئے  
اسی  
کے  
چہرہ  
پر  
ہاتھ  
چھیر  
کر  
فرمایا  
تھا  
ما انت  
الا  
جراد  
بجر  
اسب  
جلد  
و د  
کشادہ  
کام  
کو  
بولتے  
ہیں  
انس  
ابن  
مالک  
رضی  
اللہ  
عنہ  
سے  
روایت  
ہے  
کہ  
دوست  
تر  
اشیا  
بعد  
از  
زمان  
حضرت  
صلعم  
کے  
دیکھ  
حضرت  
عمر  
نے  
ایک  
غازی  
کو  
ہبہ  
کیا  
اسنے  
نہایت  
لاغر  
کر ڈالا  
ایک  
روز  
کسی  
کے  
ہاتھ  
پچتا  
تھا  
حضرت  
عمر  
نے  
دیکھا  
اور  
چاکہ  
بھلے  
سا  
کو  
خرید  
کر  
دن  
تو  
حضرت  
صلعم  
سے  
مشورہ  
کیا  
حضرت  
صلعم  
نے  
منع  
فرمایا  
کیونکہ  
جو  
چیز  
اللہ  
کی  
راہ  
میں  
صدقہ  
کر  
دے  
پھر  
اسکو  
لینا  
جائز  
نہیں  
ہر  
لان  
العالم  
فی  
ہبتہ  
کا  
کلیب  
یود  
فی  
قیۃ  
ساقواں  
ضرر  
بفتح  
الضاد  
و کسر  
الراء  
المہملہ  
یا  
ضریس  
قاموس  
میں  
ہے  
کہ  
یہ  
نام  
اسب  
سبک  
کا  
تھا  
آٹھواں  
ملاوٹ  
یہ  
گھوڑا  
اول  
ابی  
بردہ  
ابن  
نیا  
کے  
پاس  
تھا  
بعد  
ازاں  
آنجناب  
صلعم  
کی  
خدمت  
میں  
آیا  
تو  
ان  
سبب  
بفتح  
السین  
و سکون  
الموحده  
و فتح  
المہملہ  
اسکو  
آنجناب  
نے  
دس  
اونٹ  
کے  
عوض  
تجارین  
سے  
خرید  
فرمایا  
تھا

اور بعض کے نزدیک بالاجماع نہ تھا بعد زسالت تاب صلعم کے جناب امیر کی سواری میں رہا پھر حضرت امام حسن کے پاس رہا اور محمد معاویہ ابن ابی سفیان تک جیتا تھا سب نے انتہائے گر گئے تھے گھاس و دانہ نہ کھا سکتا تھا صرف جو کاروہ کھایا کرتا تھا آخر موضع ینبع میں فوت ہوا دوسرا فضیلتہ روضۃ الاحباب میں ہو کہ یہ ہستہ فروہ ابن عمر خدابی نے تحفہ بھیجا تھا کہ حضرت صلعم نے صدیق اکبر کو سب کچھ دے کر سورہ المہنونی اور ہجۃ المحافل میں ہو کہ صدیق اکبر نے مذکور کیا تھا ہر صحیح تیسرا ایلیہ کہ پادشاہ ایلہ نے ہدیہ بھیجا تھا جو تھا ایک ہستہ تھا سفید جلیب جناب بروز خنیں سوار تھے ہجۃ المحافل میں ہو کہ یہ ہستہ فروہ ابن عمر نے ہدیہ بھیجا تھا اور بروز خنیں اسی پر سوار تھے و جبکہ حضرت زین سے نزدیک ہو کہ حضرت نے خاک لیکر کافرون پر ڈالی کہ وہ منہزم ہو اور جب روضۃ الاحباب لکھا ہو کہ بروز خنیں آنحضرتؐ لکھل پر سوار تھے اور یہ معاملہ اسی پر واقع ہوا اور روضۃ الاحباب میں سوار و لکھل و فضہ و ایلیہ کے تین ہستہ اور بھی لکھے ہیں ایک ہدیہ کسرے دوسرا ہدیہ نجاشی تیسرا دنۃ الجندل سے آیا تھا اور دراز گوش حضرت کے پاس تین تھے ایک یعفور بالعبین کہ فروہ ابن عمر و خدابی نے بھیجا تھا حجتہ الوداع میں فوت ہوا اور بعض کے نزدیک بروز فوت آنجناب صلعم چاہ میں گر کر مر گیا دوسرا عفیر بضم مہملہ بصیغۃ تصغیر کہ ہدایا سے مقوقس سے اور بعضے عفیر و عفور کو ایک ہی کہتے ہیں تیسرا وہ دراز گوش جو خیر میں ہاتھ آیا تھا کذا فی ہجۃ المحافل لیکن روضۃ الاحباب میں ہو کہ ایک دراز گوش سعد ابن عبادہ دیا تھا فائدہ در بیان النعام مخفی نہ رہے کہ تنبیح اسفار معتبرہ سے معلوم ہوتا ہو کہ دایہ از قسم گاموسر کار رسول اللہؐ میں نہ تھا لیکن بیش یا دہش تر شیردار جو دو دین تین مہینے کی جہی ہوئی تھیں موضع غامین کہ متصل مدینہ ہو رہتی تھیں انکا دو دھہر روز و دشکون میں آتا تھا از انجملہ جنا و ستر اور عریس و سعدیہ و نجوم و یسیرہ و ربی و بردہ و مہر یہ مشہور تھیں اور بھی ایک ناقہ قصویٰ اور صحیح قصوایر وزن حمراء بالمعدینہ وہ ہر جسکو آنجناب نے وقت ہجرت صدیق اکبر سے مول لیا تھا اکثر حضرت اسی پر سوار ہوتے تھے اور نقل حالت وحی کا سوا اس کے کوئی اٹھانہ سکتا تھا القاب اس کے حسب ماوردہ و صرعا و صلما و مخضرہ تھے بعض شروح مشکوٰۃ میں ہو کہ قصوایر اس ناقہ کو بولتے ہیں جسکا کونہ کان کا کٹا سو حضرت کی اوٹی ایسی نہ تھی بلکہ خلیق ایسی ہی تھی اور احتمال ہو کہ شتی ہو قصو سے پہنی دور شدن یعنی خوب دوڑتی تھی اور دو پہنچتی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ تعدد اسماء دلالت کرتا ہو تعدد سمیات پر یعنی جدا جدا وغیرہ سوا سے قصوایر کے تھیں کہ انی بوجہ سرور المہنونی میں ہو کہ ایک دہشتہ اعرابی کے ساتھ اسے دوڑایا تو شتر آگے نکل گیا مسلمانوں کو یہ بات بری لگی حضرت صلعم نے فرمایا لازم ہو گا اسے قتل ہو کہ کوئی چیز امور دنیا سے غالب آوے مگر کسی وقت اسکو غلبہ کرے اور کتب سیر میں وہ ناقہ اور بھی لکھی ہیں ایک وہ کہ سعد ابن عبادہ نے ہدیہ بھیجا تھا دوسری شہاک

ابن سفیان نے تحفہ دی تھی اسکو بردہ کہتے تھے اور بھیمہ الحافل اور سرور اللہ جزون میں ہو کہ سرکار نبوی میں ایک تنو  
 بڑے تھے انہیں ایک گوسفند مخصوص واسطے دو دھپینے حضرت صلعم کے تھی اور دستور یوں رکھا تھا کہ جب کسی کے  
 بچہ پیدا ہوتا اور سنو سے قدر زیادہ ہو جاتی تو ایک بکری ذبح کر دی جاتی تھی اور سرکار عالجہ مصطفویٰ میں  
 ایک خروس سفید بھی تھا فائدہ در بیان اسلئے حضرت صلعم بھیمہ الحافل میں ہو کہ حضرت صلعم کے پاس نو تلواریں  
 تھیں ذو الفقار بفتح و کسر فاجہ تسمیہ میں لکھا ہو کہ اس تلوار کی پیٹھ پر اشعار مہرے تھے جس طرح انسان کے ہوتے ہیں  
 اسی کی حق میں حضرت صلعم نے خواب دیکھا تھا گویا ایک طرف اسکی ٹوٹ گئی اسکی تعبیر فرمائی کہ اہل اسلام کو  
 شکست ہوگی سو غزوہ احد میں ظاہر ہوا یہ تلوار اول بند ابن الحجاج کی تھی اور غزوہ بدر میں خاص ابن نبہ  
 ابن الحجاج المسمی باندھے تھا جب وہ قتل کیا گیا تو علی مرتضیٰ کے ہاتھ آئی اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 پسند کیا اور اپنے پاس رکھا بعد اُسکے علی مرتضیٰ کو غنایت کی اور بعد اُنکے ائمہ اطہار کے پاس ہی یہاں تک  
 کہ محمد ابن عبداللہ ابن حسن مثنیٰ معروف بلفس زکیہ وقت شہادت اسکو مکر میں باندھے تھے چنانچہ عیسیٰ بن  
 بعد شہادت اُنکے منصور عباسی کو دی کہ زانی جازب القلوب اکثر قبضہ و تہمال و دو حلقے اُسکے چاندی کے تھے  
 ۴۔ غضب بفتح العین سکون المعجیہ والموحدہ یعنی شمشیر برندہ یہ تلوار سردار ابن عبادہ نے غزوہ بدر میں نذر کر دی  
 ۵۔ مخدوم بکسر میم سکون خا و فتح ذال محمتین مشتق خدام یعنی سرعت قطع ۴۔ رسوب بفتح را و ضم سین  
 مہلتین یعنی فرور و نہ برخم یہ دونوں تلواریں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سر یہ فلس سے لائے تھے ۵۔  
 طاعی بضم قاف و فتح لام و کسر عین مہملہ ریاء نسبت رسوب بفتح نام موضع ۶۔ تبار بفتح تیم با و موحدہ مضمومہ  
 بر فوقیہ مشدودہ بصیفہ مبائلہ مشتق تبر سے یعنی قطع ۷۔ جحف بفتح مہملہ سکون مثبنا و بمعنی موت یہ سیاحت ثلثہ  
 غزوہ فینقاع میں ہاتھ لگین تھیں ۸۔ غضب بفتح قاف و ضا و معجہ بروزن فعل کہ تلوار دقیق کو بولتے ہیں  
 یہ اول حدیث ہے کہ حضرت صلعم نے باندھی اور اکثر انجناب اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے اور بعد انجناب خلفاء و راشدین کے  
 پاس ہی بعد از ان خلفاء عباسیہ مروانیہ کے پاس تھے ۹۔ بابور بابا و موحدہ مشتق ابر سے بمعنی جو شہر شیرازی الدلو  
 مگر قاموس صراح میں ثلثہ فوقانیہ ہو ۱۰۔ ایک تلوار اور تھی بعض کے نزدیک یہ دونوں تلواریں ہر کہ عبداللہ  
 میں سے تھیں اور بھیمہ الحافل میں ہو کہ رسوب اور ایک تلوار اور در ثمرہ بدر میں حضرت کو ملی تھی اور بھیمہ الحافل میں ہو  
 کہ چار نیزہ حضرت صلعم کے پاس تھے از انجائے میں نیزے اسلحہ سے فینقاع سے تھے اور ایک شنی تھا اور جمع البھار میں نام اسکا  
 مثنوی تھا اس واسطے کہ جسکے لگے اسکو جیش سے باز رکھے اور نوحی اغت میں یعنی خزانہ کردن آیا ہو سواے انکے تین حربہ  
 اور تھے ایک نیزہ بفتح فون و سکون موحدہ اور نوح اصل میں ایک رخت ہو جسکی لکڑی سے تیر و کمان بناتے ہیں دوسرا  
 عصا و تیر غزوہ فینقات میں مہملہ فون و زائجہ یہ حربہ تھا مقدار نصف نیزہ اسکو انجناب اکثر عیدین میں پاس



رکھتے تھے اور کھجور اور دونوں میں بھی اور اسی کو نماز عیدین میں بطور سترہ گاڑ دیتے تھے وراے اسکے تین چھریان بھی  
تھیں ایک مقدار ذراع سر کچھ کہ اُس سے وقت رکوب رکب کو مانگتے تھے دوسرے محصرہ مسمیٰ لجر جون مقدار نیم عصا جیسہ  
انجناب تکیدہ کو کہ بیٹھ جانے تھے تیسرے قضیب یعنی شاخ درخت مسمیٰ بشوق اسکو انجناب اکثر دست مبارک میں رکھتے تھے اور  
حضرت صلح کی چار کمانیں تھیں دو چار بیٹا دیے دونوں درخت شوحط کی تھیں شوحط ایک درخت کو ہی ہر جس سے  
کمانیں بناتے ہیں اور صفراء درخت نیچ کی اور کتوم کہ بروز بدر لوٹ گئی اور ایک ترکش تھا کافور نام اور ایک سپر تھی  
کمانی بہجۃ المحافل یہ سپر بدیہ میں آئی تھی سپر تصویر کرکس کی بنی ہوئی تھی انجناب دست مبارک رکھ دیے مٹ گئی  
اور بعض کے نزدیک تین سپر تھیں زلوق و فتق دو فراور کمال دوسری اور مکت بہجۃ المحافل نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلح کے  
پاس نو زہین تھیں - خرقہ بکسر خا مجہ و سکون مہملہ و کسر نون یہ نام بسبب نرمی کے ہوا ہے کیونکہ خرقہ لغت میں  
بچہ خرگوش کو کہتے ہیں ۲ - تیسرا بتقدیم موحده مضمومہ بر مشناتہ فوقانیہ چونکہ یہ زہرہ خرد تھی اس واسطے یہ نام ہوا  
کیونکہ تبر بختین معنی دم بریدہ آیا ہے ۳ - ذات الفضول یہ زہرہ طویل الذیل تھی اس باعث سے مسمیٰ بذات الفضول ہوئی  
اس زہرہ کو وقت قدوم مدینہ منورہ سعد ابن عبادہ نے نذر کی تھی اسمین چار حلقے چاندی کے تھے دو جانب سیدہ اور  
دو جانب قضا اور برز احد یہ زہرہ مع فضہ کے جسم مبارک پر تھی اور برز حنین مع صفدیہ و برز وفات ابو شحم  
یہودی کے پاس بعوض چند صاع جو کے رہن تھی نقل ہے کہ اس زہرہ کو جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہ درجہ  
پہننے ہوئے تھے ۴ - ذات ابو شاح ۵ - ذات الحواشی ۶ - فضہ کہ اسلمہ بنی قینقاع میں ہاتھ لگی  
۷ - سعدیہ بعضے کہتے ہیں کہ یہ زہرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی اسی کو مقابلہ جالوت میں پہنتے تھے اور  
ابو بکر کے نزدیک زہرہ داؤد کا نام روحا تھا وہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ  
نام سعدیہ کا شہد یہ تھا اور بعض کے نزدیک صفدیہ اور دوزرہ ہیں اور تھیں ایک - غنائم بنی قینقاع سے اور  
دوسری ۹ - حطیمہ کہ علی رضی اللہ عنہ کو عنایت کی اور ارشاد کیا کہ اس سے فاطمہ زہرا علیہا السلام کا  
مہر لکھو اور ایک وایت ہے کہ اس زہرہ کے بیچے کا حکم دیا تھا کہ چار سو اسی درہم کو بلی کہ اُس سے ہمیں کیا گیا  
اور برز احد و حنین باہین دوزرہ کے پہنے ہوئے تھے گذافی بہجۃ المحافل اور روضۃ الاحیاء میں ہے کہ انجناب  
پاس دو مغفر تھے ایک موش اور دوسرا فداسبوغ مغفر بالکسر زہرہ خرد کہ اسکو زیر کلاہ پہنتے ہیں اور سبوغ بالضم  
مستی فراخی نعمت و تمام اور جمیع البحار میں ہے کہ ذوالسبوغ نام زہرہ کا تھا اور موش نام خود کا اور حبیبہ تہجۃ المحافل  
خود کا کچھ ذکر نہیں کیا لیکن روضۃ الاحیاء میں ہے کہ ایک خود بھی تھا جسکو حضرت صلح برز احد سر مبارک پر رکھتے تھے  
اور حبیبہ خود کو بیضہ کہتے ہیں اور اعلام میں لکھا ہے کہ فرق مغفر بیضہ میں ہے کہ مغفر شہید طاقیہ سے ہوتا ہے اور بیضہ طویل  
اور اسمین حلقہ ہوتے ہیں کہ گردن منہ اور کسی قدر موڑ دے اور سیدہ چھپ جاتے ہیں اور ایک نطقہ یعنی ٹیکہ چڑھے کا تھا

۴۰۰  
تفہیم الاحیاء فی احوال الانبیاء علیہم السلام

اس میں تین حلقے فخری پڑے تھے اور ایک کو اسفید اور دوسرا سیاہ تھا اسی کو عقاب بولتے تھے حضرت  
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کو اوجہ بارک پر لا کہہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا نزدیک کثرال تحقیق  
 ہوا اورایت باہم مترادف ہیں معنی علم جس سے مکان مالک لشکر کا دریافت کریں اور حسب عادت عرب لو او  
 وقت جنگ امیر لشکر کے ہاتھ میں ہوتا تھا مگر امام احمد و ترمذی ابن عباس سے اور طبرانی بریدہ سلمی سے  
 روایت کرتے ہیں کہ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ تھا اور لو او بالمد والکسر سفید اور ابن اسحق نے  
 عزوہ سے روایت کی ہے کہ حدو ث رایت کا غزوہ خیبر سے ہوا اس سے بیشتر اسکا ذکر نہ تھا اور الوہ بیشتر  
 اس مقام سے رایت و لو او میں فرق پایا گیا مگر فقیر کے نزدیک یہ فرق عرفی ہے نہ لغوی چنانکہ بعض اہل تحقیق  
 فرماتے ہیں کہ رایت علم کبیر بولتے ہیں اور لو او علم صغیر کو فائدہ در بیان ہیوت حضرت صلعم تحفی نہ رہے  
 کہ جسد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال جنت فرمایا تو گھر تھے بعضے جرید نخل کے اور بعضے پتھروں کے  
 یعنی نیچے اوپر پتھر رکھے تھے اور بعضے ایسے تھے کہ صرف ٹٹیاں چوب خرمے کی بندھیں تھیں اور ان پر کھگل  
 کی ہوئی تھی اور بلندی ہر ایک کی مقدار قد آدم اور ہر ایک گھر میں ایک ایک حجرہ تھا بعد ازاں بعد وفات  
 اہمات المؤمنین ولید ابن عبد الملک نے گھروں کو ملا دیا اور حجروں کو داخل مسجد کیا بہجۃ المحافل میں ہے  
 کہ اگر اس حکم کا عمر ابن عبد العزیز کے ہاتھ سے ہوا اور جسد مدینہ میں یہ حکم آیا تو اطلح کا غم و الم ہو کہ  
 جیسا حضرت صلعم کی وفات کے روز ہوا تھا فائدہ در بیان ملبوسات وغیرہ اشیا و ہجۃ المحافل میں ہے  
 کہ جسد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسدن یہ اسباب متروکہ میں تھا دو جانہ جبرہ کہ ایک قسم  
 چادر بینی کی ہے اور جبرہ بکسر الحاء والمحملة وفتح الباء والموحده نام محلہ نیشاپور کا اور نام ایک شہر کا نزدیک  
 کوفہ کے اور ایک از ارعانی کہ بعضے اسکو یامانی بھی کہتے ہیں عان باضم ایک شہر میں کا ہے و بفتح العین  
 و تشدید المیم ایک شہر ہوشام میں اور ایک چادر بزرگ سبز نقاد چادر کے ایک بالشت طویل اور دو در  
 عریض اور دو جامہ صحاری اور ایک قمیص صحاری اور ایک قمیص سفید سحلی سحول موضع ہے میں ثمان  
 اور ایک جیبہ مینیہ اور ایک خمیصہ یعنی چادر علیہ اربا کلیم سیاہ علم دار اور ایک کلمی سفید اور کئی  
 ماح خرد لاطیہ تین ہوں یا چار اور ایک از رانچ بالشت کی اور ایک لحاف رنگین ورس کا ورس  
 بالفتح ایک قسم گھاس کی ہے میں میں مانند کچھ آٹھیں سے کپڑے رنگتے ہیں اور ایک کلمی سیاہ اور ایک  
 عمامہ سیاہ اور ایک عمامہ اور جبکو سحاب کہتے تھے سو وہ کلمی کسی محتاج کو عنایت فرمائی تھی اور عمامہ سحاب  
 علی مرتضیٰ کو دیا تھا کہ جب کچھون حضرت علی مرتضیٰ اسکو باندھ کر کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو ان کے  
 کتے تاکم علی فی السحاب اور دو جامہ خاص دسٹے یوم جمعہ کے تھے اور ایک و مال منہ صاف کرنے کا تھا

بعد وضو کے اور ایک چادر شب خوابی کی تھی اور دو موزے سادہ نجاشی نے نیچے تھے اور دو موزے وحید نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو پہنا دھپٹ گئے تھے اور ایک خیمہ تھا کن نام بکسر کاف تشدید کہ اُسکو سفر میں کھڑا کر لیتے تھے اور چالیس آدمی کی اُسمین گنجائش تھی اور ایک دستار خوان تھا سپر کھانا کھاتے تھے اور ایک بچھونا چرمی تھا جس میں بجائے پنہ لیف خرما بھرتا تھا اور ایک پلنگ تھا چوب ساچ کا جسکو پوست خرما کی رسیوں سے بنا تھا اور ایک جوڑا چوتہ تھا حال نخل مبارک کا علیحدہ فائدہ دین لکھو گا اور ایک صندوق چرمی تھا مدلہ نام کہ اُسمین آئینہ و نگہی دانت کی اور سہ دان و قرض و مسواک رکھتے تھے اور ایک کانسہ کلان غرا نام اُسمین چار حلقے تھے اور چار آدمی اُسکو اٹھاتے تھے اور ایک پیالہ لکڑی کا تھا جس میں تین جگہ چاندی یا لوہے کے پتر جڑے تھے اور ایک حلقہ تھا کہ اُسے پکڑ کر لٹکھاتے تھے یہ پیالہ بعد از حضرت صلعم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس رہا بعد اُنکے اُنکے بیٹوں کے پاس تھا اور ایک پیالہ شیشے کا تھا اور ایک پیالہ اور ریان نام تھا اور ایک کٹورا پانی پینے کا تانبے یا پتھر کا تھا اور ایک ظرف کلان برنجی جس میں بھدی دوسمہ بنایا جاتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے وقت مبارک پر لگاتے تھے اور ایک ظرف روئین اسطے غسل کے تھا اور ایک پیالہ بطور روغن دان اور ایک پیالہ جس سے صدقہ فطر دیتے تھے چوتھائی وزن صاع کا ہو گا اور ایک انگشتی بھی چاندی کی تھی جسکا لکین چاندی کا تھا اور سپر محمد رسول اللہ کھدا ہوا تھا و روایت بخاری ترمذی نقش خاتم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تین سطریں تھا محمد ایک سطر رسول ایک سطر اللہ ایک سطر اور بعض کے نزدیک انگشتی آہن کی تھی اور لکین چاندی کا تفصیل و تحقیق انگشتی کی آگے بیان کیا ایسی فائدہ بخاری میں عمر و ابن حارث برادر جویریہ زوجہ مطہرہ رسول اللہ صلعم سے روایت ہے مائیک سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ دینار دلاور ہما ولا عبد الا لائمہ ولا شیء الا لنبیاء و سلا حہ و ارضاً جعلا صدقہ لعینی بنین چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت موت اپنی کے کوئی دیرم و دینار اور غلام و لونڈی اور نہ کوئی شے مگر ایک اشتر سفید اور ہتیار اور کچھ زمین جسکو صدقہ کر دیا تھا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو فیرون میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور لونڈیوں کا ہر ایک توبہ خیرہ میں لکھا ہے یا تو وہ مر گئے ہوں گے یا اُنکو آزاد کر دیا ہو گا اور ہتیار سے راو تلو اور نیزے اور زرہ اور خود اور عصا بھال دار ہوں اور بعض روایت میں خاص ذکر زرہ کا بھی واقع ہوا ہے کہ وہ یہودی کے پاس رہیں تھی اور شاید کہ یہ جہر اضافی ہے بنی اوپر نہ اظہار کرنے اور ایسی ایسی چیزوں کے مثل پارچہ بلبوس و دیگر اسباب خاصہ کے والا بروایت صحیحہ از روئے حدیث ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے کپڑے وغیرہ شروح بخاری میں ہے کہ ضمیر جملہ کی تینوں چیزوں کی طرف پھرتی نہ صرف جانب ارضی سے بلکہ بجانب نے فرمایا ہے کہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقہ یعنی ہم جملہ

انبیاء کے ہیں نہیں میراث چھوڑتے ہیں جو کچھ چھوڑتے ہیں ہم صدقہ ہو عسقلانی لے لکھا ہو کہ زمین کی منفعت کو  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کیا تھا پس یہ زمین حکم وقف میں ہو گئی تھی یعنی اُس زمین کو صدقہ جاریہ باقیہ گئے سکے  
حاکم رہنے تک کیا تھا اور کرمانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ زمین نہ کو نصف دادی القری میں تھی اور حضرت کا  
خمس خیر سے اور حصہ میں نبی انصاری سے اور صحیح مسلم میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینار اور دینار و لاشباقہ والا غیر اور اوصیٰ لشیٰ یعنی نبین چھوڑے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے بعد وفات کے دینار اور نہ درہم اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی ساتھ کسی چیز کے یعنی قسم مال سے  
اسی لیے کہ نبین چھوڑا کچھ مال تاکہ وصیت فرمائیں اور جو کچھ کہ مال نبی انصاری و فدک وغیرہ کا تھا حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حالت حیات میں صدقہ کر دیا تھا مسلمانوں پر بعد لفقہ عیال کے سوا اے اُن چیزوں کے جو حدیث  
عمر و ابن حارث میں مذکور ہیں آپس یہ جو محققین علما نے لکھا ہے کہ انتخاب صلی اللہ علیہ وسلم کے نواح مدینہ میں  
اؤٹنڈیان چھوٹی ہوئیں تھیں اُنکا دو دو ہر شب آتا تھا اور بکریاں چند دو دھپینے کے واسطے تھیں سو یہ بات  
صلاحیت معارفہ اس حدیث کی نبین رکھتی اور اگر صحیح بھی ہو تو محمول ہر اسپر کہ وہ اؤٹنڈیان بھی صدقے کی تھیں  
اور اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اُنکا دو دو دھپیا کرتے تھے اور مردالا اوصیٰ لشیٰ سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
وصیت نبین فرمائی تھائی مال اپنے کی مگر اس سے وصیت کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ کتاب اللہ اور  
اہلبیت اور اخراج یہود کی جزیرہ عرب سے اور احسان کرنا یمیون سے نکل گیا کیونکہ مراد اس سے نفی مطلق  
وصیت کی نبین ہے تو صحیح نفل یعنی پادش آتخاب صلی اللہ علیہ وسلم طول میں ایک باشت دو انگشت اور  
عرض متصل کعبین سات انگشت اور بطن قدم پانچ انگشت اور اوپر چھ انگشت اور سرہ نوکدار اور قبائلیں کے  
پچ میں دو انگشت کذا قال الحافظ العلقمی فی حاشیۃ الجامع الصغیر فی احادیث البشیر التذکرہ اور محمد علی الدمشقی  
فی سیرت شامی قبیل دوالی کہ برطل نعلین بندہ و آن دو ما باشد اور مثال نعل مبارک میں ثقات و معتدین نے  
کتبا میں تصنیف کی ہیں چنانچہ محدث تلمسانی کی دو کتابیں ہیں ایک کا نام ہے فتح المتعال اُسکے دوسرے باب میں مثال  
نعل مطہر کی اسناد لکھی ہیں اور انتہا اسکی اسمعیل ابن ابراہیم نو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کی ہے کہ نفل مبارک  
اُنکے پاس تھی اور منافع مثال مبارک کی مشہور ہیں اور خوہل سکے افتاب سے زیادہ عا ہر ترخا پنچ فتح المتعال میں ہے  
کہ قاسم ابن محمد فرمایا کہ جو کوئی مثال کفش مبارک کو تبرک کر کے اپنے پاس رکھے اسکو امان ہے باغیوں کی بغاوت  
اور دشمنوں کے غلبہ اور شیطان سرکش کے شر اور حاسد کی آنکھ سے اور عالم عورت دروزہ کی شدت میں سیدھے ہاتھ  
یہوے تو اسکی شکل آسان ہو جائے اللہ کے حکم سے تلمسانی نے کہا میں نے تجربہ کیا صحیح ہے اور اکثر معتدین نے لکھا ہے  
کہ جس حاجت میں اُس سے توسل کیا گیا وہ حاجت برآئی اور جس نگلی میں اس سے توسل کیا گیا وہ آسان ہوئی تلمسانی نے

تفہیم الاذکیاء  
جلد دوم



میں جبار پر سوار تھا کہ طوفان سخت آیا اہل تجربہ کو نجات سے یا دوسری ہونی پیشینہ مال کفش مبارک ناخذ اکودی آئے تو کس کا  
اللہ کی مہربانی سے جبار بچ گیا اور دیا کے وقفون نے کمرہت شمار کیا تو ضیح انگشتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی تھی  
صحیحین میں عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی کہ ایک ہاتھ میں  
رہتی تھی بعد وفات صدیق اکبر کے پاس تھی پھر عمر ابن خطاب نے نصیب ہی بعد از ان عثمان ابن عفان کو ملی یہاں تک کہ چاہا ریس میں  
گر گئی اور نہ ملی روایت ہے کہ معقیب خاتم دار کے ہاتھ سے گری تھی اسی کے بعد فتنہ اختلاف برپا ہوا اور شہادت حضرت عثمان کی بنا پڑی  
گو یا خاتم میں ایک سر تھا جس سے انتظام بنا تھا جیسا خاتم سلیمان میں تھا اور صحیحین میں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتی میں گیس جیسی تھا کہ اسکو جانب کف دست رکھتے تھے اور انگوٹھی پتھر کی تھی مراد گیس  
جیسی سے سنگ جیسا ہے یا سنگ سیاہ یا صانع اسکا جیسی تھا اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انگشتی چاندی کی  
اور نگینہ بھی چاندی کا تھا پس جمع بین الحدیثین یوں ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں اور  
ابو داؤد نے معقیب صحابی سے روایت کی کہ خاتم رسول اللہ لوہے کی تھی اسپر طبع تھا چاندی کا اور صحیحین میں عبد اللہ  
ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتی بنوائی اور دست بہت میں ہنی اور نگینہ متصل  
کف دست رکھا سو لوگوں نے بھی دیکھ کر یوں کہیں تب حضرت صلعم نے منبر پر کھڑے ہو کر انگوٹھی اتار ڈالی اور سبکو منع کیا اور فرمایا  
کہ انگشتی فقرہ میں اختلاف ہے بعضے بلا کمرہت استعمال اسکا جائز جانتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر قصد زینت ہو تو مکروہ ہے  
اور بعضے قاضی اور فقی کے واسطے جائز رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وزن مثقال سے کم چاہیے سو اسطے کہ استعمال طلا اور فضہ میں  
اصل حرمت اور کمرہت ہے تو چاہیے کہ قدر ضرورت سے زیادہ نہ ہو اور اسی سبب دو انگوٹھیاں یا زیادہ اس سے پہننا مکروہ ہے لیکن بنانا  
انگوٹھیاں کا منع نہیں ہے اور دلائل ہر ایک قائل کے کتب فقہ میں مسطور ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ استعمال خاتم فضہ بلا خصوصیت درست ہے  
اکثر اصحاب با صفا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رد و رو بخینے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں کیا الا استعمال خاتم طلا بالافاق  
و مکرہ راجع مکروہ ہے اس دلیل سے کہ صحیحین میں براہ ابن عازب سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے ہکوا انگشتی طلا اور آواز طلا سے  
منع کیا ہے اور اسحق ابن ابیو نے حضرت دی ہوا ایک جماعہ علماء کے قائل ہیں کہ صحابی اپنی فاق تک سونے کی انگوٹھی استعمال کرتے تھے  
اور مصعب ابن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے طلحہ اور سلوہ مصعب رضی اللہ عنہم کے پاس انگوٹھیاں سونے کی دیکھی تھیں اور نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت  
عثمان نے مصعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سب کیا ہے جو تیرے پاس انگشتی طلائی نظر آتی ہے مصعب نے کہا یہ انگشتی ہے جسے ہر تمہارا  
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کوئی تھا مصعب نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہانی الموبہ بکر بعد تحقیق واضح ہوتا ہے کہ حدیث حرمت وہی ہے  
شاید طلحہ نہ ہوئی تھی اور انگشتی میں بھی اختلاف ہے بعضے قائل ہیں کہ وہیں آویض قائل کہ ہر انگشتی یعنی بالاتفاق مکروہ ہے بعضے کہ یہاں  
اسما کریمہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نام لیر ٹھہرا اور ٹھہرا کی ابو داؤد کی کہ ابو داؤد کہہ کر اسے سب سے اور چارہ کر  
سب سے پہلا معشور ہو گا اور عاقبت کہ بعد میرے کوئی نبی ہو گا اور دوسری روایت میں معقی اور بنی التوبہ سے

اور نبی الرحمة اور نبی الملک اور خدایتعالی نے اپنے کلام قدیم میں یہ نام فرمائے ہیں بشیر و نذیر و رؤف و رحیم و رحمة للعالمین  
 و طہ و کس و غزل و مدثر و عبد اللہ و عبد و فرکی و معلم الکتاب و الحکمتہ و مادی الی الصراط المستقیم و الرسول الکریم  
 و النور و الشاہد و البشیر و اللہ اعی الی اللہ باؤنہ و السراج المنیر و رسول اللہ و خاتم النبیین و الرسول النبی الامی  
 و النجم الثاقب و التشبہ و الرسول المبین و قدم الصدق و نعمتہ اللہ و العروة الوثقی و الرسول الامین اور یہ بھی حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں۔ امین اور امون و ولی و سید ولد آدم و سید الناس یوم القیامتہ و دعوة ابرہیم  
 و اول من شق عند الارض و قاسم و ابو القاسم اور کتب قدیمہ البیہ میں نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تھے  
 التتوکل و المختار و مقیم السنۃ و المقدس و قثم و ہو الجامح الکامل و صاحب القضیب و صاحب المرأۃ اور ہر اولت میں  
 عصا کو کہتے ہیں اور عرب لوگ عصا سے اونٹ بنا سکتے ہیں سو صاحب المرأۃ اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 عربی تھے اور صاحب الساج و روح الحق و ہذا یعنی الفارقیط فی الانجیل و ما زاد منہ طیب و النائم بکبر النائم  
 و النائم ففتح النائم یعنی حسن الانبیاء خلقاً و خلقاً اور سرانی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متشیخ و متجمن اور توریت میں  
 الرحیمہ اور جو اسمائے رسول امت کی زبان پر مشہور ہیں اور خلف بنی سلف سے نقل کیے ہیں یہ ہیں مصطفیٰ و محمد بنی  
 و شفیع و شفیع و منفی و مصلح و طاہر و الصادق و الصدوق و امام المتقین و قائد العر المجہدین یعنی کھینچنے والے گھوڑوں کے  
 جنگلی پیشانی اور قدیم سفید ہون یہ اشارہ ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بسبب آثار و ضو کے روشن رو اور  
 پاؤں سے ہوگی کہ اس نشانی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنکو حوض پر بلا دیں گے و تجیب رب العالمین و صاحب  
 الخوض المورود و اللہ الملقود و المقام المحمود و المحضر المشہود و صاحب الازواج الطاہرات و العلو و الدرجات و العربی  
 و القرشی و التہامی و المکی و الدفی و الابطی و سید المرسلین و شفیع المنین و قائد الواقدین الی رب العالمین  
 اور ابو الحسن جیرانی مغربی نے اپنی کتاب میں منافق سے نام بیان کیے ہیں اور ابو بکر ابن العربی اپنی کتاب ابجدی  
 میں شرح شامل ترمذی میں فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے ہزار نام ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار ہیں  
 موضح و ربیان صاحب رسول اللہ صلعم پوشیدہ نہ ہے کہ شمار صحابہ اور ضبط اسماء و تحقیق  
 اور ثابت نہیں لیکن اس قدر کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نوے ہزار صحابہ تھے  
 اور کچھ چالیس ہزار بھی کہتے ہیں اور مسک اہل سنت و جماعت یہ ہو کہ بعد خلفائے راشدین کے طلحہ و زبیر اور  
 عبد الرحمن ابن عوف اور سعد ابن ابی وقاص اور سعید ابن زید اور ابو عبیدہ ابن الجراح افضل ہیں اور بعد ان کے  
 افضل صحابہ اہل بدر پھر اہل احد اور پھر اہل بیت رضوان اور یہ ترتیب نزدیک اہل سنت کے بالا جماع ہے  
 اور زیادہ اس سے تفصیل اس مسئلہ کی متعلق کتب عقائد سے ہے اس کتاب سے علاوہ نہیں رکھتی اور یہ بھی  
 واضح ہو کہ احادیث صحیحہ شان صحابہ میں عموماً وارد ہیں کہ ان سے افضلیت اور کثرت ثواب کی تمام امت پر

ثابت ہوئی ہے اور بھی حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ تابعین سے اور تابعین تبع سے اور تبع تابعین مابعد اپنے سے افضل ہیں اور صحابہ جمع صاحب کی ہر ج طرح اطہار جمع طاہر کی یا جمع ہو صاحب کی ج طرح راکب و رکب یا جمع صاحب نفیقین اسم جمع صاحب ج طرح خادم و خادم یا جمع صاحب باکسر ج طرح صاحب و جمع صاحب صحابہ بھی آئی ہے اور جمع البھار میں ہے کہ سوائے اس جمع کے فاعل کی جمع فعالہ نہیں آئی اور صاحب از روے لغت ہمیشہ میں اور ملازم کو بولتے ہیں اور صطلح محدثین میں صاحب و صحابی وہ ہے جسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت ایمان میں ملاقات کی ہو اور ایمان پر مامور اگرچہ اس عرصہ میں مرتد ہو کر پھر ایمان لایا ہو اور عام ہے اس سے کہ رجوع جانب اسلام حیات رسالت مآب صلعم میں ہوا ہو یا بعد وفات مثل عبداللہ بن سعد بن ابی السرح کہ حیات آنحضرت میں پھر ایمان لایا اور شل شعث ابن قیس کی اور جو کوئی حالت ردّت میں مآثل ابن ابی حنظل و ربیعہ بن امیہ جی و عبدالبن حبش وہ ہرگز صحابی نہیں ہے اور مراد ملاقات اور ایمان سے وہ ہے جو بعد بعثت حضرت صلعم کے ہوئی ہو یا پہلے اور بعضے تعمیم کرتے ہیں کہ قبل بعثت ہو یا بعد اس قریب زید بن عمر انقبیل اور ورقہ ابن نوفل و بحیر اور ویش داخل صحابہ ہوتے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے پیش از نبوت حضرت صلعم کو جان لیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان ہیں اور قبل بعثت مر گئے اور ملاقات بھی عام ہے کہ قبل سن تمیز ہو یا بعد پس محمد بن ابی بکر تین مہینے چند روز قبل وفات حضرت صلعم کے پیدا ہوئے تھے داخل صحابہ ہیں اور بعض امتیاز و بلوغ شرط کرتے ہیں اور بعض استدادم و مدت صحبت بھی بقدر عرف شرط کرتے ہیں اور بعض مدت صحبت چھ مہینے قرار دیتے ہیں اور سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ میں شمار نہیں کیا جاتا مگر وہ شخص جو ایک برس حضرت کی خدمت میں رہا ہو اور کسی غزوہ میں بھی شریک ہو ہو و الصبیح ماکرنا اولاد اور جو کوئی شخص معذرتا بیانی جہاں مصطفوی کے مشاہدہ سے معذور رہا ہو اور کسی صحابہ میں کچھ خدشات نہیں ہے ج طرح عبداللہ ابن مکتوم و لہذا تعریف صحابی میں بدل رویت لفظ ملاقات محققین نے اختیار فرمائی ہے اور جس کسی نے حضرت صلعم کو بعد وفات عیانا اور کشفاً بیداری یا خواب میں دیکھا ہے اور سکا شمار صحابہ میں نہیں ہے اور جو بابر تن نے سال ششصد و سبست ہجری میں دعوی صحابیت کیا تھا وہ قابل سماعت نہیں ہے اور اخیر صحابہ وفات میں افضل ابن وافیہ لیشی تھے کہ انہوں نے ستر ہائے و عشرین وفات پائی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ عکرا اس ابن ذویب بعد قضیہ حمل کے ستر برس زندہ رہے محض بے اصل ہے کہ انی لشرح و رد التقریب ایضات مفتی سید محمد ولی اللہ فرخ آبادی اور اصح یہ ہے کہ صحابی عام ہے شامل جن و انس کو لکن دخول ملائکہ صحابہ میں مثل جبریل میکائیل علیہما السلام کے سویہ بات موقوف ہے کہ حضرت صلعم رسول ملائکہ بھی تھے یا نہیں جو شخص فاعل بقول اول ہے وہ انکو صحابہ میں داخل کرتا ہے اور بعض جہات کا صحابہ میں ثابت ہوتا ہے مگر ابن امیر کا میلان اس طرف ہے کہ جن صحابہ میں نہیں ہیں اگرچہ مسلمان ہوں اور حضرت اویس قرنی ابراہیم کہ سبب جانب قرن میں رویان بن ناحیہ بن مراد کے ہیں داخل صحابہ میں ہیں مگر بہتر تابعین میں ہیں اور آنحضرت صلعم نے انکے حق میں فرمایا ہے کہ بہتر تابعین ایک شخص ہے کہ کما جا و یجا و سکوا و یس اور اوسکی ایک اللہ ہے اور جو کوئی مشبکہ کے کلام محمد بن علی

و دعوی صحابیت دارالقرآن اہل  
کہ در حدیث صحیح  
میں ہے کہ صحابہ میں شمار نہیں کیا جاتا مگر وہ شخص جو ایک برس حضرت کی خدمت میں رہا ہو اور کسی غزوہ میں بھی شریک ہو ہو و الصبیح ماکرنا اولاد اور جو کوئی شخص معذرتا بیانی جہاں مصطفوی کے مشاہدہ سے معذور رہا ہو اور کسی صحابہ میں کچھ خدشات نہیں ہے ج طرح عبداللہ ابن مکتوم و لہذا تعریف صحابی میں بدل رویت لفظ ملاقات محققین نے اختیار فرمائی ہے اور جس کسی نے حضرت صلعم کو بعد وفات عیانا اور کشفاً بیداری یا خواب میں دیکھا ہے اور سکا شمار صحابہ میں نہیں ہے اور جو بابر تن نے سال ششصد و سبست ہجری میں دعوی صحابیت کیا تھا وہ قابل سماعت نہیں ہے اور اخیر صحابہ وفات میں افضل ابن وافیہ لیشی تھے کہ انہوں نے ستر ہائے و عشرین وفات پائی ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ عکرا اس ابن ذویب بعد قضیہ حمل کے ستر برس زندہ رہے محض بے اصل ہے کہ انی لشرح و رد التقریب ایضات مفتی سید محمد ولی اللہ فرخ آبادی اور اصح یہ ہے کہ صحابی عام ہے شامل جن و انس کو لکن دخول ملائکہ صحابہ میں مثل جبریل میکائیل علیہما السلام کے سویہ بات موقوف ہے کہ حضرت صلعم رسول ملائکہ بھی تھے یا نہیں جو شخص فاعل بقول اول ہے وہ انکو صحابہ میں داخل کرتا ہے اور بعض جہات کا صحابہ میں ثابت ہوتا ہے مگر ابن امیر کا میلان اس طرف ہے کہ جن صحابہ میں نہیں ہیں اگرچہ مسلمان ہوں اور حضرت اویس قرنی ابراہیم کہ سبب جانب قرن میں رویان بن ناحیہ بن مراد کے ہیں داخل صحابہ میں ہیں مگر بہتر تابعین میں ہیں اور آنحضرت صلعم نے انکے حق میں فرمایا ہے کہ بہتر تابعین ایک شخص ہے کہ کما جا و یجا و سکوا و یس اور اوسکی ایک اللہ ہے اور جو کوئی مشبکہ کے کلام محمد بن علی

و دعوی صحابیت دارالقرآن اہل

منقول ہو کہ بہتر اور فضل العین سید بن السیب میں یہ ہو سکی سنانی ہو سو کچھ منافات نہیں کیونکہ خیریت و فضیلت  
 دو میں کو باعتبار کثرت ثواب کے ہو خدا کے نزدیک اور فضیلت سید بن السیب کی باعتبار معرفت علوم اور حکام  
 شریع کے ہو اور جو کوئی قوم کرے کہ اویس نے تحلف کیا صحبت رسول مقبول صلعم سے سو خود حضرت صلعم کے فرمانے سے  
 ثابت ہو کہ اویس کی ان کے سبب ہی یعنی بدیبا طر اور خدمت حسانان کے حاضرین ہوا لہذا تو ہم دفع ہو گیا پوشیدہ نہ ہو  
 کہ اخبار اور آثار شان اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ میں بہت تیار و ہوسے ہیں چنانکہ علامہ سیوطی نے جمع الجوامع میں اکثر  
 نوکر کیے ہیں کتابت الحروف این مقام پر چند اخبار اوس میں سے گذارش کرنا ہی از انجاء صحیح مسلم بن عمران الخطاب رضی اللہ عنہ  
 سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے اِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكَ مِنَ الْيَمِينِ يَقَالُ كَدَّ اَوْسٌ لَا يَدْعُ بِالْعَيْنِ خَيْسَةَ اُمِّ كَدٍّ  
 فَكِدْكَ اَنْ يَبْيَضَ فِدَا اللّٰهِ فَادْبِهْهُ اَلَا مَوْضِعُ الدِّثْنِ رَاوَدَ رَهْمَ فَمَنْ لَقِيْتَهُ فَلْيَسْتَقْرِ لَكُمْ وَفِي  
 رَوَايَةٍ مِّثَالِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدِي رَجُلًا يَقَالُ كَدٍّ  
 اَوْسٌ وَلَوْ اَلَدَتْهُ وَكَانَ يَبْيَضُ فَمَنْ رَوَاهُ فَلْيَسْتَقْرِ لَكُمْ یعنی تحقیق ایک شخص آوے گا تمہارے پاس  
 یمن کی جانب سے کہا جائیگا اوسکو اویس نہ چھوڑے گا یمن میں سوائے والدہ اپنی کے نبی نہیں ہو اوس کے لیے  
 حیا اہل یمن میں سوائے مان کے اور نہیں باز رکھا ہو اوسکو آنے سے مگر اویس کی خدمت نے تحقیق تھی اوس کے بدن  
 سفیدی نبی برس پس دعا کی اللہ سے سودور کیا اللہ نے اوسکو مگر مقدار دینار کے یا درہم کے پس جو شخص نے اویس سے  
 چاہیے کہ بخشش طلب کرے تمہارے لیے نبی چاہیے کہ درخوست کرے وہ شخص اوس سے کہ بخشش طلب کرے وہ اوس کے لیے  
 اور ایک روایت میں یوں آیا ہو کہ کہا عمر نے سنان میں نے رسول خدا سے فرماتے تھے تحقیق بہترین تابعین ایک شخص ہو کہا جائیگا  
 اوسکو اویس اور اوس کے لیے مان ہو اور تھی اوس کے برس پس حکم کرنا اوسکو اور چاہنا اوس سے کہ متفخر کرے تمہارے واسطے  
 قائم رہے باقی کنہا برس کا مقدار درہم کے شاید کہ علامت کے طور پر ہو یا اسوائے ہو کہ اویس سبب شرم کے متفرکین ہو گئے  
 اور اس لیے وہ دوست رکھتے تھے گوشہ نشینی اور گمنامی اور مکر وہ جانتے تھے شہرت و مخالطت کو اور ایک روایت میں آیا ہو  
 کہ یہ سبب دعا کرنے اویس کے تھا کہ دعا کی تھی الہی چھوڑ میرے جسم میں کچھ نشان اوسکا کہ یاد کروں میں سبب اوس کے نعمت تھی  
 اور جو حضرت نے بہترین تابعین فرمایا سوائے کے لیے کہ حضرت کے زمانے میں تھے اور سبب مانع شرعی کے حاضر ہونے سے محروم ہو  
 اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو کہ طلب کرنی چاہیے اہل خیر و صلاح سے اگرچہ طالب فضل اونیے از انجاء روایت کیا ہو  
 ابو القاسم عبدالعزیز بن جعفر الحمیری نے اپنے نوادہ میں اور خطیب برابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بھی بن سعید سے اور اونیے سید بن سعید سے  
 اور اونیے عمران خطاب سے کہ عمر نے کہا فرمایا حضرت صلعم نے ایک دن اسے عمر میں نے کہا لکھا سعد کی نبی حاضر ہوئی رجو حکم ہو گیا  
 یا رسول اللہ پس گمان کیا میں نے کسی کام کو بھیجیں گے فرمایا اسے عمر میری امت میں ایک شخص ہو گا کہ اوسکو اویس قرنی کہیں گے سو بھیجی  
 اوسکو ایک بلا جہد میں نبی برس پس دعا کی خدا سے حدود و رد کیا خدا اگر ایک جہا پہلو میں رہا یا کہ جب سکود بھیجا یا کہ اگر اللہ کو

نصیح الامداد کیا فی احوال الانبیاء علیہم السلام

سورۃ الاحزاب



سوجب ملے تو اوس سے تو کما میری طرف سے سلام اور اپنے لیے دعا کرانا سلیسے کہ وہ کریم و بزرگ ہو نزدیک پروردگار کے اگر قسم تھا خدا پر سچا کرے اوسکو خدا شفاعت کرے گا وہ مانند ربیعہ و مضر کے لیے کہ نام و قبیلوں کے ہیں کہ بہت لوگ تھے انہیں یعنی بہت لوگوں کی شفاعت کرے گا عرضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ طلب کیا میں نے اوسکو حضرت صلعم کی جناب میں وہ نہ ملا پھر طلب کیا میں نے ابو بکر کی تلاش پھر بھی ملا اور ڈھونڈا میں نے اوسکو اپنی امارت میں کہ تلاش کرتا تھا قافلوں کو جو شہرون سے آتے تھے اور کہتا تھا تم میں کوئی شخص مرادی یا قرنی ہو کہ اوسکا نام اویس ہو آخر ایک شخص نے کہا کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے ای امیر المؤمنین تو پوچھتا ہے ایک دستا و خواہش دینی کو وہ ایسا نہیں کہ تم شخص اوسکا حال پوچھے میں نے کہا میں دیکھتا ہوں تجھکو اور کے مقدمہ میں ہلاک ہونیوالے سے انحضرت ہی نوکر کر رہا تھا کہ ایک شخص دفعتاً نمود ہوا اونٹ کہنہ پلکان پر سوار جا کہ کہنہ پہنے ہوئے سو میرے دل میں آیا اویس ہی ہو گا میں نے کہا اویس قرنی ہو اوسنے کہا ہاں میں نے کہا پھر خیر خدا صلعم نے سلام کہا تھا تجھکو اوسنے کہا علی رسول اللہ السلام و علیک یا امیر المؤمنین پھر میں نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھا تمکو کہ دعا کرو میرے لیے بعد از ان ملاقات کرتا تھا میں اوس سے پہلے یعنی حج میں اور کتب میں احوال واسر اپنے اوس سے اور وہ کتب مجھ سے اور بن عساکر نے حسن بصری روایت کی ہے کہ جب اہل قرن حج میں آئے تو پوچھا امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کہ آیا تمہارے درمیان میں اویس ہے ایک شخص نے کہا ایک شخص ہے کہ کھنڈ روں میں رہتا اور لوگوں میں نہیں آتا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا امیر اسلام ہو چکا نا اور کہنا کہ ملاقات کرو مجھ سے سو ہو چکا یا اوس شخص نے پیغام عمر رضی اللہ عنہ کا اور آیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ہی اویس ہو گا ہاں پھر اوجھال جو حضرت صلعم نے بیان فرمایا تھا کہا اور دعا کی درخواست کی کہ اویس نے دعا فرمائی اور کہا اے امیر المؤمنین حاجت میری تھی کہ میرا حال لوگوں سے چھپاؤ اور دن دو کہ میں پھر جاؤں یہاں سے پھر تشریف لے اویس پوشیدہ لوگوں میں یہاں تک کہ بروز نہا و نہ شید ہوا اور کربن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے موسم حج میں اہل یمن قبیلہ مراد سے نشان اویس قرنی کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ اگر اک عرفہ میں اونٹ چرتے ہیں چنانچہ عمر فاروق اور علی رضی اللہ عنہ سوار ہو کر ارگاہ میں آئے دیکھا ایک شخص نماز پڑھتا اور سجدہ گاہ سے نظر لگائے ہے دونوں نے کہا یہی شخص ہو گا جب آئے آپ کی آہستہ سنی تو نماز کو سبک کر کے فارغ ہوا دونوں نے سلام کیا اویس نے جواب سلام دیا پھر پوچھا نام کیا ہے کہا عبد اللہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو کوئی آسمان زمین میں ہے وہ عبد اللہ ہے قسم دیتا ہوں تجھکو پروردگار کہہ دے کہ نام تیرا جو تیری ماں نے رکھا ہے کیا ہے کہا کیا چاہتے ہو تم میرا نام اویس بن بدار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کھول بایاں پہلو اپنا سو کھولا تو ایک کھنڈا سفید مقدار درہم نظر آیا سودوڑے دونوں کہ بوسہ میں اوس دھبے کو بچھ کر کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا تجھکو سلام اور تو ہمارے لیے دعا کر کہ میری دعا تمام شرق و مغرب کے مسلمانوں کی سلیسے ہو کہا ہمارے واسطے بالخصوص دعا کر تو دعا کی اویس نے انکے اور تمام مومنین مومنات کے لیے پھر کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ دون میں تجھکو کچھ اپنے رزق سے یا اپنی عطایہ سے کہا دو کپڑے میرے پرانے ہو گئے ہیں اور دونوں پانچوین گانٹھی گئی ہیں اور میرے پاس چار درہم ہیں جب ہو چکے گے لیلو لگا اور کہا جو کوئی رزق کرتا ہے ہفتہ کی آرزو کرتا ہے مہینہ کی آرزو کرتا ہے مہینے کی آرزو کرتا ہے سال کی قبولان سپرد کیے اونٹ قوم کے اور چلے گئے پھر نظر آئے توضیح در بیان معجزات محقق دوائی کہتے ہیں کہ معجزہ وہ ہے کہ برخلاف عادت مدعی نبوت کے

عمر بن خطاب

ابو بکر

ابو بکر

ابو بکر

ہاتھ پر بنا کر طلب غلبہ وقت نزاع شکرین ظاہر ہوا اور ولایت صدق پر کمر بستہ اور معارضہ اور اسکا امکان سے باہر ہوا جس میں امت مسلمہ نے یقین کیا  
 کہ یہ کہ انحال آئیم سے ہو دوسرے عادت اسی کے خلاف ہو یعنی مباشرت سبائے پس سحر خارج ہو گیا اگرچہ ظہور اسکا مدعی ہو کہ ہاتھ پر  
 تیسرے اظہار اسکا بھی کہ ہاتھ پر ہونے پر کلمات اولیا معجزات ہوئے اور جو کہتے ہیں کلمات ولی معجزات ہیں حق ہی میں سو یہ سخن بطریق تشبیہ ہی  
 کہا قال المحقق الخیالی چوتھے یہ کہ اظہار معجزہ بمنزعت ہوتا کہ متحدی پائی جائے پس ارباضات کہ بنا برتہا میں تہیہ نبوت قبل مثبت ظاہر ہے میں  
 اول کو معجزات کہ میں کے بطرح سایہ کرنا ابرا کا اور شق ہونا صمد کا اور ارباض از روے لغت یعنی مضبوط و مستحکم کردن بنا از آب سنگ است  
 اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ جو خارق عادات قبل از ظہور نبوت ظاہر ہوے میں بنا بر حکام امر نبوت اول کو ارباضات ہوتے ہیں اور مجموعہ خارق عادات  
 چار میں ایک ہند راج جو کہ کفار و فساد سے ظاہر ہوتا ہے دوسرا معنوت جو عموم الناس اہل اسلام سے ظاہر ہو تیسرا کہتے جو اولیا کون سے ظاہر  
 اور قید دعوی نبوت سے یہ تینوں میں خارج ہو گئے ہیں جو تھسا سحر ہی باعتبار ظاہر مگر در حقیقت سحر خارق عادت نہیں ہے بلکہ ظہور سحر سبائے  
 جو کوئی ان سبب سے مباشرت کرے اس سے ظاہر ہو جائے اور پر ظاہر ہے کہ جو غیر سبب اعلیٰ سے ظاہر ہوتی ہے وہ خلق عادت نہیں ہے  
 جو سحر شفاے مرضی اور یہ طبیعیہ یا رقیہ سے یا نجوین وہ معجزہ موافق دعوی ہو یعنی اگر ظہور معجزہ برخلاف دعوی ہو تو معجزہ نہیں ہے بلکہ سحر  
 سیدہ کذاب ہے میں اپنا ایک کنوین میں ڈالا اور دعوی کیا کہ پانی اسکا بڑھے گا سو کہ ہو گیا یا شفا کی دعا کی وہ مرضی مر گیا یا بصارت کی  
 دعا مانگی وہ اندھا سہر گیا پوشیدہ نہ رہے کہ دعوی سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ دعوی صریح کی حاجت ہے بلکہ دعوی صریح کی حاجت نہیں ہے  
 قرآن میں حالیہ کافی میں یعنی معارضت سے یہ مراد نہیں ہے کہ فی الحال ہو بلکہ ظہور سحر یا امام نبوت میں معارضت کیوہے کافی ہے چھٹے اس معجزہ  
 کذب پر ولایت نہو مثلاً نبی مبعوث زمانے کہ میں اس حیوان کو بلاتا ہوں پھر وہ حیوان تو بولا لیکن اسنے کہا کہ یہ شخص کا وہ ہے بلکہ بھی معجزہ  
 کنکین کے ساتوین کوئی شخص اسکا معارضہ کر سکے اگر خداوند تعالیٰ دوسرے ہاتھ پر مثل دیکھے ظاہر کرے اور وہ معارضہ کرے تو دونوں  
 معجزہ کنکین کے کیونکہ معجزہ کو معجزہ اس سبب کہتے ہیں کہ خلق اس کے اتیان مثل سے عاجز ہو تو در حقیقت اعجاز صفت خدا ہو جب یہ  
 معلوم ہوا تو اربابا بنا جاسیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک پیغمبر کو معجزے غایت کیے ہیں ان سے اس پیغمبر کی رستی پیغمبری ثابت ہوا اور خلق  
 اسکا ایمان لائے اور عادت اسی یون جاری ہو کہ جس نے میں جس پیغمبر کا بہت چاہا ہو اس وقت کہ پیغمبر کو اوقی ہم کا معجزہ بدو ان  
 سیکھنے کے غایت ہوا ہے تاکہ لوگوں کو پیغمبر کی رستی بیشک شبہ معلوم ہو چنانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں جادو کا چرچا تھا  
 عصا ملا کہ سانپ بنجا تا تھا اور حضرت عیسیٰ کی وقت میں طب کا چرچا تھا اول کو شفاے مرضی کا معجزہ ملا اور ہمار حضرت معلوم کے عہد میں  
 فصاحت اور بلاغت کا عرب میں بڑا شور مڑا تھا اس واسطے قرآن مجید اول معجزہ غایت ہوا اور یہ شامہ واکہ ان تمام معجزات میں علی بن عبد اللہ  
 بسورۃ من شد یعنی اگر تم کو پیغمبر کی رسالت میں وارے کلام کی حقیقت میں شبہ ہو تو ایک رتہ کے برابر کہو سو تمام شفاے عرب عاجز ہو گئے  
 اور کسی سے برابر ایک آیت کے بھی نہو سکا اور اگر کہو سکتا تو ضرور کہتے معلوم چھوڑ کر اپنی جان کیا کیوں بل کرتے اور یہ معجزہ سبب توحیدی  
 قرآن مجید میں موجود ہے کہ لیکن جماعت الانس و الجن علی ان یا تو امثل ہذا القرآن لایاتون مثله ولو کان بعضہم بعض ظہیر یعنی اگر  
 جس نہوں انسا و الجن اسپر کہ ان میں مانند اس قرآن کے تو نہو لاسکین گے اگرچہ ہو ایک دوسرے کا پشت پناہ اور یہ تو عجب نزلا محسنہ ہے

کہ قیامت تک قائم رہے گا اور پیغمبروں کے معجزے باقی رہے اور جب قیامت تک با تو ہر دم آنحضرت صلی علیہ وسلم کے معجزے کی دلیل قائم رہے  
پھر ہر زمانے میں قیامت تک لوگ مسلمان بھی ہوتے جائیں گے اور ایک بڑا عجیب یہ ہو کہ ساڑھے بارہ سو کئی برس گزرے ہیں  
اور قرآن شریف میں کسی طرح اختلاف نہیں پڑا حالانکہ اسلام میں بہت مذہب ہو گئے اگر عجاظ نہ ہوتا تو شہر شخص اپنے مذہب کے موافق  
جو چاہتا جاتا لیتا یعنی محفوظ ہوتا اسکا تحریف و تصحیف سے بھی عجاظ ہو چنانکہ حضرت جل جلالہ فرماتے ہیں نحن نزل الذکر وانزلناہ فی لیل  
یعنی پہنچے اوتار ہی قرآن اور ہم اس کے حافظ ہیں یعنی جی طرح اسکا ظہور بلا دخل خالق ہی کی طرح کی اور بیشی دخل نہ تصرف خلق سے  
نہو سکے گی اور بھی ارشاد ہوتا ہے لایاتہ الباطل من بین یدیه ولا من خلفہ یعنی نہ آویگا اس قرآن میں بدل آگے سے نہ پیچھے  
یعنی کمی بیشی ایسی کہ اس کے اوصال اور فوہل کو مرتبہ حقیقت سے سا قط کر دے نہو نے پائے گی کیونکہ اس طرح کا دخل اور تصرف بدین  
امور باطلہ سے ہر بلکہ شہر میں اس کے جاہلین کے بیان کرتے ہیں لایہدم ارکانہ ولیس علی احدہما قرآن من قاقہ یعنی قرآن کا  
کوئی جز نہ کیا جائیگا اور کوئی جز محتاج الیہ حصول نجات کے لیے نہیں ہے بعد قرآن موجود کے نہ یہ کہ نبی متقدم کی تبلیغات الہیہ کی  
نسبت نبی متاخر کو اسی دے کہ اس ہمت کے عالموں نے اس کلام کو متغیر کر ڈالا ہو اور اس کی باتوں کو بدل ڈالا ہو اور اپنی  
برعوتوں کے رونق دینے کو اسے ناکارہ کر دیا ہو اور اس کی تحریف کر نیوالے ہیں اور آئندہ کو دروغ ملانے والے پیدا ہوں گے چنانکہ  
توریت و انجیل کی نسبت حضرت ارمیا اور اشعیا اور عیسیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے اور پولوس اور پطرس حواریوں نے بیان کیا ہے  
اس مقام سے معلوم ہوا کہ توریت و انجیل میں کچھ عجاظ تھا اسی سبب سے انہیں تحریف و تصحیف و اختلاف ظاہر ہوا ہے چنانکہ مولوی  
آل حسن موافقی نے رسالہ استفسار میں اور مولوی عباس علی جاجموی نے صوۃ الضیغ میں مفصل اس باب تحریف کو بیان کیا ہے  
پس یہ معجزہ ہجرات متواترہ قطعیہ یقینیہ ہے اور اسی سے حضرت صلعم احتجاج فرماتے تھے کہ اس باب میں کسی کو اختلاف نہیں ہے  
اگرچہ منکر لوگ صحت احتجاج میں گفتگو کرتے ہیں اما اصل طور میں حضرت صلعم سے اور معارضہ باتیان ادنیٰ سورۃ میں کچھ کلام  
کرتے اور جو بعضہ سلیم بوقوفی سے کہتے ہیں کہ اور کتاب میں بھی ایسی ہیں کہ اپنا نظیر نہیں رکھتیں مانند شاہنامہ فردوسی اور گلستان  
سعدی وغیرہ سو یہ قول دلیل و حقیقت حقیقت معجزہ اور کیفیت عجاظ قرآن شریف سے ہے کیونکہ عجاظ قرآن اس سبب سے  
کہ ہمارے قائم النبیین صلعم نے اس سے تحدی فرمائی اور غماطین حاضرین عاجز آئے اور یہ بات اور کتابوں میں کہاں واقع ہو  
اور کہنے آئے تحدی کی اور کس مقام پر عجز غماطین ظاہر ہوا اور محض انعام نظیر عجاظ نہیں ہے اور اس کے اور کلام میں  
کہ فلان کتاب علیہم نظیر ہو ممکن نہیں ہے جیہنگ ملکہ رسوخ معرفت بلوغ والبع میں نہ رکھا ہوا اور حم غصیر ملکہ کا فہ اہل غایت  
اس امر پر متحجب نہ ہوں پس عدیم النظیر ہونا ان کتابوں کا جن کو نا واقف اپنے زعم میں عدیم النظیر قرار دیتے ہیں قابل تسلیم نہیں  
اور عدیم النظیر ہونا شاہنامہ فردوسی کا غلط محض ہے سیرۃ محمد تورانی متخلص آشوب کتاب سبوت فاروقی بہتر شاہنامہ الیف کی ہے  
اور فردوسی پر اکثر شرح کرتا ہے فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ علماء کے وجوہ عجاظ میں کسی قول میں بعضہ متکلمین کہتے ہیں کہ یہ سہل و یسیر  
و تالیف عجیب بن حیث المطلاع والمطالع کلام بشر میں صلا پایا نہیں جاتا اسی بحث سے محقول صحیحہ اور قلوب کیہ معارضہ میں متحیر ہیں اور

جہت کلین قائل ہیں کہ اس کلام کی فصاحت اور بلاغت فصیحی مراتب میں واقع ہو کہ طاقت بشریہ سے خارج ہو یہی اعجاز ہے  
اور ابو بکر باقلانی کہتے ہیں کہ حسن اسلوب اور تالیف مرغوب اور غایت فصاحت اور نہایت بلاغت اعجاز ہے اور نظام کے نزدیک ہے  
کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو باز رکھا ہے جس طرح مردم و دو کو معارف حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام میں بہت فرمایا اور قاضی عیاض نے شفا  
لکھا ہے کہ باعتبار بلاغت قرآن میں سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں اور اسپر ایک دلیل قوی ذکر کی ہے یعنی یہ محققین نے فرمایا ہے کہ  
کلام اللہ میں سے جس قدر کلام کہ برابر سورہ انا اعطینا الکوثر کے ہے مجھ سے اور میں دس لکھ ہیں اور تمام کلام اللہ میں کچھ اور کمتر ہے  
لکھے ہیں سو جب شتر نزار کو ذیل پر قسمت کریں سات ہزار سات سو چار ہوتے ہیں پس قرآن میں سات ہزار سات سو چار معجزے ہیں  
اور بڑا اعجاز کلام اللہ کا یہ ہے کہ مشتمل اخبار آئندہ پر ہے کہ اسکے مطابق واقع ہوا اور اس معجزہ کو اہل کتاب پیشین گوئی کہتے ہیں اور یہ  
اونکے نزدیک عمدہ معجزوں میں شمار کیا جاتا ہے اور کلام اللہ بہت پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے اور چند پیشین گوئیوں میں کہ کتاب میں  
اور تحقیق دوائی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قوت معارف خلق سے سلب کر لی ہے سو اسے ان سب امور کے اظہار امور غیبیہ حال مستقبل  
کو وسعت بشریہ سے خارج ہے مثلاً خبر غلبہ روم بر فارس و خبر فتح مکہ و خبر دخول مردم درین محمد صلی اللہ علیہ وسلم و افکار اسرار کفار و  
منافقین بھی اعجاز ہے اور شہدائے قرآن قصص انبیاء پیشین اور امم سابقین پر مثل قصہ ابراہیم و یونس و یوسف و عیسیٰ علیہم السلام و ذکر ائمہ  
اور صحابہ کتب کو بجز اخبار اہل کتاب علم انکا ممکن تھا اور حضرت صلعم نے باوجود آدمی محض ہونیکے بروح صیح بیان فرمائے یہ بھی اعجاز ہے  
اور لحوق خون و عجب کہ قلب سامعین پر طاری ہوتا ہے اور حصول فوق و شوق جو قاری اور سامع کو ہوتا ہے یہ بھی اعجاز ہے اور اجتماع  
حقائق و معارف یقینیہ و ردائل برابریں عقلیہ اور حکام و مترشح ضروریہ و خیرات و حسنات و نیکوئی و نیوہ باوجود وجہات الفاظ  
و جودت معانی بھی اعجاز ہے اور آسانی حفظ متعلمین کہ عی و بصیر و طفلان صغیرہ قدرت تصویر میں کر لیتے ہیں عجب اعجاز ہے بخلاف دیگر کتب  
منزکہ کہ سوائے پنہروں کے کسی کو یاد نہ ہوتی تھی و دوسرے معجزہ شق القمر کہ ثبوت اسکا باجماع مفسرین و محدثین کریمہ اقرب اساتذہ  
والنشق القمر ان پر وانیہ یعرضوا و یقولوا سحر سحر سے ہوتا ہے یعنی پاس آگ و گھڑی اور چھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھتے ہیں کوئی نہیں  
ٹال جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو و جلا آتا ہے یعنی قیامت قریب پہنچی اور دوسرے معجزہ آخر الزمان آیا اور جو تم شکر قیامت ہو اس سبب سے  
کہ وہ مستلزم جرم علویہ کی خرابی کی ہے تو چاند چھٹ چکا اور لوگوں نے دیکھا اب کوئی استعمال باقی نہیں باور امتناع خرق و التیام  
بسیار بہت عقل چل ہو گیا اگر کوئی بیوقوف جاہل کہے کہ مراد انشقاق قمر سے انشقاق وقت نفخ صحر کا مراد ہے تو جواب اول یہ ہے کہ یہ قول  
اسکا غلط محض ہے کہی وجہ سے اول یہ کہ انشقاق قمر کی کچھ خصوصیت + سوقت میں نہیں ہے بلکہ جملہ سادیات کا یہی حال ہوتا ہے  
دوسری یہ کہ وہ انشقاق زمانہ آئندہ میں ہے اور آئیہ کریمہ دلالت نہیں پر کرتی ہے تیسری یہ کہ انشقاق وقت نفخ صور بنابر اعجاز  
نہوگا اور اسکو کافر لوگ سحر نہ کہیں گے اور جواب ثانی یہ ہے کہ مفسرین اور محدثین کا اجماع ہے اس بات پر کہ یہ آئیہ معجزہ  
شق القمر میں نازل ہوئی ہے چنانکہ شیخ سلام اللہ محدث حاشیہ کمالین میں جو تفسیر حلالین پر ہے فرماتے ہیں قدح فی  
علی ان الرافی تک لایہ ہوا انشقاق الذی کان یجزل من البنی صلی اللہ علیہ وسلم لا الذی یقع فی یوم القیامت و یسل علی ملک

۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



قوله وان یروا آتیه یؤمنوا لیسوا من السحرة المستمر اور علامہ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں اسی آیت کی تفسیر میں کہ تروی  
 یوحی عن مسروق عن عبد اللہ قال انشق القمر علی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت قریش سحرکم ابن ابی کبشہ فاسالوا السحار  
 فسالوهم فقالوہم قد راناہ فانزل اللہ تعالیٰ اقربت الساعة وانشق القمر اور امام زاہدی اور صاحب تفسیر تیان اور شہاب الدین  
 شمس عمر دولت آبادی اور ملا علاؤ الدین احمد مہامی صاحب تبصیر فی تفسیر ان میں نزول اس آیت کا معجزہ شق القمر میں  
 صاف لکھتے ہیں جس کسی کو منظور ہو ملا خطہ کہے اور قاضی نے تفسیر بیضاوی میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے روی ان الکفار  
 سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتیا انشق القمر قبل منہا سینشق القمر یوم القیامۃ ویؤید الاول انہ تروی قد انشق القمر  
 اسی اقربت الساعة وقد حصل من آیات اقترانہا انشقاق القمر اور تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ انشق القمر  
 بمعنی سینشق القمر کہنا انہیں لوگوں کا قول ہے جن پر سایل طبیات ارسطو کے غالب آگئے ہیں اور اسلام اور انکا صرف برہان نام ہو  
 کسی صحابی یا عالم تابعی یا تابع جلیل القدر کسی مجتہد کا یہ قول نہیں ہو کہ انشق القمر بمعنی سینشق القمر ہو پس پوشیدہ نہ رہے کہ کسی  
 منفسر مقدمہ الیہ نے جسکی کتاب میں متداول و مستند ہیں اور جسکی جلالت شان کمال و وضوح شہرت پذیر ہو اپنا مذہب اپنی تحقیق  
 اس طرح نہیں لکھی ہو کہ انشق القمر بمعنی سینشق القمر ہو بلکہ جس کینے لکھا ہو بلا ذکر نام قابل یون لکھا ہو کہ بعضیہ اسکتے ہیں  
 اور اس بعض کے قول کو پھر رد بھی کیا ہو مگر قاضی بیضاوی نے بطور اپنی تفسیر کے دستور کے اس قول کو رد تو کیا لیکن رد کی  
 تقریر شد و مد سے نہیں لکھی بخلاف اور تفسیروں کے جہاں امام رازی رحمۃ اللہ نے کہا اور محدثین مغسرتین نے اس قول کو رد کیا  
 نقل بھی نہیں کیا مگر اس دھوم دھام سے شان نزول آیت کریمہ بیان کیا ہو کہ بعض کا قول بادی النظر میں مردود ہو گیا حقیقت  
 یہ ہے کہ اکناف عالم میں اسلام کے پھیلنے کے سبب سے بہت لوگ طعنا ظاہر میں مسلمان اور بہن میں دشمن پنہ خبر خدا معلوم ہوئے ہیں  
 خصوصاً مجموعی لوگ کہ خود انہیں کے پیغمبر چار دہم ساسان خستین نے خبر دی ہے پس جب تک کہ کسی عالم کی حقیقت حال کمال و وضوح  
 نہ معلوم ہو اور اسکے کلام کے کئی شواہد و متابعات بہم نہ پہنچیں تب تک ہر ایک طرح کی بات اسکی قابل مانتے کے  
 نہیں ہو اور شاید اس قول مردود کے قائل نے انشق القمر کے مضمون کو خلاف مسئلہ صکت مشہورہ یونانیوں اور گروں  
 کے دیکھا ہو گا تو اسنے سینشق القمر سے تاویل کی اور انشقاق و انفطار جو قیامت کو ہونے والا تھا اسکو محمول تجوز پر کر کے  
 کہنے لگا کہ یہ اشارہ ہے مصیبت عظمیٰ اور واسیہ کبریٰ کے واقع ہونے کا جیسا کہ اکثر مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس بات  
 کہ آسمان کے تارے جھڑ پڑیں گے اور قوت فکلی بودی ہو جاوگی اور چاند سورج بے نور ہو جاوین گے بعضی جہتوں سے تاویل  
 کر کے کہتے ہیں کہ یہ اشارہ ہے ایک بڑی مصیبت سے جسکا ظہور بعد واقعہ صلیب کے پچاس برس گزرنے پر طیطوس دی کے  
 ہاتھ سے اور شلیم مرہو او ذلک اوہن من سبع العکبوت بالجملہ ہر ایک تور الحان کے کہنے سے قرآن و حدیث کے لفظی منی نہیں ہو سکتے  
 اگر کسی عالم متبع حکمت ارسطو نے یہ بلا اپنے سر پر لی اور آیات قرآنیہ اور احادیث مصطفویہ کی تاویل میں کیا کہیں تو اسکی تاویل سے  
 اصل معنی میں فتور نہیں پڑتا بلکہ اسکے ایمان میں خلل پڑتا ہے اب باقی راہ جوت اس معجزہ کا احادیث مستندہ سے سوا کال کرنا چاہیے

۴  
 بنی بوغیہ نے  
 سورت سے  
 سورت نے علامہ  
 سے روایت کی ہے  
 کہ چاند پچھلے  
 رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم میں  
 قریش نے سحر کیا  
 سحر میں کوئی کشت  
 سورت ان کے  
 اور چھوڑا ان  
 سے پھر بوجاؤ  
 سازوں کے  
 کہنے کی جگہ  
 سورت ان کے  
 ان سورت ان کے

کہ ابو نعیم نے وہابی النبوۃ میں بسند متصل صحیح نقل کیا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک سات کو مکہ کے بت پرست سرور حبشہ جرجس  
ابو جہل بن ہشام اور عاص بن داؤد اور اسود بن مطلب غیرہ جمع ہو کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تو سنی پیغمبر  
تو چاند دو ٹکڑے کر کے ہمیں دکھا دے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پھیل گئے اور اسی معاملہ کو محمد بن بخاری  
بسند صحیح متصل بخاری میں اور ابو مسلم نیشاپوری نے دوسری سند متصل سے اپنی کتاب صحیح مسلم میں بالاختصار لکھا کہ انس بن مالک  
کہتے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے کہنا کہ اپنے معجزہ کا نشان ہمیں دکھلائیے پیغمبر خدا نے چاند کو اشارہ سے دو ٹکڑے کر کے دکھلا دیا  
اور فرمایا گواہ رہو یا فرمایا الہی تو گواہ رہو اور بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن مسعود سے بسند متصل مروی ہے کہ پیغمبر خدا کے ربوہ و چاند  
دو ٹکڑے ہو گیا اور ہم نمایاں تھے ایک ٹکڑہ اُپر اُپر میں گرا اور دوسرا ہمارے نیچے اور احمد بن حنبل اپنی کتاب موطا میں عبد اللہ بن مسعود  
اور حبیل بن مطہم سے پسندار متصل نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے سامنے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے مکہ کے بت پرستوں نے دیکھا اور کہا کہ اس  
شخص نے اگر چاد کو کیا ہے تو ہمارے ہی اور کیا ہو گا نہ کہ سارے جہان پر ہو مسافروں سے استفسار کرنا لازم ہے پھر جب مسافر لوگ آئے  
تو ان سے پوچھا تو ان نے اس واقعہ کے دیکھنے کی گواہی دی اور یہی نقل نے بھی بسند متصل اپنی کتاب میں مسافروں کی گواہی کا قصہ  
نقل کیا ہے اور جامع ترمذی نے بسند متصل عبد اللہ بن عمر سے اور عبد الرزاق نے بسند متصل معمر بن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ چاند  
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ربوہ دو ٹکڑے ہوا اور قاضی عیاض محدث نے اپنی کتاب شفا میں لکھا ہے کہ معجزہ شق القمر کے دیکھنے کے علی بن ابی طالب  
اور حذیفہ بن یمان نے بھی گواہی دی ہے اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے ہر طرف آدمی بھیجے سب جگہ سے یہی ثابت ہوا کہ چاند  
فلاں رات دو ٹکڑے ہوا تھا تب قریش نے کہا کہ یہ شق قمر کا ستر ہے بالحدیث صحابی حنبل صاحب اہل علم کے نزدیک بخوبی ثابت ہو اس  
سات عالموں نے جو فن روایت کے امام ہیں یعنی ابو نعیم و بخاری و مسلم و احمد بن حنبل و بیہقی و ترمذی و عبد الرزاق معجزہ شق القمر کا خبر  
ایسی سندوں سے کہ اس سند کے جتنے راوی ہیں ان کا حال بخوبی مشہور ہے صرف اسم فرضی نہیں ہے یہی کتابوں میں کہ جن  
کتابوں کا ہوتا ان مؤلفین سے ایسا ہی ثابت ہے جیسا اوں کا ہوتا اور کسی طبقے میں چند سات راویوں سے کم نہیں کہاں مصلحت  
لکھا ہے اب محل اخبار بخ و بن سے گر گیا حافظ ابن عساکر اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث انشقاق قمر کی جماعت کثیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم  
روایت کی ہے اور ان سے تابعین اور تبع تابعین نے سوا ہائیک کہ ہم لوگوں تک پہنچی اور آیہ کریمہ اسکی موید پائی گئی اور  
عبداللہ ابن السبکی نے لکھا ہے کہ انشقاق قمر متواتر و مخصوص علیہ فی القرآن ہے اور مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ سیوطی  
مدارج النبوة میں بھی اس معجزہ کو تبصریح بیان کیا ہے جسکو دیکھنا ہوا ملاحظہ کرے بعضے جاہل بے دین اور بے تمیز کفار اعراض  
کرتے ہیں کہ اگر شق القمر ہوتا تو اکثر اہل زمین پر مخفی نہ رہتا اس واسطے کہ آسمانی حال سب کے پیش نظر ہوتا ہے اور نقل عجائبات  
انسان کی جتنی چیز ہے سوا اس کا جواب یہ ہے کہ اہل زمین سے یہ بھی منقول نہیں ہے کہ اس رات کو سب لوگ آسمان کی طرف  
تاکتے تھے اور کہنے نہ دیکھا اور اگر ایسی ہو تا تو بھی قابل اعتساب نہ تھا کیونکہ تمام زمین پر حال قریبان نہیں ہے کیونکہ  
بعض ملک میں قبل طلوع ہوتا ہے اور بعض میں گھڑی کے بعد اسیلے کہ سطح زمین گڑی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض ملک میں



انجیل اول کے درس میں مذکور باب سوم سورہ ۱۳۹ء میں کہ کیا ایک اوسپر آسمان کھل گیا اور اوسنے خدا کی روح کو اپنے اوپر اورتے کہوت کے مانند دیکھا اور سورہ ۱۴۰ء میں لکھا ہے کہ ناگاہ اوسپر دروازے آسمان کے کھل گئے اور انجیل سوم کے باب بست و چارم درس میں پوچھا گیا اور پتیا لیس میں جو سورہ ۱۴۱ء میں چھاپا ہوا ہے لکھا ہے فَرَضْتُ عَلَيْكَ الْاَرْضَ كُلَّهَا طَلَمْتُ وَاطْلَمْتُ اَشْمَسْتُ مَعْنٰی ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا اور آفتاب تاریک ہو گیا انتہی یہ معاملہ وہ نعمت صلیب کے ذکر میں لکھا ہے اور انجیل اول کے باب دوم و دہشتم میں ہے کہ مجوسیوں نے عیسیٰ کے پیدا ہونے کے علامات کے بارے کو طلوع ہوتے دیکھا اور وہ اونکی روش کے موافق اونکے ساتھ چلا یہاں تک کہ اوس گھر بھان علیہ پیدا ہوئے تھے اگر گھر گیا اور اسنے اب بخور و امل دیکھا ہے کہ آفتاب کے توقف یک روزہ کو وسط آسمان میں ہندوؤں نے اپنی تاریخوں میں اور پارسیوں اور چینیوں نے اپنی کتابوں میں نہیں لکھا ہے علیٰ ہذا القیاس میں ہے آفتاب کا پلٹ آنا کہ معجزہ شق القمر سے باعتبار ظہور کے زیادہ ہے کیسے کہیں نہیں لکھا ہے اسطرح آسمان کا کھلنا اور پھٹنا اور ستاروں کا لوگوں کے ساتھ چلنا اور دن نے تو کیا حضرت عیسیٰؑ کے ہم وطن لوگوں نے بھی اپنی تاریخوں میں نہ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب معجزے جو انجیل وغیرہ میں لکھے ہیں بالکل غلط اور جھوٹ ہیں اسطرح اور معجزات انبیاء پیشین کے جو تورات اور انجیل وغیرہ میں لکھے ہوئے ہیں اور انکو ہندوؤں اور چینیوں اور پارسیوں نے اپنی تاریخوں میں درج نہیں کیا محض غلط ہیں پس جو کچھ جواب نصاریٰ کے پاس اس بات کا ہے وہی جواب ہمارا ہے مگر اونکے پاس کچھ جواب نہیں ہے اور ہمارے پاس تو جواب شافی ہے کہ ہمنے بیان کیا اور جو بعض حکیم حتم نامعقول بیوقوفی سے کہتے ہیں کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہماری عقل میں نہیں آتا ہے تو جواب یہ ہے کہ معجزہ اسکا نام ہے جسکے ادراک حقیقت میں عقل قاصر ہو عصا کا اثر ہونا آدھنی کا پہاڑ سے نکلنا مردے کا زندہ ہونا کتب عقل میں آتا ہے جو شق القمر میں تردد ہے اور جو کوئی بے علم و ہتھالی اپنی جمل و نادانی سے یہ کہے کہ سورہ قمر کے شروع میں بیان اس معجزہ کی ضرورت کیا تھی تو جواب یہ ہے کہ بعد اس آیت کے قیامت کا ذکر ہے اسی کی تہمید کے لیے یہ معجزہ مذکور ہوا کیونکہ جو کافر قیامت کا انکار کرتے ہیں وہ اپنے انکار کی وجہ ایک وجہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ قیامت مستلزم اجرام علویہ کی خرابی کی ہے اور اجرام علویہ کا ٹوٹ پھوٹنا محال ہے اس لیے شروع سورہ میں شق القمر کے معجزے کو ذکر کیا یعنی استدلال و استیعاب عقلی و اخود بدہیات سے ہوتا ہے اور جب بدہتہ عقل گواہی دیتی ہے کہ ٹوٹنا اجرام علویہ کا محال نہیں ہے تو نظر و فکر کی حاجت درباب اوسکے استحالے اور عدم استحالے کے کیا رہی کیونکہ چاند پھٹ چکا اور وہ اصل فاسد امتناع خلق اور التیام مبدیہ عقل بدل ہو گیا اب اوسکے آنے میں ایسے شبہات و اسبہ نکرتا ہے جسے بے ایمانوں نے دو اعتراض معجزہ شق القمر کے کہے ہیں ایک یہ کہ اگر یہ واقع ہوتا تو اور اقلیم کے لوگ دیکھتے اور اپنی توارخ میں لکھتے تو یہ بخوبی ہل اور بیوقوف ہوتا



کیونکہ عدم نقل اہل تواریخ سے تکذیب لازم نہیں آتی و نہ سمایہ کہ آسمان اور ستاروں میں خرق و التیام محال ہو سوا  
یہ بھی معنی ہو کہ چونکہ موافق مذہب اہل اسلام کے آسمان اور ستارے از روئے خصوص تعلیمہ اور آیات قرآنیہ پر روز  
قیامت پیش پیش ہونگے اور موافق قواعد حکمیہ بھی یہ بات یعنی عدم خرق و التیام اہل ہی حکماء اہل علمستان نے  
جو فیثاغوری کی نقل کرتے ہیں صاف لکھتے ہیں کہ سب ستارے کثیف مثل زمین کے ہیں اور سب قائل کون فساد  
اور خرق و التیام کے ہیں اور حکماء مشائخ اہل جہگندہ مذہب امتناع خرق و التیام ہی افلاک میں وہ بھی کوئی دلیل  
اس بات پر قائم نہیں کرتے کہ سب افلاک اور کوکب میں خرق و التیام نہیں ہو سکتا بلکہ صرف فلک الافلاک  
اشماع خرق و التیام پر دلیل کہ آئینے اصول بے سرو پا نہیں چلی ہو تاہم کیا ہو چنانچہ صدر شیرازی نے ذکر کیا ہے  
پس راہ کا امتناع فرق موافق مذہب مشائخ کے بھی ثابت نہیں آگاہ معجزہ شق القمر کا ثبوت کامل جیسا ہمارے  
نصابہ تعلیمہ موجود ہے ایسا کسی معجزہ کا معجزات انبیاء سابقین سے یہود و نصاریٰ کے پاس نہیں ہے بلکہ سوائے  
تصدیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی راہ ثبوت کی پائی نہیں جاتی اور صرف کتاب میں لکھا ہوا  
اگر کافی ہو تو حاتم کی ہفت سیر کو بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسکے دیکھنے والوں نے لکھی ہیں اس جگہ اور بھی ایک  
قابل ملاحظہ ہے کہ مولف تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ راجہ بلیار نے مسلمانوں کی زبانانی تحفہ شق القمر کا سنکر اپنے  
برہمنوں سے نقل کیا تو برہمنوں نے اپنی کتابوں میں دیکھا اور یہ معجزہ لکھا ہوا پایا اور تصدیق کیا اسے پر وہ راجہ پایا  
اور سونخ الحرمین اور تاریخ تفصیلی میں لکھا ہے کہ راجہ دہار کہ جو قتل دریا سے چنیل صوبہ مالوہ میں واقع ہے اپنی چھت با  
بیٹھا تھا اوسنے دیکھا کہ ماہتاب دو ٹکڑے ہو گیا اور پھریل گیا اوسنے اپنے پندرتوں سے کہا وہ بولے کہ ہماری کتابوں میں  
ہے کہ ایک پنجبر عرب میں ہو گا اور اوسکے ہاتھ سے معجزہ شق القمر ہی ہو گا تب راجہ نے ایک المچی مدینہ میں بھیجا  
اور ایمان لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام عبد اللہ رکھا قبر اوس راجہ کی اوس شہر میں زیارت گاہ ہے  
مولانا دنی اللہ فرخ آبادی نظم الجواہرین فرماتے ہیں حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر شکر شق القمر خدا اور رسول کا معجزہ  
تو اوسپر سب طرح کی حجت ہو سکتی ہے اور جو منکر نبوت ہے اوسپر سوائے شمشیر کے کچھ حجت نہیں ہو سکتی اور  
ایمان دار سب مراتب سے قطع نظر کر کے کہہ سکتا ہے کہ شق قمر نہ تھا مگر خرق عادت الہی کہ بضرورت تصدیق اپنے  
رسول کے واقع ہوا سوا ظہار بھی اوسی مقدار ہوا جس قدر کہ ضرورت تھی اور وہ ضرورت انہما کی منکرین عرب یہ  
مخصوص تھی جنہوں نے درخواست کی تھی نہ کہ تمام عالم پر دیکھو حضرت یوشع علیہ السلام کا معجزہ یعنی آفتاب کا ٹھہرنا وسط  
سمامین سوائے حاضرین معرکہ کسی نے نہیں دیکھا اور عصا کا اثر دہا ہونا سوائے فرعون اور اسکے تابع کسی نے نہیں دیکھا  
فحکم ان الضروریات مقدرة بقدر الضرورة فائدہ جس طرح یہ معجزہ قرآن میں مذکور ہے سی طرح پیشین گوئی بیان  
یعنی آئندہ کی خبریں جسکا ظہور مدت دراز کے بعد ہوا اکثر قرآن میں موجود ہیں از انجملہ طلبہ روم بر فارس



لما ریت اذ ریت ولكن الله رمى یعنی جسوقت تو نے پھینک مارا تو تو نے نہیں پھینک مارا یعنی تیرے تین مخفی کی حد سے باہر بات تھی لیکن اللہ نے وہ پھینک مارا یہ عجزہ غزوہ بدر کبریٰ میں بھی واقع ہوا ہر قائد و مشکوہ شریف میں ابن اسحق تابعی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے برابر ابن عازب صحابی سے پوچھا کہ یا ابا عازرہ تم لوگ بھاگ گئے کافرون سے غزوہ خنین میں براؤنے کہا نہیں قسم ہو اللہ کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت نہیں پھیری لیکن کئی ایک صحابہ بچنے پس ہتیار کرتے تھے وہ البتہ باہر نکلے اور ایک گروہ کفار سے جو بڑے تیر انداز تھے ملاقاتی ہوئے کہ انھوں نے تیروں پر رکھ لیا تو صحابہ باسفا نے اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ پکڑی اور سوقت آنحضرت صلعم شتر سفید پر سوار تھے اور ابو سفیان ابن عارث اسکو گھینچتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شتر سے اتر پڑے اور دعائے ظفر و نصرت اللہ سے مانگی اور فرمایا کہ میں رسول اللہ ہوں ہمیں ہرگز جھوٹ نہیں اور میں ابن عبد المطلب ہوں جسکے صحابہ کی صف باندھی براؤ ابن عازب فرماتے ہیں کہ واقعہ جسوقت لڑائی کی شدت ہوئی تھی تو ہم لوگ پیغمبر خدا ہی سے پناہ پکڑتے تھے اور ہم میں جو بڑا بہادر اور شجاع ہوتا تھا وہ اس جگہ کھڑا رہتا تھا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے یعنی ہر ایک کا کام تھا کہ بقا بلہ دشمن اس جگہ ثابت قدم رہے اور بے تکلف مقابلہ کرے جہاں حضرت خاتم النبیین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تھے مگر یہ برکت حضرت صلعم مجرہ روز شمس کہ غزوہ خیبر سے پھرتے وقت موضع صہبا میں واقع ہوا ہر علامہ طحاوی کہ اکابر علماء حنفیہ سے ہیں اپنی کتاب الآثار میں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صلعم نے خیبر سے معاودت فرمائی اور موضع صہبا میں جلوہ فرما ہوا تو سہرا بنا حضرت علیؑ گرم اللہ وجہ کی گود میں رکھ کر لیٹے و نعمۃ آثار روحی نمودار ہوئے اور مدت نزول یہاں تک دراز ہوئی کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر علی رضی علیہ السلام قضا ہو گئی جب وحی متجلی ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ تمہیں نماز عصر کی پڑہ فی علی رضی نے التماس کیا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللہم ان کان فی طاعتک و طاعة رسولک رد و علیہ اس یعنی اے اللہ اگر علی رضی تیری طاعت اور تیرے رسول کی طاعت میں تھا تو آفتاب کو پھیر دے اور سوقت آفتاب ٹوٹا ہوا نکل آیا اور پہاڑ وزمین پر دھوپ پھیل گئی کہ حضرت علی رضی مقبول کبریا نے نماز عصر وقت پرا د کی اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز موضع صہبا میں ادا فرمائی اور علی رضی کو کسی کام کو بھیجا یا جبے ٹک شریف لائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر پڑھ چکے تھے اور علی رضی نے نہ پڑھی تھی اسی حال میں حضرت صلعم سرسارگ اپنا علی رضی علیہ السلام کی گود میں رکھ کر سو گئے یہاں تک سوئے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور علی رضی نے ادب سے حرکت نہیں فرمائی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو یوں دعا فرمائی اللہم ان علیا جتیس نفسہ علی نبیہ فرد علیہ شمس یعنی اے خدا تحقیق علی نے اپنے نفس کو متقی کیا اپنے نبی پر سو پھیر دے اور سپر آفتاب کو آسمان بت عین اور اکثر اہل حاکم نے روایت کی ہے کہ آفتاب ڈوبا ہوا نکلا اور علی رضی نے وضو کر کے نماز عصر پڑھی اس حدیث کو ابن مردودین نے





یہ معجزہ غزوہ بواط میں ظاہر ہوا ہے معجزہ صحیحین میں اس فضیلت سے روایت ہو کہ ایک بار نماز عصر کے واسطے وضو کو مانی نہ ملنے پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہیں سے ایک باسن میں پانی لائے حضرت صلعم نے دست مبارک پنا اوٹلن میں کھانی ماری اور تمام قوم نے وضو کیا قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگ کہتے تھے بولے تین منو تھے قائمہ یہ نزدیک بازار مدینہ کے زورار میں واقع ہو یہ معجزہ بھیقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہر ایک ایک تہ حضرت صلعم جانب منہ شریف کیے کہ ایک جگہ سے بہت چھوٹا پانی لایا گیا کہ حضرت صلعم نے دست مبارک پنا اوٹلن میں کھانا کھا سکا تباہیچون اوٹلیمان رکھ دین اور پانی نے خوش کیا قوم نے خوب یہ ہو کر یہ معجزہ صحیحین میں جابر سے روایت ہو کہ غزوہ حدیبیہ میں سب لگ پیا سے ہوئے اور حضرت صلعم نے لگے کہ ہمارے پاس بالکل پانی نہیں ہو مگر آپ کے وضو کے لیے تھوڑا پانی ایک تن میں کھا ہو حضرت صلعم نے اس باسن میں دست مبارک پنا رکھ دیا کہ پانی نے خوش مارا اور پندرہ سو آدمی سیراب ہوئے اور اگر لاکھ آدمی ہوتے تو بھی اس نعمت سے محروم نہ رہتے قائمہ حضرت موسیٰ سے جو یہ معجزہ صادر ہوا تھا کہ اونکے عصا مارنے سے پتھر میں سے چشمے جاری ہوئے تھے اس کی نسبت یہ معجزہ علیؑ کیوں کہ پتھر ایسی چیز ہو کہ اس میں پانی نکلتا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وان من الحجارة لما تتفجر منه الانهار یعنی بعض پتھر ایسے ہیں ان میں سے نہرین جاری ہوتی ہیں وان منها لما تتسقق فیخرج منه الماء یعنی اور بعض پتھر کھپکھپ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکلتا ہی بخلاف گوشت و پوست کے بس انگشتان مبارک سے پانی کا نکلنا بہت عجب ہی علامۃ قرطبی فرماتے ہیں کہ ایسا معجزہ کسی اور نبی کا نہیں ملتا کہ انکے استخوان گوشت و عصبہ خون سے پانی جاری ہوا ہو سوائے انجناب صلعم اور کیفیت اجر امین و قول امین ایک یہ کہ پانی نکلتا تھا در میان انگشتان سے اور جاری تھا ذات شریف سے دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بھردیا تھا پانی قلب حضرت میں سو وہ خوش رہا تھا مصابیح انحضرت سے والا کثر علی الاول و بفضل مہیاہ الدنیا والاخرہ یعنی ماوراء زمزم اور آب کوثر سے بھی نہیں ملتا یہ معجزہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابن عباس نے روایت کی ہو کہ میں غزوہ تبوک میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا قوم نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمارے جانور پیا سے پینا حضرت صلعم نے فرمایا اگر کسی قدر پانی ہو تو لاؤ سو ایک مرد تھوڑا پانی مشک میں لایا حضرت صلعم نے اس پانی کو ایک باسن میں ڈالا اور کھ دست پنا رکھ دیا کہ ایک ختمہ آب جاری ہو گیا اور مہینے اپنے مویشیوں کو پلایا اور اپنے واسطے ذخیرہ کر لیا یہ معجزہ صحیح بخاری میں عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہو کہ ہم حضرت صلعم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ پانی کم رہ گیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کوئی باسن تلاش کر لاؤ جس میں تھوڑا پانی رہ گیا ہو سو صحابہ ایک باسن لائے جس میں پانی بہت کم تھا حضرت صلعم نے دست مبارک پنا اس باسن میں رکھا اور فرمایا حی علی اطہور المبارک البرکۃ من اللہ یعنی آؤ بھلائی پانی پاک کر دیا ہے جس میں برکت کی گئی اور زیادتی اللہ کی طرف سے ہو سو میں نے دیکھا کہ انگلیوں کے بیچ سے پانی نکلتا تھا اور تحقیق ہم نہ کرتے تھے تسبیح طعام کی کھانے کے وقت اس صیبت میں نہ ہو جس نے نہ کور ہوئے ایک پانی کا دوسرا کھانے کا تسبیح کرنا یہ معجزہ مسلم نے معاذ ابن جبل سے روایت کی ہو کہ ہم حضرت کے ساتھ جنگ تبوک میں چلے ایک رات حضرت صلعم نے فرمایا اگر خدا نے چاہا تو تم کل تبوک کے چشمے پر پہنچو گے اور تم اوپر نہ پہنچو گے جب تک کہ دن نہ چڑھے گا سو تم لوگوں میں جو اوپر جاوے اس کے پانی کو ماٹھنے لگاؤ جب تک کہ میں نہ آؤں پھر جیسا حضرت صلعم نے فرمایا تھا

اسی وقت چشم پر پہنچے اور آدمیوں نے لشکر کے کل کر اس پانی میں ناغہ لگایا حضرت نے پوچھا کہ کس نے ناغہ لگایا ہر معلوم  
 ہوا وہ آدمی تھے حضرت اُن پر زافوش ہوئے پانی چشم میں نہایت کم تھا پھر ہاتھوں سے لوگوں نے پانی جمع کیا اتنا مکمل  
 سے جمع ہوا کہ حضرت نے ناغہ مٹھ دھو کر اس پانی کو چشم میں ڈالا تو چشم نے خوب جوش مارا کہ سب جانور اور آدمی جنگ کے  
 سیراب ہوئے معجزہ صبح مسلمین ابوقتاہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت نے ہم سے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو کلمہ تکو پانی  
 بعد از زوالِ صبح کا سو لوگ اُس شوق میں رات ہی کو چلے آدی رات کو حضرت صلعم راہ سے ایک طرف کو سونیکے واسطے بیٹے اور فرمایا  
 کہ غارِ صبح کے واسطے خیال رکھو جنبا پخت کر کے لوگ سب سو رہے اور حضرت جاگے اور آفتاب نکل آیا تھا فرمایا یہاں سے چلو  
 سب لوگ سو رہے اور چلے یہاں تک آفتاب بلند ہوا اور حضرت صلعم اترے اور میرا آفتاب طلب کیا اُمین کہ یہ قدر پانی  
 سو حضرت نے وضو کیا اور تھوڑا پانی آفتاب میں چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اس آفتاب کو احتیاط سے رکھو کہ اس کی شانِ عظیم ہوگی پھر  
 حضرت نے بلالؓ سے اذان کما کر دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض باجماعت ادا فرمائی اور سوار ہو کر تشریف لیجھا تک  
 کہ وہ پھر دن آیا اور گرمی کی شدت ہوئی لشکر کے لوگوں نے التماس کیا کہ یا حضرت شدتِ عطش سے مرے جاتے ہیں فرمایا تم پر  
 ملائی ہوگی اور آفتاب میرا طلب کر کے پانی یا قمانہ ڈالنے لگے اور میں لوگوں کو پانی پلانے لگا لشکر کے لوگوں نے یورش کیا اور  
 آفتاب پر گرے حضرت صلعم نے فرمایا تم سب لوگ سیراب ہو گئے نرمی اور آہستگی اختیار کرو آخر کار سب لوگوں نے الطینان سے  
 خوب پانی پیا حضرت ابوقتاہ وہ حضرت صلعم باقی رہے ابوقتاہ کہتے ہیں کہ جب سب لوگ سیراب ہو گئے تو حضرت نے فرمایا تو  
 بھی پانی پی لے میں نے کہا نہ بیون کا جب تک آپ نوش نہ کریں گے حضرت نے فرمایا ان ساتی القوم آخر تم شرباً چنانچہ میں نے پانی  
 پیا اور حضرت نے بعد میرے پیا فائدہ یہ معجزہ اسوقت ہوا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے مراجعت فرمائی  
 اور وہ پھر ڈھلتے واقع ہوا اور سب لشکر کے آدمی چوتیس ہزار یا ستر ہزار تھے فائدہ اس حدیث سے دریافت ہوا کہ ادب  
 یہ ہو کہ اول سب لوگوں کو پانی پلائے تب پلانے والا خود پیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقت ساتی حضرت صلعم تھے اور ابوقتاہ  
 متوسط ہو گئے تھے معجزہ صحیحین میں عمران ابن حصین سے روایت ہو کہ حضرت صلعم کسی سفر میں تھے گرمی کی شدت ہوئی اور لوگوں  
 پر غلبہ پیشگی ہوا اور پانی نہ تھا اصحاب نے پیغمبر خدا سے التماس کیا حضرت نے دو آدمیوں کو پانی دھونڈنے بھیجا ایسے حضرت علی  
 اور ایک شخص اور کو تو ایک عورت شرب سوار دو کپھالین پانی کی پے چالی تھی انکو حضرت صلعم کے حضور میں لائے حضرت نے  
 مجازت اُسکے پانی لیکر لوگوں کو پلانا شروع کیا کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور کپھالین اسکی بے نیاحتیں بعد اُسکے حضرت نے  
 فرمایا کہ اس عورت کو تم لوگ کچھ دو چنانچہ کئی کچھ برین اور کئی کئی ستوا اور کئی کئی آداب حضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت ہر  
 اور اس طعام کو اپنے گھر والوں کو کھلا اور سمجھ لے کہ ہم نے تیرا پانی کم نہیں کیا و لیکن خدا نے تمکو پانی پلایا فائدہ یہ معجزہ  
 کے صبح کو ہر دن چہرے واقع ہوا اور چالیس آدمیوں نے پانی پیا اور جو پانی کی تلاش کو درخص گئے تھے انہیں  
 ایک علی مرتضیٰ شیر خدا اکرم اللہ وجہہ تھے اور دوسرے کا نام نہیں معلوم ہوتا یہ معجزہ صبح بخاری میں براہ ابن عساکر

نعتہ در احوال جناب  
 سات باب علی المرتضیٰ علیہ السلام  
 صبح ۱۱

نعتہ



سے کھلایا کہ سب لوگوں کے پیٹ بھر گئے سب کے بعد حضرت نے کھایا اور وہ روٹیاں اسی طرح موجود تھیں گو یا کسی نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا معجزہ صحیح مسلم بن سلیمان الاکوع اور ابو ہریرہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم سے روایت ہو کہ غزوہ تبوک میں لوگوں کو بھوک لگی تھی شکایت کی عمر نے کھلایا رسول اللہ جو کچھ لوگوں کے گوشہ دان میں باقی ہوا اس کو طلب فرما کے آپ دعا سے برکت فرمائی فرمایا اچھا پھر حضرت نے ایک چرسہ بھجوا دیا اور لوگوں سے ارشاد کیا کہ جو کچھ تمہارے پاس کھانا یا پانی ہو اسے لاؤ سو کوئی مٹی بھر کر سے لایا کوئی روٹی سے ٹکڑے لایا کوئی کچھ لایا پھر حضرت نے چرسہ پر جمع کر کر برکت کی دعا کی اور فرمایا کہ ایسے لوگ اپنے گوشہ دان بھر لو سب لوگوں نے کہ برداشت صحیح لاکھ آدمی تھے اپنے اپنے ہاں بھر لیے اور خوب سیر ہو کر کھلایا اور پیچ رہا معجزہ بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ جب حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو میری ماں ام سلمہ نے جس ایک ہاں میں مجھے دیکر کہا کہ میرا سلام کم عرض کرنا کہ تھوڑا سا کھانا سو میں نے جا کر بنایا انہی ماں کا اتنا اس کی حضرت نے فرمایا اسی رکھ دے اور فلان فلان تین شخصوں کو بلال لا اور جو کوئی تجھے ملے اسے بھی لیتا آئیں نے وہی ہی کیا جب پلٹ کر آیا تو گھر آدمیوں سے بھر اٹھا پھر میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اپنا حیس میں رکھا اور دعا سے برکت فرمائی اور دشمن مثل آدمیوں کو کھلانے لگے اور فرماتے تھے کہ خدا کا نام لیکر کھاتے جاؤ اور اپنے اپنے آگے سے کھاؤ انس نہ فرماتے ہیں کہ سب لوگ سیر ہو کر باہر نکلے پھر ایک گروہ اور آیا وہ بھی خوب سیر ہوا پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای انس کہو اٹھا لے سو میں نے اٹھایا میں نہیں جانتا کہ جب حیس لاتا تھا تب زیادہ کھانا کسی شخص نے حضرت انس سے بوجھ لیتے آدمی تھے بولے تین تو آدمی تھے فائدہ جس بقیہ خادکون تختانیہ طعامی کہ ازخواب روغن و قیوطا زندہ حقیقت میں حلوے کے مثل ہوتا ہے کچھ رونا اور گمی اور قطرے سے بتا ہے انقطہ کہتے ہیں وہی کے پانی کو لیتے وہی کا پانی پھر کارباندہ پیہر کے چمکیاں بنا لیتے ہیں اور اس کو قیوہ بھی کہتے ہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زینب بنت جحش میں ہی کھانا تھا جو ام سلمہ نے ہدیہ کیا تھا مگر مشہور یہ ہو کہ ولیمہ زینب کا گوشت دروٹی سے ہوا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بکری حضرت نے منگوائی اور ایک ہزار آدمی کو کھلایا کہ سب سیر ہو گئے تعلیق میں اور تین ہون ہو سکتی ہو کہ جسدین گوشت دروٹی پکا تھا اسید بن ام سلمہ نے ہدیہ بھیجا تھا کذا فی شرح الشرح اور جائزہ کو دوسرے دن اتفاق ہوا ہو کذا قال الشیخ فی شرح مشکوٰۃ معجزہ شفا میں قاضی عیاض نے حضرت ابوالیوب انصاری سے نقل کیا ہے کہ اول ہجرت میں میں نے رسول خدا اور ابو بکر کے واسطے کھانا پکایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول شیش انصار کو طلب کر کے کھلایا پھر ستر پھر نوئی آدمی کو طلب کر کے کھلایا اور کھانا پانچ ربا حالانکہ وہ کھانا اس قدر تھا جو دو شخصوں کو کفایت کرتا اور حضرت نے ایک سو اتنی آدمی کو کھلایا اور اس میں ایک اعجاز اور ہوا کہ جس شخص نے وہ کھانا کھایا وہ مسلمان ہو کر کھلا معجزہ قاضی عیاض نے شفا میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے بنی مطلب کو جمع کیا وہ سب پالینس آدمی اور بڑے کھانے والے تھے بعض



جذعہ کھائے اور بانی مقدار فرق پیتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے لیے ایک مد طعام عنایت فرمایا اور ایک پیالہ پانی دیا اُن لوگوں نے سیر ہو کر کھلایا اور پانی پی کر کھانا پانی جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا فائدہ جذبہ کا گو گھوڑا جو تیس برس میں دیا ہوا اور بچہ اونٹ جو پانچویں سال میں ہوا اور گوسفند کہ سال و مہین ہوا اور اسٹالڈ فہما میں جذبہ برہ کوکتے ہیں جو ایک سال سے زیادہ ہوا اور فرق بانقہ و الکس پیمانہ کہ مقدار تین صاع مدنیہ یا مقدار رسولہ رطل کے ہوتا ہے معجزہ <sup>۱۵</sup> صحیح مسلم میں مقدار سے روایت ہے کہ ہم تین آدمی ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اور ہم کو بھوکہ کے مارے نہ آنکھ سے سو جھتا تھا نہ کانوں سے سنائی دیتا تھا سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے حضرت ہم کو اپنے گھر لگائے اور فرمایا کہ ان تینوں بکریوں کا دودھ دہو انکا دودھ ہم تم پر کھانے کے سو ہم تینوں انکا دودھ پیا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ رکھ چھوڑتے تھے اور آنجناب کا دستور تھا کہ رات کو تشریف لاتے اور ہم کو ایسا آہستہ سلام کرتے کہ جاگتا آدمی سستا اور سوتا نہ جاگتا پھر سجد میں جاتے اور تہجد کی غازی پڑھتے اور بعد نماز کے دودھ پیتے ایک رات میں ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت مسلم انصاریوں کے گھر تشریف لے گئے تھے میں نے اپنے حصہ کا دودھ پیامیرا پیٹ نہ بھرا شیطان نے میرے دامن میں ڈالا کہ حضرت مسلم جہان کین گئے ہیں کھانا کھا کر وہاں سے تشریف لائینگے لاؤ میں حضرت کا بچہ حصہ پی جاؤں سو میں نے اسکو پی لیا پھر میں بچھڑایا کہ میں نے کیوں حضرت کا حصہ پی لیا شاید کہ حضرت مسلم وہاں سے بھوکے آئیں اور حصہ اپنا پیائیں اور میرے لیے بد دعا کریں تو میرا دین و دنیا برباد ہو جائیگا غرض اسی خیال میں میری منید اچٹ گئی اور میرے دونوں مناجات پڑھتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حسب دستہ بر سلام کر کے مسجد میں بیجا بیڑھی اور دودھ پینے کو آئے سو برتن خالی ملا آسمان کی طرف سر اٹھایا میں نے جانا کہ بد دعا میرے حق میں فرما دینگے مگر حضرت رحمتہ للعالمین نے یوں فرمایا اکی روزی دے اسکو جو مجھ کو کھلاتا ہو اور پانی دے اسکو جو مجھ کو پلاتا ہو میں سمجھا کہ اس دعا سے بکریاں مولیٰ ہو گئی ہوں گی پھر دیکھا ہوں کہ بکریوں کے حق دودھ سے بھرے ہوئے بئر زمین سو میں نے انکو دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لے گیا حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ کیا اپنا حصہ پی چکے ہیں نے کہا ہاں ہم اپنا چکے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیا اور مجھ کو عنایت کیا کہ میں نے بیا جب مجھ کو دریافت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوب آسودہ ہو گئے ہیں تب میں نہایت خوشی سے ہنس پڑا اور تمام قصہ بیان کیا حضرت نے فرمایا دودھ زیادہ ہو جانا رحمت الہی سے ہے اگر تو آگے سے تہلاتا تو میں اُن دونوں کو بھی اس رحمت کے دودھ میں شریک کرتا معجزہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں شدت جوع سے بلے آرام تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور ایک پیالہ دودھ کا کھین سے تحفہ لایا کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ احباب صفہ کو بلا لاؤ میں کیا اور اصحاب صفہ کو لے آیا تو حضرت نے وہ پیالہ دیا اور فرمایا اسے کھاؤ پینو سب لوگوں نے کھایا اور پیالہ اسی طرح بھرا رہا صرف اُگلیوں کا نشان معلوم ہوتا تھا معجزہ صحیح بخاری میں ہے

مذاکرہ عجیب  
بجی ہونے کا  
کہ وہاں تھے کیا  
فقر و محنت کا  
پرسہ و سوز  
حرف و سوز  
اور کتنی  
مدینہ میں آکر  
فراستاد  
ایک ایک  
مفتی کا  
افغان ملک  
تھوڑا سا  
پتہ کیا  
وہاں کے  
اور ان کے  
عالمین  
ناراض  
بالا لہو  
خدا ان  
غافلان  
ابو ہریرہ  
نہیں  
مولا

کہ جابر کے باب جنگ احد میں شہید ہوئے انہیں قرض بہت تھا جو کچھ خرچے ان کے باغ میں ہوئے انھوں نے چاہا کہ قرض خواہوں کو دین مگر قرض بہت تھا اور خرچے کم انھوں نے قبول نہ کیا جابر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کروائی قرض خواہ یہودی تھے راضی نہ ہوئے تب حضرت نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہر قسم کے خرچے علیحدہ ڈھیر کر سو جابر نے ڈھیر لگائے تو حضرت رحمۃ اللعالمین ایک بڑے ڈھیر کے گرد گھومے اور اسی پر جاب بیٹھے اور جابر سے فرمایا کہ خرچے کو ل کر دنیا شروع کر جابر نے ذرین کہہ کے دنیا شروع کیا یہاں تک کہ سب قرض ادا ہو گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ باوصف ادا ہو جانے کل قرض کے خرمون کا ڈھیر اس طرح چوڑا تھا کہ کئی آسمین نہ ہوئی تھی سو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قرض ادا ہو چکا حضرت نے فرمایا اخیر ذلک ابن الخطاب یعنی اسکی خبر دے ابن خطاب اپنی عمر کو یہ اس واسطے فرمایا کہ انکو نبی مکرر تھی جب جابر نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ حال کہا انھوں نے کہا کہ جب حضرت صلعم شریف لے گئے تھے اسی وقت میں جان گیا تھا کہ اب ضرور برکت ہوگی معجزہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں چند خرچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ دعا سے برکت فرما دین تو حضرت نے انکو جمع کر کے دعا فرمائی اور ارشاد کیا کہ انکو لیکر اپنے گوشہ دان میں رکھ جب نکالنے کا ارادہ ہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کر مگر اسکو یہ راگزدہ نکرنا سو میں نے آسمین سے کئی بار شتر خرچے نکال نکال کر راہ خدا میں دیے اور خود کھانا کھلاتا رہا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے پھر وہ برکت جاتی رہی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جب تفرقہ اور فساد امیونین پڑتا تو برکت جاتی رہتی ہے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھکو دو غم ہیں ایک اپنے گوشہ دان کا اور دوسرے قتل عثمان کا معجزہ جابر ابن عبد اللہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتے تو جوب درخت خرچے سے جو ستون مسجد تھا لکیرتے تھے پھر جب منبر بنایا گیا تو اس پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے سو وہ لکڑی مفارقت حضرت سے ایسی فریاد کرنے لگی کہ قریب تھا کہ شق ہو جائے سو حضرت صلعم نے منبر سے اتر کر اسے اپنے کنار میں لیا اور پیار کیا تو وہ اسطور سے رونے لگی حسب طرح لڑکا رونے سے خاموش ہونے لگے یہاں تک کہ چپ ہو گئی حضرت نے فرمایا یہ روتی تھی اسلئے کہ اس پر ذکر خدا ہوتا تھا اور اب اس سے محروم ہوئی ہر فائدہ یہ حدیث ایک جامع کثیرہ اصحاب سے مروی ہے کہ انہی کوئی جگہ شک کی نہیں ہے مواہب لدینیہ میں علامہ تاج الدین سبکی سے کثرت پر علمائے شافعیہ سے یہ منقول ہے کہ فرماتے تھے میرے نزدیک یہ حدیث متواتر ہے اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اور حدیث انتشاق قمر دونوں منقول ہیں بدلائل مستفیض کہ جو شخص طریقی حدیث سے مطلع ہے اسکو یقین حاصل ہوتی ہے اور قاضی حیاں فرماتے ہیں شارح میں کہ یہ حدیث مشہور و منسخر ہے اور خبر اسکی متواتر ہے عامہ اہل صحاح و کتب

اخراج میں متفق ہیں معجزہ ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ ایک گنوار آیا اور  
 اسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تم کس طرح جانیں کہ تم پیغمبر ہو فرمایا اگر میں اس خوشہ خرے کو بلاؤں تو  
 وہ گواہی دے میری نبوت پر سو حضرت نے خوشہ خرے کو پکارا وہ درخت سے گرا اور اسے صدق نبوت  
 حضرت پر گواہی دی تب وہ اعرابی اسلام لایا اور باذن رسول اللہ وہ خوشہ اپنے مقام پر گیا معجزہ ترمذی اور  
 داری نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا علی مرتضیٰ نے کہ میں حضرت مسلم کے ساتھ بعض فوجی مکہ  
 میں گیا تو جو پہاڑ اور درخت ملا اسے اسلام علیک یا رسول اللہ کا فائدہ ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ  
 حضرت علی مرتضیٰ بھی انکے کلام کو سنتے تھے معجزہ ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب سے مجھ پر وحی آئی تھی تب سے کوئی مجھ پر شجر ایسا نہ تھا جو مجھ کو اسلام  
 یا رسول اللہ کہتا ہو معجزہ جابر ابن سمرہ سے مسلم میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت مسلم نے میں پہچانا ہوں اس شجر کو  
 جو مجھے قبل نبوت سلام کرتا تھا معجزہ حاکم و داری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت مسلم کے  
 ساتھ ایک سفر میں تھا سو ایک گنوار آیا حضرت نے فرمایا تشدد ان لا آذ الا اللہ و عدہ لا شریک لہ ان محمدی  
 و رسولہ اسے کہا کون گواہی دیتا ہے وہ انبیت خدا و رسالت محمد پر فرمایا یہ درخت مسلم گواہ ہے اور وہ درخت جنگل  
 کے کنارے واقع تھا سو حضرت مسلم نے اسکو بلایا اسے حاضر ہو کر تین مرتبہ گواہی دی پھر اپنی جگہ پر چلا گیا معجزہ  
 ابی بن مرہ ثقفی صحابی سے شرح السنہ میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت مسلم کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ ایک جگہ  
 پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استراحت فرمائی تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت زمین کھودتا ہوا آیا اور اسے اگر حضرت  
 کو چھپایا پھر اپنے مقام پر چلا گیا جب حضرت جاگے تو میں نے یہ معاملہ ذکر کیا حضرت مسلم نے فرمایا کہ اس درخت نے  
 اللہ سے میرے سلام کے واسطے آؤں لیا تھا سو اسکو آؤں ہوا کذا فی مشکوٰۃ معجزہ بخاری اور مسلم نے من ابن عبد  
 بن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے باپ سے کہ میں نے سوال کیا  
 مسروق رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا کو فرود چڑھنے کی آواز کی کسی نے خبر دی جب وہ قرآن سننے کو آئے تھے مسروق نے کہا کہ علی  
 ابن مسعود نے مجھ کو خبر دی کہ ایک درخت نے خبر دی تھی کہ یا رسول اللہ جن قرآن سننے کو آئے ہیں سو حضرت مسلم  
 تشریف لے گئے معجزہ صحیح مسلم میں جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت مسلم کے ساتھ تھا کہ حضرت  
 ایک جنگل میں فروکش ہوئے اور واسطے رفع حاجت ضروری کے تشریف لے چلے سو میں باقی لیکر ساتھ ہوا حضرت  
 نے دیکھا تو کوئی مکان پر وہ کانٹہ نہ آیا دفعۃً دو درخت نظر پڑے سو حضرت اولیٰ ایک کے پاس گئے اور شاخ  
 پر کھمبے بولے انقادی علیٰ باذن اللہ یعنی فرمان برداری لکھو اور جمع ہو جا مجھ پر حکم خدا سو اسے اپنے بیٹھون سے  
 پردہ کر لیا بعد اسکے دوسرے درخت سے اسے طرح ارشاد کیا اسے بھی فرمان برداری کی پھر حضرت مسلم نے فرمایا

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

کہ وہ دونوں جہاں کو یک خدا سودہ دونوں مل گئے کیسے کہ بخوبی پردہ ہو گیا اور حضرت نے رفع حاجت فرمائی بمعجزہ قاضی عیاض نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ میں حضرت صلعم کے ساتھ تھا سو حضرت نے مجھے پوچھا کوئی تم کا واسطے رفع حاجت کے بھی ہو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہاں تو کوئی جگہ نظر نہیں آتی فرمایا کہ میں یہاں یا سنگستان ہو میں نے التماس کیا کہ کئی درخت خرمے کے ملے ہوئے ہیں فرمایا تو ان کے پاس جا کر کہہ کہ رسول اللہ تم کو بلایا ہو اور یہی بات تھرون سے کہہ دے سو میں گیا اور پیغام حضرت کا اُن کے کہتا تو درخت و پتھر باجماع مل کر اس کو دوار ہو گئے اور حضرت نے اُسکی اثر میں قضاے حاجت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اب متفرق ہو جاؤ سودہ سب جدا ہو گئے بمعجزہ قاضی عیاض نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہو کہ یہ یحییٰ بن جہات نے کہا کون گوہری کوتاہ و مختصر سی رسالت پر فرمایا یہ درخت سوائے درخت نے اسی وقت کو اسی ہی دی بمعجزہ یہی نے ابی اسید ساعدی سے روایت کی ہو کہ حضرت سید المرسلین صلعم نے فرمایا تم جاؤ اور تم کو تجھیر پیغمبر و صدیق اور دو شہیدین سودہ ٹھہر گیا اور دوسری روایت میں ہو کہ تجھیر سوائے پیغمبر یا صدیق یا شہید کے کوئی نہیں ہو اور اُس پر انجیل صلعم اور صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم تھے فائدہ اس حدیث سے نکلا کہ حرکت پہاڑ کی ازراہ افتخار تھی کہ ایسے بزرگواروں کو شکوت نہ کرے کیا تھا بمعجزہ قاضی عیاض نے روح تے شفا میں روایت کی ہو کہ جب قریش مکہ حضرت صلعم کو تلاش کرنے لگے تو شبیر پھارتے کہا یا رسول اللہ آپ اتر پڑیں کہوں کہ مجھے اس بات کا خوف ہو کہ مبادا قریش آپ کو قتل کر پھریں اُشت پر اور میں عذاب الہی میں گرفتار ہو میں اور حرا پہاڑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھ پر شریف لائیں فائدہ شبیر بفتح اثار الفتنة و کہ للوحدة و سکون التحية ایک پہاڑ داسنے طرف منکے واقع ہو اور جانب مقابل حرا اور بابین و دونوں کے جھیل ہو بمعجزہ حقیل ابن اسیطالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت صلعم کے ہمراہ رکاب تھا دو کوس کے فاصلہ میں کئی محزے ظاہر ہوئے ایک یہ ہو کہ میں راہ میں بیٹھا تھا اور پانی نہ تھا تب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا یا رسول اللہ میں پیاسا ہوں فرمایا اس پہاڑ کے پاس جا کے پانی مانگ میں کہتا تو اُسے کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو و اتقوا النار التي قد قودا اتقوا و الجارہ تب سے میں اتنا رویا ہوں کہ مجھ میں پانی باقی نہیں رہا ہو بمعجزہ قاضی عیاض نے شفا میں لکھا کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو حضرت جبریل علیہ السلام ایک طبق نار و آگور لائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے اور آواز سچ اُن سے آتی تھی بمعجزہ بخاری و ترمذی و بیہقی نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں کھانا سچ کر تھا اور انجنا اب اسے کھاتے تھے بمعجزہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن سلام و ابو سعید خدری و زید ابن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہو کہ خباب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز جنگل میں تشنگی سے لیے جاتے تھے کہ دفعۃً ایک آواز کان میں آئی یا رسول اللہ حضرت نے جواب دیا

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ

معجزہ



دیکھا کوئی نظر نہ پڑا بعد ازاں نظر آیا کہ ایک ہرنی گوشہ خیمہ میں بندھی ہوئی تھی حضرت کو دیکھ کر زبان فصیح کھلیا رسول اللہ  
 یہاں تشریف لاؤ چنانچہ آنجناب اس کے پاس گئے اور پوچھا کیا حاجت ہو تیری اس نے کہنے کہا یا رسول مقبول اس پہاڑ میں  
 دو بچے میرے ہیں اگر مجھ کو کھول دیکھے تو میں انکو دودھ پلاؤں فرمایا تو پھر کراہی لگی اس نے کہا ضرور کراہی لگی مگر نہ آؤں  
 تو خدا سے تمنا ہے وہ عذاب کرے جو چاہے لیکن داون کو کراہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کھول دیا وہ  
 لگی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کے لوٹ آئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ باندھ دیا اور اس کے مالک کے  
 پاس تشریف لے گئے اور ارشاد کیا کہ اس ہرنی کو آزاد کر اسے فی الفور چھوڑ دیا سو وہ ہرنی دوڑتی پھرتی اور  
 کتنی تھی اشدان لا الہ الا اللہ انک رسول اللہ ﷺ امام احمد ولسانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ  
 سے روایت کی ہے کہ ایک اونٹ گروہ انصار کا جس پر کچال پائی کی لادی جاتی تھی سرکشی و شرارت کرنے لگا لکھونٹ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی شکایت کی کہ یا حضرت یہ اونٹ ہلکے سوار نہیں ہونے دیتا اور خرمستان و کھیت  
 ہمارے سوکتے ہیں کہ آنجناب مع اپنے یاروں کے انصار کے باغ میں جلوہ فرما ہوئے اسی باغ میں ایک جانب  
 اونٹ بندھا تھا اسکی طرف آنجناب تشریف لیچے انصار نے کہا یا حضرت یہ اونٹ کھونٹ کی طرح کھاتا ہے آپ  
 اس کے پاس بغاوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو خوف نہیں ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ  
 کو دیکھا تو اس نے دوڑ کر سجدہ کیا آنجناب نے اسکی پیشانی دست مبارک سے تھامی اسی وقت سے شرارت و سرکشی  
 اسکی جاتی رہی اور مطیع و منقاد ہو گیا اصحاب نے اسی وقت عرض کیا یا رسول اللہ حیوان لا یعقل آب کو سجدہ کر  
 ہیں ہم لوگ کہ عاقل ہیں زیادہ تر مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں فرمایا کہ آدمی کو لائق نہیں کہ سجدہ کرے آدمی کو اور  
 جو یہ بات جائز ہو تو میں عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں فائدہ اس حدیث سے بڑی فضیلت  
 شوہر کی عورت پر ثابت ہوئی اور صاف مستقیم ہوا کہ عورتوں کو مردوں کی تعظیم و توقیر از حد زیادہ کرنا واجب ہے  
 اور اللہ صاحب فرماتے ہیں الرجال قوامون علی النساء یعنی مرد کار گزار ہیں اوپر عورتوں کے پوشیدہ رہے  
 کہ مردوں کو عورتوں پر دو طرح کی فضیلت ہے ایک تو ذاتی مثل عقل و حافظہ اور ہوشیاری و بردباری و نبوت  
 و شہادت و قضا و افتاء و اجتماع وغیرہ مراتب سے اللہ نے انکو ممتاز فرمایا دوسرے معنی کہ ان کے حق میں بامقوا  
 من اموالہم واقع ہے اور اعتبار عورتوں کی مراتب کا نگہداشت میں ناموس ہے اور نیکو کاری میں اور شوہر کی فرمان  
 برداری میں مقصور ہے فقہ ابوالمہدی نے تنبیہ میں لکھا ہے کہ مرد کی ناک میں اگر کوئی ایسا مرض ہو کہ ایک سوراخ  
 سے خون آتا ہو اور ایک سے ریم اور عورت اسکو زبان سے جائے تو بھی خاوند کے حق سے ادا نہوا اور حدیث  
 شریف میں وارد ہے کہ جو عورت اپنے گھر کو جھاڑو سے صاف رکھے بقدر ہر فرقہ خاک کے نیکی اس کے عمل میں کمین  
 اور بدی دور کریں اور بہشت میں اس کے نام پر درجہ ہو اور جو واسطے خاوند کے کچھ خرچ کرے اللہ تعالیٰ اس کے

بہشت فضیلت  
 بہشت

اور جو ناشدنی یا پیا لہ دم و دے خدا اُسکو گناہ سے پاک کرے اور جب دیگی بین پکانے کے لیے جنس ڈالے  
 بقدر ہر دانہ کے خداوند اُسکو بہشت میں درجہ کرامت فرمائے اور جب پیاز و لہسن کو صاف کرے اور اُسکی تیری  
 سے پانی اُنکھون سے نکلے یا چوٹے کی آگ کا دھواں اُنکھون میں لگے اور پانی اُنکھون سے باہر آوے تو گو پاؤہ  
 خدا کی دُرسے رونی ہو اور جو کوئی خدا کے دُرسے روئے دوزخ کی آگ اُسپر حرام ہو اور اگر گوشت یا ترکاری  
 کھاتے ہوئے اُسکی اُنکھی کئے قیامت کے دن اُس زخم میں بہشت کا شش بھر جائے گا اسطرح بہت باتیں باطنی انسان  
 میں موجود ہیں اور بھی حدیث شریف میں ہے کہ دروازہ کی تکلیف اور اولاد کی پردہ پوشی اور گھر کی خدمت سے  
 گناہ عورتوں کے معاف ہوتے ہیں بلکہ ولادت کی سختی سے بالکل عورت کے گناہ باوجود ہو جاتے ہیں گو پاکہ مان  
 کے پیٹ سے اُس دن پیدا ہوئی اور جو عورت اچھے کپڑے پہن کر غیر مرد کے سامنے آوے تو قیامت کے دن  
 لباس آتشین اُسکو پہنایا جائیگا اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہوگی اور جو اپنے خاوند کے ستر میں خیانت  
 کرے قیامت کو دوزخ میں جائیگی اور جو خاوند کے بلا اجازت گھر سے باہر آوے بروز حشر اُسکے پیروں میں آگ  
 کے بیڑی پڑے گی اور جو عورت مرد بیگانہ سے اپنا مونہ نہ دیکھے بروز حشر آتش دوزخ سے اُسکا مونہ کالا کرینگے  
 اور جو خباثت سے غسل نہ کرے اور اگر کون کے پیشاب سے اپنے کپڑے پاک رکھے اُسپر آب گرم دوزخ کا دھواں  
 اور جو عورت پانچون وقت کی نماز چھوٹے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے خاوند کے بستر میں خیانت نہ کرے اور  
 غیبت و شتم سے بچے خدا تعالیٰ اُسکو اجر نہرا رشتہ کا دیا کرے قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا ہے اور حدیث صحیح میں  
 آیا ہے کہ جو عورت فجر کے وقت آراستہ ہو کے خاوند کے روبرو آوے اور اُسکے سوی ریش اور سر سوارے اور باد بکری  
 ہو کر منظر حکم رہے اُسکو بروز قیامت نور کا تاج ملے گا اُسکو دیکھ کر لوگ تعجب کریں گے اور نہ اُہوگی کہ رشتہ اپنے خاوند کو  
 خوش رکھتا تھا اور شوہر کو لازم ہے کہ رعایت اُسکی نگاہ رکھے کا قال اللہ تعالیٰ واللاتی تحاطون فتشون بہن ففتنوا بہن اُخیر  
 فی المضاجع واضر لو بہن لیخے اگر عورت خاوند سے سرکشی کرے اُسکی سزائش میں تفاوت چاہئے اول اُسکو سمجھاوے  
 اگر نہ مانے تو احتیاط موقوف کرے اگر کبھی بھی باز نہ آوے تو طلاق دیکر بے کے تازیانہ سے مارے بضر خفیف اور احتیاط  
 کرے کہ صدمہ ضرب کا مونہ پر نہ آوے اور کوئی عضو نہ ٹوٹے اور جو خون نکلے آوے یا ان ضرب کا ظاہر ہو تو شوہر کو  
 تعزیر دینا اور جرمانہ لینا لازم ہے پوشیدہ نہ ہے کہ جب ارقام میں عورت کو تنبیہ چاہیے اول ترک نماز میں دوسرے ترک غسل  
 حیض نفاس میں تیسرے بلا اجازت باہر جانے میں چوتھے نظر بازی کرنے میں دیوار و در کے سوراخ سے بہر صورت مردوں  
 کو چاہیے کہ غم سے بچیں اور خفایت و نفسانیت میں فرق سمجھیں ورنہ معاتب ہونگے اور خلاصہ میں لکھا ہے کہ اول خروج بد  
 اذن میں دوسرے ترک زینت میں تیسرے ترک اجابت طلب مباشرت میں بدون عذر چوتھے ترک نماز و غسل خباثت و  
 حیض میں حدیث شریف میں ہے کہ جس عورت کو خاوند طلب کرے واسطے صحبت کے اور وہ انکار کرے اور نہ خجبتاں کرے

تو جس تک فرشتے آپ پر ہونٹ کرتے ہیں اور مجاہدین الابرار میں ہر کہ عورت کو چاہیے کہ بلا اجازت مال اپنے خاوند کا کسی کلمہ سے دے بلا اجازت روزہ نفل کا ترکے والا ثواب نہوگا اور ایام حیض میں عورت سے مجامعت ممنوع ہے اور جو کوئی حیض کے دن میں مجامعت کرے گا تو اس پر کفارہ لازم آوے گا اگر تین دن کے شروع میں جو اقل میعاد حیض کی کسی بیوقوف سے یہ حرکت صادر ہو جائے تو ایک دینار زر سرخ جیسے پانچ روپیہ دے دے کہ ہوتے ہیں خیرات کرے اور اگر آخر دنوں میں خون کے منقطع ہونے سے پہلے نزدیک کرے تو آدھ دینار تھا جو کدو دے اور اگر وہ شخص خود محتاج و بے مایہ ہو تو اپنے قفل سے ناموس پریشان ہو کر توبہ کرے اور آئندہ کو باز آوے کہ اس کے لیے یہی کفارہ ہے انیس لاکھ تین لکھ ہر کوئی فرمایا حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے جس عورت کو خاوند اسکا واسطے خلوت کے طلب کرے اور وہ نہ آوے تو جہدہ اس کے حسنات ہوتے ہیں سب دور ہو جاتے ہیں جس طرح سانپ دور ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ہے اور اس پر گناہ ہوتا ہے جنگل کے ریت کے برابر اور جس عورت کا خاوند ناراض ہو اس پر دروازے دوزخ کے کھلے ہیں اور جس عورت کا خاوند خوشنود ہو بہشت میں اس کے واسطے ستر درجے آراستہ ہوتے ہیں اور جو عورت ترش روئی سے اپنے خاوند کو نگاہ کرے بقدر ہر ستارہ کے ایک ایک گناہ لکھا جاتا ہے یہ فائدہ حضرت کے قہر کے ہے کہ اگر سجدہ نہ کر جائے تو عورتوں کو فرمایا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرین پوشیدہ تر ہے کہ عبادت کو سات مقام پر اجازت جائے کی دنیا میں کو جو جائے ہی اول نیابریازت والدین و جد و جہدہ دوسرے نیابریا عبادت مذکورین کے تیسرے واسطے تقریت و ماتم پر ہی کے چوتھے نیابریازت محارم یا چھوٹے میں عورت قابلہ و غاسلہ واسطے اپنے پیشہ کے اور طلب حق کے مایوں تا ادا سے حق دوسرے کی اور اس صورت میں خروج بلا اذن بھی جائے ہی ساتویں نیابریازت جرج بشرطہ و جرج جرجیت اسباب جو ہے اگر چہ بلا اذن ہو سوائے مقامات مذکورین کے اور کہیں کی اجازت دنیا میں نیابریازت اجانب یا عبادت اشکے باب تفسیر و تیسرے وغیرہ ہرگز درست نہیں واللہ و لون گنگار ہونگے کذا فی المطالعہ و البحر الرائق اور شروع طریقہ محمدیہ میں ہر کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ خانہ ضیافت و تہذیب محفوظ نہ ہو و الا بخاندہ صالحین و صالحات اگر چہ اجانب ہوں تقریبات میں جانا جائز و درست ہے مجتہد صحیح مسلم بن عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلح ایک انصار کے احاطہ دلے باغ میں تشریف لگے وہاں ایک اونٹ تھا اس نے حضرت کو دیکھ کر آواز کی اور رونے لگا حضرت رحمۃ اللہ علیہ صلح نے ہر بانی سے اس پر دست مبارک اپنا پھیرا اور پوچھا یہ اونٹ کس کا ہے اس نے انصار نے کہا میرا ہے فرمایا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا اس جانور کے مقدمہ میں جسکو خدا نے تیرے ملکیت میں دیا ہے سو وہ البتہ مجھے شکایت کرنا ہی کہ تو اسکو بھوکھا رکھتا ہے اور ہمیشہ اس سے محنت لیتا ہے فائدہ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جانور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بے زبان جانور بھی بعضی شفقت کرنا واجب ہے اور جو رحم نہ کرے وہ گنگار ہی لائق عذاب ہے مجتہد دالیل النبوة میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایک انصار کے باغ میں تشریف فرما ہوئے

تجوید

تجوید

وہاں ایک بکری بندھی تھی اسے حضرت کو دیکھ کر سجدہ کیا تو ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ کو چاہیے کہ آپ کو سجدہ کریں فرمایا  
یہ درست نہیں ہر معجزہ شرح السنہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیہ نے بکری بکری اور <sup>بچہ</sup> معجزہ  
گڑزیہ نے اسکو چھین لیا سو وہ گرگ ایک بلند عیلے پر جا کر بیٹھا اور کہنے لگا اے گڑزہ یہ میرا رزق جو اللہ نے دیا تھا تو نے  
چھین لیا اسے کہا والدین نے بھیجے کو باتیں کرتے نہیں سنا بھیڑیہ نے کہا عجیب تر اس سے یہ بات ہے کہ ایک شخص  
مدینے میں خبر دیتا ہر گزشتہ اور آئندہ کی ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص ہودی تھا سو حضرت مسلم کے حضور میں آیا  
اور سلمان ہوا اور آنجناب نے اسے قول کو تصدیق کیا اور فرمایا کہ یہ باتیں علامات قیامت سے ہیں قریب ہے  
کہ آدمی اپنے گھر سے باہر نکلے اور پھر کر نہ آوے کہ انکی باپوش و تا زیادتہ اسکو خبر دے اس سے جو اسکے اہل خانہ نے  
کیا ہو فائدہ یہ قصہ کئی مرتبہ واقع ہوا اور بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نام اس جبرائیل کا ہے ابن اوس تھا اور  
بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ سلمہ ابن عمروؓ کو ع تھا اور علامۃ الوقت قاضی یحیٰی رضی اللہ عنہ نے منبہ ابن وہب سے  
روایت کرتے ہیں کہ اسطرح کا ایک معاملہ سفیان ابن حرب اور صفوان ابن ایتہ کو بھی پیش آیا تھا اور ایک  
ابو جہل کو بھی ایسا ہی اتفاق پڑ گیا تھا مگر یا وصف آئیے ایسے معاملات کے ایمان نہ لایا قال صاحب تجلہ فی احوال  
ابن عبد البر کلیم الذئب من الصحابہ رافع ابن عمیرہ وسلمہ ابن الاکوع وایمان ابن اوس لاسلمی قاتل وکلیم الفیاء ایضاً  
ابن الحرب و صفوان ابن ایتہ صرین کا ناشد کین و سابد لابی جہل ابن ہشام معجزہ ابن عساکر نے ابی منظور سے روایت کی ہے کہ جب  
حضرت مسلم نے خیر فتح کیا تو ایک دراز گوش سیاہ ملا اسنے حضرت سے کلام کیا حضرت نے بوجہ تیار نام کیا ہوا لانیہ میں شہادت  
اور کہا کہ میرے جد کی نسل سے ساٹھ چار ہوسے سو سو اسے پیغمبر خدا کے انہ کوئی سوار ہوا اور میں امیدوار تھا کہ آپ مجھے سوار  
ہونگے اور اب کوئی میرے جد کی نسل سے باقی نہیں ہے اور پیغمبر میں اب کوئی سوا ہے آپ کے نہوگا اور پہلے میں ایک سے بھی  
کے پاس تھا کہ جب وہ مجھے سوار ہوتا تو میں تصدق کرتا تھا سو وہ مجھے بھوکھا رکھتا اور مارتا تھا حضرت نے فرمایا تو نے خود  
اور حضرت کے حکم میں اسطرح رہتا تھا کہ جب حضرت کیسکو طلب فرماتے تو اُسکی بھیجے وہ اسکے دروازے جا کر انہما کرنا  
کہ صاحب خانہ خبر پا کر حاضر ہوتا لیکن وہ اشارہ سے بلاتا تھا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کثرت  
غم سے کنون بن ابوالنسیم ابن البشبان میں گر پڑا اور مر گیا معجزہ بخاری اور مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے  
کہ میں سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور مدینے کو آیا تھا اور میرا اونٹ نہایت تھک گیا تھا کہ میں سب سے  
پہلے رہتا پھر گزرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس پس ملا حضرت نے اونٹ کو لینے لکڑی سے باکوڑے سے کہ دست مبارک  
میں تھا سو وہ جلا اور برکت دست مبارک سے ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ پہلے وہ اسانہ تھا پھر فرمایا حضرت نے کہ اس اونٹ کو ہمارے  
کاٹھ بچا لے ایک اوقیہ یعنی چالیس درہم کو سو بیٹے بیچا اور شہر کی آج سواری کی مدینہ تک پھر حرم میں آیا مدینے میں تو کھانا  
کے پاس اونٹ اور دیا حضرت نے مول اسکا اور ایک روایت ہے کہ مول بھی دیا اور اونٹ بھی واپس عطا کیا اور ایک روایت ہے

بجہ

بجہ







کہ ابو رافع یہودی بڑا مالدار تھا اور دشمن رسول خدا کثرت اسکی ابو الحقیق ملغمہ حارہ دفتح قاف اوّلے و سکون تختانیہ میان دو قاف و عینک ملغمہ عین ملغمہ کہ فوقانیہ بروزن عینک ہو مجروحہ صحیح بخاری میں وارد ہو کہ خالد ابن ولید کے جنگ خنین میں زخم تفنگ لگ گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب و ہن مبارک لگا دیا محنت ہو گئی مجروحہ بہیقی نے دلائل النبوة میں روایت کی کہ حضرت صلعم نے ایک شخص کو دعوت اسلام فرمائی اُس نے کہا اگر میری بیٹی کو آپ زندہ کریں تو میں ایمان لاؤں حضرت صلعم اُس کے قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا یا فلا نثا اُس نے کہا لیک و سعدیک حضرت نے پوچھا تیرا جی چاہتا ہے کہ دنیا میں آوے اُس نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کو مان باپ سے زیادہ تر مہربان پاتی ہوں اور آخرت کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتی ہوں مجروحہ ۴۵ تہہ الحافل میں ہو کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کو جنگل میں چھوڑ دیا کہ وہ گم ہو گئی پھر اُس نے اگر حضرت صلعم سے یہ احوال نقل کیا سو حضرت صلعم اُس کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے اور آواز دی کہ یا فلا نکاح خدا مجھے جواب دے وہ بولی لیک و سعدیک حضرت نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہوئے ہیں اگر تیرا جی چاہے تو اُن کے پاس چل اُس نے کہا یا رسول اللہ مجھے انکی حاجت نہیں میں نے تو اللہ کو اُن سے بہتر مہربان پایا مجروحہ ۴۶ البونیم نے روایت کی کہ جابر نے ایک بکری فرج کر کے پکائی اور خریدنا کہ حضرت کے پاس لائے اور کھانے کے واسطے بیٹھے حضرت صلعم نے فرمایا کہ گوشت کھاؤ اور بڑی سلم رہنے دو انھوں نے اس طرح کیا بعد اُس کے آنحضرت نے ہڈیاں جمع فرما کر زبان مبارک سے کچھ فرمایا کہ دفعۃً وہ بکری زندہ ہو کر کان جھاڑنے لگی کذا فی المواہب مجروحہ بہیقی ادا بن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک جوان الفار نے وفات پائی اور اُس کی والدہ نہایت ضعیف اندھی تھی ہم لوگوں نے اُس میت پر جادو ڈال دی اور اُس کی والدہ سے بغیر میت پیش آئے اُس نے کہا آیا بیٹا میرا مر گیا ہے نہ کہ ماں وہ کہنے لگی یا اَللّٰہی تو جانتا ہو کہ میں نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف ہجرت کی اس امید سے کہ تو شد تو میں مدد کر لگا یا اَللّٰہی یہ مصیبت مجھ پر نہ ڈال انس فرماتے ہیں کہ لڑکا اُسکا اُسیدم زندہ ہو گیا اور اُس نے منہ سے چادر اُتار کے ہمارے ساتھ کھانا کھلایا یہ بھی مجروحہ حضرت صلعم کو نام آنجناب کی برکت سے دعا قبول ہوئی مجروحہ مصابیح میں ہو کہ ام سلمہ بنت سلمان والدہ انس ابن مالک نے اتھاس کیا یا رسول اللہ اپنے خادم انس کے واسطے دعا کیجیے فرمایا اللھم اکثر مالہ و دولہ و بارک فیما اعطیتہ یعنی اے اللہ بہت کر مال اُسکا اور اولاد اُسکی اور برکت دے اس خیر میں جو دی ہو تو نے اُسکو انس فرماتے ہیں کہ خدا بلا شہ مال میرا بہت ہو اور نہایت برکت کا ہو اور اولاد میری بلا واسطہ اور اولاد اولاد شمار میں آج کے دن سو سے زیادہ ہیں اور بلا شک زمین میری البتہ بھل تی ہو دو بار سال میں یعنی اس وقت کہ حکایت کرتا ہوں حدیث اس شمار کو پہنچے ہیں بعد ازیں زیادہ ہی ہوں چنانچہ مروی ہو کہ انس نے کہا کہ عطا ہوے میرے صاحب سے سو اے اولاد اولاد کے ایک سو چوبیس بیٹے سو اے دو لڑکیوں کے یعنی بہت دونوں بعد نقل کرنے مضمون سابق کے دہذا قول بعض کذا ذکر ابن حجر الکی اور ان کے بیٹے نے کہا میں نے دفن کیے ہیں انکی اولاد ہلکی سے قریب تو نصر کے اور ابن عبد البر نے فرمایا جو

مجروحہ

مجروحہ

مجروحہ

مجروحہ

مجروحہ

مجروحہ



کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ انس کے متوالے پیدا ہوئے سو بہت صحیح ہے اور بعض نے کہا انہی تھے اٹھتر بیٹے اور دو لڑکیاں  
بس جو کچھ ابن حجر نے ذکر کیا ہے ظاہر اسکا مخالف اس نقل کے ہے اور ظاہر حدیث کے بھی مخالف ہے ایسی کہ وہ ولادت  
کرتی ہے کہ مجموع اولاد کی اولاد تجاوز ستو سے ہیں نہ اولاد انکی والدہ اعلم <sup>بہ</sup> معجزہ مصباح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ  
عنه سے روایت ہے کہ میری والدہ مشرکہ تھی اور میں اس سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ تو مسلمان ہو جائے گا ایک مرتبہ حضرت سلم  
کے حق میں ایسی بے ادبی کی بات کہی کہ مجھ کو سخت بری لگی اور میں حضرت سلم کی خدمت میں روتا ہوا آیا اور ملتس ہوا کہ  
یا حضرت میری والدہ کے واسطے دعا کیجیے خدا اسکو ہدایت دیوے چنانچہ آنجناب نے دعا کی کہ اے میری ہدایت کر ابوہریرہ  
مان کو اتنی پسند ہے اس بندے اور اسکی والدہ کو پیارا کر دے اپنے ایمان دار بندوں کے نزدیک و ایمان داروں کو اور ان دونوں  
کے نزدیک پیارا کر ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت کے حضور سے خوش ہو کر نکلا جب اپنے گھر کے دروازے  
آیا تو میری والدہ نے میری جوتی کی چپ سٹی اور کہا ای ابوہریرہ کھڑا رہ پھر میں نے پانی کی آواز پائی اور اسنے  
نخل کر کے جلدی سے کپڑے پہنے اور دروازہ کھولا اور کہا ای ابوہریرہ اشدان لا اہ الا اللہ و اشدان محمد  
رسول اللہ سو میں خوشی سے روتا ہوا حضرت سلم کی خدمت میں آیا اور حال بیان کیا آنجناب نے فرمایا الحمد للہ بہت  
خوب ہو اس حدیث سے نکلا کہ خوشی سے بھی روز آتا ہے معجزہ <sup>بہ</sup> صحیح مسلم میں سلم بن اکوع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے  
حضرت کے دربار میں حاضر ہوا میں نے اس سے کہا نا شروع کیا آپ نے فرمایا دہن سے لکھا اٹھنے کہا میں دہن سے ناخستہ نہیں  
کھانکتا ہوں فرمایا تو ہرگز نہ کھاسکے گا سلم کہتے ہیں کہ اس شخص نے بسبب سخت و بیقیدی کے جو ظہر ظاہر کیا تھا اسکا خیر ہو  
کہ دست راست اسکا معذور ہو گیا کہ منہ تک نہ جاتا تھا معجزہ <sup>بہ</sup> بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ ایک بار محمد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں قحط پڑا سو ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جانور تو مر گئے  
اب عیال اطفال کی نوبت ہے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ پانی پر سادے اسوقت آنجناب خطبہ جمعہ پڑھتے تھے اس حال میں  
دست مبارک اٹھا کے دعا کی اللھم اغثنا اللھم اغثنا حضرت انس فرماتے ہیں کہ اسوقت مطلقاً ان ابر کا نہ تھا دفعہ پہلا  
کے نیچے سے بادل اٹھا اور آسمان بھر گیا اور سات روز برابر پانی ایسا برساکہ آفتاب نظر نہ آیا بعد اسکے حضرت محبوب الکونین  
صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے جمعہ کو خطبہ فرما رہے تھے کہ وہی اعرابی پھر حاضر ہوا اور اتھاس کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم جانور ہمارے پانی کی شدت سے مرے جاتے ہیں اور زمین بند ہو گئی میں دعا کیجیے کہ خداے تعالیٰ منہ کو ردے کے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر یون دعا کی کہ اے میری ہمارے اس پاس بانی برسے ہم پر اب نہ برسے اے اے ٹیلوں اور بھاریوں  
اور نالوں اور جنگلوں کے درختوں میں نیچے برسے فوراً اندیشہ کے اوپر سے بادل ٹپکیا احوال کی طرح مدینہ خالی ہو گیا  
اس پاس برسایا معجزہ <sup>بہ</sup> بخاری اور مسلم میں محمد بن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کفار قورق قریش اور حضرت  
صلعم کی ایذا ہی میں سرگرم ہوئے تو حضرت نے ناچار ہو کر یون دعا کی اللھم اغثی بسبح کعب یوسف اغثی ای ابوہریرہ



یوسف علیہ السلام کے عہد میں سات برس کا قحط پڑا تھا ویسا ہی قحط پڑے کہ یہ لوگ اپنی شامت اعمال سے آگاہ ہوں اور اربابان لاوین چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ ان کا فروزن نے ہڈی اور مردار کھایا آخر کار تنگ ہو کر حضرت سے ملتی ہوئے حضرت رحمۃ اللعالمین نے دعا فرمائی کہ بلا سے قحط دفع ہو گئی معجزہ ترمذی اور بیہقی نے روایت کی کہ سعد ابن وقاص کے حق میں دعا فرمائی کہ سعد سباج الدعوات ہو سو اسکا یہ اثر ہوا کہ جب سعد رضی اللہ عنہ اپنے لیے یاغیر کے واسطے دعا مانگتے قبول ہوتی کذا فی السواہب معجزہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا فرمائی کہ اس کے سبب سے عزت اسلام ہو ویسا ہی ہوا معجزہ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے واسطے فرمایا اللہم نعم فی الدین وعلیہ التواہل سو بعد اس دعا کے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا علم دیا کہ جس کی آج تک قوم ہوا در اول ترجمان قرآن ہوئے معجزہ بیہقی نے عمر وابن حریب سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا کی کہ یا اللہ اسکے مال میں برکت ہو جو چیز انھوں نے سچی فائدہ ہوا اسی طرح مقدار کے واسطے دعا فرمائی بخاری میں ہو کہ عروہ ابن ابی الجعد کے واسطے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سے برکت فرمائی تو اسنے اگر خاک بھی فائدہ ہوا معجزہ ابن ماجہ بیہقی نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی واسطے دعا کی کہ انکو گرمی و سردی میں کفایت ہو سو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جاڑوں کے کپڑے گرمی میں پہنتے اور گرمیوں کے جاڑوں میں معجزہ بیہقی نے عمر وابن حصین سے روایت کی کہ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے واسطے دعا فرمائی کہ اللہ انکو جو کھا کر کھے سو ویسا ہی ہوا قصہ کہ عمران نے کہا کہ میں جناب پیغمبر مسلم کے حضور میں حاضر تھا حضرت فاطمہ شریفہ لائیں اور کھڑی ہوئیں آپ نے دیکھا کہ جو کھ سے چہرہ انکا زرد ہو رہا و آپ نے انکے سینہ پر ہاتھ رکھا کہ ایسا پیٹ بھرنے والے بھوکوں کے اور اونچے کرنے والے بچوں کے فاطمہ بنت محمد کو بلندی دے یہی تکلیف دو کر عمران کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا چہرہ سرخ ہو گیا اور سب چہرہ کی زردی جاتی رہی پھر میں ایک بار انکی خدمت میں گیا انھوں نے فرمایا میں سے پھر کبھی جو کھ نے تکلیف نہیں دی راوی نے بعد روایت حدیث کہا کہ یہ قصہ قبل نزول آیت جناب تھا معجزہ صحیحین میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب گرمی پر ویرنے آپ کا نام پھاڑا لا تو حضرت مسلم نے گرمی کے واسطے دعا کی کہ اللہ اسکا ملک پھاڑ دے سو اسکا ملک بالکل جاتا رہا یہاں تک کہ فارس کی بھی ریاست نہ رہی معجزہ بیہقی اور حاکم نے ابن اسحق سے روایت کی کہ عتبہ ابن ابی لبابہ کے حق میں فرمایا کہ اللہ اسے سیرتے کو مسلط کرے سو اسکو شیر نے پھاڑ دیا معجزہ بیہقی نے روایت کی کہ عبد الرحمن ابن عوف محتاج تھے انکے واسطے برکت کی دعا فرمائی ان پر ایسا دروازہ روزی کا کھلا کہ پھر بھی اٹھاتے سونا چاندی ہو جاتا چنانچہ جب انکی وفات ہوئی تو چار لاکھ دینار سونے کے ان کے وصیوں کو ملے اور لاکھ لاکھ چارون بیسویں میں تقسیم ہوئے معجزہ مشکۃ شریف میں ابوالیواب انصاری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بعد غروب

آفتاب برآمد ہوئے تو ایک آواز سنی گئی حضرت نے فرمایا یہود کے عذاب کی آواز ہو جائے تو یوں میں معذب ہیں مجروحہ  
اہل طائف نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر اس بیچترے ایک درخت یہودہ دار نکلے تو ہم ایمان لاؤں حضرت صلعم  
و عافرمائی اور انبیا توحہ اس تہیر پر رکھ دیا تو درخت یہودہ دار نکل آیا اہل طائف ایمان لائے معجزہ ایک نصرانی قوم خزرج بن  
مارا گیا اور قاتل کا حال معلوم نہ ہوا تھا حضرت صلعم نے ایک شاخ خرے کی مردے پر رکھ دی اسے نام قاتل کا لکھا ہوا  
معجزہ ابن زید کعبی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تھون کو سونے کا کر دو تو میں ایمان لاؤں حضرت صلعم نے  
و عافرمائی سارے بت طلائی ہو گئے اور ابن زید ایمان لایا معجزہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ارشاد ہوا کہ  
یہ بلا میں پڑ گیا سو ویسا ہی ہوا کہ اس بلا میں شہید ہوئے معجزہ صحیح بخاری میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرما کے حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا کہ یہ بیٹا میرا ستید ہے  
امید ہو کہ اسکے باعث سے دو گروہ مسلمانوں میں صلح ہوگی سو یہ بات معاویہ کے عہد میں ظاہر ہوئی یا زعم جہادی لاؤ  
یعنی شکستہ بحیری میں بابین دو لشکر عظیم سکین کے یعنی لشکر شام اور لشکر عراق میں صلح انجذاب کی طرف سے واقع ہوئی اس  
سال کا نام عام المجامعہ ہوا معجزہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا کہ اس بیٹے کو میری امت شہید کرے گی  
چنانچہ یہ معاملہ زمانہ نیرید پلید بالحقہ میں واقع ہوا یہ خلاصہ ہے اس حدیث کا جو بیعتی نے ام الفضل نے وجہ عباس سے  
روایت کی ہے اور کاتب اور ارق کو اس واردات کی احادیث کا ذکر شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام میں بیان کیا  
منظور ہے اس باعث سے یہاں ذکر نہیں کیا معجزہ انصاری سے فرمایا تھا کہ یک دن ایسا ہو گا میرے بعد کہ تم پر اور دن گزرتا ہے  
سو معاویہ ابن ابی سفیان کے وقت میں واقع ہوا معجزہ اسود غنسی کذاب جس رات مارا گیا حضرت نے خبر دی اور اسکے  
کا نام بتلایا حال الانکروہ مرد و مضعاً تعلقات عین میں ہلاک ہوا تھا کذا فی الملوہ سبب معجزہ بخاری میں عبد الرحمن ابن مالک ثعلبی  
سے کہ سراقہ ابن مالک ابن جہتم کا بھتیجا تھا روایت ہے کہ اسے کہا کہ میرے باپ نے مجھے تذکرہ کیا کہ سراقہ کتا تھا کہ قریش کے  
اپنی ہمارے قبیلہ میں آئے اور بولے قریش کہتے ہیں کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ابوبکر کو مار ڈالے یا قید کرے ہمارے پاس لاوے تو ہم  
اسے سوا دنت دین چنانچہ میں ایک روز رانی قوم میں بیٹھا تھا دفعۃً ایک آدمی آیا اور اسے کہا کہ میں نے ابھی در سے کچھ لوگوں کو لے  
کہ ساحل کی راہ جاتے تھے تو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب تھے سراقہ کتا ہے کہ میں سمجھ گیا پھر میں نے اسے دھوکے میں ڈال دیا  
لو کہ ان فلان فلان آدمی ہونگے کہ وہ میرے سامنے ہو کر گئے ہیں اور میں نے انکو خوب دیکھا ہے وہ نہ تھے کس میں حقوڑی دیر  
تو ہم کے لوگوں میں بیٹھا بعد از ان اٹھ کر گھر چلا آیا اور اپنی ٹونڈی سے کہا کہ میرا گھوڑا تیار کر کے بیٹھا کے نیچے کھڑا کر پھر میں اپنا  
نیزہ لیکر بصورت قضا حاجت اسی بیٹھے کے نیچے پہونچا اور گھوڑے پر سوار ہو کر خوب دوڑا یا جب محمد صلعم کے قتل ہوا  
تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں اندھے منہ زمین پر گر پڑا پھر سبھل کر اٹھا تو میں نے تباہ کیا کہ انکو بکڑیوں کا نہیں بنایا  
بدنکلی مگر میں نے اعتبار نہ کیا اور سوار ہو کر پھر چلا سو اتنا قریب پہونچا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قنوت کی آواز کان میں

معجزہ ابن زید کعبی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تھون کو سونے کا کر دو تو میں ایمان لاؤں حضرت صلعم نے و عافرمائی سارے بت طلائی ہو گئے اور ابن زید ایمان لایا معجزہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ بلا میں پڑ گیا سو ویسا ہی ہوا کہ اس بلا میں شہید ہوئے معجزہ صحیح بخاری میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرما کے حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا کہ یہ بیٹا میرا ستید ہے امید ہو کہ اسکے باعث سے دو گروہ مسلمانوں میں صلح ہوگی سو یہ بات معاویہ کے عہد میں ظاہر ہوئی یا زعم جہادی لاؤ یعنی شکستہ بحیری میں بابین دو لشکر عظیم سکین کے یعنی لشکر شام اور لشکر عراق میں صلح انجذاب کی طرف سے واقع ہوئی اس سال کا نام عام المجامعہ ہوا معجزہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا کہ اس بیٹے کو میری امت شہید کرے گی چنانچہ یہ معاملہ زمانہ نیرید پلید بالحقہ میں واقع ہوا یہ خلاصہ ہے اس حدیث کا جو بیعتی نے ام الفضل نے وجہ عباس سے روایت کی ہے اور کاتب اور ارق کو اس واردات کی احادیث کا ذکر شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام میں بیان کیا منظور ہے اس باعث سے یہاں ذکر نہیں کیا معجزہ انصاری سے فرمایا تھا کہ یک دن ایسا ہو گا میرے بعد کہ تم پر اور دن گزرتا ہے سو معاویہ ابن ابی سفیان کے وقت میں واقع ہوا معجزہ اسود غنسی کذاب جس رات مارا گیا حضرت نے خبر دی اور اسکے کا نام بتلایا حال الانکروہ مرد و مضعاً تعلقات عین میں ہلاک ہوا تھا کذا فی الملوہ سبب معجزہ بخاری میں عبد الرحمن ابن مالک ثعلبی سے کہ سراقہ ابن مالک ابن جہتم کا بھتیجا تھا روایت ہے کہ اسے کہا کہ میرے باپ نے مجھے تذکرہ کیا کہ سراقہ کتا تھا کہ قریش کے اپنی ہمارے قبیلہ میں آئے اور بولے قریش کہتے ہیں کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ابوبکر کو مار ڈالے یا قید کرے ہمارے پاس لاوے تو ہم اسے سوا دنت دین چنانچہ میں ایک روز رانی قوم میں بیٹھا تھا دفعۃً ایک آدمی آیا اور اسے کہا کہ میں نے ابھی در سے کچھ لوگوں کو لے کہ ساحل کی راہ جاتے تھے تو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب تھے سراقہ کتا ہے کہ میں سمجھ گیا پھر میں نے اسے دھوکے میں ڈال دیا لو کہ ان فلان فلان آدمی ہونگے کہ وہ میرے سامنے ہو کر گئے ہیں اور میں نے انکو خوب دیکھا ہے وہ نہ تھے کس میں حقوڑی دیر تو ہم کے لوگوں میں بیٹھا بعد از ان اٹھ کر گھر چلا آیا اور اپنی ٹونڈی سے کہا کہ میرا گھوڑا تیار کر کے بیٹھا کے نیچے کھڑا کر پھر میں اپنا نیزہ لیکر بصورت قضا حاجت اسی بیٹھے کے نیچے پہونچا اور گھوڑے پر سوار ہو کر خوب دوڑا یا جب محمد صلعم کے قتل ہوا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں اندھے منہ زمین پر گر پڑا پھر سبھل کر اٹھا تو میں نے تباہ کیا کہ انکو بکڑیوں کا نہیں بنایا بدنکلی مگر میں نے اعتبار نہ کیا اور سوار ہو کر پھر چلا سو اتنا قریب پہونچا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قنوت کی آواز کان میں

آئے گی نگاہ گھوڑے کے پیر زمین میں دھس گئے اور میں پشت زمین پر گر اس پر چند مین نے اسکو مارا پروہ پیر نہ کمال کا آخر بڑی مشکل سے گھوڑے کی خلاصی ہوئی پھر میں سو ارموہو چلا سو ایسا قریب ہو گیا کہ صرف ایک دو تیر ہی کا فرق رہ گیا ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ اُس وقت میں نے حضرت سرور عالم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تو میں آپہنچا حضرت نے فرمایا لا تعزن ان اللہ معنا اور فرمایا اللہم الغنا شرہ بما شئت پس اس کلام کے نکلنے سے سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پیر زانو تک زمین میں دھس گئے اور وہ چلا کہ ابو محمد دعا کرو کہ میرا گھوڑا خلاص پاوے مجھے جسے کچھ بھی سروکار نہیں اور میں حمد کرتا ہوں کہ جو کوئی تمھارے پیچھے آتا ہو گا اسے پھیر لیجاؤ گا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مالک حقیقی سے التماس کیا اللہم ان کا حق ادا فرما تا قافلے فرسہ نور گھوڑے کے پیر زمین سے نکل آئے سراقہ کہتا ہے کہ میرے دل میں یقین ہو گیا کہ یہ شخص نبی صادق بن اور بلا شک ان کا عروج ہو گا اور زمین شایع ہو گا سو میں زار و متاع اپنا نذر کرنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ کیا تب میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور عرض کیا کہ حضرت یہ میری نشانی ہو قبول کیجیے سو حضرت نے قبول کیا پھر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اسی او میں نے کچھ کچھ میرے اونٹ بکریاں ملینگی انھیں سے جو مطلوب ہو سو میرے چرواہوں کو بلا کر بے تکلف لے لینا حضرت نے فرمایا کہ مجھے کچھ حاجت نہیں پھر سراقہ نے ایک فرمان امان طلب کیا سو حضرت نے عامر بن فہرہ بنعم الفاروق فتح السادر سکون التھانیہ غلام راہ حضرت ابی بکر سے ارشاد کیا اسنے ایک چپڑے کے ٹکڑے پر لکھ دیا سراقہ نام لیکر چھڑ گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب مدینہ با سکینہ روانہ ہوئے اور سراقہ نے یہ کیا کہ جو کوئی تلاشی حضرت کا ملا اسکو چھڑے گیا ابو جہل بن نے یہ حال سنکر قوم مدح کو بکایا تاکہ یہ بھی مسلمان بنو جائیں سراقہ نے ابو جہل کو لکھ بھیجا کہ ابو جہل اگر دھس جاتا ہے گھوڑے کا تو دیکھتا بیشک محمد کو پیچھا جاتا اور تعجب نہ کرتا تب مجھے لازم ہو کہ لوگوں کو روکنے کے لئے کچھ نیپے پیرین اور دیکھ قریب تر ان کا فضل کا تمام عالم پر ظاہر ہونے والا ہے ابو جہل اس تحریر سے جل رافا کدہ سر تو بلند ہوئے مگر وہ جنین سے بچرتے وقت موقع جبرائیل نے انہیں حاضر ہو کر اسلام لایا اور فرمان امان جو اسکے پاس تھا دکھلایا فائدہ لا ائخرن ان اور میں نے جو حضرت نے فرمایا اور کلام حق ابلیسیہ میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا بڑا فرق ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شو و اول حضرت حق اور اسکے لطف و کرم پر پڑی بعد اسکے اپنے نفس پر اور حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کی نظر اول اپنے نفس پر پڑی بعد اسکے حضرت حق پر پڑی شو و حضرت خاتم الانبیاء اتم و اکمل ہو اور مطابق ہارایت شیا الارایت الدقبلہ اور یہ حال ہل خذیب بیان کیا جو اور قبول حضرت موسیٰ علیہ السلام و انقی ہارایت شیا الارایت الدمرہ و بعدہ اور یہ حال استدلال بریان کا ہے اور یہی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ معنا ارشاد کیا تاکہ فقرائے امت کو بھی اُسی سے حصہ ہو بچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ اپنے ذات کو مخصوص فرمایا حسب طرح اور نبی اور رافضی القال الشیاء میں واقع ہوا ہے اور ایک فرق یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو زجر کیا اور حرف کلام زبان پلانے کے محاورہ میں واسطے جبر کے موضوع ہوا ہمارے حضرت مسلم نے کلام کو نبی محبت سے شروع کیا کہ لا ائخرن رت کہ عواس سے محبت ان حضرت نسبت حضرت موسیٰ و فضیلت ابو بکر بیل محاب ہمی صاف ظاہر ہوا فائدہ یہ ہے کہ حضرت مسلم کا مثل معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نسبت فاروق کے کہ زمین نے اسکو حضرت موسیٰ کی عداوت سے دھسایا تھا مگر اس قدر فرق ہے کہ اولیت تمام انبیین و مطہور شون

بہشتی بی بی بنت  
بہشتی بی بی بنت  
بہشتی بی بی بنت

تاریخ مجلیہ اسلامیہ

[illegible]



چونکہ چینیوں نے اس کو کچھ خفیہ اثر سال ہیروکس ریا فائدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ جادو اثر کرنے کا یہ ساجرا ہوا کہ کافر لوگ حضرت کو جادو کر رہا ہے تھے بسبب انہما عجرات و خوارق عادات کے اور مشہور یون پر کہ ساحر سپر کا اثر نہیں ہوتا وہ جو جادو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ جادو کرنے لگا تو کافروں کے نزدیک بھی حضرت کو ساحر کہنا درست ہوا فائدہ اگر کوئی بلجی ہو کہ کہہ کہ جو غیر عرض سحر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجب قباحت ہو کیونکہ اس تقدیر پر اعتقاد شریعت پر نہیں ہوتا کیونکہ شریعت ماقول فعل غیر خدا ہی اور جب نسبت عروض سحر کے ان دونوں میں احتمال ہو تو شریعت میں فساد پڑا جو اس شہید کا یہ کہ سحر بھی ایک عارضہ ہو عوارض شریعہ سے اور انبیاء علیہم السلام بلاشبہ شریعہ میں بھوکو حق عوارض شریعہ میں عقلاً کوئی تھا و مانع اکثر نہیں آتا اور اس کے ارواح اور باطن ان کے معصوم رہتے ہیں لان اجساد ہم ارضیتہ وارواح ہم عبادتہ علاوہ اسکے عقلی فعل معصوم قدرت پر جماع یا طیران ضعف بصیرت بعض روایات میں وارد ہے تبلیغ رسالت میں اہل نہیں ہوا اور توافیح حدیث و اس واسطے کہ یہ امور دنیویہ میں بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مور کے واسطے نہیں ہوئی اور نہ حضرت صلیم کے تفصیل میں یہ امر داخل ہو اگر ابلاغ شریعت میں کسی طرح کا نقصان ہو ہوتا تو البتہ موجب قباحت تھا اور بدلائل تطبیقہ ابلغ شریعت میں عصمت و نہایت ثابت ہو اور کسی حدیث یا روایت میں وارد نہیں ہو کہ حالات عروض سحر میں کوئی فعل یا قول مخالف واقع اور برخلاف اخبار صادر ہو ہوا اور جو مذکور ہو وہ صرف خواطر و تخیلات میں ہوا خواطر و تخیلات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق نہیں جانتے تھے اور نہ کبھو اسکا اعتقاد کرتے تھے بلکہ جمیع عقائد صلاح و سداد پر تھے اور اقوال و طریق تحت عدم فساد اور جو بعض روایات میں حقوق ضعف دار ہو سو بھی اگر تسلیم کیا جائے تو عقل تیز نہیں ہوتا بلکہ صاحب الحق فی شریعت علی الشکوۃ صحیح بخاری میں ہے کہ غزوہ خیبر میں ایک مرد مسلم کو حضرت صلیم نے فرمایا ہذا میں اہل انار بچہ وہ شخص کافروں سے گرا اور بہت مجروح ہوا ایک مجاہد نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو خوب کافروں سے لڑا بچہ کس طرح دوزخی ہو گا فرمایا آگاہ ہو کہ وہ دوزخی ہو اس کلام سے قریب تھا کہ بعض کو شک پڑے اتنے میں زخمی کو دیکھا تو اسے ترکشی سے تیر نکالا اور اپنا سینہ سپر رکھ دیا اور ہلاک ہوا اور بعض کے نزدیک تلوار زمین پر رکھی اور اسکے دھار پر سینہ رکھ دیا اور مر گیا یہ حال دیکھ کر لوگ دوڑے گئے اور کہا یا رسول اللہ صدق اللہ حدیثک کہ تیر خزان و قتل آتھ فرمایا اللہ اکبر شہدائی عبد اللہ رسول اللہ و ابلا فی حق اللہ عزیسے فرمایا اللہ اکبر بہشت میں نہیں جاتا مگر مسلمان اور اللہ قوت نہیں دیتا اس میں کو فاجر سے اور اسکے جہاد و قتال سے اس حدیث سے نکلا کہ قاتل نفس دوزخی ہو اور تہذیب یہ کہ اگر مومن ہو اور تصدیق ایمانی رکھتا ہو تو ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا اور یہی حکم ہو قاتل مومن کا جو عمدہ قتل کرے اور قاتل نفس بھی ایک غیر قاتل مومن کی ہو اور جو قرآن شریف میں اسکے واسطے حکم خلود فی النار کا ہو مولا کو آئین تاویلات بہت ہیں در بعض علماء حدیث اہل فہم اسے کہتے ہیں کہ اگرچہ قاتل مومن مومن لیکن یہ قسم مومن کے خلیفہ النار ہوگی پس یہ لوگ خلود فی النار کو مخصوص کفار سے نہیں جانتے لیکن یہ قول شاذ و مخالف اجماع اہل سنت کے اور جس مرد کا قصہ اس حدیث میں مذکور ہو وہ منافق تھا گو اسے باطناً ایمان تھا

ابن قتیبہ رحمہ اللہ نے ابو قتادہ سے مسلم بن روایت کیا کہ حضرت مسلم نے فرمایا اے سمیہ کے بیٹے، تجھ کو بڑی سختی ہو تا ہو  
 تجھ کو گروہ باغی قتل کر گیا چنانچہ عمار بن سمیہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے رفیق تھے جب معاویہ سے صفین میں لڑائی ہوئی تو کما  
 باغیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اس حدیث سے ظاہر کہ امام حق علی کرم اللہ وجہہ تھے اور معاویہ مع لشکر اپنے کے باغی تھے جو مشرق  
 میں ہو کہ یہ کلام حضرت نے اس وقت فرمایا جب عمار بن سمیہ کے ساتھ غزوہ احزاب میں خندق کو دلتے تھے اور عمار کے سر  
 دست شکار کئے ہوئے تھے یہ حدیث بڑی دلیل حقانیت علی مرتضیٰ کی ہے کیونکہ باغی کہہ کھاتا ہے جو امام حق سے بچے روایت ہو کہ عمار بن  
 صاحب نے معاویہ سے کہا اس لڑائی میں ایک بڑی مشکل سخت بات ہوئی کہ عمار ہم لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے معاویہ کی مشکل کیا  
 کرنے لگا کہ میں نے نہا کہ حضرت مسلم نے عمار سے کہا تھا شک الفیۃ الباغیۃ معاویہ نے کہا میں نے عمار کو نہیں مارا بلکہ علی نے مارا جو اسکو  
 لڑائی میں لایا اور یہ بھی منقول ہے کہ معاویہ یعنی حدیث میں تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے نحن فتنۃ باغیۃ یعنی طاعتہ لہم عثمان مصلیٰ اویات ہے کہ  
 باغیۃ لباوت سے نہیں ہے بلکہ معنی طالب ہو اور بعض اخبار میں وارد ہے کہ معاویہ نے عمار سے کہا تو عجب مرد ہے کہ اپنے سے کمتر میں جھسکا ہوا ہے  
 یعنی ایک فی شخص کھارے جانے سے ہماری ہر چیز پر تیار ہو گیا وہ دونوں باتیں محض افرابین طاعی تباری نے دلائل سکے مرقا میں ذکر کیے ہیں اور تیسرے  
 البشارۃ میں حضرت شیخ عبدالحی محدث فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بسبب طروق کثیرہ مرتبہ شدت و تواتر کو پہنچی ہے بالجلہ اس حدیث میں تین  
 معجزے ہیں ایک یہ کہ عمار قتل کیا جائیگا دو مسرہ کہ وہ مظلوم ہو گا اور تیسرا یہ کہ قاتل اسکا باغی ہو گا باغیوں میں سے اور  
 سب صادق و حق ہیں کتاہوں کہ او مسلم الذین اس حدیث کو دیکھ کر کہیں زبان امن و لمن معاویہ کہ حق میں نہ کھو یو اسکا  
 کہ معاویہ صحابی تھے انکے معاملہ میں سکوت ہو دلی ہے کہ من سکوت مسلم و من سکوت مسلم عمار اور پوشیدہ نہ ہو کہ علماء اہل سنت جماعت طاعت  
 کے حال میں مختلف ہیں علماء ماوراء النہر محققین فقہاء جملہ حرکات و جملہ احوال جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ  
 الشہ ہوئی محمول خطائے اجتہادی پر کرتے ہیں چنانچہ کتب عقائد میں مذکور ہے اور محققین اہل حدیث بعد تیس روایات صحیحہ فرماتے ہیں  
 کہ یہ حرکات خالی منشاۃ نفسانیت و حیست و تعصب و قرابت کہ جناب ذی النورین رضی اللہ عنہ سے رکھتے تھے نہ حق  
 پس نہایت کارار کتاب کبیرہ و اختیار لباوت ہے کہ تفسیر نفی ہو تا ہو و الفاسق لیس من اہل اللعن و لہذا سب و لعن کرنا انیسر  
 جائز نہیں ہے معاذ اللہ منہ اور اگر سب سے اسقدر مراد ہو کہ انکے ان فعلوں کو بد کہنا اور برا جاننا تو بلاشبہ اہل تحقیق کے  
 نزدیک واقع ہے اور لعن و سب حرام خاصۃ معاویہ پر کہ صحابی تھے شفاعت رسول مقبول عفو صاحب حق یعنی علی مرتضیٰ  
 انکے واسطے بلکہ اور فاسقوں کے لیے بھی موجود متوقع تھا اور بالقطع معلوم ہے کہ بعض صحابہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ترکیب  
 کبیرہ ہوئے تھے مثل باع المسلمی کہ ترکیب زمانہ ہوسے اور مانند حسان ابن ثابت کہ قذف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں شریک  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تکفیر نہیں فرمائی حالانکہ اسوقت تک قاذف عائشہ منصوص التحریم فی القرآن نہ ہوا تھا  
 برخلاف اسوقت کے کہ اب قاذف عائشہ بلاشبہ کافر و لا کارہ فی القرآن ہذا ما صرح بہ اسناد و الاستناد قدس  
 سرہ الفری فی السوالات المشعرہ من اراد الاطلاع بہ فایرجع الیہ معجزۃ شکوۃ المصاحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

یہ حدیث صحیحہ ہے

24

10

میں

九

新

10

کے ہاتھوں سے خراب ہو گا پھر استوار ہو گا دیکھو یہ پیشین گوئی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں شروع ہوئی اور  
 ترکون کے ہاتھوں سے کامل ہو گئی اور شاہنشاہی فرنگستان ایسی غارت گئی کہ کئی سو برس سے اسکا نام و نشان نہ رہی  
 اور دشنامے روم اور ارض مقدس جو سارے فرنگستان کے بادشاہوں کا معبد تھا پچھلے پہلے بین قیصر سے یک چہیں گیا  
 اور بعد اسکے شہنشاہ و شہنشاہی میں سارے اہل حکومت فرنگستان کے اور بادشاہ انگلستان کا بھی تین تین  
 چار چار لاکھ سپاہیوں سے جمع ہو ہو کر مسلمانوں کو فرنگستان اور ارض مقدس سے نکالنے کے لیے لڑے آخر کار ان  
 لڑائیوں سے کچ فائدہ نہ ہوا اور چالیس لاکھ فرنگی تلسطین میں دفن ہوا فائدہ یہ قاعدہ تھا عرب و انون کا کہ عرب  
 کوئی بادشاہ تسلط نہ تھا ان دلائیون کو اسی بادشاہ کی دلائی کی طرف منسوب کیا کرتے تھے خصوصاً جبکہ ان  
 دلائیون کے حدود آپس میں ملحق اور ادضاع و اطوار انکے متشابہ و متقارب ہوں اس لیے سارے فرنگستان کو عرب کے  
 لوگ روم کہتے تھے معجزہ ۹۱۲ سلم نے بند متصل ابوبکر سے استخراج کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے  
 پھر آئیکے زمانہ میں قسطنطنیہ فرنگیوں کے پاس ہو گا فائدہ روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پارس و اسے  
 ایک ٹکڑا دو ٹکڑے میں اور اہل فرنگ ذی قرون و اسے میں ایک گروہ اگر خراب ہو گیا تو دوسرا استوار ہوتا ہوا اور اہل فرنگ  
 عملی دسے میں اور آخر زمانہ میں پھر عروج پائیں گے سو دیکھو خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ کے وقت سے خلیفہ سوم کے زمانہ تک  
 پارس و اسے ٹکڑے میں مارتے رہے پھر بے نام و نشان ہو گئے اور عروج کرنا آخر زمانہ میں فرنگیوں کا اور ہونا قسطنطنیہ کا  
 اکی حکومت میں ہو گا فائدہ آثار اس پیشین گوئی کے انگلشیون اور روسیون کے حکومت سے ظاہر ہیں شاید بعض سے  
 ظہور پکڑے یا فرنگستان کی اور دوسری قوم سے معجزہ ۹۱۳ احمد ابن حنبل نے ابن ابی نعیم و حاکم نے باسناد متصل لکھا  
 ہے خود ابی بکر و بریدہ اسلمی سے روایت کی ہو کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ ترک غالب ہونگے چنانکہ پانچ سو برس کے بعد  
 انکا غلبہ ہو ا معجزہ ۹۱۴ سلم بن عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب تم یہ فتح ہو گا ایران و روم کا ملک  
 تو کون قوم ہو گی یعنی شکر گزار یا ناشکر گزار کا عبد الرحمن ابن عوف نے ہم شکر گزار ہو گئے جیسا کہ خدا نے حکم کیا تو  
 حضرت نے فرمایا کہ یا اسکا سوا اسے کو گے یعنی شکر گزار ہی نہ کرو گے بلکہ بوس کرو گے پھر آپس میں حمد کو دے پھر آپس میں  
 ایک دوسرے کی جڑ کاٹو گے برا دہری کا حق نہ مانو گے پھر آپس میں بغض و عداوت رکھو گے راوی کو شک ہو کہ حضرت  
 نے یہ لفظ فرمایا یا اسکا مانند کوئی اور پھر حضرت نے فرمایا کہ پھر تم جلوگے محتاج مہاجرین میں ہو چوہاؤ گے جنہوں کو انکے بعضوں کو ازواج  
 یعنی ایک کو دوسرے کے قابو میں کرو گے یا انکو تکلیف مالا یطاق دو گے اس حدیث میں حضرت سلم نے روم و ایران  
 فتح ہونے کی آگے سے خبر دی اور زیادتی مالی و دولت کی خرابیاں و فساد بیان کیے سو صدیق اکبر و فاروق اعظم کی  
 خلافت میں مسلمانوں میں فساد شروع ہوا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں زیادہ ہوا یعنی وہ فساد جو معاویہ  
 ابن ابی سفیان نے ڈالا پھر قویز بن علی علیہ السلام سے اور مردان ملعون اور اس کے اولاد کی حکومت میں مہاجرین و



۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

جو زیادتیان اور خرابیاں ہوئیں تمام عالم پر روشن بین لینے جیسا حضرت علیؓ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا  
معجزہ ۹۶ بخاری میں بابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت مسلمؓ نے فرمایا قیامت قائم ہونگی یہاں تک کہ تم کروگے غورستان  
و کرمان سے جو دو گروہ عجم کے ہیں سرخ روزناک چھٹی انگلیں چھوٹی ننہ جسطرح ڈھال تہہ بہ تہہ چڑھا ہوا یعنی انکے ننہ گول  
گول ہوئے ہوں گے پس غورستان و کرمان و شہرین بڑے بڑے ایران و توران میں دیان کے باشندے مراد میں یا تو تم کہ  
کہ انکی بھی صورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں سو بوجہ ارشاد حضرت علیؓ کے اصحاب حضرت انسؓ سے فرمایا اب ہوسے معجزہ  
ابو داؤد نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علیؓ نے کہ قرینہ دجلہ ایک شہر عظیم ہے جسکے باشندے  
اہل اسلام ہونگے آباد ہوگا اسکے ساحل پر برخت اقامت کھولیں گے اور وہ تین فرقہ ہونگے ایک تو مال اسباب انیاسیوں  
لاد کے جانب صحرا چلے جائیگے دوسرا فرقہ بادشاہ ترک سے پناہ پکڑے گا یہ دونوں ہلاک ہونگے اور فرقہ ثالثہ اپنے گروں  
کو پیچھے چھوڑ کر ترکوں سے مقابلہ کریگا اسکے لوگ درجہ شہادت پانہنگے پس اس ارشاد کے مطابق یہ عہد مستعمر بالبد  
سال چھ سو چھتیس میں واقع ہوا کہ ترک ملک تار نے شہر بغداد پر جو دار الحکومت اہل اسلام تھا شکستگی کے اور اہل  
اسلام کو محاصرہ میں کر لیا کہ بعض بھاگے اور مارے گئے اور بعض بلکہ اکثر مع مستعمر بالبدان سلطان میں درلے وہ بھی  
قتل ہوئے اور ایک گروہ نے مقابلہ کیا وہ لوگ شہید ہوئے یہ پیشین گوئی چار سو برس پیشتر وقوع سے ابو داؤد نے لکھی  
معجزہ ۹۷ مسلم میں ابو ذر سے روایت ہے کہ حضرت مسلمؓ نے فرمایا البتہ تم فتح کرو گے آگے چلکر ملک مصر وہ زمین جو چین قریط کا  
نام مشہور ہے سویری وجبت مانو دیان کے لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا البتہ انکے لیے امان ہو اور ان سے ہر دوسرا  
ہو جیسا حضرت نے فرمایا تھا قائد قیراد نصف دانگ ہونگی ہوتی ہے وزن پانچ جو ملک مصر میں اسکا بستی و نام ہے  
اور چونکہ مصر کے بادشاہ نے حضرت ماریہ قبیلہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ میں بھیجا تھا کہ انھیں سے حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ  
پیدا ہوئے لہذا مصریوں کو امان و پناہ ہوئی اور حضرت احمد والدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام بھی مصر کی تحقین اور حضرت  
اسمعیل عرب کے جد میں اس صورت میں عرب کو مصریوں سے ناہمالی رشتہ ہوا اس واسطے انکے ساتھ نیکی و احسان کو فرمایا  
معجزہ ۹۸ مسلم میں اسحاق بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بلائیںک ثقیف کے قوم میں ایک مرد عالم  
خونریز ہوگا اور ایک مرد جتھوٹھا سو دیکھنا چاہیے کہ اس قوم سے ایک جھانج نابکار ستھکار خونریز سخاک ہوگا  
فلم عالم میں مشہور ہو اسنے سوال کیا آدمی نافع مارے دو ستر اختیار ثقیف ہوا جبے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام  
محمد بن حنفیہ کی طرف سے اولاً جھوٹا دعویٰ امام کے خون کا کیا اور اسی بہانے سے سردار بنام محمد بن حنفیہ کی طرف  
لگا آخر کار فضیحت و رسوا ہوا معجزہ ۹۹ صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ تم مصر کو  
فتح کرو گے اور یہ بھی فرمایا کہ جب دیکھو دو شخصوں کو کہ باہم ایک اینٹ کی برابر زمین پر جھگڑا کرتے ہیں تو دیان سے  
نکل آنا اور ابا ذر سو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن ابن شریجہ بنی ابن حسنہ دربیہ دو بھائیوں کو ایک موضع

یہ خصوصیت کہتے دیکھا تو میرے دل پر آیا معجزہ موابہ بین لکھا ہوا کہ بعد فتح خیبر جب مال و اسباب جمع ہوئے لنگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار کوئی شخص مالی غنیمت میں خیانت نہ کرے نہیں تو دوزخی ہو گا اسی عرصہ میں ایک غلام جشی حضرت کامر گیا حضرت نے فرمایا کہ وہ جہمی ہوا ہی نے غنیمت میں خیانت کی ہوا صیاب نے اسکا اسباب تلاش کیا تو ایک نکل ملا چویش از غنیمت غنائم اسنے چرایا تھا اسی عرصہ میں ایک شخص اور بھی مر گیا اسکے حق میں بھی حضرت نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہوا صیاب نے اسکا اسباب بھی دیکھا تو کئی مہرین ہو دیوں کی بلین جو تسمی دو درم کی بھی نہ تھیں معجزہ ابوداؤد و بیہقی نے بسند متصل ثوبان زایل سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایک دن فرماتے تھے ایک روز آنے والا ہی کہ تمہارے خلاف مذہب و اسلئے تیرے چایان کرنیکے اور غالب آونیکے اس انسان میں کسی شخص کی یہ غلبہ مخالفون کا ہو گا مگر اس سبب سے کہ مسلمان کم رہ جائینگے حضرت نے فرمایا یہ سبب نہیں ہوا اسلئے کہ ان دنوں تم ان روزوں سے کمین زیادہ ہو گے لیکن سبب یہ ہے کہ تم لوگ مکھے ناکارے ہو جاؤ گے اور خدا سے تمہارے رعب کو تمہارے مخالفون کے قلوب سے خالی لیگا اور تمہارے دونوں بین دہن ڈال دیا گئے لوگوں نے اتھاس کیا یا رسول اللہ میں کیسا فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے کراہت سود دیکھو کچھ اس خبر کا ظہور بعض ملوک فرنگ و چنگیز کے عہد میں ہوا اور بعد ہزار برس کے پوری تکمیل تو نہیں مگر ذیل درجوں میں آٹھ درجے اسپین کے فرنگیوں سے شروع ہوئی اور انگلشیہ و روسیہ کے ہاتھوں نہایت ظہور میں آئی اور اب حقیقت دنیا و نفرت از مرگ مسلمانوں میں بدرجہ کمال ہو رہی ہے یعنی مالا مال اور غلبہ مخالفون کا بھی سبب مدارج کو طو کر کے ظاہر الازوال ہے معجزہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ ضرور ہونیوالی ہے یہ بات کہ سرزمین حجاز میں ایک آگ بلند ہو جس سے بصرے کی شرفا لون تک روشنی پہنچے چاہے یہ آگ متصل مدینہ عسکہ یا مدینہ شہر عظیم جبین قلعہ و درون و کنگرہ بھی تھے ظاہر ہوئی طول میں چار فرسنگ عرض میں چار میل ارتفاع تھا پھر قنداقوم و مانند دنیا میں زن نختی و عجمی سیلاب روان و مثل و عد غرش کنان روشنی ایسی کہ دینے کے لوگ اس میں سب کام کرتے اور سکان مکہ و بصری بھی دیکھتے تھے قسطلانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ آگ تبارخ ستائیسویں خرب سکنہ آٹھ سو چوبیس ہزار ہجری میں سب پچیس یوم اسکا قیام رہا اور توارخ عربستان سے واضح ہے کہ اوائل جمادی الاخر ۵۵۵ھ و زمرہ سے شروع ہوئی اور آخر جب سنہ مذکور میں فرد ہوئی یہ پیشین گوئی صدابریس پیشتر وقوع سے لکھی گئی تھی چنانچہ صحیح بخاری و مسلم جازنوبرس قبل ظہور اس آتش سے تالیف ہوئی ہیں معجزہ مسلم ابوداؤد و ترمذی نے ثوبان زایل سے استخران کیا ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت فرماتے تھے کہ کجا کر کے دکھلائی گئی مجھکو زمین کی طرفین پورب اور بھی کچھ کی اور پہونچگی حکومت میری امت کی جہان تک وہ دکھلائی گئی یعنی پورب سے پچم تک اس مقام پر کی باتوں کا غور و کارہ اول حضرت کا فقر اور مسلمانوں کی بے سامانی کہ ہوا سے نان جوین اور گزنیہ چاؤر کے کچھ

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

اور اس پر بڑا طرہ یہ تھا کہ سلاح جنگ بھی بکثرت نہ تھے اور انکی عدم وقفیت تو احد حرب اور نہوا بط جہانگیری سے اور انکی قلت کہ صرف عرب کے کافروں کے مقابلہ میں لاکھوں حصہ تھے دوسرے فی القون کی کثرت اور انکی دولت اور اہل و عہد ایران کی جہالت و عدم حکمت تو احد حرب جہانگیری کی ہمارے تیسرے اس بغض عداوت کو دھیان کرنا چاہیے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برہنہ ہوا ہے کہ ایک نرزل بھی جان دینے اور گھر بار لٹا دینے کو موجود ہو جاتا ہے جبکہ ملوک اور اشجواب یکجا چاہیے کہ باوصف ان دنوں اس طرح کی پیشین گوئیوں میں ہجوم و ہمام سے غافل ہو رہے ہیں انکے تیس تیس برس کے اندر عربوں میں دس بارہ درجے کے تیس تیس جوائیں درجے تک جیسے بابا مندب سے بلا دوزان اور حد و ملک ندس تک اور کہیں پچاس درجے تک جیسے ترکستان کی حد و شمالی تک اور طول میں نصف النہار لندن سے تیس درجے غربی لیکر کہیں شتر درجے تک جیسے حد و مشرقیے چارس تک اور کہیں بیانی درجے تک جیسے حد و مشرقیہ ترکستان تک حوزہ اقتدار خلفائے راشدین میں اس قدر گیا کہ اگلی حکومتوں کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور باوجود الاکراہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پھیل گیا پھر حاکم اور اس بات کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزائر صالات سے کہ ربع مسکون کی حد غربی بھی تاجزائریہ مشرقیہ میں کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہو طولا اور سواحل خوبہ و فقیر اور جزائر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہیں بیانیہ میں اور کہیں پچاس اور کہیں چھ اور کہیں ساٹھ درجے تک بلکہ بعض جگہ پچاس درجے تک جیسے دیار بلخار تک عرض شمالی میں بکتر ہے مہوبوں کے موافق وہ ملک جو خوب آباد تھے باقی رہا ہو گا جہاں ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانوں کی حکومت نہیں ہوئی اور ایسی نہیں جس طرح نادر شاہ کی بلکہ تھوڑی مقام ہو گا جہاں مسلمانوں نے سو برس سے کم حکومت کی ہو گی کہ کہیں شہر اسلامیہ جاری کیے ہوں اور کہیں صرف خیر پراکتفا کی ہو جائے کہ اکثر ولایات فرنگ میں اور یہ باتیں تو تواریخ ہندوستان اور جغرافیہ سے بھی بخوبی ثابت ہیں اور اسی کا اشارہ کلام مجید میں ہے ہواذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لعلہ علی الدین کلام و لو کہہ امشرکون یعنی خداوند اکبر پانے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین بنانے کو بھیجا تاکہ اوپر کردے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہو اور یہ تو پڑھا ہے کہ اگر زوی برہان عقلی جس طرح لا الہ الا اللہ کا مضمون سمجھتا ہے اس طرح نہ ثنویت کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ شگن اور پاشنی کا بلکہ یہ تینوں عقیدے بدلائل عقلیہ باطل ٹھہرتے ہیں اب دیکھو سیکڑوں ہزاروں برس سے ثنویت زردشتوں کے پاس اور شگن و پاشنی ہندوؤں و چینیوں میں اور تثلیث عیسائیوں میں ضروریات الترائینیہ میں داخل ہے بلکہ اللہ کا مضمون بنو فرعون فی نوع انسانی سے اتیک کیلئے عہد میں دنیا میں مشرق سے مغرب تک اس کیفیت و کیفیت سے نہیں پھیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پھیلا اور اگر کہیں پھیلا ہو تو کوئی تہلا و سے معجزہ مجازی نے جناب ابن الارثم جالی سے استخراج کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے ایک دن پیغمبر خدا صلعم کے حضور میں ایذا دہی بلکہ کی شکایت کی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور مجھ سے بہر کی نصیحت کرنے لگے

اور اگلے مظلوموں اور انکی حسروں کی حکایتیں بیان فرمانے لگے اور فرمایا خدا کی قسم یہ امر یعنی دین اسلام مقرر مقرر  
 اجمعی طرح جم جانے والا ہے یہاں تک کہ صنعا سے خسرو تک مسلمان آدمی سفر کر گیا اور سوائے خدا کے کسی کا در اسے  
 نہوگا لیکن تم جلدی کرتے ہو مطلب یہ کہ میرے اور میرے اصحاب کے سیکسی اور مظلومی اور مدمیوں موزیوں کی کثرت  
 و شوکت پر خیال نہ کرو ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ وہ دشت میں تھیں کسی کا خوف نہوگا یہ جاکہ وطن میں چنانکہ  
 حضرت مسلم کے وقت ہی میں ایسا ہو گیا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا اور کافریت پر تشوون کو مغلوب کر دیا  
 اور اسلام کو ایسا شائع کر دیا کہ مشرق سے مغرب تک پھیل گیا معجزہ بخاری نے عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت  
 کی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کے انلا س کی شکایت کی بسبب اسلام  
 کے اور پھر ایک اور آیا اسنے راہین بند ہو جانیکا گلہ کیا یعنی خرید و فروخت کرنا بازار میں اور سفر کرنا تجارت کے واسطے  
 ظلم انھار سے دشوار ہو گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری زندگی باقی ہے تو ایک دن تو دیکھے گا کہ عورت  
 محل نشین لے تنہا جہر سے کوچ کیا اور کعبہ میں باطمینان آ کر طواف کیا یعنی گویم بالفعل کافروں کے ظلم میں گرفتار ہیں تو  
 کیا ہو ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے کہ اہل اسلام سے اگر ایک عورت بھی تنہا سفر فرمے تو کافر کی تو اس کے حال سے  
 بھی کوئی تعرض نہ کرے گا عدی صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھی یہ بات کہ ایک عورت جہر سے تنہا کعبہ تک باطمینان آئی  
 اور کسی کافر موزی نے تعرض نہیں کیا فائدہ یہ دونوں معجزہ خیمہ میں ارشاد الہی کے وعدہ اللہ الذین آمنوا انکم وعلموا انکم  
 لیستخلفکم فی الارض کا استخلف الذین من قبلکم و لیکن لم یمکن لم یمکن الذی الرقی لم یمکن من بعدکم انما یعنی اللہ تعالیٰ  
 نے وعدہ دے رکھا ایمان والوں نیکو کاروں کو تم میں سے اسی مسلمانوں کو انکو خواہ خواہ بادشاہ کر دیا جس طرح بعض  
 اکلوں کو بادشاہ کیا اور جہاد لگا اس میں کو جیسا انکے لیے مقبول کیا اور خواہ خواہ بدل لگا انکو خوف کی جگہ امن و امان کو  
 فائدہ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہوگا  
 جب تک کہ ذکر نہ لگے میری امت اگلی زمانوں کے طریقوں کو بالشت بالشت بھر اور پاتھ پاتھ بھر یعنی بے تفاوت جو اگلے  
 زمانے کے کافروں کے رسوم تھے وہ میری امت میں کرینگے اصحاب نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ مجھس اور نصاریٰ کی  
 طرح ہو جائینگے فرمایا اور کون لوگ ہیں سوائے انکے یعنی یحییٰ کے قدم بقدم چلینگے سو دیکھو ریشمین کیڑا ہینا چانگیا  
 سونے کی باسنوں میں کھانا پینا بخومیوں سے پوچھ کر کام کرنا شراب پینا امیر سے گانا سننا ڈاڑھی منڈانا کھانوں  
 پر اڑ جانا تو بے نہ کرنا احکام شرع کا خیال نہ کرنا گفتگو میں بلا وجہ جھوٹ بولنا وعدہ خلافی کرنا گناہ کو مسلسل جاننا  
 یہ سب رسوم مسلمانوں میں جاری ہیں خصوص ہندوستان میں یہ باتیں فخریہ جاری ہیں سبحان اللہ مخبر صادق  
 ہو فرمایا اتحادہ واقع ہوا معجزہ صیح مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے کہ مسلمان لوگ بد شکست دینے سے نہ بادشاہ فارس کے خزانہ اسکا جو کھشک سفید میں بند ہے یہ قبض



و تصرف میں لاویں گے مطابق اس پیشین گوئی کے بعد خلافت حضرت عمرؓ میں واقع ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے شہر مدینہ کو جو دار الخلافہ خاندان کسروی تھا فتح فرمایا اور یزید و جہاگاہ اور تمام خزانہ کو شک سیف کا قبضہ فرمایا میں آپؐ پر اس حیرت انگیز معجزہ میں جمال الدین سیوطی نے زرین صاحب صحاح کی روایت سے لکھا ہے کہ جب حضرت علیؓ علیہ وسلم ریت پر چلتے تھے تو نشان قدم مبارک دیکھ نہ پڑتا تھا اور سب پتھر پر چلتے تھے تو ہر قدم پر نقش ہو جاتا تھا اور حوالہ الفضل اس معجزہ کا دلائل النبوة اور جامع الآثار اور انسان العیون اور زوار الدانوار اور مواہب اللہ اور مدارج النبوة اور فتح الباری وغیرہ کتب میں موجود ہے بسکوشہمہ ہو دیکھ لیوے اور اپنا ایمان درست کرے تمہارے کتاب دستور یہ ہے کہ جب کوئی حاکم یا بادشاہ اپنے نائب اور کارندے کو ممتاز زمین الاقران کیا پاتا ہے تو اس کے ساتھ ایسی بات کرتا ہے کہ جس سے یہ سب لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ شخص مخصوص اور صاحب بادشاہی و اسکا ساختہ پیر داخہ یا دشاہ کو منظور ہے اور اس کی محبت یا عداوت عین بادشاہ کی محبت و عداوت ہے چنانکہ اس طرح ہماری حضرت صلوات اللہ علیہ علی الاطلاق تاجع مخلوقات انہی اور تاوی سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کیا اور جمادات کمال اس ذات بابر کائنات میں محدود اور کالات اپنے کا ایک نکتہ بنادیا تاکہ حاضر اور غائب کو اطلاع ہو جائے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت عبود اگرچہ اوپر غیر ان دونوں کو بھی فضائل و کمالات عطا کئے تھے مگر جہاں جہاں ان کو ایک بات چیت کہ مجموعہ صفات کو یا تو فضیلت اجتماع کی انفراد حیرت سے بخوبی ظاہر ہو کہ ان ہزاروں کا نوغین ہزار چراغ اور کمان ایک کمان کی طرح

تضمین

تجلی اللہ فیہ بن کالات میں	صفت آدم کی علی حقیقت نشانی	نوح کا شکر طاعت ابراہیمی	صوت اود فضا حبیبی علی صلواتی
حسن یوسف مہربانی بیضاواری	انجیر خیابان ہمدان تو تہا واری		
مہربانی تو یوں کا تحمل پایا	مثل احق و ضاعت حضرت محمد	حکمت یوحنا وراثت ہئی یونس کی عطا	مثل یعقوب بشارت علی اور اسکے سوا
حسن یوسف مہربانی بیضاواری	انجیر خیابان ہمدان تو تہا واری		
تجلی اللہ فیہ بن کالات میں	سب کی اسفرت تھے جو اور تھے	میش توشع کا جہاد اور قہار الیاس	کیا فطرت ہو کہ ابی واد شہر بن اناس
حسن یوسف مہربانی بیضاواری	انجیر خیابان ہمدان تو تہا واری		
کیا کہوں تو نے جو بانی بن عطاء	سبح تو ہو یوسف الفت اسمعیل	قریب یسا کہ ہو پوچھنے نہیں ہر انیل	انجیر خیابان ہمدان تو تہا واری
یگانہ عیت جو جو کہی تو نہ	اصطفا اور رضا جو فخر شکار ملین	خاص میں تیرے لیے کوئی نہ لایا	تجلی اللہ فیہ بن کالات میں
جانبہ تکی علی حکم جو جو کہی	چھ سہ تہم بہات کی بفرمان	ملی بہ شہوت سے تھیل ہو کر	یوسف مہربانی بیضاواری

حسن یوسف عم عیسیٰ بیضا داری	انجہ خوبان ہمدارند تو متنا داری	
دبری کا جو پرستان میں شہرہ پڑھا	سنگ پر یون کو ہولی آپ افیت	عشق میں سنانے آیا جو خیا انشتا
حسن یوسف عم عیسیٰ بیضا داری	انجہ خوبان ہمدارند تو متنا داری	
جمع میں تجھ جو افیت کسی میں نہ ہو	شترک صفت محمد خدایت پرست اور	نہیں تشریح حقیقت میں کسی سے تجھے
حسن یوسف عم عیسیٰ بیضا داری	انجہ خوبان ہمدارند تو متنا داری	
کون کس نہم سے کہیں تجھ کی حرکت	صرف اپنے لیے تحصیل سعادت	دل میں ایک سخن پاک فطاعت کی
حسن یوسف عم عیسیٰ بیضا داری	انجہ خوبان ہمدارند تو متنا داری	

تفہیم اس حال کی یہ کہ جو فضائل اور کمالات ہمارے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ عنایت کیے ہیں بعض انہیں اللہ تعالیٰ نے اور حضرات انبیاء علیہم السلام بھی شریک ہیں اور اکثر وہ ہیں کہ اور پیغمبروں کو انہیں شرکت نہیں بلکہ آنجناب انہیں مقصود ہیں سو فقیر کو انہیں نعمتیں بیان کرتا ہوں جنہیں اور پیغمبر شریک ہیں وہ یہ ہیں اول یہ کہ حق و حکومت مطلق اور خلافت اور ریاست انام اور رسالت اور پیغمبری عام کہ انہیں جناب ابوالہشتر آدم اور نوح اور واد علیہم السلام شریک ہیں مگر پوشیدہ نہ ہے کہ یہ شرکت اور مناسبت من وجہ ہر ذمہ من کل الوجوہ کیونکہ رسالت ہمارے حضرت کی تمام اجزا و اعمال کو شامل ہو بطرح ربوبیت حضرت رب العزت جل شانہ اور نبوت آنجناب سوائے افراد انسانی جنات اور ملائکہ اور حیوانات اور نباتات اور جمادات پر بھی ہر کا قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا کافۃ للناس اور تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور پر ظاہر ہے کہ عالمین میں تمام موجودات ارضی و سماوی داخل ہیں بطرح رب العالمین کی تفسیر سے ہو یہاں حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں کہ لغت ہمارے حضرت معلوم کی تمام جزا و اعمال پر اور جمیع موجودات پر ہی والا سلام اچھا اور سجدہ اشجار اور شہادت حیوانات رسالت حضرت پر کیا معنی ہیں اگر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ تہنیت کیا تو ہمارے حضرت صلعم کے واسطے ارشاد ہوا ان اللہ ملائکہ لیسلمون علی النبی یا ایہ الذین آمنوا سلوا علیہ وسلموا لیسلموا اور یہ صلوٰۃ و سلام اس سجدہ سے افضل ہے اسلیم کہ اسمین خداوند علیم بھی فرشتوں کا شریک ہے اور حضرت آدم کو صرف ملائکہ نے سجدہ تہنیت کیا تھا اور ایک ہی مرتبہ جو ہونا تھا ہو گیا اور یہ صلوٰۃ اور سلام قیامت تک رہے گا اور ہر روز و شب نیا ہوتا رہے گا اور یہ بھی روایت ہے کہ سجدہ ملائکہ بکرت نور می سے جو پشانی آدم میں جلوہ افروز تھا واقع ہوا تھا اور زہلی نے مندا فر دوس میں لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کو اگر تعلیم اسما کی گئی اور ذریت و کمالات گئی تو ہمارے حضرت کو بھی تعلیم اسماء امت واق ہوئی اور ذریت و کمالات گئی اور یہ تو ظاہر ہے کہ محموم رسالت خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو خاصہ تہنیت ہمارے میں ہے محموم الرسالۃ من خصائص علیہ السلام اور جو تہنیت جلالین و الاسورہ فرقان کی تفسیر میں تحت کبریم للعالمین نذیرا لکھا ہوا والا سلام و الحمد

دون اللہ ایک سو بیک اسی نام و دو در خیانت مصنف کما بین علامہ سبکی سے نقل فرماتے ہیں کہ قال السبکی العالم ماسوی الدلفظ  
 ولعلین اعم اللہ کی فرمائی کہ جو ہم میں ہذا العموم خلیلہ البیان و حکایتہ الاجماع عن مثل الراء فیہ سمیع کذا فی المواسبات  
 اور تحقیق اسکی تبصرہ تمام قصہ نوح حضرت علیہ السلام میں مندرج ہو باقی آیت حضرت نوح علیہ السلام سو انکی رسالت خاص  
 قوم کی طرف تھی کہ انارسلنا نوحا حالاً قومہ سے ظاہر اور اس عرصہ میں تمام عالم میں انھیں کی قوم تھی لینے نبشتانکی اہل عصر  
 تہ جمیع افراد نوع انسان پر جو کہ بعد از ان موجود ہوئے اور عمارے حضرت کی نسبت اہل عصر اور آئندہ پر تا قیام قیامت عام  
 اور بعض وجود مناسبت کے قصہ حضرت نوح علیہ السلام میں لکھے گئے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کو صرف نبوتہ اولیٰ کی  
 میں ایک نوع کی مناسبت ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خاص غنایت سے نعمت اپنی پوری فرمائی کہ وہ تم نعمتہ علیکم  
 و ہدیٰ صراط مستقیم سے ظاہر اور حضرت داؤد کو بعد قبول توبہ انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فرمایا اور اسے اسکے حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیواسطے ارشاد فرمایا سمیعاً فیکم فی الارض اور اگر حضرت داؤد علیہ السلام کیواسطے نوسے کو نرم کیا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نیچے پیچہ کو موم کیا کہ نقش قدم ہو جائے اور درخت خشک کو آپ کی دعا سے سرسبز کر دیا  
 حضرت داؤد کے ساتھ بیمار نسج کرتے تھے حضرت کے ماحرین سنگریزہ تسبیح کرتے تھے دوسری علت حق اور محبت مطلق  
 کہ اسحق حضرت ابراہیم علیہ السلام شریک ہیں مگر حضرت حبیب بھی ہیں خلیل وہ ہے کہ جمین محبت غالب ہو اور حبیب وہ کہ  
 جمین محبوبیت غالب ہو خلیل وہ جو حکما فعل برہنہ خدا ہوا فعل باقو م یعنی کو ڈال جو حکم ہو یا حبیب وہ کہ فعل خدا  
 موافق اسکی خدا کے ہر فعل کو لبیک قبلہ ترضینا سو البتہ پھر نیلے تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہو خلیل علیہ السلام پر کش  
 نرو ایک مرتبہ سرد ہوئی حضرت صلح کے واسطے آتش حرب و قتال کئی مرتبہ ٹھنڈی ہوئی کلا اوقد و انار اللہ بظہایا اللہ یعنی  
 جب سگاتے ہیں آگ لڑائی کیواسطے بجھاتا ہو اسکو اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ استدلال سموات وارض مقام  
 قرب میں پہنچایا اور حبیب علیہ السلام کو بلا واسطہ مرتبہ تاب تو سین اور ادنیٰ سے ممتاز کیا رزقہ الاجاب میں ہو کہ فر  
 قیامت آتش و نزع کو خطاب ہو گا کہ فرمان بردار محمد صلعم ہو جسکو فرما دیں اسے جلا اور جسکو نہی میں اسے نزدیک  
 نہ جا اور نہ ہی ابن حاطب سے روایت کرتے ہیں کہ خاٹب کہتے ہیں میں نے لڑکا تھا ایک مرتبہ دیگ گر پڑی پوست ہون  
 میرا بل گیا یہ ابا بکر رسول مقبول کے حضور میں لایا آنجناب نے آب دہن اپنا اس مقام پر لگایا اور فرمایا اذہب  
 اباس رب الناس تحت ہوگی اگر خلیل علیہ السلام نے بتوں کو تیرے پوشیدہ توڑا کہ جملہ خداؤں حضرت حبیب علیہ السلام  
 نے بت پرستوں کے روبرو بتان کو کہ جو جیسے سے دیوار میں جڑے تھے ایک لکڑی کے اشارہ سے توڑا اور فرمایا جا رہی  
 و ربی الباطل حضرت خلیل علیہ السلام نے کعبہ بنایا حضرت حبیب علیہ السلام نے حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھا خلیل نے  
 منفرت کی طمع کی والدی طمع ان یغفر لی حبیب کو خود بخود مغفرت ملی لیغفر لک اللہ خلیل نے بالتجہ عرض کیا ولا تحزنی  
 یوم یثیون حبیب کی شان میں بے التجاڑ دہو ایوم لا یحزنی اللہ البتہ بلکہ کمال محبت سے یہ فرمایا والذین آمنوا معہ

یا خلیل  
 غفر لی  
 غفر لی

خلیلؑ نے کہا اور جنتی بنی ان بعد الاصلان حبیب کے حق میں ارشاد ہوا انما یرید اللہ لیب علم الرجل الالبیت ویطہر کم تطہیر  
 خلیل کو فرج اسمعیل خواب میں دکھایا حبیب کو واقعہ شہادت حضرت حبیبؑ سے بزبان جبریل مطلع فرمایا فائدہ لے لیتے تھے  
 میں کہ خلیل یعنی فقیر و محتاج و منقطع ہر شے سے اور حاجت اور ابراہیم کو ایسے خلیل کہتے ہیں کہ انھوں نے وقت حاجت  
 غیر خدا سے اعانت نہیں چاہی کہ قصہ القادریہ میں مذکور ہو اور افتخار حبیب علیہ السلام جانب حضرت حق علیہ السلام  
 کو باوصف ارشاد الہی اور پیغام حضرت باری دنیا قبول نہ فرمائی اور بقولہ الفقر فخری سے خوش و خرم رہے اور اپنی امت  
 دستور العمل قرار دیا اور بعض یاروں سے کہ محتاج تھے بروایت ابن ماجہ آنحضرتؐ نے اس بات پر بیعت کی کہ غیر سے کسی  
 چیز کا سوال نہ کریں سوائے ان سے کسی کا یہ حال تھا کہ اگر اس کا کوڑا گر جاتا تھا تو خود گھوڑے سے اتر کر اٹھا لیتا تھا اگر دوسرے  
 سے سوال نہ کرتا تھا کوفی القوال الجلیل اور شفا سے قاضی عیاض میں روایت ہے کہ خدا سے قبل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے فرمایا اتیٰ تک خلیل انموکتوب فی التورۃ و انت حبیب الرحمن اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کنست خلفا  
 خلیلا لآخر علی لا اتخذت ابا بکر خلیلا یعنی اللہ صاحب ہے کہا ابو محمد میں نے تجھے خلیل بنایا ہے سو یہ لکھا ہوا ہے تو ریت میں  
 اور تو محبوب ہو رحمان کا اور حضرتؐ نے کہا اگر موتا میں بکریوں والا خلیل اپنے رب کے سوا بیشک بکری تائیں ابو بکر کو خلیل  
 رحمان سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے آنحضرتؐ خلیل ہیں اور حضرت کے خلیل اللہ صاحب میں پھر صفت خلعت کی بدو  
 اتم ہوئی اور صفت محبت کی اس پر زیادہ ہوئی کہ ان دونوں صفتوں کے ملائے سے انصافیت آنجناب جنوں نے  
 نکالی ہو لیکن کاتب طروف کے نزدیک ازجہت خصوصیت محبت کچھ فضیلت نہیں ہو سکتی بلکہ سوائے ان دونوں صفتوں  
 کے دیگر مقابلیت علیہ اور احوال سینہ سے آنحضرتؐ کو حضرت ابراہیم پر فضیلت ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی خلعت  
 اور محبت کے جامع تھے اور محبت خدا مخصوص انبیاء علیہم السلام سے نہیں خصوصاً و عمومًا بلکہ ارشاد ہوتا ہے ان اللہ حبیب  
 النواہین و حبیب المطہرین و حبیب الصابریں و حبیب المحسنین و فاستولیٰ بحکم اللہ ابن قوم کہتے ہیں کہ جو لوگ ان کریمین  
 کہ محبت خلعت سے افضل ہے اور محبوب حبیب اللہ ہے اور ابراہیم خلیل اللہ نہ نادانی ہے ایسے کہ محبت عام ہے اور خلعت  
 خاص اور خلعت نہایت محبت کا نام ہے حق یہ ہے کہ خلعت ایک قسم محبت ہے یہ فاضل تر جمیع انواع محبت سے کہ اللہ جل جلالہ  
 اس مرتبہ علیہ و منصب سینہ میں تمام پیغمبروں سے حضرت ابراہیم اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہما کو مخصوص فرمایا باوجود اسکے  
 حضرت خاتم النبیین صلیم کو اور درجات اور مناقب سے بزرگی عطا کی کہ حضرت ابراہیم پر فضیلت حاصل ہوئی تفسیری  
 شکر گزار ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام امین شہید ہیں فرق یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کے کافروں کو  
 دعا سے ہلاک کر لیا کہ رب لاتذر علی الارض من الکافرین و یا لایضی اے رب پھوڑ زمین پر مشکروں کا ایک گھر بسنے والا  
 اور ہمارے حضرتؐ نے باوجود اسے کہ غزوہ احد میں بڑی بڑی سختیاں اٹھائیں اور دعا نہ فرمائی ہی کہا انعم اللہ تعالیٰ علیہم  
 لا یعلمون یعنی اے اللہ ہدایت کر میری قوم کو بیشک وہ نادان ہیں اور حضرت نوح کے وقت میں جو لوگ ایمان

بایں خلیل  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام



لائے تھے وہ ہی غرق ہونے سے بچ کر قیل یا نوح بسطہ بسلام منابر برکات علیک وعلیٰ ام من ملک یغنیہ حکم ہوا ای نوح  
 اور سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ اور کتنے فزون بر تیرے ساتھ والوں میں اور ہمارے  
 حضرت کے وقت کے کفار آپ کی برکت سے عذاب دنیا میں گرفتار نہ ہوئے کہ ماکان اللہ یغفر ہم و انت فہم یعنی  
 اللہ ہرگز عذاب نہ کرنا انکو جب تک تو انہیں تھاپو حتیٰ کلام حضرت حق کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی امین شہ یک بین  
 لگو حضرت موسیٰ سے بالاسے بطور احکام شہ بیت میں کلام ہوا اور ہمارے حضرت صلعم کو قبہ نور پر کمال احتشام طلب کیا کہ  
 اسہ از خفیہ سے مطلع کیا کہ فادحی الی عبدہ ما وحی سے ظاہر ہو اگر عساے موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اژدہ باغیہ ناطق بنایا  
 ہمارے حضرت کے فراق میں جو بستان کور ولایا حضرت موسیٰ کے واسطے زمین پر دریا شوق ہو حضرت جیب کے لیے  
 آسمان پر شوق قمر ہوا اور زمین آسمان کا تفاوت ظاہر ہوا اور تفسیر نجم الجواہر میں ہو کہ ابن حبیب کہتے ہیں کہ باین السما  
 والارض ایک دریا ہو کہ اسکا نام کفوف ہو اور اس عالم کے دریا اسکی نسبت ایک قطرہ ہیں سو وہ دریا وقت معراج  
 آنحضرت شوق ہوا اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر و کائنات  
 خشک کنواں پانی سے بھر گیا اور وقت ضرورت آپ کی اسکیون سے فورہ دریا پانی جاری ہوا کہ ہزاروں نے سیا اور  
 صرف کیا اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بینا نبوت کا نشان ملا تو ہمارے حضرت کو خاتم نبوت عطا ہوا اسکی روشنی  
 میں آنکھ جھپکتی تھی آنحضرت کے نور سے آنکھوں کو روشنی ہوتی تھی قہ جادو کم من اللہ نور آپ ہی کی شان میں ہو اگر یہ نور پر وہ  
 بشریت میں چھپا ہوا کسی کی نظر آپ کے جمال یا کمال تک نہ پہنچتی حضرت موسیٰ نے حضرت سے کہا ان تعلمنی مما علمت  
 یعنی سکھاؤ مجھ کو جو تم کو سکھا یا گیا ہو اور ہمارے حضرت نے خدا سے درخواست کی رب زونی علما یعنی اے رب  
 بر ما یر علم حضرت موسیٰ کی مناجات کا مقام طور سینا ہو حضرت خاتم النبیین کا عرض معلوم ہوئی کی درخواست ویت وابت  
 لن ترانی ارشاد ہوا حضرت کے واسطے حکم ہوا اللہ تعالیٰ ربک حضرت موسیٰ نے شرح صدر ناگوار بشارت شرح لی صدری حضرت کو  
 بے درخواست ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ شرح لک صدر کی پانچویں ملک اور سلطنت کہ او صاف علیہ حضرت سلیمان سے ہو یہ بھی  
 حضرت صلعم کو ملا ہو اور حضرت مختار کے گئے تھے ملکیت اور عبودیت میں سو حضرت نے عبودیت اختیار فرمائی اگر حضرت  
 سلیمان کی جن اور ہو اسوقت تو ہمارے حضرت کے حضور میں جن یطوع و رغبت ایمان لاتے تھے اگر حضرت سلیمان جنات سے کام لیتے تھے تو ہمارے  
 حضرت اسنے اسلام لیتے تھے اگر ہو انکو ایک مہر اور یحیائی تھی اور پھر لاتی تھی کہ عذرا شہ دور و احاشہ شہی سے عبارت ہو تو ہمارے حضرت  
 کیواسطے براق مہر ہو اگر عرش سے فرش تک لیکیا اگر حضرت سلیمان کو جنوں کا شکر لایا تھا تو ہمارے حضرت کو فرشتوں کا شکر لایا وہ کم  
 کہ تم جملہ کائنات میں اللہ کی سے ظاہر ہو اگر اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو پڑیوں کی بولی سکھائی تھی تو ہمارے حضرت کے دربر گوشت زہر تو دکا  
 بونہ اور آوند کا شکر کرنا اور پڑیا کا فریاد کرنا معجزات باہرہ میں چھٹی تناسب اعضا و لطائف تن فوہی شامل و لطافت بدن  
 کہ عبارت حسن جمال سے ہو کہ امین حضرت یوسف علیہ السلام شہ یک تھے اور جن کی دو تہین میں ایک حسن صوری

مکملہ سلطنت  
 اصناف عالیہ  
 حضرت سلیمان

یعنی ظاہری دوسرا حسن معنوی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا یوسف ملاحظت حسن معنوی میں قصصی غایت پر تھے کہ اگر کوئی  
خالق عظیم انکی شان ہو اور ابوسعید خدری سے یہی سنے روایت کی ہو کہ ناگاہ میں نے یوسف کو دیکھا کہ فضا میں پڑے گئے  
ہیں آدمیوں پر انہوں نے حسن کے مانند لیا یہ القہر اور انس سے تیرندی نے روایت کی ہو فرمایا کہ کوئی نبی نہیں مبعوث ہوا اگر حسین  
اور خوش آواز و نیک کم حسن و جہاد و حسن صورت و اوقسطانی فرماتے ہیں کہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ حدیث معراج میں  
آدمیوں سے مراد غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مسلم کی روایت ہو کہ ناگاہ یوسف نظر آئے کہ انکو ملا تھا پارہ حسن سے  
اور مراد پارہ حسن سے پارہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو در اسے اسکے حسن یوسف سے ایک فتنہ عظیم برپا ہوا  
اور حسن آنحضرت سے سیکر دن مارنے اور اگر ملاحظہ حلیہ شریف حضرت اس جگہ بنظر ہو تو درود پر ٹھکر نظر امعان  
دیکھو اور اسکو پیش نظر رکھو یا الہی تیرے عشق کی کھینچی ہو تصویر تیرے محبوب کی کرتا ہوں میں صورت تحریر پاک کر  
لوٹ دو عالم سے میری جان کا حریر جس پر تصویر تیرے دوست کی ہو شکل پذیر ہر ملک صنعت سے مرے جس گھڑی پیدا ہوا  
حریر ہو۔ جو صداصل علی صل علی بے تاخیر ہر سبکین بصفت ناحق کی بھی ہو تفسیر مطلع سیزدہ اختر ہی یہی بدر زئیر  
ہو ہی جسکو شہنشاہ امم کہتے ہیں ہو ہی جسکو شہ لوح فہم کہتے ہیں ہو سو قد مبارک میا نہ تھانہ بہت بلند و دراز اور نہ  
تھکیر کو تاہ با این بہ کہس قد کا یہ معجزہ تھا کہ جب لوگوں میں کھڑے ہوتے یا چلتے تو سب سے بلند نظر آتا اور جب مسند  
برائیت اور دعوت پر جلوہ فرما ہوتے تو جماعت حاضرہ سے سب مبارک اونچا دیکھ پڑتا یعنی غیرت حق نے کسی طرح آپکا  
ہمسپر نہ انہیں کیا بھانٹا کہ قدم مبارک کے سایہ بھی نہ تھا کہ آئین بھی سایہ ہمسری اور برابری تھا عرش پر سایہ  
محبوب خدا چھایا ہو ہو ہی وجہ کہ اُس قدر کے نہیں سایہ ہو اور سر مبارک بھی میانہ نہ بہت بڑا نہ چھوٹا نہ مجھکو ملتا نہیں  
اس سر کا کوئی بھی ہمسر نہ کسی تشبیہ سے دون کہ وہ ہوا لائق تر ہو یہ کہتا ہوں کہ وہ سر جو سر حق ہو نور حق کیسے  
سر اس سے یہ الیق ہو تو بال سر اسر اقبال اس فرق نوری کے گھونگر والے نہ تو نرم و دہشتہ اور نہ بہت پچھا اور آنحضرت  
نہ بالکل کھلے اور نہ از بس لٹھے درازی انکی تا گوش و گاہے تا دوش اور کبھوں میان گوش و دوش اور دونوں طرف  
دو گیسو کبھوں چار اور نور سے چمکتے تھے خوشبوئیوں کی لبتین آتی تھیں انکا اعجاز یہ تھا کہ جو کوئی بیمار دھوکہ دیتا فوراً  
شفایا تاہ یا رودہ بال سر دوش جو آجاتے تھے شب معراج کی صورت کو دکھا جاتے تھے ہو سنگانان جہان کو یہ شفا  
جاتے تھے ہم تھے جو طور پر ہوس کی کو گر آجاتے تھے ہو کو تیرا نہ بھٹکا کہ تجلی ہیں ہم دیکھ تو نور کے منہ پر متجلی ہیں ہم  
اور چہرہ نورانی غیرت جمال الہی اور آیت انوارنا متناہی ایسا روشن اور تابان کہ گویا آفتاب آسمین سیر کرتا ہو نہ تو بہت  
گول اور پر گوشت اور نہ بہت تنبا اور بے گوشت بلکہ مائل بند ویر و رنگت اسکی سفید مائل سرخی اوچکاتے مک ایسی کہ  
نظر نہ ٹھہرتی تھی اور شفاف بے جرم ایسا کہ ہر چیز کا عکس آسمین دیکھ پڑتا بلکہ صفائی اس آئینہ عذابا کی یہاں تک  
تھی کہ نور خدا کی صورت آسمین نظر پڑتی تھی اور عقدہ من رانی نقدر اسے الحق اس سے کھل جاتا تھا اور محمد تیری صورت

کیا ہو اسہل + ورنہ تھی ذاتِ خدا عقدہ مالایخل + اور جبین نور لگین انوار حق سے مالامال اور مانند حوصلہ دل عشاق واضح و کشادہ جب اسہل چہین پتی تو ایسا دکھلائی دیتا کہ نگر چاند کا ہو اور خوشبو اسکی مشک اور عنبر اور زعفران اور عطر سے زیادہ کہ عورتیں اسکا پسینا لیکر بدن میں ملتی تھیں اور بولوں میں بجائے خوشبو لگائی تھیں + وایت صحیحین آیا ہو کہ ایک عورت مغلکہ کو اسکی بیٹی کے نکاح میں خوشنودہ ملی اسنے پسینا جبین مبارک کا لیکر اس عروس کے بدن میں لگا کہ بدن حطہ ہو گیا اور کئی پشت تک اسکی اولاد کے بدن میں ویسی ہی خوشبو آتی رہی اور بھون اپکی بتلی بتلی نہ بیوستہ نہ جدا ظاہر میں ملی ہوئیں دکھلائیں سے انکی ابرو کو کوئی کتابہ طاق ایوان + کوئی گستاہی ہلال اور کوئی کتابہ گمان کوئی محراب عبادت ہی کا کرنا ہو گمان + اور کوئی قوس خدا اور کوئی تیغ عریان + صفت ابرو سے رسول عربی شاہ جہان + قاب قوسین کہون میں تویہ ادنی ہو بیان + اور آنکھیں شریکین نہ بڑن نہ چھوٹیں انہیں دوڑے سرخ خوشنمائی سے نمودار چشم بدور نظارہ حق میں ہر دم سرشار سیاہی اور سفیدی انکی کمال اعتدال حق بنی بین ہر خطہ بالاستقلال بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہو اور بیعتی نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی میں ایسا دیکھتے جیسا روشنی میں اور پیش رو اور پس پشت برابر سے چشم کو جادو نہ کیوں کہین اعجاز ہو + انکو آہو نہ سمجھو کہ فقط ناہ ہو + نہ تو نرگس ہی نہ یادام کا انداز ہو + جانو صیاد نہ اسکے تہن شہباز ہو + ہر جوت میں تو صفت اسہل خدا سا نہ ہو + عین عیسیٰ ہو جو عجاز سے دسا نہ ہو + کہ وہ میں علی نام سی بہر تعبیر + غیر کے قتل پہ ابرو کی کھپنی ہو شمشیر + حقیقت یہ تھی کہ جطرح دل حضرت کا احاطہ اور وسعت اور اک معقولات میں رکھتا تھا اسی طرح حضرت کی آنکھ کو احاطہ اور وسعت احساس محسوسات میں حاصل تھا کہ شش جہت کو حضرت کی نظر میں ایک جہت کا حکم تھا اور قوت بصر ایسی کامل کہ شریاکے مارے گیارہ یا بارہ دیکھتے تھے اور قوت بنا مسجد مدینہ قبلہ چشم سر دیکھ کر سمت قبلہ درست فرمائی تھی اور حیا اور شرم انہیں ایسی کہ ہمیشہ گوشہ چشم سے دیکھتے اور اکثر نظر اپکی زمین پر رہتی اور قوت انتظار جانب فلک اور لگین اپکی دراز مثل سائبان کمال آرائش سے نمایان سے یاہین زیر وزیر و سطور آیات و قوت بد یاہین محراب میں کعبے کے ملائک کے صفوت بد بین زیارت میں جو تصویر نبی کے مصروف ہو یہی پڑھتے ہیں بصد شوق و ہمراہ لوف بد بر گل عارض جان پر در احمد صلوات ہو بد و گیسوے فرج بخش محمد صلوات ہو آدر گوش مبارک نہایت خوبصورت نہ بڑے نہ چھوٹے دور اور نزدیک سے برابر شہین اور خوابہ میداری میں یکساں سماعت کرین چنانچہ ایک دن آسمان کا دروازہ کھلا کہ دروازہ کھول نہ کھلتا تھا اور شتر فرشتے واسطے متابعت نزول سورہ النعام کے آتے حضرت نے مجمع صحابہ میں فرمایا کہ اسوقت میں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور نبی مبارک بلند سی شماع دوز سے اونچی نظر آئی کہ اُس پر نور کا ابھار تھا اور خسار

۵  
شیراز صفت  
تتمہ احوال  
صفت ابرو  
انکھیں شریکین  
زیر وزیر  
نمایان سے  
یاہین محراب  
میں کعبے کے  
ملائک کے  
صفوت بد  
بین زیارت  
میں جو  
تصویر نبی  
کے مصروف  
ہو یہی  
پڑھتے  
ہیں  
بصد  
شوق  
و ہمراہ  
لوف  
بد  
بر گل  
عارض  
جان  
پر در  
احمد  
صلوات  
ہو بد  
و گیسوے  
فرج  
بخش  
محمد  
صلوات  
ہو آدر  
گوش  
مبارک  
نہایت  
خوبصورت  
نہ بڑے  
نہ چھوٹے  
دور اور  
نزدیک  
سے برابر  
شہین اور  
خوابہ  
میداری  
میں  
یکساں  
سماعت  
کرین  
چنانچہ  
ایک دن  
آسمان  
کا دروازہ  
کھلا کہ  
دروازہ  
کھول نہ  
کھلتا تھا  
اور  
شتر  
فرشتے  
واسطے  
متابعت  
نزول  
سورہ  
النعام  
کے آتے  
حضرت  
نے مجمع  
صحابہ  
میں  
فرمایا  
کہ اسوقت  
میں نے  
دروازہ  
کھلنے  
کی آواز  
سنی اور  
نبی مبارک  
بلند سی  
شماع  
دوز سے  
اونچی  
نظر آئی  
کہ اُس  
پر نور  
کا ابھار  
تھا اور  
خسار

از میں نرم و نازک رشک گلہاں بہشت اور آب و تاب سے ایسے چمکتے کہ چاند کی روشنی پر غالب تھے اور دین مبارک وسیع اور کشادہ خوشنما نہایت تنگ اور چھوٹا بدنامتھی یہ کہ وسعت دینی عرب میں مردوں کے واسطے محدود ہو اور تنگی دین عورتوں کے واسطے اور جو شہرت تنگ دینی معشوقوں کی بیان کرتے ہیں تو گویا یہ مراد ان کے نزدیک عورتوں کے حکم میں ہو کہ کیا کمون و صف بہ عارض پر نور جناب بد کہ اُسے ماہ بھی کہنا ہی خلاف آداب بد آگے خوشنما کے کیا مشعل متاب کو تاب بد ہو جو ایک جنبش انگشت میں شق مثل سیاحت گل بھی کیا کہیے کہ ہو اُسکے پسینے سے گلاب بد ہاں یہ کہیے کہ ملے کہنے سے قرآن کا ثواب بد یعنی ہر صورت شاہ عربی حق کی کتاب بد دونوں رخسار میں نصیحت مساوی بحساب بد زیر رخسار مبارک وہ خطائش لطیف بد رحل جو سپہ گھلا رکھا ہو قرآن شریف بد مصحف بد سے محمد پر ذرا کیجیو نگاہ بد یعنی اُسکی ہر الف لام وہ گیسو سے سیاہ بد ہو دین میں محمد سخن صدق کی راہ بد لام اور میں بد تین دو ابرو سے سیاہ بد یہ مقطع ہیں حروف اُسکی رسالت کے گواہ بد معنی اُسکے ہیں انا اعلم اعلم ہو کہ وہ کہو پر ہوتا یہ نازل نو وہ ہو جا با کاہ بد ہو جو منظور تلاوت تو ابھی بسم اللہ بد ہیں لکے احمد فخر کے رخسارے دو بد ہو قرآن عسی کہیں سپاہ دو بد اور دندان نور افشان کشادہ اور روشن وقت کلام نے نور چمکتا تھا حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے دیوار میں روشن ہو جاتین اور لوزد انتون کا ایسا پڑتا جطرح عکس آفتاب در حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اکثر عادت حضرت کی ہسکر اسنے کی تھی میں نے نہیں دیکھا حضرت کو اس طرح بیٹھے کہ لوات دکھائی دے کہ کمانہ وصف دہن کر کے اُسکا ترقیم بد حرف زن ہووے نہ جب تک کوئی مانند کلیم بد دم اعجاز سیاح کی ہو اُسکی تہیم بد کیا ہو وہ غنچہ نم ہو م کی تصویر شمیم بد بوسے گل لے کے جہاں جان سکے باونسیم بد بلکہ ہر سیم دہن لفظ محمد کی سیم ہاں یہ وہ نم ہو کہ جس نم سے خداوند علیم بد کام لیتا ہو ہدایت کا فیضان عیم بد ہو یہ وہ نم کہ زبان اسمین خدا کا ہو کلام بد یعنی ہو وحی مجسم ہو زبان اُسکا نام اسمین دندان مبارک جو ہیں رکھے تڑپیں بد درج یاقوت میں جیون سلاک گہراے شمیم بد نے غلط اُس گہر کے تین نسبت ہو کہیں بد لفظ اللہ کی نوو سطرین قرینے سے قرین بد ایک بالا ہو اور ایک سطر ہو اُسکی زیرین بد دیکھ کر اُسکا تقسیم ہی ہوتا ہو یقین بد ہم غلم کی دوعالم کو کرین میں تلقین بد ایک دندان کی چمک اُسے دکھائی تھی کہیں بد عزت عشق اتنی نے گوارا نہ کیا بد جب تلک سنگ قضا سے اُسے پارہ نہ کیا بد اور آواز حضرت نہایت شیریں اور خوش اور رست اور رست اور بے تکلف و ہاں پہونچ جہاں کسی کی آواز ہرگز نہ پہونچے خاصہ خطبہ پڑھنے میں اتنی بلند ہوتی کہ عورتیں اپنے گھروں میں سنتین اور فصاحت اور بلاغت آپکی تو بیان سے باہر تھی حق تعالیٰ نے فصیح اور ابلغ آپساید ہی نہیں کیا اور گردن مبارک رشک مینا بہشت حد اعتدال پر رخشان اور درخشان کہ آئینہ اُسکی صفائی سے



شرمندہ اور حیران گویا چاندی کا ٹکڑا تصویر کا عالم تھا اس کی جو رضوان نے محمد کے گلے کی تقریر یہ ہوا  
 طاؤس خبان دام ثعب میں اسیر ہو چھوڑ کر عاقبت الامر دہشت کا سر پر یہ خاک پر اتر اکندازی کا پیچیزہ دیکھی جب جسٹ  
 بنی کی تصویر یہ آپر عشق کے ڈالا گریبان کو حیرت و خواجی حسن کو سمجھا کہ مری تھی تقصیر حلقہ چشم نہ است ہوا  
 پائین زنجیر پہ کھینچ گردن جو کبھوں رقص میں آپ آتا ہو یہ شرم سے پائون پر سروہین جھک جاتا ہو اور  
 دونوں شانے اوپے اُپر بال اور ہنواں شانہ پر گوشت و مضبوط خوبصورتی سے مالامال اور پشت مبارک سفید  
 و صاف گویا نقہ گداختہ اور دونوں شانوں کے پیچ میں مہر نبوت اُسپر خیز خال اور کئی بال گویا اختر زوال  
 اور اُس میں صورت حروف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نظر آتے تھے جابر ابن سمرہ سے علامہ ترمذی نے  
 روایت کی ہو کہ میں نے دیکھا مابین دونوں دوش رسول اللہ میں ایک غدہ سرخ مانند بیضہ کبوتر اور حافظ  
 ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ یہ جو وارد ہو کہ خاتم مانند اثر مجسمہ یا مانند خال سیاہ یا سینہ تھے اور اس میں  
 محمد رسول اللہ یا سر فنانک المنصور لکھا تھا ثبوت اسکا کماتین بنی نہیں ہوتا ہو قائمہ پوشیدہ نہ رہے کہ خاتم نبوت  
 میں اختلاف ہو اول صورت میں تجاری اور ترمذی میں آیا ہو کہ مانند زرجا تھی یعنی ٹکڑے حملہ عروس دہوا صحیح  
 یا مانند بیضہ کبک و ہونفسیر الترمذی اور روایت ترمذی میں ہو کہ اُسپر خال تھے گویا نایل سیاہ کہ نزدیک ستوان  
 و دونوں شانوں کے نمودار تھے اور نایل جمع ٹولول کی ہو یعنی پارہ گوشت مانند دانہ نخود اور روایت  
 ابی نعیم اور مسلم میں مانند بیضہ کبوتر اور ترمذی ابن عساکر میں مانند بندہ اور ہرقی کے نزدیک مانند تفاح  
 اور حاکم اور ترمذی کے نزدیک اُسپر بال تھے اور حکیم ترمذی نے اپنی کتاب میں لکھا ہو کہ باطن خاتم میں ان اللہ  
 وحدہ لا شریک لکھا تھا اور ظاہر خاتم پر توجہ حیث کنت فنانک منصور اور تاریخ نیشاپوری میں ہو کہ گوشت  
 میں محمد رسول اللہ لکھا تھا کتاب الحروف کے نزدیک یہ اختلاف از قسم اختلاف نہیں ہو بلکہ ہر ایک نے بقدر معائنہ  
 اور خطہ اور اندازہ تشبیہ و تمثیل اپنی فہم کے مطابق بیان کیا ہو دوسرا یہ کہ مہر وقت تولد سے تھی نہیں  
 بعضے قائل باول ہیں چنانکہ ابونعیم نے دلیل میں حضرت ابن عباس سے روایت کی ہو کہ جب حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم پیدا ہوئے تو انکی والدہ نے ذکر کیا کہ فرشتہ خدا نے تین مرتبہ اپنے باسن کی پانی میں غوطہ دیا  
 اور ایک ٹکڑا حریر کا نکالا اُس میں مہر تھی اُسکو دوش مبارک پر جمائی اور وہ مثل بیضہ مکنونہ ہمو زہرہ چمکتی تھی  
 اور بعضے کہتے ہیں کہ جب اول مرتبہ قصہ شوق صدر مبارک واقع ہوا تب فرشتے نے مہر بھی کر دی تھی تیسرا یہ کہ  
 مہر مخصوص آنحضرت کو تھی یا اور انبیاء بھی اُسکے حامل تھے موطا علی المراتب میں لکھا ہو کہ خاتم نبوت مختص آنحضرت صلعم تھی بلکہ  
 اور انبیاء بھی اُسکے حامل تھے مگر یہ کہ خاتم نبوت حضرت جملہ و من کمال اور علامات نبوت میں تھی اور وہ آنحضرت اس خاتم سے  
 کتب سابقہ میں وارد ہو چنانکہ کتاب شعبا میں ہے لیکن اور انبیاء کے دلہنے ہاتھ میں تھی اور حضرت کے

انکشافات  
 لے بابل جنت  
 بنو مودہ کہ  
 ابون سرائیل بنی  
 از خدا وین قبول  
 اس کے نبوت  
 گویند انبیاء

اختلاف

مہر

حضرت کی پشت پر مقابل مکان در آمد شیطان کے واقع ہوئی اس نے خصائص حضرت میں ہرگز نہ فی المواہب اللامعہ اور حقیقت یہ ہو کہ  
 پشت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حامل اعباء رسالت اور انتقال نبوت تھی کما قال الشیطان علیک قولاً یقیناً اور وہ روایت گرا نایہ  
 و امانت کر امت پر ایہ بروجہ کما فی تمام پشت مبارک میں رکھی گئی لہذا اسپر مہر کی گئی بخلاف اور انبیاء کے کہ ان کو اپنی امانت پر کیا کے ساتھ  
 امین نہ کیا تھا اور خبر یہ روایت ختم نمونی تھی اس لئے مہر بھی نہ کی گئی کیونکہ وہاں خزانہ نہ تھا یہ مہر علامت حضرت کی معرفت تھی  
 کی تھی تاکہ معلوم ہو کہ یہ وہی پیغمبر ہے جسکی بشارت اگلی کتابوں میں تھی یہیں خلل و فساد کی گنجائش نہیں ہے تو مہر کیا ہوا اور نفل  
 مبارک کمال سفیدی سے ہر رنگ تمام بدن کے تھی اور اس میں شک کی بولتی تھی اور سیدہ مبارک عرض و جہڑا دنی بکھلا دیکھ رہا ہوا  
 نظم کیا کہوں میں صفت سیدہ صدر عالم بہ عالم ذات صدور اسکا فقط ہر مہر بہ دیکھتے تھے اسے جسوقت حسینان ارم بہ  
 شرم سے سینے کے ہوتے تھے سینے میں غم بہ اور شکم مبارک نہایت ہموار اور صاف سینے کے برابر اور ایسا نرم کہ گویا نعل کے گولے  
 تھے کیسے رکھے ہیں معراج اہل باطن اسے کہتے تھے فقط نور جو بہ اور ایک خط باریک سینے سے تاناں و شکاری نقاش ازل سے کھینچا  
 ہوا تھا سو اسے جسکی اور شکم پر کوئی بال نہ تھا گویا یہ نشان شوق صدر تھا نظم خط موسیٰ سے تاناں جو ہر شک سیاہ بہ  
 رشتہ جان سے ہر شیرازہ مکتوب کہ بہ شاخ سنبھل کا ہوا عکس ہر آئینہ ماہ بہ یا معلیٰ پر رکھا سمجھو سبحان اللہ مد جسکے ہر لون سے  
 دانے جہان ہوا گاہ بہ یا ثاب میں ہوا وادی امین کی راہ بہ یا رخ حور بہ ہر گیسو مشکین سیاہ بہ اور نزاکت بہ ہر اس موکی کہ اسکی گواہ  
 قلم موسیٰ میں اب لکھا ہوں تعریف کر دہر لکھوں کیا میں کہ وہ موسیٰ بھی ہر نازکے بہ دہر جس سے کہ بند گیا صاف کل پہچو  
 خواہوں نے جب پٹکے کا کھینچا آنجل بہ جب پٹے عرب کرانہ سے وہ سلطان ازل بہ کھولے جبریل کھڑا ہو کے کہ بند کابل پہ منظر  
 کھل پڑے ہیبت سے فلک کا اول بہ اور شجاعان رو عالم کا بھی دل جاتے دہل بہ مجبور کہ لہجہ کر میں یہ کہ تیغ اجل بہ دشمن  
 حق پہ میں بن کھینچے ہی پڑتی ہوں اگل بہ کاٹتی ماہ سے لے تا سراپا میں بن بہ آپکی تیغ ہوں اور قہر آلتی میں بن بہ اگر چہ طبع  
 مبارک میں کہ کافر نہیں آیا ہوا مگر ظاہر ہو کہ جس طرح تمام اصحاب حضرت کے معتدل خلقت والضع تھے اسی طرح کہ شریف تھی  
 اور نازک تھی اور دونوں ہاتھ آپکے دراز اور کلائیوں جوڑی اور تھیلیاں پر گوشت اور نرم و نازک جھیلی ہوئی خوشبودار اور  
 انگلیوں دراز اور باریک نہایت خوشنما انھیں انگلیوں سے چاند دو کمر ہوا انھیں ہاتھوں میں انگلیوں نے تسبیح پڑھی اور  
 انھیں کی گھائیوں سے بانی آلائی ہاتھ جب کسی سپاہ پر پڑا اچھا ہو گیا اور جب کسی یتیم کے سر پر رکھتے خوشبودار ہو جانا نظم  
 پنجہ اس نور خدا کا جو ہر ہر دست ظفر اس کے ملاح کے ہاتھ آیا یہ مضمون دو گرا بہ مہر و الطاف سے رکھو جو کسی کے سر پر  
 اس پہ میں بخش پاک ہوں سا بہ گستر پہ پانچ ارکان ہیں اسلام کے پہ پانچ اختر جو یا کہ ہیں پانچ نازدوں کے امام رہبر بہ حافظ  
 بن حجر فرماتے ہیں کہ یہ جو مشہور ہو کہ ستابہ دست مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراز تھا یہ غلط ہے اسے مبارک کا گشت  
 ستابہ البتہ دراز تھا اور دونوں بائیں و ساقیں انیس لطیف اور باریک نہ دراز نہ عریض و کہ گوشت نظم ایک سانپ کی  
 غرض دو ہیں یہ قانون بلورہ ہیں صفائی میں جمائے نہ تو ہیں نہ زمین چور بہ چادر رحمت و غفران میں ہیں دونوں بہ نور

بھرا اسی تھیں نورانی کہ چشم ہر دور ہر صدف پر و از نہ خط آپہر شمع کا نور ہر سامنے اس کے کوئی بیٹھ سکے کیا مقدور ہر ہاں پر سے  
 جیکہ تشہد وہ نام و دو جہاں ہر بیٹھیں سب پیچھے بزانوسے اوب غر و کلان ہر اور قدم مبارک دراز و برگشت و رنگیان  
 دراز و بار یک انہیں انگشت سب سے بڑا و خضر برگشت اور بانوں اوپر سے وٹھکتے ہوئے کہ انہر پانی نہ ٹھہرا و  
 اتریاں چھوٹی چھوٹی گشت نظم اللہ اجمرت میوس نبی ہاتھ لگا ہر شکر ہر سر مرا فلک برین پر پہونچا ہر  
 اللہ الحمد ہوئی ختم صفات اعضا ہر یعنی مین اس کے سر پایہ ہوا دل سے فدا ہر قامت راست کی تعریف  
 جو باقی ہر دلا ہر راست بازی کی ہر یہ شہر ملکہ کروہ بھی ادا ہر نسبت اس قدر سے ہر کن چیز کو جو دل میں  
 بتا ہر الف اللہ کا گر کہے اسے تو ہر بجا ہر عرش پر سایہ محبوب خدا چھایا ہر ہر یہی وجہ کہ اس قدر کے  
 تہین سایہ ہر فائدہ ایک سترس نہایت بلع بر خور دار مولوی محمد حسن لازال کا سمہ محبتا اطال اللہ عمرہ  
 اسی عرصے میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پایہ میں نقیض کیا اور درخواست کی کہ اگر  
 یہ قصیدہ داخل کتاب کیا جائے تو سامعین کتاب کو زیادہ تر موجب فرحت و مسرت ہوگا لہذا حقیر نے  
 اسکو داخل کتاب کیا

## قصیدہ

بشدا الحمد شب غم نے اٹھایا بستر	مرحبا طالع بیدار مبارک ہو سر
نزدہ احوال کہ ہوا نور خدا پیش نظر	بارک اللہ طبیعت کا ہر رنگ دیگر
اگر نہو پاس ادب تو مجھے کچھ دعویٰ ہے	
سجدے کرتے ہیں ملائک مرا وہ رتبہ ہے	
لا مکان تک لیے جاتی ہر مجھے طبع رسا	بڑھ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایا
ہو رہا ہر صفا ارواح میں میرا چرچا	خیر مقدم کی چلی آئی ہر ہر سو سے صدا
بزم قدسی کا بلایا ہوا مہمان ہیں	
ملک آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں وہ انسان ہیں	
آج کس دعووم سے خدام سخن آتے ہیں	مسندین فکر کی محفل میں بچھا جاتے ہیں
جنگی بزم جہاں دیکھ کے گھبراتے ہیں	گاؤ تکیہ کرہ ارض کا اٹھوانے ہیں
جشن کا روز ہر معنی کے شہر اقدس کا	
اور اوں بجا کرو خیمہ فلک طلسم کا	

ہم دکھائے ہیں طبیعت سے تاشے کتنے	عالم نور میں چھوڑ آئے ہیں شوشے کتنے
حل کیے غنچہ اخور شید سے کتنے کتنے	عقد پروین سے لکھے ہمنے ستمے کتنے
سادہ کاغذ ورق مہر درخشان ہوا آج	وست پڑ نور عطار و مین و تلمدان ہوا آج
یون خرامندہ بشوخی قلم رعنا ہوا	موج ہوا جس سے جھل غرق عسرن دریا ہوا
بال پرواز پر ہی چٹکیوں پر اڑتا ہوا	آہو شوخ ہوا کب کبک خرامان کب ہوا
کوئی تلخ آہوؤں کی جلوہ گری میں تو نہیں	کوئی سرخاب کا پر کبک دری میں تو نہیں
زنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہوا	غنچے کو دیکھیے تو صبح کا بھرتا دم ہوا
برگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہوا	سرور عنان میں آئینہ فتاد دم ہوا
ہر شجر شمع بجلی ہوا لگن تھا لے ہیں	نام ظلمت نہیں لالے کے یہاں لالے ہیں
طر سنبیل گل تر حرف ہوا غنچہ لفظا	کاغذ عشق ہوا یک سبز چین کا تختا
طوطی بولامے خامہ کامیان شعرا	کیون نہو آج میں لکھتا ہوں سرا پاکسا
جسکو گلہ ستمہ باغ ابدیت کیے	خندہ صبح بہار احدیت کیے
گیسو حور قلم ہو کے بنے خنامدہ	کہ ہوں آراستہ نقو پر سخن کے گیسو
کہو رضوان لے لے کہ لائے مجھے شاخ شبو	کہ شب فکر میں ہونکت مشکین ہر سو
منشی دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہوا	مشق کرنے کو مرے لہج و قلم کافی ہوا
روشنائی کی یہ ترکیب ہوا شمع بے دود	جسکی ترتیب کو جب سربل امین ہوا
گوند ہو شجرہ طوبی کا بہرہ مقصود	بانی بین چشمہ کوثر سے گر بڑھ کے درود
صورت دینے سے ہو پرا نوار کھل	شمع سے طور مٹنے کے اڑائیں کا جہل
زنگ شجر ن کا بھی اب کوئی سا ان کیجے	لارزار اپنے سخن کا چمنستان کیجے



خضر کو سالک آب از پئے مرجان کیجے	العل کے واسطے تسخیر بخشان کیجے
وقت ہر برہمی آسمن گردون کا	کہ شفق پر بھی ارادہ ہر مرآشجون کا
اور کاغذ کا تو بہنے عجب انداز کیا	پر دہ چشم کو تر طاس خدا ساز کیا
کھینچی تصویر اسے جلوں گہ ناز کیا	چوم لون ہا عقد میں اپنے عجب عجا ز کیا
شعلہ طور کا کاغذ پہ کھینچی نقشا ہے	خاکہ انگار کعب دست پر بنیا ہے
کیون نہ سو جان سے ہو گلزار بہار مینی	محور گیننی تصویر سراپا سے بنی
یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سنی ایسی کبھی	تھی یہی شکل مقدس کہ ازل میں جو کھینچی
ماز سے خامہ قدرت نے کہا واہ سے میں	بول آٹھا عارض پر نور کہ اللہ سے میں
کیسی تصویر کہ ہر صبح بہار امکان	کیسی تصویر کہ ہر آئینہ پردا ازہجان
کیسی تصویر کہ ہر لوح و قلم نور افشان	کیسی تصویر کہ ہر گلک مصور نازان
کیسی تصویر کہ سب ضلّ علی کہتے ہیں	کیسی تصویر کہ سب جلّ علی کہتے ہیں
کبھی تصویر جسے کھینکے نقاش ازل	خود لگا کہنے کہ ہر وصف میں تو ہر فضل
تبری صورت سے کھلے معنی ماقل و ودل	انبیا شرح مفصل ہیں تو متن مجمل
تو ہر خورشید ترے سامنے انجم ہیں بنی	تو ہر شمس یہ تصور میں تو ب ہیں قطبی
تو ہر داؤد بنم تو ہر سلیمان خاتم	شکر کیجئے ہر تو ذکر زکریا ہر دم
خلت خاص خلیل و برکات آدم	شکر یعقوبی و صبر دل ابو بہم
حسن یوسف دم عیسیٰ پر بیضا داری	آنچہ خوابان ہمہ دارند تو تنہا داری
ہلے ہیریل کہ تجر ہوئی ختم تکمیل	آدم و فرج کے بخشے تجھے اوصاف جمیل
خضر و الیاس کا رتبہ شرف و اعلیٰ	اور سوا اسکے بھی اے سروتہ باغ خلیل

حسن یوسف دم عینے پر بیضا داری انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
طالع خفتہ کو ہچشم زینا کر دے دستگیری مری فرامیجے بر پا کر دے	عین پکارا کہ مرے گھر میں آجا لا کر دے مثل مرد کے بڑا ہوں مجھے زندہ کر دے
حسن یوسف دم عینے پر بیضا داری انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
طور پر جاؤں تو ناحن کا جھٹکا ہو مجھے سچ تو یہ ہو کہ ترے گھر میں کمی کیا ہو مجھے	کنوین جھانک کر کنسان کے تو سودا ہو مجھے خط ہو گر سرخ ساز سجا ہو مجھے
حسن یوسف دم عینے پر بیضا داری انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
ہر دل و جان رسلِ محمدؐ آرم یہ تصویر عالم نور ہو سرا بہ قدم یہ تصویر	واہ تصویر ہو بس عن کی قسم یہ تصویر بسکہ آئینہ وحدت میں ہو قسم یہ تصویر
سایہ زریا ہی نہ تھا آبِ قنات کے لیے روشنائی تھی یہی مہربوت کے لیے	
سایہ حق وہ شہ منزلت کلمہ ہو سچ ہو محبوب جولا ثانی ہو وہ بکتا ہو	جسم محبوب خدا نور کا یک پستلا ہو اُسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہو
لاکھ عاشق ہوں مگر لطف دو محبوب نہیں ظلم حق ہو تو ہو پر ظلم نئی خوب نہیں	
سجدہ سونہ میں ایسی عبادت میں دوا راتی و جہنم کرویت صادق سے دوا	قد کے اوصاف رکھو یاد نہ بھولو بہ خدا آبِ آئینہ باطن سے وضو کر کے ذرا
اٹھ کھڑے ہو پے نظمیں دم طاعت ہو بھی تکیہ میں عشاق کی خدمت است ہو	
اب یہاں آمد مضمون ہو کہ وحی پوچی تو دھوبے دامن و قامت محبوب خدا	عرش پر گر سی بچھائے ہو مرا ذہن رسا ای فلک ذکر یہ انداز بہت ہو بجا
قد بے سایہ مری چشمِ مخمور رہے	

سایہ طوبیہ کا ترے عالم بالا میں رہے	
راستی جو ہر آئینہ ایسا نہ ہو ولا	کہ دے ایمان سے کہ وہ قد ہر الف ایمان کا
دیکھے دونوں الف اُسکے تو کھلا یہ نکلتا	ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا
سرا بیان حدوث و قدم اول کو عبور	
دوسرا وادی امین میں ہر شیع سرطور	
سرا قدس ہر حباب لب دریا سے قدم	دُورۃ الشّجّاج ہر اس بھر کا یہ قطرہ نم
ہم احمد کا ہر دامن احد سے منعم	یون حدوث اور قدم آکے ہوسے ہین باہم
قطرہ بگریست کہ از بحر جدا نہیں ہم	
بھر بر قطرہ بہ خندید کہ مائیم ہم	
لیے است کے گناہ اپنے اپنے سر پر	بخشش حق ہو نہ ہم سپر متوجہ کیونکر
دن گئے جاتے ہین کب روز شمار آئے نظر	زلف مشکین کو دکھا کر جو کہیں بغیر
ہاں چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو	
نفت سرا یہ است کا سیاہا دیکھو	
سایہ ہر شرف ہمایون پہ جناب حق کا	ہر وبال افسر شہ پر نہیں کھولے ہر ہما
عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ ہما	نہیں سرکار یہ سلطان جہش کی حاشا
کشور کا کل پر ہیچ خشم سرور ہو	
نہ خشن ہو نہ خطا ہو نہ یہ عنبر سر ہو	
خوشنویس ازلی کا ہو وہ پر زور قلم	کہ ہر اک حرف ہو اُسکا سہر مستحکم
اہل ایمان کے لیے سوے سر شاہ اہم	خط گلزار میں ہو سر خط گلزار اہم
کوچہ خلد نظر آنے لگا دنیا میں	
خوب فردوس یہ لکھا ہو خط طفر میں	
نرخ پُر نور کا ہو کاکل شگون سے ظہور	دیکھ لو دامن موٹے کے تلے شعلہ طور
سنبلیہ میں ہو عیان جلوہ ماہ پُر نور	ابر رحمت میں ہو خورشید قیامت مستور
شب معراج میں ہو شمع بجلی روشن	
لیلۃ القدر میں ہو نور الہی روشن	

وصف پیشانی ہین ہونا ہر قسم سر بہ زمین	روح بسم اللہ ابرو جسے کہیے بہ نقبین
صحف کل ہر رخ حنائت نسخہ دین	سورہ فاتحہ صحف کل ہر وہ جسین
گلشن عالم تتر یہ رخ زیبا ہر	اس گلستان مقدس کا یہ دیبا جا ہر
ہین دو ابرو سے سیم زلف حسین انور	طاق یا حنائت غور شید کے آتے ہین نظر
نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطر دلکھ کر	مہ نو تیغ سے مریخ کی ہو دو و سپکر
خواب میں بھی جو وہ زہر سی حسین پیش آئے	مشتربہ طالع کنگان کی زحل ہو جائے
دیکھو ہم پہلو پیشانی انور ابرو	ہین اسی آئینہ صاف کے جو ہر ابرو
آبرو سے دم خنجر ہین مستر ابرو	موج دریا سے شجاعت ہین سراسر ابرو
مہ کامل میں مہ نو کی یہ تصویر ہین	یا کھنچی معرکہ بدر میں شمشیر ہین
ایک رگ مخفی ہر ماہین دو ابرو سیاہ	کہ نظر آتی ہو وقت غضب شاہنشاہ
طرفہ شبیدہ پہونچی ہر سخن دان کی نگاہ	الف اسم چھپائے ہوئے ہر بسم اللہ
لفظ معنی ہین عجب ابروؤں کے طاق ہوئے	الف طاق چھپا یا تو عدد و طاق ہوئے
رگ جو کانشا ہر نوشا ہین ترازو ابرو	مردمک سنگ ہو اور پلہ ہر چشم و بگو
آنکھ پڑ جائے اگر جانب است سر	صاف رکھی رہے میزان قیاست یکو
آپ پلے بہ ہمارے ہون تو گبا کشکا ہر	مردم چشم کہین ہمنے اسے نولا ہر
طرفہ مضمون ہر مجھے پیش نظر ہو آگاہ	منظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجے نگاہ
ایسی زگس کہین دیکھی ہو نہ بادام سیاہ	چشم بد دور عجب آنکھ ہر ماشا دشر
لاکھ اگر اچھی سی اچھی کوئی تشبیہ کہے	چشمکین مار بے سخن گو نظر فریب کہے
اک نیا نسخہ نکالوں دل پر جو ہر سے	صغیر پرسم کے لکھیں جسے آ باز سے



ہلکس اکبر کی بوٹی ہین سنا اکثر سے	بوہ چشم پہ ہر آنچ رخ اور سے
صحنہ راو دولت بیدار ترے سونے کے	وہیں آکھوں کے نہیں ڈھیلے ہین یہ سونے کے
گوشش پر نور تہ زلف شب آسا ستور	اکہین دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کا فور
رنگ کا اسکے صبا کے چمن میں مذکور	اکے گل سے کہ ہوا ہونہ ٹھہر میرے حضور
گو ہر وصف سے گرد امن در پاؤں ہو	یون صدف سے کہے مونی کہ بس بجل دجو
سرفک گوش قلب گرچہ یہ تشبیہ ہو تیز	چشم کا ہر یہ اشار اک کرو اس سے گریز
ہو زمین کہنہ ابرو کی بڑی مردم خیز	رخ کے میدان میں ہر اک ذرہ ہر شمس تبریز
گوش و بینی گوہی دیکھ کے سب کہتے ہین	قلب و صاحب انفاس بیان رہتے ہین
بینی اقدس شاہنشہ عالی منظر	آب آئینہ رخسار کی موج انور
خوبروئی کا بند ہی پہ ہمایون اختر	یوسف حسن کا معراج ہر پائش نظر
صفہ خد مبارک پہ الف بینی ہو	دیکھنا عارض انور کا خد بینی ہو
صورت چشمہ کوثر ہر لب جان پرور	نخل بادام وہ بینی ہر لب کوثر پرور
شاخ اس نخل کی ابرو سے جناب الطہر	اور اس شاخ میں عینین مبارک ہین نثر
دل عارف اسی کے سایہ میں دم لیتا ہو	نور ایمان اسی سایہ کے قدم لیتا ہو
چشمہ مر سے اس بحر میں اب رونق ہو	صفہ ماہ تک انگشت قلم سے شوق ہو
وصف رخسار ادا کرنے کا بچہ حق ہو	رنگ رخسار سحر سامنے جسکے فنی ہو
مطلع صبح بہا ضی ہو کہ نورانی ہو	حسن مطلع یہ گر نہ رہی لانا نی ہو
رو برو آئے جو آئینہ نواک سکتا ہو	شمع کے بھی دھوئیں اڑ جائیں جو کچھ دھوا ہو
خاست آجائے جو شہد شہید کو یہ سودا ہو	صبح ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

حشر بر پا ہو جو کفائی ستا بل آئین چرخ پر سوئے یوسف کو ملک لبجبا بین	
رو برو جلو غور شید کے سائیا کیا ہو عاقلو غور سے دیکھو کہ یکت کیا ہو	سانے شمع منور کے اندھیرا کیا ہو آتی ہونے میں بھلا آپ کے شہا کیا ہو
کوئی تیر بر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی نور رخسار سے حرفون میں سیا ہی نہ رہی	
لب جان بخش کی تشبیہ دم عبس سے آب حیوان نہ کہا خضر نے گو چھینٹے دیے	دسی نہ دم دیتے رہے لاکھ مسیحا بھی مجھے اب فقط رہ گئے خورشید کے جھوٹے ٹوٹے
کہوں یا قوت تو وہ باتیں یہاں پائی نہیں لعل سمجھوں اسے آنکھیں مری بھڑائی نہیں	
فکر و صف در دندان میں کٹا سارا دن جسکی تشبیہ نہو اسکی صفت کب ممکن	رات بھرتا رہے ہی گنتے رہے بیٹھے حسن یون تو ثابت ہو کہ سیارے ہیں روشن لیکن
غور سے دیکھیے تو نیشے کے یہ چھالے ہیں یالب ساغر اخلاک کے بجناسے ہیں	
قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا رو رو کر پانی پانی میں ہوا جوش مروت سے مگر	آباد امن میں لیے گردِ سیمی گو ہر معنی تازہ طبیعت سے کھلے یون دل پر
کہ درین قطرہ سائل غم لاتنہز نیست وز پئے درمیتیم آید لا قہر نیست	
یک قبسم ہی کلید در جنت ہو یہاں نامہ بخشش امتا ہو جو حضرت کی زبان	ہوے عفار کے دمدانہ تشدید عیان لفظ اللہ سرنامہ ہو سکب دندان
نامہ ملفوف لبون میں ہو بہ طرز دلخواہ ہو لفظانے پہ خط پشت لب انشا واللہ	
اچھندان کیسے اسرار دہن کئے بیان ہونچے ہیں حق گوہر کے جگر تک دندان	مل گیا خاک میں جو چہمے آب حیوان درج با قوت میں ہو آتش حسرت کا دھوان
رنگ غنچے کا اڑا گل کی تعلی چھوٹی	

منہ پر پسے کے ہوائی پہ ہوائی چھوٹی	
کوئی کہتا ہے کہ اُسکو شکر سنان کہیے اور سلیمان نے کہا خاتم یزدان کہیے	خضر بولے کہ اُسے چشمہ حیوان کہیے
ہر جگہ مشترکاً سکا لفظ تان کیا حق تعالیٰ نے اُسے صاحبِ آفتاب کیا	
گفتگو اس میں ہی بولی مری طبع موزون جس سے ظاہر ہو اسے ترغبی کن فیکون	عنچہ نے پیش کیے گر چہ ہزاروں مضمون میں شکافِ مسلم صنفِ آسے کیوں نہ لکھوں
شعرانے اُسے کیا جانے کیا کیا سمجھا اسمِ عظم کا مگر ہمنے محنت سمجھا	
تشش خط شکستِ دل اعدا کہیے فلک تقدیر کا یا خط شفیعا کہیے	ریش مرسل کو نبوت کا رسالا کہیے سرفہرمانِ خندا کا خط طعن را کہیے
اسکی روداری سے اللہ نے بخشا ہکو ہو شفاعت کی سند خط شفیعا ہم کو	
ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا اس لیے حاشیہ لکھا ہے خط رنگین کا	ترخ پر نور ہو شرآن کا پہلا نسخا مشکل از بسکہ تھا مضمون دہن کا نکلتا
ترخ جو ایمان ہو تو اک جزو یہ ایمان کا ہو نیا حاشیہ یہ نہیہ ہو شرآن کا	
لام کیوہن سرمونین کچھ مشرق صلا کہ وہ ہے اصل پے خلقت دین و دنیا	گمہ پاک الف صا د ہے چشمِ زیبا چہرے پر ہے خط گلزار سے یعنی لکھا
جمع خاطر ہو تو کیجا پہضامین کیجیے دیکھیں تفسیرین بہت یک نئی تفسیر کیجیے	
اور محرابِ حرم کا ہے اس ابرو پہ گمان مردم چشم ہی بیٹھا ہوا اک ناظرہ خوان	پردہ کعبہ ہو گیوسے حبیب یزدان اسمیں پاکیزہ مصلا ہے نگہ کا دامن
ذیرِ رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف رحل ہے جبہ کھلا رکھا ہے قرآن شریف	

نورنگائے ہری ریشنی طبع و لا	شمع کا فوری گردن کا دکھائے جلا
نہین پر دانگی بانی ہو مگر فکر سا	پریہان جلتے ہیں جبریل کے اندیشہ کجا
سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہو	آتش حسن گلو سوز کا یہ شعلا ہو
بارک اللہ وہ گردن ہو کہ فوارہ نور	جس سے ڈوبی عرق شرم میں ہو شمع طور
کسی مینا و مراچی کا یہاں کہا مذکور	بزم تنزیہ کی کہیے اُسے مینا سے طہور
جسکی کیفیت اگر دین باطن میں داتے	خلد میں شربت دیدار حق اچھو ہو جائے
بال گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہ روشن	کہ شب فکر میں افروختہ ہو شمع سخن
ہر تجھے کس لیے ایڑیاں اچھا دیکھن	انتخابی ہیں سب اشعار بیاض گردن
ہر شب در و زجب آشفتم بسمی بردی	تا کہ مسودہ گیسو بہ بیاض آدردی
صفت مہربوت کا بیان ہو کیونکر	خامشی مہر دہن اور سخن ہو ششدر
مہر کی پشت کے فقروں سے یہ حق نہ کھ کر	کہ ہو انا مہر بینا مہری ختم آہر
ہوے پھر بھی جو سیدہ دل متبہی گمراہ	ختم اللہ علیٰ قلوبہم انا للہ
مہر انور کے جو معلوم ہوے حرف تمام	کلمہ اُس سے نمایان تھا نہیں اسم کلام
راست ہو دعویٰ مقبولی دین اسلام	ایک ہی مہر شہادت میں لکھے ہیں دو نام
نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالم گیر	ایک سکہ میں کھدا نام شہنشاہ دوزیر
دست رنگین کی صفت بار خدا ایک ہی	شاخین نکلیں جو کہوں شاخ گل رعنا ہی
طوطی نا طفقہ اس باغ میں چپ رہتا ہی	لبیل طبع کو غنچے کی طرح سکنا ہی
ہاتھ باندھے ہوے جبریل کھڑے رہتے ہیں	دست گلچین کو بہانہ دستہ گل کہتے ہیں
ہاتھ کھینچے ہوے ہو رنگ ہر مانی کا فنی	تلم انگشت ششم ہر کف افوس ورق



کلمہ مداح نے جب صفیٰ کو بخشی رونق	ہو گیا سینہ عطار د کا بھی حسرت سے شوق
رنگ و بو ظاہر و باطن کی سب اکجا ہو کر	مرے ہاتھوں پہ صدق ہوے گجرا ہو کر
بند دست آپکا ہو یا کوئی خمہ کا بند	طبع استاد ازل بھی ہو عجب نازک بند
آنگلی ہر ایک ہو وہ مصرع موزون و بلند	آنگلی رکھ سکتے نین جسیہ کین و انشمنہ
مجلو خمیر صفت جبہ اقدس بس ہو	اس سدس کے شرف کو خمیرس بس ہو
گوشت دست منور کو مین کتا ہوں ماہ	غور کیجے تو یہ تشبیہ نہیں خاطر خواہ
میرا نور ہو ہتھیلی سے لونا خن شاہ	دونوں جو وقت مقابل ہوے اللہ اللہ
ہننے یہ معجزہ عفت انا مل دیکھا	یک گھڑی مین مہ نو کو مہ کامل دیکھا
کون کلمے صفت سینہ صاف سرور	دست بر سینہ مین حسرت سے یہاں جن و بشر
اور کہتے ہیں فرشتے بھی یہ حیران ہو کر	لوح محفوظ ہو یا عرض خدا پیش نظر
صدر ایوان رسالت کا عجب سینہ ہو	صورت علم لدنی کا یہ آئینہ ہو
صاف و بے موہ ہو بنی کا برسمین شفاف	جیسے نقطوں سے حروف کب صدرک ہیں صاف
ان گرینے سے ہر اک خط مشکین تانات	جسکو کہتا ہے خنور کشش مرکز کاف
صدر پر نور کے شوق ہونے کی مثال ہو	عقل کہتی ہو وہ آئینہ ہو اور بال ہو
غزن گوہر اسرار شب اسرمی ہو	شرح صدر رشہ عالی کا یہ اک نگہ ہو
جو کہ لبر زلفاقت ہو یہ وہ چشمہ ہو	جسمین مواج لطافت ہیں یہ وہ دریا ہو
خط نمین سینے مین شاہنشہ بھرور کے	عنبرین موج ہو یہ بحر مین گویا بر کے
گر چہ پرواز مین انزلشہ ہو بال جبریل	اور اچاے مضامین مین ہر فکر اسرافیل
نہ ملی پر کوئی نازک سی کر کی تمثیل	ہو گیا ہم عدد لفظ عدم لفظ عدیل

<p>قاف تک پہنچے بہت کاف کروڑوں ڈھانچا ہو کمر بن دیکھی ہن پر ایسی کر عفتا ہو</p>	
<p>اسکے اوصاف ہن مشہور میان جمہور ساتنے اسکے کوئی باندھے کر کربا مقدور</p>	<p>یہیچ اس صبا ہو کسی تیغ و کمر کا مذکور تا کر عسرف عرق ہو گئے سب اہل غور</p>
<p>اسکے اوصاف شجاعان ہسان گھبراہن چیتے میدان میں جو آئین تو ہرن ہو جائن</p>	
<p>لام الف کا ہر فطاع وہ کمر وصل علا کمر یار کو مسدوم ہی سمجھے شعرا</p>	<p>لا خط نسخ میں لکھو تو کون اک نکلتا واہ کیسا کروں پر یہ خط نسخ کھینچتا</p>
<p>نہیں ثابت قدم اس نفی سے ہنشا بھی یہ وہ لاہی کہ نہیں جس سے بچا لا بھی</p>	
<p>وصف میں جسکے سندن کا لگا گھٹنے جی نہیں چلتا ہو لگی پائے قلم میں ہندی</p>	<p>سر عالم ہر قدم اک نئی ہاتھ آیا ہو جو کا غد تو یہ حسرت ہوئی</p>
<p>سربہ زانوے ادب اسکے سخن گو بیٹھیں فکر عالی کے فرشتے بھی دوزانو بیٹھیں</p>	
<p>چمنستان ارم اسکے قدم سے ہر نہال کئے سبزہ کہ مجھے شوق سے کچے پامال</p>	<p>دیکھیے کیا اسے شمشاد و صنوبر سے مثال سرو جنت سے نکل آئیں بے استقبال</p>
<p>مثل بلبل کے سراہ بچائیں گل چشم فرش فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم</p>	
<p>سزا فلاک ہر قدم سے تروالا کا خاک پا عیان ہر حور وں کے رخ زیباکا</p>	<p>شور ہر عالم بالا پر قدر عمناکا سان ہر نخل منتا ملا اعلما کا</p>
<p>رکھ دیا اپنے جس فرش پر دو بار قدم بڑھ گیا پایہ میں وہ عرش سے ابھی چار قدم</p>	
<p>شمع گورنگ سے جلیجائے مگر سزا اٹھائے گر وہاں پر دو خوبان کی حقیقت کھل جائے</p>	<p>بزم میں تذکرہ پائے نئی گرسن پائے تاخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے</p>
<p>ماہ نوگر کمین ہچشمی کا خمبان کرے</p>	

ناخنہ چشم فلک بن خلش تان کرے	
لو مبارک ہو قد موسیٰ حضرت محسن اب نہیں باقی ہو کچھ خواہش ہمت محسن	اے کو ہوتی ہو نصیب ایسی سعادت محسن آرزو اتنی ہو بس روز قیامت محسن
سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پر صاف محشر کی زمین رکھ لوں اٹھا کر سر پر	
ہو یہ امید کہ جب گرم ہو بازار تشویر لو سراپا ہمیں غم دو عووض حور و قصور	یوں کے بادشاہ بارگہ عالم نور میں کون واہ مجھے یہ نہیں ہرگز منظور
مفت حاضر ہو مگر اسکی یہ تدبیر نہیں کھوٹے داموں کے پوسف کی یہ تصویر نہیں	
حلیہ شرف نسل آدم	صلی اللہ علیہ وسلم
<p>سابقین صبر کہ حضرت ابوب علیہ السلام اس میں شریک ہیں کہ اللہ صاحب نے ان میں انوار و جہانہ صابرا اور ہمارے حضرت کو فرمایا قاصبر کا صبر اور الواعزم من الرسل یعنی ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے ہے ان ہمت والے رسول مگر صبر آنجناب صبر ابوب سے زیادہ تر تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اودوی نبی قط کا اودویت یعنی تکلیف نہیں دیا گیا کوئی نبی ہرگز جیسا کہ میں تکلیف دیا گیا اور پھر ظاہر ہو کہ تکلیف روحانی و مادی جسطرح کی حضرت نے کافروں اور اپنے ہمسایوں اور یگانوں سے اٹھائی ہو ہرگز کسی پیغمبر نے نہیں اٹھائی بالخصوص بددعا نہیں فرمائی اس مقام سے جان لینا چاہیے کہ ایذا میں لسانی تین قسم کی ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس کے معبود اور مرشد اور آقا و اور پیر کے حق میں طعن کی زبان دراز کرے کہ یہ ایذا رسانی نہایت سخت ہے دوسرے یہ کہ خاص اسی شخص کے حق میں زبان طعن دراز کرے نیز تیسرے کہ اس کے زن اور فرزند اور دوست اور آشنا کے حق میں طعن کرے ان طافوں کے سبب سے انکی طعن بہت سرخ و ملال کا سبب بنتی ہے اور چارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تینوں قسم کی ایذا میں اپنی است کی بد مذہبوں اور منافقوں اور کافروں سے انتہا درجے کی پہنچیں بخلاف اور نبیوں کے کہ سچلے انکی ایک قسم یا دو قسم کی ایذا میں مبتلا ہوئے تھے اور تفصیل اسکی یہ ہو کہ اول قسم کی ایذا یہ تھی کہ انکی سچ دہی کے واسطے اللہ جل شانہ کے حق میں کافروں نے اس طرح کی بے ادبان کین کہ جسکے سننے سے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں چنانچہ بعضوں نے کہا کہ حق تعالیٰ جل شانہ جو روٹکے رکھتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ شیطان خدا غلبہ یہ خلق گمراہ ہے اور بعض طعن کے طور پر کہتے تھے کہ محمد کا خدا کتنا ہے کہ میرے محتاج بندوں کو کھانا کھلاؤ اور</p>	

ذکوۃ ادا کرو اس سے معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہو اور ہم غنی ہیں اور سوائے اسکے اکثر کلمات کفر کے کہا کرتے تھے اور قرآن شریف کے حق میں عجب طرح کے احتمالات فاسدہ اور خیالات و اہیہ باندھا کرتے تھے اور دین ملت میں طرح طرح کے شبہات بٹکا لاکرتے تھے چنانچہ بعضے کہتے تھے کہ اگر یہ قرآن خدا کا کلام ہوتا تو ایک ہی مرتبہ نازل ہوتا یہ کیسا کہ شاعروں کے طور پر کسی دن کوئی غزل اور کسی دن رباعی کسی دن قطعہ کبھی قصیدہ کبھی مستزاد تیار ہو کے اُترتا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ اپنی طرف سے جھوٹا باندھ لیا ہو اور بعضے کہتے تھے کہ یہ شخص مجنون ہو بیفائدہ ہڈیاں بکا کرتا ہو اور بعضے کہتے تھے کہ ہم ہرگز نہ مانینگے اس قرآن کو اور نہ اگلی کتابوں کو اور بعض کہتے تھے کہ یہ سحر ہو اور بعض کہتے تھے کسی کا ہن کا کلام ہو اور اکثر مذبح کی حلت اور میتہ کی حرمت میں تکرار کیا کرتے تھے کہ اپنے ہاتھ کے مارے ہوئے کو حلال اور خدا کے مارے ہوئے کو حرام کہتے ہیں یہ بات لغو و بے معنی ہو اور اسی طرح کی اور واہیات بے سرو پا بکا کرتے تھے اور حضرت جبریل علیہ السلام کے حق میں کہ منصب استاد سی کار کھتے تھے یہودی طرح طرح کی بے ادبیان کرتے تھے اور فرقہ و افق سے کہ غریبہ غفے قائل تھے کہ وحی علی کے واسطے آئی تھی جبریل نے محمد صلعم کو پہنچائی اور دوسری قسم کی ایذا جو خاص حضرت کی ذات پاک سے متعلق تھی وہ یہ تھی کہ آپ کو ساحر اور شاعر اور دروغ گو اور دیوانہ کہا کرتے تھے اور ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کا نام ابن ابی کینہہ رکھا تھا یعنی اپنے رضاعی دادا کا بیٹا ہو اسی کی خوب اختیار کی ہو اپنے باپ دادا کے طریقہ سے بھرا ہو ہو گو یا انکی اولاد نہیں ہو اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگر یہ پیغمبر ہو تو فقیر مفلس کیوں ہو اور اگر وحی آنے میں چند روز کا وقفہ ہوتا تو طعنہ دینا شروع کرتے اور کہتے کہ اللہ نے انکو رخصت کیا اور اللہ انسے بیزار ہوا اور شرین ہجو میں بناتے اور مغنیوں سے مجلسوں میں طلبہ سارنگی کے برگوانے تھے اور تیسری قسم کی ایذا جو آنحضرت کے اہل و عیال سے متعلق تھی یہ تھی کہ مدینے کے منافق اور فاسق اور خیر اور فک اور نصیر اور فریضہ کے یہودی حضرت کے خویش و اقربا اور یاروں اور دوستوں کے حق میں طعن اور تشنیع کے مضمون بنایا کرتے تھے یہاں تک نوبت پہنچی کہ آپ کے حرم محترم کے حق میں بے ادبیان کیں اور آپ کی زوجہ طاہرہ مطہرہ کو زنا کی تہمت لگائی لغو ذبا اللہ من ذلک اور آپ کی وفات کے بعد اس امت کے گمراہوں اور منافقوں نے حضرت کے اہل و عیال اور اصحاب کے حق میں کوئی بات آٹھانہیں رکھی کہ اقوال و روایات اور خواج سے بخوبی ظاہر ہو معاذ اللہ من ذلک پس آنحضرت صلعم کا فرمانا کہ ماودی نبی مثل ما اوزبت با حسن وجوہ صادق آیا ابائین ہمہ حضرت صلعم نے تحمل فرمایا اور اپنے سوز و پون کے حق میں بددعا نہ کی اور دعوت خلق الی الحق سے متعذر نہ ہوا واللہ اعلم علیہ اجرہ عن افضل ما جاز



نبی اکرم امت اور یہ جو مشہور ہے کہ رسول خیر خواہ و دشمنانِ سوہا سے حضرت رسول مقبول کا حال ہی کہنا ذکرہ  
 استادانِ توفی تفسیرہ آشوبین عبادت نبی کہ حضرت یونس علیہ السلام اس میں شریک ہیں بلکہ حضرت صلعم کا  
 دستور تھا کہ ہر دم ذکر میں مشغول رہتے تھے کوئی وقت حضرت کا را لگان نہ جاتا تھا اور سورہ فزل کی  
 تفسیر آنجناب کی عبادت جانتا چاہیے وہیں اور دوسرے وہ فضائل ہیں کہ ان میں کوئی شریک نہیں اول نوع  
 اولایات یعنی قرب و منزلت رب العالمین و تصرف و حکومت از ارض تا اعلیٰ علیین و لہذا وار د ہوا ہے ولایۃ الہی  
 فضل من نبوتہ یعنی جہت ولایت نبی کی کہ عبارت معاملہ راز و نیاز حضرت بے بیان سے ہر طرف نبوت سے کہ منشاء  
 احکام الہی کا راز سے مراد ہے فضل ہے و دوسرے محبوبیت طلاق کہ عبارت مقصود اور مطلوب مالک مطلق سے ہے  
 اور مقبول مطلق البتہ محبوب مطلق ہے کیونکہ محبوبیت لازم مقبولیت ہے نیز شریعہ رویت حق بچشم سرچو تھے قربان  
 کہ قاب قوسین او ادنیٰ اسی کی تفسیر ہے پھر شفاعت کبریٰ کہ مقدمہ اسکا نبات انبیا ہے بخلی جلالی حضرت کبریا پر  
 اور خاتمہ اسکا اخراج عاصیان ہے و دوزخ یا سزا سے چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ کتب معتبرہ حدیث میں وارد ہے اور  
 خلاصہ اسکا یہ ہے کہ قیامت کے دن بسبب درازی اس دن کے اور شدت گرمی کے اور انواع انواع مخلوق  
 لوگ بہت گھبرائیں گے اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ کہیں گے چاہے دوزخ ہی کا حکم ہو جائے اپرسانی سے تو نجات ملے  
 آپس میں شورہ کریں گے کہ اب کوئی شفیع قائم کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حضور میں سفارش کر کے نجات دلوائے اور آدم  
 صغی اللہ سے حاضر ہے جسے روح اللہ رب کے پاس جانیگے اور شفاعت کے واسطے عرض کریں گے وہ سب کہیں گے  
 ست ہنا کم یعنی میرا یہ مرتبہ نہیں ہے آخر آیا ہے روح اللہ حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں آئیگی  
 اور درخواست شفاعت کی گذرائیں گے آپ فرمائیگی اے نبی! میں اس کام کے لیے ہوں اور آپ اس وقت خدا کی  
 حضور میں سجدہ کریں گے اور اس میں محمد الہی بیان کریں گے اللہ صاحب فرماؤں گے امیرا رخ اسک سل تعطوا و شفیع شفیع  
 یعنی اے محمد سر اٹھاؤ جو اگوں گے لیگا اور جسکی شفاعت کرو گے قبول ہوگی آنجناب سر اٹھاؤں گے اور کہیں گے اے نبی! میں تو  
 ایسے پیغمبر ہوں کہ جسے کہ اسے وقت میں کہ اللہ جل شانہ غضبناک ہوگا اور سب پیغمبر اولو العزم خوف سے تھہرتھرانے  
 ہوں گے اور آپ بے تکلف کہ شفاعت کی باز میں گئے اور اپنی امت کی درخواست مغفرت کریں گے پس اس مقام میں قائم ہونا اور  
 خلائق کو ہول قیامت سے بچھڑانا اور بھر دوزخ سے نجات دلوانا اسی کا نام قائم ہونا مقام محمود میں ہے کہ ارشاد ہوتا ہے  
 عسی ان یمتیئک بک مقام محمود الغرض اللہ جل شانہ بندوں کا حساب کر کے بہشت اور دوزخ کا حکم جاری کریگا اور  
 جملہ موطن اور مقامات محشر کے طے ہو گئے اور آنجناب صلعم اپنی امت کی رفہ ہر جگہ چاہیں گے جو لوگ بسبب شائبہ اعمال کے  
 دوزخ میں پڑیں گے ان کے واسطے حضرت حق فرمائیگا کہ جسکے دل میں جو برابر ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لیجاؤ آنجناب  
 موافق حدیث کہ دوزخ سے نکال کے بہشت میں داخل کریں گے پھر آپ سجدہ کریں گے اور محمد الہی بیان کریں گے حکم ہوگا اور

نبی اکرم امت اور یہ جو مشہور ہے کہ رسول خیر خواہ و دشمنانِ سوہا سے حضرت رسول مقبول کا حال ہی کہنا ذکرہ

نبی اکرم امت اور یہ جو مشہور ہے کہ رسول خیر خواہ و دشمنانِ سوہا سے حضرت رسول مقبول کا حال ہی کہنا ذکرہ

محمد سرخا و جوگلوگے ملیگا آپ سرخا کرکینگے باب اسنی اسنی پھر اللہ تعالیٰ حد مقرر کر گیا کہ جسکے دل میں رنجی برابر باہان ہو گا اور جسکے  
 نکالو پھر آپ انکو نکال کر بہشت میں داخل کرینگے پھر حضور میں خداوند تعالیٰ کی سجدہ کرینگے اور حمد آبی بجالا دینگے ارشاد ہو گا کہ انکو  
 جو کچھ مانگو گے پاؤ گے اور جسکی سفارش کرو گے قبول ہوگی آپ سرخا کرکینگے باب اسنی اسنی پھر اللہ تعالیٰ یہ حد مقرر کر گیا کہ جسکے  
 دل میں بقدر ذرہ باہان ہو اسے دونخ سے نکال لجاؤ آپ دونخ پر جا کے اس حد کے موافق نکال کے داخل بہشت فرما دینگے آخر کار انکو  
 جہنم میں نہر ہوگا مگر وہ لوگ جسکا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا اور سختی و خلوص میں اللہ جل جلالہ آخر کا مہی اللہ ان اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
 وارزقی شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ نہ رہے کہ بروز قیامت شفاعت آنحضرت بارہ طرح پر ہوگی اول شفاعت کہ ہر ایک انسان  
 بیان ہو اور دوسری شفاعت احوال فی اکبہ بلا حساب یہ بھی خاصہ حضرت ہی بہت شفاعت منع دخول دونخ سے بعد حسن  
 باوجود استحقاق جو تھی شفاعت اہل جنت رفع درجات بن پانچویں شفاعت بعض کفار تخفیف عذاب میں یہ وہ لوگ ہیں کہ  
 حامی اور محب حضرت نبوی میں بطرح ابوطالب وغیرہ پیشی نقل موازین میں کہ وزن اعمال کے وقت شفاعت است فرما دینگے  
 ساتویں سامعہ حساب ایک گروہ میں آٹھویں شفاعت تجا و تفسیرات اور نقصان طاعات اور عبادات میں نویں شفاعت  
 اہل اعراف دسویں شفاعت اطفال مشرکین گیارہویں شفاعت اہل بیت بارہویں شفاعت اہل مکہ و مدینہ و طایف  
 اور ابن حجر نے شفاعت ذابریں قر شریف اور شفاعت مجتہبین اذان اور سائلین وسیلہ و فضیلہ اور مقام محمود و نفع عظیم میں  
 داخل کی ہے جدا نہیں لکھی اور اس قسم کی شفاعتوں میں بعضوں نے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور علما و ذوی حجاب  
 اور صلح عظام کو بھی شامل کیا ہے کہ یہ بھی فضیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ مند ہو گئے حضرت استالاست و حدیث علیہ  
 تفسیر ہدی المتقین میں تحریر فرماتے ہیں کہ تیسرفرقہ معذبین کا ہے کہ بقدر روح گناہوں کے انہیں عذاب ہو گا یہاں تک کہ انبیاء اور  
 اولیاء اور علما و رشد اور مالک کی شفاعت سے نجات پا دینگے اور حدیث شریف میں ہے کہ سورہ بقرہ اور آل عمران قیامت کے دن  
 دو اہل خواہ دو سائبان سیاہ کی صورت پر آؤنگی ان میں ایک نور و خشان ہو گا اللہ دعوئل پرند جانور و ن کے صف  
 باندھ کے آؤنگی اور اپنے قاریوں کی شفاعت میں ہر ارکرتگی یہاں تک کہ انکو بہشت میں پہنچاؤنگی اور ابن مردودہ اور  
 احمد غسانی اور طبری سے روایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما منقول ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ لا یمیت اخرون  
 مانند و ملین سیدان قیامت میں لا دینگے ان سے راہ میری قبر پر گزریں گے تو بیت اللہ بزبان فصیح کہیگا السلام علیک یا محمد  
 میں جواب میں کہو گا و علیک السلام یا بیت اللہ تو بیان کر کہ میری امت نے تجھے کیا سلوک کیا اور تو اسے کس طرح رد و قبول فرما  
 پھر آیت و بیگایت اللہ شریف جواب دے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم جو کوئی تمھاری امت سے میری زیارت کو آیا ہے اسکو میں  
 شفیع کافی ہوں آپ اسکی طرف سے مطمئن رہیں اور خاطر جمع رکھیں اور جو کوئی میرے پاس نہیں آسکا اسکی لیے آپ شفاعت  
 فرماویں اور کفایت کریں قربان اپنی جان و مال و اولاد و احفاد سے ایسے پیغمبر عاشق است گنگار بر کہ جسکو ہر دم اور  
 محظہ اسی کا خیال لگا رہتا ہے اللہ صلی علی الرسول لکرم بالمؤمنین رؤف رحیم اور حضرت رئیس المتقین مولانا رفیع الدین محمد

بیان حال قیامت احوال

توضیح قول حال الدین

قیامت سے قیامت نامہ میں نہایت تفصیل سے حال شافعیں لکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ حکیم حضرت رسول مقبول اولیا اور علماء و صلحا اپنے جان پہچان لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے اور دوزخ سے نکلوانے کے فائدہ اس مقام پر قیامت کا بیان کسی قدر ضروری ہوگا جس میں حقیقت قیامت سے آگاہ ہونا لازم پھر آثار صغریٰ اور علامات کبریٰ سناوا جب ہر سو حقیقت قیامت کی یہ ہو کہ وہ دن بوم ہزار ہر آس دن سائے شہادت رفع ہو جائیں گے ظلم و اپنی داد و بائیں گے ظالم کو سزا لیگی بادشاہوں کا عجز ظاہر ہوگا انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی بچا رہیں گے اور اولیاء روحی روحی کسی کو کسی کی پروا نہ ہوگی کل نفس باکسبت رہینہ کا ظہور ہوگا کوئی کسی کے کام نہ آوے گا لا یشفع مال ولا بنون کا نثار ہو جائیگا آس دن سلطنت کا مالک خدا ہے اور شفاعت کی راہ پر سالک محمد مصطفیٰ لکھوئی تاریخ اور وقت مقرر نہیں ہوگا لوگ اپنے دنیا کے کام میں مصروف ہونگے کہ دفعہ قیامت آجائیں گی چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہو جائیگی حالانکہ مرد و عورتی دھما ہوگا اور نہ ہو چکا ہوگا برتن اس کے ٹھکانے کہ قیامت آجائیں گی اور دوزخ و جہنم فروخت کرتے ہوئے کپڑے کی سویر خرید و فروخت نہ کر چکے ہونگے کہ قیامت آجائیں گی اور مرد اپنا حوض درست کر رہا ہوگا سو اس کو درست کر کے نہ پھر ہوگا کہ قیامت آجائیں گی اور احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ علم قیامت کا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو خلاق علوی و غلی میں سے حاصل نہیں چنانچہ فرمایا کہ رسولک عن الساعة ابان مرہا نقلنا علمہا عند ربی لا یعلمہا الا وہو یعنی نبی کا پوچھنے بہن قیامت کو سنت ہو اسکا ٹھکانہ او تو کہ اسکی خبر تو ہر میرے رب ہی کے پاس وہی کھول دکھاوے گا اس کو اپنے وقت پر اور جو علامہ جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کیا کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے الدینا سبعة الاف سنة انانی آخر الف الف یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی اور میں آئین سے پچھلے ہزار میں ہوں سو اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے دلائل میں منھا کہ بن زبیل جنی سے بائنا و اہی روایت کیا ہے اور منادی نے کہا کہ اس حدیث میں کچھ مسکد نہیں ہے اور الفاظ اس کے مصنوعہ اور تفسیق کیے ہیں اور ابن اثیر وغیرہ نے کہا ہے کہ الفاظ اس کے موضوع ہیں اور جو حدیث میں علامہ موصون رسالہ الکشف عن مجازاتہ ذہ الالہ الاف نقل فرماتے ہیں وہ وضع سے خالی نہیں ہے اور جو حکیم بزمی نے نو اور الاصول میں کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے وزیر میری امت میں سے ان لوگوں کے واسطے ہوگا کہ گناہ کبیرہ کر کے بے توبہ ہوئے ہیں پس یہ لوگ جہنم کے باب اول میں ہونگے کہ چہرے ان کے سیاہ ہونگے اور آنکھیں انکی نیلی ہونگی اور انکو طوق نہ پھانجا جائیگے اور نہ نیا طبع ک ساتھ زنجیروں میں باندھے جائیں گے اور نگر زون سے مارے جائیں گے اور نہ درک جہنم میں انکے جائیں گے ان میں سے بعضہ وہاں ایک ساعت رہ کر نکلیں گے اور بعضہ ایک دن اور بعضہ ایک ماہ اور بعضہ ایک سال و اطولہم فیہا کمنا من یکث فیہا مثل الدنیا سنہ ثم خلقت الی یوم قیامت و ذلک سبعة الاف سنة و ذکر بقیۃ الحدیث یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہاں اس امت میں شیخ ابوہریرہ کہ دنیا کے ہر ار ومان ٹھہرے گا ابتدا سے ابتدا نشی نیا سے انتہا سے قتل و ریسا ہزار برس ہیں الخ تو یہ حدیث حسن ہے و درجہ اس صحیح و ضعیف کے بیان ہے اور جلال الدین سیوطی نے اس کو جامع صغیر میں نقل کیا ہے اس کے معنی متان صاف ہے غبار و کدور

حضرت مولانا استاد محمد رفیع الدین محدث دہلوی نے اس طرح بیان فرمائی ہیں کہ اگر کتاب دلیل اور توجیہ کی ضرورت نہیں رہی تو چنانچہ  
فرماتے ہیں کہ مضمون اس حدیث کا فہم فقیرین موافق محاورے کو گون کے ہو کر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان  
کیا کرتے ہیں پیدائش سے موت تک حساب نہیں کرتے ہیں اور اس میں اب میں دو ہتھال ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص کہ چھٹے سال کو  
تام کر کے ساتویں میں داخل ہوا کبھی سکونش لے رہے ہوں یا نہ ہوں ہفت سال کہتے ہیں باعتبار دخول کے پس  
حضرت علی علیہ السلام کی یہ ہو کر حضرت آدم سے اسد مگ چھ ہزار برس پورے ہو کر ساتواں ہزار شروع ہو کر یزید ساتویں ہزار  
ہوں پس موافق ہتھال دوم کے دنیا ہفت ہزار سال ہو کر جو کوئی کہے کہ ہم گو گون کو نام عم کر کا علم وقت موت تک نہیں ہوتا اگر  
وقت تکم تک بولا کرتے ہیں اور شاید حضرت کو انتہائے دنیا وقت قیامت تک معلوم ہوئی اس لیے تمام عمر دنیا وقت القطاع  
نوع انسانی تک بیان فرمائی تو رفع اس شبہ کا یوں ہوا ہو کہ احادیث صحیحہ اور فضیلتی سے بخوبی ثابت ہوا ہو کہ خلافت علوی  
اور غلی کو علم قیامت کا حامل نہیں ہو پس اس مقدمہ میں حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہیں چنانچہ حضرت جبریل نے قیامت  
سوال کیا تو حضرت نے جوابے ایلکالمسؤل عنہما با علم من السائل اور اہل کتاب کو تعبیر ابام ضحیہ میں اختلاف ہوا اہل  
بلا سے صاحب تقویم التواریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہو کہ ولادت با سعادت آنحضرت کی  
ہو بط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو تیرہ برس کے جواب سات ہزار برس متجاوز ہوے واللہ اعلم اور کہتے ہاں ہیں  
اور قیامت تک ہو کہ عندہ علم الساعة لا یجلیہا لک الخ تفریہ آب دریافت ہو کہ حدیث حکیم ترمذی میں لفظ منذ یوم خلقت  
الیوم انیت کا مندرج فی الحدیث ہو کہ کسی راوی نے اپنی فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کی تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہو اور  
کلام راوی اور کسی بیشی الفاظ کی اس حدیث میں کچھ عجیب نہیں ہو اس واسطے کہ الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط اور غیر مخلوط  
چنانچہ سراج منیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہو کہ الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة اسکو دہلی نے مسند فردوس میں انس فی الحدیث  
روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہو واللہ اعلم اب بخوبی ظاہر ہوا کہ وقت و تاریخ قیامت کسی معلوم نہیں مگر آثار و علامات اسکے  
البتہ کتب تفسیر احادیث میں مذکور ہیں چنانچہ آثار مغربی یہ ہیں کہ جن بات کا اللہ و رسول نے حکم دیا اسکو ماننا اور علم دین کو  
گھٹنا اور علم دنیا کا بڑھنا مذاہب باطلہ کا رواج پانا اور احادیث و اخبار کا ذبح کانا اور ارازل کا ذی شوکت ہونا اور اشراف کا  
غریب و افلاس میں مبتلا ہونا اور دشنام بجائے سلام و کلام بزرگوں پر تشنیع و انتہام والدین کی نافرمانی برداری مسیون کی تاجہ  
اولاد مسیون کے مکرانہ یوں سے اکثر مردوں کو مردوں کی التیام عورتوں کو عورتوں سے کام سوبہ آنا نمودار ہیں اہل عبرت لیے  
قیامت کے یہی آثار ہیں آئی صدقے اپنے حبیب کے جو خواب غفلت سے بیدار کر سدا سعادت میں ہو کہ سوائے علامات مذکورہ  
اور بھی آثار مغربی ہیں کہ ہنوز ظاہر نہیں آگے بڑھ کر ظاہر ہونگے چنانچہ وہاں من قریۃ الانخن مملوکا یقبل یوم القیامتہ او مملوکا  
عذابا شدیدا کافی لکے کتاب مستور کی تفسیر میں وقت قرات حضرت امیر المومنین علی رضی علیہ السلام نے فرمایا کہ لکشا م کا ورم  
تباہ کر دینگے اور عارف کو جنت رنگ نکال سیادہ و پاک ہاتھوں سے کمالک برباد ہو گا اور ترکون کا کونے میں ظلم پیدا ہو کر پیدہ بین مانند

۹  
تقریر الذکیا فی احوال الانبیاء علیہم السلام  
جلد اول صفحہ ۴۵



موجود ہے، جو کہ لاٹیکس کا شجر کو کفار ہندوستان کے ہندوستان میں خانہ جنگی بہت ہو گئی اور بدخشان میں رزق کی کمی بنجارا ستر کو  
اہل چین، فارس، کرنگہ، ہندوستان کو کفار سیدین بلا عمارت غلیوین کے سبب فاریاب و بزن محل بوم ہوگا غوریوں کے باعث  
طوفان سحر اعلیٰ معلوم آذربایجان اور اصفہان میں قحط پڑیگا فارس و کرمان میں موت کا جھنڈا لڑیگا اور مینہ اور روم میں کجلی  
کوندے کی نیشاپور اور ہستانتان کو بادِ موم و دندے کی بھرے میں باران کی کثرت ہوگی اور ہرتین نیل دریا کے طوفان کی شدت  
بعد ازیں وجہ کا طغیان ہوگا خراسان میں انواع امراض کا اعلان سعدین علی الاتصال دے پڑینگے ہرات میں مار ڈھار  
سرباز اڑینگے، مین ملح کا بڑا زور ہوگا سرخس میں آوازوں ہونالک کا شور مارڈیوکن بدن کو کڑے کھاینگے اہل عرب  
انھیں باتوں سے گھبراینگے اللہم احفظنا و سائر المسلمین برحمتک یا رحم الراحمین اور آثار کبریٰ بارہ بن ایک حضرت امام مدنی  
علیہ السلام کا مہرور اسم پاک انکا محمد اور مان کا نام آئندہ اب باپ کا نام عبد اللہ ہوگا اور تمامی صورت اور اکثر سیرت میں حضرت  
رسول مقبول کے مشابہ ہوگئے البتہ زبان میں کثرت کسی قدر ہوگی مولد آپکا بعض قرآن میں ہوگا اور مخرج اشرف کو عظیم  
خروج کے وقت سن شریف جالینس برس کا ہوگا اور آپ سیدی بنی فاطمہ میں سلسلہ نسب جناب حسن مجتبیٰ سبط اکبر سے ملتا ہے  
بحر العلوم مولانا عبد علی قدس سوادہی نے فتح الرحمن میں افادہ فرمایا ہے کہ اسکا یہ سبب ہے کہ ہر گاہ جناب علی رضی اللہ عنہ  
سبط اکبر حسن مجتبیٰ علیہ السلام خلیفہ برحق ہوئے بعد چھ مہینے کے اپنے صیانتہ لدا المسلمین خلافت کو ترک کیا صلح کے بعد یہ عہد  
معاویہ کو دیا اس واسطے حکمت الہی مقفی ہوئی کہ خلافت کی اٹھنا آپ ہی کی نسل میں ہوتا حق بحق دار ہوئے دوسرے و جلال  
برآل کا خروج ہو اسکے باپ کا نام صامد یا صیاد ہو اور مان کا نام کیا ہر نہ یا قطنہ و اسنی آنکھ کا کاٹا ٹیٹا بھرا ہو جیسے لکھور کا  
وانکھو گھروالے بال قوم کا یہودی بد فضال پیشانی پر دم قوم کف رسول آسکا مزرعہ شعب میں حارث مدینے سے دو فرنگ  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں پیدا ہوا فاروق اعظم نے مارا چاہا حضرت نے منع فرمایا کہ یا عمر بن سبطین ان ترو قضا و اللہ وہ لعین  
شرع میں یعنی خراسان سے آخر زمان میں نکلیگا دین کے کاموں میں خارج ہوگا پہلے شعبدے اور استدراج کے زور سے نبوت کا  
دعوئی کریگا بھرا الوہیت کا دم بھرے گا بخاری اور مسلم میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جانتے  
کہ میں نے سوائے لکھو جمع کیا ہے اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول دانائے حق حضرت نے فرمایا البتہ قسم خدا کی نہیں میں نے  
جمع کیا خوشی سنانے کو نہ ڈر سنانے کو ولیکن میں نے جمع کیا لکھو اس واسطے کہ تمہاری ایک نفرانی مرد تھا سوا ابھی  
ہجرت کی اور مسلمان ہوا اور چھپے سے ایسی بات کہی جو موافق بڑی اس بات کے جو میں منے کہا کرتا تھا صلح کی  
خبر سے آئے مجھے یوں لگا کہ وہ شخص یعنی تمہاری سوا ہوا سمندر کے جہاز میں تیس آدمیوں کے ساتھ جو خرم اور  
جہام کی قوم سے تھے سوائے ایک سینے لہر کھیلایا کی سمندر میں یعنی طوفان رہا پھر دی لوگ جاگے ایک ٹاپو سے  
سو بج ڈوبتے پھر دی جہاز سے جوئی کشتی میں بیٹھے اور ٹاپو میں داخل ہوئے سو ملا لکھو ایک جانور پہاڑی  
دم بہت بالوں والا لکھو آگیا دیکھا دریافت نہوتا تھا بالوں کے ہجوم سے لوگوں نے کہا اے کبھی تو کیا چیز ہے

بیان آثار قدرت کبریٰ

بیان وجہ جلال علیہ السلام

اُسے کہا میں جاسوس ہوں لوگوں نے کہا جاسوس کیا اُسے کہا اے قوم چلو اس مرد پاس جو دیر میں ہو اس لیے کہ وہ  
 تنہا رہی خبر کا بہت مشتاق ہو تم نے کہا جب اُسے مرد کا نام لیا تو ہم اس جانور سے ڈرے کہ شیطان نہ تو تم نے کہا  
 پھر ہم چلے دوڑتے ہوئے یہاں تک کہ دیر میں داخل ہوئے تو ہم نے دفعۃً ایک بڑا قد اور آدمی دیکھا کہ ہنسنے دیا مخلوق  
 اور ایسا سخت جکڑا ہوا نہ دیکھا تھا کبھی کہ جکڑے ہوئے ہیں اُسکے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ درمیان دونوں زانوں کے  
 دونوں ٹخنوں تک لوہے سے بننے کہا اے قوم کج بخت تو کیا چیز ہو اُسے کہا تم قابو پا گئے میری خبر پر یعنی میرا حال معلوم  
 ہو جائیگا اب تم کہو کون ہو کہا ہم عرب ہیں سمندر میں سوار ہوئے تھے اور اس کیفیت سے تھک آئے ہیں  
 اس مرد نے کہا خبر دو نیاں کے خلیستان سے بننے کہا کونسا حال پوچھتا ہو اُسے کہا پھلتا ہی یا نہیں بننے کہا  
 پھلتا ہی اُسے کہا خبر دار ہو کہ عنقریب وہ نہ پھلیگا پھر اُسے کہا طبرستان کے دریا کا حال کہو اُسے کہ بانی ہو چکے  
 آسمین بہت بانی ہو اُسے کہا تھوڑے دنوں میں سو کھ جائیگا اُسے کہا زعرے پشے کا کیا حال ہو آسمین بانی ہو  
 اور اُسکے بانی سے کہتی ہوئی ہو لوگوں نے کہا ہاں آسمین بہت بانی ہو اور وہاں کے لوگ اُس سے کہتی کرتے ہیں  
 اُسے کہا خبر دو عرب کے پیغمبر سے کہ اُسے کیا کیا لوگوں نے کہا مقرر نکلا کے سے اور کتر اے بنے میں اُسے کہا کہ  
 اُس سے عرب لڑے بننے کہا ہاں اُسے کہا کیونکر اُنکے ساتھ پیش آیا بننے کہا غالب آیا اپنے گرد پیش کے عرب پر  
 سو آنھوں نے اطاعت کی اُسکی اُسے کہا یہ بات ہو چکی بننے کہا ہاں اُسے کہا خبر دار ہو کہ البتہ یہ بات اُنکے حق  
 بہتر ہو کہ اُسکے تابعدار ہوں اور البتہ میں نکلو اپنی خبر تلافی ہوں کہ میں مسیح ہوں یعنی دجال تمام زمین کا پھر  
 عنقریب ہو کہ جگو نکلنے کی اجازت ہو جب نکلونگا تو نہ چھوڑونگا کسی کا نوگو مگر میں آسمین اترونگا چالیس رات کے اندر  
 سوائے کے اور مدینے کے کو ہاں جانا مجھ پر حرام ہو اور جب قصد کرونگا تو ایک فرشتہ شمشیر برہنہ ہے روکیگا اور  
 ہر ایک ناکے پر فرشتے ہونگے جو چوکیداری کریں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پشت خاصے منبر پر کھڑا دیا  
 کہ یہی مدینہ ہے یہی مدینہ ہے خبر دار ہو کہ بھلا کھو میں اس حال سے خبر دو چکا ہوں صحاب نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا  
 مجھ کو جی لگی تسم کی بات کہ موافق پڑی اُسکے جو میں کہا کرتا تھا خبر دار ہو کہ البتہ دجال دریاے شام یا دریاے بین  
 نہیں بلکہ وہ یورب کی طرف ہو اور اشارہ کیا یورب کی طرف یہ بات اسی وقت وحی سے معلوم ہوئی لہذا تاکید  
 فرمائی کہ جانب مشرق ہو حضرت مولانا رفیع الدین محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ دجال کی سواری کا گدھا عجائب  
 مخلوقات سے ہو گا کہ اُسکے بائیں دونوں کانوں کے فاصلہ شریع کا ہو گا جیسا کہ بعض نے روایت کیا ہے اور بائیں  
 چار ہاتھ کو بولتے ہیں مراد اُس سے طوالت و کثرت جہات ہے اور اسلام و ترمذی کی روایت ہیں کہ وہ صحابہ نے اُسکا کمر  
 یا رسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کیسی ہوگی فرمایا جسطرح ابراہان کہ اُسکے پیچھے ہوا ہو کہ اُسکو چلاوے کا تہ  
 اور ان کے نزدیک خلاصہ روایات یہ ہو کر زمانہ دولت دجال جو وہ بیٹھے ہونگے جو وہ دن اوپر آسمین میں اُنکے

اور انبار روٹیوں وغیرہ کا رخنوں کے تمام دنیا کو سولے حرمین شریفین کے رونمیا اور تمام لشکر اس کے ہمراہ ہو گا کیونکہ  
 یکہ بنی دو گوش گدھے پر سواری ملک مخالفین اگر جائیگا تو مع خرکتے کے مارا پڑیگا اور روایات احادیث سے معلوم  
 ہوا ہے کہ مع خدم و خشم و ساز و سامان پھر اگر یگا تو اب ضرور ہوگا کہ تمام لشکر کو ایسی سواری باورفتار درکار ہوگی کہ اشقیانی  
 دور کے برابر پہنچ سکے پھر سامرکب دنیا میں نظر نہیں آتا کہ اس سامان فرعون اور لشکر شیطانی کو ہر گاہ پہنچا دے مگر  
 دجالی گاڑی کے قبل از ظہور اس لعون کے تمام دنیا میں شاید پھیل جاوے اور اسی کو اہر پر باد سے مشابہت صورتی بدھ ہے  
 کہ بچا سٹھ گاڑی کا لان ایک جسم ہو کر مانند بادل کے دوڑتی ہیں اور چال اس گاڑی کی حسب شاد رسول مقبول ہوا کی  
 چال ہو کہ واسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی بہت تیز چلائی نہیں جاتی بلکہ تیس میل صرف ایک ساعت میں جاتی ہے اور  
 ولایت میں حسب بیان اہل فرنگ ساٹھ میل جاتی ہے اور اب ایسی کلین ایجاد ہوئی ہیں کہ اس سے تیز تر ہو جاوے یہ جس چال  
 ولایت سے صبح سے دوپہر تک چھ ساعت میں تین سو ساٹھ میل چلے اور دوپہر سے شام تک بھی اسی قدر اور بحساب کل جدید  
 اس سے بھی زائد ہو جائیگی اور یہی ہو گا بھی حال ہو چنانچہ قرآن مجید سے واضح ہے کہ وسلیمان الریح غدو یا شورو و اجا  
شہریعی سحر کیا یعنی ہوا کو سلیمان کے واسطے صبح کی منزل اُسکی یکاواہ اور شام ایک ماہ کہ پہنچے حضرت سلیمان کے حال میں بقرع سے  
 لکھا ہو کہ گریہ بات جدا ہو کہ بہان حاجت کلین بنانے اور رٹک نکالنے اور لوہا بچھانے اور آگ سلگانے کی اور دیگر مصائب کی  
 یہی حکم آئی تھا جن و انس و مرد و پرند و سب دست بستہ فرمان بردار تھے اور ملائک ازبائنا تشریف لیے شیاطین پر موقوف تھے  
 اور اگر سر و سزا و زکریا سخت سزا بدین با کجلا یہ گاڑی ریلوی بھی گویا آثار قیامت سے ہوئی اور سبک بالا بنانے کا قبل ظہور دجال  
 عالم میں پھیلا نا شروع کیا ہو شاید سو برس میں تمام عالم میں پھیل جائے تیسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کہ جامہ  
 زعفرانی پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر سوار مشرقی مسجد جامع دمشق پر عصر کے وقت آسمان سے آئینگے زبان  
 لگایا جاوے گا اُس پر ہو کے تشریف فرما ہونگے چوتھے ماجوج ماجوج کا خروج یہ قوم جو ہر بن یافت بن نوح کی اولاد ہے اسکی نسل  
 بہت ہوئی عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ نامی بنی آدم دنل جزو ہین از اجملہ نوجز و یاجوج ماجوج اور ایک جزو تمام عالم  
 انکے قامت جالیں گرا ایک ہاں تک ہین کان راستے بڑے کہ ایک کو بچھاتے ہین اور ایک کو اوڑھتے ہین زیادہ تفصیل انکی  
 احوال سکندر میں لکھی گئی ہے انہیں جاسا بادشاہ ہین طولا ان شیع طارون طا قرا د شمال کے کنارے ہفت اقلیم سے باہر انکا  
 ملک ہے سکندر ذوالقرنین نے دیوار آہنی قلعہ کوہ کی مقدار ساٹھ گز کے موٹی انکے گرد آؤٹھا دی ہے اُس میں محصور ہین نکلنے  
 بیٹھنے سے محذور قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹگی با پنجون خسوف ثلثہ کا حدوث ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک  
 جزیرہ عرب میں چھٹے وہاں کا نشور کہ یوم تاقی السماء بدخان میں غشی الناس اسی کا اشارہ ہے ساتویں رات کی درازی  
 آٹھویں مغرب سے آفتاب کا نکلنا نویں دابة الارض کا ظاہر ہونا دسویں چلنا زور شور سے گیارھویں اہل جزیرہ  
 غلبہ بارٹھویں آتش عظیم کا حدوث ان امور دوازده گانہ علی الاتصال بالاممال کی تفصیل ہے کہ ہر گاہ قیامت کے آثار منظر

تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 خروج ماجوج

ظہور پانچ گنا فوج لاینگ شہر دھوم مچائی گئی سلطان روم کو نصاریٰ سے مقابلہ پیش آئیگا فتح نمایان کے بعد سلطان شہر ہما گ  
نصاری کا محل خیر نک پہنچ جائیگا اہل اسلام تلاش نام مدینہ منورہ میں آئیگے آخر آپ کو مکہ معظمہ میں طواف کرتے پائیگے  
بیعت کی شرط بجالیگے اس ہنگام میں ہر طرف سے نہاد ہوگی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاسمعو اور واطیعوا بلال دین و اولیاء  
روس زمین حاضر ہونگے غرب اور عجم کے لوگ جمع ہونگے اور نصاریٰ شام باہر ان از دہام بڑھینگے اور امام عالی مقام  
باہتمام تمام انبر بڑھینگے دشمنین مقابلہ ہوگا ایک گروہ نام داسوفت آپ کے لشکر سے ٹکل کر ہماگ جائیگا حدیث مسلم  
معلوم ہوتا ہے کہ انکی تو کبھی قبول نہوگی اور بقیہ جوان مرد و کوش میدان نبرد خوب لڑینگے اور نصاریٰ بجا پڑینگے  
تین دن تک دھڑکتی شہادت کی سبیل جاری رہیگی اور ہر صدر کے سر پر زیت بھاری رہیگی جو تھے دن اہل اسلام  
فتح پائیگے نصاریٰ بد انجام اس قدر ماسے جائیگے کہ ریاست کی لڑائی داغ سے نکلی جائیگی بقیۃ السیف فراس کی راہ پائیگے امام عالم قاف  
جانب قسطنطنیہ متوجہ ہونگے دریائے روم پر پہنچ کر شہر زاری بنی اسحاق کو مستنبول پر روانہ کریگے اور یہ جامعہ تیار کیوں  
با عظمت و جلال چلیگی کہ تکبیر کی بزرگی سے دیوار شہر پناہ خود بخود گر جائیگی بے مشقت و تکلیف قلعہ مستنبول راہ آئیگا  
اور بندوبست بقاعدۃ اسلام ہو جائیگا جب چھ سات برس ظہور امام سے گزرینگے دجال بدآل جانب مشرق سے  
ایک آگ شعلہ زن بنام دوزخ اور ایک شکر گلشن بنام بہشت کہ نفس الامرین دوزخ بہشت ہی اور بہشت دوزخ زشت  
اور تودہ نان اور شیر مال اور آب شیرین کی کچھال ہمراہ ہوگی اور خوارق عادات بنا بر آرائش خلق اللہ اس کے  
ہاتھ سے ظاہر ہونگے ابر سے پانی برسا لیگا زمین سے زراعت آگائیگا اس کے حکم سے اشجار پھل لائیگے مویشی  
قریب اور شہر دار ہو جائیگے کہ انہیں شہر زاری ہودی اصفہانی ہونگے اور ایک لاکھ چالیس ہزار ہودی معتقد  
اور ساقہ لشکر ہوگا اور قدریہ و جبریہ اور سائر اہل ہوا دہنہ بائین ہینما ہونگے اور بہ نسبت اور فرق ضالہ کے  
توابع ابن سبامہ دود زیادہ ہونگے اور کلیہ کل شئی يرجع الی اصلہ اسوفت بخوبی صادق آئیگا بالحد دجال  
بجیامع گروہ اشقیاء اور طبعان ابن سبا ایک عالم کو تباہ اور برباد کرنا ہوا عمر میں شریفین کی حدود میں پہنچا  
مگر بسبب بندوبست ملائکہ آسمان و بان اسکا پاؤں نہ چمکیگا اس اثنا میں ایک جوان شیرین کلام احمد بن عبد اللہ  
امام مدینہ منورہ سے براہ ہوگا اور اس لعین بیدین کو دیکھ کر کہیگا کہ میں نے تجھے پہچانا کہ تو دجال بدآل ہے وہ غضب میں  
اگر تجھ سے کو آرس سے دو پار کر یگا اور پھر بنا براغواے مردم دوزن پارے ملا کر جلائیگا وہ جوان زندہ ہوئی  
غل مچائیگا کہ اے بیدین اب مجھ کو یقین کامل ہوا کہ تو وہی دجال ہے جسکی جبر ہمارے پیغمبر نے دی بار و گھر غلہ کر  
فوج کرنا چاہیگا چھری نہ چلیگی شرمندہ ہو کر آتش دوزخ میں کہ در حقیقت برو دسلام ہو لائیگا سن بعد کسی مرد کے  
زندہ کرنے کی قدرت نہ پائیگا اور جانب دمشق جائیگا ہاں حضرت امام لشکر اسلام کے ساز و سامان میں معروف  
ہونگے نماز عصر کے وقت حضرت عیسیٰ آسمان سے نزول فرمائیگے اور امام کی اقتدار کریگے صحیحہم حضرت امام ہا لشکر اسلام اور

مقابلہ نصاریٰ

مذکورہ احوال

امام احمد بن محمد بن حنبل



وفات امام احمدی علیہ السلام

بنان حضرت علیہ السلام

صحت و حال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مگھوٹے پر سوار ہاتھ میں نیزہ گرہ دار لیکر میدان میں آئینگے کبار کی پورش فرمائینگے مقابلہ عظیم اور مخار بہ بس فحیم ہوگا کفار نابکار ہتھیار مارے جائینگے و جبال مردود و باب لدین بھاگیگا جناب عیسوی کے زخم شان سے واصل نار ہوگا ابتدا سے فتنہ و جہال ملعون سے اس حال تک چالیس دن گزریں گے جمع ایام ان ایام کے موافق عادت سترہ ہونگے مگر تین دن کہ ایک رس کے برابر اور ایک دن چھینے کے برابر اور ایک دن ہفتے کے بہ قدر ہونگے الغرض جہال و جبال اور قتال اہل ضلال کے انفصال کے بعد جناب امام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملکون کی سیر فرما دیں گے خنزیر اور چلیبیا کا نام جان سے مٹائینگے اہل ایمان کے سوا کوئی بہیدین روس زمین پر باقی نہ رہیگا ظلم اور فساد کا نام کوئی نہ لیکے ہر فرد بشر خدا کی عبادت میں مصروف ہوگا ابتدا سے طور امام سے اب تک آٹھ یا نو برس کا زمانہ ہو اس حساب سے سن شریف انسچاس کا ہونا ہے پھر وفات ہوگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناز پڑھینگے دفن کریں گے اور خود حکم رب العوالم مخلصین عباد کوہ طور کے قلعے میں تھمن ہونگے کہ ناگاہ یا جوج یا جوج سد سکندری توڑ کر نکل پڑینگے سوائے مردم قلعہ طور اور کوئی شخص پناہ نہ پائیگا بجزہ طبرہ کہ دش کو س کے مربع میں واقع ہے اور نہایت عمیق اس کا سب پانی نوش کر جائینگے اور مارے کھاتے آدمیوں جانور دن کو ستائے تک شام میں آئینگے جبل خمر پر کہ ایک پہاڑ ہے بیت المقدس کا چڑھ کر تیر چلائیے وہ تیرخون آلودہ گر بگاڑی خوشی کریں گے کہ اب ہمارے سوا کوئی زمین آسمان میں نہ رہا آؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام برسٹے کی تنگی ہوگی بد عا و زاری مصروف حضرت باری ہونگے یا جوج یا جوج میں حق تعالیٰ نفق کی بیماری پیدا کریگا نفق ایک دانہ ہونا ہے کہ ناک اور گردن بزاور میں پرنکلتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے خواہ کیرا ہے کہ ناک اور کان بزاور میں پیدا ہو جاتا ہے کہ اس سے جلد ہلاکت کی موت پیدا ہو جاتی ہے اب کجرات بھر میں اس بیماری سے تمامی یا جوج یا جوج فی النار ہونگے عتقا آئینگے لاشوں کو ہمیشہ دریا میں لائینگے چالیس دن متواتر باران رحمت برسیگا نفین زمین دور ہوگی اور نباتات کی نشوونما ہو فور قلعہ کے لوگ باہر نکلینگے عبادت میں بفرار خاطر بسر کریں گے سات برس بعد بتریت کے لازم شروع ہونے لگیں گے اس اثنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح فرما دیں گے اولاد پیدا ہوگی سینتالیس برس کے سن میں وفات پائے روضہ اطہر انور میں مدفون ہونگے بنی قحطان سے جہاد نامے آپ کا خلیفہ عادل ہوگا بعد اسکے گیارہ خلیفہ اور ہونگے ان کے عہد میں کچھ کچھ ظلم اور جور کفر اور جہل شروع ہوگا اس شامت کے سبب مشرق اور مغرب اور عرب کے بعض جزائر میں خست واقع ہوگا منکرین تقدیر اس میں دھسینگے اس حال کے مقدار ایک دھلون پیرا ہوگا کہ اس کی کدورت سے مسلمانوں کا کام سے سر بھاری ہوگا اور منافقون پر غفلت اور بیوشی طاری ہوگی کسی کو

ایک دن میں کسی کو دو تین دن میں افاقہ ہوگا چالیس دن بعد آسمان صاف ہو جائیگا ماہ ذیحجہ میں یوم النحر سے  
ایک رات تین چار راتوں کے برابر ہوگی کہ اُسکی درازی سے مسافر گھبراہٹیں گے نیند سے بچے چونکہ پڑیگے مویشی  
چرائی کے واسطے غل مجاہتیں گے خدا خدا کر کے قرص آفتاب بشکل خسوف ماہتاب مغرب کی جانب سے نمایاں ہوگا  
اور دروازہ تو یہ بند ہو جائیگا دوسرے دن زلزلہ لائیگا صفا کا پہاڑ پھٹیکا دابتہ الارض ایک جانور نکلیگا کہ اُسکی  
شاخ گوزن کی سی ہوگی اور منہ آدمی کا سا اور گردن گھوڑے کی صورت اور دونوں ہاتھ بندر کی شکل اور دم  
گائے کے مانند اور کفل آہو کی طرح اور بانوں شتر کے مثال زبان کا نہایت صاف اور فصیح اُسکے دست میں  
عصاے موسوی ہوگا اُس سے اہل ایمان کی پیشانی پر ایک خط کریگا کہ نام چہرہ نورانی ہو جائیگا  
اور دست چپ میں خانم سلیمان کہ اس سے بے ایمان کی ناک پر مگر کریگا کہ چہرہ بالکل ظلمانی ہو جائیگا پھر غائب  
ہوگا تب ایک سو بیس برس کے بعد باد جنوب چلیگی اُسکی تاثیر سے اہل ایمان کی بغلوں میں بھوڑا نکل آئیگا مرنے  
لیکنے ہانتک کہ کوئی دیندار زمین پر زندہ نہ رہیگا اس اثنا میں حبشیوں کا غلبہ ہوگا کعبہ شریفہ کو شہید  
کر ڈالینگے حج بیت اللہ موقوف ہو جائیگا قرآن مجید الواح قلوب اور صفحات قراطیس سے محو ہو جائیگا اللہ تعالیٰ  
کوئی زبان پر نہ لائیگا تھوڑے دنوں کے بعد جنوب کی طرف سے ایک آتش سرکش نمودار ہوگی لوگوں کو گھیر کر  
صحراے شام میں پہنچائیگی یہ ہوے آثار قیامت رہا احوال قیامت وہ بارہ ہین اول صور کہ جب آثار کبریٰ پر  
تین چار برس گزریں گے محرم کا عشرہ جمعہ کے دن پڑیگا کہ صور بھونکا جائیگا صور ایک نرسنگا ہوجاندی کا  
اسمین شتر دائرے ہین ہر دائرہ برابر دنیا کے کسی میں ارواح ہین کسی میں فرشتوں کی روح کسی میں  
جنات کی کسی میں شیاطین کی کسی میں انسان اور سائر اصناف حیوانات کی آوریہ بھی روایت دقائق الاخبار  
لکھی ہو کہ صور کی چار شاخیں ہین ایک پچم ہین ایک پورب ہین ایک ساتوین زمین کے نیچے ایک ساتوین آسمان  
اور جتنی تمام عالم کی ارواح ہین اتنے ہی صور میں دروازے ہین اور اُسکے ایک طبقے میں نبیوں کی روح ہین  
اور ایک میں اور آدمیوں کی اور ایک میں پر یوں کی اور ایک میں جانوروں کی اور باتفاق علما حامل صوح  
حضرت اسرافیل ہین اُنکے چار بازو ہین ایک پورب ہین ایک پچم ہین ایک کو بچاتے ہین ایک سے ٹھہکتے ہین  
اور عرش کے پائے اپنے کندھے پر اٹھاتے ہین اور داہنی ران پر صور رکھے ہوتے ہین اور جسدن سے آسمان میں  
وہابینہا من الا کو ان پیدا ہوتے ہین صور کو منہ سے لگائے منتظر ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں کہہ کر نفی  
کروں کہ اسرافیل تو منہ سے صور لگائے ہوتے ہین حکم کے منتظر یہ سنکر مہاب ڈرے فرمایا گھبراؤ نہیں حسبنا اللہ ونعم  
الوکیل پڑسا کر درواہ الطہرانی وغیرہ فرمایا حضرت نے کہ جسدن نرسنگا بھونکا جائیگا قیامت آجائیگی حالانکہ آدمی  
منہ میں لقمہ ہوگا نکل نہ سکیگا اور کپڑا پہننا ہوگا ہین نہ سکیگا اور بانی منہ میں لگائے ہوگا بی نہ سکیگا اور صور میں

خروج و احوال جنات

عالمات قیامت

پھونکا جائیگا ایک کو نفخہ فرع کہتے ہیں ایک کو نفخہ صغیر ایک کو نفخہ بعث اول نفخہ فرع ہوگا تمام خلقت میں ہول پڑ جائیگا اور پہاڑ اڑنے لگیں اور آسمان ہلنے لگیں اور زمین کا پٹنہ لگیں اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں اور لڑکے خوف سے بوڑھے ہو جائیں شیطان بھاگتے پھریں گے ستارے ٹوٹنے لگیں جائز سوچ و جذبہ ہو جائیں گے چالیس برس تک ابابہ ہی رہیگا پھر حضرت اسرافیل کو صور بھونکنے کا حکم ہوگا ایک آواز اولیٰ ہوگی ہر ایک کے کان میں برابر آئیگی اور بتدریج تیز ہوتی جائیگی لوگ جان کے نہان رہ جائیں گے نہ گھر میں آئیں گے نہ کچھ وصیت کی مہلت پائیں گے زلزلہ اٹھیکازمین پھینگی دریا کا پانی پھیل پڑیگا حضرت اسرافیل کہیں گے اے مردوخن نقالے کا حکم ہو کہ بدنوں سے نکلوتے آسمان وزمین کے سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور جائیں گے مگر جسے خدا چاہیگا وہ نہ مرے گا کہ قال ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من اراد یعنی اور بھونکا گیا نہ مرے گا پھر بیہوش گرا جو کوئی ہو آسمانوں میں اور زمینوں میں مگر جس کو اللہ نے چاہا اور وہ بروایت صحیح زمین میں ابلیس ہو اور آسمان میں جبریل و میکائیل و اسرافیل اور ایک روایت میں سوائے اٹھ حاملین عرش بھی اور دنیا بھی کہ تہابے آذی بے پیرے بے شیطان بھی رہ جائیں گے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بعد از ان حکم مالک یوم الدین ابلیس کی جان حضرت ملک الموت قبض کرے گی اور جان نکالے گی اور جس وقت بصورت ہیبت ابلیس کی جان نکالے گی کو جائیں گے اس وقت نثر ہزار پیاوے دوزخ کے پرنجیر میں آئیں لے ہوئے ہمراہ ہوں گے اور شیطان کو لٹکا دیں گے یہ مرد و دہو بیہوش ہو جائیں گے پھر بیہوش میں آکر چاروں طرف بھاگتا پھرے گا اور ملک الموت اس کے پیچھے ہونگے آخر کار خشک کر حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کے پاس ٹھہریگا اور کہیگا کہ اے آدم میں تیرے سب سے بھٹکار میں پڑا اور رجیم و ملعون ہو ملک الموت اس کو آگ کا پیالہ بلائیگا اور مار ڈالیگا پھر ارشاد آئی ہوگا اے ملک الموت اب میری خلقت میں کون باقی رہے گی کہیں گے اے حی لا موت تو ہی ہو اور باقی تو اب کوئی بھی نہیں رہا مگر جبریل اور میکائیل اور اسرافیل اور روح کے اٹھانے والے اور میں ضعیف بندہ تیرا اب انکی روح قبض کرنے کا حکم ہوگا اور خود ملک الموت بھی ناراض ہو جائے گا میرا ان میں اپنی روح آپ قبض کرے گی جب تمام جان فنا ہو جائیگا یہاں تک کہ حکم کل من علیہا فان عرش کرسی روح قلم دوزخ بہشت ارواح بھی دم بھر کی فنا میں گرفتار ہوں گے اور بھولے و بقی و جبریک ذوالجلال والاکرام فقط ذات پاک حضرت احدیت باقی رہیں گی تب اس عالم وحدت و بقا میں ہیبت و جلال ارشاد ہوگا لمن الملک الیوم آج کس کا راج ہے کہان ہیں جبارین کہان گئے مدعیین اور کہان ہیں وہ جو میرا کھاتے تھے اور وہ کاکاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ آپ ہی برسر جواب آئیگا کہ اللہ الواحد القہار آج راج ہے اسی اللہ کا جو بردست ہے ایک مدت تک (پھر) اسی فنا کا عالم رہیگا چالیس برس بعد عالم کی آفرینش اور زمین و آسمان کی خلقت از سر نو قرار پائیگی دوسرے بعث

نفس روح ابلیس

یعنی قبر سے اٹھنا سو اسکی صورت پر ہر کہ اول حضرت اسرافیل زندہ ہونگے پھر جبریل میکائیل عزرائیل علیہم السلام اور حضرت اسرافیل عرش سے صورت لیکر بہشت میں جائینگے اور کہینگے اور رضوان بہشت کو آراستہ کر دے پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی امت کے ایمان تشریف لائے ہیں پھر عِزاق کو زندہ کریں گے اور اسکو با سازیراق لیکر مع لواء احمد اور حلد ہے بہشتی قبر رسول مقبول آئینگے اور آنجناب کو اسلام علیک اکمل اٹھائینگے اور حضرت جبریل حلد ہے جنت پیش کریں گے آسرا الفاتحہ میں ہر کہ آنجناب واسطے دو حلقے ایک سبز ایک زریع تاج ہونگے آپ حلد سبز کو ازار اور حلد زرد کو جادر کریں گے اور ہنوز تاج کراٹا سر مبارک پر نہ رکھینگے پوچھینگے ای جبریل ائی یوم ہذا یہ کون دن ہو جبریل التماس کریں گے ہذا یوم القیامت و یوم الحسرة والندامة فرمائینگے محکو کوئی بشارت مناعرض کریں گے آپکے واسطے لو اسے حمد لایا ہوں فرمائینگے میں یہ نہیں جا ہتا عرض کریں گے میرے ساتھ آپکے واسطے تحفے اور سوغات ہیں فرمائینگے یہ بھی درکار نہیں التماس کریں گے کہ دوزخ بچھ رہی ہو بہشت آراستہ ہو فرمائینگے یہ بھی مقصود نہیں عرض کریں گے کہ فرشتے آپکے انتظار میں ہیں اور آپ اول شفیع ہونگے اور شفاعت قبول ہوگی فرمایا یہ سب سہی لیکن خبر دو میری امت کے حال کہ وہ کہاں ہو عرض کریں گے ہنوز وہ زیر زمین ہو فرمائینگے محکو خوش نہیں آتا کہ میں زمین پر ہوں اور امت میری زیر زمین یہ فرما کر پھر کچھ میں لپٹ جائینگے فرمان واجب الادعا ہوگا اے میرے حبیب فی سالار ہو اور تیری آٹا سپاہ پہلے سالار نکلا کرتے ہیں پھر سپاہ پس آپ آٹھ کھڑے ہونگے کہ انا اول من تنشق عند الارض اسی کا بیان ہو اور تاج کراٹا سر رکھینگے اور حضرت اسرافیل صورت پھونکینگے تمام مخلوق اپنی قبروں سے اٹھیں گی جو ان بوڑھے لڑکے لوے لنگڑے کانے گونگے اندھے بہرے جو جیسے تھے ویسے ہی اپنی قبروں سے اٹھینگے آٹھتے وقت ایمان دار کہینگے سبحان من احیانا بعد اماتنا یعنی پاک ہو وہ جس نے ہمکو جلایا جب ہم مر چکے تھے اور کفار کہینگے یا ولینا من بغتنا من مرقنا اے غرانی کہنے اٹھا دیا ہمکو ہمارے خواب کے مقام سے اور سوائے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب عریان اور غیر مختون اور بے ریش و بروت ہونگے کما بد انا اول من تنشق عند الارض جیسارے سے بنا یا پہلی بار پھر اسکو دو ہرادیں گے ہم اسی کا اشارہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی قیامت کے دن برہنہ تن برہنہ پا اٹھینگے جس طرح مان کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں لیکن کوئی کسی طرف نہ دیکھیں گانگا ہیں ہول و ہیبت سے آسمان کی طرف ہونگی چالیس برس تک اسی طرح کھڑے رہینگے نہ کھائینگے نہ پیئینگے آفتاب کی گرمی سے کسی کے پالون پیسنے میں تر ہونگے کسی کی پندلیوں تک پسینا آئیگا کسی کے پیٹ تک کسی کی چھاتی تک حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ اسدن کوئی سوار بھی اٹھیں گانگے یا ان انبیاء علیہم السلام اور انکے اہل بیت اور وہ لوگ جو جب اور شعبان اور رمضان میں متصل روزہ رکھتے تھے اور سب لوگ اسدن بھوکے ہونگے مگر انبیاء اور انکے اہل بیت اور جب شعبان کے روزہ دار کو وہ آسودہ ہونگے کذا فی وقائع الاخبار للغزالی اور بھی اسی میں ہے کہ لوگوں نے حضرت سیدنا



کی قیامت کے دن آپ کی امتی کس نشان سے پہچان پڑینگے فرمایا وضو کے اثر سے غر مجلیں ہو گئے یعنی جو عضو وضو میں  
 دھوئے جاتے ہیں روشن و تابان ہونگے حدیث شریف میں ہے کہ حشر کے دن جب مخلوق قبروں سے اٹھیں گی فرشتے  
 ہوسنوں کے پاس آئیں گے اور ان کے بدنوں سے خاک جھاڑینگے سب جگہ پر کی خاک چھڑ جائیگی مگر اعضاء جو کئی  
 گرد نہ چھڑے گی تب آواز آئیگی کہ یہ قبر کی مٹی نہیں ہے مسجدوں اور محرابوں کی مٹی ہے اسکو اسی طرح رہنے دو  
 یہاں تک کہ پہل صراط سے اتر کر جنت میں داخل ہوں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ لوگ جب قبروں سے  
 اٹھیں گے تو فرشتے تین فرقوں سے مصافحہ کریں گے شہیدوں سے اور روزہ داران رمضان سے اور صائین  
 یوم عرفہ سے تیسرے حشر یعنی میدان قیامت میں چلنا وہ بیت المقدس کے صحرے پر ہوگا اہل تقاسیر نے یوم  
 یفیع فی الصور فتاتون افواجا کے سیاق میں لکھا ہے کہ کفار اشرار نابینا محسور ہونگے اور زاد و قد بصورت در زندگان  
 یردون بلا حساب و وزخ میں جائیں گے اور انبیاء علیہم السلام مراکب پر سوار ہونگے ہمارے حضرت اپنے براق  
 اور صالح و عزیر اپنے ناقے اور غریر و علی ہذا القیاس اور امت کے نیک بختوں میں حب اللہ اور بغض اللہ کے  
 نور کے منبر پر آؤں دقایق الاخبار میں ہے کہ کفار پاپیادہ اور ایمان دار سوار ہونگے کما قال اللہ تعالیٰ یوم یفیع فی  
 الی الرحمن و فدا یعنی جسد ہم اکٹھا کر لاوینگے پر پیچہ گار دن کو حرمین کے پاس مہمان بلائے اور حضرت علی علیہ السلام  
 فرمایا کہ متقیوں کو گھوڑوں پر سوار محسور کریں گے فرشتوں سے ارشاد ہوگا کہ انکو پیادہ پانہ چلنے دو کیونکہ دنیا میں  
 انکو ہمیشہ سواری کی عادت رہی ہے ابتدا میں باپ کی پشت میں رہے پھر ان کے پیٹ میں بعد ازاں دائیوں کی  
 گود میں پھر باپ کے کاندھوں پر پھر اونٹ گھوڑے ناؤ وغیرہ پر جب مرے تو بھائیوں کے کاندھوں پر اب جو بڑے  
 آئے ہیں تو انکی قربانیوں کو انکی سواری بناؤ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمعنا صحابہ کرام و عظماء فانا یوم القیامت  
 مطالبہ کرے اور اہل توکل اندامہ تابان اور فقر تارک الدنیا مثل کو اکب درخشان اور قائم الیل زرین کریلوں پر  
 ملقب بسادات الناس اور اہل ذکر مشک زعفران کے ٹیلوں پر مخاطب بہ اشرف الناس محسور ہونگے اور  
 شہیدوں کا حشر خون آلودہ ہوگا زخمیوں سے ہوسے مشک آئیگی یہ چھ فرقے با حساب داخل جنت ہونگے روایت ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے یوم یفیع فی الصور فتاتون افواجا کے معنی پوچھے فرمایا رو کر کہنے بڑی بات چھی  
 سنو قیامت کے دن میری امت کے دس چھڑ ہونگے ایک بصورت بندریہ وہ ہے کہ انھوں نے باہم دخل فصل سے  
 طر وایا ہو دوسرا خون کی صورت یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے رشوت لی حرام کھایا ہے تیسرے اندھے یہ قاضی اور مفتی ہیں  
 انکا حکم دینے والے چوتھا فرقہ ہونگے برے یہ لوگ عبادت اور طاعت پر غور کرنے والے ہونگے پانچواں فرقہ عالم اور  
 مشائخ کا ہوگا کہ آپ بڑے کاموں میں مصروف رہے اور دن کو سمجھانے تھے اور منع کرتے تھے یہ اپنی زبان کاٹتے ہونگے  
 اور انکے منہ سے یرغون بیگا چھٹا فرقہ چھوٹے گواہوں کا ہے آگ کے کوڑے پڑنے ہونگے سناؤ ان فرقہ ثبوت پر ہوں گا

ہوگا انکے پاؤں کھوٹے سے بندھے ہونگے اور بدن سے بدبو آتی ہوگی آٹھواں فرقہ دابہ بنائیں گرتا بڑا ہوگا ایک جگہ  
اکھڑا نہ رہ سکے گا یہ وہ ہے کہ جنھوں نے اللہ کا حق مال سے نہیں دیا تو ان فرقہ گندھا کے بائیکاٹ پنے ہو گئے یہ وہ ہیں کہ  
لوگوں کی غیبت کرتے تھے دشواں وہ فرقہ جسکی زبانیں گندی سے نکلی ہو گئی یہ ناحی لڑنے والے ہیں نفسیہ عمرہ میں بھی  
دل بیان کیے ہیں اور معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ میری امت کی باجھ صفتیں ہوں گی بے  
قبروں سے اٹھیں گے ہاتھ کٹے منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو پردیسیوں کو ستاتے تھے اور بے توبہ مرے انکی جگہ  
دوزخ ہے اور بے توبہ جانوروں کی صورت ہونگے منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ ہیں جو نماز میں سستی کرتے تھے اور توبہ  
مرے ہیں انکی جگہ دوزخ ہے اور بے توبہ بے توبہ اٹھیں گے کہ انکے قد پہاڑ کے برابر ہونگے اور سانپ بچھو بدن میں چمٹے ہونگے  
منادی پکارے گا کہ یہ وہ ہیں جو زکوٰۃ نہ دیتے تھے اور بے توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہے اور بے توبہ بے توبہ اٹھیں گے  
کہ انکے منہ سے خون بہے گا اور آگ نکلیگی اور انکی آنتیں پیٹ سے نکال کر زمین پر لٹکیں گیں پکارے والا پکارے گا کہ یہ تاجر ناجان  
جو خرید و فروخت میں جھوٹ بولتے تھے اور بلا توبہ مرے ہیں انکی یہ سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ ہے اور بے توبہ بے توبہ اٹھیں گے  
کہ انکے جسم سے بدبو آئے گی منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلق سے چھپ کر گناہ کرتے تھے اور خدا سے خوف  
نہ لکھاتے تھے اور بلا توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہے اور بے توبہ بے توبہ اٹھیں گے کہ انکی گردنیں سانپوں نے ڈسی ہوگی  
پکارنے والا پکارے گا کہ یہ جھوٹے گواہ ہیں اور بلا توبہ مرے ہیں انکی یہ سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ ہے اور بے توبہ بے توبہ اٹھیں گے  
کہ انکے منہ میں زبان نہ ہوگی اور ریم و خون بہے گا پکارنے والا پکارے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو گواہی چھپاتے تھے  
اور دیکھا ہوا معاملہ بتاتے تھے حق پوچھنے سے انکار کرتے تھے اور بے توبہ مرے یہ انکی سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ ہے اور بے توبہ بے توبہ اٹھیں گے  
سرنچے پاؤں اوپر انکے شرم گاہوں سے پیپ بہے گا پکارنے والا پکارے گا کہ یہ زنا کرنے والے ہیں انکی یہ سزا ہے اور جگہ انکی دوزخ  
اور بے توبہ بے توبہ اٹھیں گے کہ انکے منہ میں آئینے کی طرح دوزخ کے انگاروں سے پیٹ بھر سو پکارنے والا پکارے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو  
یتامی کا مال کھا لیتے تھے اور بلا توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہے اور بے توبہ بے توبہ اٹھیں گے کہ انکے منہ سے کورھی اٹھیں گے منادی ندا کرے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں  
جو ماں باپ کی نافرمانی کرتے تھے اور بلا توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہے اور بے توبہ بے توبہ اٹھیں گے کہ انکے منہ سے اذیٹ اٹھیں گے بڑے بڑے دانت  
نکلے ہوں جس طرح بیلوں کے سینگہ اور ہونٹھ پیٹ تک لٹکتے ہوں سو پکارنے والا پکارے گا کہ یہ شراب خوار لوگ ہیں اور بلا توبہ  
مرے ہیں جگہ انکی دوزخ ہے اور بے توبہ بے توبہ اٹھیں گے کہ انکے چہرے جیسے جڑاویں رات کا چاند اور بجلی کی طرح ہلکا  
اور جھلکے پکارنے والا پکارے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے کام کیے ہیں اور خلق کو وعظ و نصیحت کی ہے اور مصلوۃ خمسہ  
پابجا کرتے ہیں اور توبہ کر کے مرے یہ انکی جزا ہے اور مکان انکا بہشت ہے حق تعالیٰ نے اسے راضی اور یہ حق تعالیٰ سے  
راضی نہ آئے گا ہم ہر روز اللہ جلنا سنہم اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ لوہیہ قرآنی سے ثابت ہے کہ سود خوار پیٹ بھولے  
سبب زعمی صورت اٹھیں گے الذین یاطون الربوا لا یقومون الا ما یقوم الذی تجبہ الشیطان من اس یعنی جو لوگ گناہ کرتے ہیں

اُنھیں قیامت کو گر جسطرح اٹھنا ہو جسکے حواس کھو دیے جن نے لپیٹ کر اور علماء نے عمل زبان اور پختہ آمد و رفت لٹا کر  
 بالبر و منون انفسکم یعنی کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولے ہو آکھو اور غلط فتویٰ دینے والے اندھے اور  
 قرآن کے بھلانے والے کوڑھی اور توجہ گر گندھک کے پیراہن پہنے اور رسائل بلا ضرورت شرعیہ مخدوش الخزین  
 اور عبادت پر غور کرنے والے کو گنگے اور ہسائے کے ستانے والے لوے لنگڑے اور حاکمون سے جہلی کھانے والے  
 آگ کی سولی پر اور شہوت پرست بدلو اور گندہ اور اہل تکبر مورچہ انگندہ اور جبریہ بصورت بہائم اور تدریہ  
 بندر کی شکل میں آئینگے یہ لوگ حساب کے بعد بہشت یا دوزخ میں جائیں گے بعض رسائل حشریہ میں لکھا ہو کہ خوارج کا  
 بصورت خاک حشر ہوگا اور روض کا خرقہ کی صورت اور بعض علماء بالعکس فرماتے ہیں وہو الصمیح حدیث میں مذکور  
 کہ پہلے ہمارے حضرت کا باعث ہوگا پھر اہل بقیع کا پھر اہل مکہ کا اور آپ کے والوں کی راہ دکھیں گے جب وہ  
 آئیں گے تب آپ حشر کے میدان میں جلوہ فرمائیں گے اسی طرح تمام عالم محشر کو روانہ ہوگا اچھون کے اچھے عمل  
 بصورت خوش مرکوب ہونگے اور بُروں کے بُرے عمل راکب جب محشر میں سب جمع ہو جائیں گے آفتاب ایک  
 میل پر آئیگا ذہرۃ الریاض وغیرہ میں ہو کہ آتش سے ایک سایہ پیدا ہوگا اور حکم ہوگا کہ اُس طرف جاؤ خلق  
 تین فرقے ہو کر اُس طرف چلیں گی ایک ایمان دار ایک منافق ایک کافر جب سب زیر سایہ پہنچیں گے وہ سائیں بچا  
 ہو جائیں گے قال اللہ تعالیٰ اطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب یعنی چلو ایک سایہ میں جسکی تین بھانکین ہیں ایک  
 نورانی وہ مومنوں کے سر پر ہوگا کیونکہ وہ دنیا میں ایمان کے نور سے نور بار تھے پھر جہم من الظلمات الی النور  
 نکالتا ہوا انکو اندھیروں سے اُجالے میں دوسرا دخانی نیرانی منافقوں کے لیے کیونکہ وہ دنیا میں آگ و گرمی سے  
 بجلاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم رسول کے ساتھ جہاد کو گرمی کے سبب نہیں جائیں گے اور لوگوں کو بھی ڈرتے تھے لا تقربوا فی  
 قل نار جہنم اندھرا یعنی ست کوچ کر دو گرمی میں تو کہہ دوزخ کی آگ اور سخت گرم ہر تیر ظالمی کافروں کے لیے کیونکہ وہ  
 دنیا میں کفر کے اندھیرے میں گرفتار تھے پھر جو نعم من النور الی الظلمات نکالتے ہیں انکو اُجالے سے اندھیروں میں فتنے  
 رسول مقبول صلعم نے کراٹ فرقیے سایہ عرش میں ہونگے آمدن کہ سوائے اُس سایے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا ایک بادشاہ عادل  
 دوسرا جوان عابد تیسرے وہ دشمن کرمف اللہ کے واسطے آسمین دوستی رکھتے ہیں چوتھا وہ مروجہ خوبصورت عورت  
 پیار کیا اور اُسے بخون خدا آکھو بچا یا بچو اُن تنہا رونے والا خوف خدا سے چھٹا وہ جسکا مسجد ہی میں دل لگا رہتا  
 ساتواں وہ جو اپنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائین سے پوشیدہ رکھے حدیث میں وارد ہو کہ جب حق تعالیٰ مومن کو  
 جمع کرے گا بکار نہ والا بکار لگا اسی صاحب فضل آو تو بہت لوگ اُنھیں گے اور جلد جلد جنت کو چلیں گے فرشتے انکو راہ میں لےیں گے  
 اور کہیں گے تم کون ہو کہیں گے ہم وہ ہیں کہ ہم نے ظالموں کے ظلم پر صبر کیا اور جب کسی نے ہماری تفسیر کی ہم نے معاف کی  
 فرشتے کہیں گے اچھا یہ ہے جنت کو چلے جاؤ پھر بکار نہ والا بکار لگا اہل صبر کمان ہیں تب بھی بہت لوگ اُنھیں گے اور جلد جلد

شمار ان لوگوں کا جو یزید بن ابی سفیان

بشت کی طرف چلینگے فرشتے راہ میں ملیں گے اور کہیں گے تم کون ہو جو بشت کو لپکے چلے جاتے ہو کہیں گے ہم صبر کرنے والے ہیں کہ خدا کی  
 بندگی پر ثابت رہے فرشتے کہیں گے اچھا بشت کو چلے جاؤ پھر بکارنے والا بکار لگا آسمین اللہ دوستی رکھنے والے کہاں ہیں  
 تب بھی بہت لوگ اٹھیں گے اور بشت کی طرف شادان و فرحان شا بان ہونگے راہ کے فرشتے کہیں گے تم کون ہو کہ بشت کو  
 جیسے جاتے ہو کہیں گے ہم آسمین اللہ دوستی رکھتے تھے فرشتے کہیں گے اچھا بشت کو چلے جاؤ اس مقام سے واضح ہوا کہ لوگ اٹھیں گے  
 داخل بشت ہونگے و ابجد سیدان محشرین آفتاب کی تازت بشت ہوگی لوگ گرمی اور اس کی حدت اور بھوک پیاس کی  
 شدت سے آشفٹہ اور بیتاب ہو جائیں گے لیکن نیکوں کی نیکیاں انکے سر کی چھتریاں ہونگی اور خاک زمین کہ حلوئے شیرین  
 ہو کے کھلنے کو ملیگی اور حوض کوثر کا پانی پیئے کو اور بدوں کو نہ کھانا نہ پانی آفتاب کی تابش میں بیتاب ہونگے اور  
 ہزاروں تکلیف اور ایذا اور ہول اور آواز ہولناک کا سامنا ہوگا تب ناچار نبیوں کا وسیلہ ڈھونڈیں گے اول  
 حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور گرا گڑا لیں گے اور ہزاروں طرح سے ثنا و سائش کریں گے اور کہیں گے کہ ہوا اپنی سفارش میں  
 حضرت آدم فرمائیں گے آج حق تعالیٰ غضب پر ہر مخلوق اکل شجر کے مواخذے کا ڈر ہو حضرت نوح کہیں گے میں نے بے ادبیا  
 اپنے کا فریضے کی سفارش کی تھی مجھ کو ڈر ہو کہ اسکی باز پرس نہ ہو حضرت ابراہیم فرمائیں گے مجھ کو انی سفیم و بل فعلہ کبرہ ہم  
 اور ہذا اختی کا ڈر ہو کہ تمھاری سفارش کو جاؤں جو اب یہی کذبات ملتہ میں گرفتار ہوں حضرت موسیٰ عذر کریں گے  
 کہ میں نے قبلی کو مار ڈالا تھا اس اندیشے میں پریشان ہوں حضرت عیسیٰ کہیں گے کہ میری قوم نے مجھ کو خدا کا بیٹا اور  
 میری ماں کو خدا کی جو رو قرار دیا ایسا نہ کہ آسمین پر اڑا جاؤں اس کام کے سزاوار محمد مصطفیٰ سردار انبیاء ہیں اگر تم انکے  
 پاس جاؤ گے خدا چاہیگا تو اپنی مراد پاؤ گے اہل محشر جب حضرت مسلم پاس آئیں گے اپنا درد سنائیں گے حضرت شفیع الامم  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے خاطر جمع رکھو میں اپنے رب کے پاس جانا ہوں تمھارے واسطے مردہ لانا ہوں یتسلی تمہارا  
 براق پر سوار ہونگے اور مقام محمود میں آئیں گے نزول فرمائیں گے بعد انصوع بجا لائیں گے سات دن کے بعد حکم ہوگا  
 اے محمد صلی اللہ علیک سراً تھاؤ و پاؤ گے جو مانگو گے میں اتنے راضی ہوں آپ چلیں پیچھے میں بھی تھلی فرما تا ہوں حضرت  
 تشریف لائیں گے اور جمیع ملائکہ سموات نزول فرمائیں گے صور بجایا کہ حضرت موسیٰ کے سوا کہ آپ کو طور کی تھلی کے سبب شاہد  
 نور کی مہر و ہم پہنچی تھی سب بیہوش ہو جائیں گے اور حق جل جلالہ ملائکہ عرش معلیٰ بحکم و جاؤں کہ الملک صفا صفا  
 بیت المقدس کے صخرے پر تھلی فرمائیں گے آفتاب مہتاب کی روشنی مگر ہوگی نور الہی سے زمین منور ہوگی بھر صور بھونکا جائے  
 چلے ہمارے حضرت پھر سارے انبیاء و مؤمنین اور کفار و منافقین بیہوش میں آئیں گے غیر کچھ بڑے دھڑکے جائیں گے ملائکہ جنات اور اعمال کی  
 صورتیں دکھائی دیں گی بشت کو کمال زیب و آرائش سے جلوہ دیں گے اور دوزخ کو نہایت ہیبت اور آلالش سے حاضر کریں گے  
 پھر حساب کتاب شروع ہو جائیگا تو اب یہ کہ اول دواب اور اقسام کا حساب ہوگا پھر انسان کا جس جانور شاخ دار نے  
 جانور بے شاخ کو مارا ہو یا جس نے جس جانور کو جو شرعی منفعت کے دیکھ کر یا جو اس کا نقصان ہوگا بعد قیاس جلد و اج بک



خاک ہو جائینگے اور کسی طرح کی لذت ماس کی اگر حضرت آجیل کا و نیا اور حضرت صالح کا اذ اور صاحب کھٹ کا کتا اور حضرت  
 عمر کا گدھا اور ہمارے حضرت کا براق خاک اور فنا ہونے سے بچینگے اور ایک روایت میں بھیڑیا حضرت یعقوب کا بھی  
 باقی رہے گا اور بعض علما کے نزدیک فیل محمود بھی بچ جائیگا اور شیخ ابرق قدس سرہ نے فرمایا کہ جو جانور کہ خدا کی راہ میں یا خدا  
 واسطے مذبح ہوا اسکا بھی یہی حال ہو اور نباتات و جمادات کا حساب یہ ہو کہ نباتات میں سے عمامے موٹی اور سطوح  
 خانہ اور جمادات میں کوہ طور اور منجراے بیت المقدس اور حضرت صلعم کا روضہ اطہر اور سجدہ اور منبر اور کعبہ  
 شریفہ اور سجدہ احرام اور حجر اسود اور کوہ احد اور مواضع شہر کعبہ اور نبیاد اولیا اور سببائے اور مسجد قبا اور وہ مساجد  
 جنکی تعمیر خالصاً شدہ ہوئی انکو ابدالے تاب جنت میں نگاہ رکھینگے اور باقی سب فنا ہو جائینگے اور خاک جنت ہونگی  
 اسکو دیکھ کر کفار آرزو کرینگے یا یسینی کنت ترا باجوہ تھے اسی میدان قیامت میں ہر ایک کا نامہ اعمال اڑ کر ہاتھ میں آئیگا  
 مومن کو دہنے ہاتھ میں آگے سے کافر کو بائیں میں پیچھے سے پھر کافروں سے شرک اور کفر کا سوال ہوگا صاف انکار  
 کر جائینگے تب جس زمانے میں کہ ان لوگوں نے کفر کیا تھا وہ گواہی دینگے اسکو بھی جھٹلائینگے حکم خدا کے تنہا پر مہر ہوگی  
 دست و پا کلام کرینگے تب اپنے اھنسا کی طرف مخاطب ہونگے وہ جواب دینگے لازم ہو کر کہینگے البتہ ہم سے یہ کام دانشگی سے ہوا  
 تب کہا جائیگا کیا تھا رہے پاس کوئی رسول ڈرانے والا نہیں آیا سب کت بان ہو کر کہینگے کوئی نہیں آیا پس ہر امت کے نبی  
 اکھٹا ہونگے جن تعالیٰ فرمایا کیا جواب پائے تھے تنہا حضرت نوح کہینگے خداوند میں ان لوگوں میں آیا اور خفیہ اور علانیہ بخوبی سمجھایا انھوں  
 نے انکو کجگو کلیف دی لہذا امت محمدیہ کے علما اور شہداء گواہ ہیں کفار کہینگے اسوقت محمد کی امت کہاں تھی ہمارے حضرت فرمائینگے اگرچہ  
 یہ امت اسوقت نہ تھی پر انکو باخبر خدا معلوم ہوا تھا و لہذا رسالتنا تو خالی قومہ غلبت فیہم الف سنۃ الحسن عاٹا فاخذ ہم  
 الطوفان وہم ظالمون یعنی جتنے بھی جانچ کو اسکی قوم پاس پھر رہا انہیں ہزار برس پچاس برس کم پھر کپڑا انکو طوفان نے اور وہ  
 گنہگار تھے کفار جب رہینگے اسی طرح ہر امت کے کافر اپنے نبیوں کے روبرو انکار کرینگے الزام ٹھائینگے آخر کار سب ملکر  
 کہنے لینگے کہ ہننے یہ کفار اور شرک اوروں کے اغوا سے کیے اب دنیا میں بہکوبھیجیے کہ ہم اچھے کام کریں حکم ہو گا یہ بخیر ہرگز  
 جسے جو کام جسکی خاطر سے کیا وہ اس سے اسکی جزا جاپہے اور انکے ساتھ جانے کہ وہی انکے مہبود ہیں پس  
 بت پرست بتوں کے ساتھ اور آفتاب ماہتاب ستارہ پرست انکے ساتھ اور ملائکہ انبیاء اولیاء کے پوجنے والے  
 ان مشاطین اور جنات کے ساتھ ہونگے جبکہ اغوا سے پرستش کی رضی راہ میں نشنگی غالب ہوگی شراب کھچڑگی  
 پانی کے دھوکے اس طرف دوڑینگے وہ درحقیقت وادی دوزخ کا سراپو گادھوکے میں وہیں بھنچ ہو جائینگے  
 اور انکے مہبود مشاطین اور جنات ایک تو وہ بلند آتشیں پرست نشین ہونگے انکو دیکھ کر بلائینگے کہ ادھر تو یہ سب باید  
 خیار انکی طرف جائینگے وہ کہینگے آج ہم سے توقع نہ رکھو اپنے اعمال پر اقبال کا مزا کھجو یہ نا اسی حیران پریشان ہونگے  
 حکم ہو گا خذوہ فخلوہ ثم اکجم ملوہ ثم فی سلسلۃ ذرعیہ اسبعون ذراعاً فاسکلوہ یعنی اسکو پکڑو پھر

پھر طوق ڈالو پھر اگر کدھیر بن بجاؤ پھر ایک زنجیر بن جبکانا پشتر گزہ اسکو سپرد و سولہ لاکھ انکے اعمال کے موافق انکو  
کشتان کشتان درخت میں پہنچائینگے اسکے بعد مومن اور منافق کدھیر بن اہل ایمان کے شرک حال تھے توجہ ہوگا علیک  
اپنے نامہ اعمال کو دیکھو حکم ہوگا کہ چرواہا لکھا سب اپنے اعمال نیک بد پر چینگے پھر حکم ہوگا کہ ہرگز وہ اپنے معبود کے ساتھ گیا  
تم کیوں کھڑے ہو عرض کریں گے ہم اپنے معبود کے انتظار میں فی الفور ایک تجلی نمودار ہوگی آسین آواز آئی گی کہ میں تمہارا معبود ہوں  
تم میرے ساتھ چلو آویہ نمودار دیکھ کر کہیں گے عاذا اللہ یہ ہمارا معبود نہیں جب وہ آئیگا ہم پہچان لینگے تب ایک ساق نورانی چلیگی یونین  
سجدے میں کرینگے منافقوں کی پشت تھخہ ہو جائیگی کہ سجدہ نہ کر سینگے پھر تجلی آگے آئے چلیگی انکو حکم ہوگا کہ تم مجھے پیچھے چلو آو  
ہر امت اپنے نبی کے ہمراہ ہوگی ایک شکل میں پہنچینگے وہاں میزان نصب ہوگی یہ پانچواں حال ہے قیامت کا آسین مسلمانوں کے  
عمل وزن کیے جائینگے تاکہ معلوم ہو کہ عمل کس کا ثقیل ہے اور کس کا خفیف اور سبک درگرائی اعمال کی بہت چیزیں ہیں انرا بھلا علم ہے  
کہ جب اسکو چینگے تول بھاری ہو جائیگی انرا بھلا علم طیب ہے کہ اگر آریہ ایک پتہ ترازو میں ہوا درساتوں آسمان زمین دوسرے میں  
تو یہ بلالہ اللہ والا بھاری ہوگا انرا بھلا علم ہے کہ اگر آریہ ایک پتہ ترازو میں ہوا درساتوں آسمان زمین دوسرے میں  
اور انھو امیر ساری میزان کو اور امیر کبر بھرا تا آسمان وزین کے درمیان کو باجمہ جس مومن کے اعمال بھاری ہونگے موفی غیشہ  
راضیہ یعنی اسکی گزراں من مانتی ہوگی اور جبکہ اعمال بکے ٹھہرے نہ ہوں وہ اسکا ٹھکانا ہوگا اور کافروں کے اعمال کے وزن  
نہو گے ماکال اللہ فلا یقیم لہم یوم القیامت وزنا تم نہ کھڑے کرینگے انکے واسطے قیامت میں تول واسطے کہ نیک عمل انہیں کمالی ہوگا  
وہ خط ہوگا اور منافقوں کے اعمال تولے جائینگے اگرچہ اعمال حسنہ انکے نہیں ہونگے لیکن ظاہر حب دنیا میں انہیں احکام اسلام  
جاری ہوئے تھے وہ سب ہی رزخ شرمساروں کے ساتھ وزن اعمال میں شریک ہونگے اور وزن کیے جائینگے آخر انکا پدہ کب ہوگا  
جنم کے حقیقہ زیرین میں پڑینگے چھٹے صراط پر یہ ایک پل ہے ہر جنم کی نسبت پر پڑا اسکے دائیں بائیں نیچے آگ ہے صرف پل نار سے  
خالی اور پل بالی سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز آسین دو لکڑیاں لٹکتی ہونگی ایک لکڑی بوسے کی سرخ جیسے ان پڑ  
پاس روٹی تنوع سے نکالنے کی ہوتی ہے دوسری کٹھن آہنی ایک طرف سیدھی ایک طرف تیرھی ایسی کہ اگر گردن میں کسی کے والے  
کھینچیں تو کھج آوے اور خاکسک چٹکے پڑے ہونگے بعد حساب کتاب اور رستی کا غد کے مومن اور منافق اس پل پر چلائے جائینگے  
مومن پار ہو جائینگے منافق نار میں آئینگے اول ہمارے حضرت مع انبی اہت کے گزریں گے پھر اور انبیاء علیہم السلام مع انبی امتیوں کے  
اور جو کوئی رہ جلدکا وہ حضرت کی شفاعت سے پار ہوگا اسوقت اس پل پر گزریوں ہوگا کہ مومنین اور مومنات کے ساتھ روشنی  
ایمان کی دانتہ اور آگ ہوگی یہ دیکھ کر منافق کہیں گے ذرا ٹھہر رہم بھی تمہارے ساتھ اس نوین ہو جلیں اہل ایمان کہیں گے پیچھے دیکھو  
جہاں سے ہم نور لائے تم بھی لاؤ پیچھے دیکھینگے ایک دیوار حائل ہو جائیگی کہ اسکے اوپر نازہ اور حنبت ہے سخت خلعت میں جھک کر  
کتنے گینگے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جو ہم کو چھوڑے جاتے ہو سلمان کہیں گے البتہ ظاہر میں تم ہمارے ساتھ تھے برابری میں غلبہ فدا کی  
دیکھتے تھے اب تمہارا چہرہ نکالیں کافروں میں جالو تم دونوں کا برا ٹھکانا ہے اس حالت میں ایک شکر شمس نمودار ہوگا کہ وہ درخت

مختار اعمال

حال بیان کا

حال بیان کا

حال بیان کا

کے درجہ افضل میں پہنچ لیا گیا کبھی کسی کی شفاعت اس کے حق میں مقبول نہ ہوگی اور اہل ایمان بل صراط پر چڑھنے والے کوئی دونوں جناب فرشتے ٹھہرے ہوئے سلم و چھینک کے ہر امت کے بکثرت ایمان کی قوت سے اور عمل کی کثرت کے موافق کوئی برق و درخشاں کوئی باد و زان کوئی اسپ و روان کوئی پیادہ روان کی طرح صراط سبز پر گیا اور کوئی ان لکڑیوں میں اور خشک بیخ میں رہ گیا وہ بھی شفاعت شفیق الہی سے پار ہو جائے گا پھر یہ لوگ بل صراط کے اس کنارے ایک صحرا سے وسیع میں جمع ہونگے اور تنگی ہوگی آب کوثر پینے کو لیکر یا بس حوض کا پانی ہو گا کہ ساتویں چیز قیامت کی آثار عظیمہ کی اکثر اسی کا اشارہ ہے حدیث شریف میں ہے کہ وہ آنا بڑا حوض ہے جس طرح ایک ٹاہی راہی اسکا درود سے زیادہ مفید شدہ سے زیادہ شیریں خوشبودار جیسے مشک اس کے انجور سے جیسے آسمان کے تار سے جو کوئی ایک بار اسکا پانی پی لے کبھی پیدسا نہ ہو پانی برادران ایمانی کے سوا کسی کو نہ لیکر ابد اس کے جنت کا فضل کھلیگا ابراہیم اس صحرا سے ناپیدا کناریں جمع ہیں اپنے نبیوں کے ہمراہ بہشت میں آئینگے اول ہمارے حضرت اور آپ کی امت پھر حضرت عیسیٰ اور ان کی امت اسی ترتیب سے حضرت نوح اور اور ان کی امت تک سب جنت میں جبکہ پائینگے پھر ہمارے حضرت صلعم کو معلوم ہو گا کہ بہشت میں امت کے بہت لوگ نہیں ہیں دوزخ میں اگر قمار میں تب آپ مخزون اور غلین سات دن تک سجدے میں رہیں گے حکم ہو گا کہ جبکہ دلوں میں رانی برابر ایمان پر ان کی شفاعت کا بھی فرمان ہے یہ آنحضور چیز قیامت کی شفاعت نام ہے سفارش کا اور ہر نبی اپنی امت کی سفارش کریگا لیکن ہمارے حضرت میں شفاعت کریں گے ایک مختصر میں پیش از حساب دوسرے صراط پر تیسرے جہات کے عامی دوزخ میں ہونگے ہی ہر شفاعت کبریٰ جب کہ اس اول ہو چکا ہے ہر جامعہ حضرت صلعم سجدے سے سر اٹھائیں گے دوزخ کے کنارے تشریف لائیں گے امت کے گندگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور ابراہیم امت سے کہیں گے تم بھی اپنے دوستوں کی سفارش کرو سو شنید و ن کا گردہ ستر آدمی کی شفاعت کریگا اور حافظ قرآن و ناس کی اور اولیاء و علما حسب مراتب اکثر کو بخشائیں گے جان بچان تک کو دوزخ سے کالیں گے من بعد اور انبیاء بھی اپنی امت کے گندگاروں کی شفاعت کریں گے اور سہ امت کے صحابہ جو دوزخ میں ہونگے اسکا حال یہ ہو گا کہ دوزخ کی آگ لمبوں کے قدم تک پہنچگی اور لمبوں کے ساق اور کہ تک قلب محفوظ رہے گا نہ ان کے منہ سیاہ ہونگے نہ کافروں کی طرح جھنجھٹ پختہ صبر سکوت اور اکثر مغشی اور مہتمم ہونگے ملک خازن کیسے گائیے فریختی میں نے نہیں دیکھے باجمہ جب یہ لوگ دوزخ سے نکلنے لگیں اسی صحابہ میں اکٹھا کیے جائیں گے اور رفع قصاص اور رموظ ظالم اور فیصل خصومت کے بعد مارا جائے گی کی نمرین نہلائے جائیں گے پاک صاف ہو کر بہشت میں داخل ہونگے تمام امتوں کی نسبت ہمارے حضرت کی امت بہشت میں وہ چند بلکہ زیادہ ہوگی فاتحہ مدنی مچے عاصی مولف کو بھی اپنے حبیب کے صدر نے اسی میں شامل کرنا اور وہ لوگ جنگی جنگی ہوا میزان میں برابر ہوئی وہ بھی انبیا خیران صراط سے عبور کریں گے پھر یہ لوگ اور وہ جو بنو غیر و ن کے دعوت نہیں پہنچی اور نہ ترک کے کاوش سے بچے رہے اور نہ اور غیر کافر سب اعران میں ہو گا یہ نویں چیز قیامت کی یہ ایک دیوار ہے ماہین جنت و نار کے کہ وہاں دلوں طوفان کی ہوائی ہوتی اور جو دلوں سے ابراہیم کو بہشت میں دیکھ کر اندر کا حمد اور شکر کریں گے اور انشرا کو نار میں دیکھ کر پناہ مانگیں گے اور بہشت میں داخل ہونے کی متوقع ہونگے آخر کا بفضل کر دگا بہشت میں جائیں گے اور کفار جن مثل کفار انس ہمیشہ لاپرواہ رہیں گے لیکن مسلمان جو کہ ان لوگ تھے کہ بہشت میں رہنے نہ پادین گئے کہو کہ جنت آدم کی اولاد کا حق ہے بلکہ جنت کی دیواروں سے

منہ

منہ

منہ

منہ

منہ

منہ

کفر جہنمی کی طرح اٹکا بود و باش ہوگا اور بہت تورو بہا تعین اور ارازل جلب منافع کے لیے جنت میں آمد و رفت رہیگی باجموعہ حبیب  
 بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہونگے تو ایک دن دوزخوں گروہ بہشت دوزخ کے کنارے طلب ہو آئیں گے موت  
 کو نہ کھلے گا مگر خدا تعالیٰ حاضر کرے گا اور حضرت اسرافیل با شامت رب حلیل آسکو لٹائیں گے اور یہی پیغمبر اکرم کو سب کے سر پر فوج ہو جائے گا  
 اور نہ ملے گی یا اہل آجنتہ خود و لاموت دیا اہل النار خود و لاموت یعنی اسی بہشت والو اب تم کو یہاں ہمیشہ رہنا ہی اور نہیں تم کو موت  
 اور اسی دوزخ والو اب تم کو یہاں ہمیشہ رہنا ہی اور نہیں تم کو موت بھر جنت دہار کا دروازہ بند ہو جائے گا ابدال آباد بہشتی ناز و نعمت میں  
 اور دوزخی غم و حشت میں بسر کریں گے دسویں چیز دوزخ اور اس کے درجات ہیں گیارہویں بہشت اور اس کے درجات کے اربعہ دوزخوں کا  
 حال مقدمہ کتاب میں بیان ہو چکا ہے کچھ مختصر اس مقام میں بھی لکھتا ہوں بارہویں مادیہ یعنی کھانا ہشتیوں اور دوزخیوں کا سوا  
 مادیہ کہ ہشتیوں کو ملیگا مچھلی کی کلبی ہوگی اور دوزخیوں کو گائے کے بلی اس میں یہ حکمت ہے کہ مچھلی حیوان مائی ہے اور پانی کی طبیعت  
 رطب اور طوبت غصہ خیات ہے اور حیات کو نوبہم کے باعث سے جنت سے نسبت تمام ہے اور کبدہ صلیح کا مصلیٰ ہے اور دم صلیح میں بدن  
 صلیح گویا اس میں اشارہ ہے کہ اہل جنت کو حیات ابدی بھی ہے اور صحت بدنی ہے اور گائے حیوان ترائی ہے اور قراب کی طبیعت یا بس  
 اور بہت غصہ موت ہے اور موت کو سبب تالم نار سے نسبت تمام ہے اور محال دم فاسد کا مصلیٰ ہے اور دم فاسد میں بدن کا فساد گویا  
 اس میں اشارہ ہے کہ اہل ناکونہ حیات ہر نہ موت لاہوت فیہا ولا یحی ابنا و حیات کا حال سنو کہ حضرت صلعم نے فرمایا دوزخ دنیا محیط ہے  
 اور بہشت اس کے دہے ہے اسی سبب سے صراط کی راہ جنت سے لگی ہے اسی حدیث کے مطابق فتوحات میں ہے کہ جو چیز فلک ثوابت کے  
 جوت میں ہے دوزخ ہے اور جو چیز فلک ثوابت کے اوپر ہے تا فلک طہشت ہے پس بہشت کا سطح فلک اطلس کا ہے اور بہشت کا عرض  
 جسطح بہشت فلک اوسیع اور زمین پس بہشت کی شہرت سونے اور چاندی کی خشت سے ہے اور اس میں شک کا گارا دیا ہے اس کی جھیکریاں  
 مصل اور دریا اور خال اور خاشاک عیسر اور عقیقان اور آتش درجے ہیں برابر برابر سطح پر کہ ہر ایک کا سقف عرش ہے گویا زمین پانچ  
 یا ہند پانچ کہ ایک در سے کے وسط میں گردا گرد واقع ہے پہلا درجہ دارالقرار ہے جس کو دار المقام کہتے ہیں یہ درجہ رضا جویان الہی قرار گاہ  
 دوسرا دارالسلام اس میں ارباب سخاوت اور اصحاب بہت اور موت جبکہ پائین گئے خصوصاً لوگ کہ علم اور وعظ کی مجلس میں حاضر تھے ہیں  
 تیسرا دارالخلد اس میں وہ لوگ رہیں گے جو نہ کفر نہ کفار سے پہنچے تھے جو تھانہ المادیہ یہ شہیدوں کا چراگاہ ہے کہ وہ دن بھر اس میں  
 چرتے بھرتے ہیں ان کو سبز خربوں کے شکم میں داخل ہو کر عرش کی مندیوں میں بسر لیتے ہیں پانچواں جہنم انعم بان لوگوں کا گھر ہے  
 جنہوں نے دنیا میں اذکر واسطے تکلیفیں اٹھائیں تھیں تھانہ العفدوس یہ بہترین جہات ہے اس میں وہ قسم کے لوگ رہیں گے جن کا ذکر  
 مومنوں میں ہے قد اطلع المؤمنون الی ہم فیما خالدون اول جزائزین مجیکر رہتے ہیں وہم جو بری بات پر دھیان نہیں رکھتے  
 سوم ذکوہ دینے والے چہاٹھ شہوت کے تعاضے والے مگر انہی عمر توں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر نہچ جہاں انعم بان اور اپنے اقارب  
 سے خبردار ہیں ہم وہ کہ انہی ناز سے خبردار ہیں سا توان جہنم العدن اس میں وہ لوگ رہیں گے جو اپنے وعدوں کے پورے میں اور غصے کے  
 مستحل اور بلا پر صابر اور اللہ سے خائف ہیں انھوں نے جنت کرسی پر اس کے نام میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک دارالجلال

کچھ مختصر اس مقام میں بھی لکھتا ہوں

بارہویں مادیہ یعنی کھانا ہشتیوں اور دوزخیوں کا سوا

پانچ دوزخوں کا



نہایت شریف  
آیت قرآن

عمود

نہایت شریف  
نہایت شریف

نہایت شریف

اول بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا نام جنتہ الغیبیہ اور مولانا رفیع الدین محدث فرماتے ہیں کہ میرے عقائد میں اسکا نام  
مقدسہ الصدق ہے اہل تقویٰ کے لیے موضوع ہر اسی بہشت میں خدا کا دیدار ہوگا حدیث میں ہے کہ جنت میں منازل اتنے ہیں جتنی قرآن  
آیتیں اور درجات اتنے جتنے ہمارے حسی ان درجن میں جو سب اسکا نام وسیلہ ہے حضرت صلعم کے واسطے مخصوص ہر تمام بہشت میں  
ہے کہ اس وسیلہ کو طلب کے لیے چنانچہ اذان کے بعد دعائیں کہتے ہیں ات محمد بن ابوسلیمہ ولفیضہ صاحب اسکا وزیر کا حکم رکھتا ہے اور جنت کے  
یا قوتی میں ستاروں کی طرح روشن اور اس میں ابواب شمار ہیں کسی دروازے سے نازی داخل ہونگے کسی سے روز و رات کسی سے جمادی  
کسی سے اہل اتفاق صحیحین میں ہے کہ حدیقہ کہنے پر چھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ہوگا کہ ہر دروازے سے بلایا جائے فرمایا ہاں مجھے امید ہے  
کہ وہ شخص تو ہی ہو طہرانی میں روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جنت میں قصور ہیں انرا جملہ ایک قصر موتی کا ہے اس میں شتر گھریں یا قوت کے  
ہر گھریں شتر بیت زمرہ کے ہر بیت میں تخت زرنگار تخت پر شتر فرش زرنگار نگار و تابلا ہر فرش پر شتر بادے چمن میں ہر بادے پر  
شتر قسم کے کھانے ایک بندہ نمون کو اتنی قوت ملیگی کہ ان سب کو کھا لگا ہر جنت میں نفاس ہیں بے شمار انرا جملہ چمن مصفا ہے خاک و گندہ  
ورخت ہیں تقریٰ اور طلال کی انہی شاخیں بے شمار اور بے خزان اور ایک رخت ہے کہ سویش کی راہ ملک اسکا سایہ دراز ہے اور ایک رخت ہے  
طوبی نام اسکی شاخیں بہشت میں تمام سایہ کے ہیں ان درختوں میں طرح طرح کے میوے ہیں موت میں منشا بہ خاصیت میں متفاوت  
جس شاخ سے میوہ آئے اسے فی الفور آئینہ و سر لگے جب کسی کی غیبت ہو شاخیں جھک ٹپیں انرا جملہ چار نہریں ہیں ایک ٹھیکہ بانی کی  
دوسری شیر خاص کی میوہ شرب خوشبودار کی چوٹی شہد کی حضرت انس سے روایت ہے کہ بہشت میں ایک نہر ہے بیان نام اس پر  
ایک شہر آباد ہے مرجان کا آئینہ شہر دروازے ہیں روفرہ کے علی ہذا القیاس اور نہر دین نہریں ہیں انرا جملہ چمن چمن ہیں ایک  
کانور کا دروازہ انرا جملہ کاجسکو سلسبیل کہتے ہیں وہ گرم ہے تیسرا تسنیم کہ ہوا پر معلق ہے تفصیل اسکے مقدمہ کتاب میں مذکور ہے انرا جملہ فرش  
فرش طرح طرح کے انہیں بل بوتے نقوش و فرشوں کے مابین اتنا فاصلہ ہے طرح زمین و آسمان انرا جملہ لباس بقصد قامت ہر لباس  
جو نہایت باریک ہے وہ لایہ کی طرح ہے اسکا نام سندس ہے اور جو نہایت صفت ہے وہ مجلس ام محمودی کے مثل ہے اسکا نام ام تیری اور ایک کپڑا  
حریر نہریشم کا ہے انرا جملہ کھانا بالی جقدر کھایا جائے سب ختم نہ کیجی تخرم نہ نہ کام دنیا میں فضلہ بول و بار سے دفع ہوتا ہے وہاں بوق  
مغیرہ و آفرغ معطر دفع ہوگا انرا جملہ شرب و کباب نہا میں ہر شہر تاجہ از نہا میں ایک ہوتی ہے عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ اہل جنت  
پرندوں کو دیکھیں گے کہ انرا جاتا ہے ترغیب کر نیکی فی الفور کباب ہو کر آجائے انرا جملہ ازواج حیف اور چکر اور سایر عورتیں پاک ہونگی گریہ  
و قسم میں ایک وہ جو بے شہر یا منیر میں مین مین یا در عورت کو دنیا میں اسکو چند شوہر کرنے کا اتفاق ہو آیا وہ چند عورت کہ ایک شخص  
کے نکاح میں آئیں پس انہیں جس سے محبت زیادہ تھی اور شہتی ہے تو شہتی مرد کو ملے گی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت سے پرچھا  
دنیا کی عورت افضل ہے یا جنت کی عورت فرمایا دنیا کی عورت اسلئے کہ صوم صلوة کے باعث دنیا کی عورتوں کے منہ اور بدن چمکتے ہونگے اور  
حور دن کے سنگ سفید دوسری عورت چکی صفت قرآن شریف میں لکھی طرح پرند کو ہے حور ہر قدر روشن میں کہ انکے اساق کی سفیدی  
شتر تر کہے کہ جو چمکے اساق کی راہ استخوان کا نذر دیکھ پڑے حضرت نے فرمایا کہ اگر خبی عورت کے زیور یا لباس کا دنیا میں

پر تو پڑے سدا جہاں روشن ہو جائے اور آفتاب کی روشنی مگر اور جتنی مرد کو بہشت کی عورت سے صحبت کا بھی اتفاق ہوگا ان صاحبِ بختِ الیوم فی شغلِ فاکون یعنی بہشت کے لوگ آج ایک دھک میں ہیں باتیں کرتے ابن عباس نے فرمایا میرا نسل سے ازلہ بکارت ہے بجای لیکن فراغت کے بعد پھر ہمارے ہو جائیگی اور انزالِ خمر درجِ سچ باماحت ہوگا ان اچھے خدام وہ تین تہ میں ایک مالکہ کہ انچوین کی طرح اندر کا پیامِ بشتیوں کو سنائینگے اور بشتیوں کا پیغام اندر کو پہنچائینگے دوسرے غلمان کہ وہ نسلِ حورون کے خلقتِ جہاں ہیں اور سب ایک عمر کے تیسرے مشرکون کی اولاد صغار کہ ان کے حق میں حضرت نے دعا کی کہ خداوند یہ بے گناہ مرے ہیں دنیا میں میری امت کے غلام تھے بہشت میں بھی ان کو میری امت کا غلام بنا چاہیو یہ دعا قبول ہوئی ان اچھے نعماتِ عظیمہ میں کہ تین قسم پر ہونگے ایک یہ کہ طوبی کے پتے کے کھڑکھڑائینگے ہوا کے بھرنے سے اس میں لکان کی کیفیت چلیگی دوسرے بہشت کی حورین خوش ادائی ستاپنے مالک کی اوصاف بیان کرینگے لیکن یہ لغوی ہنر ما شیطانی نہیں بلکہ اندر کی تسبیح و تحمید ہوگی تیسرے دیدارِ آسمی کے وقت بعض مالک جسطرح اندر فیل اور بعض انبیاء جیسے حضرت داؤد کو حکم ہوگا کہ اپنے رب کی تسبیح کریں ان کی تسبیح سے سامعین کو وجد پیدا ہوگا ان اچھے مراکب یعنی سواریاں کہ وہ دو اب بادرنتا ریخت روان ہیں کہ مینوں کی راہ طرقتہ امین میں طر کرین ان اچھے ملاقات اجاب کہ وقت ملاقات دنیا سے فانی کی حکایات اور واقعات فیہم بیان کرینگے ان اچھے یہ نہ وہاں گری ہوگی نہ سردی نہ دن کی روشنی نہ رات کی تاریکی بلکہ ایک حالت ہے کہ قبل طلوع آفتاب ہوتی ہے فوج بعض مین ہر کہ خبتوں کے قد ساٹھ گز کے حضرت آدم کے قد کے برابر ہونگے اور تمام اعضا مناسب اس قد کے تاکہ بید دل نہ معلوم ہو اور حضرت عیسیٰ کا سا کہ تیس برس کا تھا اور عورتوں کا سولہ برس کا اور انکا حسن یوسفی ہوگا اور نعمتِ قادری اور علمِ ابراہیمی اور رقتِ ابوبی اور خلقِ محمدی اور زبانِ عربی اور بشتیوں کا دائرہ منہ ہوگی ہاں سر پر بال ہونگے مگر حضرت موسیٰ کی دھار جی ناف تک دراز ہوگی اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ حضرت آدم اور حاتم انس کے بھی دائرہ منہ ہوگی اور زمانِ بشتیوں کے عربی ہوگی اور وہاں کوئی شخص بکنیت پکارا نہ جائے مگر حضرت آدم کہ آپ کی کنیت ابوہریرہ ہوگی اور تمام بشتی کثافتِ عظیمہ بول دربارِ حدیث لعابِ دہنی آبِ مینی جرک گوش چرک بدنی سے پاک ہونگے ابدال آباد و بیاریون ظاہری اور باطنی سے پاک اور محفوظ رہینگے بعض تفسیر و ن میں لکھا ہے کہ جب بشتیوں کو انسی برس بآلام تمام گز رہینگے تو زندا ہوگی کہ ای بندہ دم حور و قصود مشغول ہونے اور میرے دیدار کو قبول کئے یہ آواز سننے ہی بہشتی وجد میں آئینگے ارشاد ہوگا کہ کل علی الصبح جمعہ کے دن وراجلال میں حاضر ہوں سب حاضر ہونگے ایک میدان حق و حق میں کہ بختِ اعلیٰ کے اوپر ہے اور عرضِ معلیٰ کے نیچے خزاؤ کر سیون اور شک و غبر کے ٹیلون پر علی قدر المرتب ٹھیلے جائینگے کھانے لایند بانی خوشگوار لیا اور لباس نفیس پہنے کو عورتا ملنے کو عنایت فرمائینگے اور شرابِ طہور عطا کرینگے پس حجابِ ثمام جانکا تمام حاضرین جمالِ باکمال سے مسرور ہونگے اور ہر کے مثال یچون اور بیچگون اور بے شبہ بے نون دیکھینگے بخت کے سارے نعمتیں جو دیکھنے اور خلعتِ رضائی اللہ عنہم اور مواضعِ پہننے اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ وہاں بعضوں کو انھوں دن جمعہ کو ہوگا اور بعضوں کو ہر روز ایک بار

بختِ بہشت

بختِ بہشت

بختِ بہشت

بختِ بہشت

بختِ بہشت

بختِ بہشت

بختِ بہشت

بختِ بہشت

بختِ بہشت

بختِ بہشت



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بصورت سب دگرگ اور کوئی بصورت مور وار اور کوئی بصورت موش وغیرہ حدیث میں  
 وارد ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے نام کی صورت پر بنی آدم کو پیدا کیا ہے اسی واسطے لفظ کو بصورت شیطان داخل و فرخ کر نیکی اہل ایمان  
 کی نسبت بڑی بشارت ہے احمد لہ بیان سے واضح ہوا کہ اہل ایمان بسبب عصیان داخل نیران ہو گئے لیکن نہ اپنے سرخ طاری  
 ہو گا نہ غلاب جاعی نہ انکو چھکارے نہ خلو دار انکا ادخال طہیر اور نعتال کے واسطے ہو گا تاکہ قرب الہی کی استعداد پیدا کریں  
 جس طرح زرگر زر کو کھریے میں ڈالتا ہے کہ اسکا کس ذرا مل ہو نہ آنکھ اور انسا رائل ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دور سے مار کو دیکھا جب  
 نزدیک آئے تو نور نظر آیا اسی طرح اہل عصیان نیران میں وہی دیکھینگے اہل ایمان جنان میں حضرت یونس علیہ السلام پر عتاب ہوا  
 پھنسی کے پیٹ میں قید ہوئے طاعت سابقہ شفع ہوئی اہل کیا برکہ مصعب کے سبب و فرخ میں ٹہرینگے توحید الہی کیونکہ غلہ غری  
 شکر کی اہل تحقیق نے فرمایا کہ اگر چہ ظاہر میں ایمان داخل نہ رہے حقیقت میں یہ ناکند رہے دیکھو زمان مصر کہ جلال یوسفی کے  
 مشاہدے میں کس قدر متحاشا ہو میں کہ انکے ہاتھ تک کئے مگر الم و لال سے بخیر میں اسی طرح اہل ایمان تجلیات الہی کے  
 انظار سے میں استعداد رخور فتمہ اور بخیر و ہونگی کہ نارا اور نکال سے بخیر ہو جائیگی لو کائنات احبہ بدون جمال و وصالہ فواو یلاہ و  
 لو کائنات الناس حالہ و وصالہ فواو شوقاہ اسرار الفاتحہ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار ہا چہرے  
 ہو میں مگر ایک حاجت کہ آپ نے عرض کیا کہ خداوند اقیامت کے دن امت کا حساب میرے ہاتھ رہے ارشاد ہوا کہ مقصود  
 چیز یہی ہے کہ تیری امت کی برائیوں پر کوئی آگاہ نہ ہو تو آدمی محمد میں جو چاہتا ہوں وہ تجھ کو معلوم نہیں اگر تیرے ذمہ پرامت کا  
 حق مقرر ہے تو تجھ کو ادا کی قدرت نہیں اور اگر امت کے ذمے پر تیرا حق مقرر ہے تو انکو ادا کی قدرت نہیں اس صورت میں  
 مناسب ہے کہ انکا حساب میرے ہاتھ رہے دے کہ اگر میرے ذمے پر انکا حق ثابت ہے تو ہوشیث میری آن پر میں انکو دے گا  
 اور اگر انکے ذمے پر میرا حق ثابت ہے تو رحمت اور مغفرت میری شان ہے میں انکو دین رحمت میں تو لگاؤم حبیب صلی اللہ  
 علیہ وسلم مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تیری امت کو میں رحمت کا نقد نہ دیتا قیامت کے دن انکا حساب لیتا تیری امت  
 کا حساب اس عنوان پر ہو گا کہ جیسے پدر مرغان اپنے پسر نادان سے باتیں کرتا ہے حالانکہ باپ خوب جانتا ہے جو کچھ بیٹے کے ہاتھ  
 میں ہے سچ گستاخ کرنے کو چھپتا ہے یہ کیا ہے تیرے ہاتھ میں اہل طائف نے فرمایا کہ نبی اور امت میں نسبت واحدہ ہے کہ وہی اس  
 امت کا نبی ہے اور یہ امت اس نبی کی امت ہے ہر گاہ نسبت واحدہ اتنی مقتضی ہوئی کہ اپنی اولاد و اخلا و پر بنی نے  
 امت کو اختیار کیا سچ کیا کہنا چاہیے جہاں نسبت شدہ وہ ہوں کہ وہ بدو دن میں اور اللہ میں متحقق ہے جیسے خالیت مخلوقیت  
 لا تربت ہر ذوقیت را برینہ ہر ذوقیت مجوسیت وغیرہ تائید شہیدین تو بطریق اولی مقتضی رحمت پر مدد کا نسبت با مت کہنا متحقق ہو  
 اب گویا اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو نے اپنی اولاد و پرست کی شفاعت بمقتضائے شفاعتی لای الکیا  
 من المؤمنین اختیار کی میں نے تیری امت کو اپنی رحمت دے دی اگر تو انکو دوست رکھتا ہے کہ وہ تیری امت میں ہیں کیونکہ انکو  
 نہ بخشوں گا کہ وہ میرے مطیع و اخلا مت ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر خدا مت تجھ کو ناراض و خفا کرتی ہے تو ایک خبر و رحمت

اہل ایمان و فرخ



مشتاے اللہ اور قومی فائز و لایعون پر ختم ہوا اور ہر چند تیری ہمت مجکو بزار اور خفا کرتی ہو تو میں با صبر و رحمت غیر متناہسے اگر کشتہ نہ تیرے  
 اور بچ غفور فرماتے لوگوں کو کیا بید ہو القصہ عمدہ شفاعت کبریٰ ہمارے حضرت کو ملا ہو اور شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ کامل کا کمال  
 پچھل جاوے اور اپنے ناقص اتباع کو اپنے میں لے لے اور اس کا نقصان اسکے کمال میں پورا ہو جاوے اور مدار شفاعت کا دو چیز  
 پر ہو اول نفس کامل کا کمال پچھل جانا کہ ہر ذریعہ امت محض اللہ تعالیٰ کی غایت بی غایت سے وعدہ کیا گیا ہے اس سبب اور احاطہ  
 و تہنیتی کو شریعت میں اذن اور حکم کیا ہے و دوسرے ناقص لوگوں کا اہل کمال کے تابع ہونا کہ بغیر ایمان اور صحت عقائد کے محال ہے اس کو  
 کہا ہے کہ کافر و منافق کو شفاعت نہیں ہے یہ دیا حقیقہ استاد الاثبات فی تفسیر الغزیری اب واضح ہو کہ مذہب اہل سنت و جماعت میں  
 شفاعت غیر دون اور قبول کی گنگاروں کے حق میں اگرچہ فاعل و متکرب کبیرہ ہوں اور بلا توبہ مرے ہوں ثابت ہے  
 کہ بعض جیسا ب سبب شفاعت کے بہشت میں جائینگے اور بعض باوجود ثابت ہو جانے اس بات کے کہ دوزخ کے مستحق ہیں بسبب شفاعت  
 کے دوزخ میں نہ جائینگے اور بعض دوزخ میں جا کر بسبب شفاعت کے نکل کر بہشت میں جائینگے اور بعضوں کے درجہ بلند ہو گئے اندر  
 اہل سنت فرماتے ہیں کہ ان شفاعت حق یعنی یقیناً ہونے والی ہے موافق وعدہ خدا کے اور شفاعت شائعیں کا انکار تو کیا تو تعجب بھی نہیں  
 کفر ہے اور جو گفتگو اہل سنت اور مشرک ہے اس مسئلہ میں ہوئی مع دلائل تفسیر کبیرہ و حین مذکور ہے اس وقت میں فرقہ دہا بھی شریک  
 مشرک ہوا ہے اس کو مولوی فضل رسول صاحب سیف اللہ اسلول نے بخوبی رد فرمایا ہے جس کو منظور ہو نور المؤمنین بشفاعتہ الشہین  
 رسالہ مختصرہ انکالا حفظہ کرے تفسیر غزیری میں تفسیر کریمہ و سون بیطیک بک قرضی میں لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت  
 صلعم فرما روئے سے فرمایا کہ میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک کہ ایک ایک کو اپنی ہمت سے بہشت میں داخل نہ کروں اور اسی جگہ لکھا ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ وسیلہ کو کہ نہایت بڑا مرتبہ ہے ہر چہ چنگی کہ خدا کسی مخلوق کو نصب نہیں ہوا کیونکہ حضرت ہر ذریعہ امت  
 بمنزلہ زبیر کے ہونگے صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت آیات عذاب پڑھ کر روئے اور فرمایا اللہم انتی انتی اللہ نے جبریل کو بھیجا اور سبب  
 گریہ سے بوجھا جبریل نے دریافت کر کے عرض کیا فرمایا اللہ نے یا جبریل تو جامعہ کے پاس اور کہ اس سے ہم مجکو تیری امت کے  
 مقدمہ میں راضی کر سینگے جب قرآن مجید اور احادیث سے یہ بات ثابت ہو تو انکار اس کا بلاشبہ کفر ہو و لا یجوز الصلوۃ  
 خلف من بکر الشفاعۃ کما فی البحر الرائق ساتوین جہان نفس نفیس یہ بات دلیل شجاعت لانہا کی ہے کسی پیغمبر کو حاصل نہیں ہوئی  
 آخوان علم وسیع کہ آتہ و ملک عالم کن لعلم اور کریمہ فادحی الی عبیدہ مادحی سے ظاہر ہے ہر جامعہ جمیع مخلوق جس نہ کہ شرعاً و عقلاً محمود تھے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں وجہ کمال تھے مثلاً عقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مرتبہ تھا کہ تمام عالم کی عقل اسکے مقابلہ میں ایک  
 ذرہ ہے چنانچہ وہب ابن نبیہ نے کہا ہے کہ میں نے اکثر کتابیں کتب شائقین سے دیکھیں سب میں لکھا پایا کہ اللہ صاحب نے  
 اہل دے دنیا سے تاقیام قیامت سب آدمیوں کو اتنی عقل دی ہے کہ مقابلہ عقل رسول مقبول ایک چوٹی لنگری سنگریزوں  
 دنیا سے کیا رواہ ابو نعیم فی احکامیۃ ابن عساکر عقبہ اور حضرت شیخ شہاب الدین سروروی نے عارف و المعارف میں ایک بزرگ سے  
 روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے عقل کے سوا کچھ فرمائے نہ تھے جسے حضرت صلعم کو عنایت فرمائے اور ایک حصہ تمام مخلوقات پر تقسیم فرمایا اور

شفاعت کبریٰ  
 مخصوص حضرت  
 خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

جس کے کچھ حضرت اکی درانی کی باتیں دریافت کرنا ہو وہ کتب سیر اور تواریخ خوب غور و تامل سے مطالعہ کرے اور حلم و عفو مع القدرہ اور صبر پر کمرہ کر یہ خدا عفو وافر بالعرف و اعراض عن الجاہلین سے ظاہر ہو یعنی خوب کر معاف کرنا اور کہ نیک کام کو اور کندہ کر جاہلین سے اسی طرح و اصبر علی ماصابک ان ذلک من غم الامور کما اس سے صبر کیسا کھٹکتا ہے چنانچہ آنحضرت کا یہ حال کہ جو کوئی حضرت سے بدخولی کرتا تھا اور بے ادبی سے پیش آتا تھا اس سے درگزر فرماتے تھے کافر دن نے خاص کہ شریفین میں کسی کیسی شہر تین کہیں لیکن آنکے لیے بددعا نہ فرمائی اسقدر ضرر یا لہم غفر تقویٰ فانہم لعلیون اور جو درم و سخا کا یہ حال تھا کہ ہر کسی سائل کو بے نیل ملام و پس نہ کرتے تھے اور گھر میں حضرت کے رات تک درم و دنیا نہ رہتا تھا اگر اچھا نہ جاتا اور کوئی مستحق نہ آتا تو آنجناب دولت خانہ میں تشریف نہ لجاتے تھے جب تک کسی سختی کو عطا نہ کر لیتے اور عطا یا دین میں وہ سوا زن شہو ہیں و انما بشت لائم مکام الاخلاق شاید درجن اب یہ تھا کہ اپنے دوستوں کا نہایت اکرام فرماتے اور انکی مجلس میں سیر نہ پھیلاتے اور وقت تنگی مجلس سے گھر چلے فرار فرماتے اور اپنا زانو نشین سے کچھون آگے نہ بڑھاتے اور انکے ساتھ آنکے باغون میں تشریف لے جاتے اور نہایت کھاتے اور ہمیشہ سب کا حال پوچھتے رہتے جو کوئی بیمار ہوتا اسکی عیادت اور جو کوئی سفر میں ہوتا اسکے واسطے دعا کرتے اور جو مر جاتا اسکے حق میں اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر دعا فرماتے اور جس کو جاتا کہ آزرہ ہو گیا ہر اسکے گھر پر تشریف لے جاتے اور انکی ملاقات کے واسطے جب چلتے تو تیز تیز تسبیح لباس اور شانہ وغیرہ سے فرماتے اور سب لوگوں سے تازہ رو رہتے اور توانا و ناتوان کو صدق قول میں برابر جانتے اور کسی کو اپنی پشت پر چلنے نہ دیتے اور سواری میں کسی کو پیادہ پانے لے جاتے یا سوار کر لیتے یا ارشاد فرماتے کہ تو آگے جا ہم بھی آتے ہیں اور جو کوئی حضرت کے پاس جاتا تو اسکی تکریم کرتے اور اپنے کپڑے بچھا دیتے اور کبڑے دیتے اور جب نماز میں ہوتے اور کوئی آجاتا تو نماز کو سب فرماتے اور اسکی حاجت دریافت کر لیتے اور اپنے خادم اور غلام اور لونڈی کو مالول اور مشرب میں اپنے برابر رکھتے اور خود خادم اپنے کی خدمت فرماتے اور جو کچھ اصحاب اور خادم آپ کے کام کرتے آئین شریک ہو جاتے اور انھیں زیادہ کرتے اور حیا اور وقار کا یہ مرتبہ تھا کہ دختر کا تختہ اسے بھی زیادہ شرماتے تھے عن ابی سعید اخدری قال کان رسول اللہ اشد حیا من العذراء فی خدہا و قال علیہ رضی اللہ عنہا ما رایت فحج رسول اللہ قط اور جب حضرت کو کوئی شخص یکت بیگنہ دیکھتا ہیبت میں آجاتا اور جو محبت میں رہتا عاشق ہو جاتا اور جس مجلس میں بیٹھتے تو سب اہل مجلس چکے چکے رہتے اور جب خاموش بیٹھتے تو وقار تھا اور جب باتیں کرتے تو غولی اور تازہ رولی اور زہد یہ تھا کہ اپنی خواہش سے فقر اختیار کیا اور بیت المال سے کچھ سواے قوت کیسا لہ اپنے خیال کی نہ لیتے تھے اور جو لیتے تھے تو ازراں چیز تلاش کر کے لینے جس طرح خرے اور جو اس میں بھی انبار جاری تھا اہل بیت آپ کے قبل انقضائے سال محتاج ہو جاتے تھے اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جب وفات ہوئی تو زورہ آپ کی ایک بیوی کے پاس گروی تھی اور شفقت اور رافت اور رحمت تمام خلق پر یہ تھی کہ مارسلناک الارحۃ للعالمین اس پر گواہی اور امانت اور صدق لہجہ کا یہ حال تھا کہ مخالفوں اور دشمنوں نے بھی حضرت کا نام امین رکھا چنانچہ جو اسود کے رکھے میں

جناب حضرت

بیت

حکم کیا اور ابوسفیان نے سر قبل بادشاہ سے کہا کہ ہم نے کبھوں محمد کو جو نہایت سے نہایت نبیین کی اور ابو جہل باوصف اُس عداوت کے کتا تھا کہ ہم تم کو نہیں جھٹلاتے ہیں لیکن جو خدا کی طرف سے لائے ہو گا قاتل اللہ لایزال و لکن الظالمین بآیات اللہ یہ محمد بن اور یہ تو خوب روشن اور ظاہر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا جب تک اسکے مالک نہ ہوے یا نکاح میں نہ لائے یا ذی جسم محرم کا اور عدل اور انصاف حضرت کا ایسا نہیں ہے کہ اسکے بیان کی حاجت ہو اس کتاب سے پیدا ہو اور سلاطین عادلین کا دستور العمل یہی اسی طرح عادات ضروریہ بیاحات میں مبتدل واقع تھے مثلاً کھانا بقدر ضرورت کھاتے اور وقت فائدہ مند جمع سے پیٹ پر بھیجے ہندقتے اور عینہ لیسم اللہ کے سیدھے ہاتھ سے کھاتے اور ایک کنارے سے کھاتے نہ کہ بیچ سے اور فرماتے البرکۃ تشرل وسط الطعام فکلوا من حافیۃ ولا تاكلوا من وسط یعنی برکت اترتی یہاں طعام میں سے کھانا کھائے اور نہ کھادور بیان سے اور قبل طعام اور بعد طعام ہاتھ دھوئے اور جب کھاتے تو سب کے ساتھ بیٹھا کھاتے اور کھانا اٹھایا جاتا تو فرماتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا واروانا وجعلنا مسلمین اور یہ کہ بہت دست رکھتے اور دعوت کا کھانا کھاتے اور عدتے کا کھانا کھاتے اور جو کوئی بد بھیجتا تو حضرت اسکے مقابل میں تشرس سے غایت فرماتے اور کبھی نے کو عیب کرتے اگر عیب ہوتی کھا لیتے ورنہ ترک کرتے اور تین آنکلیوں کے کھا لکھاتے اور پندرہ آنکلیاں چاہتے تھے اور شیرینی و شہد سے آپ کو عیب تھی پانی بیٹھ کر پیتے تین مرتبہ بین اور شیرین اور سرد پانی حضرت کو خوشگوار تھا اور جب سوتے تو دہنی کروٹ تاکہ نیند کر آئے اور آنکھیں حضرت کی سوتین اور دل جاگتا رہتا اور جب سو جاتے تو آواز دم لینے کی سننی جاتی تھی مگر خزانہ کبھوں نہ ہوتا اور اکثر مستقبل قبلکہ دست تحت اخدر کہ آرام فرماتے اور فرماتے رب تعنی غذا بک یوم تبعث عبادک اللہم باسمک الموت و ارحمی اور جب جاگتے تو کہتے الحمد للہ الذی ایاہا لعلہ امانا والیہ النشور اور بہترین جامہ آپ کے نزدیک ٹھیس تھا اور جامہ نسیر سے مسرور ہوتے تھے اور عامہ بھی باندھتے تھے اور دونوں شانوں کے بیچ میں ٹمک جھوڑتے تھے اور خوشبو سے بہت خوش ہوتے اور بدبو سے ناخوش اور سر نہ اٹھانے کی غلطی سے سر کی ہر بعد و طاق رات کو استعمال کرتے تھے اور کبھی حالت صوم میں بھی لگاتے تھے اور روغن زیت وغیرہ سر اور دھاری میں ملتے تھے اور آئینہ دیکھتے اور مسواک کرتے تھے اور حال وضع عبادات و دیگر احوال و انعال سفو السعادت اور تجبہ الحافل وغیرہ کتب مسطورہ میں ملاحظہ کرنا چاہیے تو ان عرفان پہلے سر سے کا کہ قرب اتم سے ظاہر ہے کیونکہ جب قدر قرب زیادہ معرفت زیادہ اور جہ طرح قرب کے کثرت ویدہ عقل سے نہیں معلوم ہوتی اسی طرح عرفان اتم کی حقیقت دریافت نہیں ہوتی و سوان منصب قضا گیا رحوان منصب قسوی باجوان منصب اجتماع تیر حوان منصب حساب کہ ان چاروں کے قواعد اور جزئیات کتب حدیث میں مصرح ہیں اور قاضیون اور مفتیون اور مجتہدون کے دستور العمل ہیں جو وہ حوان عمدہ قرأت کہ قرأت قرآن سبعہ سے واضح ہے پندرہ حوان عالم میں سب سے پہلے پیدا ہونا چاہئے کہ نفس نظم اجواہر اور شرح وردہ التقرب میں مفتی ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ مالیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں روایت ہے کہ جب ارادہ الہی ایجاد و موجودات سے متعلق

ہوا تو اللہ نے صورت عالم قائم قرانی اور اس وقت حضرت خالق عز و جہانیت ملکوت اور وحدانیت جبروت میں تھے بعد اسکے ایک نورانی ذات سے نکالا کہ وہ نور بصورت میان مجتمع ہوا وہ صورت ہمارے حضرت کی تھی پھر اُسے ارشاد کیا آنت الیٰ الخ رائے منتخب و عندک مستوفی فوری و کنوز بہائی من اجلک بسط البطیخ و ارفع السماء و اجعل الثواب والعقاب و انجۃ و التار پھر بعد ایک مدت کے عالم بنایا اور زمانہ پیدا کیا اور پانی نکالا اور کف کو جوش دیا چنانچہ بیان اسکا مقدمہ کتاب میں لکھا گیا اس سے واضح ہوا کہ روح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل وجود جسمانی متصف بہ نبوت تھی اور بعد وجود و ظہورانی عالم اجساد میں موصوف بہ نبوت ہوئی اور بعد وفات بھی حلیہ نبوت سے آراستہ ہوا اور درود و امتیون کا بخوبی پہنچتا ہوا اگرچہ جسم شریف بھی تصرفات زمین سے محفوظ ہوا اگر کوئی نا فہم کہے کہ جب سبہ کل کائنات کا نور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تو خاک اور سنگ اور کافر بھی اسی سے ہوئے حالانکہ نجس ہیں اور اس میں قباحت صریحہ لازم آئی ہر سو نفع اس تردد کو یوں ہوتا ہوا کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اصل جمیع اشیا کا ہوا اگر احکام اور آثار فروغ کے اصل پر جاری ہونا واجب نہیں ہیں جس طرح خاک کہ اُس سے سبز و شجر و دانہ اور گوشت حیوانات وغیرہ پیدا ہوئے ہیں اور یہ سب انسان کی غذا ہیں اور وہی غذا پشت میں نطفہ ہوتی ہے اور مشانہ میں بول اور عروق میں خون یعنی ہر مقام میں احکام جدید ظاہر ہیں اور خاک جملہ آثار اور احکام سے پاک ہے اسی طرح ہر بار ہر صورت میں نکلتی ہیں کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آثار فروغ کی اصل پر جاری ہونا پابانین جاتا ہے ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ہر فرق مراتب نہ کنی زندیقی اسحاق صل ان پند رکما لون میں کوئی اور نبی علیہ السلام حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوٰۃ کا شریک نہیں ہے اسی طرح اور کمالات غیر مشترکہ بھی ہیں جس طرح تمام عمر جماعتی کا تہ آنا اور احاطہ نام کا ہونا اور عرق بدن سے مشک کی خوشبو آنا اور بغل شریف کا ہر رنگ بدن ہونا اور آگے پیچھے اندھیرے آجائے میں برابر دیکھنا اور زمین کا وقت قضاے حاجت بھٹ جانا اور بول اور غالیط کافی الفور غائب ہو جانا اور آتش مکان سے مشک کی خوشبو ظاہر ہونا اور اثر فضلہ زمین پر نہ دیکھنا اور مختون پیدا ہونا اور ذات برید بطن مادر سے نکلنا اور وقت تولد سجدہ کرنا اور انگشت سببہ جانب آسمان اٹھانا اور کلمہ بُرھنہ اور مشتون کا مد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پلانا اور مانتاب سے باتیں کرنا اور حرارت شمس میں ابر کا سایہ کرنا اور درختون کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونا اور بدن اور کپڑوں کا مکھی سے محفوظ رہنا اور تاندت رکوب مرکب کا بول اور سباز نہ کرنا اور مرتد شریف پر ایک فرشتہ مقرر ہونا کہ جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے وہ حضور میں پہنچا دے اور اعمال کے ہر روزہ عرض کیے جانا اور اپنی است کے واسطے اعمال بدرستہ ستغفار فرمانا اور حضرت حق کا انجناب کی عمر کا قسم کھانا اور معراج میں باروح جسد آسمانوں پر تشریف لیجانا اور خدا سے پاک کو کچھ ہم سر دیکھنا اور کافروں سے فرشتوں کا ترنا اور برزخ حشر اول قبر سے اٹھنا اور اول بیوشی سے افاقہ پانا اور اول ہزاروں کے ادب شفاعت کے واسطے رو برو سے حضرت ملک الملک کے بیٹھنا اور اول مافوق شفاعت ہونا اور اول خاکساری کا سجدہ کرنا اور اول سر سجدے سے

۴  
یعنی توفیق دیا گیا  
انجلیک گیا کہ ہر روز  
میرزا و نعت والا کچھ  
پہنچا کر کے دے  
کچھ کو بھیجنا ہوا  
آسمان کو دیکھ کر کہ  
اور توفیق و فضلہ  
نہایت درجہ سے



آٹھ انا اور اول زبان شفاعت کھولنا اور اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مقبول ہونا اور اول سب اہل محشر سے  
 اپنی امت مرحومہ کے ساتھ صراط سے گذرنا اور اول دروازہ بہشت کو بخش دینا اور کھٹ کھٹانا اور اول آپ کے واسطے دروازہ  
 بہشت کا کھولا جانا اور اول با فقراء امت بہشت میں داخل ہونا اور لوگوں کا ہاتھ میں لینا اور سب انبیاء کا پس رو ہونا اور  
 وید ارقی سے مشرت ہونا اور مرتبہ وسیلہ یعنی وزارت کا حاصل کرنا کہ ان کمالات میں بھی کوئی پیغمبر حضرت صلعم کا شریک نہیں ہو  
 صرف ایک مرتبہ شہادت کا ہاتی ہو گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود حاصل ہوا اور بلا واسطہ ممکن نہ تھا اس واسطے  
 حکمت الہی نے چاہا کہ یہ کمال کسی قریب کے واسطے سے حضرت کے کمالات میں لمبا سے سو سے دوڑا ہے جو تھے اس شہدے  
 منیر اور کبریا غیر انہیں بڑے چھوٹے تھے ان سے شبہ ہو نہ ہو ہوا ان میں تھی تصویر نبی عکس پذیر ہے یعنی تھیں صورت نبی  
 میں محمد کے نظیر بہ تکمیل کمالات نبی کام آئے یہ دونوں نے خلعت پر خون شہادت پائے یہ اور شہادت دو قسم تھی ایک شہادت  
 حقیقی اور دوسری جلی اور ظاہر ہے کہ غیب کو شہادت پر اور خفیہ کو علانیہ پر تقدم ہے اور سر بطور اجمال ہے اور علانیہ شہادت تفصیل اس واسطے  
 حضرت امام حسن بکیر علیہ السلام مخصوص شہادت علانیہ تاکہ تقدم میں اس بطن میں بھی ہاتھ سے بچاے اور ظہور شہادت  
 بعد مرتبہ غیب اور وقوع تفصیل بعد اجمال صورت پذیر ہو اور ہر گاہ کہ شہادت سترہ عبارت پوشیدگی سے تھے اس سبب سے  
 وحی الہی اور حدیث حضرت مصطفوی اور اشرف جناب مرقضوی میں اس کا کچھ اثر نہ پایا گیا بلکہ بیان تک اخفا منطور ہوا کہ یہ حادثہ  
 حضرت امام حسن کی بی بی کے ہاتھ سے حادث ہوا کہ علاقہ محبت سے تھی نہ عداوت سے اور چونکہ شہادت جلی کی بنا نہ تھی  
 و اعلان تھی اس لیے قبل وقوع واقعہ وحی سماوی اور نبی بان نبوی میں بالین زمان اور مکان بھی وارد ہوا اور حضرت امیر  
 نے بھی خبر دی اور بعد وقوع واقعہ ایسے آثار راضی اور سماوی اور غیب و شہادت ظاہر ہوئے کہ موجب کمال اشتہار اور باعث  
 نہایت اظہار واقع ہوئے تاکہ جملہ حاضر و غائب اس واقعہ سے خبردار اور ہر ایک قریب و بعید اس نعم سے واقف کار ہو جائیں  
 بلکہ مقصود حقیقی اور مطلوب اصلی یہ ہوا کہ غم و الم اس کا پائندہ رہے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود شہادت نہ ہوئی  
 اس کا سر یہ تھا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی موکر میں شہید ہوتے تو کس شوکت اسلام لازم آتی اور نبی خدائی واقع ہوتی  
 و کچھ جنگ احد میں شیطان مردود نے بصورت جلال ابن سراقہ متشکل ہو کر بالکل جھوٹو کہہ دیا تھا کہ الا ان محمد قد قتل  
 کیسی پریشانی پڑ گئی کہ تمام فوج متفرق ہو گئی پھر مطابق واقعہ میں معاذ اللہ کس طرح کی خوابیاں تصور تھیں اور اگر حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ اور دفنہ شہید ہوتے جس طرح حضرت عمر اور عثمان اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تو اس طرح  
 کی شہادت میں شہرت اور اعلان نہ تھا بلکہ شہادت کا اندر نام رہتا کیونکہ نامی شہادت کی یہ ہر کہ مارا جائے حالت غربت  
 و کربت میں اور بڑے جائیں اسکے گھوڑے اور ڈالاجاے اس کا بدن زمین پر اور شہید ہوا اسکے ساتھ جماعت کثیرہ  
 وغیرہ اور اقربا سے اور مال اس کا لوٹا جائے اور عورتیں قید ہوں اور یتیم لوگ گرفتار ہوں اور یہ حد سے سب صرف  
 خدا ہی کے واسطے ہوں اور وہ شخص نبی سبیل اللہ یہ سب یقینین گوارا کرے اور چونکہ قبل بیان شہادتین اول بیان پہنچ

سید الشہداء

۹

افضل حسنین علیہما السلام ضروری ہے اس لیے بیان کرتا ہوں کہ اول تو یہ دونوں صاحبزادے حضرت کے بیٹے تھے قطع نظر اس سے کہ بیٹی کا بیٹا فرزند کے حکم میں جو چنانچہ حضرت فرماتے ہیں کہ حسن و حسین دونوں میرے بیٹے ہیں امام احمد اپنی سند میں علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب پیدا ہوئے امام حسن تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بولے دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا تم نے میں نے عرض کیا کہ حرب یعنی جنگی حضرت نے فرمایا بلکہ اس کا نام حسن ہے پھر جب پیدا ہوئے حسین فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا تم نے میں نے عرض کیا کہ حرب فرمایا بلکہ حسین اس کا نام ہے پھر جب پیدا ہوئے محسن فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے میں نے کہا کہ حرب فرمایا بلکہ محسن اس کا نام ہے پھر ارشاد کیا کہ میں نے اپنے نام اولاد ہارون علیہ السلام کے ناموں پر رکھے ہیں کہ جبرانی میں شہر اور شہیر و مشہرین قائمہ اول حضرت علی مرتضیٰ نے موافق عرف اور عادات عرب کے ایک رئیس عرب کے نام پر نام رکھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل دیے تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر بدین کے ناموں پر نام رکھنا چاہیے نہ رئیس جاہلیت کے ناموں پر بلکہ اس پر ولادت اس پر ولایت تکب نے اپنے بیٹوں کے نام خلفاء و ائدار اور صحابہ عالی مقدار کے ناموں پر یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان اور عباس وغیرہ رکھے اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت محسن ردبر دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسیح و سالم پیدا ہوئے تھے باجملہ اس تقریر سے بٹیا ہونا حضرت حسنین علیہما السلام باحسن و جبرائیل ہو اور دوسرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسن و حسین سردار ہیں بہشتی جو انہوں کے اور فرمایا کہ جس نے حسنین سے محبت رکھی اس نے مجھے رکھی جیسے افسے عداوت رکھی مجھے رکھی اور چونکہ دوستی رسول بعینہ دوستی ظہار و اہل غمیں بھی اسی طرح جس حسنین کی محبت محبت خدا ہے اور عداوت ان کی عداوت خدا اور نتیجہ محبت جنت اور نتیجہ عداوت دوزخ اور بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حسن و حسین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے اور جناب امیر المومنین سے مشابہ کہ چھاتی سے ستر تک حسن مشابہ رسول تھے اور حسین سینہ سے قدم تک اس سے معلوم ہوا کہ ایک جان و دو قالب تھے اور دونوں مل کر گویا آنحضرت کی تصویر تھے اور گویا صورت جسمیہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دو حصے ہو کر مادہ خلقت و دونوں نور نبوت میں جلوہ فرمائے اور جسطح صورت میں یہ دونوں صاحبزادے مشابہ تھے اسی طرح اخلاق و عادات میں بھی مشابہ تھے صحیح مسلم میں وارد ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور آپ کے پاس ایک کلمی سیاہ تھی جو حسن ابن علی آئے حضرت نے انکو کلمی میں لیا پھر حسین ابن علی آئے انکو بھی داخل کیا پھر علیہما السلام آمین انکو بھی داخل فرمایا پھر علی ابن ابی طالب کہ تم اللہ جہ آئے انکو بھی اڑھا لیا پھر حضرت نے فرمایا یا ابا عبد اللہ یہ اللہ لے بہ عظم الرحمن و عظم التعلیم ادر تدریجی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا حسن و حسین میری دنیا کے بیٹے ہیں کلمی کل مراد اور ثمرہ فواد میرے باغ دنیا سے غیر حسن و حسین کے دوسرا نہیں ہے اور جی ترغمی نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ یہ دو شخص یعنی حسن و حسین میرے دونوں بیٹے ہیں

اور میرے بیٹی کے بیٹے ہیں خداوند امین انکو دوست رکھتا ہوں تو بھی دوست رکھ انکو اور انکو جو ان سے محبت رکھے ہیں کشتا ہوں کہ دعا و رسول مقبول بلاشبہ مقبول ہو میں دوست رکھتا اللہ کا دوستدار حسین علیہما السلام کو یقینی ہے اور ابوہریرہ سے ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ابوہریرہ سے فرمایا کہ میں حسین کو دوست رکھتا ہوں تو بھی انکو دوست رکھ اور دشمن رکھ انکو جو دشمن رکھے اور بھی طبرانی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص حسین کو دوست رکھتے ہیں انکو دوست رکھتا ہوں اور جو حسین کو دوست رکھوں انکو خدا بھی دوست رکھے اور جو خدا دوست رکھے وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جو شخص حسین سے دشمنی رکھتے ہیں ان سے دشمنی رکھتا ہوں اور جو کایں دشمن ہو خدا انکا دشمن ہو اور جب خدا دشمن ہو تو وہ فرج اسے نصیب ہوگی اور ہمیشہ عذاب میں رہیگا اس حدیث سے صاف نکلا کہ نیرید اور اس کے انصار اور اعدا و جنحون نے حضرت حسین کو شہید کیا بیشک دوزخی ہیں ولہذا لا یتوقف فی شانہ ولا فی احوالہ والصلوٰۃ اور بن عساکر نے روایت کی ہے کہ حسین کو برائے کہو کہ یہ دونوں اولین و آخرین جہان ان بہشت کے سردار ہیں اور ضیاء خدیفہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا عرش خبری دی جبرئیل نے کہ حسین عرش کے دو گوشوارے ہیں اور کسی چیز سے ملحق نہیں ہیں اور ابن عساکر نے انس سے روایت کی ہے کہ نبی خدا نے فرمایا کہ کوئی شخص مجلس میں کسی کی تعظیم نہ کرے مگر حسین اور انکی اولاد کی شیخ ابو سعید اور وحی نے مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ یہ حضرت توقیر اور احترام سادات میں نہایت مبالغہ فرماتے تھے چنانچہ ایک دن مجلس واحد میں چند مرتبہ تعظیم کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے اور سب طاہر ہو اہل مجلس نے پوچھا کیا سبب تھا فرمایا کہ ان میں ایک لڑکا علوی جو ہر گاہ میں انکو دیکھتا ہوں تعظیم کے واسطے اٹھتا ہوں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ شیخ الامان پانی پتی بنا برار شا و طالبین و درس شعلین بیٹھے ہوئے اور افعال سادات کبھی آتے تو یہ حضرت اٹھ کھڑے ہوتے اور اس دم تک کھڑے رہتے کہ وہ لڑکے کھیل کو دگے چلے جاتے تو گون نے پوچھا اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ اماں کی کیا مجال جو بیچارہ ہے اور اولاد رسول کھڑی رہے اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت کی ہے کہ میں حسین کو لیکر مرض موت رسول اللہ میں آئی اور عرض کیا یا نبی اللہ یہ دونوں تمہارے بیٹے ہیں انکو کچھ درجہ دیجیے فرمایا کہ حسن کو ہیبت و سیادت اور حسین کو جرات و سخاوت میں نے اپنی ہار دے دی ہے اور ابن عساکر نے ہیبت و حلم و غرور و مجد بھی بیان کیا ہے اور احمد و ترمذی نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے کہ حسین تشریف لائے اور پاسے مبارک انکا بھلا کہ اندیشہ کرنے کا ہوا حضرت نے دیکھا تو فرما شفقت سے خطبہ چھوڑ دو دونوں کو گود میں اٹھالیا اور فرمایا صدق اللہ وہ سولہ انا امواکم و اولادکم نقضہ اس مقام سے شفقت حضرت دیکھا جاتا ہے

اور مصائب و بلا جو حضرت سید الشہداء پر واقع کر بائیں گزرے ہیں خیال کرنا چاہیے کہ جب نبیؐ نے حضرت  
لطیف اور مددگار روح شریف نہ ہوا ہوگا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت مصی المرتضیٰ علیہ السلام  
گھر کو چلے گئے تھے ساتھ ہوا جب گھر میں آئے تو حسین کو گلے سے چٹایا اور فرشتے نے اپنے پروں سے  
سایہ کیا پھر آپ نے حضرت حسن کو گلے سے لگایا اور فرشتے نے حسین کو گود میں لے لیا اور سب لوگ  
یہ احوال دیکھتے تھے کہ آنحضرتؐ نے چلے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ابولہب انصاری نے التماس کیا کہ یا رسول  
حسن کو ہم لیون کہ آپ کو تکلیف نہ ہو فرمایا نہیں جانتے کہ حسین دنیا اور آخرت میں بزرگ ہیں اور باپ  
انکا انیسے بہتر ہے پھر فرمایا کہ آج میں بزرگی دیتا ہوں انکو جس چیز سے انکو خدا سے تعالے نے بزرگی دی ہے  
پس خطبہ فرمایا اور کہا کہ اے لوگو خبر دوں تم کو کہ بہترین آدمی از روئے جد و جدہ کے کون ہے حاضرین نے  
عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے ارشاد ہوا کہ حسن و حسین ہیں کہ خدا اور جدہ انکی خدیجہ الکبریٰ  
بنت خویلد پھر فرمایا خبر دوں تم کو کہ بہترین خلائق از روئے والدین کون ہے بولے یا رسول اللہ فرمایا کہ حسن  
و حسین کہ باپ انکا علی ابن ابی طالب اور ما انکی فاطمہ بنت رسول اللہ پھر فرمایا کہ بہترین خلائق  
از روئے چچا و بچو بھی کے بولے نعم یا رسول اللہ فرمایا حسن و حسین کہ چچا انکا جعفر ابن ابی طالب اور  
عمہ انکی امانی بنت ابی طالب پھر فرمایا خبر دوں تم کو بہترین مردم سے جو از روئے خال اور خالہ کے ہے  
بولے آری یا رسول اللہ فرمایا کہ حسن و حسین ہیں کہ مامون انکا قاسم ابن رسول اللہ اور خالہ انکی  
زینب بنت رسول اللہ اب خبر دار ہو کہ باپ اور مامون اور خالہ انکی جنتی ہیں اور یہ بھی جنتی ہیں اور  
جو انکو دوست رکھے وہ بھی بہشتی ہے اور جو شخص انکے دوست کا دوست ہو وہ بھی بہشتی ہے اسی طرح طبرانی  
کبیر میں روایت کی ہے پوچھنا کہ ان روایتوں سے واضح ہے کہ ہاشمک حسنین علیہما السلام  
بہترین خلائق اور افضل ترین مخلوقات ہیں اور جو اہل حق کے نزدیک ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما  
افضل البشر بعد رسول اللہ شمار کیے گئے ہیں سو اسکے حیثیات اور درجات اور میں یعنی ایصال نفع  
اعمال کثیرہ متعددہ و کثرت ثواب افشاء اسلام و ترویج احکام اسلام و فتح ممالک کفار و جہان فانی سبیل  
و اتفاق مال و جان علی رسول اللہ کہ انھیں امور کے واسطے بعثت رسول اللہ ہوئی ہے اور آیات اور  
احادیث انکی فضیلت میں بے حد و حساب ہیں جسکو دیکھنا منظور ہو تمموا العینین فی تفصیل الشیخین  
ملاحظہ کرے اور جس طرح محبت اولاد رسول اللہ فرض ہو اسی طرح محبت اصحاب رسول اللہ بھی فرض ہے چنانچہ  
حدیث شریفین میں آیا ہے میرے یاروں سے دشمنی مت کر میرے بعد پس جس شخص نے دوست رکھا  
انکو سو میری محبت سے دوست رکھا اور جس نے انکو دشمن رکھا پس میری عداوت سے دشمن رکھا اور



جس نے انکو انیاد دی مجھ کو انیاد دی اور جس نے خدا کو انیاد دی تو میری ہر کہ خدا اس سے مواخذہ کرے اسی طرح اور حدیث میں اور آئین صحابہ آنحضرت کی شان میں اس قدر نازل ہیں کہ ان سے صراحہ نکلتا ہے کہ عداوت انکی سبب نار پرور ہے اسکے محبت حضرت اہل بیت کی بلا محبت صحابہ کام نہیں آتی اسلئے کہ اہل بیت کی شان میں آیا ہے کہ شال انکی تم بلند کشتی نوح علیہ السلام کے ہے کہ جو اس پر چڑھا نجات پا گیا اور جس نے خلاف کیا ڈوبا اور اصحاب کی شان میں ہے کہ میرے یاروں کی شال ستاروں کی ہے جس سے اقتدار و گے ہدایت پاؤ گے پس کشتی محبت اہل بیت بے رہنا ہے محبت صحابہ دریا سے ایمان میں چل نہیں سکتی کیونکہ کشتی شب تیرہ میں ہے بہر انجم دریا میں نہیں چلتی فصل الخطاب میں عبداللہ ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب شہر مدینہ خلافت حضرت عمر بن فتح ہوا تو حضرت عمر نے فرش چرمین مسجد میں بچھا یا اور جمیع غنایم وہاں جمع کیے اول امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمائے لگے یا امیر المومنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہے عطا کرو پس حضرت عمر نے کہا بالبرکۃ والکرامۃ اور ہزار درم دے کر دیکھو جب انجناب دو تاختہ کو تشریف لینگے تو حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے انکو بھی ہزار درم دیے پھر عبداللہ ابن عمر آئے انکو پانسو درم دیے عبداللہ نے کہا یا امیر المومنین میں جان ہوں کہ رسول خدا کے حضور میں بھی جہاد کرتا تھا اور حسنین علیہما السلام صغیر اسن تھے اور کچھ ہاے مدینہ میں کھیدا کرتے تھے انکو آپ نے ہزار ہزار درم دیے اور مجھ کو پانسو امیر المومنین عمر نے فرمایا کہ ای بیٹے تو ایسی نصیحت تو حاصل کر جو حسنین کو ہے تجھ کو بھی ہزار درم عنایت کروں کیونکہ باپ انکے علی مرتضیٰ اور مان انکی فاطمہ زہرا اور خدیجہ تشریف انکے محمد مصطفیٰ اور جدہ انکے خدیجہ الکبریٰ اور چچا انکے جعفر طیار اور چچو بھی انکی اہمانی اور مامون انکے ابراہیم ابن رسول اللہ اور خالہ انکی رقیہ دام کلثوم و دختران رسول اللہ میں عبداللہ ابن عمر ساکت ہو گئے اور یہ خبر علی مرتضیٰ کو پہونچی تو انھوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اگر عمر چراغ اہل جنت ہے جنت میں بعد اسکے یہ خبر حضرت عمر کو پہونچی تو وہ ایک جامعہ مسلمانوں کے ساتھ دروازہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر گئے اسی وقت حضرت امیر مرتضیٰ باہر تشریف لائے حضرت عمر نے کہا کہ ای علی تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ نے مجھ کو چراغ اہل بہشت فرمایا ہے حضرت امیر نے فرمایا ہاں میں نے یہ حدیث آنحضرت سے سنی ہے پس امیر المومنین عمر نے کہا یا علی یہ حدیث اپنے ہاتھ سے مجھے لکھ دیجیے حضرت نے دست مبارک سے لکھ دیا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا من علی ابن ابی طالب لعمریں الخطاب رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبریل علیہ السلام عن اللہ تبارک و تعالیٰ ان عمر ابن الخطاب سر لکھ اہل انجنت فی انجنت یعنی خدا صلیک علی ابن ابی طالب عمر کا ضامن ہوا اور لکھے دیتا ہے کہ رسول خدا نے عمر کے حق میں فرمایا تھا کہ جبریل نے خدا کی طرف سے مجھے خبر دی کہ عمر ابن الخطاب چراغ اہل جنت ہیں

پس حضرت عمرؓ نے وہ نوشتہ لے لیا اور اپنی اولاد کو سپرد کر کے وصیت کی کہ جب میری وفات ہو تو بعد غسل و تکفین یہ کاغذ کفن میں رکھ دینا تاکہ اسکے ذریعہ سے خدا کی ملاقات کروں جو جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے تو وہ کاغذ کفن میں رکھ دیا گیا بعض علما فرماتے ہیں کہ معنی سراج اہل جنت کے یہ ہیں کہ وہ چالیس اصحاب جنکی تمامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئی وہ سب بشتی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ان میں جراح ہیں کیونکہ اسلام آنکا انجناب کے سبب سے قوی ہو گیا اور اسی طرح اظہار اسلام کیا جس طرح راہ رو روشن ہوئی جراح سے ہدایت پاتا ہر کذافی النہایہ بخیر سی اس مقام سے سند رکھنے شجرہ کی حضرات صوفیہ کو کافی ہوا آئی اب گنجائش انکار نہیں رہی واضح ہو کہ تفضیل حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر محض باعتبار قربت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم والہوٰت حسنین علیہما السلام کے ہر کسی اور جنت سے علاوہ اسکے ان دونوں بزرگواروں میں ایسی محبت باہم تھی کہ ایک دوسرے کو اپنی نفس پر تفضیل دیتے تھے کہ تصنیفات محققین کے اس سے مالا مال ہیں اگرچہ یہ مقام مقتضی بیان تفضیل صحابہ کا نہ تھا مگر اس لحاظ سے کہ محبت اہل بیت میں یہ تحریر ہو رہی ہے سو وہ محبت با محبت صحابہ نام تام تھی ایسے بیان بعض مراتب کا ضرور ہو گیا اب سچو مقصد اول یہ آیا اور دل یہ چاہتا ہے کہ جس طرح شہادت خفی اور جبکی علیحدہ علیحدہ بیان کیجا بیگلی اسی طرح قبل شہادت کے کچھ فضائل سبطین علیہما السلام بھی علیحدہ علیحدہ آنکے حال میں لکھے جائیں تو اس کتاب میں زیادہ تر برکت ہو جائے اور سننے والوں کو بھی سرور علی السور پیدا ہو اگرچہ اختصار اسکا مقتضی نہیں ہے مگر تطویل بھی خالی از فائدہ نہیں ہے

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ہوا مشک ما کر رہی تیغوع پس اول فضائل حضرت سبط اکبر رشک خورشید و قمر امام الاورعین سید المتقین امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں سنا جاوے علی ابن حسین سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسن کے تولد کا وقت پہنچا تو آنحضرت نے اس وقت عمیس اور ام ایمن کو حضرت فاطمہ زہرا علیہما السلام کی خدمت میں بھیجا کہ آیتہ الکرسی اور معوذتین پڑھو اور جب خبر تولد آنحضرت کو پہنچی تو آپ تشریف لائے اور یہ دعا پڑھی اللہم انی اعوذ بک ولدہ من الشیطان الرجیم اور اس سے روایت ہے کہ وقت تولد امام حسن علیہ السلام کے میں حضرت فاطمہ زہرا علیہما السلام کے پاس گئی تو کوئی علامت غور توں کی از قسم حیض و نفاس فاطمہ میں نہ پائی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ میری بیٹی حیض اور نفاس سے پاک پیدا کی گئی ہے اور سچائی ابن زکریا سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن ابن فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ ابن مریم چھ مہینے کے پیدا ہوئے اسی باعث سے اہل شریعت نے

افل مدت حمل چھ مہینے کی معتمد رکھی ہو اور اسمار سے روایت ہے کہ آنحضرت حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے  
 اور فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ میں زرد کپڑے میں لپیٹ کر لائی تو حضرت نے وہ کپڑا اور کیا اور فرمایا کہ  
 میں نے منع نہ کیا تھا کہ مولود کو پارچہ زرد میں لپیٹو تب میں نے منع کپڑے میں لپیٹ کر دیا تو آنحضرت  
 نے واسطے کان میں اذان اور بایں میں اقامت فرمائی اور حسن نام رکھا اور تاریخ اخلافا میں لکھا ہے کہ حسن  
 وحسین دونوں نام اللہ نے پوشیدہ رکھے تھے کہ تا وقت ولادت اس کے کسی کا نام نہیں ہوا یہاں تک کہ حضرت  
 نے انکا نام رکھا اور فصول الہیہ میں لکھا ہے کہ ساتویں دن آنحضرت نے نام انکا حرب سے حسن کیا ہے  
 پھر اپنے ہاتھ سے ایک دنبہ فرج کر کے عقیقہ کیا اور ایک ران دایہ کو دی اور موسیٰ مبارک تر شوا سے  
 ہونہ ان کے چاندی صدقہ دی گئیت انکی ابو محمد اور القاب نقی و نقی و زکی و طیب و وسط و ولی و مکر مشہور  
 سید ہوا اور جمال و حسن انکا بیان کرنا دشوار ہے فائدہ تولد آپ کا متصل رمضان سال سوم ہجرت میں  
 ہوا ہے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت حسن ساڑھے سات برس کے تھے  
 روایات آپکی تیرہ حدیثیں ہیں حضرت انس ابن مالک سے روایت ہے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے زیادہ تر شبیہ سوا سے حسن کے نہ تھا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رسالہ حبیبہ مبارک  
 میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی آنحضرت کو خواب میں دیکھتا حالانکہ اس نے زندگی میں نہ دیکھا تھا اور صحابہ  
 سے بیان کرتا تو صحابہ اسکی شبیہ پوچھتے اگر بے ہندہ خواب امام حسن کی شبیہ بیان کرتا تو صحابہ یقین  
 لاتے والا لا اور بخاری میں ہے کہ ایک دن صدیق اکبر نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو حضرت علی ساتھ تھے  
 اتنے میں امام حسن نظر پڑے حضرت صدیق نے انکو کندھے پر رکھ لیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا شاہ جمال مصطفوی ہے  
 اے علی تم سے مشابہ نہیں ہے حضرت علی متبسم ہوئے صحیحین اور ترمذی میں برہان ابن عازب سے روایت  
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن کو کندھے پر چڑھائے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ میں اس  
 لڑکے کو دوست رکھتا ہوں تو بھی دوست رکھو اسی طرح ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن  
 آپ انکو کندھے پر لیے تھے کہ ایک شخص نے کہا اے سر کے تو اچھی سواری پر سواری ہو آنحضرت نے فرمایا  
 کہ نیک سواری ہے یہ لڑکا جافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آنحضرت کے ساتھ نماز میں تھا جب میں  
 گئے تو حسن اگر بیچ پر سواری ہوے اور گردن مبارک پر گئے آنحضرت نے بہت آہستگی سے اتارا جب نماز سے  
 خارج ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کام نماز میں کیوں نہیں کرتے تھے حضرت نے فرمایا  
 کہ یہ لڑکا میرا چچاں جنت اور بیٹا میرا ہے اور قریب ہے کہ اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ دوزخ میں سے لوگوں  
 میں صلح کرادے اور امام احمد و نسائی و بیہقی و طبرانی و حاکم و بیہقی نے عبد اللہ ابن شداد سے اور اسے

باب سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب یا عشاء کے واسطے مسجد میں تشریف لائے کہ جن سبھی سے ملے انکو جھکا کر حضرت نے نماز شروع کی تو آنحضرت نے سجدہ و اذکیا راوی کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو حسن پشت مبارک پر سوار تھے پھر میں سجدہ میں جاتا رہا جب فراغت ہوئی تو مقتدیوں نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ اس توقف سے ہم کو گمان ہوا کہ کوئی امر جدید پیدا ہوا یا وحی آگئی آنحضرت نے فرمایا کہ دونوں میں کوئی بات نہ تھی بلکہ یہ بیٹا میرا حسن سوار تھا سو میں نے اسے اتارنا کر دیا جاننا وہ قیقک اپنی خوشی سے نہ اترے اور ابو بکر نے جابر سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سید جو انان جنت کو دیکھنا چاہے تو حسن کو دیکھے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ یا آلہی میں حسن کو دوست رکھتا ہوں تو اسکو دوست رکھو اور میں جانتا ہوں اسکو جو اسکو چاہے اور اس کا کہ کوئی مرتبہ تکرار فرمایا اور حاکم نے زبیر ابن الاحمر سے روایت کی ہے کہ ایک دن آنحضرت حسن کو جھکائے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی مجھ کو دوست رکھے حسن کو دوست رکھے اور چاہیے کہ حاضر غائب کو خبر ہو چلاوے اور طبرانی نے بخاری میں انس سے روایت کی ہے کہ ہمارے گھر میں آنحضرت سوتے تھے کہ حسن آئے اور سیدہ مبارک پر چڑھے اور پیشاب کر دیا میں نے چاہا کہ حسن کو علاحدہ کر دوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑ دے میرے بیٹے کو جسے اسکو اذیادی مشک مجھو دی اور جسے مجھو اذیادی خدا کو سچ دیا اسی طرح کی بہت حدیثیں انکے فضائل میں کتب تفسیر اور حدیث میں ملے ہیں تفسیر جہاد میں لکھا ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اسوقت عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر اور حسن ابن علی و عطاء فرما رہے تھے اُسے اول ابن عباس سے شاہد اور شہود کے معنی پوچھے انھوں نے کہا شاہد یوم مجید اور شہود روز عرفہ ہے پھر ابن عمر نے بھی یہی جواب دیا تب حضرت امام حسن علیہ السلام کے حضور میں گیا تو آپ نے فرمایا شاہد محمد مصطفیٰ ہیں اور اور شہود قیامت اور یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی انما ارسلناک شاہداً و بشراً و نذیراً و ذلک یوم مجموعہ الاناس و ذلک یوم یوم ایک دن حضرت امام حسن بالباس فاخرہ گھوڑے پر سوار تشریف لیے جاتے تھے اور مقتدیو ہوا خواہ رکاب تھامے چلے جاتے تھے راہ میں ایک یہودی مسکین محتاج ہزار ہا تکلیف میں گرفتار آئے عرض کیا کہ تجھ کو اتنا وقف فرمائیے کہ میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیا انصاف چاہتا ہے اُس نے کہا تمہارے جد چنچیر خدائے فرمایا ہر دنیا میں اللہ تعالیٰ و خدا کا فریق نہ تو کم ہوا کسی نماز و نعت میں بسر کرتے ہو لو میں کافر ہوں ایسے عذاب میں گرفتار ہو پیدنا تھا میں جنت میں اور میری دوزخ حضرت امام حسن نے فرمایا کہ اے یہودی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جو کچھ نواب آخرت میں رکھا ہے اگر تو دیکھے تو مجھ کو اسکی نسبت اب سجن میں جانے اور جو کچھ تیرے لیے یا اور کافروں کے واسطے عذاب آخرت مقرر ہے اگر اسکو دیکھے تو آپ کو بہشت میں جانے اور عبداللہ ابن عباس نے روایت کی کہ حضرت حسن نے پندرہ مرتبہ پیادہ و باج فرمایا اور ساری آگے آگے کو تل بھیجی اور آپ کی سخاوت یہ تھی کہ ایک جوہر پانچون میں اور دوسرا سائل کو دے آئے فضول المیہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن سے اپنا حال پریشان کیا



بیان کیا تو حضرت امام نے فرمایا کہ مجھ کو مقدور استند زمین ہے کہ تیرے سوال کا حق ادا کروں مگر جو کچھ مجھے ممکن ہے  
 نہ کرتا ہوں اسنے عرض کیا کہ مجھ کو تجھوڑا بھی بہت ہے اس پر شکر کرونگا تب حضرت امام حسن نے سچپن  
 ہزار درم طلب فرما کر عنایت کیے اور شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ایضاً اثناعشرین لکھا کہ  
 کہ ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام کھانا کھاتے تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا امام نے دو ہزار  
 درم عنایت فرمائے اور اسنے اسی قدر چاہے تھے جب وہ چلا گیا تو کسی نے پوچھا یا ابن رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم دو ہزار درم بخشش کیے اور کھانے کی صلح نہ فرمائی حضرت امام نے کہا کہ مجھ کو یہ معلوم نہ تھا کہ آنے  
 والے سے صلح کھانے کی بھی کرتے ہیں اور ابو نعیم اور ابن سعد نے علی ابن خدیج سے روایت کی ہے  
 کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنا تمام مال و اسباب راہ خدا میں خیرات کیا اور تین بار نصف  
 اور اس نصف میں یہ احتیاط فرمائی کہ اگر دو چوڑی جوتے کی تھی آسمین سے ایک دیا اور ایک رکھا یہ غور  
 کا مقام ہے کہ بالکل دفعہ سب مال کا خیرات کر دینا سخت مشکل ہے اور اسی طرح کی تقسیم علی السویہ نفس پر  
 کمال شاق ہے انھیں صاحبوں کا کام ہے اور اخلاق و حلم کا یہ مرتبہ تھا کہ چھ مرتبہ زہر دیا گیا اور زبان پر  
 نہ لائے جب ساتویں مرتبہ زہر نے اپنا کام تمام کیا تو امام حسین علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ اے  
 بھائی صاحب آپ زہر دینے والے کو جانتے ہو تو بیان کیجیے کہ میں اس سے عوض لوں حضرت امام  
 فرمایا اے عزیز علی مرتضیٰ شیر خدا میرے باپ غار نہ تھے اور محمد مصطفیٰ محبوب خدا میرے جد ایسے نہ تھے  
 اور میری فاطمہ اور میری جدہ خدیجہ میں بھی یہ صفت نہ تھی اگر قیامت کے روز میری بخشش  
 ہوگی تو بلا بخشایش زہر دہندہ کے بہشت میں نہ جاؤنگا اور ابن سعد نے عمر ابن اسحاق سے روایت  
 کی ہے کہ مروان جب عامل مدینہ ہوا تو اسنے منبر پر چڑھ کر حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام  
 کو بھانپا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے تنہا پر جواب نہ دیا اتنا فرمایا کہ اے مروان میں کچھ نہیں  
 کہوں گا خدا پر چھوڑتا ہوں اور حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہا  
 فرماتی ہیں کہ ایک شخص شام سے مدینہ میں آیا تھا اسنے دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار جاتا ہے  
 اسنے لوگوں سے پوچھا یہ مرد کون ہے معلوم ہوا کہ حسن ابن علی ہیں وہ غیظ میں آیا اور کہنے لگا  
 کہ امیر علی کا بیٹا اس لائق ہو اور امام حسن سے کہا تو علی کا بیٹا ہے امام نے فرمایا ہاں تب حضرت  
 علی کو بھانپنے لگا امام حسن خاموش رہے آخر وہ خود شرمندہ ہو کر چپکا ہو رہا تب امام متبسم ہوئے  
 اور فرمائے لگے کہ میرا گمان ہے کہ تو شام سے آتا ہے اسنے کہا ہاں فرمایا کہ تو میرے گھوڑے تو میں  
 تیری ضیافت کروں اور جو تیری حاجت ہو اسے قضا کروں وہ اور بھی شرمندہ ہوا اور علی رضی اللہ

اخلاق و حلم سے متعجب تھا شامی کہتا ہے کہ میں اُسی دم سے اُنکا عاشق ہو گیا کہ سوائے اُنکے کوئی میرا محبوب نہ تھا  
انتہی اور اسی طرح ایک دن امام حسن مسندِ امامت پر بیٹھے ہوئے وعظ فرماتے تھے اور بہت لوگ جمع تھے ناگاہ ایک  
کافر نے اُکر پوچھا کہ سردارِ مجلس کا کون ہے حضرت امام حسن نے فرمایا میں ہوں حسن ابن علی اُس نے خشنوت  
سے کہا وہی علی جو مردِ خوشخوار اور جبار و جفا کا تھا اس بات پر حضارِ مجلس کو غصہ آیا اور مستعد ہوئے کہ  
اُسکو ادب دین حضرت امام حسن نے منع کیا اور فرمایا اسی مردِ تیری گفتگو سے تراوش کرتا ہے کہ تو کسی مصیبت  
میں مبتلا ہے خیر اگر کچھ کھا ہے تو کھانا لذیذ اور بہتر موجود ہے کھائے اور جو پیاسا ہے تو آبِ شیرین و سرد و خوشگوار  
تیار ہے اور جو قرضدار ہے تو اداسے دین پر حاضر ہوں اور اگر کوئی دشمن پیچھے پڑا ہے تو تیری اعانت اور  
مدد کر سکتا ہوں جب اُس نے یہ کلام معجزِ نظام سنا تو کہنے لگا احق تو بیٹا علی ولی اللہ کا ہے جس نے خیر کا دروازہ  
اُکھٹا اور بھائی اور وصیِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یہ کہہ کر مسلمان ہوا اور تمام عمر حضرت امام حسن  
کی خدمت میں رہا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی کراستوں کا حصہ نہیں ہے کہ اُسکو بیان کر دین ایک  
سخن کراست اور ہر ایک نعلِ اعجاز تھا اور دیکھو اب تک کہ بارہ سو برس ہوئے ہیں اُنکی تاثیرات اولیاء  
امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ظاہر ہیں اور حبِ طبع کے معجزے انبیاءے پیشین سے سرزد ہوتے ہیں  
اسی طرح کی کراستیں اولیاء اس امت سے ہوتی ہیں یہ برکتِ محض انھیں حضرت کی برکت سے ہے اور  
تزوِجِ آنجناب کا حال یہ تھا کہ چار عورتیں سنکوہ سے کم کچھون آپ کی خدمت میں نہیں رہیں سوائے ملوک کے  
علی ابن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن علیہ السلام عورتوں کو طلاق دیتے تھے اور کوئی عورت اُسے  
جدا نہوئی مگر یہ کہ اُس نے آنجناب کو پیار کیا اور امام جعفر صادق ابن محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبب  
کثیر الطلاق ہونے جناب امام حسن علیہ السلام کے امیر المؤمنین علی مرتضیٰ فرماتے تھے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی  
حسن کو نہ دے کہ وہ کثیر الطلاق ہے یہ بات سنکر ایک عہدانی نے کہا کہ نجد اکرم میں اپنی بیٹیوں کو اُسے نکاح  
کر دینا اگر راضی ہو رکھے ورنہ دور کرے اور خلافت رسول اللہ کا حال یہ ہوا کہ جب امیر المؤمنین  
امام المتقین علی مرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ اکیسویں رمضان سنہ چہلم ہجرت میں جمعہ کے دن شہید ہوئے  
تو صبح اُسکی حضرت امیر المؤمنین حسن علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ فرمایا باوازا بلند کہ مستدرکِ حاکم میں ہے  
صحیح متصل بلفظ یون مذکور ہے لقد قبض فی ہذہ الیلۃ جل الیسقہ الاولون لعل ولاید رکہ الآخرون لعل وقد کان رسول اللہ  
یطیعہ الراۃ فی قاتل وجبرئیل عن یسۃ ویکائیل عن یسارہ فایرجع حتی یفتح اللہ علیہ تم قال علیہ السلام من عرفنی  
تعرفنی ومن لم یعرفنی فانا احسن ابن علی وانا ابن النبی وانا ابن الوصی وانا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا ابن الامی  
الی اللہ وانا ابن السراج المنیر وانا من اہل البیت الذی کان جبرئیل ینزل الینا و یصعد عن عندنا وانا من اہل البیت

امام آنجناب  
بن کریم و شرف  
و نجیب و کرام  
و عظیم و عارف

الذی اذہب الغم عنہم الرحمن وطمہم طمہ او امان اہل البیت الذی انقضی اللہ موتہم علی کل مسلم حاصل یہ کہ ذات  
پائی آج رات کو ایک شخص نے کہ شل اسکے علم و عمل میں نہ اگلون میں تمھانہ بچھلون میں اور تمھے رسول اللہ کہ جہاد  
میں علم بردار کرتے تھے انکو سو وہ ٹرتے تھے اور جانب میں جبریل اور یسار میں میکائیل رہتے تھے پھر تمھے نہ مورتے تھے  
جب تک اللہ تعالیٰ انکے ہاتھ پر فتح نہ دے پھر جو کوئی مجھ کو جانتا پہچانتا ہے اسکو آگاہ کرنے کی ضرورت نہیں ہر وہ تو پہچانتا ہے  
اور جو نہیں پہچانتا ہے وہ خبردار ہو کہ میں حسن بیبا علی کا ہوں اور میں بیبا نبی کا ہوں اور میں پسر صبی ہوں اور میں  
فرزند بشارت دینے والے اور خوشخبری سنانے والے کا ہوں اور میں نور البصر دوانے والے کا ہوں اور میں سخت جگر  
اسکا ہوں جو تم کو اللہ کی طرف بلانے والا ہے اور میں نور چشم چراغ روشن کا ہوں اور اس خاندان عالم نشان سے ہوں  
جسین جبریل امین خدا آمد و رفت رکھتے تھے اور اس گھرانے کا ہوں جسکے گناہوں کو اللہ لے گیا ہے اور پاک کر دیا ہے  
خوب پاک کرنا اور اس گھر کا لڑکا ہوں جسکی محبت اللہ نے سب مسلمانوں پر فرض کی ہے یعنی اللہ نے فرمایا ہر قاتل اسکا گھر  
علیہ اجر الا اللہ فی القربی پھر خطبہ تمام فرما کر روئے اور بعض مؤرخین نے اسی خطبہ میں اس قدر عبارت اور زیادہ  
روایت کی ہے کہ اسی رات میں وفات پائی یوشع ابن نون نے اور آسمان پر گئے عیسیٰ ابن مریم اور سوائے سات  
درم جو آنھوں نے واسطے مول لینے کنیز کے رکھے تھے کچھ نہیں چھوڑا باجملہ بعد اختتام خطبہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی  
کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے حاضرین یہ حسن تمھارے پیغمبر کا بیٹا ہے اور تمھارے امام کا وصی ہے سو بیعت کرو انکے چنانکہ  
حاضرین نے بلا تامل بیعت خلافت کی اور چالیس ہزار کو فی اسی دن کہ تاریخ بیست دوم رمضان سال چہلم ہجری  
تھما بیعت میں در آئے اور عمر آنجناب اسوقت سینتیس برس کی تھی بعد ازاں آنجناب نے عبداللہ ابن عباس کو  
عامل بصرہ فرمایا یہ خبر معاویہ کو پہنچی انھنے دوا آدمی روانہ کیے ایک بصرہ میں دوسرا کوفہ میں تاکہ اخبار نویسی کریں  
اور لوگوں کو تبلیغ قلب بہکا وین یہ حال حضرت امام علیہ السلام پہنچی کھلا تو آنجناب نے ان دونوں کو قتل کر لیا  
تاکہ عبرت ہو جائے اور معاویہ کو لکھا کہ اگر تو ارادہ لڑائی کا رکھتا ہے تو میں حاضر ہوں سو معاویہ بالشکر شام مقابل  
ہوا اور آنجناب بھی چالیس ہزار آدمی سے جانب معاویہ تشریف لے گئے اور مقابلہ فوجوں کا ہوا اسوقت اللہ نے  
نور بخود حضرت امام حسن علیہ السلام کے دل میں ڈالا کہ دونوں فوجوں میں غلبہ کسی کو نہیں ہوگا مگر ایک فتنہ عظیم پیا  
ہو جائیگا اسلئے معاویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم امارت دنیا تجھ کو سپرد کرتے ہیں بچہ مشروط یہ النشراح صدر بصلیغہ پیغمبر خدا تھا  
اور بخاری نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے لشکر عظیم الشان  
معاویہ ابن ابی سفیان پر بھیجا تو عمر ابن عاص نے کہا اے معاویہ یہ لشکر ایسا نہیں ہے کہ باجہدال و قتال بھجوا  
ہزاروں کا خون ہوگا معاویہ نے کہا اگر لڑائی ہوئی تو ہزاروں مسلمان مارے جاویں گے اور کوئی باقی نہ رہے گی جو حقا  
آجرو دے مسلمانوں کی کرے لہذا عبدالرحمن ابن عامر و عبدالرحمن ابن نضرہ کو جناب امام علیہ السلام کی خدمت میں

بھیجا اور سمجھا دیا کہ تم دونوں حاضر ہو کر آنجناب کی حضور میں بسجود عرض کیجو اور مجھ کو طلب کرنا اور حسب طرح ہو سکے  
صلح کی تدبیر کیجو چنانچہ آنھوں نے حاضر ہو کر ہر طرح سے التماس کیا مگر آنجناب نے جوابات اول عذر آمیز فرماتے پھر آنھوں نے  
کہا کہ معاویہ کی یہ عرض ہر طرح سے آپ ارشاد کرین مجھ کو قبول و منظور حضرت نے فرمایا آن شرط کا ضامن کون ہوتا ہے  
اُن دونوں نے کہا ہم ضامن ہیں سبب شرط قبول کرتے ہیں بجا لادینگے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ صلح آنجناب کی طرف  
سے واقع ہوئی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یعنی اپنی نڈا سیدہ لعل اللہ ان یصلح بہ بین قبتین من المسلمین کما روی  
البخاری فی صحیحہ اس مقام سے معلوم ہو کہ صلح آنجناب کی طرف سے سبب قتل و ذلت کی نہ تھی بلکہ آنجناب از روئے خیر و خیر  
غالب تھے اور حق بھی جانب امام تھا مگر جب چھ مہینے خلافت حق پر گذر گئے تو حضرت کے دل میں التماس ہوا کہ حضرت خیر خاتم  
نے فرمایا ہر اختلاف بعد ہی ملتون منتہم لیسیر لکما غصہ مضارواہ احمد والسرمدی والبوداد و صحیح ابن حبان اور مؤمنین برس گذر گئے  
تو اب وقت ملکہ و سلاطین آگیا ایسا نہ کہ میں آمین وعدہ ہو جاؤں لہذا از خود صلح فرمائی بالجہ جب صلح امام کی طرف سے  
موافق ارشاد رسول خدا صلعم ہو گئی تو آنجناب نے معاویہ کو خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم حسن ابن علی نے معاویہ بن ابی سفیان  
سے صلح کی اس بات پر کہ ولایت مسلمانوں کی اسکی تفویض کی جائے بشرط کہ مطابق قرآن و سنت رسول و سیرت  
راشدین مدین عمل کرے اور اسکو یہ اختیار نہیں کہ بعد اپنے کسی کو تفویض کرے بلکہ مسلمانوں کی رائے پر چلے اور  
اور سب لوگ اس میں ہر میں جہان کہیں ہوں اس ملک میں یا شام و عراق و جاز و یمن میں اور توابع علی رضی اللہ عنہ اپنے مال اور  
وازدواج و نفوس سے جہان کہیں رہیں محفوظ رہیں اور معاویہ بن ابی سفیان پر ان امور میں عہد و پیمان خدا کا ہے اور مجھ کو اور میرے  
بھائی کو اور کسی اہل بیت کو علانیہ و پوشیدہ گزند نہ پہنچا کرے اور یہ بھی معاویہ سے بد عہدی نہ کریں شہد بافیہ فلان فلان  
ابن فلان و کفی بالسر شہیدانہ فیقہ موافق و غیرہ کتب متعدد اہل سنت میں موجود ہے اور ابن ابی نعیم و تہذیب و تہذیب و ابن شہر آشوب و زہری  
نے بھی ایسا ہی لکھا ہے بعد ازاں معاویہ کو نہ میں حاضر ہوا اور بصلاح عمر ابن عاص التماس کیا کہ آنجناب اس صلح کا خطبہ فرماویں  
چنانچہ حضرت نے سب سے پہلے کہ بعد حمد و صلوة فرمایا اے لوگو آگاہ ہو کہ میں جابلقا و جابلقا کوئی آدمی جس کا بعد رسول خدا ہو سکا  
میرے و حبیب کے نہ پاؤ گے اور خلیفہ تم کو میرے بعد کے ہاتھ سے ہدایت فرمائی اور گمراہی سے بچایا اور جہالت تم سے دور کی اور  
بعد ذلت کے غریزہ اور بعد قتل کے کثیر کیا سو اب نہ کہ معاویہ بن ابی سفیان نے مجھ سے نزاع کی خلافت میں کہ میرا حق تھا  
نہ اس کا سو میں نے بنا یہ صلح حال است محمد صلعم و رفع فتنہ کے صلح کی ہے اور تم لوگوں نے مجھ سے بیت کی تھی اس بات پر کہ جس  
میں صلح کروں تم صلح کرو اور جس سے ٹروں اس سے ٹرو پس میں نے مصلحت و کجی کو امر خلافت معلویہ کو تسلیم کروں اور میں نے  
بیت کر لی اور غریزی سے دست بردار ہوا کیونکہ حفاظت خون کی غرض سے یہی ہے بہتر ہے اور اس صلح سے سبب اور کچھ طلب  
نہیں ہے مگر اصلاح حال تم لوگوں کا اور دین نہیں جانتا ہوں شاید کہ یہ صلح آزمائش ہو تمھاری اور بخورداری تا جہل و غیور ہو  
یہ خطبہ شکر معاویہ نے کہا کہ اے عمر تو نے میری ارادہ کیا تھا کہ سب کے سر پر میری عدم حقیقت ظاہر ہو اور نہ اچھا حق آسکا اور

صلح آنجناب کی طرف سے  
معاویہ بن ابی سفیان نے  
بسم اللہ الرحمن الرحیم  
حسن ابن علی نے معاویہ بن  
ابی سفیان سے صلح کی اس  
بات پر کہ ولایت مسلمانوں  
کی اسکی تفویض کی جائے  
بشرط کہ مطابق قرآن و  
سنت رسول و سیرت راشدین  
مدین عمل کرے اور اسکو یہ  
اختیار نہیں کہ بعد اپنے  
کسی کو تفویض کرے بلکہ  
مسلمانوں کی رائے پر چلے  
اور اور سب لوگ اس میں ہوں  
اس ملک میں یا شام و عراق  
و جاز و یمن میں اور توابع  
علی رضی اللہ عنہ اپنے مال  
اور ازدواج و نفوس سے جہان  
کہیں رہیں محفوظ رہیں اور  
معاویہ بن ابی سفیان پر ان  
امور میں عہد و پیمان خدا  
کا ہے اور مجھ کو اور میرے  
بھائی کو اور کسی اہل بیت  
کو علانیہ و پوشیدہ گزند  
نہ پہنچا کرے اور یہ بھی  
معاویہ سے بد عہدی نہ کریں  
شہد بافیہ فلان فلان ابن  
فلان و کفی بالسر شہیدانہ  
فیقہ موافق و غیرہ کتب  
متعدد اہل سنت میں  
موجود ہے اور ابن ابی  
نعیم و تہذیب و تہذیب و  
ابن شہر آشوب و زہری  
نے بھی ایسا ہی لکھا ہے  
بعد ازاں معاویہ کو نہ میں  
حاضر ہوا اور بصلاح عمر  
ابن عاص التماس کیا کہ  
آنجناب اس صلح کا خطبہ  
فرماویں چنانچہ حضرت نے  
سب سے پہلے کہ بعد حمد و  
صلوة فرمایا اے لوگو آگاہ  
ہو کہ میں جابلقا و جابلقا  
کوئی آدمی جس کا بعد رسول  
خدا ہو سکا میرے و حبیب کے  
نہ پاؤ گے اور خلیفہ تم کو  
میرے بعد کے ہاتھ سے  
ہدایت فرمائی اور گمراہی  
سے بچایا اور جہالت تم سے  
دور کی اور بعد ذلت کے  
غریزہ اور بعد قتل کے  
کثیر کیا سو اب نہ کہ  
معاویہ بن ابی سفیان نے  
مجھ سے نزاع کی خلافت میں  
کہ میرا حق تھا نہ اس کا  
سو میں نے بنا یہ صلح حال  
است محمد صلعم و رفع  
فتنہ کے صلح کی ہے اور تم  
لوگوں نے مجھ سے بیت کی تھی  
اس بات پر کہ جس میں صلح  
کروں تم صلح کرو اور جس  
سے ٹروں اس سے ٹرو پس میں  
نے مصلحت و کجی کو امر  
خلافت معلویہ کو تسلیم  
کروں اور میں نے بیت کر لی  
اور غریزی سے دست بردار  
ہوا کیونکہ حفاظت خون کی  
غرض سے یہی ہے بہتر ہے اور  
اس صلح سے سبب اور کچھ  
طلب نہیں ہے مگر اصلاح  
حال تم لوگوں کا اور دین  
نہیں جانتا ہوں شاید کہ  
یہ صلح آزمائش ہو تمھاری  
اور بخورداری تا جہل و  
غیور ہو یہ خطبہ شکر  
معاویہ نے کہا کہ اے عمر  
تو نے میری ارادہ کیا تھا کہ  
سب کے سر پر میری عدم  
حقیقت ظاہر ہو اور نہ اچھا  
حق آسکا اور



باجملہ یہ صلح ماہ ربیع الاول سنہ اکتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور اکثر لوگ یاران علی مرفعی اور تابعین امام حسن مجتبیٰ سے ناراض ہوئے اور بعض نے کہا یا عار المؤمنین ہودت وجہ المؤمنین حضرت نے فرمایا العار خیر من النار بعضہ کہتے ہیں کہ صلح نامہ میں یہ بھی شرط تھی کہ محکم اہل بیت مدینہ میں ہو چاروے اور بیت المال کا کل مال میرے لیے چھوڑ دے اور جو کچھ عراق میں ہو اسکو تقسیم کرے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اور پانچ ہزار درہم ساہیانہ مقرر کرے اور اہل مدینہ عراق سے کچھ مطالبہ کرے اور بعض روایات میں ایک لاکھ درہم ساہیانہ ہر الفرض معاویہ نے جملہ شرط قبول کیے اور صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ انجناب نے کچھ بھی معاویہ سے طلب نہیں کیا کیونکہ مضمون صلح نامہ سے جو بخاری نے روایت کیا ہے کچھ ذکر اسکا نہیں ہے کہ انجناب نے اسکا بقا کیا بعد از صلح انجناب مع اہل و عیال و خیم و خیم مدینہ میں تشریف لائے اور معاویہ نے لشکر ابن اوطاہ کو حاکم بصرہ مقرر کیا اور عبد اللہ بن عامر کو مصر کا عامل کیا اور مروان علیہ السلام کو مدینہ باسکینہ میں بھیجا سو منو جبکہ فضائل کی ہوئی یہ تقریباً اب نو اٹھ شہادت کی تھی تفسیر کہ جبکہ نبوت اشعث بن قیس زوجہ جناب امام حسن علیہ السلام کے پاس نیرید پیدا نے اسما ابن قیس کو پوشیدہ بھیجا کہ اگر تو امام حسن کو زہر دیوے تو میں تجھ سے نکاح کروں کہ آئسے زہر دیا چالیس روز انجناب بیمار رہے اور وفات پائی اور بعض اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ عامل مدینہ مروان علیہ السلام نے بابا سے نیرید سہا اسویہ رویدہ کو جو ایک بڑی قصبہ علاقہ تھی طلب کر کے بوجھا تو امام حسن کے گھر جاتی ہے آئسے کہا اکثر جاتی ہوں یہ سکر آئسے کہا ایک بات کہنا ہوں کسی سے نہ کہنا تجکو تین ہزار دینار وقت برآمد کار عطا کروں گا اور سو دینار فی الحال لے آئسے کہ میں نہ کہوں گی مروان نے کہا کہ توجہدہ کو کسی طرح وہاں سے نکال تو نیرید اس سے نکاح کرے آئسے قبول کیا اور حالت نہائی میں جہدہ کے پاس گئی اور کچنی چیرہری باقین کر کے کہنے لگی کہ نیرید تم پر عاشق ہے اگر اس کے پاس رہو تو ملک شام و عراق تمہارے تصرف میں آوے اور ملک کھلاؤ حسن ابن علی کے پاس سوا سے محتاجگی کے اور کیا ہے کئی سال نے سچ کہا ہے شیطان زندانہ عصیان ہر خطہ مروان اور مکر حیل اما شکر دزدان باشند پس جہدہ سو دسے ملک دولت میں گرفتار ہو کر حق صحبت دیر نہ حضرت حسن علیہ السلام یک قلم بھول گئی اور بولی بجو نیرید کے پاس رہنا بدل منظور اس قلم نامہ ناجو نے یہ احوال مروان علیہ السلام سے کہا تب مروان نے اسی مکر کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ امام حسن کی زندگی میں ملاقات نیرید شکل ہے اگر کوئی دفع کر تو مطلب حاصل ہو جہدہ نے کہا کہ میں کس طرح امام حسن کو دفع کروں سو مروان ہودو نے قدرے زہر بھیجا کہ اسے شہد بن گول کر پلاوے چنانچہ اس کم غبت نے ویسا ہی کیا کہ حضرت حسن علیہ السلام کو رات بھر فریونی سی مگر اس نے صحت بخشی پھر حضرت امام حسن نے اسی دن سے جہدہ کے گھر کا کھانا پینا سو تو قیام کیا مگر قیام کے گھر کا کھانا کھانے نہ لگے بعد چند روز کے ایک روز جہدہ کے پاس تشریف لے گئے تو آئسے پھر خرمون میں ملاکر بابا سے مروان ہون زہر کھلایا اسی جہدہ مرتبہ زہر کھلایا مگر اس نے صحت بخشی اور مروان کو خبر پہنچی رہی آخر ایک دن مروان نے اسی دلالہ کو بھیج طلب کر کے کہا کہ توجہدہ کے پاس جا کے کہہ دے کہ اب نیرید کا حال بہت پریشان ہے ہلاکت امام حسن کی تیر سیر جلد کرنا چاہیے ورنہ ملک و دولت جہدہ کے ہاتھ سے جاتا ہے اور تمہوڑا الماس پس ہوا دیا کہ جہدہ کو دنیا کہ نیرید کسی طرح امام حسن کو کھلا دے

ایک دفعہ حضرت  
جگر فاضل شریف  
و قیام بصرہ کر کے  
سفر سالانہ  
عراق و شام  
اور اردن و شام  
کی جائیدادیں  
سوداگرہ و وفات

وہ دلاڑ جسدہ کے پاس آئی اور انت کا فریب کش بلا خیانت جسدہ کے پاس پہنچائی تو آستے کسی تدبیر سے الماس پانی میں پلاویا کہ حضرت حسن کو اس حال کبیدی عارض ہو گیا اور انتین کٹ کٹ کے گرنے لگیں آخر کار حال بہت تغیر ہوا کہ اسید بچنے کی نرہی جب وفات امام حسن علیہ السلام کی قریب پہنچی تو امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھا کہ اے بھائی صاحب یہ حرکت کس نے کی؟ فرمایا کیا تم اس کو قتل کیا جاتے ہو امام حسین نے کہا ہاں شبہ فرمایا اگر وہی میل قاتل ہو جس کو میں گمان کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ ہر اس سے انتقام لے گا اور جو واقعہ میں وہ نہیں ہے چون میرا شبہ ہو تو میں نہیں چاہتا کہ بگناہ کے قتل کا تم سے مواخذہ ہو اور میں تو کئی مرتبہ زہر کھلایا گیا مگر یہ بہت سخت ہے ایسا حال میرا کبھوں نہیں ہوا جو اب کی مرتبہ ہو گیا اشارہ کیا کہ اب اسید زندگی منقطع ہو غنی نرہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے کسی وجہ سے اپنے قاتل کو نہ بتلایا اول یہ کہ بنا اس شہادت کی اخفا پر تھی لہذا قاتل کو کوئی مشتبہ رکھا دوسری یہ کہ بموجب احکام شریعہ کے قصاص کا حکم جاری نہ ہو سکتا تھا تیسری افشا اس راز کا آپ کے حلم و مروت و صبر و اخلاق کے خلاف تھا سو بقضائے کمال محل زبان پر نہ لائے ورنہ یہ بات ایسی نہ تھی اگر تحقیقات ہوتی تو بیشک زہر و نیاز جسدہ پر ثابت ہو جاتا مگر سچ یہ ہے کہ ایسے مقام میں باوجود قدرت کے انتقام دشمن سے قطع نظر کرنا انھیں حضرات کا کام ہے کہتے ہیں کہ اس حال میں جسدہ کو خلوت میں ہلا کر ارشاد کیا کہ اے باؤں! ماساز گار و امی بار ہو فاجفہ کا تیسرے اس کردار سے میں نے اپنے غریبوں کو مطلع نہیں کیا محکمہ قیامت پر اسکا فیصلہ رکھا ہے افسوس کہ تو خدا سے نہ ڈری اور اس محبت و برہنہ کو تو نے برا کر دیا کیا دوستوں سے یہی امید ہوتی ہے جو تو نے کیا اور فرمایا کہ جو درامطلب ہے کبھوں نہ ہو گا پھر اسکی طرف سے منہ اپنا بھجیر لیا اور حلیہ ابوعبید بن عمر ابن اسحاق سے روایت ہو کہ میں و ایک شخص اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے مرض موت میں عبادت کو گیا تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے کچھ دریافت کر میں نے کہا یا ابن رسول اللہ اس حالت میں کیا پوچھوں آپ کی طبیعت نا درست ہے بعد اسکے گھر میں تشریف لے گئے اور پھر باہر گھومنے لگے کہ کچھ پوچھنا منظور ہو پوچھ لے شاید پھر فرصت سوال نہ ملے اور مجھ کو طاقت جواب دینے کی نہ رہی اور فرمایا کہ مجھ کو کئی مرتبہ زہر دیا گیا مگر اب کی ہر حالت میری از بس تغیر ہے کہ کب سے جگر کے کٹ کٹ گرنے ہیں پھر میں دوسرے دن جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حالت احتضار ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سر ہانے بیٹھے ہوئے قاتل کا نام پوچھتے ہیں اور فصل الخطاب میں ہے کہ چھ مرتبہ آب کو زہر دیا پانچ مرتبہ انزہ کیا چھ مرتبہ اپنا کام کر گیا کہ شہید ہوئے روایت ہے کہ ایک دن قبل اس سے حضرت امام حسن علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ گویا دو نون آنکھوں کے چچ میں قتل ہوا لہذا پھر سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا کہ اگر خواب حضرت حسن کا سچا ہے تو وفات قریب ہے حافظ ابو عمر و یوسف ابن عبد اللہ بن عبد البراد قرطبی نے روایت کی ہے کہ جب وقت رحلت بہت قریب پہنچا تو آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ وصیت فرمائی کہ کوئی من کے قاتل

و نفل پر اصلاً اعتماد نہ کیجیو یہ لوگ اپنی سفاہت و حماقت سے تم کو خلافت کے واسطے قلم کرینگے اور مدینہ سے بلا دینگے  
سو تم ہرگز خلافت کا قصد نہ کرنا اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اہل بیت نبوت میں خلافت و نبوت جمع نہ فرمائیگا  
اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھ لیا ہے کہ میں روز مہلک جد امجد کے قریب دفن ہوں اور انھوں نے  
مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ سو تم کو چاہیے کہ بعد میری وفات کے میرا جنازہ روز مہلک مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر لیجنا  
اور حضرت عائشہؓ سے پھر بتجدید اجازت لینا اگر وہ کہیں تو دفن کرنا مگر میں جانتا ہوں کہ نبی امیہ منع کرینگے جو ایسا سہو تو  
قصد نہ کر اور زمین جنت البقیع میں میری ماں کے پاس دفن کر دینا پھر جب وفات ہوئی تو حضرت امام حسین نے حضرت  
عائشہ سے اجازت چاہی جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے باقاعدہ لطیف خاطر اجازت دی یہ خبر روان علیہ المیتۃ کو پہونچی  
اسنے کہا یہ نہوگا اسچہ حضرت امام حسین چند آدمیوں کو لیکر مستعد ہوئے مردان بھی مسلح ہوئے حضرت ابوہریرہ نے حاضر ہوکر  
کہا کیا ہی ظالم لوگ ہیں کہ ابن رسول اللہ کو رسول اللہ کے پاس دفن نہیں ہونے دیتے اور امام حسین کے پاس لے آؤ  
حضرت امام حسن کی یاد دلائی وہ جنازہ شریف اٹھا کر جنت البقیع میں لینگے و سعید ابن عاص نے ناز جنازہ پر چڑھی اور حضرت  
فاطمہ کے پاس دفن کیا امام حسین علیہ السلام و محمد بن حنفیہ و عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتار دیا اور حضرت  
نبی امیہ سے کوئی شخص جنازہ پر نہ آیا مگر سعید ابن عاص کہ اسوقت امیر مدینہ تھا وہ خالد ابن ولید کے ایمان سے حاضر ہوا اور  
اسنے اجازت امام حسین علیہ السلام ناز جنازہ پر چڑھی تہذیب التہذیب میں ثعلبیہ سے روایت ہے کہ میں وقت دفن حاضر  
تھا اسقدر کثرت آدمیوں کی تھی کہ اگر سوئی بھی ڈالی جاتی تو آدمیوں پر پڑتی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ہاشم  
کی عورتوں نے ایک ماہ کامل غم و الم کیا عمر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی بروایت بعض چھیالیس برس کی و برآ  
صحیحہ پینتالیس برس چھ مہینے گزرے کم کی تھی دنوں کے حساب سے سات برس حضور رسالت پناہ میں پرورش پائی  
اور تیس برس ظل حمایت پر رہا مگر اگر چہ کہ ارین رہے اور آٹھ برس کئی مہینے نقطہ حفاظت جناب احدیت میں نہ ملے  
کی اور پیدائش آپ کی ایک روایت میں نصف شعبان ستہمین ہجری میں اور بعض کے نزدیک پندرہویں ماہ مبارک  
رمضان ہے اور آنجناب کی اولاد میں پندرہ بیٹے آٹھ بیٹیاں ہوئیں اور نسل آپ کی پانچ بیٹوں سے باقی رہی پوچھو  
نہ رہے کہ جسطرح حضرت کی ولادت میں اختلاف ہے ویسی ہی آپ کی شہادت میں روایات مختلفہ ہیں بعض کے نزدیک  
غیر ربیع الاول اور بعض کے نزدیک پانچویں مگر قبول مختار ماہ ربیع الاول ہے اور شہور ماہ صفر سنہ اسیاس ہجری تہذیب  
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خیرین زہر دیا گیا تھا چنانچہ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے  
کہ حضرت نے فرمایا کہ اے عائشہؓ میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہوں جو میں نے خیرین کھایا تھا سو یہ وقت ہے  
کہ مجھ کو معلوم ہو اپنی جان کی رگ ٹوٹنا اسی زہر سے علامہ سیوطی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام  
شہید ہوئے تو جسدہ نے نیر غریب پیدا کو لکھا کہ ایفاء و عذر نہ دینے لکھ دیجیے کہ میں راضی نہ تھا کہ تو حسن ابن علی کے پاس

رہے حالانکہ میں انکو اپنا دشمن جانتا تھا بہر حال اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کرونگا استغفر اللہ کیا کارخانے قضا و قدر کے ہیں کہ جعدہ بنے نصیب دونوں طرف سے لگی نہ اوجھ کی ہوئی نہ اوجھ کی ہوئی خسار الدنیا و الآخرة اسکو کہتے ہیں اور بعض محققین نے یوں لکھا ہے کہ جعدہ اس حرکت سے سخت ہشیمان ہو کر بھاگی اور مردان علیہ اللعنة کے گھر میں چھپی آئے دو غلام اور تین لڑکیاں ساتھ کر کے جانب شام روانہ کیا اور امیر معاویہ کو لکھا کہ اسکو مخفی رکھنا چاہیے نہیں تو نبی ہاشم کے ہاتھ سے نجات مشکل ہے سو امیر معاویہ سخت رنجیدہ ہوئے یعنی جب جعدہ پہنچی تو اسکو طلب کر کے کہا تو نے نہایت بد حرکت کی لعنت خدا کی تجھ پر اور اس پر جس نے امام حسن کی شہادت میں سہی کی تجھ کو اس پر جس نے جعدہ کو شرم نہ آئی کہ تو نے اپنے دوست کو اس طرح مارا اور خدا اور رسول کے غضب سے نہ ڈری دور ہو میرے پاس سے تو ہرگز لائق نبرد نہیں ہو تب جعدہ نے بڑبڑا کر کہا کہ اب میں نے اپنا کام کیا تو بھی دعا وعدہ کر آئے وہ جواب دیا جو علامہ سیوطی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے مخفی نہ رہے کہ یہ شہادت حضرت پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور یہی قسم اول تھی جسکو سیرہ اصلہ کہتے ہیں اب سنا چاہیے حال شہادت جنرید کا جو سبط اہل حضرت امام حسین علیہ السلام سے خاص ہوئی اور ہر گاہیکہ بنا اسکی اعلان پر تھی اسیلے اور گامی میں فرشتوں کی زبان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور مکان و زمان اسکا معلوم ہوا اور یہ خبر میں منبرہ مشہور و متواتر کے پہنچیں تاکہ کسی طرح کا شبہ نہ رہے مگر قبل تحریر واقعہ بیان حال ولادت باساک اور فضائل و مناقب انکے جو تخصیص بلا شرکت بسط اکبر علیہ السلام کے زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوئی ہیں ضروری اور لکھنا اخبار موحشہ کا کہ دلالت شہادت پر کرتے ہیں حاجب لہذا الناس پر لکھا ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کی با نچوین شہان ستمہ ہجری میں ہوئی بعد پچاس روز کے تولد امام حسن سے ہم ملا میں آئے اور دس بیٹے چند روز مان کے پٹ میں رہے اسی قدر بزرگی و خوروی سبطین علیہا السلام میں تھی اور بعد پیدا ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و نسیم و ختنہ وغیرہ امور جو کہ حضرت سبط اکبر کے ساتھ فرمائے وہ سب انکے ساتھ بھی کیے اور کثرت انکی ابو عبد اللہ و القاب سید و طیب و ولی و زکی و مبارک و تابع برضیات اللہ و سبط رسول اللہ مگر اشراف القاب زکی اور اعلیٰ سیدی اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینہ سے قدم تک مشاہیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے او آپ کی انگوٹھی میں گندہ تھا لکل اجل کتاب فضائل شریف حدیث خارج ہیں علم و عمل زہد و تقویٰ جو دو سخا شجاعت و فتوت اخلاق و مروت و مہوشکاری و حلم و عفو و غیرہ صفات کمال میں بوجہ کمال طاق اور عفو نوازی و غریب پروری و امانت مطلوبہ بقایہ عالمین و ایصال جرم و انعام فقیر و سائلین میں شہو آفاق تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی دستہ گل لائی حضرت امام نے سونگھا اور اسکو آواز کیا انس کہتے ہیں میں نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ آپ نے دستہ گل کے بد



آزاد کیا فرمایا اور صاحب فرماتے ہیں واذا جئتم بیتی فجدوا باحسن منها اور شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت  
 امام کھانا کھاتے تھے لوٹدی آپ کی پیالہ پانی کا لیے ہوئے کھڑی تھی و فوہ وہ پیالہ ہاتھ سے گرا ٹوٹ گیا حضرت امام  
 غصہ ہوئے لوٹدی نے کہا الکاملین النیط والعاقلین عن الناس حضرت نے فرمایا کہ میں نے غصہ کھلایا اور تیرے گناہ  
 اور گنہار لوٹدی نے کہا والہو سبحانک اے حسین اسی وقت حضرت نے آزاد کیا اور عبادت کا یہ مرتبہ تھا کہ بچپن میں مرتبہ پادہ پا  
 حج کیا چنانچہ علی ابن حسین سے کسی نے بوجھا کہ تمہارے باپ کی اولاد کیونکر کم ہوئی منہ مایا کہ جس قدر رہوئی  
 وہی تعجب ہو انکو فرصت کہاں ہوتی تھی کہ عورتوں سے صحبت کریں دن اور رات میں تین ہزار رکعتیں پڑھتے  
 اور بہت کا یہ حال تھا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے کئے میں اگر بہت مال و اسباب نذر کیا حضرت نے پھیر دیا  
 شواہد النبوة میں لکھا ہے کہ جبرہ شریف ایسا بان تھا کہ لوگ اسکی سوختی میں راہ چلتے تھے اور فضائل آنجناب  
 خاصہ یہ ہیں شواہد النبوة میں ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکو ران راست پر بٹھلائے تھے اور  
 ابراہیم اپنے صاحبزادے کو ران چپ پر کہ حضرت جبریل شریف لائے اور کہا کہ اللہ صاحب ان دونوں کو  
 آپ کے واسطے جمع نہیں کریں گے سو آپ ایک ہی کو اختیار کیجیے حضرت نے خیال کیا کہ حسین کے مرنے میں  
 محکو اور علی اور فاطمہ کو غم ہوگا اور ابراہیم کے مرنے میں زیادہ محو کو رنج ہوگا سو میں اپنا رنج گوارا کر سکتا ہوں  
 چنانکہ تیسرے دن ابراہیم نے وفات پائی بعد ازاں جب حضرت امام حسین آنحضرت کے پاس آئے تو پانچ سو  
 دیکھ فرماتے کہ اسی پر میں نے اپنا بیٹا فدا کیا ہے اور تیردی نے یعلیٰ ابن مرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے  
 فرمایا کہ حسین مجھے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ دوست رکھے اسکو جو حسین کو دوست رکھے اور حسین سے ہر  
 اسباب سے سبب یعنی نواسے اور گروہ کے ہے اور دونوں سنی یہاں درست ہوتے ہیں اول ظاہر میں دوسرے یہ کہ  
 امام حسین جنہات و سبرات میں مثل گروہ تھے کہ اچھے کام انسے برابر جماعت کے ہونگے اور ایک نفس شریف انکا  
 برابر انفاس کثیرہ ہے اور یہ بھی اشارہ ہے کہ اہل نسل سے اکثر اولاد باقی رہی اور ابن انصر نے زید بن زیاد سے  
 روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر سے فاطمہ علیہا السلام کے گھر میں تشریف  
 لے گئے تو حسین کے رونے کی آواز آئی فرمایا اے فاطمہ تو نہیں جانتی کہ حسین کے رونے سے محکو ایذا ہوتی ہے اور  
 برابر ابن عازب سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حسین کو اپنے کندھے پر چڑھائے  
 اور فرماتے تھے اے خدا میں اسکو دوست رکھتا ہوں تو بھی دوست رکھ اور تہذیب التہذیب میں یسلی  
 ابن مرہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کے گھر دعوت کھانے کو گیا اور بھی  
 لوگ ساتھ تھے پس آنحضرت جماعت سے علاحدہ ہوئے اور امام حسین لڑکوں میں کھیلے تھے حضرت نے  
 چاہا کہ انکو کپڑے میں بھاگے حضرت نے کپڑا اور ایک ہاتھ پیچھے پر اور دوسرا زیر ذقن لگا کر بوسہ دیا

اور فرمایا کہ حسین مجھ سے ہو اور میں حسین سے ہوں دوست رکھتا ہوں اللہ اسکو جو حسین کو دوست رکھتا ہو اور طہرانی  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبر دی مجھکو  
جبریل نے کہ میرا بیٹا حسین مارا جائیگا میرے بعد زمین طعن میں اور میرے پاس بیٹی لائے فائدہ طعن کنڈا  
اور جانب دشت کو کہتے ہیں اور کہ بلا کو طعن اس سبب سے کہتے ہیں کہ کنڈا رہ جنگل فرات واقع ہو اور  
ابوداؤد اور حاکم نے ام الفضل باء عبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ آئے  
میرے پاس جبریل اور مجھے خبر دی کہ میری امت قریب ہے کہ قتل کرے میرے اس بیٹے کو یعنی حسین کو اور  
مجھے دی تھوری مٹی سبچ اور بھی فرمایا رسول اللہ نے کہ بے شک میرے گھر آیا ایک فرشتہ کہ بھون  
میرے پاس نہ آیا تھا اس پہلے سو کہا مجھے کہ آپکا یہ بیٹا یعنی حسین مارا جائیگا اور آپ چاہیں تو دکھاؤں  
اُس میں کی مٹی جہاں یہ مارا جائیگا پھر نکالی تھوری مٹی سبچ از آنجملہ ایک دن فرشتے ہوکل باران نے  
اجازت مانگی اپنے پروردگار سے کہ زیارت کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پس اجازت ہوئی اسکو  
اور اسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر میں تشریف فرما تھے اور فرمایا رسول اللہ  
کہ اے ام سلمہ بند کر دے دروازے اور خبر داری کہ کوئی آنے نہ پائے اسی اثنا میں کہ وہ دروازہ پر گنبدان  
امام حسین بزور اندر چلے گئے پھر کودنے لگے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رسول خدا نے انکو گود میں لیا  
اور چونے لگے اُس فرشتے نے کہا آپ انکو پیار کرتے ہیں فرمایا ہاں اُس نے کہا آپکی امت قریب انکو قتل کریگی  
اور آپ چاہیں تو میں وہ مکان جہیں مارے جائیگے دکھلا دوں پھر دکھلا یا وہ مکان اور لایا بابو یا مٹی سبچ  
پھر اُس بابو کو ام سلمہ نے اپنے کپڑے میں لے لیا ثابت راوی اس حدیث کا کہتا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ وہ  
فرہین کر بلا ہو اور بھی ام الفضل بنت حارث والدہ عبد اللہ ابن عباس کتنی ہلکی میں ایک دن حسین کو لیکر حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور میں نے انکو گود میں دیا اور دوسرے کام میں مشغول ہو گئی پھر جو میری  
نظر پڑی تو آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر حضرت نے فرمایا کہ مجھکو جبریل نے خبر دی ہے کہ میری  
امت شہید کریگی میرے اس بیٹے کو اور دی ہے مجھکو اُس کے مقتل کی مٹی سبچ تمام حدیث جو بقی نے ام الفضل  
رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے یہ ہے کہ ام الفضل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا  
کہ یا رسول اللہ میں نے بہت بُری خواب دیکھی ہے آپ نے فرمایا کہ بیان کرو میں نے کہا کہ میں نے کہ جناب میں  
دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے جسم مبارک کا کٹ کے میری گود میں رکھا گیا آپ نے فرمایا کہ تھنے اچھی خواب دیکھی  
فاطمہ کے بیٹا پیدا ہو گا وہ تمھاری گود میں رہیگا سو حضرت امام حسین پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے  
جیسا کہ جناب سول صلعم نے فرمایا تھا اور میں ایک دن آپکی خدمت میں حاضر ہوئی اور امام حسین کو

اپکی گود میں دیا پھر اور طرف دیکھنے لگی ایکبارگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپکی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے کہا کہ یا نبی اللہ میرے ماں باپ کے قربان آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ جبرئیل نے اگر مجھے خبر دی کہ تیری امت اس تیرے بیٹے کو قتل کرے گی میں نے اُس سے کہا ہاں اور مجھے ایک مٹی سرخ لادی اور حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹ سے سوتے تھے یکایک جاگ پڑے تو غمگین تھے اور آپکے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی کہ اُسکو اٹھٹے پٹھٹے تھے میں نے پوچھا یہ کیا مٹی ہو یا رسول اللہ فرمایا کہ خبر دی مجھ کو جبرئیل نے کہ حسین مارا جائیگا عراق کی زمین میں اور یہ مٹی وہیں کی ہو اور بھی انھیں سے روایت ہے کہ امام سلمہ نے حسن اور حسین میرے گھر میں کھیلتے تھے جبرئیل آئے سو کہنے لگے کہ اے محمد تیرے بیٹے کو تیری امت قتل کرے گی تیرے بعد اور اشارہ کیا امام حسین کی طرف اور دی آپکو تھوڑی سی خاک سو حضرت نے اُسکو سونگھا اور فرمایا اس میں بول آتی ہے سرخ و بدلائی اور فرمایا کہ اے امام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو جانو کہ میرا بیٹا شہید ہوا پھر میں نے اُس مٹی کو شیشے میں رکھ کر چھوڑا اور انس ابن حارث سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے تھے یہ بیٹا میرا مارا جائیگا اس زمین میں جسکو کر بلا کہتے ہیں پھر جو شخص وہاں موجود ہو اُسکی مدد کا رمی کرے سو گئے ابن حارث کہ بلا کو اور شہید ہوے اور ابی سلمہ ابن عبد الرحمان سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اُسوقت جبرئیل علیہ السلام بھی موجود تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسوقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بالا خانے پر جلوہ فرماتے تھے سو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکو دیکھ کر فرمایا کہ یا رسول اللہ آپکی امت قریب ہے کہ شہید کرے اُسکو اگر آپ چاہیں تو تباہی و تباہی آپکو وہ زمین جس میں یہ شہید ہونگے اور زمین طہف کا اشارہ کیا اور مٹی سرخ لیکر دکھلائی اور ابو نعیم نے بھی حضری سے روایت کی ہے کہ میں صفین کے سفر میں حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کے ساتھ تھا جب بنیوی کے برابر پہنچے تو حضرت مرتضیٰ نے پکار کر فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ کنارے فرات کے صبر کیجیو میں نے کہا آپ نے کیا کہا فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خبر دی ہے کہ جبرئیل کہتے تھے حسین میرا بیٹا مارا جائیگا کنارہ فرات کے اور مٹی وہاں کی دکھلائی تھی اور بھی حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو بتلایا تھا کہ یہ مقام شہیدوں کے اونٹ بندھنے کا ہے اور یہ جگہ کجاوے کے کھولنے کی ہے اور یہ موقع خون بیٹھنے کا ہے اور کئی جوان اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جگہ مارے جائینگے کہ انپر آسمان وزمین روئینگے یہ کلام اُسوقت ارشاد کیا گیا:

جب مقام شہادت امام حسین علیہ السلام پر پہنچے ہیں آب واقعہ شہادت کا سننا چاہتے  
 سو اول سبب ظاہری واقعہ کا بیان ہر پھر تفصیل معرکہ پوشیدہ نہ رہے کہ منجملہ اسباب ظاہر کے  
 ایک یہ سبب ہو کہ سنہ پچاس ہجری میں بعد وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کے معاویہ  
 ابن ابی سفیان نے بیعت یزید اہل شام سے کرانی اور مروان کو لکھ بھیجا کہ اہل مدینہ سے بھی بیعت  
 یزید کے سو مروان نے لوگوں کو جمع کر کے کہا امیر المومنین معاویہ نے یہ نصیحت دیکھی ہو کہ اپنے  
 بیٹے یزید کو تم پر خلیفہ کرے سو تم لوگ طریقہ ابو بکر و عمر پر اسکی بیعت کرو عبد الرحمن ابن ابی بکر نے  
 کہا بلکہ یہ طریقہ کس سے و قیصر یعنی طریقہ ابو بکر و عمر نہیں ہو کیونکہ انھوں نے اپنی اولاد سے کسی کو  
 خلیفہ نہیں کیا یہ تو طریق کسری اور قیصر کا البتہ ہو چرہ نہ اکاؤن ہجری میں خود معاویہ ابن ابی سفیان  
 واسطے حج بیت اللہ و اخذ بیعت یزید عند اللہ کے میں آئے اور اہل حجاز و حرمین شریفین سے  
 جبراً بیعت یزید کرانی صرف حضرت امام حسین علیہ السلام و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ  
 ابن عمر و عبد اللہ ابن زبیر و عبد اللہ ابن عباس نے بیعت نہ کی گو کہ معاویہ نے انکو عطا و الغام بھی دیا  
 اور سختی و ترمی سے بھی کہا تاہم ان لوگوں نے بیعت نہ فرمائی اور جب کلام اس باب میں پڑھا تو عبد اللہ  
 ابن عمر نے فرمایا کہ اے معاویہ تجھے پہلے خلیفہ گذرے ہیں اور انکی اولاد تیری اولاد سے بہتر تھی مگر انھوں نے  
 وہ بات اُنکے واسطے نہیں چاہی جو تو نے اپنے بیٹے کے لیے تجویز کی ہو بلکہ خلافت کو مسلمانوں پر چھوڑ دیا  
 کہ انھوں نے جسکو مناسب جانا خلیفہ کیا اور تو مجھکو تخلیف کرتا ہو کہ میں مسلمانوں کی نافرمانی کروں  
 اور انکو مشقت میں ڈالوں سو یہ مجھے ہرگز نہ ہوگا میں ایک مرد مسلمان ہوں جس بات پر سب مسلمان  
 قرار پکڑینگے میں بھی اُنکا پس رو ہونگا معاویہ نے کہا خدا تجھکو خیر دے اور عبد الرحمن ابن ابی بکر نے  
 کلام معاویہ قطع کر کے فرمایا بخدا اے معاویہ میں تجھکو امر خلافت یزید میں وکیل بنجا کرتا ہوں اور  
 خدا کے سپرد کرتا ہوں تو ہرگز نہ یزید کو خلیفہ نہ کر بلکہ امر خلافت مسلمانوں میں چھوڑ دے اور  
 اُس مجلس سے اٹھ کر چلے گئے پھر عبد اللہ ابن زبیر نے کہا کہ اے معاویہ اگر تو یزید کو اپنا خلیفہ  
 کرتا ہو تو خود الگ ہو اور یزید کو لا کہ ہم بیعت کریں اور جب تجھے بھی بیعت کی اور تیرے بیٹے سے بھی  
 بیعت کریں تو اطاعت کسکی کریں واللہ بیعت تم دونوں کی قیامت تک کبھی درست نہ ہوگی یہ فرما کر  
 چلے گئے معاویہ نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد خدا و نعت مصطفیٰ خطبہ پڑھا اور کہا کہ لوگوں کو گمان تھا  
 کہ ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر یزید کی بیعت نہ کریں گے حالانکہ ان تینوں نے بیعت کی اہل شام  
 کو لے کہ ہم ایسی خفیہ بیعت پر راضی نہیں ہیں جب تک علانیہ بیعت نہ کریں والا ہم انکی گردن مارینگے



معاویہ نے کہا سبحان اللہ تم کون لوگ ہو اللہ پھر ایسا سخن زبان پر نہ لانا اور جب ابن ابی بکر و ابن عمر  
 و ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے لوگوں نے حال بیعت کا پوچھا تو وہ منکر ہوئے شیخ عبدالحی محمد نے  
 رسالہ ثابت بالسنتہ میں ذکر کیا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دو شخصوں نے کا معاویہ اہل شام  
 و تبرک دیا ایک عمر و ابن عاص نے کہ اُسے مصحف مجید کے باندھنے کی شیخین صلاح دی اور دوسرے مغیرہ  
 ابن شعبہ نے کہ عامل کو فہم تھا جب معاویہ نے اُسکو خط لکھا کہ بجز دلائل خط آپکو معزول جان کر میرے  
 پاس حاضر ہوا اُسے توقف کیا اور جب یا تو معاویہ نے سبب توقف دریافت کیا اُسے کہا کہ خلافت یزید کی  
 بیعت لوگوں سے بعد موت تیری کے چاہتا تھا معاویہ نے کہا تو نے یہ کام کر لیا مغیرہ نے کہا کر لیا معاویہ نے  
 اُسی کام پر رخصت کیا جب کوفہ میں پہونچا تو کوفیوں نے پوچھا تو نے معاویہ کو کس حال میں چھوڑا ہے  
 مغیرہ نے کہا کہ میں اُسکا قدم گمراہی میں ڈال آیا ہوں کہ قیامت تک رہیگا بالجملہ معاویہ نے حضرت  
 امام حسین کو اسباب و رمال بہت دیا اور کہا کہ یزید کی بیعت کرو حضرت نے جواب دیا کہ اگر عبد الرحمن  
 بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس بیعت نہ کریں گے میں بھی نہ کروں گا  
 اسی وجہ سے یزید پلید کو حضرت امام وغیرہ سے عداوت تھی اور دوسرا سبب عداوت کا یہ تھا کہ عبد اللہ  
 بن زبیر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تو یزید پلید نے ابو موسیٰ اشعری کو بھیجا تاکہ میرا خطبہ کرے اُتنا راہ قہم  
 ابن عباس ملے اور ابو موسیٰ سے اچھا ال دریافت کیا اور کہا میرا پیغام بھی کہنا اتفاقاً حضرت امام علیہ السلام نے  
 خواہش فرمائی تھی جبکہ ابو موسیٰ وہاں پہونچے تو قہم اور یزید کا پیغام کہا اُس عورت نے کہا کہ حضرت حسین  
 بن علی نے بھی میری خواہش فرمائی ہے تمھاری صلاح کیا ہے ابو موسیٰ نے کہا اگر دنیا درکار ہے تو یزید کو  
 قبول کر اور اگر حسن صورت ظاہری مطلوب ہو تو قہم کو اختیار کر اور اگر حسن صورت و خوبی سیرت و نعمت  
 آخرت و کرامت نسبت مرغوب ہو تو امیر المؤمنین حسین علیہ السلام کو منظور کر سو اُسے بلاتامل انتخاب کو پسند کیا  
 اس بات سے یزید پلید کو کوفت خاطر پیدا ہوا کہ اکثر کہا کرتا تھا بخدا اگر مجھے حسین پر قدرت بیگی تو قتل  
 کروں گا چنانچہ سعادت الکوین میں لکھا ہے کہ جب معاویہ نے شام میں یزید کو ولیعہد اپنا کیا اور وصیت کی  
 کہ حسین ابن علی کے مراتب کا لحاظ رکھنا کیونکہ سب لوگ اُسے محبت رکھتے ہیں تو بھی سلوک کرنا پھر تاریخ  
 بابیسوں و جب بروز اسچہ ہند رٹھوین ماہ مذکور سہ شصت ہجری میں معاویہ نے انتہی برس کی عمر میں  
 وفات پائی اُسی دن یزید مردود و خلیفہ پدر ہوا اور تحت سلطنت پر سجا سے پدر قائم ہوا اور شقاوت ازلیہ  
 اظہار میں سرگرم ہوا یہ معاویہ ابن ابی حنفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف ہیں  
 اور مولفہ القلوب میں حسب تحقیق زبیل الدین محدث مصنف درجہ الدہر و مدہن ولادت خفت نکا

میں پائی والدہ انکی مسماہ ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس بن مناف ہوا و کنیت ابو عبد الرحمن بعض نے کتابت حمی میں شمار کیا ہو اور بعض نے ناشی یا خطوط نویس لکھا ہو اور ایک سو ترسی حدیث کی روایت بھی اُن سے کتب حدیث میں پائی جاتی ہو اور بہت سلطنت چالیش برس کنوینکہ حضرت عمرؓ کے وقت سے عامل دمشق تھے کہ بیس برس ہاں ہے اس مدت میں خلیفہ ثانی اور ثالث کا وقت گزر گیا اور حضرت امیر المؤمنین بسیرہ المسلمین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ خلیفہ برحق ہوئے تو آنجناب نے معزول فرمایا فضا قرعاً علی امارۃ دمشق اور بعد تقویٰ امیر حق حضرت امام حسن علیہ السلام کے انیس برس اور حکم ربے اخبار الدولہ میں ہر دفعی فضا احادیث نقل یا ثبت یعنی انکی فضائل میں حدیثیں ہیں کہ مشہور ت کو پوچھی اور یا میں باب جابیہ اور دروازہ دمشق کے مدفون ہیں نماز جنازہ ابن قیس خواہ ضحاک فہری نے پڑھی تھی اور علمائے اہل سنت جماعت حال معاویہ بن ابی سفیان میں مختلف ہیں ماوراء النہر کے علما اور متفشیین فقہائے انکے جنگ جبرال کو جو حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ سے واقع ہوئے محمول خطائے اجتہادی پر کرتی ہیں اور محققین اہل حدیث بعد تنبیح و ابایت صحیحہ فرماتے ہیں کہ حرکات معاویہ خالی شائبہ فضا نیست و جمیت و تصب قرابت سے جو کہ حضرت عثمان سے رکھے تھے نہ تھے پس نہایت کاریہ ہو کہ قرع کب کبیرہ و باغی ہوئے و الفاسق لم یس قابل اللعن و اگر مراد سب لعن سے اسی قدر ہو کہ انکی حرکات کو بر اکنا اور حیراجا بنایس بلا شہمہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ امر واقع ہو اور اگر سب لعن شتم مراد ہو تو معاذ اللہ کوئی اہل سنت سے اسکا قائل نہیں کیونکہ فاسق اور قرع کب کبیرہ کے واسطے استغفار ہی میں لعن حرام ہو خاصہ و صحابی تھے شفاعت حضرت رسول مقبول عفو حضرت امیر المؤمنین انکے حق میں اور فاسقوں سے زیادہ متوقع و مرہو ہو کہ اقال استاد الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ فی الجواب الخامس من الاسوال العشر منقح میں ہے کہ مدت خلافت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیس برس موافق حدیث صحیح الخلفائے بعدی ثلاثون سنہ ثم یصیر لکما عضو ضاک یعنی خلافت میرے بعد بیس برس ہو بعد ازاں ہونگے پادشاہت گزندہ ثابت ہوتی ہو اور انقضائے خلافت کے دو طریق ہیں اول یہ کہ صین کمال اور اربع تمام میں ماند آجال جبرانیہ منقضی ہو دوسرے یہ کہ قویٰ بتدریج تساقط اور انحلال قبول کریں و ثانی آجال طبعیہ منقضی ہو سو انقضائے مدت خلافت بطریق دوم واقع ہوا اسلیئے کہ انتقال دفعی خیر محض سے جانب شر محض کہ ملک عضو ضاک ہو حادث آئی میں محال ہو چنانچہ حکمائے قاعدہ امکان شرف میں انتقال با مکان حسن عقول فعالہ ہیوالے عناصر کے ساتھ قرار دیا ہو اور جب یہ قرار پایا تو تعین انسان و ربیعہ کا خلافت میں لازم آیا پس سن اول سن صبا ہو کہ حرارت اور رطوبت اس عمر میں زیادہ ہوتی ہو اور بیل محال قدر یا تحمل سے افزون ہو تا ہو اور بخوبی نشوونما ہوتا ہو اور یہ حال خلافت خلیفہ اول کی ہو کہ دو برس کمی میں تمام خیر و عرب کا اہل ارتداد اسے پاک ہو اور بنو اسلام عراق و شام میں ہویدا ہو ابعد اسکے خلافت خلیفہ ثانی میں شہدائے احکام اور قوت اسلام میں گزری کہ یہ حالت شباب تھی پھر خلافت ثالث میں انحطاط خفی شروع ہوا اور قوت

غیر ظاہر تو اسے اسلام میں پیدا ہوا اور خلافت خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ میں تساقط و استحلال طاہرین نمود ہوا اور  
 اعضا سے رئیسہ اسلام میں کہ ازواج اور اولاد اور ہاجرین تھے مختلف المراج ہوئے اور احکام متعارض پیدا ہوئے  
 اور ہر واقعہ میں بعض اعضا کا فقدان یا تعطل نمودار ہوا یہاں تک کہ خلیفہ وقت جو کہ بمنزلہ نائب جود انسانی کے  
 تھا حارث غریبہ خوارج الملتہ سے مامور ہوا اور روح غریبی اسلام نے کہ عبارت نفس مقدس سے تھی غفارت کی مگر  
 خوب حالی رہے کہ خلافت پیغمبر عالیہ السلام کی جھڑپ ظاہر اسلام سے قاصر موتی تھی باطن میں کامل ہوتی جاتی تھی لہذا  
 ایام خلافت حقہ خلیفہ رابع میں خلافت بزرگ نہ لایت ظہور پذیر ہوئی اور بعد اُس کے حیات بالکلیہ ظاہر سے مخفی ہوئی اور  
 باطن میں درائی اور مستور ہوئی اسی منہی مستور نے ائمہ علیہم السلام میں تہریب ظہور پکڑا اور اسی باعث سے فیض باطن نے  
 حضرت ائمہ سے تمام امت میں انتشار پایا اور سلسل اہل لایت پیدا ہوئے انتہی اور جو حضرت سلطان الاولیاء غوث اقلین  
 عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے کہ ثم ولا معاویہ تسع عشر سنۃ یعنی بعد خلیفہ رابع  
 معاویہ الی خلافت ہوا اقل بریں اور اسی قول سے اہل شیعہ معاویہ کو خلیفہ خاص قبول حضرت شیخ قدس سرہ ثابت  
 کر کے زبان ملحق و تشبیح کھولتے ہیں سو یہ بات کلام حضرت سے ہرگز مفہوم نہیں ہوتی اس لیے کہ آنجناب نے بحث امامت اور  
 خلافت میں مناجرات صحابہ میں صحیح معاویہ کو باغی لکھا ہے لکھا ہوا کہما قال کان اما حقاً الی ان قتل من خرج من ذلک ناصبہ  
 حرما کان باغیاً زخار جاعلی الامام یعنی حضرت امیر المؤمنین علی امام بحق تھے تا وقت شہادت اپنی اور جسے خروج کیا اور حق  
 کی اور اگر حضرت سے شخص باغی خروج کرنے والا ہوا امام پر اور نشانہ طہمی کا یہ ہے کہ حضرت شیخ بقرب شرح اس حدیث کے  
 تدور رحی الاسلام و تثنین اوسنہ و ثمانین سنہ کہ اس سے پھر ناچکی اسلام کا اس زمانے تک اور وقوع انقلاب عظیم اور تغیر روش  
 بطریق کا اسلام میں جہت پیش پانچویں برس کے مفہوم ہونا یہ تقریر کی ہے کہ زمانہ رحلت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
 اس مدت تک خوبی اسلام تھی پس کئی برس لایت معاویہ بھی خوبی اسلام میں داخل ہو گیا کیونکہ انقرض مان خلافت تین برس  
 تھا بعد ازاں چھ یا سات برس اور اگر شمار کریں تو باضرور زمانہ معاویہ میں ہونگے اس تقریر سے خلافت معاویہ چھ مہینے تک نہ کہ  
 اہل سنت و جماعت کے سطح سمجھی جاوے گی تو کہتا ہوں میں کہ چند سال ان خصوصیت کیا کہ مان خوبی میں داخل ہوں اور باقی ایام  
 خلافت معاویہ مان فساد اور ہلاک میں معدود ہوں پس جب اسکی یہ کہ لادرجی اسلام سے رہت اسلام ہو اور شکر کشی و وسار دین  
 خیر الامم معاویہ میں اور جنہ الفین پر اور ابتدا اس محل کی سال دوم ہجرت سے ہے کہ کہیں عذہ بدر واقع ہوا اور بیشتر محض متقابلہ  
 زربانی تھا نہ سیغی اور سانی شمرع سال نہ کو ر سے لغایت سنہ پنچاس صورت یا ست اسلامی یعنی ہونا رئیس کل خاندان بنی خواہ  
 رفیقان مصطفوی سے تھا اور اسی سال میں حضرت امام حسن علیہ السلام نے وفات فرمائی بعد اُس کے معاویہ کو گنگائیش اپنے  
 استقلال کی اور بھی بیزید ملعون اپنے بیٹے کی دامن گیر ہوئی اور اس وقت تک آپ کو نائب امام حسن علیہ السلام کا جاننا تھا اور  
 تفویض انحضرت کا رہتا تھا سو جب اس مدت سے دس برس کہ تا آخر خلافت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تھے منہا کیے جا میں تو

اُسی قدر باقی رہتا ہو اور اگر تمہیں کم کسو کر کے گیارہ برس منہا کیے جائیں تو چھتیس برس جاتے ہیں اور وہ منہا کی گئی  
یہ ہو کہ اس مدت میں ان فوج اسلام بلاد عرب سے متجا و زمینیں ہوئی اور کسے عراق اور عجم اور فارس اور کرمان اور خراسان میں  
مدخلت نہیں پائی پس گویا چکی اسلام کی عند خلیفہ ثانی سے شروع ہوئی اور وفات حضرت امام حسن علیہ السلام تک یہی ہذا حقہ  
استاد الاستاذ قدس سرہ فی شرح الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم مقام سے واضح ہو کہ شمار معاویہ بن ابی سفیان کا ملک  
میں ہونہ خلفائے رسول اللہ میں اور جو بعض جہاں مایکہ فرط عناد سے کہتے ہیں کہ اہل سنت بعد حضرت عثمان کے معاویہ کو  
خلیفہ امام جانتے ہیں سو یہ بات انکی صنی کمال شوخ چشتی پر یہ والا ہے جو اہل فارسی خوان بلکہ طفل دبستان جسے عقائد نامہ ملا جامی  
پڑھایا سنا ہو یقیناً جانتا ہو کہ باجماع اہل سنت معاویہ بن ابی سفیان بدلے راست حضرت امیر سے تا قتل فیض امام حسن منجملہ  
بغات تھا کہ اطاعت ماتم کی رکھتا تھا اور بعد قتل فیض کے سلاطین میں ہو باقی بایہ کہ تغلب و باغی ہو ابھڑ کر کیوں  
نہیں کہ قے سوال سنت کے نزدیک تکبیر مستوجب لعن نہیں ہوتا بالخصوص باغی بھی تکبیر ہو اسکو کیونکہ لعن کرنا تو مسک  
ہمارا اس باب میں کتاب اللہ اور اقوال عزت رسول اللہ ہر لیکن کتاب اللہ و استغفر لہذا المؤمنین و المؤمنات کہ صریح نص قرآنی  
ولا تاتوا الذین یخرجون من دینکم و یریدون ان یرجعوا الیکم فیرجعوا الیکم فیرجعوا الیکم فیرجعوا الیکم فیرجعوا الیکم فیرجعوا الیکم  
اور موافق قاعدہ اصولیہ مایہ بھی ایسا ہی چنانچہ مقدمہ اولی شرح فصول میں لکھا ہے انھما سق فاعلم کہ یہ وہی مسمی مومن و المؤمن  
انہ مومن لما قرناہ ان حقیقۃ الایمان ہوا تصدیق قلبی فاذا کان مومنًا کان مستحقًا للشواب الدائم لانہ عوض ایمانہ یعنی  
فاسق کرنے والا لگنا کہ یہ کہہ کا آیا نام اسکا مومن ہوا نہیں سکتے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حقیقت ایمان کی تصدیق قلبی ہو  
پھر جب ہو مومن تو مستحق ثواب بعینہ کے ہو گا کیونکہ اسکے ایمان کے عوض ہو ہی طرح کہ میرے بشر الذین آمنوا ثم ہدوا ہم صریح  
عند ربہم یعنی خوشی سنا انکو جو ایمان دار ہیں کہ انکو ہو یا یہ سچا اپنے رنگی یہاں نزدیک پروردگار کے اور باغی اور تکبیر ہوا بالافعال  
ایمان لکھا ہو لکھا قال اللہ تعالیٰ ان طافتان من المؤمنین افاصلوا بینہما یعنی اگر دو فرقے مسلمانوں کے آپس میں لڑیں تو  
انہیں ملپ کر دو پس لعن کرنا باغی کا منع ہو لیکن لعن باوصف حق اہل کبار میں البتہ وارد ہو مثل اللعنة اللہ علی انھما  
مگر یہ لعن و حقیقت لعن اس صفت کی ہو نہ لعن صاحب صفت کی اور اگر بالفرض لعن صاحب صفت کی ہو تو وجہ ایمان  
مانع لعن میں اور وجہ صفت مجوز لعن اور یہ بھی اصول امامیہ مقرر ہے کہ اذا اجمع الملیح و المحرم حلب المحرم اور بھی موجود فی  
باوصف تحقیق مانع اقتضاء حکم نہیں کرتا پس لعن صرف وجہ صفت پر مرتب نہیں ہوتی تا وقتیکہ رفع ایمان کہ مانع ہو  
حسرت نہ پکڑے ج طرح کافر کے حق میں جسکی موت کفر پر متیقن ہو باوجود صفات حسنہ اسکے استغفار جائز نہیں ہو سکتا  
اقوال عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو ہوا اثر ثابت ہو کہ حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ نے لعن اہل شام سے نہیں فرمائی کہ  
اور حضرت امیر کا بجاتہ لانا کام اہل سنت کا نہیں ہو اور نہ شرا اشتباہ فرقہ امامیہ کہ یہ کہہ امیر معاویہ اور معاویہ عباسیہ  
اچھو خلیفہ کہا اور کہلا یا بسبب شہادت صوری خلافت پیغمبر سے کہ اجرا سے جہاد اور فتح بلدان اور تخریب عساکر اور



جیوش اور تقسیم غنائم اور صدقات اور حفاظت دار اسلام شرفا سے عبارت ہو علماء اہل سنت بھی یہ لقب بسبب مشابہت صوری اور نیز عدم پر خاش القاب اور اسامی مصلوہ کسی قوم بلا ضرورت اطلاق کرتے تھے چنانچہ اب جو کوئی کہ بلا میں جا کر کتاب شرائع گذرانا نزدیک نامیہ کے وہ مجتہد کہلاتا ہو اسی طرح اُس نامے میں لفظ خلیفہ نے اقتبال پیدا کیا تھا اس کے دوئے سمجھا کہ چون کہ خلیفہ مراد امام دہل سنت اس جماعہ کو خلیفہ اور امام بحق جانتے ہیں حالانکہ یہ محض غلط فہمی فرقہ نامیہ کی ہو والی جمعہ میں اہل سنت اطلاق لفظ خلیفہ سے تخاصی کرتے ہیں چنانچہ سعید ابن جبہ ان راوی حدیث الخلافۃ بعدی ثنوں سنتہ سے کسی نے کہا کہ مراد انبیاء یکو خلیفہ کہتے ہیں فرمایا کہ کذب بنو الزرقاء انما ہم ملوک من شر الملوک اور ابو بکر بن زبیر نے بسید حسن ابو سعیدہ بن الجراح سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول ذلکم نبی ورحمۃ ثم نبیون خلافتہ ورحمۃ ثم نبیون ملکاً ورحمۃ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب امیر معاویہ کو دیکھتے تھے فرماتے ہذا کسری العرب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الخلافۃ فی المدینۃ والملوک بالقیام بالجمہ جب زبیر پادشاہ ہو اہل شام نے بیعت کی اور فرامین اور پروا ت بنا بر خدیجیت اطراف میں جاری ہوئے چنانکہ ایک قیمہ شقاوت پر ضلالت ملید ابن عقبہ عامل مدینہ منورہ کے نام بھی بھیجا کہ معاویہ ایک بندہ بندگان خدا سے تھام کر لیا اور میں خلیفہ ہوا چاہتا ہوں کہ رعایا حکمات میری بیعت کریں اس لیے لکھتا ہوں کہ حسین ابن علی وغیرہ اہل مدینہ سے میری بیعت کر اس میں تاخیر نہ کرنا ولید نے خط پڑھا اور کہا انا للہ وانا الیہ ارجعون مجھ کو جگر گوشہ رسول اور نور چشم قول سے کیا کام ہو پھر مروان خلیفہ اباطن سے مشورہ کیا اُس نے کہا کہ حسین ابن علی اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ ابن عمر اور ابن زبیر سے بیعت لینا ضرور ہو اگر کر لین فہو المرد والاقبل کرو ولید نے کہا استخف اللہ ایسا نہ کر نہ کرو لگا پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کو طلب کیا تو انجناب مع پیاس باہر از سلع تشریف لے گئے الاولیاء بن عقبہ کے پاس پہنچ گئے اُس نے نہایت تعظیم سے ٹھلایا اور خط کا صفحہ منہ پر رکھ کر انجناب نے ارشاد کیا کہ میں جاؤ میوں کا نام ہو انکو سننا کہ ایک تہہ بیعت کریں گے کہ بہتر خوب اور بعضے کہتے ہیں کہ انجناب نے فرمایا کہ میں زبیر کی بیعت نہ کروں گا وہ فاسق و دھرم الخمری ولید نے کچھ جواب دیا انجناب نصرت ہو م مروان نے بشر اچھلے کہا تو نے بیعت چھوڑ دیا اب ہاتھ نہ آجئے مناسب ہو کہ انکو قید کر اور پھر بیعت زبیر لے اگر نہ کریں گردن مارتا کہ زبیر رضی ہو ولید نے کہا مروان اگر مجھ کو بیسکون کوئی بخش دے تو بھی جگر گوشہ رسول کا خون اپنی گردن پر نہ اون مروان ایسی باتوں سے تیرا نامہ اعمال سیاہ ہو گا بعضوں نے لکھا ہے کہ مروان کا کلام حضرت امام حسین کے کان میں پہنچا تو حضرت نے فرمایا اور مروان اسکو کواٹ طاقت ہو جو مجھ سے ایسی حرکت بے ادبانہ کر سکے امی ولید میں ابن علی و سبط بنی ہون زبیر شارب خمر فاسق کی بیعت کس طرح کروں کل مجلس عام میں اسکا جواب دیا جا گیا اور دیکھا جا گیا کہ اہل و اقرب بالخلافہ کون ہو بعد اس کے گھر کو روانہ ہوئے فائدہ یہ مروان ابن الحکم ابن ابی العاص ابن میہد بن عبید بن مسعود بن مناف ہو اسی کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الملکون ابن الملکون چنانکہ حکم کے کتاب الملکون والفقہین میں متارک سے روایت

کی ہر کہ عبد الرحمن ابن عوف فرماتے تھے کہ جس کسی کے گڑبگاہیاں ہوتا تھا اُس کے دیکھنے کو حضرت صلعم تشریف لیجاتے تھے اور وہ فرماتے تھے جب مردان ابن الحکم کے پاس تشریف لیگے تو فرمایا ہذا النورغ ابن النورغ الملعون ابن الملعون اور بھی حاکم نے عمر و ابن مرہ جہنی سے روایت کی ہر کہ حکم ابن العاص نے اجازت حاضر ہونے کی حضرت صلعم سے چاہی فرمایا اذن دے دو اسکو لعنتہ اللہ علیہ علی من نخرج من صلبہ الا المؤمن منهم قلیل ما ہم مشیر فون فی الدنیا و یوضعون فی الآل و المہم فی الآخرة من خلاق ائور مردان کو طرید بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ حضرت صلعم نے اُسکو نکال دیا تھا اُتقین جابر با حضرت عثمان قر نے اپنے عہد میں اُسکو طلب کر لیا اور نشی مقرر فرمایا اور جو کچھ واقعات کہ اُس ملعون کے سبب سے واقع ہوئے ظاہر ہیں اور اول فساد اسلام میں اُسی کی وجود سے پڑا ہر لعنتہ اللہ علیہ اور امارت معاویہ میں حکم بدینہ ہوا یہی مرد و قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ ہو اور بعد معاویہ ابن یزید اُسے شہر جابیہ کے لوگوں سے خلافت کی بیعت کی اور شام میں آبادان کے لوگوں کو بھی اپنا مطیع کیا پھر مصر میں گیا اہالیان مصر نے بعد محاربہ کثیر بیعت کی عمر اس ملعون کی تر آئشی برس کی ہوئی اور مدت سلطنت نو مہینے اُتھ دن نقش خاتم رجبائی اسد اور زخم بر چھ سے فی النار و السقر ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ اُسے اپنی عورت کو کالی دی تھی اُسے حالت خواب میں نبی کریم ﷺ اور علیہ السلام نے بیان سے جو کہ ابن مردان نے سنا بخیر ازویرھی شہر دمشق میں ہیر و ن دروازہ جابیہ مدفون ہر کہ فی اخبار الدول روایت ہو کہ ایک مرتبہ مردان نے خواب دیکھا کہ اُسے چار مرتبہ محراب سول اللہ میں بول کیا ابن سیرین نے خواب سُکر فرمایا اگر تیرا خواب سچ ہو تو چار شخص تیری اولاد سے خلافت کریں گے بعد تیرے سو دیا سہی ہو کہ ولید و سلیمان و ہشام و یزید نے خلافت کی بالکلہ حبیب امام حسین حضرت ہو کر گھر آئے تو ولید نے عبد اللہ ابن زبیر کو طلب کیا وہ جب غروب ہو جانے آفتاب کے تشریف نہ لائے کہلا بھیجا کہ صبح کو انشاء اللہ علی رؤس الاشہاد بیعت کرو گا اور شب کو جانب بیت اللہ روانہ ہوے ولید نے یزید کو اطلاع کی اُسے لکھا کہ ابن زبیر سے ہاتھ اُٹھا امام کی تدبیر کر اور سر اٹکا بھیج دے ولید نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ مجھے یہ حرکت نہوگی اور وہ خط پوشیدہ حضرت کے پاس بھیجا تب آنجناب جانب بیت اللہ تشریف تارنخ چارم شعبان سال شصت ہجری بروز جمعہ باہل و عیال روانہ ہو گئے اور بعض کے نزدیک تاریخ روزگی مست و ہستم شعبان المعظم ہو بہر دو تقدیر شائع یہ تشریف لے چلے و سرگردانی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام یاد کرتے اور فرماتے فخر ہما خائفیہ قرب و قال رب نجی من القوم الظالمین بعض من اہل عبد اللہ مطیع ملا اُسے کہا آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا ظالمون نے مدینہ طیبہ میں رہنے نہ دیا ناگزیر مقتضائے من دخلہ کان امنا کعبے کو جا ماہوں اُسے التماس کیا یا امیر المؤمنین آپ سردار عالم و فخر اولاد آدمین آپ و نفع افزو بیت اللہ تشریف ہوں وہاں کے رہنے والے آنجناب کس کو کسی کی اطاعت و فرمان برداری نہ کر سکتے مگر قول و فعل کو فنون پر اعتماد نہ کیجیگی کہ تمہارے باپ کو انھیں لوگوں نے شہید کیا اور حضرت امام حسن کے ساتھ

اس سبب سے  
جو کہ مردان نے  
ابن یزید سے  
خود بخود کی  
کرتے صحت  
علیہ السلام  
کیا چاہتے  
وہاں سے جو کہ  
قال ابن مردان  
رحمہ اللہ علیہ  
فی بعض اقوالہ

جو سنا کہ کیا وہ ایک خوب معلوم ہو اور میں بالیقین جانتا ہوں کہ اہل کوفہ آپ کو کمال اختصاص طلب کرینگے اگر آپ تشریف لیجائیے تب سب گناہ ہو جائینگے کیونکہ وفاداروں کی جہالت میں نہیں ہر حضرت نے انکے حق میں وعاسے خیر فرمائی اور روانہ ہوئے اور فرمایا عیسیٰ ربی ان یمدنی سوا السبیل بعد طر منازل داخل حرم شریف ہوئے وہاں کے باشندوں نے نہایت تعظیم سے استقبال کر کے اوتارایہ خبر زید پلید علیہ السلام نے سنی اُسے وہ سب کو مدینہ باسکینہ سے معزول کیا اور ابن الاسد کو حاکم مقرر کیا اور حاکم مکہ معظمہ زید عیسیٰ بن حکم بن صفوان کو بھی قوف کیا اور ابن سعد بن عاص کو حاکم مقرر کیا مگر وہ سب عمل دخل عبداللہ بن زبیر کے بھاگ گیا کیونکہ عبداللہ نے مکہ معظمہ میں داخل ہوتے اتفاق اہل مکہ اپنی حکومت جمالی تھی ہر چند امام حسین علیہ السلام نے منع بھی فرمایا جب زید پلید کو خبر ہوئی تو اُسے حاکم مدینہ کو پر دانہ لکھا کہ نابرت قلع قمع ابن زبیر فوج کثیر جانب حرم محترم روانہ کر لے عمر بن زبیر اور عیسیٰ عبداللہ بن زبیر کو کہ باہم دونوں کے سود فرجی تھی امیر کیا ہر چند لوگوں نے عمر سے کہا کہ دو سبب سے اس مارت کا اقبال زیبا نہیں ہو اول حرم شریف میں جنگ و جدال منع ہو دوسرے ابن زبیر تمھارا بھائی حقیقی ہو لیکن اُسے بطبع مال نہ مانا اور جانب بیت اللہ تشریف روانہ ہوا اور ایک طوق چاندی کا طیار کر کے ساتھ لیا اس خیال سے کہ جب ابن زبیر کو گرفتار کر دینا تو یہ طوق گلے میں ڈال کر زید کے پاس بھیجوں گا الغرض قریب بیت اللہ پہنچ کر آدمی فوج ہمراہ انیس بن عمرو سلمی کر کے ایک طرف کاٹا کہ روکا اور دوسرا مارا اپنے متعلق رکھا اور ابن زبیر کو لے لیا بھیجا کہ حرم شریف سے باہر نکلو اور یہ طوق اپنے گلے میں ڈال کر زید کے پاس حاضر ہو کہ تیرا قصور معاف ہو جائے عبداللہ نے بھی جواب دہشت لے لیا بھیجا اور اول بمقابلہ انیس بن عمرو روانہ ہوئے اور اسکو شکست فاش دی کہ انیس مارا گیا پھر مصعب بن زبیر اپنے بھائی کو عمر بن زبیر کے مقابلے کو بھیجا وہ غالب آئے اور بھگا کا اور اپنے بھائی عبید بن زبیر کے گھر پوشیدہ ہوا عبداللہ بن زبیر نے عبیدہ کو گرفتار کر کے اسقدر تازیانے لگائے کہ وہ مر گیا پھر حکومت مکہ میں قائم ہوئی بعد ازاں اہل کوفہ نے طلب حضرت امام حسین علیہ السلام میں خطوط متواتر لکھے روایت ہے کہ ڈیڑھ شیو خط کو فیون نے پود پر بھیجے خلاصہ لکھا کہ ہم زید کی حکومت پر راضی نہیں ہیں آپ تشریف لائیں تو ہم اُسے کوفے سے نکالیں اور پھلا خط جو آیا اُس میں تعلق اور چالپوسی یاد تھی حضرت علیہ السلام نے لکھا کہ اب مجھ کو آنے میں تاہل نہیں ہوا انشاء اللہ جل جلالہ اہل کوفہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام نے عزم بالخدم جانب کوفہ فرمایا عبداللہ بن عباس وغیرہ اصحاب نے منع کیا اور کہا کہ بے وفائی اہل کوفہ ضرب المثل ہے انکے قول فعل لائق اعتماد نہیں آپ ہرگز نہ تشریف لیجائیے آخر بعد قیل و قال بسیار حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ قرار دیا کہ اگر میرا جانا مناسب نہیں ہو تو کوئی اور ہی شخص میرے متوسلین سے جانب کوفہ روانہ ہو اور انکی کیفیت اور چگونگی حالات سے مطلع کرے چنانچہ مسلم بن عقیل اپنے چچیرے بھائی کو نائب اپنا کر کے روانہ کیا اور اہل کوفہ کو ایک خط لکھ دیا عبداللہ بن عباس اس تجویز پر بھی راضی نہ ہوئے روایت ہے کہ جب حضرت امام علیہ السلام

حضرت مسلم کو نصت فرمانے لگے روتے تھے اور مسلم بزبان حال گویا تھا سے دوخت میکم جانان دودع آخرین لعل  
کرکویت میر دم و انضخه دارم قصه مشکل + نذارم طاقت دوری نذارم باب مجوری عجب بے روی ست بے دریاں عجیب کجاست بیجا  
بود حاصل ادمن کرت بنیم ولے دیدن پچسان آید ز مجوری بخون غشته یاد رکھل بالقصہ حضرت مسلم مع اپنے بیٹوں کے  
کوئے میں پہنچے اور خمار بن عبید نقعی کے گھر جاوہ فرما ہوے اور کوفیوں نے جوق جوق حاضر ہو کر جمعیت کی بروایت باؤم ہزار ہر  
میں ہزار رو بروایت چالیس ہزار چند روز میں داخل طاعت ہو گئے یہ خبر نعمان ابن بشیر حاکم کو فہ کو ہوئی تو ٹھاہرن کوفیوں کو  
ڈرایا اور باطن میں لعانت حضرت مسلم میں سماخی رہے اور کسی طرح کا تعرض نہ کیا تب مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ  
بن لبید بن عقبہ وغیرہ اخبار نویسوں نے یہ حال یزید پلیدی کو لکھا اور تغافل نعمان کی شکایت کی اور حضرت مسلم نے انکات  
کوفیوں کی کیفیت حضرت امام علیہ السلام کو لکھی وہ آمادہ روانگی جانب کوفہ ہوے اور یزید نے خطوط اخبار نویسوں کے منکر  
مشور کیا اہل شورش نے بالاتفاق کہا کہ ابھی تک خیر ہو جب کہ امام علیہ السلام داخل کوفہ ہو جائینگے تو حکومت عراق یکظم  
جاتی رہیگی بلکہ نبائے سلطنت لوٹ جائیگی صلاح وقت یہ ہے کہ نعمان مزل کیا جائے اور دوسرا شخص قسی القلب حاکم ہو کہ وہ  
اول مسلم اور اسکے تابع کو قتل کرے چنانچہ عبداللہ بن یامانیہ فساد لائق ٹھہرا پھر یزید پلیدی نے نعمان بن بشیر کو معز دل کر کے  
ابن یامانیہ کو بصرے سے امارت کرنے پر روانہ کیا اور تاکید بھی کہ بہت جلد کوفہ میں جا کے مسلم بن عقیل کو قتل کرے اور جو  
امام حسین آجائیں تو میری بیعت لے اور اگر بیعت کریں تو ہر طور پر انکو بھی قتل کر جب یہ پروانہ ابن یامانیہ کو پہنچا تو اسنے اپنے بھائی کو  
قائم مقام اپنا کر کے روانہ جانب کوفہ ہوا یہاں تک کہ قاوسیہ میں آیا اور لشکر اسی مقام میں چھوڑ کر خود نجف ہوے حاجیوں کے لباس میں  
حسامیہ باندر کراوٹ پر سوار ہوا اور کئی آدمی ہمراہ لیکر اس اوے جدھر قافلہ حجاز آتا ہی بین المغرب العشاء کوفہ میں داخل ہوا  
ایلیان کوفہ کو نظر فرمودہ منینت ازوم حضرت امام علیہ السلام تھے غایت شوق سے غلطی میں پڑے اور خطاب امام علیہ السلام کو سمجھ کر استقبال  
کنکے اور سلام کیا اور جمبابک یا ابن رسول اللہ کہتے ہوے پیش پیش ہوئے ابن یامانیہ نے ازوم سے مخاطب دی جواب سلام بہتہ دیا اور  
دانتوں کو پیستہ دار الامارۃ کوفہ میں داخل ہوا روایت ہے کہ نعمان نے دروازہ نہ کھولیا اور بالائے خانہ چڑھ کر کہا  
یا ابن رسول اللہ صلعم یہاں آپ شرعیہ زادین ہیں اور جلوہ فرمایوں کہ ہمیں بتیاریاگو کوفیوں نے سخت ٹپٹے کہا یا دروازہ کھول ابن رسول اللہ  
کھڑے ہیں سو قت عبید اللہ مسکا ربذرات نے چادر چہرہ سیاہ سے اٹھا دی تب ابل کوفہ نے سپانا اور سیانے اپنے گھر آئے صبح کو ابن یامانیہ  
مسجد جامع میں گیا اور اشراق کوفہ کو طلب کر کے سند حکومت دکھلائی گزربانی دھکی سے جماعت کوفہ متفرق ہو گئی اور حضرت مسلم مختار کے  
گھر سے مافی بن عمرو کے گھر آگئے ابن یامانیہ محمد بن اشعث کی معرفت بانی کو مبارک دسا کوفہ گرفتار کر کے قید کیا حضرت مسلم نے اپنے  
تابع کو آواز دی کہ چالیس ہزار آدمی نے قلعہ کو گھیرا اور ابن زیاد ایک کوشک میں چھپے ہا اور روسا کوفہ سے کہا کہ اس جماعت کو  
مروکو نہیں تم سبکو گردن مارو لگا لگانا کچھ کثیر بن شہابیہ و محمد بن اشعث اور عمر ذی الجوشن اور شدیلہ بنی بنی و جرجہم کو گوگون کو  
آؤنا کہ سب بھاگے حضرت پاشو نفرہ گئے جب معرفت مسلم نے نماز نہایت سکھ ساتھ شروع کی دینی روانہ ہوے سلام پھیرا تو کوئی



انجناب سر اسیمہ ہو کر سماء طوع کے گھر گئے اسنے ٹھہر لیا اب کا رخا نہ قضا اور قدر دیکھنا چاہیے کہ طوع کا بیٹا گھر میں آیا وہ یہ بخت محمد بن شعث کا چیلہ تھا اسنے حضرت مسلم کے حال سے ابن زیاد کو مطلع کر دیا اس بانیہ فساد نے عمرو بن حرب کو وال شہر کو نہ اور محمد بن شعث کو مع ساتھ نفر سپاہیوں کی بنا بر گرفتاری حضرت مسلم روانہ کیا انھوں نے جا کر طوع کا گھر پھیرا اور یہ قصد کیا کہ حضرت مسلم کو گرفتار کر لیں اسوقت حمیت اور شجاعت ہاشمی نے یہ تقاضا نہ کیا کہ ایک عورت کے گھسٹن بیٹھ رہیے سو حضرت مسلم لواریان سے لے کر شیر خراں نکل پڑے اور ان مامردوں کو تہ تیغ کرنے لگے جب کثرت مارے گئے تو کسی نے مقابلہ نہ کیا تب محمد بن شعث اور کووال بد مال نے کہا کہ بنی ہاشم کی تلوار کا سامنا کون کر سکتا ہو اور کس کا مقابلہ ہو سکتا ہے کہ انکی تلوار کے مقابل ہو سکے اب کچھ فریب ہی بن آوے تو بہتر ہو چنانچہ دونوں مرد و دمکار بجمع اور فریب پیش آئے اور کہنے لگے کہ آپ کیوں بے وجہ لڑتے ہیں ہم لوگ تو لڑنے کو نہیں آئے ہیں ہم لوگوں کو امان دیجیے اور ہمارے ساتھ تشریف لے چلیے حضرت مسلم بتقدیر ازلی فریب سے واقف نہ ہوئے اور بقصد اسے حلم اور مروءت جبکی برسر رحم آئے اور لڑنا موقوف کر کے مع دونوں حاضر و دونوں کے آنکے ساتھ چلے وہاں ابن زیاد مایہ فساد نے پہلے ہی دربانوں سے کہدیا تھا کہ جب حضرت مسلم دروازہ قدم رکھیں تو انکا سر کاٹ لینا میرے پاس نہ لانا ضرور نہیں ہر دفعہ حضرت مسلم مظلوم کریمہ رہتا افتح بنیاد و بین تو مننا بالحق وانت خیر الفاتحین پڑھتے ہوئے دارالامارتہ کو فہمین داخل ہوئے اور دربانوں نے شربت شہادت اُنکو اور محمد اور ابراہیم دونوں بیٹوں کو پلا یا بعد ازاں ابن زیاد نے بانی بن عروہ کو سولی دی اور اُنکے سر کتیر دن پر کوچہ بازار میں پھرایا یہ واقعہ بتایا جو سوم ذی الحجہ سنہ ہجری میں واقع ہوا آج ہی کے دن خواہ آٹھویں ذی الحجہ حضرت امام حسین علیہ السلام آمادہ روانگی جانب کوفہ ہوئے اور اسباب سقر مہیا کرنے لگے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو داؤد اقلشی رضی اللہ عنہم مانع ہوئے حضرت ابن عباس نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ حرم شریف سے باہر نہ جائیے اور کوفیوں کے قول فعلج اعتماد نہ کیجیے آپکو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپکے بھائی اور باپ سے کیا معاملہ کیا ہو اور جو آپکو یونہی نہیں منظور ہو تو اہل بیت کو ساتھ نہ لے جائیے میں در تاجون کہ آپ شہید ہوں اور اہل عیال اسیر اور مجھ کو گمان ہو کہ مثل عثمان بن عفان آپکو اہل بیت شہید کرینگے یا ابن ہر التماس انکا قبول نہوا تب ابن عباس بنجیدہ ہوئے اور بہت روئے اور بہتی نے شعی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دینے سے آئے اور خبر پائی کہ امام حسین علیہ السلام حرم محترم سے جانب عراق جاتے ہیں تب آپکو دوڑے اور اس جگہ ملے جہاں سنے بدہ و منزل تھا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ خدا سے تعالے نے اپنے پیغمبر کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا تھا سو حضرت نے دنیا کو اختیار نہ کیا اور آپ جاکر گوشہ رسول مقبول پر بیٹھ لیگی تم میں سے دنیا کسی کو کبھی اور اسی میں تمھارے واسطے بہتری ہو کہ حکومت دینا نہ آپ پاپ چلین حضرت نے نہ ماتا تب عبداللہ نے امام کو گلے لگایا اور کہا تمکو سپرد نجد کرتا ہوں مو شہید ہونے والے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے بھی منع کیا حضرت نے جواب دیا کہ تم لوگ راز نہ پناہ واقف نہیں ہو بے سبب بنجیدہ ہوتے ہو میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ ایک

کئے میں فرج کیجا بنگلی اسکے سبب سے خانہ خدا کی حیرت منی ہوگی میں نہیں چاہتا کہ وہ بکری میں ہوں اور میرے سبب سے  
حرمت کعبہ میں فرق آوے ترجمہ طبری میں ہے کہ صدیق حدیث آخر کو عبد اللہ بن جبریر سے ہے سبحان اللہ کیا جو تھوڑے  
اور کرامت میں کہ عبد اللہ کو وہ حدیث سنائی چیکا صدیق مہوئے والے تھے اور یہ احتیاط کا مرتبہ تھا کہ حیرت منی کعبہ کو اور ان کی  
گو درجہ شہادت تھا ترجمہ صواعق یقین کہ حبیب محمد ابن خنفیہ کو خبر توجہ حضرت امام حسینؑ جانب عراق معلوم ہوئی تو اتنا  
روئے کہ طشت وضو اشکون سے بھر گیا اور بعض آیات صحیحہ میں ہے کہ عبد اللہ ابن جعفر اور محمد ابن الخنفیہ نے بعض خطوط  
منع سوا تر کئے اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ منصور ابن جعفر نے لکھا کہ آپ کو فینون کے قریب میں نہ آئیے اور عراق  
کی طرف قصد نہ فرمائیے اور بعض خواص اہل مکہ نے التماس کیا کہ یوم عید اضحیٰ قریب تر ہو اور مسلمان لوگ جمع ہونگے  
چند سے توقف فرمائیے کہ آپ کے ساتھ بہت مسلمان ہو جائیں گے مگر امام حسین علیہ السلام نے کہ سپہام تقدیر کے دیون بگئے تھے  
اور گردن تسلیم قضا اور ہدی پر خم فرما چکے تھے راضی برضائے الہی ہو کسی کا کتنا مانا اور جو لوگ منع کرتے تھے انکو  
یہ حال معلوم نہ تھا کہ اس سفر پر خطروں کا رگزار ان قضا و قدر احکام تقدیر جاری کرینگے والا عبد اللہ  
ابن عباس اور عبد اللہ ابن جعفر اور محمد ابن خنفیہ وغیرہ صحابہ کبار اور اقربا زادہ اور ضرور ہمراہ ہوتے اور  
سعادۃ فاقہ حاصل کرتے چنانچہ ابن عباس سے حاکم نے روایت کی کہ فرماتے تھے کہ ہم شک کرتے تھے  
اور اہلبیت کثیر السین کہ تحقیق حسین شہید ہونگے کہ بلا میں اور یہ بھی ہے کہ اگر ابن عباس وغیرہ اہلبیت جانتے کہ  
اسی سفر میں سابقہ اہل کام اپنا کر لیا تو بروقت غریمت کو ذرفاقت سے منہ نہ موڑتے اور وقت غم عراق ہرگز تنہا  
نہ چھوڑتے اور جو حدیث ابن السکین اور یغوی نے کتاب الصحابہ میں اور ابو نعیم نے مستحکم سے روایت کی ہے کہ انس ابن  
کما میں نے سنا جناب سالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ بیٹا میرا راجا بیگا اس زمین میں جس کا نام کربلا ہے  
سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے وہاں موجود ہو اسکی مدد کرے سو گئے انس ابن حارث کہ بلا کو اور شہید ہو سو یہ حدیث  
احاد ہی اسپر عمل ہر ایک کو واجب تھا گھر منے کہ اس بات کو زبان مخبر صادق سے سنا اور سپر شریک ہونا واجب ہو گیا  
لہذا انس ابن حارث گئے اور عبد اللہ ابن عمر کا کلمہ تاسف زبان پر لانا کئی وجہ سے تھا ایک شہرہ خبر شہادت  
امام حسینؑ مدت سے تھا و شریعہ بنظر یونانی اور بیدہ مدی اہل کو قہر کے پیشے سبب بے سامانی جناب امام کے اعظم  
حضرت استاد دی ہونا اسلامت اللہ نے شرح سر الشہادۃ میں تحریر فرمایا ہو ا کما حصل حضرت امام حسین علیہ السلام  
مع اہلبیت اور دوست غلام کے کسب بیائشی آدمی تھے جانب کوفہ روانہ ہوئے کہتے ہیں کہ انارادہ میں فرزدق شاعر  
باجامعہ جب پوش ملا اور وہ کوفہ کی لڑن سے آتا تھا آپ نے اُس سے کوفہ کا حال پوچھا اُس نے عرض کیا کہ ہجرت  
آتنا تو میں جانتا ہوں کہ دل کو فینون کے آپ کے ساتھ ہیں اور تلو لہر لگتی تھی ایسے کے ساتھ اور قضا و قدر آسمان سے  
نازل ہو رہی ہو اللہ یصل ما یشاء ویحکم ما یرید حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ہے قضا و الہی کسی طرح میں لگتی

اور تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرزدوق سے ملاقات کی اور حال کو فیون کا پوچھا فرزدوق خود کہتا ہے کہ میں سبب بیماری کے بات نہ کر سکتا تھا سو میں نے اشارے سے کہا کہ آپ کو فہ کو نہ جائیے کہ تشریف کو لوٹ جائیے پھر آگے کو تشریف لے چلے تو خبر پائی کہ اہل کوفہ نے بد غندی کی اور ابن زیاد شقی نے حضرت مسلم اور ان کے صاحبزادوں کو شہید کیا اور جماعت مسلم بالکل متفرق ہو گئی اور کسی نے ساتھ نہ دیا تب تو حضرت امام علیہ السلام نے بقضاء رعایت اسباب ظاہری کہ عالم اسباب میں مستلزمات بشریت سے ہی مراجعت کا قصد فرمایا اور کہا کہ ہر گاہ اہل کوفہ کا یہ حال ہو تو وہاں جانا کیا ضرور ہو اور صلیت بھی تقضی نہیں ہو حضرت مسلم کے بھائی جو آپ کے ساتھ تھے کہنے لگے کہ ہم تو ہرگز نہ پھر نیلے یہاں تک کہ اپنے بھائی کا بدلہ لینا پشید ہوں حضرت امام حسین نے برادران مسلم کا غم مصمم دیکھ کر فرمایا لاخیر فی الحیوۃ بعدکم یعنی جب تم سب مارے گئے تو پھر زندگی کا کیا مرزا اور عینہ کا کیا لطف ہو بسم اللہ چلیے جو کچھ ہو سو ہو الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام وہاں پہنچے اور نوچی عراق میں کہ وہاں سے کوفہ دو منزل رہتا ہے پہنچے اُس مقام پر خراب بن یزید ریاحی کہ ہزار سوار مسلح ابن زیاد کے اُسکے ساتھ تھے ملا اور عرض کی کہ یا امام کو میں مجھ کو ابن زیاد نے اس واسطے بھیجا ہے کہ جس طرح سے آپ کو اُس شقی کے پاس لیجائوں مگر واللہ میں اس کام کو مکروہ جانتا ہوں اب سخت مشکل ہے نہ تو آپ کو لیجا سکتا ہوں اور نہ چھوڑ سکتا ہوں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی سنو میں از خود تمھاری طرف نہیں آیا جب تم سب لوگوں نے مل کر خط لکھے اور قاصد بھیجے تب میں نے قصد کیا ورنہ کیا غرض تھی کہ میں یہاں آتا اور تم بھی کوفہ سے ہو اگر اپنے عہد پر قائم ہو تو میں تمھارے شہر کو چلتا ہوں نہیں پھر جاتا ہوں مجھ کو نہ تم سے کچھ مطلب ہے نہ تمھارے شہر سے کسی طرح کی غرض کرنے کا واللہ مجھ کو ہرگز خبر نہیں کہ کسے آپ کو خط لکھے اور کسے قاصد بھیجے اور کیوں بلایا میں نے سنا بھی نہیں خدا جانے آپ کیا فرماتے ہیں اور میں بغیر آپ کے کوفہ کو پھر نہیں سکتا الغرض اس بات میں بہت گفتگو ہوئی اور حرکی نادانستگی کی یہ وجہ تھی کہ وہ کوفہ میں نہ تھا نواح کوفہ میں کسی ملک کا عامل تھا سو یہاں اور پیغام اسکی غیبت میں آئے گئے تھے اس سبب حر نے انکار کی روایت ہے کہ حر نے بعد قیل وقال میا بقضائے سادات ازلیہ التماس کیا کہ آپ کا جہان دل چاہے تشریف لیجائیے میں آپ سے متعرض نہیں ہوتا اور کوفہ پھر جاتا ہوں ابن زیاد سے کہو لگا کہ امام حسین مجھ کو نہیں لے چنانکہ امام حسین علیہ السلام تمام رات چلے صبح ہوئی تو وہیں تھے جہاں سے چلے تھے پھر خراب بن یزید ریاحی حاضر ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ رات کو ابن زیاد نے ایک خط بھیجا ہے اگر تو حسین ابن علی کی گرفتاری میں پہنچو تو میں ایسی سزا دوں گا کہ اُس کا تحمل نہو کیسا گویا حضرت اب میں کیا کہ دل آپ کی طرف چلے جائیں تو بہتر ہے مجھ پر کچھ گزیر گی دیکھ لو لگا الغرض دوسری محرم کو کہ بلا میں پہنچے تھے اُس دن سے سات راتیں برابر چلے پھر صبح کو وہیں تھے جہاں سے کوچ کیا تھا تب آپ نے پوچھا کہ کون جسگاہ ہے

کشتی کیا یہ مقام کہ بلا ہر فرمایا ۵۰ این زمین است کہ آلودہ بخون خواهد شد مد علم سید ابرار گون خواهد شد  
 بے شک یہ مقام کہ بربلا ہر اور یہ مقام ہر اونٹوں کے بندھنے کا اور یہ جگہ ہر اسباب کھنے کی اور قیقل اونٹوں  
 و انصار ہر پھر تو یہ احوال ہو گیا کہ اونٹوں کو مارتے تھے دہنی جگہ سے جنبش کرتے تھے اور جو بیخ زمین میں گارتے  
 ہیجان مادہ دہوی سے خون نکلتا تھا اور جو کٹری درخت سے توڑتے تھے خون جاری ہوتا تھا آخر کار اسی مقام پر اتر کر  
 تو خاک کر بلا زرد ہو گئی اور ایک غبار عظیم اٹھا کہ چہرہ مبارک زرد آلودہ ہو گیا اسی وقت زینب ابکی بہن نے کہا ایو بھائی  
 اس جگہ میرا جی گھبراتا ہو فرمایا یہ مقام شہیدوں کا ہو صبر کرنا لازم ہر ترجمہ طبری میں لکھا ہو کہ اس اثنا میں  
 حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باجماعت ملائکہ تشریف لائے  
 اور مجھے گود میں لیکے فرماتے ہیں کہ ایو نور العینین جگر میں خوب جانتا ہوں کہ دشمن دین تیرے مارتے پستھین  
 یہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہیں اور تجھ کو درجہ شہادت ملیگا بہشت تیرے واسطے آراستہ ہو اور والدین تیرے  
 منتظر ہیں اور دست مبارک اپنا سینہ پر رکھا اور فرمایا اللہم عظم الحسین صبرہ و اجر اخوانہ یہ خواب حضرت امام حسین علیہ السلام  
 اپنے اہلبیت سے بیان کیا سب نے کہا انا اللہ دانایہ را چون اور رونے لگے اتنی صل جب حضرت امام حسین علیہ السلام تلبانہ  
 فروکش ہوئے تو حرمین زید ریاحی مع اپنے لشکر کے مقابل حضرت امام علیہ السلام کے اتر اور ابن زیاد مایہ فساد کو خبر ہوئی  
 اُسے حضرت امام حسین کو خط لکھا کہ مجھ کو زید بن معاویہ نے لکھا ہو کہ میری حجت امام حسین سے طلب کر اگر بیعت کر لین  
 تو بہتر نہیں تو میرا نکاح کاٹ کے بھیج دے سو میں نصیحت کرنا ہوں کہ تم بیعت کرو نہیں تو لڑائی کے واسطے استعداد حضرت  
 امام حسین علیہ السلام نے ماتہ اعمال سیاہ ابن زیاد کا پڑھا اور ڈال دیا اور فرمایا کہ اسکا جواب بجز عذاب میرے پاس  
 نہیں ہو ہر کارہ ابن زیاد نے بلیٹ کر تقریر حضرت کی ابن زیاد سے بیان کی تو آتش غضب اُس نامی کی جھڑکا اٹھی اور  
 کہنے لگا کون شخص مقابلہ حسین علیہ السلام پر جاتا ہو کسی نے اقبال نہ کیا تب تجویز ہوئی کہ عمر و سعد حاکم مدینہ و اہل القلب  
 کو کارہی اسکو بھیجنا چاہیے سو اسکو پر دانہ بھیجا اولاً اُسے انکار کیا اور لکھ بھیجا کہ مجھے یہ کام نہ ہو گا کہ میں رسول اللہ  
 مقابلے میں جاؤں کسی اور کو تجویز کیجیے ابن زیاد ملعون ناراض ہوا اور دوسرا پر دانہ بھیجا کہ اگر کچھ حکومت رسی کی  
 منگو ہو تو امام حسین کے مقابلے پر جانیں تو سند حکومت واپس کر اور اپنے گھر بیٹھ میں دوسرے کو حاکم رسی مقرر کرنا ہوں  
 اور یہ کام ضروری اُس سے لینا ہوں جب نوشتہ ابن زیاد حامی طریقہ عمر و سعد و اللہ علیہ اللعنة الی یوم التناؤا ابن سعد  
 بدر کردارنا بکار کے پاس پہونچا تو مطلع ہوا زیاد کا کام نہ کشان کشان مستحکم دیا کہ اسی دن جانب کوفہ روانہ ہوا اور  
 ابن زیاد کے پاس پہونچا اُسے باہنیں بڑا پیادے اور سواریاں نام کر کے کہ بلا کی طرف بھیج دیا اور کہدیا کہ پیچھے سے  
 اور بھی فوج تیری لگا کہ پہونچگی اطمینان کھنا اور بعض محققین نے اس مقام کے یوں تقریر کی ہو کہ جب نامہ اول  
 ابن زیاد ملعون عمر و ابن سعد و دود کے پاس پہونچا تو اُسے جواب لکھا کہ اس مقدسے میں بعد مشورے کے عرض کروں گا

۱۰  
 امام حسین علیہ السلام  
 کو کوفہ پہونچنے پر  
 روکنا اور مدینہ  
 واپس لے کر جانے  
 سے منع کرنا  
 اور اُسے کوفہ  
 پہونچنے پر مجبور کرنا  
 اور اُسے کوفہ  
 پہونچنے پر مجبور کرنا  
 اور اُسے کوفہ  
 پہونچنے پر مجبور کرنا



بعد اُسکے اپنے گھر میں آیا اور اپنے بیٹوں سے صلاح پوچھی بیٹوں نے کہا اے عمر و تیرا باپ سعد بن ابی وقاص جانشین رسول اللہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر جانشین اور خدا تھا تمھارے ہرگز لائق نہیں ہو کہ تو اُسکے تھا بے کو جائے تمھارے  
 احباب نہیں آتی اُنسے انکار کبھی جب دوسرا نامہ ابن زیاد کا مکیہ آیا اور حکومت مدی کی جانے کا اندیشہ زیادہ ہوا تب  
 قرین کو دنیا کے بدلے کھو بیٹھا اور پہلے پرستید ہوا حمزہ ابن غیرہ اُسکے بھائی کے کما اور ابن سعد دنیا چند روزہ ہی  
 حکومت اور سلطنت کچھ کام نہیں آئیگی آخرت میں اُسکا محاسبہ سخت ہو اور تھا بلکہ امام حسین علیہ السلام سے سرکاری  
 دوزخ کی العتبہ حاصل ہوگی مگر ابن سعد نے کچھ خیال نہ کیا اور پانچ ہزار سوار لیکر سیدھا کر بلا میں آیا اور امام حسین  
 علیہ السلام سے پیغام بھیجا کہ تم اس مقام میں کیونکر آئے آپ نے جواب دیا کہ تمھارے قاصد اور ہر کارے یہاں لائے  
 نہیں تو میں کیوں آتا مجھے کیا کام تھا مگر تم لوگوں نے اپنا عہد توڑ دیا اب بھی اگر کوئی مانع نہ ہو چلا جاؤں عسکر  
 ابن سعد خوش ہو کہ شاید ابن زیاد سے صلح ہو جائے اس واسطے یہ معاملہ ابن زیاد کو لکھا اُس شقی نے لکھا کہ تو بیعت  
 نیز مدی کی طلب کر اگر قبول کریں تو تمھارے اطلاع دے اور تا صدمہ و حکم ثانی انتظار کر اس تحریر سے ابن سعد نے جانا کہ ابن زیاد  
 صلح پر راضی ہو سو اُس نے نامہ سیاہ اُس و سیاہ بد مال کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجی حضرت نے فرمایا  
 کہ میں ابن زیاد کے قول پر عمل نہ کرونگا یہ خبر بھی ابن زیاد کو پہنچی اُسے حصین ابن نمیر اور شعیب ابن ربعی اور عمر ذی الجوشن  
 وغیرہ ملا عنہ کو بافرج قاہرہ روانہ کیا کہ اب بائیس ہزار پیادے اور سوار بقتالہ اولاد حیدر کر اور اہلبیت رسول مختار  
 ہشت کر بلا میں جمع ہوے ساتویں محرم سنہ اکسٹھ ہجری میں انھیں کافروں سے پانسو سوار نہر فرات پر مقرر کیے گئے اور  
 پانی کی بندش ہوئی اور اہلبیت رسول اللہ پر عرصہ زندگی سخت تنگ ہوا نیز یہ مدی کی ایک شخص حضرت کے انصاروں کی  
 وہ حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اور ابن سعد سے بہت ملاقات ہو اور وہ درود میرا دے کا یا ہر یقین ہو کہ میری موت  
 پانی میں غرق ہوئے نہ کرے اگر ارشاد ہو تو اُس سے پانی کے واسطے استدعا کروں حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تم کو  
 اختیار ہے چنانکہ نیز یہ مدی کی ابن سعد کے پاس تشریف لے گئے اور بغیر اسے رسم سلام علیک بیٹھ گئے ابن سعد نے کہا اے ابو  
 ہدرا نی تو نے رسم سلام سنتا سلام کیوں ترک فرمائی کیا میں مسلمان نہیں ہوں اور خدا رسول خدا کو نہیں پہچانتا ہوں  
 یا کوئی اور سبب ہے نیز یہ مدی کی نے کہا اے یہ سلام تو کہ دعویٰ مسلمان کی کرنا ہے اور جگر پارہ رسول اور نور ویدہ بتول کا  
 دشمن جانی بن کے اُسکے خون کا پیاسا ہوا ہے بڑے افسوس کی جا ہو کہ گئے اور سور فرات سے پانی پسین اور اہلبیت  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو ترسین یہ کیلئے اسلام ہو اور کیا ایمان ابن سعد یہ کلام مٹنے کے دل میں پشیمان ہوا اور  
 کہنے لگا کہ یہ تو سب ہی لیکن حکومت مدی سے دست برداری نہیں ہو سکتی ناچار نیز یہ مدی کی بے نیل و مرام  
 واپس ہوے اور سارا حال خیابانہ امام علیہ السلام سے نقل کیا تو امام علیہ السلام نے کنوین کھدوائے مگر  
 شتر شتر ہاتھ تک بھی پانی کا نشان نظر نہ پڑا اور اہلبیت کا یہ حال تھا کہ نماز تیمم سے ادا فرماتے تھے اور کلام

اشاروں سے تب عباس ابن علی چند آدمی اپنے ساتھ لیکھ فرات پر گئے کہ اشتہا نے سمرایوں کو شہید کیا اور عباس علمدار  
 زخمی ہو کر لوٹے اور عرض کی کہ یا حضرت سوا سے آب شمشیر آب فرات ہمارے غضب میں نہیں ہو بعد اس کے  
 حضرت امام حسین علیہ السلام خیمہ مبارک سے نکلے اور مقابل لشکر شام کھڑے ہو کر حمد و ثناء سے خالق کبریا اور نعمت سرور انبیا  
 بیان فرمائی پھر ارشاد کیا کہ اے لشکر مایہ یزید جو بت مائل کر کے دیکھو کہ میں کون اور کسی اور لادیموں اور اپنے دل میں سوچو  
 کہ میرا خون کرنا اور میری اہلیت کی تباہی مت چاہنا تمکو درست ہو آیا میں لڑکا تمہارے پیغمبر کی لڑکی کا نہیں ہوں اور پر  
 علی رضی برادر غم ترا اور رسول خدا احمد مصطفیٰ صلعم کا نہیں ہوں اور رسول خدا نے میرے حق میں نہیں فرمایا سید شباب  
 اہل الجنة یعنی حسن حسین دونوں جو انان بہشت کے سردار ہیں اسی طرح بہت فضائل آپ نے بیان فرمائے اور  
 دشمنان دین پر محبت خدا ختم کی نفی نہ رہے کہ یہ کلام حضرت کا از رو سے عاجزی نہ تھا کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام  
 اپنی شہادت سے واقف کار تھے اور میدان کارزار کے شہسوار بلکہ یہ ارشاد بنا بر قطع حجت تھا تاکہ دشمنوں کو خدا کے رسول  
 عذر کی جگہ نہ رہی اور مانگنا معذرتیں حتیٰ نہشت رسول امین فرما جائیں تمذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام  
 بعد اس کلام کے ابن سعد کو لکھا کہ تین باتوں سے ایک بات اختیار کر یا تو مجھ کو بکشتہ شریف میں جانے دے کہ وہاں جا کر  
 بیٹھ رہوں اور اگر یہ منظور نہ ہو تو مجھ کو ترکستان کی طرف جانے دے کہ وہاں کفار ترک سے جہاد کر کے شہید ہوں اور اگر  
 یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو مجھ کو یزید کے پاس بھیج دے ہاں جو کچھ شنائی ہو ہوگا ابن سعد نے جواب لکھا کہ میں ابن یزید کو  
 آپ کے سوال لکھتا ہوں جو کچھ جواب ملیگا عرض کر دینگا مائل کیچے چنانچہ اس نے لکھا تو ابن یزید نے فساد نے کمال تمذیب سے لکھ بھیجا کہ  
 میں نے تجھ کو لڑنے کے واسطے بھیجا ہے صلعم کے واسطے اگر حسین ابن علی حجت کرین تو بہتر درتہ قتل کر اور اگر تجھ کو مائل ہو تو میں تجھے  
 معزول کر کے دوسرے کو تیری جگہ بھیجتا ہوں اور یہ کام اس سے لیتا ہوں جب کہ نامہ ابن یزید لغتہ اللہ علیہ الی یوم التنازع  
 ابن سعد بد مال کے پاس پہنچا تو اس نے صف قتال آراستہ کر کے امام حسین علیہ السلام سے کھلبھیجا کہ میں نے ہر خیز چاہا کہ  
 تم یزید کی بیعت کر لو میں تمہارے خون میں گرفتار نہ ہوں پر تم نے قبول نہ کیا آپ لڑنے پر مستعد ہو جاؤ حضرت امام حسین  
 علیہ السلام نے فرمایا کہ آج مجھے مہلت سے ترجمہ صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پر یہ سختی ہو  
 تکلیف گذری تو آپ کو نصیحت اور وصیت حضرت امام حسن کی یاد آئی کہ انھوں نے آپ کو سمجھایا تھا کہ اے حسین کو خیانت بدعت  
 قول اور فعل پر ہرگز اعتماد نہ کرنا اور ان کے بلانے سے زہار کوخنے کی طرف نہ جانا وہ لوگ سخت نالائق ہیں وہاں کلجانا  
 تمہارے حق میں بہتر نہیں ہے اور باعث کمال خفت و پریشانی ہوگا ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام  
 خیمہ مبارک میں تشریف لائے اور اہل حرم کو نصیحت کی کہ صبر سبب خوب چیز ہے اور اللہ نے صبر کا بڑا اجر مقرر کیا ہے خبردار  
 ایسا نہ کہ تم صبر استقلال کو ہاتھ سے دو اور کسی طرح سے ہماری ثابت قدمی میں فرق آئے اور رونے سے منع فرمایا  
 اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ خداوند اے تو جانتا ہے کہ اہل کوخنے مجھے بیعت کی اور پھر عہد شکنی کی اسکا انصاف

تیرے ہاتھ ہو اور خیمہ سے باہر آ کر اپنے انصار سے فرمایا کہ میں تم سے بہت راضی ہوں جو کچھ حق خدمت اور رفاقت تھا وہ تم سے بخوبی ادا کیا اللہ تم کو جزا سے خیر دے حال یہ کہ تم لوگ کم ہو دشمنین بہت اس سے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ میں تم کو اپنی بعیت سے علیحدہ کر تا ہوں جو طرف تمہارا جی چاہے وہاں جاؤ مجھ کو یہ منظور نہیں کہ میرے ساتھ تمہاری بھی جان جائے اور میں تو اپنی زندگی کا امید ہوں خیر جو کچھ میرے باب میں منظور آئی ہو گا وہ قبول ہو اس سے چارہ نہیں انصار بہت بڑے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ یہ کیا فرماتے ہیں ذرا خیال تو کیجیے کہ ہم ایسے وقت میں ایک چھوڑ کر چلے جائیں اور حشر خبابہ سول خدا علی مرتضیٰ وفا طمہ زہر اعلیہم السلام کو کیا منہ دکھا سکیں اور دولت شفاعت محمدی کیونکر پائیگی ہم تو حضرت کو کبھوں کیلئے نہ چھوڑیں گے اگر دوست دہنہ راجا ہم + دریا بکارت فشا ہم پھر یہ لکھ کر سامان لڑنے کا درست کیا اور ایک سنکر شبیہ خندق گرد اپنے لشکر کے کھو دی اور ایک اہ آمد و رفت کی رکھی جب ہم محرم ہوئی اور صبح عاشورہ صیبت نے افق شہادت سے طلوع کیا تو لشکر ابن سعد صرف آراہو کر تھکے میں آیا جناب سید الشہداء نے نماز صبح ادا کی اور ناتھے پر سوار ہو کر لشکر ابن سعد کے مقابل تشریف لائے اول خطبہ پڑھا بعد حمد جناب کبریا و نعت سرور انبیاء ان لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ اے لشکریان یزید غور کرو اور سمجھو کہ انصاری نشان سحر علیہ السلام کی اتباع تعظیم کرتے ہیں اور یہود اگر کوئی آثار موسیٰ علیہ السلام پاتے ہیں تو اسکو دل و جان سے عزیز رکھتے ہیں اور میں تمہارے نبی کے لڑائی کا لڑکا ہوں اور مجھ کو بھی تمہارے پیغمبر نے بیٹا کیا ہے سو تم میرے قتل پر متعد ہو آیا میں نے تم میں سے کسی کا خون کیا ہے کہ اس کے عوض میں مجھ کو قتل کرتے ہو یا کسی کا تم میں سے میں نے کچھ مال لے لیا ہے کہ اس کے مطالبے میں مجھ کو ایسا تنگ کرتے ہو یا اور کسی طرح کا مجھ پر دعویٰ ہو کہ تم اس کے واسطے عاجز کر رہے ہو میں تو مدینہ میں اپنے جد امجد کی فرار پڑھیا تھا وہاں تم نے نہ دیا ناچار حرم شریف آیا وہاں بھی تم نے خطوط لکھ کر بگوا یا اور سلم کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عہد پنا توڑا خدا سے تعالے کو کیا جواب دو گے سو اس اتمام حجت کا جواب دشمنان دین نے کچھ بھی نہ دیا تب حضرت امام نے فرمایا کہ خدا کی حجت تم پر ہو مجھ پر نہیں یہ فرما کر ناتھے سے اترے گھوڑے پر سوار ہوئے صف لشکر آ رہے فرمائی اور سب سے کہدیا کہ تم کوئی اپنی طرف سے لڑنے میں سبقت نہ کیجو جانب امتیاء سے ابتدا ہونے دو یکا یک ایک آدمی لشکر اشقیاء سے عہد نامہ کہ حقیقت عہد نامہ گھوڑے پر سوار میدان میں آیا اس نے دیکھا کہ خیمہ اہلبیت کے گرد آگ جلتی ہو اور یہ آگ حضرت امام حسین علیہ السلام بنظر احتیاط گرد خیمہ کے روشن کرادی تھی تاکہ کوئی مخالف جانہ سکے اس عہد الشیطان نے جسارت کر کے کہا اے حسین آتش دنیا کی تم کو بشارت ہے قبل آتش دوزخ حضرت نے فرمایا اللہم ارحمنا یعنی اے اللہ اسکو آگ میں جلاؤ اسی دم گھوڑے نے آگ میں ڈال دیا کہ عہد الشیطان مغلذنی النار ہوا تو حضرت امام علیہ السلام نے سجدہ شکر ادا کیا اور بار بار فرمایا کہ یا اسی میں اہلبیت سول میں ہوں تو میرا انصاف کہ ابن شعث نے پکار کر کہا کیا اسی کا پیغمبر خدا سے

قرابت ہو کہ جس پر اتنا لاف و کراف مارتے ہو تب تو امام حسین علیہ السلام کا دل گرٹھا ناچار دعا فرمائی کہ یا اہلی  
 ابن شہت مجھ کو فرزند رسول نہیں جانتا اور بے محابا قطع نسبت کرتا ہو اسکو ذلیل فرما اسی وقت ابن شہت پیشاب کو  
 بیٹھا آجھو نے نیش مارا کہ اُسکی تکلیف سے نکاتام لشکر میں پھرتا تھا اور اسی حالت میں داخل نار ہو اب  
 شمر علیہ اللعنة نے ابن سعد سے کہا کہ وقت مہلت ہو چکا اور خود آگے بڑھا اور ایک تیر لشکر امام کی طرف چلا آیا  
 اور فریاد کہنے لگا کہ سب لوگ گواہ رہو کہ اہل لشکر امام حسین پر میں نے تیر مارا ہے پھر زیاد و سالم دو غلام میں یاد  
 نکلی اس طرف سے دو بہادر ایک حیدر ابن مظهر دوسرے یزید ابن حسین کے مقابل ہوئے اور دونوں کو قتل کر آئے  
 پھر مختل ابن یزید لشکر یزید سے نکلا سو اسکو بھی یزید ابن حسین نے مارا بعد اُسکے دوسرے نکلا وہ بھی انھیں کے ہاتھ سے  
 مارا گیا پھر حرام ابن حرث نکلا اُسکو نافع ابن بلال نے تہ تیغ کیا اسی طرح جو کوئی فوج مخالف سے نکلا مارا گیا  
 اور ہر مرتبہ امام علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ خود بسبب شجاعت کے مقابلے کا قصد کرتے تھے انصار  
 نہ جانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہم لوگوں سے ایک شخص بھی باقی رہے گا آپ جانے نہ پائینگے اور  
 انصار کی یہ مردانگی تھی کہ مخالف کو اس طرح جھٹ پٹا مارتے تھے جیسے گتے کو مارتے ہیں جب لشکر یان شام نے  
 دیکھا کہ اس طرح کا مقابلہ کہ ایک شخص کا مقابلہ ایک کرے سخت مشکل ہو بہرگز عمدہ برائی نہوگی ایک ہی  
 انصار سارے لشکر کو کافی ہو تب یہ تجویز کی کہ دس دس ایک ایک انصار کے مقابل ہوں چنانچہ دس کافر  
 ایک اہل اسلام کے مقابل ہونے لگے مگر ماہم یہ حال تھا کہ کوئی نامور و نزدیک نہ آتا دوسری سے تیر اندازی کرتا  
 اور جو بہادر صفت اسلام سے نکلتا کئی نامور دل کر شہید کر ڈالتے یہاں تک کہ پچاس انصار سے زیادہ  
 شہید ہوئے صرف عزیز و قریب حضرت امام حسین علیہ السلام کے باقی رہے تب حضرت نے ایک نعرہ پرورد  
 مارا کہ کوئی فریادیں بھی ہو جو اللہ کے واسطے ہماری مدد کرے اور کوئی بچانے والا ہو کہ حرم رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو اعدا سے بچا دے یہ استغاثہ صرف تمام محبت تھا تاکہ پھر کسی کو فوج انتقام سے مقام عذر باقی نہ رہے  
 اور یہ بھی غرض تھی کہ اسوقت آتش غضب فوج مخالفت میں شعلہ زن ہو ایسا نہو کہ اس اندھا دھند میں  
 کوئی شخص اہل ایمان سے جنمیوں کے ساتھ ہو رہے اور مجھ تک نہ پہنچ سکے چنانچہ اسکا فائدہ یہ ہوا کہ  
 حرام یزید ریاحی مع مصعب برادر دہلی ابن حرمبر اور عروہ غلام معتبر ساتھ لیکر فوج ابن سعد سے نکل کر  
 حاضر ہوا اور اتنا س کیا کہ یا ابن رسول اللہ میں سب سے پہلے آپ کے مقابلے کو نکلا تھا اب میں آپ کے گردہ میں  
 داخل ہوں اجازت دیجیے کہ جان تیری سے پیش آؤں تاکہ شفاعت تمہارے جد کی مجھے نصیب ہو اور  
 میری قصص میں معاف فرمائیے حضرت امام حسین علیہ السلام نے عقوبت قصیر فرما کے اجازت قتال دی کہ حرم  
 ابن یزید لشکر انتقام پر تیر کی طرح مجھ کا ان سعد نے دیکھا صفوان ابن خطلہ کو بھیجا کہ تو حرم کو سمجھا کے



یہاں لاؤ اگر نہ آوے ناچار شل کر صفوان نے نزدیک آکر نصیحت کی اور کہا کہ تجھ کو پھر چلنا مناسب ہو کرنے کہا کہ تیری عقل سے بہت بعید ہو حالانکہ تو جانتا ہو کہ یزید فاسق و شارب خمر ہو اور حسین علیہ السلام پاک و صادق و نور دیدہ رسول مقبول آیا حسین کی رفاقت و تبعیت اولیٰ ہو یا یزید ناپاک کی صفوان نے کہا یہ تو بیچ ہو بسکین مال و دولت یزید کے پاس ہو اور سپاہی مال کے محتاج ہوتے ہیں نہ تقویٰ و طہارت کے کرنے کہا اسی صفوان تو حق پوشی کرتا ہو تیرا کلام منافقانہ ہو تب صفوان نے نیزہ چلایا حرا بن یزید بچ گئے اور وہی نیزہ چھین کے صفوان کو ہلاک کیا بعد اُسکے صفوان کے دو بھائی اور تھے وہ دوڑے اور صفوان پر آکر گرے کہ کرنے گن دونوں کو بھی قتل کیا غرض جوشقی ہاتھ لگا کرنے بہ تیغ کیا یہاں تک کہ مخالفوں نے گھیر لیا اور تیرا اور نیزے سے شہید کیا بعد اُسکے معصوب و غلی اور عروہ بھی اسی طرح شہید ہوئے اور ترجمہ متعارف طبری میں لکھا ہے کہ منور لڑائی شروع ہوئی تھی کہ حرا بن یزید فوج اعدا سے نکل کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے مگر روایت اولے صحیح ہو آج اصل جب نائرہ جنگ نے جدال سے اس قدر اشتعال پایا کہ انصار و اعدا ان شہید ہو گئے تو حضرت امام حسین نے فرمایا کہ اب میری نوبت ہو آپ کے عزیزوں نے کہا جب تک ہم میں سے کوئی باقی رہے گا آپ مقابلہ مخالف کو جانے نہ پائینگے اور سب سے پہلے علی اکبر بڑے صاحبزادے حضرت امام حسین کے مسلح ہوئے روایت ہو کہ علی اکبر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے چنانکہ جب کھون اہل مدینہ دیدار رسول خدا کے مشتاق ہوتے تھے علی اکبر کو دیکھ لیتے تھے جب علی اکبر علم آرا سے معرکہ ہوتا اور اشتیاق نے دیکھا تو ہیبت و جلالت شان حضرت علی اکبر سے صورتیں سب کی زرد ہو گئیں اور دل ان کے پانی پانی ہوئے اور بن سعد نے اپنے لشکر سے کہا کہ یہ فرزند اکبر امام حسین ہو کہ پیغمبر خدا سے شہید ہو اسکی شجاعت و بہادری دیکھنا چاہیے چنانچہ علی اکبر نے مبارز طلب کیا کوئی شخص مقابلہ نہ آیا ناچار خود حضرت فوج میں دوڑائے تو لشکر تہ و بالا ہو گیا اور دُش حملے حضرت نے فرمائے ہر حملہ میں فوج اشقیاء کے دو تین آدمی مارے کہ تیش یا پچیس شتی آپ کے ہاتھ سے سیدھے دوزخ کو گئے اور ریاضت شاقہ سے پیاس نے غلبہ کیا کہ زبان مبارک خشک ہو گئی ناچار لشکر مخالف سے لوٹے اور امام حسین علیہ السلام سے پیاس کی شکایت فرمائی حضرت نے فرمایا اسی جان پدر کیا کروں میری زبان منہ میں رکھ لے تو تسکین ہو جائے کہ علی اکبر نے زبان مبارک چائی اور پھر لشکر اعدا پر حملہ کیا تو پچھے سے مرہ ابن سعد نے ایک تلوار ماری کہ علی اکبر زمین پر گرے ظالموں نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا انا للہ وانا الیہ راجعون بعد ان کے عبداللہ ابن مسلم ابن عقیل مسلح ہو کر نکلے تو ایک ظالم نے دوہری سے ایک تیر پشت شریف پر مارا شہید ہوئے پھر جعفر ابن عقیل نکلے وہ بھی تیر سے شہید ہوئے اب فقط آل عباس سے حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ اور عباس اور جعفر اور عثمان اور محمد با نچوں بھائی اور قاسم ابن حسن علیہ السلام جتھے اور علی زین العابدین اور علی ابن

دو دنوں بیٹے امام حسین علیہ السلام کے باقی رہے اور محمد بن حنفیہ اور عمر بن علی دونوں بھائی آپ کے جو اس کے سینہ آئے تھے سو بقیہ آل عباس سے اول قاسم ابن حسن کہ عمر انکی انیس برس کی تھی مسلح ہو کر خیمے سے برآمد ہوئے ہر چند کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے منع کیا مگر تقدیر اتنی کشان کشان فوج اعدا میں لے گئی تو ایک کافر بے دین نے تلوار سے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور روایت ہو نکاح سکینہ دختر امام کی حضرت امام قاسم سے خرقہ عین کے نزدیک غلط رہے سر دیا جو اسوقت اس کام کی فرصت کمان تھی اور یہ جو مشہور ہو کہ سکینہ نے دیا شام میں وفات پائی یہ بھی سر اس غلط ہو وہ تو اہلبیت کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور مصعب ابن زبیر کے ساتھ نکاح ہوا پھر عبداللہ اور عباس اور جعفر اور عثمان اور محمد پانچوں بھائی ایک ساتھ مسلح ہو کر نکالے ظالموں نے نہ بفرما کر کے شہید کیا جب یہ سب شہید ہو چکے تو کافروں نے جناب سید الشہداء علیہ السلام پر لوہا کیا اور ایک تیر چلایا کہ حضرت کے گھوڑے کے لگا کہ آپ گھوڑے سے اترے اور زمین پر پڑ گئے اس عرصہ میں علی اصغر کہ شیر خوار تھے شدت پیاس سے خیمے میں رونے لگے تو آپ نے انکو گویا میں لیا اور زبان مبارک لے کر منہ میں ڈالی کہ فی الجملہ تسکین ہوئی یہ معجزہ جناب سلامت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اب تک باقی تھا آتے ہیں ایک ظالم بے دین نے تیر مارا کہ علی اصغر کے خلق میں لگا اور کنارہ پر در میں شہید ہو گئے تو حضرت نے انکو گود سے رکھ دیا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور زبان حال نے کہا اے او فلک پیرو جو زمانہ ہم پر چیدی تو بچہ طفل راہم بکنارم نہ پسندیدی تو بچہ اور فرمایا یا الہی مجھ کو ان مصائب میں صبر عطا کر اور خیمہ مبارک میں تشریف لائے اور اہلبیت کو سپرد بخدا کیا امام زین العابدین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب مجھ کو اجازت دیجئے تو میں بھی آپ کے سامنے ہی شہرت شہادت پیون حضرت نے فرمایا ابھی تجھ سے بہت کام درپیش ہیں اور تیری نسل قیامت تک قائم رہیگی تو میرا وصی ہو یہ بعد کسی سے لڑائی نہ کرنا اور صبر اور شکر میں بسر کرنا چار امام زین العابدین اسی حالت سے خیمے میں پڑے رہے اور حضرت امام حسین شکر نیک کے قابل ہو پہلے اپنے فضائل بیان فرمائے پھر مبارک طلب کیا کسی کی جرأت نہ پڑی آخر کئی نامزد کئے اور دست مبارک سے داخل نہا رہے پھر کئی سردار نکالے وہ بھی جہنم وصل ہو اب لشکر خلفاء میں بڑا ترزلزل پڑ گیا کہتے ہیں کہ چار سوار اور دس پیادے آنجناب کے ہاتھ سے داخل نہا رہے یہ حال شہر بدیکار اور سجدہ نمودن دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ جیسے حسین علیہ السلام کا نظیر شجاعت اور مردانگی میں نہیں دیکھا کہ سب اہلبیت ان کے شہید ہو گئے ہیں اور خود زخموں سے چور ہیں اور اتنی فوج گھیرے ہو اور پیاس کی شدت ہو مگر لڑنے سے باز نہیں آتے آخر جب لشکر کے لوگ سخت تنگ آئے اور کسی کے ہوش و جو اس باقی نہ رہے اور سب نامزد مقابلے سے بھی چڑھنے لگے تو سرداران لشکر نے دیکھا کہ لڑائی بگڑی قریب ہر کسب لوگ بھاگتے تب شمر ذی الجوشن نامزد نے یہ چپکہ کیا کہ چند آدمی مخصوص لیکر خیمہ کے قریب پہنچا اور حضرت کے پیچ میں داخل ہو گیا تو حضرت نے یہ حال دیکھ کر بغیر ہمارا کہ دیکھ یا شیعۃ الضیطان میں تھے لڑنے والے یا عورتیں تب شمر ملعون ڈرا لہ لوگوں سے کہا کہ عورتوں سے تعرض نہو اور اُدھر سے فوج کو پھیر کر حضرت

امام حسینؑ پر چھکا دی کہ دونوں طرف سے حضرت علیہ السلام گھر گئے اور چاروں طرف سے تیر اور نیزے برسنے لگے جب  
جسم شریف زخون سے چور ہو گیا اور تھے زخم لگے کہ شمار کا مکان نہیں ایک ایک زخم پر سو زخم تھے تب حضرت  
امام حسینؑ علیہ السلام گھوڑے سے جدا ہوئے در زمین پر شہید ہو کر گرے نصرا بن خرنشہ ملعون سر مبارک کا ٹٹنے لگا  
نہ کاٹ سکتا بنو لی ابن یزید اتر آئے سر کا حقیقت یہ کہ نصرا بن خرنشہ اس طرح کاٹ سکتا یہ تفاوت تو ازل میں  
نولی ابن یزید کی تقدیر میں لکھی تھی اسی سے صادر ہوئی اور بعض روایت میں لکھا ہے کہ شبل ابن یزید نے سر کاٹا اور اپنے  
بھائی نولی کو دیا یہ سانحہ بعد زوال آفتاب نقطہ دائرہ نصف النہار سے کہ جزو اول اخرو نماز ظہر کا ہر واقع ہو اور  
گویا یہ حال اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ بغیر افواج آپ نے گھوڑے کی پیٹھ پر شروع کی اور جب کثرت جراحات سے جھک  
پڑا تو کوع ہو اور جبے میں پڑے تو وہ سجدہ تھا غرض اس ہیئت مجموعہ سے نماز ظہر ادا کر کے خلد برین کے منتظرین کا رخ تھا  
روایت ہے کہ جب تک حضرت امام حسینؑ پشت زمین پر تھے کسی کا فو کی جرأت نہوئی کہ آپ کے پاس آکر تباہی سے مقابلہ کرے  
بلکہ نیزے کی رو پھینچی اسکا فقط تیر دن سے مارنے تھے اور جب تن مبارک کثرت جراحات سے مشعل ہوا تب بھی کسی نامرد کی  
یہ جرأت نہ پڑی کہ آپ پر تباہی کا حربہ کرے اس حالت میں شمر شقی نے اپنے سواروں سے کہا کہ زوف تمھاری بہادری پر کہ  
یہ شخص زخون سے چور ہو اور کوئی مقدمہ پر نہیں جاتا اس پر بھی کوئی نہ گیا مگر تیر دن اور نیزوں کا تار باندھ دیا یہاں تک کہ  
ایک شقی نارہی کا تیر حلق مبارک پر لگا کہ حضرت شہید ہو کر گھوڑے سے گرے اور اسی حال میں شمر نامرد نے چہرہ مبارک پر  
تلوار ماری پھر سر سنان ابن انس نخعی نے نیزہ مارا اور نولی ابن یزید سر کاٹنے کو اتر اسوار سے ہاتھ کاٹنے پھر اتر اسکا بھائی  
شبل ابن یزید نے سر کاٹا اور اپنے بھائی کو دیا اور قیس ابن شہت ملعون نے پیراہن شریف تن بے سر سے اُتار لیا اور خیب  
ابن یویل نے تار اور حضرت کی اپنے قبضے میں کی ابن عساکر نے امام حسن علیہ السلام کے پوتے محمد ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ  
فرماتے ہیں کہ ہم امام حسینؑ علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ بلا کی دھنروں پر یعنی دونوں ہوتوں فرات پر کہ گرد کر بلا واقع ہوا تھا  
امام نے شمر ذی الجوشن کو اور فرمایا سچا رسول اللہ اور اسکا رسول فرمایا تھا جناب رسول مقبول نے کہ گویا میں دیکھتا ہوں کہ گستاخ  
نعمہ دلتا ہو میرے اہلبیت کے خون میں اور تھا شمر کوڑھی یعنی حضرت نے جو فرمایا تھا کہ قاتل اہلبیت کا سفید داغ والا ہو گا سو  
شخص ہی ہو اور فی الواقع ملعون یسبت اور دن کے زیادہ تر جلیں بخون اہلبیت رسول اللہ تھا اور اگرچہ امام کو عین قتل میں  
اکثر لاعند شریک تھے الا پر از روح مبارک کا ملا در اعلیٰ کو شمر بد سیک کی تلوار سے اور سنان ابن انس کے نیزے لگنے کے  
ساتھ ہی واقع ہوا اسی جہت سے یہ دونوں قاتل مشہور ہیں یہ واقعہ دسویں محرم بروز جمعہ بعد زوال آفتاب خط نصف النہار  
سنہ اکتھم ہجری میں واقع ہوا اس دن عمر شریف چھپن برس پانچ مہینے پانچ روز کی تھی اور صحیح یہ کہ ولادت آنجناب  
مدینہ میں پانچویں شعبان سال چارم ہجری میں ہوئی اور شہادت در جمعہ دسویں محرم بقام کر بلا اور چھ اولاد ذکر اور تین نا  
اور نسل آنجناب حضرت امام بن العابدین سے باقی رہی انھیں جب شجرہ رسالت و دوحہ نبوت تیشہ طلم سے کاٹا گیا تو شمر

اور ابن سعد ملعونون نے خیمہ ہلبت لوٹ لیا اور بارہ آدمی کہ ہلبت نبوت مع زنانہ اطفال باقی رہے تھے قید کر لیے اور جو کچھ باقی بچا  
لوٹ لیا جب انظر انکی علی ابن حمیس یعنی امام بن العابدین علیہ السلام پر پڑی تو شمر شقی نے چاہا کہ انکو بھی تہید کرے ایک شخص نے  
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کافروں کے لڑکوں کو بھی نہیں مارتے ہیں یہ تو مسلمان کا لڑکا ہے اور یہاں ہر شمر پر پکڑے کہا ابن زیاد و کاہ  
حکم ہو کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نہ رہے اسنے کہا تو ان سب کو ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا جیسا چاہے وہ کرے یہاں مار  
تب شمر باز رہا شمر اور ابن سعد ملعونون نے صلاح کر کے تن مبارک سید الشہداء علیہ السلام پر گھوڑے دوڑائے اور بھی تین کافروں نے  
گھوڑے دوڑا کر لاش کو روند کر ہڈیاں تن مبارک کی چورچور ہو گئیں اسی دن اہلبیت نبوت کو بے پردہ اونٹوں پر سوار کر کر  
مع شمر مبارک سید الشہداء اور کئی شہداء کو بلا کے نیرے پر رکھ کر بشیر بن مالک اور خولی بن یزید کے ساتھ ابن زیاد نے فساد  
لغنتہ اللہ علیہ لے یوم القننا کے پاس روانہ کیا اور خود ابن سعد علیہ اللعن نے ایک کن بہلا میں مقام کیا اور اپنے مقتولوں  
و دوزخیوں کو گور کفن کیا اور لاش بے سر حضرت امام حسین علیہ السلام نور دیدہ رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام مع اولاد شوق  
وہیں پڑی ہوئے دی تیسرے دن قریہ عاصریہ کے لوگ کہ ایک موضع کنارے فرات کے واقع ہوئے اور تن مبارک سید لکونین  
امام حسین علیہ السلام ایک جگہ دفن کیا وہ عباس و قلی و محمد و عبداللہ و جعفر و زیدان حیدر کرار و قاسم ابن حسن و عبداللہ ابن حسن  
و ابوبکر ابن حسن و عمر ابن حسن و علی اکبر و عبد اللہ کہ جنکو بعض علی اصغر کہتے ہیں محمد و حوٹن سپران رئیس بنت فاطمہ علیہا السلام نبی  
عبداللہ ابن جعفر طیار کے بیٹے و عبداللہ و عبدالرحمن و جعفر نقیون بیٹے عقیل ابن ابیطالب کے پہلو سے امام حسین علیہ السلام نبی شوق  
صرف عباس ابن علی کہ علم دار تھے انکا روضہ ایک تیر مہتاب کے فاصلے سے واقع ہو اور اولاد مہاجرین و انصار اور جو لوگ اسدن  
شہید ہوئے تھے یکجا دفن ہوئے ہیں تنبیہ امام احمد و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہا ابن عباس نے  
میں نے صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا بال کھر ہوئے گرد آلود ہاتھ میں شیشہ خون کا بھر ہوا  
میں نے کہا یہ کیا ہو فرمایا کہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہی میں اُسے اٹھاتا ہوں آج صبح سے ابن عباس کہتے ہیں  
کہ میں نے وہ وقت دن یاد رکھا یہاں تک کہ مجھکو خبر ہو گئی کہ حسین شہید ہوئے اسی دن یعنی جس دن یہ خواب  
دیکھا تھا اور حاکم و بیہقی نے حضرت ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی ہو کہ کہا انھوں نے میں نے دیکھا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کہ اپکا سر و داڑھی خاک آلود ہو میں نے کہا یہ کیا حال ہے یا رسول اللہ فرمایا کہ میں قتل  
حسین پر اچھی گیا تھا اور صواعق محرقہ میں ہو کہ حضرت ام سلمہ فرماتی تھیں کہ شب شہادت کے میں نے ایک آواز غیب  
سنی کوئی کہتا تھا ایسا القاتلون جملہ احیاء البشر و المماتین اب التکلیف قد لغت علی لسان اودہ و موسے و حامل  
الانجیل یعنی انکو شہدوں حسین کے نادانی سے مردہ ہو تمکو عذاب کا بیشک تم ملعون ہوے و اودہ موسیٰ  
و عیسیٰ کی زبانوں پر یعنی قاتلین حسین کو موسیٰ و عیسیٰ و اودہ علیہم السلام نے بھی لعنت کی ہے اور ابو نعیم نے  
حبیب بن ثابت سے روایت کی ہو کہ اسنے کہا میں نے سنا جنوں کو کہ روتے تھے حسین پر یہ پڑھ کر مسح اہلبی

عبداللہ ابن جعفر طیار کے بیٹے  
عبداللہ و عبدالرحمن و جعفر نقیون  
بیٹے عقیل ابن ابیطالب کے پہلو سے  
امام حسین علیہ السلام نبی شوق  
صرف عباس ابن علی کہ علم دار تھے  
انکا روضہ ایک تیر مہتاب کے  
فاصلے سے واقع ہو اور اولاد  
مہاجرین و انصار اور جو لوگ  
اسدن شہید ہوئے تھے  
یکجا دفن ہوئے ہیں  
تنبیہ امام احمد و بیہقی نے  
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے  
روایت کی کہ کہا ابن عباس نے



جہینہ ۵۰۔ وکہ بریق فی الخرد ۵۱۔ ابواہ فی علیا قریش ۵۲۔ وجہ خیر الجہود ۵۳۔ یعنی ۵۴۔ اس جہین کو  
 میں نے چوما تھا ۵۵۔ تھی چپک کیا ہی اُسکے چہرہ پر ۵۶۔ اُسکے مابا پتھے قریش کی جان ۵۷۔ اُسکا ناہانگ  
 بہتر ۵۸۔ اور بھی ابو نعیم نے حبیب ابن ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا میں نے نہیں سنا  
 رونا جنوں کا جیسے رسول صلا اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اگر آج کی رات تو میں نے جانا کہ میرا بیٹا حسین  
 شہید ہوا پھر کہا ام سلمہؓ نے اپنی لونڈی سے کہ تو گھر سے نکل کر بوجھ اُسے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حسین  
 شہید ہوئے اور جن یہ کہہ روئے گئے ۵۹۔ الا یا میں نا بہلنی جہد مدد من یکی طے الشہداء جہدی  
 علی ربط لقود ہم المنا یا ۶۰۔ الی متجرب فی ملک عہدی ۶۱۔ یعنی ۶۲۔ ہو سکے جتنا روئے تو ای چشم ۶۳۔  
 کون رو دینگا پھر شہید رون کو مدد پاس ظالم کے کھینچنے لائی ۶۴۔ موت ای دواسے ان عزیزوں کو ۶۵۔  
 پوشیدہ نہ رہے کہ نوحہ عبارت ہو اُس سے کہ میت پر گریہ کرے اور اوصاف پسندیدہ اُسکے ذکر کرے  
 مگر داویلا و امصیبتا کرنا و بے صبری و سینہ کو بی و طمانچہ زنی حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے  
 کہ النبیۃ من عمل الجاہلیۃ یعنی نوحہ کرنا رسوم کفر و شرک سے ہے اور آنکھوں سے رو ذائل سے غم کرنا  
 پسندیدہ ہے آدہ بیہقی و ابو نعیم نے زہری سے روایت کی ہے کہ جسد شہید ہوئے امام حسین علیہ السلام  
 تو اُس بدن جو پھر بیت المقدس میں اٹھایا گیا اُسکے نیچے خون تانہ نہایت سرخ مٹھا اور کہتے ہیں کہ  
 تمام دنیا میں جس جگہ کا پتھر اٹھایا اُسکے نیچے سے خون سرخ نکلا بیہقی نے ام حبان سے روایت کی ہے  
 کہ وہ کہتے ہیں جسد شہید ہوئے امام حسین علیہ السلام اندھیرا رہا ہم سب تین دن اور جسے منہ پر زعفران ملی  
 اُسکا منہ جل گیا بروایت صحیح ثابت ہے کہ زید یوں نے کئی اونٹ لشکر حسینی کے پکڑے تھے جب اُنکو ذبح کیا اور پکایا  
 تو ایسے کڑوے تھے جیسے اندرائین کا پھل کوئی اُنکو گھٹ نہ سکا اور ترجمہ صواعق میں لکھا ہے کہ ایک قافلہ  
 درس بھر کے یمن سے عراق کو جاتا تھا راہ میں زید کے لشکر یوں کا ساتھ ہو گیا تو اُنکی شامت سے  
 اُنکی درس راکھ ہو گئی اور جس اونٹ کو ذبح کیا اُس سے آگ نکلی اور بیہقی نے علی ابن مسہر روایت کی ہے  
 کہ اُسے کہا میں نے سنا اپنی دادی سے وہ کہتی تھی کہ میں لرکی تو جوان تھی جب امام حسین شہید ہوئے تھے  
 تو میں نے دیکھا کہ چند روز آسمان اُنبیر رو کیا اور ابن جوزی و ابن سیرین سے روایت ہے کہ تین دن  
 عالم میں تاریکی رہی بعد اُسکے آسمان سرخ ہو گیا اور دُعلبی سے منقول ہے کہ آسمان حضرت امام حسین پر  
 رو یا اور چتر مینے تک اُسکی نشانی رہی یعنی سرخی اور ابن سیرین و ابن سعد کہتے ہیں کہ شفق کی  
 سرخی بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے ظاہر ہوئی ہے پہلے اسکا وجود نہ تھا اور اسکا سر  
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی غضبناک ہوتا ہے تو خون جو شش کوڑی اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے ۶۶۔

اور حق تعالیٰ شانہ عوارض جہانی سے مانند غضب اور غصہ وغیرہ پاک ہو سوائے بنابر اظہار غضب تمام آسمان کو شمع کر دیا اور اس کا نشان تاقیامت قائم رکھا روایت ہے کہ سات دن آسمان رویا اور اسکی شمع سے دیوار بن گویا لحاف گلزار ہو گئیں اور جو کچھ اس شمع ہو گیا پھر وہ شمع ہرگز گئی یہاں تک کہ پارہ ہو گیا اور تار سے اس کو شواہب آسمان کی گھنٹ گرے اور اسی دن کسوف کمال واقع ہوا کہ دو پہر کو تار سے نظر آئے گویا قیامت قائم ہوئی اہل بیت کو کہ ایسا سانحہ پیش رہا اور اس طرح کام کو کہ عبرت افزا حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک کسی نبی کے البتہ پر نہیں گذر ہر پھر خون ہونا آسمان موزین کا اور تیرہ دن کا مینے عالم کا اور پلکان خون کا شجر اور حجر سے اور دیوار و در سے کیا تعجب ہے بلکہ اگر اسی دم قیامت قائم ہو جاتی اور ہر ایک کا فرقیابی سزا کو پہنچتا تو عجبت تھا مگر زمانہ موجود قریب ہوا اور خداوند کبریا نے ہر چیز کا ایک وقت مقرر کیا ہر فائدہ ہمارے استاد اولاد مولانا مفتی شہید احمد انصاری قدس سرہ ایک سائل کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حبیب اللہ حسین علیہ السلام کربلا میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو ان کے ہمراہ تین فرزند خاص تھے یعنی اولیٰ علی اوسطا امام زین العابدین علیہ السلام تیسری کربلا میں تشریف رکھتے تھے اور شہید نہیں ہوئے دوسرے حضرت علی اکبر علیہ السلام تیسری کربلا میں تشریف رکھتے تھے اور شہید ہوئے تیسرے علی اصغر علیہ السلام تیسری کربلا میں تشریف رکھتے تھے اور شہید ہوئے تیسرے علی اصغر اور ایک بیٹی سکینہ نام بیعت سالا کہ حضرت امام قاسم ابن حضرت امام حسن علیہ السلام سے منسوب تعین کربلا میں ہمراہ تعین روایت ان کے نکاح کی سرابا غلطی اور وفات سکینہ راہ شام میں بھی غلط محض ہے کیونکہ وہ بعد ہجرت کربلا مدت تک زندہ رہی ہیں اور مصعب بن زمیر سے منکوحہ ہوئی ہیں نیز یہ بڑا ہی چوچہ زاد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جناب رسول خدا تھے اور دختر کلان حضرت امام حسین علیہ السلام فاطمہ صغریٰ نام اپنے شوہر کے پاس یعنی حضرت حسن ثنی بن امام حسن علیہ السلام کعبہ منورہ میں رہ گئی تعین کربلا میں نہیں آئیں تعین اور نام والدہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ شہر بانو لقب بشاہ زنان بنت یزدجرد شہر یار بن خسرو پور وزیر بن ہر بن نو شیران تھا اور نام مادر علی اکبر یعنی دختر ابی مرہ بن عروہ بن مسعود سردار بنی فقیف تھا اور نام والدہ پسر سوم یا زین بن ہر بن نو شیران تھا بنی قضاہ سے اور نام والدہ سکینہ رباب دختر ام رقیس بن عدی کہ بنی کلہ سے تھا اور حضرت امام علیہ السلام رباب سے محبت زیادہ رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں **ہم عمری انہی الاحباب ارضا بدخل بہا سکینہ والرباب یعنی اپنی جان کی قسم کہ میں ان میں کو دوست رکھتا ہوں کہ حبیب سکینہ اور رباب قلیم کرین اور منزل بڑی بی نام والدہ فاطمہ صغریٰ کا امام علی بن بنت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نہ نون چار برس کے تھے کیونکہ مگر کربلا سے چار برس پیشتر یعنی سنیہ سادون ہجری میں پیدا ہوئے اور پھر مگر حبیب سکینہ میں ہوا اور ازواج مطہرات امام سے صرف شہر بانو والدہ علی اصغر ہوا تعین احوال اور ان کا معلوم نہیں کہ زندہ تعین یا مرہ اور فرزند ان حضرت امام حسن علیہ السلام سے چار شخص شہید ہوئے حضرت قاسم اور عبد اللہ اور محمد ابو بکر یہ سب نوجوان تھے اور حضرت حسن ثنی کربلا میں نہیں آئے وہ مع اپنی زوجہ فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین علیہ السلام کے مدینہ یا سکینہ میں رہ گئے تھے اور فرزند ان علی رضی اللہ عنہ دہرہ سے بلخی نگر کربلا میں تھے حضرت عباس اور عثمان اور محمد اور**

جدا گیا اور جعفر کہ سب شہید ہوئے روضہ حضرت عباس کا ایک تیر کے فاصلے پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ میں سے اور سب اسی روضہ میں دفن ہیں اور فرزندان حضرت عقیل سے حضرت سلم مختار برہم دہیوں کے حسب ارشاد حضرت امام کو نے میں بنابر احکام قبل وقرار تشریف لیکے تھے وہیں شہید ہوئے بتایں دوم بیچ سلسلہ ہجری میں اور تین شخص یعنی عبداللہ و عبدالرحمن و جعفر ہمدانیہ امام کر بلا میں شہید ہوئے اور فرزندان حضرت جعفر طیار سے محمد اور عون پسران حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام کے کہ پوتے جعفر طیار کے تھے ہمدانیہ امام کر بلا میں شہید ہوئے اور نجباء صاحبزادہاے اہلبیت شہر آدمی کر بلا میں شہید ہوئے اور حضرت امام زین العابدین و عمر بن الحسن اور محمد بن عمر بن علی وغیرہ صاحبزادگان صغیر السن بندیوں میں تشریف لیکے تھے اور حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام علیہ السلام اور شہر بانو زہرا امام اور حضرت سکینہ دختر امام وغیرہ زنان اہلبیت ہمدانیہ کر بلا میں قیدوں کے ساتھ روانہ شام میں انتہی القصد حب اہلبیت رسالت مع سر مبارک سید الشہداء اعلیٰ العلیہ التحیہ والثناء بادگیر سر ہاے آل عبا ہمدانیہ شقیہ کو نے میں رونق افروز ہوئے تو ابن زیاد نے مطلع ہو کے مجلس کو کراستہ کیا اور باہمیت و وقار ف مجلس بند کر بیٹھا اور اہل کو نے کو جمع کر کے قیدوں کو طلب کیا پھر کہا الحمد للہ الذی الکر واکرب یعنی شکر خدا ہے کہ اسنے دشمنوں پر سختی ڈالی اور سختی دی حضرت زینب نے فرمایا الحمد للہ الذی کرنا محمد وکلنا تطییر یعنی سب تعریف ہر خدا کو جسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہو کر بزرگ کیا اور بخوبی پاک کیا ابن مرجم نے کہا کیف رائیم قدرہ اللہ حضرت زینب نے فرمایا سمیع اللہ بیتا وینکلم وینصف بنیاد وینکلم یعنی قریب ہر کہ اللہ تعالیٰ ہر کوئی کو کچھ کے انصاف فرمائے ابن زیاد اس کلمے سے سخت براشتہ ہوا اور کہنے لگا کہ ظاہر الیک تم میں دلیری باقی ہے اور چاہا کہ بے ادبانیہ پیش آئے خصما مجلس نے کہا عورتوں کے کلام پر اعتناء چلیے ناچار تھا علی بن حسین علیہ السلام متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ کون اور کیا لڑکا ہے کسی نے کہا حسین بن علی علیہا السلام کا بیٹا ہے کہ اسکو بھی قتل لازم ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ آل عباس سے کوئی موزندہ رہے کو تو ال کوئی نے چاہا کہ امام علی زین العابدین علیہ السلام کو لیجا اور بیرون قلعہ شہید کرے اسوقت حضرت زینب نے اپنی گود میں لیا اور کہا کہ اول مجھ کو قتل کر تو تب ہر ہاتھ ڈالو یہی ایک لڑکا نسل خاتمہ علیہا السلام سے ہمارا محرم باقی ہے اگر اسکو بھی مارتے ہو تو ہم سب بلا محرم رہے عاتقہ میں اس کلام سے ابن زیاد کو نہ خوف لاحق ہوا کہ خون حق حضرت امام سے درگزر تاجر نظر اس ملعون کی سید الشہداء کے سر مبارک پر پڑی تو وہ مردود ہنس پڑا اور ایک چٹری سے جو اس کے ہاتھ میں تھی اسکا کوس کیا اور دندان پیشین کو توڑنے لگا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابن زیاد یہ لکڑی لب دندان شریف سے علمیہ رکھ بخراے کعبہ میں بنے بار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو انیر ہوس جیسے دیکھا ہے اور بہت روئے اس مردو نے نہ مانا اور کہا قسم ہر اس خدا کی جو انکے تیری پر آک رکھا اگر تو ضعیف متواترین گردن مارتا زید نے کہا کہ ایک کلام اور زیادہ عقدہ دلانے والا اس میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے حال میں کہ کون سیدھی ران اور سین کو بائیں پر بٹھلائے اور ہاتھ سروں پر پھیرتے دھڑکتے تھے کہ یا اکی میں انکو تیرے اور یومنین صالحین کے پاس یامات پیکر تاجہوں سوا عی ابن زیاد تو نے امانت رسول خدا سے کیا سلو کیا اے لوگو حق سبحانہ سے خوش نہو کہ ستے

ابن طلحہ کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا سر سوار بنایا بعد اسکے ابن زیاد نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا کہ شکم خدا کا جو جسے اٹھا جو کیا اور  
ایسے لوہین زیاد اور اسکے لشکر کو فتح دی اور کاذب ابن کاذب کو قتل کیا عبداللہ بن عقیف نے فرمایا کہ تو جو بھٹکا اور تیرا باپ اور  
جسے بھٹکا اس پر کیا افسوس ہو کہ مقام صدیقین پر کھڑے ہو کر کلمات قبیحہ زبان پر لاتا ہو اور شہر مانا نہیں جو ابن زیاد نے حکم قتل  
صادر کیا مگر اس وقت انکی قوم نے پیادیاں کومارے گئے القصد ابن زیاد نے اہلبیت کو قید کیا اور سر مبارک کو تشہیر کرایا یزید بن  
فراتے ہیں کہ جب سید الشہداء انیسے پر قریب میرے دیکھ کے آیا تو میں نے کانوں سے سنایا اور آتی تھی ام حسب ان اصحاب  
الکف والفریق کوناسن آیا ناعجا یعنی تو نے جانا ام محمد کہ اصحاب کف اور قہیم نشانہ ان اعجوبہ ہماری قدرت کی ہیں کہ تین سو توہر  
ایک غامین سوتے رہے اور جب جاگے تو ایک دن یا کم اس سے اپنے گمان میں سوئے تھے زیاد ابن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں  
کہ جب یہ آیت زبان سر مبارک سے میرے کان میں پہنچی تو بخدا میرے بدن کے بال کھڑے ہو گئے اور میں نے کہا  
یا ابن رسول اللہ صلعم حقیقت حال تمہاری اس سے عجیب تر ہو خلاصہ یہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک نے  
فرمایا کہ قصہ اصحاب کف جو مثل برجی بات و خوارق عادت ہو اگر عجیب تر ہو لیکن میرا قصہ اس سے زیادہ تر عجیب ہو یعنی  
امام کونامع و یگناہ مارا اور اہل و عیال کو اس طرح بے پردہ و ذلیل کیا اور سر مبارک کو جوہ و بازار میں نیرسے پر لٹکا کر بچہ پایا  
اور اصحاب کف جنکے خوف سے غار میں پوشیدہ ہو رہے تھے وہ لوگ بت پرست کافر تھے اور قاتل اور آرم بقتل  
حسین علیہ السلام دعویٰ اسلام کرتے ہیں و خوب جانتے ہیں کہ یہ نوریدہ حضرت بتول و راحت جان رسول مقبول  
ہیں اور اصحاب کف جو سو کہ بعد سالہا سال کے بولے تھے تو آخر وہ زندہ تھے اور روح انکی بدن میں موجود تھی اور امام  
کے سر مبارک نے بدن سے جدا ہونے کے بعد کلام کیا تو درحقیقت جس قدر تعجب امام کے  
قصے میں ہو اتنا اصحاب کف کے قصے میں نہیں ہو فاعبر وایا اولی الالباب ان ہذا لشی عجاب سبحان اللہ و بحمدہ کیا  
کا خانے الہی ہیں کہ اسکی درگاہ الالبابی میں کسی کی برداشت نہیں کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا آئین چمکتی یہ تھی کہ  
قاتلون اور آرم و دن کا گھر و درخ بنایا اور شہیدوں کو بہشت کا سردار کر دیا فتاویٰ قرطبی میں لکھا ہے کہ جب علی ابن حسین علیہ السلام  
ہاتھ گردن میں بندھا تھا اور اہلبیت نبوت کو ظالم لوگ محبس میں لیے جاتے تھے تب کوفے کے لوگ انکے ساتھ ساتھ  
مطلق شہیدہ تھے مین کہتا ہوں کہ سیا و شہم لازم ایمان ہو کہ اقال رسول اللہ صلعم اصحابہ بن الایمان ہر گاہ کہ اس وقت اہل کفر  
نے ایمان محض تھے پھر شہم کسان سے آتی آبن الاغفر نے لکھا ہے کہ اول اول اسلام میں سر مبارک امام حسین علیہ السلام  
تیز سے پر چڑھایا گیا اس سے پہلے یہ حرکت نہ ہوئی تھی باجماع بعد اس ظلم و بدعت کے ابن زیاد بانی فساد نے فرق مبارک  
سید الشہداء اور دیگر شہداء کے بلا مع جملہ اسیران اہلبیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثنا شہر ذی الحوشن لمون بن ہناد کے ساتھ  
جانب دمشق زید بلیہ علیہ السلام کے پاس روانہ کیا اور تقید بلوغ کر دیا کہ جو قمریہ یا شہر راہ میں پڑے فرق مبارک  
امام حسین علیہ السلام کو نیزہ پر لٹکا کر تشہیر کچھو کہ اس جگہ کے لوگ بھی آگاہ ہو جائیں کہ انی تذکرہ القرطبی میں کہتا ہوں



کہ غرض ابن زبیر و مردود کی یہ تھی کہ حضرت سید الشہداء اور اہلبیت مصطفیٰ کی ذلت قرار واقعی ہوا۔ جو لوگ کہ یہ گمان تھے تھے  
 کہ زبیر و ابن زبیر و سلمان ہر سب مطلع ہو جاویں کہ کچھ اسلام سے کچھ کام نہیں ہوا۔ یہ بھی منظور نظر تھا کہ سب جگہ کے  
 لوگ واسطہ بلا واسطہ آگاہ ہوں کہ پیغمبر خدا کی وفات سے تھوڑے عرصے کے بعد عرض اپنے اغوہ و اقارب کا جو بیگ  
 کفر مارے گئے تھے پیغمبر کی اولاد سے کیا خوب لیا انقصہ جب شمر بن لہجہ و غیرہ ملاعنہ کونے سے چلا اور ایک منزل  
 چلا اترے وہاں ایک درویش نبی اسرائیل کا عبادت خانہ تھا اسکی دیوار پر یہ بیت لکھی تھی ۵ اتر جو اقلیت  
 حسینا ۶ شفاعتہ جبہ یوم الحساب یعنی ۷ شہیر کے قاتل کیا فردا سے قیامت میں ۸ امید بھی رکھتے ہیں نانا کی عشتا  
 کی ۹ سو یہ بیت ان ملاعنہ کی نظر پڑی درویش سے پوچھا کہ یہ بیت کس نے لکھی ہو اسنے کہا اتنا تو میں جانتا ہوں  
 کہ یہ نابوس برس قبل لعنت تمہارے نبی سے یہ بیت لکھی گئی ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اس دیر کی دیوار بھٹی اور ایک ہاتھ  
 بھٹکا اسنے قلم سے یہ بیت لکھی اور ابو نعیم نے طریق ابن اسحق سے اور اسنے قبیل سے روایت کی ہو کہ جب مبارک  
 شام کی طرف پہلے تو اشقیاء پہلی منزل پر پہنچ کر خرمے کا شیرہ پینے لگے اس حالت میں ایک قلم آہنی غیب سے  
 نمودار ہوا اور اسنے خون سے یہ بیت لکھی بہر تقدیر اس بیت کے لکھے ہونے میں شک نہیں روایت ہو کہ اس  
 درویش نے مبارک کو دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ نہایت بد ہیں کہ اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کر کے اسکے اہلبیت کو  
 اس ذلت و خواری سے لیے جاتے ہیں پھر اسنے جماعت اشقیاء سے متوجہ ہو کر کہا کہ اگر ایک رات سر امام حسین  
 علیہ السلام میرے پاس رہنے دو تو میں تمکو دہل نہراں و رہم دیتا ہوں انھوں نے قبول کیا درویش نے  
 فرق مبارک دونوں ہاتھوں سے لیا اور خلوت میں خوشبو دینے مچھ کر کے اپنے زانو پر رکھا اور دیکھ کر رو لگا  
 رات بھر انوار خدا جمال حق نما سے مشاہدہ کرتا رہا اور دیکھتا تھا کہ تمام رات آسمان سے طبقات  
 نور اترتے تھے صبح کو سلمان ہوا اور تمام عمر انبی محبت اہلبیت میں گذرانی اور دہل نہراں و رہم  
 مطابق وعدہ کے ان ظالموں کو عنایت کیسے تھوڑی دور چلا کہ ان کبختوں نے تقسیم کرنے کے واسطے  
 تمیلین کے منہ کھولے تو سب درم ٹھکریان ہو گئیں تعین ایک طرف لکھا تھا ولا تحبن  
 اللہ غافل عما یعمل الظالمون یعنی نہ جانو تم اللہ کو غافل اس سے جو کرتے ہیں ظالم لوگ اور دوسری جانب  
 لکھا تھا یعلم الذین ظلموا انی منقلب ینقلبون یعنی اب معلوم کریں گے ظلم کرنے والے کس کروٹ اٹھتے ہیں انقصہ  
 بعد طے منازل اسیران کہ بلا مع فرق مبارک سید الشہداء و شق میں پہنچے یا ابن عباس کو سال ابن عمر سے روایت  
 کرتے ہیں کہ جب مبارک تیرہ ہر دوشق میں نکلا تو میں نے واللہ دیکھا کہ ایک شخص آگے آگے سورہ کھٹ پڑھا  
 چلا آیا تھا یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچا ان اصحاب الکہف والرقم کا لوازمین آیا تا عجا ۶ دفعۃ اللہ نے فرق مبارک  
 کو گویا کیا کہ آسنے بریان ضعیف فرمایا اعجب من ذلک قلی وحلی یعنی عجب تر اس سے ہو میرا قتل ہونا اور سر کا نہ ہونا

لیے ہوئے پھر انہی پر پلید علیہ السلام نے فرمایا کہ اہلبیت سے نکرہا رات آ رہا ہے کہ سب کو  
 مجلس عام میں طلب کیا اور کل انبساط سے ایک ایک سر نہ نظر ڈالی اور سب کے نام پوچھے شمر فی الجوشن ملعون نے نام  
 بتلائے یہاں تک کہ اسے سر مبارک سید الشہداء بھی پیش کیا اور ماجلے لڑائی پر بہاوت و افتخار اس طرح بیان کیے کہ کھلو  
 عبداللہ ابن زیاد نے حسین ابن علی کے مقابلے میں بھیجا سو میں شک کر رہا رہا لیکن لڑتے لڑتے اور ہر طرف سے ان کے ساتھیوں کو  
 گھیرا اور ایک ایک کو قہر کر چلا یہاں تک کہ میں نے سب کو کوشش سے مارا کہ ان سب کے سر حاضر ہیں اور یہ حسین کا  
 یزید پر پلید یہ کلام سن کر بہت خوش ہوا اور قتل شراب ہاتھ میں لیکر پیئے لگا اور انوار امانت سے پیش آیا اور ایک  
 لکڑی چھوٹی درخت خیزران کی کہ اس ملعون کے ہاتھ میں تھی لب دندان برہا تھا اور اشعار ابن زبیری پڑھتا اور ان کے  
 میں دو شعر اور دلالت مہر پر کفر کرتے تھے زیادہ کہ اتنا کہ اتنا تھا اور ابولہریدہ جھگڑا کہ ان سے اتنا کہ اتنا کہ تیری عمر سجدہ ہوگی اور خضاب سے  
 کی حاجت نہ ہوگی یزید بعض اصحاب انیسار سے نیکر حضرت سول قبول صلاۃ علیہ وسلم کو پہنچی وہ رونے پٹینے اس مجلس  
 نامستول میں آئے اور فرمانے لگے کہ اویزید یہ کیا ہے ادبی سر مبارک سے کرنا ہر وہ سر جو حکو رسول اللہ چومتے تھے پر پڑنے  
 سات نفر صحابیوں کو اسی وقت قتل کروایا فائدہ نہ لکھنا کالیش مبارک پر صیغہ نہیں ہوا سیکے کہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب  
 امام حسین شہید ہوئے ہیں تو لیش مبارک مضموب ہوئے تھے اور کتاب الحروف نے اپنے استاد مولانا میر حسن علی محدث حیدرآباد  
 علیہ سے سنا ہے کہ خضاب یاہ سواے وسیعہ کے کمرہ ہوا و وسیعہ کا ممنوع نہیں ہوا روایت ہے کہ عمر ابن حنبلہ صحابی مقتول  
 حاضر تھے انھوں نے جرأت کر کے فرمایا اہل یزید قطع التمدید یعنی کاٹے اللہ تیرا ہاتھ تو لکڑی ان ہاتھ لگاتا ہے جو بولگاہ رسول اللہ  
 یزید نے کہا اوسمہ اگر شرف صحبت رسول اللہ ملے نہ تو اتوین تجھ کو قتل کرنا سمجھ رہی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ میرے  
 حق میں ملاحظہ صحبت رسول خدا با میں مرتبہ اور جگر کو نشان رسول و فرزند ان بتول سے یہ معاملہ ہے کہ کوئی کافر بھی کسی  
 مسلمان سے نہ کرے کہ اگر مجلس سے اٹھ آئے روایت ہے کہ ایک سوداگر یہودی بھی اس مجلس میں حاضر تھا اسنے پوچھا یہ  
 کس کا ہے یزید نے کہا کہ یہ سراس شخص کا ہے جو دعویٰ مقابلہ خلیفہ وقت سے رکھتا تھا سوداگر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ  
 صاحب اس سر کا شرافت و بزرگی رکھتا ہے جو اسکو داعیہ خلافت تھا یزید نے کہا کہ اشرف نبی ہاشم میں تھا مگر جس نے کہا  
 انعام کیا ہے اور انکے باب کون تھے یزید نے کہا حسین اسکا نام اور باب کا نام علی ابن ابیطالب اور کا نام فاطمہ  
 بنت رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلعم یہودی نے کہا معلوم ہوا کہ تمھارے نبی کا فرزند ہے یزید نے کہا ان تب یہودی نے  
 وفات کے شیعہ اٹھلی دانی اور کہا اویزید افسوس صد افسوس میرے اور اوپر بغیر کے سچ میں شریف تین گز مٹی  
 اور بہتر فرقہ یہودی میری تعظیم اور توقیر کرتے ہیں اور محمد رسول عربی تمھارے پیغمبر کہ ابھی کل کے دن اس عالم سے تشریف  
 لیگے ہیں تمھیں یہ معاملہ اٹکی اہلبیت سے کیا کہ نہ ایسا معاملہ کا دن سے سنا اور نہ انھوں سے دیکھا دے ہر شہدا  
 تملوگ تو سخت شہر اور ہوا و اسی جگہ قیصر روم کا سفیر بھی حاضر تھا اسنے کہا اویزید بعض جزائر میں عیسیٰ علیہ السلام

کے گدھے کے ستم کا نشان پر سو ہم لوگ ہر سال جواہرات اور تحائف لیکے جاتے ہیں اور اسکی زیارت کرتے ہیں اور مراتب عظیم  
 جسطرح مسلمان بیت المقدس ادا کرتے ہیں ہم اس کرتے ہیں جیسا کہ تنہا اپنی بی بی کے لڑکوں کو قتل کر کے عورتوں اور یتیموں کو  
 ایسی دانت سے قید کیا ہم لوگ بڑے شرم پر پوزیرنے لگا اگر تو سفیر قیصر کا نہوتا تو میں تیری گردن مارتا آسنے کہا امویہ پر جنگجو  
 شرم نہیں آتی کہ قیصر کی تو نے یہ پاسداری کی اور اپنے پیغمبر کی کچھ قدر بخانی اس حال میں یہ قبول غلام نیریدنا مقبول کا  
 اس جگہ حاضر تھا آسنے کہا امویہ پر خدا سے ڈر کہ حسین علیہ السلام سہرا دارا ولاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں میرے روبرو  
 آنکے لب و دندان سے بے ادبی نہ کر کہ پیغمبر خدا نے ان لبوں پر کئی مرتبہ بوسہ دیا امویہ پر مردود نے کہا کہ میں تجھ کو بھی  
 انھیں دشمنوں میں شمار کرنا ہوں جب غلام نے یہ کلام سنا تو آسنے تین بار تلوار ماری خالی ٹپری اور محاسن  
 میں ایک شور برپا ہوا آسنے چالیس آدمی داخل نار کیے آخر شہید ہو کر داخل بہشت ہوا یعنی امام زین العابدین  
 اور زینب بنت فاطمہ علیہم السلام نے وعدہ جنت فرمایا بعد اسکے نیرید پیچہ حضرت امام زین العابدین کی طرف متوجہ ہوا اور چچا  
 یکسکا لڑکا پر کسی نے کہا حضرت حسین ابن علی کا کما میں نے سنا تھا کہ علی بن حسین قتل ہو گئے لوگوں نے کہا حضرت امام حسین  
 تین بیٹے تھے علی اکبر علی وسطا علی و معرو و شہید ہوئے یہ علی وسطا بیمار تھے وہ مقید ہیں حاضر نیریدنے لگا امیر لڑکے جاتا ہوا کہ میرا  
 باپ مسند خلافت پر بیٹھنا چاہتا تھا اور اسکو یہ دعویٰ تھا کہ اسکے نام خطبہ پڑھا جائے الحمد للہ کہ اپنی مراد نہ پہنچا امام زین العابدین  
 نے فرمایا امویہ پر بیچ تاکہ یہ منبر ہمارے باپ دادے کے رکھے ہوئے ہیں یا تیرے اور خلافت و امامت ہمارا خلیفہ لانی ہو  
 یا تیرے آبا و اجداد کی جو شکر تھے قیامت کے دن ہمارا تیرا مصلہ ہو گا اور اگر یہ سید عالم الدین ظلموا انی نقب لہم ثقلیوں پر  
 ختم کلام فرمایا پھر نیریدنے لگا کہ ان سب کو اس مقام پر پہنچا جو جہان فرود کش ہیں اور سربلک امام حسین علیہ السلام  
 دروازے دمشق پر لگاؤ خلیفہ تین شہانہ روز بزرگ برسر پر دروازے دمشق پر آؤ زبان با پھر سب اہلبیت رسالت مع  
 سربارک ہماری نعمان بن بشیر صحابی اور تیشی نفر جائے سواران نیریدی روانہ مدینہ ہوئے نعمان بن بشیر نے راہ میں شہنا  
 خدمت اور اطاعت کی کہ فقر اور تحریر سے خارج ہو بعض کے نزدیک حضرت امام زین العابدین نے کہ بلابین ہو چکر سربارک  
 امام اور سربارے دیگر شہداء بنوں سے ملا کہ میسورین صفر کو پھر دفن کیا واللہ علم جب قریب مدینہ منورہ پہنچے تو اولاد مدینہ  
 اور انصار اور تابعین سید ابوبکر نے استقبال کر کے لیا اور اہلبیت کو مبتلائے مصیبت دیکھ کر اوایلا و امصیبتا چچا تے ہوئے  
 لائے اس دن مدینہ با سکینہ میں آنا غم اور الم تھا گویا آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی ہوا انہوں  
 ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک ایک کو گلے لگا کر روتی تھیں اسی حال سے سب کو روضہ مبارک پر لیگین اور روتے روتے  
 بیتاب ہو گئیں اور گویا زبان حال فرماتی تھیں **یا رسول اللہ** ہزار روضہ سہ تا بنگری + اہلبیت خوش رازار  
 غمناک خیرین + در بلائے دشمنان دین گرفتار کردہ + کس سہارا در جہان یارب گرفتار خدین **فائدہ** حضرت شہداء و اولاد  
 امام زین العابدین کا حال بعد واقعہ کرنا کسی تاریخ اسلام سے صحیح لائق اعتماد دریافت نہیں ہوتا کہ جناب عفت مآب

ملک شام بن ربیع یا مرنہ میں تشریف الائن الاغنت اندخرا سری شیمی نے شرح تہذیب میں دو قول لکھے ہیں ایک  
 یہ کہ جناب موصوفہ کربلا میں ہمارا امام تھیں دو سرائے کہ حضرت امام نے فرمادیا تھا کہ جب اس ذوالجناح کی پشت سے  
 جدا ہو گا تو وہ درخیمہ پر حاضر ہو گا تم اسی پر سوار ہو کر یاگ چھوڑ دینا جس طرف کو ماسور ہو جائیگا بعد اسکے لکھا ہو کہ قد ورد  
 فی الانار تمام فوتہ فی الری و فرار ہا مشہور معروف اور بعض امامیہ نے لکھا ہو کہ حوالی کوہ طہران میں ایک درہ عمر  
 وہاں اثر قبر اور صندوق کا پایا جاتا ہو بلکہ ضرب بھی ہو اور اکثر درخت وہاں لگے ہیں اور ایک مجاور بھی رہتا ہو <sup>علیہ السلام</sup>  
 مگر صحیح یہ معلوم ہوتا ہو کہ حضرت شہر بانو اہلبیت میں رہیں کبھی جدانہیں ہوئے بلکہ جو بعضوں نے لکھا ہو کہ ایک  
 شخص انکے وطن کا ہمارا اپنے لیگیا اور ملک نو شیردان میں انکے گھر ہو چکا یا غلط ہو اغرض سہ سبارک امام علیہ السلام  
 کو کھنا کہ جنت البقیع میں دفن کیا علامہ قطبی کہتے ہیں کہ پہلوے حضرت فاطمہ قریب حضرت امام حسن علیہ السلام دفن  
 کیا اور خلاصۃ الوفایں بھی ایسا ہی ہو یعنی جنت البقیع پہلوے امام حسن علیہ السلام اور جو بعضے کہتے ہیں کہ سبارک  
 بھی کربلا ہی میں مدفون ہو یا یہ کہ سلیمان بن عبد الملک کے وقت تک خاندان میں تمام صحیح نہیں ہو سکیہ تجاری اور سلم بن حضرت ام المومنین  
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روحوں کے لشکر میں محمد کے جسد جو انہیں  
 سے ازل میں آشنا اور واقف تھا وہ اس عالم میں ملائی اور الفت والاربا اور جو انہیں سے وہاں نا آشنا اور بے پچان تھا  
 وہ یہاں بھی جد اور ٹھکانا یعنی ازل میں خدا نے روحوں کی قسمیں طرح طرح کی پیدائی ہیں اور انہیں استعدادیں مختلف اور  
 گوناگون کئی ہو جو میں مناسب تھی وہ اس عالم میں نشیہ و شکر ہو گئے جس طرح سعد بن وقاص والد عمر و ملعون کہ عاشق زرار  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جان نثار امام حسین کہ انکے ہشتی ہونے کی بشارت قطعی ہو اور جو وہاں بے مثل تھے یہاں بھی بھولے چلے  
 سب جس طرح عمرو بن سعد اور زید وغیرہ ملائے کہ خاندان نبوت کے دشمن جانی تھے اور ظاہرین ایماندار اسی سبب کہتے ہیں کہ  
 ولی سے شیطان شیطان سے ولی پیدا کرتا ہو خلائی قدرت عجیبہ سے حسن و بصرہ بلال از حبش صیب از دم ذرا خاک کہ  
 ابو جہل ابن چہرہ ایچی ست + سبحان اللہ سعد بن ابی وقاص کی یہ فضیلت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد میں  
 فرمادیں کہ اے سعد تیرا میرے ماں باپ تجھ قدر کہ یہ حدیث صحیح میں حضرت امیر المومنین علی رضی سے مروی ہو اور صحابہ  
 میں حضرت موصوف سے روایت ہو کہ میں نے کسی کے حق میں یہ کہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوائے سطل بن ابی وقاص کے  
 نہیں سنا اور عمرو بن سعد اس طرح کا لفظ بے وقت کہ جگر گوشہ رسول مقبول کے خون کا پیاسا ہو گیا قدرت حق ہو پوشیدہ  
 نہ رہے کہ شخص سیم اور شریک اور راضی اور غور سند بشادت شاہ شیدان حضرت امام حسین علیہ السلام تھا قطع نظر از  
 عذاب آخرت اس ظلم میں بھی اپنے خیلے اعمال کو ہو بیکار داخل دوزخ ہوا تہری سے روایت ہو کہ جو کوئی حرکت کرے یا بدین مقابلہ  
 سید الشہداء امام حسین علیہ السلام تھا بلا معائنہ عذاب اور کمال دنیا سے نہیں گیا تجھے ہزار ذلت اور خواہی تو  
 ہوئے اور بعضے آکھوں سے اندھے ہو گئے اور ٹھوکریں کھاتے پھرے پھر نہایت تکلیف اور فاقہ کشی سے ہوئے



اور بعضوں کا منہ کالا ہو گیا کہ دیکھنے والے اسکی صورت سے خوف کرتے تھے اور بعضے شدت پیاس سے کھالین باہنی کی ہضم کر کے حطب جہنم ہوئے اور بعضے برص اور جذام میں مبتلا ہو کر داخل سفر ہوئے اور بعضے اور غذا بون میں گرفتار ہو کر سخت اشری کو گئے اور بعضے تھوڑے دنوں کے بعد بیکہ مارنے لگے اور تمام مال دولت موروثی اور ذاتی جو زیر پیل پیلہ یا پختہ کے خزانہ سے پایا تھا جاتا رہا اور اسی حالت در پوزہ گری میں مر کے شب الدنیا والا آخرۃ ہوئے سچے ہر عام کلونخ انداز راپا پا سنگ بہت اور بعضے اسطرح مارے گئے کہ پھر انکا نشان قیامت تک نہ رہا روایت ہو کہ ایک مجلس میں چند آدمی باہم گفتگو کر رہے تھے کہ دشمنان حضرت امام حسین علیہ السلام سے کوئی شخص نظر نہیں پڑتا کہ بلا مصیبت اور بلا اس عالم فانی سے عالم باقی کو گیا ہو جو دیکھا اسکو بلا ہی میں مبتلا ہو کر فنا ہوتے دیکھا ایک بوڑھا آدمی اس مجمع کا بول اٹھا کہ ہم معرکہ کر بلا میں شریک تھے ہر کو اسوقت تک کوئی مصیبت اور بلا نہیں پہنچی دفعۃً چراغ اس مجلس کا بجھنے لگا یہ مردود اس کے اشتعال کے واسطے کیا ہاتھ بڑھاتے ہی شعلہ چراغ نے پکڑا کہ ساری مجلس میں ٹوٹا تھا اور کنا تھا میں جلا میں جلا بیان تک کہ اقان و غیران دریا میں جا کر اچو کہ یہ آتش غضب الہی کی تھی دریا کا پانی اس کے حق میں روغن چراغ ہو گیا اور ایسا جلا یا کر خاکستر بنا ہوا اور سدی سے روایت ہو کہ میں ایک جگہ ضیافت کھانے گیا تھا بہت لوگ شریک تھے تذکرہ معرکہ کر بلا ہونے لگا اہل مجلس نے کہا بھائیو جو کوئی اس معرکہ میں تھا لاریب مصیبت اور بلا میں گرفتار ہوا منیر بان کہ مجلس تھا بول اٹھا کہ ہم بھی اس معرکہ میں تھے سو کوئی آفت اب تک ہکونہیں پہنچی ہنوز کلام اسکا تمام نہ ہوا تھا کہ ایک شعلہ چراغ سے اٹھا اور اس کے بدن پر گر کر تمام بدن اسکا جلا کر خاک ہو گیا راوی کہتا ہے مجھ اسے منتقم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ گویا گویا ہر جلا ہوا اور تصور ابن عمار نے روایت کی ہے کہ جبہ سربارک سید الشہداء امام حسین علیہ وعلی آباءنا الصلوۃ والسلام کا نیرے میں باندھا تھا وہ شخص اول بہت حسین و خوبصورت شہرہ آفاق تھا اسی روز سے ایسا سیاہ قبیح منظر یہ یک تیرہ دن ایک ہو گیا کہ لوگوں نے از روئے تعجب اس سے پوچھا کہ اے مرد تو تو خوبصورت اور حسین تھا یہ حال تیرا کیا ہوا ہو اسنے کہا واللہ جس دن سے میں نے سربارک سید الشہداء علیہ السلام نیرے میں لٹکایا ہوا اس دن سے وہ شخص مسیب صورت ہر روز میرے پاس آتے ہیں اور وہ دنوں بازو بڑے کھینچے ہوئے لگے ہیں لیجاتے ہیں اٹا لٹکاتے ہیں پھر واپس لاتے ہیں اسی سبب سے تمام منہ میرا سیاہ ہو گیا ہے کہ میں خود مخوف ہوں راوی کہتا ہے کہ وہ شخص اسی بلا میں رہا اور اسی کیفیت میں مر کر داخل دوزخ ہوا وہ یہ بھی روایت ہو کہ ایک بوڑھے آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ایک طشت خون سے بھرا ہوا حضرت کے روبرو رکھا ہوا لوگ آتے ہیں اور حضرت انکو اسی خون سے آلودہ فرماتے ہیں بیان تک کہ نوبت اس پیر مرد تک پہنچی اسنے کہا یا رسول اللہ میں قتل امام حسین علیہ السلام میں شریک نہ تھا فرمایا تو شکر دے تھا لیکن تیری خواہش تھی اور تو اس بات پر راضی تھا پھر انگشت شہادت سے اسکو اشارہ کیا جبکہ

صبح کو سو کر اٹھا تو اندھا تھا اور انام احمد نے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ نے فاسق ابن فاسق کو قتل کیا  
 اسی وقت دو ستارے آسمان سے اُسکی دونوں آنکھوں پر گرے کہ وہ نابینا ہو گیا اور ابو نعیم نے طریق سفیان سے اور اسے  
 اپنے دادا سے روایت کی ہو کہ سفیان نے اپنے دادا سے کہا کہ دو آدمی معرکہ کر بلا میں بمقابلہ سید الشہداء امام حسین  
 علیہ وعلیٰ آباءہ النجیہ والنجیہ تھے سو ایک کا عضو تناسل اس قدر بڑھ گیا تھا کہ کہرتین یا گردن میں بیٹھتا تھا اور دوسرے  
 آدمی کا یہ حال تھا کہ پیاس اُسکی اس مرتبہ تھی کہ کچھ الہین بانی کی پی جاتا تھا اور پیاس بخاتی تھی آخر کار قدرت الہی  
 یہ ہوئی کہ اسی حالت میں داخل جہنم ہوا اور وہاں کے بانی سے سیراب ہوا آدمی سے منقول ہو کہ ایک پیر مرد  
 حاضرین معرکہ کر بلا سے نابینا ہو گیا اُس سے لوگوں نے پوچھا کس سبب سے تو اندھا ہو گیا اُس نے کہا میں نے رسول  
 صلوات اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آستین باز و تک چڑھائے ہوئے تلوار ننگی ہاتھ میں لیے بیٹھے ہیں اور ایک  
 فرش چرمین رو بر و بچھا ہوا سپردس آدمی قائلین امام حسین علیہ السلام سے بیچ کیے پڑے ہیں وہی نابینا کہتا ہے کہ  
 حال میں مجھ پر نظر پڑی تو حضرت صلعم نے لعنت کر کے ایک سلاخی خون سے ترکی اور میری آنکھ میں بھیڑی کہ میں اندھا  
 ہو گیا اور ایک شخص قاتل حسین علیہ السلام سے شام میں تھا اُس نے اس کا سوراخ ہو گیا تھا کہ آدمی اُس کو دیکھ کر ڈرتے تھے  
 اور جس نے حضرت علی اصغر کے حلقہ میں تیرا تھا وہ اس بلا میں تھا کہ آگے کے بدن میں گرمی اور پس پشت سردی  
 تھی ہر چند لوگ سامنے سے نکلتے جھلتے تھے اور پیچھے سے آگ جلاتے تھے پر کچھ اترتا تھا اور شدت پیاس سے  
 گھڑے کے گھڑے پانی کے پی جاتا تھا آخر اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اُسی عقوبت میں مہراستعد رجوبیان ہوا سو ایک  
 شیعہ ہوا احوال عوام الناس سے جو معرکہ کر بلا میں حاضر تھے احوال خاص یعنی زیر پرلید و ابن زیاد و مائے فساد و ابن سعد  
 شمر و دیگر وغیرہ ملائے کا جملہ بیان کرتا ہوں کہ اسراشتقیانیر علیہ السلام سے استحقاق حب قتل امام حسین سے خوش ہوا تو  
 حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے قطع نظر امراض جہانیا کر شاق تر ہوں لیکن بجا طرہ اسے اعمال احوال انکا سہل ہو جائے  
 احوال اور احوال شنیعہ میں مبتلا فرمایا کہ صورت عذاب الہی بے تکلف اُسکی پیشانی سیاہ سے نمودار تھی آزار و عذاب  
 ایک شنیعہ واقعہ حرہ ہو جو حرہ واقم اور حرہ زہرہ کہتے ہیں یہ موضع ایک سیل مدینہ منورہ سے واقع ہوا اور اس واقعہ  
 کی خبر حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے دی تھی سو اسکے ہاتھ سے وقوع میں آیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحیح بخاری  
 روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن اہل مدینہ کو پیش آؤ گا حسین اہل مدینہ کو رہنے سے  
 باہر نکالینگے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کون ایسا ہو جو نکال دیا فرمایا کہ امراء السور اور حدیث صحیح بخاری اور  
 صحیح مسلم میں ہو کہ ہلاکت میری ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ سے ہوگی اصحاب نے عرض کیا کیا فرماتے ہیں آپ  
 یا رسول اللہ ہلوگوں کو اس زمانے میں فرما با عزت اور گوشہ نشینی خلق سے اور دوسری حدیث ابو ہریرہ سے مروی ہے  
 کہ فرمایا حضرت نے قسم خدا کی کہ جان میری اسکے قبضہ قدرت میں ہو کہ مدینے میں مقابلہ واقع ہو گا کہ دین اس طرح

جانا رہیگا جس طرح سر کے بال منہ چلتے ہیں جاتے رہو اس دن مدینے سے اگرچہ مقدار ایک منزل کی بھی ہو اور حضرت ابوہریرہ خود فرمایا کرتے تھے کہ خداوند احوادث سال ساٹھ ہجری اور امارت چھو کروں سے محفوظ رکھ اور قبل اسکے مجھ کو اس عالم سے اٹھالے یہ اشارہ زمان دولت نیرید بے دولت پہ فرماتے تھے کہ سنہ ساٹھ ہجری میں تخت شقاوت پر بیٹھا تھا اور واقعہ حرقہ اسی زمانہ میں واقع ہوا اور واقعہ فی نے کتاب الحرقہ میں ایوب ابن اشعث سے روایت ہے کہ حضرت سید ابراہیمؑ سفر میں تشریف لیکے جب حرقہ مرہ پر پہونچے تو آیتہ مصیبت ان اللہ وانا لہ راجعون فرمائی صحابہ نے جانا کہ مگر کوئی امر کر وہ جو اس سفر کے خلاف مدعا حضرت کے معلوم ہوا ہوگا اس پر ارشاد کیا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا بات نظر آئی کہ آپ نے یہ آیت فرمائی ارشاد کیا کہ کوئی امر تمہارے اس سفر سے متعلق نہیں ہو عرض کیا یا رسول اللہ کون بات ہو بتلائیے فرمایا اس سنگستان میں حیار اُمت جو بعد اصحاب کے ہیں مارے جائینگے بلکہ جب آنحضرتؐ اس موضع پر پہونچے تو دست مبارک سے اشارہ کر فرماتے یہاں لپٹے لپٹے لوگ میری اُمت کے مارے جائینگے اور کیفیت اس حادثہ شنیوکی ابن جریج اور قلیبی اور طبرانی وغیرہ محدثین نے یوں بیان کی ہے کہ جب نیرید پلید نے قتل امام حسین علیہ السلام اور تنزیل اہلبیت نبوت سے فراغت پائی تو سال باٹھ ہجری میں عثمان بن محمد بن ابی سفیان اپنے چچے بھائی کو مدینہ میں بھیجا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لے سو آئے مدینے میں جا کر ایک جماعت کو نیرید کے پاس روانہ کیا انھوں نے بیعت کی جب یلوگ مدینے میں ہلٹ کر آئے تو نیرید کی سیدی اور شہر انجاری اور ارتحان بن یکر منابہ اور ملاہی اور ترک نماز و رواج نزا اور لعب کلاب وغیرہ امور ذمیرہ اسکے یاد کر کر رہے ہوئے اور ضلع بیت فرمائی اور بانی اہل مدینہ بھی قصد اطاعت اور بیعت سے نیرار ہوئے منذر کہ ایک شخص اس جماعت میں تھا کہنے لگا وہ نیرید اگر مجھ کو لاکھ درہم انعام دے لیکن راستی کو ہاتھ سے نہ دوں گا نیرید بلا شک شراب خوار اور تمارک نماز ہو پھر اہل مدینہ نے عبد اللہ بن خطلہ سے بیعت کی اور عثمان بن محمد کو جو عامل مدینہ تھا نکال دیا کہ مدینہ وغیرہ سے پاک ہو گیا عبد اللہ بن خطلہ کہتے تھے کہ وہاں بیعت نیرید سے ہم نہیں نکالے مگر اس خوف سے کہ پتھر آسمان سے برسین گے یعنی خوف عذاب الہی غرض اہل مدینہ نے بعد از طوفیق و فوج نیرید نہر پر چڑھ کر ضلع بیت عبد اللہ بن ابی عمر بن حفص خرمی نے عامہ اپنے سر سے اتارا اور فرمایا کہ اگرچہ نیرید نے مجھ کو انعام دیا اور میرا مشاہرہ زیادہ کر دیا ہو لیکن وہ دشمن خدا دائم الخمر میں اس کو اپنی بیعت سے نکالے دیتا ہوں جس طرح عامہ سر سے اتارا ہو دوسرا آدمی اٹھا آئے باپوشین آثارین اور کہا اس طرح اس کو بیعت سے نکال ڈالا پھر جس طرح باپوشین آثاری بہن بیان نک کہ مجلس علیم اور نعال سے بھر گئی بعد اسکے عبد اللہ بن طہانہ و فرشیج اور عبد اللہ بن خطلہ کو انصار پر دانی کیا اور جو کوئی مدینے میں فرقی بنی اس سے تھا اس کو مروان کے گھر میں

لھیلا تب مو ان نے نزدیک کے پاس استغاثہ کیا تو زید مردود مسلم بن عقبہ کے پاس آیا یہ مردود سرف علت قلع لاج  
 میں مبتلا تھا اور قریب ہلاکت زیر نے کہا اگر تجھ کو ضعف مرض نہوتا تو میں تجھ کو اہل مدینے کے قلع اور قلع پرورد  
 کرتا کہ تجھے زیادہ کوئی مخلص اور محب نظر نہیں آتا سو سرف اٹھ بیٹھا اور بولا قسم جو خدا کی ادا میرا نہیں  
 میں طیار ہوں اور میرے سوا کسی سے سرانجام اس کام کا نہو گا میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک  
 درخت سینٹھ کا اپنی شاخوں سے انتقام عثمان ابن عفان میں قریا در کر رہا ہے سو میں نزدیک گیا تو سنتا ہوں  
 کہ وہ درخت مجھے کہتا ہے کہ برا اس کام کا مسلم بن عقبہ کے ہاتھ پر ہو گا اس دن سے میں نے یہ حال  
 قتال اہل مدینہ پر دیکھ لیا ہے زید نے کہا پھر جلدی کر اور مدینے میں پہنچ کر بیعت اور اطاعت میری اہل مدینہ  
 سے طلب کر اگر نمانیں تو بلاتال ہیغہ قتل کر کہ نام و نشان کسی کا نہ رہے اور تین دن تک مدینے کو  
 لوٹ کہ کسی کے گھر میں کوئی چیز باقی نہ رہے اور بعد اسکے عبداللہ بن زبیر سے متوجہ ہو کہ وہ  
 مکہ میں پہنچا نکہ زید نے بیش ہزار سوار اور پیادے سرف کے ساتھ کر کے جانب حجاز روانہ کیے اور ابن حجاز کو کہہ  
 کہ تو عبداللہ بن زبیر کو اپنے توقف کیا اور کہا میں ہرگز بیت اللہ شریف میں فرزند پیغمبر سے نہ ملو گا اور سرف  
 سے یہ بھی نصیحت کر دی تھی کہ اگر تجھ کوئی حادثہ پیش آوے تو حسین ابن نمیر سکونی کو خلیفہ کر دینا اور علی ابن حسین یعنی ابن ابی طالب  
 سے کچھ متعرض نہو کہ وہ ان لوگوں میں شریک نہیں ہر قدر فتنہ یہ خبر مدینے میں فاش ہوئی تو نسب اہل مدینہ  
 مدافعت اہل فساد پر مستعد ہوئے اور جامعہ منی امیہ سے جو مخصوص تھی قرار و عہد ہو گیا کہ امداد و اعانت اہل فساد کی نہ کریں  
 اور مدینے سے باہر آکرے مردان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہ ناحیہ  
 حرم سے اگر تین روز لڑائی اور جدال موقوف رکھنا چاہیے انھوں نے ویسا ہی کیا بعد تین دن کے اہل مدینہ سے  
 کہنے لگا کہ اب تدبیر کیا ہے اہل مدینہ بولے کہ سواے محاربہ اور مقابلہ کے کوئی تدبیر نہیں ہے تاکہ فتنہ اور فساد حرم مدینہ  
 سے رفع ہو جائے تو مردان نے کہا یہ بہتر نہیں ہے اطاعت کرنا اولیٰ ہے اہل مدینہ نے نہ مانا آخر عبداللہ بن غنیم  
 لڑے اور شہید ہوئے اور عبداللہ بن مطیع بھی مع اپنے ساتوں بیٹوں کے شہید ہوئے مسلم نے سر اٹھا کاٹ کر زید کے  
 پاس بھیجا آخر کار قہر و غلبہ زیدیوں کے نصیب ہوا دو تین دن تک موافق حکم زید کے مدینہ متورہ خوب لوٹا گیا  
 اور زنا کاری کی بازار گرم ہوئی اور چھوٹے بڑے قتل ہوئے کہ ایک ہزار سات سو صحابی بقایاے مہاجر و انصار  
 و علمائے تابعین اخبار سے شہید ہوئے اور سات سو آدمی حافظہ قرآن اور ستائیس آدمی سردار قریش  
 تیغ قتل سے مارے گئے کہ سب عورت و لڑکے قریب و تل ہزار آدمی کے از قسم عموم الناس تہ تیغ ہوئے اور قس و فساد  
 و زنا مباح ہو گیا حتیٰ کہ ہزار عورت بعد اس واقعہ کے اولاد زنا بخی اور گھوڑے مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
 میں بانڈھے گئے اور روغہ مبارک میں جو ایک موضع میان قبر و منبر شریف ہوا و جسکی نشان میں تہ تیغ



وارد ہو کر یہ مقام ایک روضہ ہر باض حُبت سے گھوڑوں نے لیا اور پینشاب کیا اور آدمیوں کو نیزہ کی بیعت پر  
مجبور دیت کہ اگر چاہے بیچ ڈالے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے طاعت خدا پر حکم دے خواہ معصیت پر مجبور و اگر  
دعوت شروع کی یہاں تک کہ خیر بن عبد اللہ بن ربیع رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ ہم بیعت بر حکم قرآن و سنت  
رسول کریں گے انکی گردن ماری گئی اور سعید بن السیب کہ اکبر البعین میں تھے گرفتار آئے تو ان سے بیعت نیزہ کی  
طلب کی گئی انھوں نے کہا میں بیعت سیرت ابو بکر اور عمر پر کرونگا سرف نے کہا انکی بھی گردن مارو سو ایک  
شخص نے کہا سعید بن سبب مجھوں بہت بے آنکھ چھوڑا غرض مدینہ منورہ آدمیوں سے خالی ہو گیا اور فواکھ و  
ثمرات اس کے نصیب و خوش و بہائم ہوئے اور کتے وغیرہ حیوانات مسجد شریف نبوی میں رہنے لگے سعید  
بن سبب سے محدث ابن جوزی روایت متصل کرتے ہیں کہ اندرون مسجد نبوی میں سواے میرے رات کو  
کوئی نہ سوتا تھا اور اہل شام مسجد میں آتے تھے اور کتے تھے یہ بوڑھا دیوانہ بیان کیا کرتا ہوا اور نماز کے وقت  
حجرہ شریف سے آواز اذان و اقامت آتی تھی اُسی سے میں نماز بھی پڑھتا تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نماز  
میں نہ سوتا تھا روایت ہے کہ اسی واقعہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے سبب اہل شام نے  
اٹھا ڈالے تھے چنانچہ ابو سعید خدری کو جب لوگوں نے اس حال میں دیکھا تو پوچھا کیا تم اپنی داڑھی سے لعین تے ہو  
اور بالوں کو کھالیتے ہو حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ یہ آثار ظلم اہل شام سے ہے کہ واقعہ حرہ میں مجھ پر پانچا تھا کہ اول  
کچھ لوگ میرے گھر میں آئے اور جو کچھ مال و متاع تھا لیگے پھرا اور لوگ آئے تو کچھ بھی اسباب اور مال نہ تھا  
تب مجھ کو بچھاڑ کے بال داڑھی کے اکھاڑ ڈالے اور مال غنیمت سمجھ کر لیگے روایت ہے کہ سرف امون اور مردان  
علیہ اللعن کشتگان حرم کو بلو سیر و تفریح دیکھتے پھرتے تھے تو عبد اللہ بن الغیل کہ شہید ہو گئے تھے اپنی گشت  
جانب آسمان اٹھائے ہوئے پڑے تھے مردان نے کہا واللہ تو نے بعد موت کے اٹھل آسمان کی جانب اٹھائی ہو  
ہے تمھارے ہاتھ سے انرا انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائی ہیں اور درگاہ الہی میں تضرع اور زاری کرتے رہیں  
اس وقت ایک مرد شامی نے کہا اگر حال ان لوگوں کا ایسا ہو تو ہماری دعا قتل اہل بہشت میں بھی تب مردان نے کہا  
کہ ان لوگوں نے مخالفت دین کی کی تھی اور عہد مسلمانوں کو توڑ ڈالا تھا انقل ہے کہ جب مردان بعد اس واقعہ کے  
نیزہ بلید کے پاس گیا تو نیزہ سے احوال کہا نیزہ بہت شکر گزار ہوا اور مردان کو اپنے مقربین میں داخل کیا  
اور سرف امون کشتگان حرم کو دیکھ کر کہتا تھا کہ باوجود قتل ان لوگوں کے اگر میں دوزخ میں جاؤں تو  
مجھے زیادہ کوئی بے نصیب نہیں ہے تو کوآن سے کہ مولیٰ مردان میں تمھارا وامت ہے کہ سلم ابن عقبہ نے اپنی  
بیاری کی دوا استعمال کی اور بلا توقع کھانا اٹھا تو طیب نے کہا چندے صبر کیجیے کہ دوا کا اثر ہوئے سرف  
نے کہا اب مجھ کو تم سے حیات نہیں ہے میں زندگی اسی واسطے چاہتا تھا کہ سرفش سینہ قاتلین عثمان سے

آب شمشیر فرغ کردن سواب میری مراد حاصل ہوئی اب کوئی چیز محبوب تر موت سے نہیں ہو کیونکہ مجھے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاکوں کے قتل کرنے سے تمام گناہوں سے مجھے پاک کر دیا ہر شیطان اللہ تعالیٰ کو کچھ میان نیزہ سے بچی نہ پاؤ  
میکھ کر روایت ہو کہ اس مردود کو اس باعث سے مسرت کہتے تھے کہ اسے ہتک حرمت مدینہ میں افراتکی اور داد اسراف دی حالانکہ اسکی شان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے من افاض اہل الذیہ فلما لکما اخافہ اللہ وکما علیہ لغتہ اللہ والملائکہ والناس اجمعین رواہ النسائی لیکن اسکو مسلمان البتہ ناسا ہونکہ کافر نہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت نیزہ باقتیار عبودیت و اطاعت و معصیت و طاعت بحد و اکراہ لی تو اکثر لوگوں نے باضطرار قبول کی انہیں سے ایک مرد قریش نے کہا کہ ہم جیت کرتے ہیں لیکن اطاعت میں نہ معصیت میں مسرت نے قبول نہ کی اور اسکو قتل کیا تب اسکی ان نے قسم کھائی کہ اگر تمھو خدا قدرت دیگا تو میں مسرت کو زندہ یا مردہ جلاؤں گا  
القصہ مسلم ابن عقبہ بعد غارت مدینہ و قتل اصحاب رسول و خواص و عوام مدینہ بنابر قلع وقع عبد اللہ ابن ربیع بن جابر مکہ معظمہ روانہ ہوا قریبی روایت کرتے ہیں کہ جب مسرت موافق ایما سے نیزہ پلید جانب مکہ معظمہ روانہ ہوا تو تیسرے دن بعد واقعہ حرہ سے پیٹ اسکا زرو آب اور ہم سے پر ہو گیا اور نہایت فحشیت سے ہلاک ہوا اور غایت قسوت اور حماقت سے مرتے وقت کہتا تھا کہ خداوند! مجھے بعد از شہادت کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی عمل محبوب تر اور قابل قبول تیری درگاہ کے نہیں ہوا مگر قتل اہل مدینہ اگر باوجود اس عمل کے بھی تمھو دوزخ میں ڈالے تو مجھے برکت زیادہ کوئی نہوگا اور اس حالت میں باہم سے نیزہ پلید حبشہ ابن ربیع سگولی کو طلب کر کے کہا کہ تمھو امیر المومنین نیزہ نے میرے بعد امیر کیا ہوا اب میں مرتا ہوں تو جلد متوجہ کہ ہو اور قلع وقع ابن ربیع میں تانیہ مت کر اور قتال بیت اللہ میں نصیر روانہ کر اور جو عبد اللہ بن ربیع خانہ کعبہ سے پناہ پکڑے تو کچھ پاک نہ کر غرض یہ سب مراتب یا نیزہ پلید مسرت ملعون نے حصین بن ثیر کے گوش گذار کر دیے چنانکہ یہ فرد و جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوا اور اسنے جا کر چلے روز برابر کہ منظمہ کو گھیرا اور ہتک حرمت بیت اللہ میں سرگرم ہوا اور سنگ منجنیق سے صحن کعبہ بھردیا اور ستون مسجد شریف کے گرد دیے اور لباس کعبہ جلو اویا اور پردہ بیت اللہ جو دروازہ پر کھنچا رہتا تھا ہیمہ منور کیا گیا یہاں تک کہ کمی دن خانہ کعبہ بے لباس رہا اور اتفاقات قضیہ و قدر سے کج ہی کے دن نیزہ باطوق لعنت ابدی داخل دوزخ ہوا یا کہ اسکی موت کی خبر اسی دین پہونچی کہ مرضی الحشہ بین مبتلا ہو کر کمال ذلت اور خواری سے قعر دوزخ میں گیا اور آج میری غار ضہ سبل اور دق سے مرا حدیث شریف میں وارد ہو کہ فرمایا حضرت نے کوئی برسگالی نہ کرے اور ایدانہ دے اہل مدینہ کو مگر یہ کہ فانی ہو جائے قریب تر جسطرح کہ گھل جاتا ہو نیک پانی میں سودیکم بعد واقعہ حرہ کے اندک فرصت میں نیزہ پلید غار ضہ سبل و دق سے گداختہ اور فانی ہوا جسطرح نیک پانی میں گھلتا ہو بالجملا اسکے مرنے سے اہل شام

روایت نیزہ پلید  
عبد اللہ بن ربیع  
حبشہ ابن ربیع  
سگولی کو طلب کر کے  
کہا کہ تمھو امیر المومنین  
نیزہ نے میرے بعد امیر کیا ہوا  
اب میں مرتا ہوں تو جلد متوجہ  
کہ ہو اور قلع وقع ابن ربیع  
میں تانیہ مت کر اور قتال  
بیت اللہ میں نصیر روانہ کر  
اور جو عبد اللہ بن ربیع خانہ  
کعبہ سے پناہ پکڑے تو کچھ  
پاک نہ کر غرض یہ سب  
مراتب یا نیزہ پلید  
مسرت ملعون نے حصین بن  
ثیر کے گوش گذار کر دیے  
چنانکہ یہ فرد و جانب  
بیت اللہ شریف روانہ ہوا  
اور اسنے جا کر چلے روز  
برابر کہ منظمہ کو گھیرا  
اور ہتک حرمت بیت اللہ میں  
سرگرم ہوا اور سنگ  
منجنیق سے صحن کعبہ  
بھردیا اور ستون مسجد  
شریف کے گرد دیے اور  
لباس کعبہ جلو اویا اور  
پردہ بیت اللہ جو دروازہ  
پر کھنچا رہتا تھا ہیمہ  
منور کیا گیا یہاں تک کہ  
کمی دن خانہ کعبہ بے  
لباس رہا اور اتفاقات  
قضیہ و قدر سے کج ہی  
کے دن نیزہ باطوق  
لعنت ابدی داخل دوزخ  
ہوا یا کہ اسکی موت کی  
خبر اسی دین پہونچی کہ  
مرضی الحشہ بین  
مبتلا ہو کر کمال ذلت  
اور خواری سے قعر  
دوزخ میں گیا اور آج  
میری غار ضہ سبل اور  
دق سے مرا حدیث  
شریف میں وارد ہو کہ  
فرمایا حضرت نے کوئی  
برسگالی نہ کرے اور  
ایدانہ دے اہل مدینہ  
کو مگر یہ کہ فانی  
ہو جائے قریب تر  
جسطرح کہ گھل جاتا  
ہو نیک پانی میں  
سودیکم بعد واقعہ  
حرہ کے اندک  
فرصت میں  
نیزہ پلید  
غار ضہ  
سبل و دق  
سے گداختہ  
اور فانی  
ہوا جسطرح  
نیک پانی  
میں گھلتا  
ہو بالجملا  
اسکے مرنے  
سے اہل شام

اور نبی امیر پریشانی فرمائی اور سب کے سب رسوا اور ذلیل ہو کر بھاگے اور عبداللہ بن زبیر محفوظ رہے بعض محققین نے تاریخ فوت زبیر پندرھویں ربیع الاول ۳۷ھ مقام حص میں لکھی ہے اور عمر انیس برس یا سینس برس کی بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ بعد قتل امام حسین کے ہمکین تین برس اور سات مہینے اس ملعون نے کفر اور کافری کو رونق دی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں فرماتے ہیں کہ وقوع واقعہ حرہ روز چہار شنبہ ستائیسویں یا اٹھائیسویں دیحجر سال ۳۷ھ ہجری میں ہوا اور سلم بن عقبہ غزوہ محرم سال ۳۷ھ میں واصل جنم ہوا اور ہنگام حرم بیت اللہ اور قزوین بیت اللہ لنگہا سے منجھنق بر فرزند تیسری ربیع الاول اور واقعہ حرہ سے تین مہینے کے بعد تاریخ یکم ربیع الثانی کو زیادہ دوزخ میں پہنچا تو ضیح اگر صحت قتل امام حسین علیہ السلام اور آمر اور راضی ہونا غیر مستحکم حرمت اہلبیت نبوی پر موجب لعن اور کفر زید اور اسکے اعوان و انصار کا ہے اور اسپر تخریب مریہ مشورہ اور قتل صحابہ رسول اللہ اور کوٹا جانا گھم ام المومنین ام سلمہ کا اور بانہا جانا گھوڑون کا مسجد نبوی میں اور قیام کرنا کثوت اور بیہوشی کا منبر شریف پر کہ مورد جنود ملائکہ ہوا اور ہنگام حرمت بیت اللہ شریف اور آبا حلت و منیات شرعیہ مثل قتل زنا و لواطت و شرب خمر اور تزویج برادر با خواہر وغیرہ جو زید کے اور اسکے اعوان و انصار کے ملعون سے صادر ہوئے اور بانہا متواتر ثابت ہیں گویا سلاسل و طوق نذرت بخش کفر ہیں پھر ایمان بہ جو کوئی زبیر کے حق میں خیال اسلام رکھتا ہو خالی حماقت اور جہالت سے نہیں ہے غرض اہل حق کو ملاحظہ کتب معتبرہ اور اسفار معتبرہ سے کسی طرح کا شبہ نہیں رہا ہے کہ زبیر پلید آمر اور راضی اور مستہر قتل امام حسین علیہ السلام ہے تھا و لہذا لعن اس ملعون پر بدلائل واضحہ جائزہ اور درست ہے بلکہ مجرد لعن بھی قصور ہے اور اگر اب بھی کسی کو شبہ ہو تو مفتاح البحار منہ محمد بخشی اور مناقب السادات قاضی شہاب الدین کی اور شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین نصرائی اور تکمیل الایمان شیخ عبدالحق دہلوی و سیف السلول قاضی شہاب الدین بابی جی وغیرہ کتب معتبرہ باسکان نظر دیکھے اور شبہات و اہیہ کو دفع کرے اور ہمارے استاد الاستاذ حضرت شاہ عبدالغفر دہلوی سالہ حسن العقیدہ کے حاشیہ میں جو کلمہ یا حقہ پر تلیق فرمایا ہے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ لعنت کا کناہ ہے اور لکنا یہ ابلغ من التبیح کیا معنی کہ جوابات اس لفظ میں پائی جاتی ہے وہ لفظ لعنت میں نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ اس پلید کے حق میں فقط لعنت پر اکتفا کرنا زیادہ نہیں ہے اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت تو اس شخص پر فرمائی ہے جو ایک مسلمان کو قتل کرے اور اس شخص نے تو ایسا امیر المؤمنین ابن امیر المؤمنین کو قتل کیا ہے جس کا اسکی اللہ ہی خواہ جانتا ہے کہ کس قدر بڑا ناپاک تو مستحق اس بات کا ہے جو احداث سے کڑوے بڑے زیادہ ہوا اور اسکا عالم سوائے عالم اہل حق کے بشر کو نہیں ہو سکتا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال فائدہ روایاتی نے اپنے سند میں ابوداؤد سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت مسلم نے کہ اول وہ شخص کہ میری سنت کو تغیر دے ایک شخص نبی امیر سے ہو گا جسکو زبیر کہنے لگے الفقہ جیب

اور شیخ زبیر  
اور شیخ زبیر  
اور شیخ زبیر

انصار اللہ بن زبیر  
بیش زبیر بن زبیر  
بیش زبیر بن زبیر

بیش زبیر بن زبیر  
بیش زبیر بن زبیر  
بیش زبیر بن زبیر

بیش زبیر بن زبیر  
بیش زبیر بن زبیر  
بیش زبیر بن زبیر

بیش زبیر بن زبیر  
بیش زبیر بن زبیر  
بیش زبیر بن زبیر

بیش زبیر بن زبیر  
بیش زبیر بن زبیر  
بیش زبیر بن زبیر

زید بن ابیہر باطون لعنت داخل دار البوار ہوا تو معاویہ ابن زید المشور معاویہ الامیر کے واپس دیکھ کر خطبہ تھا باس ترضائے عمار  
 شام ہر زفوت زید تخت سلطنت پر بیٹھا یہ معاویہ جو ان صالح باطل و قتل و دین تھا اور زید و قوی بن کمال غیبت رکھتا تھا  
 اور دنیا و مافیہا سے نفرت چنانچہ نقش خاتم اسکا دنیا غور تھا والدہ اسکی ام خالد بنت ہشام ابن عقبہ تھی سوائے منبر پر  
 خطبہ پڑھا اور بعد حمد و صلوة آواز بلند کیا کہ خلافت آئین مضبوط خدا اور حق خلفاء باصفاء معاویہ ابن ابی سفیان  
 میرے جد نے ازراہ خلافت خلیفہ برحق علی مرتضیٰ سے ناحق نزاع کی بعد از ان زید میرے باپ نے کہ اصلاً  
 اہلیت و استحقاق نہ رکھتا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا اور بنا بر استحکام اپنی سلطنت کے حسین ابن علی فرزند رسول تمہوں  
 قتل کیا آخر خود بھی جو ان مرا اور وبال نکال و دونوں جہان کا بطح حکومت چند روزہ اپنی گردن پر لگیا بعد اس کے بہت  
 اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ محاربہ امیر المؤمنین علیہ السلام سے نہایت بد تھا جو میرے باپ سے واقع ہوا تھا  
 اسکا و نسخ ہو کر اسے اولاد رسول خدا کو قتل کیا اور شراب کو مباح کیا اور مدینہ طیبہ کو خراب و برباد اور بیت اللہ  
 سے بے ادبیان کین سو میں ہرگز اس امارت و خلافت میں لذت نہیں پاتا اولاد ابی سفیان سے جو کوئی  
 راضی ہوا اسکو امیر کرو میں عقد بیعت اپنا سلمانوں کی گردن سے نکالے لیتا ہوں بعد ان منبر سے اتر آیا  
 اور ایک گوشہ عافیت میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہا اور چالیس دن بعد اسی حال میں دنیا سے عازم  
 ملک بقا ہوا اور زبردۃ المحققین قاضی ثنائیہ سیف السلول میں فرماتے ہیں کہ چون زید مرد پیش از مردن خود  
 معاویہ ابن زید را خلیفہ ساخت معاویہ مردے صالح بود چون بعد از موت سالہ خلیفہ شد بر منبر برآمد و  
 حمد و سپاس الکی و لغت دور و در سالت پناہی بر خواند بے گرفت ان ہذہ اخلافہ جبل اللہ وان جدی معاویہ  
 مانع الامر الیہ ومن ہوا حق بر منہ علی ابن ابیطالب رکب کلم ما تملکون حتی اتینہ منینۃ فصار فی قبرہ رہنیا بنو ہرثم قتلہ فی اللہ  
 وکان غیر اہل لہ و مانع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصف عمرہ و انتہر عقبہ و صار فی قبرہ رہنیا بنو ہرثم  
 ثم کی وقال ان من اعظم الامور علینا لبور مصر عدوئیں منقلبہ وقتل عترة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اباح حجر  
 و خرب الکعبۃ و انی لم اذق حلاوة الخلافة فلا اتجرع مرار تہا فشا کلم امرکم و اللہ لئن کانت الدنیا خیر اقد لئنا منہا  
 و لئن کانت شر اکلنی ذریتہ ابی سفیان ما صابوا منہا فشا کلم امرکم خذوہ و من رضیتم تولوہ فقد خلعت بیتی من  
 اعناقکم و السلام عمر معاویہ اصغر کی تیس برس کی ہوئی اور مدت خلافت سہ ماہ بشت دور و زار و عبد الرحمن  
 برا و معاویہ نے نماز جنازہ پڑھی اور باب جابیہ دمشق کے باہر دفن کیا اور سمارت میں لکھا ہو کہ ولید ابن عقبہ  
 ابن ابی سفیان نے نماز جنازہ شروع کی تھی لیکن دو تکبیروں کے بعد مر گیا بعد اسکے مروان ابن الحکم نے  
 نماز پڑھی اب ابن زیاد مایہ فساد لغتہ اللہ علیہ الیہ یوم اللہ اور شمر بن بکر سگ ابلق اور عمر و ابن سعد وغیرہم کا  
 احوال بگوشہ نبوش سننا چاہیے کہ ابن ہاکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ بروایت صحیح کہا ہو کہ فرمایا ابن عباس

حال معاویہ

احوال ابن زید



وحی بھیجی انکے جل شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ میں نے ماری بھیجی ابن زکریا کے عوض ستر ہزار اور جھکوار نے بن تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار سوار کا طہور فخر ابن عبید نفقی اور سفاح عباسی کے ہاتھوں سے ہوا حال جمالی اسکا یہ کہ جب فخر ابن عبید نفقی عبد الملک کے عہد سلطنت میں کو فہر غالب ہوا تو اسنے اول بلا تامل اپنے ایک خواص کو عمر و ابن سعد کے بلانے کو بھیجا سو ابن سعد کا بیٹا حفص نام حاضر ہوا فخر نے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہوا اسنے کہا خانہ نشین ہو فخر نے کہا کہ اب کیونکر حکومت رو دست بردار ہو گئے گھڑ تین بیٹھا امام حسین علیہ السلام کے قتل کے دن کیون خانہ نشینی اختیار نہ کی بعد اسکے حکم دیا کہ جو کوئی کر لایا میں شریک عمر بن سعد تھا اسکو جہان یا و مار ڈالو یہ سنکر سب کوفے والے بصرے کو بھاگے وہاں عبد اللہ ابن زبیر کا عمل تھا اور فخر کا حکم جاری نہ تھا مگر فخر کے لشکر نے قنابق کیا تو جھکوار یا مار ڈالا اور اسکی لاش جلادی اور گھر لوٹ لیا اور جب غولی ابن زبیر کو قید کر کے فخر پاس لائے تو اسنے پہلے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے پھر اسکو سولی چڑھایا بعد اسکے بدن کو لگ میں جلادیا اسی طرح ہر ایک آدمی لشکر ابن سعد کا طرح طرح کے عذاب سے مارا گیا صواعق محرقہ میں لکھا ہوا کہ فخر نے ستر ہزار کوفے والوں کو جو شریک معمر امام حسین علیہ السلام میں تھے طرح طرح سے عذاب کر کے مارا ہو پھر عبد اللہ ابن زیاد کی فکر میں ہوا یہ مردود آن دلوں موصل میں جا رہا تھا اور اسکے ساتھ بیٹل ہزار سوار اور پیادے تھے چنانچہ ابراہیم ابن مالک اشتر کو فوج ہمراہ کر کے ابن زیاد کے مقابلہ کو بھیجا جب ابراہیم سے حد موصل میں پہنچا تو ابن زیاد نے دریا کے کنارے پندرہ کوس پر موصل سے ٹھکر مقابلہ کیا صبح سے شام تک خوب لڑائی ہوئی قریب شام کے ابراہیم کی فوج نے ابن زیاد کو شکست دی جب ابن زیاد کے ہمراہی بھاگے ابراہیم نے حکم کیا کہ جس کسی کو فوج مخالف سے پاوین زندہ نہ چھوڑیں چنانچہ بہت لوگ مع ابن زیاد کے مارے گئے اور ابن زیاد اور اسکے سرداروں کے سر کاٹ کر ابراہیم کے پاس حاضر کیے ابراہیم نے فخر کے پاس بھیج دیے جب سر گرنے کو فہر نے مین آئے تو فخر نے دلا لا مازت کوفے میں ٹھکانے کے کوفے والوں کو جمع کیا اسوقت ستر بارک اس بایہ فساد کا سنگو اسکے کہا اے اہل کوفہ دیکھو کہ خون ناحق حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابن زیاد کو زندہ نہ چھوڑا ملاحظہ تو اسنے سچ سے واضح ہوتا ہو کہ فخر کی لڑائی میں ستر ہزار اہل شام مارے گئے اور یہ واقعہ سال سرٹھ ہجری میں چھ برس واقعہ کر بلا کے بعد عاشورے کے دن واقع ہوا اور بعضوں نے سنہ ثلث و ثمانین اسی دن بیان کیا جو بہر تقدیر کمال ولت سے ابن زیاد مارا گیا اور اس ملعون کا اسی جگہ لٹکایا گیا جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر کو زیران ہوا تھا اسکے بعد جنگ سے دو سو برس مقام پر لٹکا ہوا ترمذی کی صحیح روایت میں وارد ہے کہ جب ابن زیاد اور اسکے یاروں کے سر فخر کے پاس رکھے گئے تو یکایک ایک سانپ بہت بڑا اٹھا ہوا کہ لوگ اسے دیکھ کے ہٹ گئے سانپ

سب سردن میں سے عبداللہ ابن زیاد کے سر کے پاس آکر اس کے نکتے میں گھسا اور تھوپی دیر بٹھکے اس کے منہ سے نکلا  
پھر اس کے منہ میں گھسا اور نکتے سے نکلا اسی طرح سات بار سانپ نے تار و رفت کی بھر غائب ہو گیا یہ عبداللہ ابن زیاد  
ولدا الزما تھا ماں اس کی سہ ماہیہ کنیرک حارث ثقیفی کی تھی اور حارث کے غلام کے کھجک میں سو سہ ماہیہ زکریہ سے ابوسفیان  
پر معاویہ نے زنا کی اور گرفتار ہوا اس سے ناپید ہوا لکن میں اس کو عبداللہ حارث کہتے تھے حتی کہ ہوشیار ہوا اور آثار حسرت  
اور بلاغت اور خوش بیا فی اور طلاق اسانی زبان زود خلاق تھے ایک روز عمر و بن عاص نے کہا کہ لو کان ہذا  
سن قریش اساق العرب بعصا یعنی یہ اگر غلام قریش کا ہوتا تو اس کو لوگ لکڑی سے لٹکتے ابوسفیان نے منکر کہا انا لا عرف  
واحد فی بطن امی میں وضع یعنی میں اس کو جانتا تھا ان کے پیٹ میں قسم خدا کی اس کی وضع سے حضرت امیر المومنین علی رضی  
کرم اللہ وجہہ موجود تھے وہ بولے میں ہو یا ابوسفیان کون ہو وہ ابو ابوسفیان وہ بولا میں فرمایا سچ بول اس نے کہا تو  
اگر خوف ایک شخص کا نہ ہوتا جو دیکھ رہا ہو مجھ کو تو اس سر کو ظاہر کرتا صحرا میں حرب و قال لم یکن المقاتلہ میں  
و فطالت محار علی بغیفا و تزل فی ثمرۃ الفوا و چنانچہ زیاد بھی اس قصہ سے واقف ہوا اور فرط حیا کی سے لوگوں میں بیان  
کر میں اصل میں لطف ابوسفیان کا ہوں نسل قریش سے جب امیر المومنین نے اس کو والی فارس فرمایا تو اس نے کار نہایا  
کہ معاویہ نے اس سے خط و کتابت پوشیدہ شروع کی اور انواع خوش آمد سے پیش آیا کہ اگر میرے پاس حاضر ہو  
تو میں تجھے اپنا بھائی قرار دوں آخر تو لطف ابوسفیان کا جو جب حضرت امیر کو اس حال سے مطلع ہوئی تو بھائی  
نے لکھا اور سب حال آسین مندرج فرمایا اس نے کہا و اللہ ابو الحسن نے گواہی دی کہ میں بیٹا ابوسفیان کا ہوں  
یہ حرکت بھی اس کی کمال بجا فی سے تھی لیکن تا وقت شہادت جناب امیر ظاہر داری کرتا رہا ترک رفاقت سے  
باز رہا تھا جب امیر المومنین امام حسن نے تفویض ملک اور سلطنت معاویہ کو کر دیا اور اس کو ملک مخصوص قرار دیا  
تو اس نے زیاد سے استمال شروع کی اور اپنا بھائی قرار دیا بلکہ سنا دی کرائی کہ سال جو آئیں میں لوگ ابن ابی سفیان  
کہنے لگے اول فعل کہ زیاد مردود سے سرزد ہوا عداوت اولاد حضرت امیر کی تھی جب تک بسط اکبر زندہ رہے  
فی الجملہ ملاحظہ کرنا تھا بعد وفات والی عراق ہوا اور کوفہ میں متصرف ہوا تو اس نے سعید ابن جبہ سے معاویہ  
چاہا وہ مدینہ میں بھاگ آئے اس مردود نے اسباب نقد اور خبس ضبط کیا اور گھر جلادیا امام حسین علیہ السلام  
نے خط سفارش لکھا اس نے نہایت سخت جواب بے ادبانہ لکھا اور گالی دی انجناب نے شکایت معاویہ کو  
لکھی معاویہ نے ایک خط نہایت سزائش کا لکھا اور سعید کی سفارش کی اسی مردود کا بیٹا عبداللہ کہ باپ زنا زادہ  
سے زیادہ شہر و بدوات دشمن ابیستہ نکلا حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے قبل شہادت اس بیان سے  
عبداللہ کو مطلع کر دیا تھا جیسا جامع التواریخ قاضی فقیر محمد راجپوری میں موجود ہے اس قدر زیادہ کہ سب کچھ مدافعی تھی  
حارث کی دوا سے اچھی ہوئی اس کے مالک نے حارث کو جہہ کی اس نے اپنا تصرف جاری کیا دو مرد ہو کر اور

حالیہ  
ابن زیاد مردود

نافع پیدا ہوئے پھر حارث نے ترک کیا ابوسفیان نے حالت سستی شراب میں زنا کی کہ اس سے زیادہ پیدا ہوا کماصل  
ابن یزید زنا زاد اور ابن سعد اور شمر بنی الجوشن اور قیس ابن اشعث کندی اور خولی ابن یزید اور سنان ابن انس نخعی  
اور عبداللہ ابن قیس اور یزید ابن مالک وغیرہ اشقیاء طرح طرح کے قتل ہوئے اور لاشوں کو انکی  
اسطح گھوڑوں کے سون سے روزہ کہ ہڈیاں چور چور ہو کر خاک برابر ہوئیں مگر اہل سیر کو اختلاف ہے کہ ابن سعد  
شمر وغیرہ ملا عنہ قبل ابن زیاد کے مارے گئے ہیں یا بعد اُنکے بعضے قاتل بادل ہیں اور بعضے قاتل بھائی انفرض بن  
نخمار کا قبضہ کرنے اور حوالی کو فرہین بنجونی ہو گیا تو اسکو دعویٰ الراءی کا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور  
یہ خطبہ دل میں سما یا کہ مجھے وحی آتی ہے اور محمد ابن خفصہ مہدی سے عہد دین یہ خبر عبداللہ ابن زبیر کو معلوم ہوئی۔  
تب مصعب ابن زبیر اپنے بھائی کو جو حاکم بصرہ تھے بنا بر مقابلہ معین فرمایا کہ وہ وقت مقابلہ فتحیاب ہوئے اور  
نخمار مارا گیا اور مصعب کا قبضہ کرنے پر ہو گیا آخر کو عبدالملک مصعب پر چڑھا اس الراءی میں مصعب و مالک شمر  
کا بیٹا ابراہیم دونوں مارے گئے یہ سحر کہ سنہ ہفتاد و یک ہجری میں ہوا عبدالملک ابن عمر ولیدی سے ہوا کہ  
کہ عجب اتفاق ہو کر میں نے دارالامارت کو نے میں اول امام حسین علیہ السلام کا سر دیکھا کہ ابن زیاد کے روبرو  
رکھا تھا پھر ابن زیاد کا سر دیکھا کہ مختار کے سامنے رکھا تھا پھر مختار کا سر دیکھا کہ مصعب کے آگے رکھا تھا پھر  
مصعب کا سر عبدالملک کے روبرو رکھا تھا عبدالملک نے یہ کلام شکر کہا خدا تمھکو باپ بچوان سزا دے دیکھائے اور  
اسی وقت عبدالملک نے اس مکان کو گروا دیا القصبہ جب عبدالملک نے مصعب ابن زبیر پر فتح پائی تو  
چاہا کہ فوج ابن زبیر عبداللہ پر بھیجے سرداروں نے غم کیا کہ حرم محترم میں جدال و قتال حرام ہو وہاں جا کر کیونکر  
لاہیں آخر ایک دن حجاج ابن یوسف نے عبدالملک کے روبرو بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہو کہ  
عبداللہ کا سر میں نے کاٹ لیا عبدالملک نے جانا کہ حجاج کے جانے کو طیار ہوئے بہت جلد ایک لشکر  
حجاج کے پاسے نام کر کے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج طاہف کا رہنے والا تھا اسنے وہاں سے اور  
فوج لی اور جانب حرم محترم روانہ ہوا اور وہاں جا کر سرگرم جدال و قتال ہوا یہاں تک کہ تمام حرم کو شہلا  
کے خون سے رنگ دیا اور عبداللہ ابن زبیر کو بھی شہید کیا اور سر کاٹ کر بھیج دیا بعد اسکے سولی چڑھایا پھر سولی  
سے اتار کر قبور یہود میں ڈلوادیا یہ سحر کہ سنہ ہشتاد و تیر ہجری میں ہوا اسوقت سے حکومت مروانیوں کی  
شام و عراق و حجاز میں جم گئی کہ تراستی برس انھوں نے حکومت کی فائدہ عبدالملک ابن مروان سے چھپے ہیں  
ہجری میں چھ مہینے کا پیدا ہوا والدہ اسکی سماء عائشہ بنت معاویہ ابن المغیرہ تھی بسبب بخل کے اسکو شیخ الحارثی  
اور کنیت ابو ذباب تھی اس سبب سے کہ جب کبھی اسکے تہہ پر ٹپھ جاتی تو بسبب گندہ دہنی کے سر جاتی تھی  
یہ نابکار بزرگ پر زنا بھاری مینے مروان علیہ لعن کے خلیفہ بنا اور بڑا ظالم و سفاک ہوا و حال ہی لستہ اور ظلم

یہ سحر

یہ سحر

یہ سحر

مقرر کیے چنانچہ حجاج مردود کو عراق میں مصلب ابن ابی سفیرہ کو خراسان میں اور ہشام ابن اسمعیل کو مصر میں اور موسیٰ بن جعفر کو مغرب میں اور محمد بن حجاج کو یمن میں اور محمد بن مروان کو خزیرہ میں معین کیا اسی نے دراجہ و فانیہ سر قرآن لکھوایا اور اسلام قرار دیا قبل اسکے دیناروں پر نقش رومیہ اور دراجہ پر نقش فارسی تھا اس مردود نے عل کو امرا المعروف کرنے کی اتناغ کی اور یہ بھی حکم دیا کہ حلیفہ کے رد و رد کوئی شخص بات نہ کرے اسی کا نام اسلام بن اول عبد الملک بن ہاشم اور قبل خلافت کے بڑا عابد و فقیہ عالم تھا اس کا حاتمہ السجری کہتے تھے جو وقت امیر مرقا قرآن پڑھتا تھا سو اس نے قرآن خلافت میں بند کر کے کہو یا السلام علیک ہذا فراق بینی بینک اخبار الدول میں ہو کہ عبد الملک کتنا تھا میں پیدا ہوا ہوں رمضان میں اور فطیم ہوا رمضان میں اور ختم کیا قرآن کو رمضان میں سو میں ڈرتا ہوں کہ مردگار رمضان میں چنانچہ جب رمضان گذر جاتا تھا تو جانتا تھا کہ سال بھر بچا آخر مر گیا شوال میں عمر اس کی تیرستھ برس کی ہوئی یا دین جانیر و باب صغیر دمشق کے دفن ہوا نام زبنا زہ ولید ابن عبد الملک نے پڑھی کیا لہ برس چھ مہینے اس نے خلافت اشداد کی اس میں سے اٹھ برس فراحم ابن زبیر رضی اللہ عنہ رہا اور مشرکہ نفر دلا و جھوٹری اسی ملعون ابن ملعون نے حجاج ابن یوسف ثقفی کو بیت اللہ شریف میں بنا برقع وقوع عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے رد ان کیا تھا پیر ابن العوام مشرکہ مشرکہ پانچتہ میں ہیں والدہ شریفہ عبد اللہ اسمائیت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دای اکی حفصہ عہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ولادت با سعادت عبد اللہ ابن زبیر مہینے میں مہینے بعد ہجرت کے واقع ہوئی اور مسلمانوں کو ان کے پیدا ہونے سے بڑا سحر ہوا اس سبب کہ یہ وہ کہتے تھے جتنے بچے پیدا ہوئے مسلمانوں کا ولاد نہ ہوگی نام اچھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ رکھا اور کنیت ابو بکر پڑے عابد و زراہ اور صائم الدھر قائم الیل تھا اور جب عبد اللہ پیدا ہوئے تو اسمائیت ابی بکر ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں اور آپ کی گود میں دیا حضرت صلعم نے کھجور دنگائی اور چبائی اور لعاب دہن ان کے منہ میں لٹالا اور مالوین لگا یا اس کو تخنیک کہتے ہیں لادریست ہر اول ان کے پیٹ میں حضرت کا تھوک گیا ہر پھر دعا کی ان کے واسطے حضرت نے اور بکت طلب فرمائی ترندی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا کہ ہر کو دیکھا حضرت نے زبیر کے گھر میں چراغ پس فرمایا اے عائشہ نہیں گمان کرتا ہوں میں اسماء کو گر تحقیق مہنی ہو یعنی چراغ جو اس وقت جلایا نشان اسکا ہو کہ اسماء حاملہ تھی سو جہی ہو سو یہ نام رکھنا اس کا یہاں تک کہ میں نام نہ رکھوں پس نام رکھا اسکا عبد اللہ اور تخنیک کیا دست مبارک سے اور بتیس حدیثوں کی روایت اسے کتب محل میں ہوا اول انھیں نے زبیر بعین کی حجت سے انکار کی اور مدنیہ سے کہ کو تشریف لیکے سو اہل حدیث و یمن و عراق و خراسان نے اسے حجت کی تب انھوں نے تجنیہ لشکریا بر قتال زبیر اور زبیر بیان فرمایا کہ زبیر نے لشکر محترم کو بھیجا کہ اٹنا سے حرب میں خبر موت زبیر مشہور ہوئی اور لشکر جانب نام چلا گیا بعد از ان عبد الملک ابن مروان نے حجل جرمع جالیں ہزار فوج کے بھیجا اسے داوا کا دم محرم میں قرار واقعی دی اور عبد اللہ بن زبیر

مسلک  
بن زبیر

بن زبیر





اکھلا روایت ہے کہ وقت موت حجاج نے کہا تھا اللہم عفر لی فان الناس یزعمون انک لا تعفر فی شب سیر میں  
 کہ عبد الملک کے پاس نو برس بائیس دن رہا تھا چونکہ احوال حضرت سبطین علیہما السلام اس کتاب میں تفصیل  
 لکھا گیا ہے غالباً کسی اور کتاب میں اس ترتیب و تفتیح کے ساتھ نہ ہو لیکن اور ائمہ اطہار کا حال فقیر نے اجمالاً تفصیلاً  
 کسی جگہ نہیں لکھا ہے منظور یہ ہے کہ ایک سالہ فخر علیہ و فضائل اہلبیت میں وقت فرصت لکھو گا مگر یہ کیا  
 بلا ذکر احوال ائمہ اطہار کے مکمل نہ تھی یہی مناسب معلوم ہوا کہ احوال ان بزرگواروں کا بھی بالاجمال جس سے  
 حالات ولادت وفات اور بعض صفات کمالات ان حضرات کے مسلمانوں پر واضح ہوں کتب مقبرہ و سیر  
 لغا سیر سے نکال کر لکھوں کہ مشتبہ عنوانہ از خردارے باشد لہذا بطریق تکملہ بیان کرتا ہوں تکملہ پوشیدہ نہ رہے کہ بعد  
 سبطین علیہما السلام کے نوشتہ اور ائمہ اطہار میں معدود ہیں اول علی ابن حسین مشہور بر بنی العابدین ولادت  
 باسعادت انکی دو برس پیش از وفات امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے اور دو شنبہ نهم شعبان سال  
 ستی و شبت ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی تھی گندم رنگ لاغر بدن کوتاہ قد تھے اور بڑے عابد و تقی و خاشع و خائف  
 من اللہ القہار تھے یہاں تک کہ جب ضو کرنے کو بیٹھے تو رنگ بشرف مبارک کا رہو ہوا جاتا تھا خوف خدا سے وہ ہرگز  
 روز و شب میں پڑھتے تھے اور صدقہ پوشیدہ دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے صدقہ السری لطفی غضب الرب محمد ابن سحاق  
 کہتے ہیں کہ مدینہ میں کئی شخص بلا معاش ظاہری خوش و خرم بصورت امراء کرتے تھے اور کوئی انکی بستر وفات سے  
 واقف نہ تھا جبکہ علی ابن حسین نے وفات پائی تو وہ لوگ محتاج و بے مایہ ہو گئے آخر کار دریافت ہوا کہ انجمناب  
 وقت شب خفیہ انکو خرچ پہنچاتے تھے اُس سے بستر وفات بخوشی و خرمی کرتے تھے اور نقش خاتم انجمناب و نامو تقی  
 اللہ باللہ اور استقامت و صبر کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک مرتبہ نماز پڑھتے تھے اُسی حال میں ایک بیٹا آپکا کنون میں گر پڑا  
 تو اہل مدینہ نے ہراسور کیا اور بمشکل تمام اسکو نکالا لیکن انجمناب خبر بھی ہو جھٹھ نماز میں مشغول تھے اسی طرح پڑھتے رہے  
 اور اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تمکو دنیا کی مصیبت پہنچے یا فاقہ ہو یا کوئی امر اور کمزوری پیش آوے تو لازم ہے  
 کہ وضو کرے واسطے نماز کے اور پڑھے چار یا دو رکعت اور بعد سلام کے یا موضع کل شکوی یا سامع کل نحوی و یا شافی کل  
 بلوی یا عالم کل خفیہ و یا کاشف ماساء کل بلیۃ ادعوک عا من شد فاقۃ و ضعف قوۃ و قلت حیلۃ دعا و الغریب الغیر  
 اللہمی یا سجد کشف ما ہو فیہ الا دانث رحم الرحمن لا الہ الا انت سبحانک الی کیت من انطالمین من اللہ اسکو بلائے نجات  
 اور حضرت امام علیہ السلام اکثر دعائیں فرماتے تھے اللہم اسکو فاحسن فان عذرت فعد علی اور انجمناب کے سوا  
 کوئی اولاد کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی باقی نہیں رہی تھی غرض انجمناب ستادوں برس یا اٹھادوں برس کی ہوئی  
 پچھتے کہتے ہیں کہ ولید ابن عبد الملک نے نہر دیا تھا اور جنبۃ البقیع میں مدفون ہیں گذرانی مایہ نہر حلقہ دار و  
 آخبا را المد ولی فی احوال الاول اور صبح مایہ وفات ہجیرم محرم ۳۷ ہجری میں ہوئی اور ترجمہ صوفی میں ہے

وہی ہے جو کہ  
 در کتاب  
 تاریخ  
 الاکرام  
 میں  
 مذکور  
 ہے

کہ وفات امانہ میں العابدین سال چوبتر جزیری میں ہوئی اور چار بیٹیاں اور گیارہ بیٹے منتخب چھوٹے دوم منج الفضائل  
والمنافع الامام محمد الباقر ابن علی بن العابدین والدہ شریفہ انتخاب سماء فاطمہ بنت امام حسن علیہ السلام تھیں تو لڑکا  
میں یا چار برس قبل از شہادت سید الشہداء روز جمعہ سوم صفر سنہ پنجاہ و ہفت مدینہ میں ہوا اور مگر کہ گریلا میں موجود  
آج انتخاب معتدل القامۃ اسم اللہ تھے اور نقش خاتم لادنہ فرما اور بڑے صاحب کرامات و مقامات بذوی علم تھے و  
لہذا اسمی یا الباقرا لہ بقدر العلم و الباقرا شتی من بقدر الارض یعنی پھارازاری کی اور مخفیات اسکے کمال کر ظاہر کر دیے پس  
باقرا سی سب سے کملائے کہ انھوں نے مخفیات کنوز معارف و حقائق احکام و طائف حکم کھلا ہر کر دیے اور بعضے کہتے ہیں  
کہ یہ لقب سوجہ سے ہوا کہ جابر ابن عبد اللہ انصاری سے حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ تیری ملاقات ایک مرد اولاد حسین سے  
ہوگی اسکا نام میرے نام پر ہوگا وہو بقدر العلم الباقرا اسمی یعنی تیرے سوجہ تو اس سے ملے تو میری طرف سے سلام کہنا حضرت جابر  
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت تک نہ رہا کہ امام محمد باقر سے ملاقات ہوئی اور میں حضرت صلعم کا سلام پہنچایا  
یہ حضرت اپنے باپ کے خلیفہ وصی ہو کر قائم بالامامہ ہوئے ہیں عمر شریف ترستہ خواہ اٹھاون برس کی ہوئی اور سال  
یکصد ہفتاد و یک میں وفات پائی قبۃ نعیماس حسن رضی عنہما میں مدفون ہیں کذا فی اخبار الرالدول اور ترجمہ صواعق میں ہر کہ  
کہ سال یکصد و ہفتادہ میں وفات ہوئی وہو الصبیح جیسے کہتے ہیں کہ امیر اسم ابن الولید کے عہد میں انتخاب کو زہر دیا گیا اسی سے  
وفات ہوئی اور اولاد عقب چھوٹی چھ برس اور تین دختر اور نسل انکی امام جعفر سے باقی رہی سوم عالم حقائق و کاشف  
دقائق ابو عبد اللہ امام جعفر ابن محمد الصادق و لاوت انکی سال ہشتاد و یا ہشتاد و سبھی میں بروز دوشنبہ ۱۸ سادہ بیچ الاول  
مدینہ میں ہوئی والدہ انکی سماء فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں یہ حضرت افضل و اکمل اولاد امام محمد باقر سے تھے  
اور بچو پر جمیع علوم میں کامل اکابر علمائے مجتبیٰ ابن سعید و ابن حریج و امام مالک نے سفیان ثوری و امام ابو حنیفہ  
و ابن عقیبہ و شعبہ ابو یوسف سجستانی وغیرہ انھیں سے تلمذ رکھتے تھے ایک مرتبہ سفیان ثوری سے ارشاد کیا کہ اے  
سفیان جب خداوند عالم کوئی نعمت تجھ کو عطا کرے اور تو اسکی بقا چاہتا ہو تو اکثر حمد و شکر میں مشغول رہا کر چنانچہ اللہ صاحب  
فرماتے ہیں لمن شکرتم لازیدنکم اور جب رزق کی تنگی ہو تو اکثر استغفار کر لیا کر چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہیں استغفروا  
ربکم لندکان غفارا یرسل السماء علیکم دمارا او جب خزانہ اندوہ کسی رئیس بادشاہ کے حکم سے لاحق ہو تو لاجول لاقوہ  
الا باللہ پڑھا کہ لاندہ مفتاح الفرج و کنز من الكنوز روایت ہو کہ ایک مرتبہ منصور عباس نہایت کعبہ کو آیا کہ کشتی میں  
خیبت امام کی منصور سے کی جب انتخاب منصور کے پاس گئے تو ضیبت کرنے والا بھی موجود تھا حضرت نے فرمایا کہ تو قسم سے  
بیان کر کہ جو کچھ میں نے منصور سے کہا تو سچ ہو اسے کہا باللہ العظیم انتخاب نے فرمایا اے امیر المؤمنین جس طرح میں کہوں  
اس طرح یہ شخص حلف کرے تب قابل قبول ہو منصور نے کہا آپ فرماؤ میں حضرت نے فرمایا اس طرح حلف کر برت  
من حول اللہ و قوۃ و النجات الی حولی و قوۃ فعل جعفر کذا و کذا و قال کذا و کذا اسے اول انکا کیا بعد اسکے

اسی طرح سے قسم کھائی کہ اسی وقت مر گیا منصور نے کہا امیر جعفر تو پاک ہو اُس سے جو تیری نسبت اسے کہتا تھا روایت ہے کہ ایک روز آنجناب مجلس منصور عباس میں جلوہ فرماتے اور کھٹیاں بار بار اُسکے منہ پر بیٹھتی تھیں منصور نے کہا یا ابا عبد اللہ کس کو اللہ نے کیوں پیدا کیا ہے فرمایا تاکہ ذلیل کریں جباروں اور متکبروں کو منصور نے سکوت کیا روایت ہے کہ مسمیٰ ناقہ غلام آزاد اپنے سے فرمایا کہ جب کسی کو رخصہ یا خط بنا میرا حجت کھنا منظور ہو تو ظلم غیر مردار سے اُسکے سر پر لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم وعد اللہ الصابرین بالخروج مما یرکبون والرزق حیث لا یحسبون جانا اللہ واکم من الذین لا خوف علیہم لا ہم یخرفون پس تیری حاجت روا ہوگی ناقہ کہتے ہیں کہ میں اسی طرح کرتا ہوں اور میری حاجت روائی ہوتی رہی ان فرض کردہ اوقات آنجناب حیطہ حصر سے خارج ہیں اگر زمانہ فرصت دیگا تو بطور نمونہ رسالہ علیہ میں لکھونگا عمر شریف اڑستھ برس کی ہوئی اور وفات یک سو چل و شست ہجری تھی اور روز دوشنبہ ماہ رجب خواہ شوال تھا جتہ البقیع میں اپنے اب و جد کے پاس مدفون ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ زمانہ منصور میں زیر دیے گئے اور عقب ایک بیٹی اور چھ نضر اولاد کو چھوڑی چہارم المتصدق الصائم الامام موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہما ولادت انکی موضع ابوا مین کہ میان مکہ و مدینہ واقع ہے بروز یکشنبہ ہوئی اور وقت تولد سال ہجری ایک سو اٹھائیس تھے والدہ شریفہ انکی ام ولد حمیدہ برتہ تھیں اور کنیت آنجناب ابوالحسن و ابوہریرہم معتدل القامۃ اسم اللون تھے اور نقش خاتم الملک للہ و جدہ یہ حضرت ولی کامل صاحب مناقب فاخرہ اور قائم اللیل صائم النہار تھے اور علیم ایسے تھے کہ نام مبارک کا ظلم ہو گیا تھا اہل عراق آپکو باب الحوائج کہتے تھے اس سبب سے کہ جس کسی نے آنجناب سے توسل چاہا اپنے مقصود کو پہونچا اور بجا وفات بھی فرما مبارک باب الحوائج ہے چنانچہ امام شافعی سے منقول ہے کہ قبر امام موسیٰ کاظم پر اسے اجابت دعا تریا ق مجرب کا حکم رکھتی ہے روایت کہ ایک مرتبہ ہارون رشید نے کہا کہ تم کس طرح کہتے ہو کہ ہم اولاد و ذریعہ رسول اللہ ہیں حالانکہ تم اولاد علی ابن ابیطالب ہو اُسوقت امام نے فرمایا قال اللہ تعالیٰ ومن ذریعہ داؤد و سلیمان الی قولہ و عیسیٰ حالانکہ عیسیٰ کے باپ تھا اور ذریعہ ابراہیم ہیں خدا نے شمار کیا پھر یہ آیت پڑھی فمن جاجک فیہ من بعد ما جاک من العلم فقل تعالیٰ انما وادناکم ولسا ونا ولسا وکم الی آخرہ اور فرمایا اے ہارون تو جانتا ہے کہ وقت میا بلہ سوا سے علی حسن حسین و فاطمہ کے اور کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ نے نہیں بلایا پس اسی آیت سے حسین علیہما السلام و اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اولاد امام حسین سے ہوں آخر ہارون ناسکات ہو گیا اور ابن جوزی نے شقی بنحو سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں سال کھینچ چل و شست ہجری میں بنا برج بیت اللہ شریف جاتا تھا جب قیام میں پہونچا تو ایک مرد گوشہ گرین یعنی آدمیوں سے جدا بیٹھا ہوا نظر پڑا میرے دل میں خطرہ آیا کہ یہ شخص صوفیہ سے ہوگا چاہتا ہے کہ لوگوں کو اپنے دام فریب میں بھانسون سو میں جا کر اسکو سزائش کروں تاکہ یہاں سے چلا جائے جب اُسکو قریب گیا تو ہنوز میں نہ بولا تھا کہ اُسے مجھ سے فرمایا اے شقیق تو نے یہ آیت سنی ہے ا جتہ اکثر من انظر من انظر انظر انظر



اُس فیقت میں نے پہچا کہ امام ہیں اور چاہا کہ عز رکرون وہ حضرت غائب ہو گئے اور پھر مجھ کو نہ ملے مگر موضع قضیہ  
دوسری منزل میں نماز پڑھتے ہوئے نظر آئے اور حال یہ تھا کہ تمام اعضاء جو لرح انکے مضطرب و مضطرب تھے اور کھوکھلا  
انسو جاری تھے مجھ کو عز خواہ سمجھ کر نماز سبک فرمائی اور یہ آیت پڑھی وآتی الغفار من باب الی آخرہ بعد اُس کے موضع  
زبالہ میں ایک چاہ پر کھڑے تھے اور سبب یہ تھا کہ چھاگل جسکو ابرق ور کوہ کہتے ہیں گر گیا تھا اُسکو نکالنا منظور تھا  
آخر دعا فرمائی تو آب چاہ لب چاہ اگیا آجناب نے رکوہ لیا اور وضو فرما کر چار رکعت نماز ادا فرمائی بعد اُس کے اُسی  
مقام میں قریب تر ایک تودہ ریگ تھا وہاں تشریف لے گئے اور قدر سے رُک لیکر اُسی چھاگل میں ڈالی اور نوش  
فرمائے یعنی کما کہ حضرت اسمین سے مجھ کو بھی غنایت فرماؤ سو مجھ کو بھی عطا کیا میں نے کھایا تو مستوفی فتح سین مہملہ  
و تشدید فانیہ شکر میں ملے ہوئے تھے اور میں اُس سے سیر ہو گیا ایسا کہ چند روز مجھ کو میل جانب طعام و شراب نہوا  
بعد اُس کے پھر ملاقات نہویٰ مگر میت اللہ میں کہ وہاں ہمراہ کئے خادمون و غلامون کی فوج تھی نقل ہو کہ جب  
ہارون رشید میت اللہ میں آیا تو بعض کو تہ اندیشون نے حضرت امام کی غمازی و بزرگوئی کی اور کہا کہ اُنکے واسطے  
ہر جگہ سے تحفے و ہدایا ترسم لباس نقد ہمیشہ آیا کرتے ہیں اور بہت لوگ اُنکے معتقد ہیں اور اسی سبب یہ متول  
حاصل ہوا کہ تیس ہزار دینار طلا کافی الحال اسباب خریداری ہارون رشید نے حضرت کو گرفتار کیا اور عیسیٰ ابن جعفر  
بن منظور والی بصرہ کے پاس بھیج دیا اُس نے ایک برس قید رکھا بعد ازاں ہارون رشید نے والی بصرہ کو ایک خط  
در باب قتل امام علیہ السلام کے بھیجا اُس نے جواب میں لکھا رکھا اور لکھ دیا کہ اور کسی کو بیان روانہ کرنا کہ میں امام کو  
اُس کے سپرد کروں ورنہ میں چھوڑے دیتا ہوں چنانچہ ہارون نے سدی بن ہاشم کو بھیجا کہ والی بصرہ نے امام کو  
اُس ملعون کے سپرد کر دیا اُس ناپاک نے آنجناب کو زہر کھلایا کہ تیسرے دن وفات ہوئی کذا فی اخبار الدول اور  
سعودی نے روایت کی ہے کہ حالت حبس امام میں ہارون نے خواب دیکھا کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ایک حربہ ہوسٹا ہے  
میں یہ ہوئے تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اگر کاظم کو نہ چھوڑیگا تو اسی حربہ سے قتل کرونگا ہارون خوفناک جاگا  
اور اُسی وقت ادا کلمہ لکھا اور تینیس ہزار درہم نذر بھیجے اور عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے چاہیے یہاں تشریف رکھیے اور  
چاہیے مدینہ میں جب حضرت امام اُسکی مجلس میں تشریف لائے تو اُس نے التماس کیا کہ یا امام تمہاری نسبت میں نے  
شب کو ایک ہمالہ عجیب دیکھا اُس کے شر سے مجھے آکا فرماؤ آنجناب نے فرمایا کہ میں نے شب کو جناب سول خدا صلعم کو  
خواب میں دیکھا اور آنحضرت نے چند کلمے مجھ کو تعلیم کیے ہنوز اُنکے پڑھنے سے فایز ہوا تھا کہ تو نے خلاصی کا حکم دیا  
اور بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ ابن مدی نے جسکا لقب ہادی تھا حضرت امام موسیٰ کاظم کو ابتدا سے حال میں قید کیا  
تو اُسے جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں بل مستیم ان تو لیم ان نقصد و فی الارض  
و قطعوا ارحاکم یعنی آیا توقع ہے کہ جب حاکم ہو تو فساد کروں میں میں اور قطع رحم کرو چنانچہ ہادی نے بعد

بیداری فی الغور رہا کیا پھر زمانہ مارون رشید میں یہ معاملہ ہو کہ اُسے حضرت امام کو کعبہ کے نزدیک جلوہ فرما  
 دیکھا اور کہا تم پوشیدہ گوگون سے بیعت لیتے ہو فرمایا میں امام قلوب ہوں اور تو امام اجسام بعد اُسکے اُنکو  
 لیکر مدینہ منورہ میں آیا جب وصہ مبارک حضرت سرور کائنات صلعم پر گیا تو مارون نے کہا السلام علیک  
 یا ابن عمی اور امام علیہ السلام نے کہا السلام یا ابی اس کلام سے وہ بہم ہوا اور بغداد میں یحییٰ اقرعہ کیا  
 بیان تک کہ وفات ہوئی کہ انی البراہین القاطعہ بین کتائبہ کہ ظاہر اس حکایت کا باہم منافات رکھتا ہے  
 انہم الان یمل علی تعدد المجلس بالجماہ عمر شریف پچیس برس کی دہر دایتے پینسٹھ برس کی ہوئی اور سال پہری  
 اکیسویں ترائی تھی اور تاریخ وفات پانچویں جب روز جمعہ ہی اخبار الدل میں کہ جس دن آنجناب کی وفات ہوئی تو  
 مارون رشید نے حکم دیا کہ لشکر مبارک کو بغداد کے پل پر لجا کر رکھو اور منادی کر اؤ کہ یہ موسیٰ ابن جعفر جو جسکو  
 رونق گمان کرتے ہیں کہ وہ نہیں مر اب دیکھ رکھو کہ وہ مر گیا ہے بعد اُسکے جانب غربی بغداد تھا قبر قریش میں  
 دفن کرو چنانچہ ویسا ہی ہوا اور آنجناب نے سینتیس نفر اولاد ذکر اور بائیس اثاث عقب چھوڑے اور چودہ لفظ  
 ذکر سے نسل باقی رہی فرار شریف مدینہ السلام بغداد میں فی الحال مرجع خاص و عام ہے اور دعا اُس تھا کہ  
 نہایت جلد قبول ہوتی ہو پچیس امام ابو الحسن علی رضا ابن موسیٰ کاظم ولادت انکی مدینہ منورہ میں ہوئی  
 گیا رھوین ربیع الاول روز پنجشنبہ نزدیک بعض اور حضرت امام باقی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ولادت حضرت امام  
 علی رضا علیہ السلام بروز جمعہ بعض شہور سال اکیسویں ترائی مدینہ میں ہوئی اور بعض کہتے ہیں ساتویں شوال بعض  
 آٹھویں اور بعض ششم سال اکیسوا کا دن اور وفات پچم و بیچ و غنہ بعض تیرھویں ذیقعدہ اور بعض آخر یوم باہ صفر  
 سال دوسو و مدینہ طوس میں ہوئی اور مامون رشید نے نماز جنازہ پڑھی اور قبر مارون رشید سے ملحق دفن کیا  
 انتہی اور شواہد النبوة میں لکھا ہے کہ وفات ولایت طوس قریہ سنایا دار سناقی نوقان اور قبہ مارون رشید میں  
 مدفون ہوئے کہ سر لے حمید بن محببہ لاطی ہی عمر شریف پچیس برس کی ہوئی والدہ انکی ام ولد کنیم حبشیہ  
 تھیں اسی سبب سے آنجناب باسود اللون تھے اور بڑے عالم زاہد تھے ولی کامل قلیل النوم کثیر الصوم ایام رستان  
 میں فرش خواب بویا اور تابستان میں بستر استراحت کھال حیوان بے سمعہ دریا تھا کنیت آنجناب ابو الحسن  
 اور لقب ضی وزکی و صابر در رنج و محن نقش خاتم لاول ولاقوۃ الابلہ چونکہ آنجناب جامع صفات کمال تھے  
 لہذا مامون رشید عباسی نہایت تعظیم کرتا تھا حتیٰ کہ اُسے اپنا داماد بنایا اور مملکت میں سہیم شریک گردانا  
 بلکہ امور خلافت آنجناب کے تفویض کیے اور دوسوا ایک ہجری میں اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا کہ امام علی رضا  
 ولی عہد میرے ہیں اور اسپر گواہ بیان کرائیں مگر حضرت امام علیہ السلام نے قبل مامون رشید کے وفات پائی  
 اور مامون رشید کو کمال تاسف و افسوس ہوا اقل ہو کہ حضرت امام نے قبل از موت خبر دی تھی کہ انکو روانہ

زہر لکود سے وفات میری ہوگی ویسا ہی واقع ہوا حضرت معروف کرخی استاد خواجہ سری سقطی انھیں کے ہاتھ پر اسلام لائے ہیں اور تاریخ نیشاپوری میں لکھا ہے کہ جب حضرت علی رضا علیہ السلام نیشاپور سے تشریف لے چلے تو ایک حلق کثیر بنا برز یارت نکلی اور آنجناب بسبب گرمی آفتاب کے ایک مقنعہ سر پر ڈالے روئے مبارک چھپائے شتر پر سوار جاتے تھے کوئی شخص چہرہ پر نور انکا دیکھ نہ پاتا تھا اس عرصہ میں اکابر شہر ہجو ابو ذر عہ رازی و محمد ابن مسلم طوسی ایک جماعہ طلب کو لیکر دہریے اور ملتہس ہوئے کہ روئے مبارک اپنا ہلک و کھلائے اور کوئی حدیث روایت نہ کرے بعد تکرار و جد کہ بسیار قبول فرمایا اور شتر سوار کی کوروکا اور غلاموں سے پردہ چہرہ مبارک سے اٹھوا کر ارشاد کیا کہ خبر دی مجھ کو میرے باپ موسیٰ کاظم نے اپنے باپ جعفر صادق سے انھوں نے محمد باقر اپنے باپ سے انھوں نے اپنے باپ زین العابدین سے انھوں نے اپنے باپ حسین سے اور حسین نے علی مرتضیٰ ابن ابیطالب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبر دی مجھ کو جبریل علیہ السلام نے کہ فرمایا رب العزت نے لا الہ الا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قالم و دخل حوضی و من دخل حوضی امن من عبد الی پس از ان حضرت امام علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ پردہ ڈالو اور روئے ہو روایت ہے کہ جو لوگ قلم و دوات لاکر مستعد کتابت ہوئے اور لکھ لیا بیس ہزار مر د تھے اور حضرت نے پانچ نفر اولاد دی اور ایک زخر عقب چھوڑی منجملہ انکے اجل و اکرم اولاد محمد جو او تھے ششم امام محمد ابن علی الجواد اولاد انکی نو رمضان یا دسویں ربیع الاول ایک توفیق ہوئی میں مدینہ باسکینہ میں واقع ہوئی والدہ انکی ام ولد تھیں مسماۃ ریحانہ کنیت انکی ابو جعفر و لقب جو اد توفیق معتدل القامۃ و ابیض اللون تھے اور نقش خاتم القدرة لکھا انکو اللہ نے صغر سن سے ذی علم و صاحب کرامات فرمایا تھا جب عمر شریف نو برس کی ہوئی تو ایکے و کسی کوچہ میں کوچہاے بغداد سے کھڑے تھے اور رٹکے کھیل رہے تھے کہ مامون رشید خلیفہ بقصد شکار سوار ہو کر اُس کوچہ میں گذر اطفال بھاگے مگر امام جو اد اسی مقام پر کھڑے رہے مامون نے نزدیک گر بہت محبت سے پوچھا کہ ای سپر تو کس سبب سے لڑکوں کے ساتھ نہ بھاگا آنجناب نے بلاتامل فرمایا کہ ای امیر المؤمنین راہ تنگ نہ تھی کہ میں وسیع کر دیتا ہوں گنگار نہ تھا کہ خوف کرتا اور میرا گمان تیرے ساتھ بخیر تھا مامون رشید فصاحت لسان و حسن بیان سے متعجب ہوا اور پوچھا تیرا نام کیا ہے اور تیرے باپ کا نام کیا فرمایا میرا نام محمد اور باپ کا علی رضا مامون نے کہا رحمت خدا کی تیرے باپ پر ہو بعد اُسکے بیرون شہر چلا گیا اور بار کو درگج پر چھوڑا وہ اُسکے ہاتھ نہ آیا مگر باز غایب ہو گیا بعد ایک ساعت کے اپنی مقام زمین مچھلی خرو نیم جان دبائے ہوئے پھر آیا مامون کو سخت تعجب ہوا اور تکرار کاہ سے مستعملانہ رحمت فرمایا اور اُسی موقع پر آیا جان اطفال با زنی کر رہے تھے دیکھا کہ اطفال جملہ لعب میں ہیں اور امام محمد جو اد علیحدہ کھڑے ہیں مامون رشید قریب حاضر ہو کر کہنے لگا ای محمد میرے ہاتھ میں کیا ہے حضرت با امام غیب فرمایا کہ ای امیر المؤمنین خالق کبریا نے بحر قدرت میں مچھلیاں چھوٹی چھوٹی پیدا فرمائیں ہیں مگر باز ہا

ملوک و خلفاء انکو شکرا کر کین اور اہل بیت پیغمبر کا امتحان لین مامون نے کہا بالیقین وبالحق امام علی رضی کا بیٹا ہو اور اسی وقت اپنے ساتھ سوار کر کر لایا اور کمال تعظیم و توقیر سے رکھنے لگا اور حضرت امام کو دہر ذر علم و فرات میں ترقی ہوتی تھی اور مامون کا اعتقاد و ذرا فردن ہوتا تھا آخر کار مامون نے چاہا کہ اپنی بیٹی ام الفضل سے انکا نکاح کر دن فرقہ عباسیہ نے منع کیا اس خیال سے کہ شاید انکو بھی مثل مدیرونی عہد اپنا کرے اور اصل مانع و معارض بھی ابن اکثم تھا تب مامون خلیفہ نے کہا اگر تمکو اسکے علم و فضل میں کچھ کلام ہو تو امتحان کر لو اور جس طرح چاہو بحث کرو عباسیوں نے اپنی طرف سے کئی ابن اکثم کو بنا بر مناظرہ تجویز کیا اور اکثر عباسیہ جمع ہو کر مجلس خلیفہ میں حاضر ہوئے اور خلیفہ نے ایک فرش مکلف پر حضرت امام کو بٹھلایا آغاز بحث میں بھی ابن اکثم نے چند سوال کیے کہ انتخاب نے جواب معقول صحیح و درست دیے کہ مامون شید نہایت سرور ہو کر بولا حسنت حسنت پھر کہا امی ابا جعفر تم بھی اگر کبھی سے سوال کرو گو ایک ہی مسئلہ ہو تو میرے نزدیک بہتر ہو امام نے فرمایا ای کبھی کیا جواب ہو اس مسئلہ کا کہ ایک مرد نے ایک زن نامحرم کو وقت صبح بشتوت دیکھا اور جب آفتاب مریقع ہوا تو وہ عورت اسپر حلال ہوئی اور ظہر کے وقت پھر حرام ہوئی اور عصر کے وقت حلال اور جب آفتاب غروب ہوا تو حلال تھی حرام ہوئی اور عشاء کے وقت حلال ہوئی اور نصف شب میں پھر حرام ہوئی اور جب صبح ہوئی حلال بھی نے بغور و تامل کہا میں نہیں جانتا ہوں امام نے فرمایا ای کبھی عورت شخص غریبی کو ٹپسی تھی کہ دیکھا اسکو بشتوت ایک اجنبی نے وقت صبح کہ بلاشبہ وہ نظر اسپر حرام تھی جب آفتاب بلند ہوا تو اسی شخص نے خرید احلال ہوئی اور جب ظہر کا وقت آیا تو اُس نے آزاد کیا حرام ہوئی اور وقت عصر اُس سے نکاح کیا حلال ہو گئی اور وقت مغرب ظہار کیا حرام ہوئی اور وقت عشاء کفارہ ظہار دیا کیا حلال ہوئی پھر نصف شب کو طلاق رجعی دی حرام ہوئی اور صبح کو رجوع کی حلال ہوئی اسی وقت مامون رشید نے عباسیوں سے فرمایا تم نے علم و فضل انکا دیکھا اور اسی مجلس میں ام الفضل سے عقد کر دیا اور دونوں کو باغ و ازاد کر ام تمام روانہ مدینہ با سکیہ فرمایا کہ انتخاب مدت مدید وہاں رہے بعد اسکے عہد مستقیم مابعد میں کہ دو سو بیس ہجری تھی نجد اومین تشریف لائے اور آخر وقعدہ سال مذکور میں وفات پائی متقا بر فریش میں فرار امام موسی کاظم کے قریب مدفون ہوئے عمر شریف اٹھاون برس کی ہوئی اور صحیح چھپیس برس ہیں اور انکی اولاد میں چار نفر تھے دو پسر و دو دختر بعضے کہتے ہیں کہ انکو بھی زہر دی گیا تھا کذا فی البراہین القاطعہ اور اخبار الدمل میں ہے کہ عمر شریف نہایت کم ہوئی یا میں ہمہ کرامات و خوارق عادات کے طار ہوئے بہتیم امام علی عسکری ابن محمد جو اولاد و ولادت با سعادت تیرہویں رجب بروز اتے نوین ذی الحجہ سال و صد چارچہ ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی والدہ شریفہ انتخاب ام ولد سمانہ تھیں اور کنیت ابو الحسن و لقب ہادی و متوکل اور نقش خاتم النبیل و عوصمتی من خاتمہ اور وجہ تسمیہ عسکری یہ ہوئی کہ موافق حکم متوکل باللہ عباسی کے مدینہ سے



دار سرمن رے کے قسرتیف لے گئے اور وہیں رہنے اور وہ شہر مشہور و معروف بسکرتھا لہذا عسکری نام ہو گیا مناقب و اوصاف آنجناب حد حصہ سے افزون ہیں آزادانہ سجاوٹ کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک گنوار ساکن کو فہ آیا اور کہنے لگا کہ میں مجبان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہوں سو مجھ پر دین کثیر ہو کہ اُسکے آؤ آنا جزیہوں سوائے ذات پاک تمھاری کوئی دینستانی کہ اُس سے عرض حال کروں فرمایا دین کس قدر ہوئے کہما ذیل ہزار درہم میں فرمایا کچھ اندیشہ نہ کرو ایک تنگ دستخط خاص اُسکو لکھ دیا اور کہہ دیا کہ مجلس عام میں اس تنگ کو پیش کر کے مجھ پر دعویٰ کر گزرتھا تھا شاید بغیر غلبت و سختی کرنا چاہتا تھا اعرابی اسی طرح دعویٰ رہا ہوا آنجناب نے تین دن کی محنت چاہی اُسے قبول کیا آخر یہ خبر متوکل خلیفہ کو پہونچی اُسے تیس ہزار درہم

فی الفجر بھیج دیے آنجناب نے مجمع درہم اُسی کو عنایت فرمائے سودہ درہم لیے ہوئے پکارا تا جاتا تھا اللہ اعلم حقیقت یہ سب سالتہ اور ترجمہ صورت محرقہ میں بعض حفاظ سے روایت کی ہو کہ ایام حکومت متوکل عباس میں ایک عورت نے کہا میں سیدانی ہوں متوکل نے کہا اس بات کی ہم تحقیق کرتے ہیں پھر اُسے باستصلاح بعض عقلا و مجلس حضرت امام حسن عسکری کو طلب کیا اور تخت پر اپنے پہلو میں بٹھلا کر التماس کیا کہ آنجناب اس عورت سے کہ آپکو سیدہ قرار دیتی ہو سوال بھیج حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اولاد حسین علیہ السلام کا دوزخ بدوین پر حرام کیا ہو اگر یہ عورت سچی ہو تو دوزخ بدوین کے پاس جائے اُسے شکر کہا کہ میں اپنے دعویٰ میں جھوٹی ہوں پھر امام رخصت ہوئے بعد چند دن کے کئی عباسیوں نے خلیفہ سے کہا اسکا امتحان کرنا چاہیے سو خلیفہ نے تین جانور درندہ اپنے محل اقامت میں رہا کر لئے اور امام حسن عسکری کو طلب کیا جب امام داخل قصر امارت ہوئے تو درندہ قدموس ہونے لگے اور حضرت اپنی آستین سے انکو مسح فرماتے تھے بعد اُسکے خلیفہ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور ایک ساخت و بان اجلاس فرما کر رخصت ہوئے تو پھر درندہ اسی طرح پیش آئے حاضرین محاسنت متعجب ہوئے اور بعضوں نے متوکل خلیفہ سے التماس کیا کہ جس طرح تیرے بھائی عم زاد نے کیا ہو تو بھی تو کر اُسے کما تم لوگ جھکھو قتل کرا یا چاہتے ہو اور ارشاد کیا کہ اس راز کو کسی سے ظاہر کرنا نہ چاہیے اور بعضے اس قصہ کو امام علی رضی اللہ عنہ نسبت کرتے ہیں لیکن یہ امر خلاف صواب ہو کیونکہ جناب موصوف عہد مامون رشید میں وفات پا چکے تھے چنانچہ مسعودی نے لکھا ہے نسبت اس کرامت کے حسن عسکری سے صواب صحیح ہو عمر شریف چالیس برس کی ہوئی سال ہجری وقت وفات ہر دایتے دو سو چھپن و ہر دایتے دو سو چھپن تھے اور دروز و شنبہ ماہ جمادی الثانی تھا دار سرمن رے میں مدفون ہیں اور چار مہر اور ایک ہنر عقیب چھوڑی ہے ثم امام ابو محمد حسن خالص ابن علی العسکری رضی اللہ عنہ ولادت باسعادت انکی ماہ ربیع الثانی سال دو سو بتیس ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی والدہ انکی ام ولد سنو سن تھیں اور کنیت ابو محمد و جمال و نقشب خاتم سبحان من لا مقالید السموات والارض اور معتدل القامتہ واللون تھے روایت ہو کہ ایام گرگین میں آنجناب گریہ فرماتے تھے اور اطفال محلہ لعبے لہو میں مشغول تھے اُس حال میں بے ہول دانا آگے انکو گمان ہوا کہ حسن خالص اُس خیر کے واسطے روتے ہیں جو کہ اور لڑکوں کے ہاتھ میں ہو سو عرض کیا کہ اگر آپکو اس چیز کی خواہش ہے تو میں خرید کر دوں

یہ روایت ہے  
ماہ ربیع الثانی

تاکہ اس سے آنجناب کھیلین فرمایا یا قلیل العقل واللعب خلقنا بملول نے کہا کچھ کھیلے یہ کیا ہو فرمایا للعلم والعبادۃ آس  
 کہا اس قول پر دلیل کیا ہو کہا تم نماز خلق کو عبادت کرو انکم الدینا لا تزجون بملول نے التماس کیا کہ مجھ کو نصیحت فرما تو آنجناب  
 نے بیات چند تفسیر معطفت منسلح پڑھے اور خود ہی بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو بملول نے کہا ابھی تو آپ  
 معصوم ہیں وجہ بیہوشی کی کیا ہوئی فرمایا کہ اسے بملول میں نے دیکھا کہ والدہ میری آگ جلاتی تھیں اور وہ افروختہ  
 نہوتی تھی مگر چھوٹی چھوٹی لکڑیوں سے اس سے مجھ کو خوف و ترس لاحق ہوا کہ مبادا یہ میری کچک دوزخ کا مجھے بنا دین  
 کذا فی البرہین القاطعہ اور اخبار الدول میں ہرگز سرزن اسے میں قحط کا غلبہ ہوا معتد باللہ ابن مکتل باللہ نے لوگوں سے  
 دعائے استسقا کرائی تین دن متواتر دعا کی گئی پر پانی نہ برسایا بعد از ان چلعت نصاری کہ وہاں یہی تھی استسقا کو کھلی زمین  
 ایک درویش تھا جو قوت وہ اپنا ہاتھ بنا برعداراز کرتا تھا پانی رسنے لگتا تھا دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا تو بعض  
 ضعیف الایمان شک میں پڑے اور بعض دین اسلام سے مترد ہو گئے معتد باللہ کو سخت تر دہوا آخر کار اس نے جناب  
 حسن خالص کو طلب کئے کہ کیا اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سنبھالو کہ مترد ہوئی جاتی ہر حضرت امام  
 علیہ السلام نے فرمایا الطینان رکھ علی الصباح انشا اللہ رفع شک کیا جا یگا اور کہلا بھیجا کہ میرے بارون کو قید سے  
 چھوڑ دے خلیفہ نے اسی دم سب کو رہا کیا اور صبح کو امام حسن خالص مع اپنے توابع کے میدان استسقا میں رونق پش  
 ہوئے اور نصاریٰ مع اپنے راہب کے آئے اور راہب نے بطریق مہمود اپنا ہاتھ جانب آسمان دراز کیا اور پرایا  
 امام نے فرمایا کہ اس راہب کا ہاتھ پکڑو اور جو کچھ آسکے ہاتھ میں ہے گھر لے کر میرے دروازے پر اس کے ہاتھ  
 میں ایک استخوان انسان لٹکیوں میں نہی ہوئی کھلی بعد اسکے اس درویش سے فرمایا کہ اب اس نے جب تم دعا کو اٹھاے ابراہیم ہو گیا تھا  
 و شاہدین حاضر منہ خلیفہ سخت متعجب ہوئے اور پوچھنے لگے یہ کیا معاملہ تھا فرمایا کہ ٹھہری کسی پیغمبر کی ہزار شخص کے ہاتھ لگی ہو  
 دستور یہ کہ جب استخوان طیل انسان کسی نبی علیہ السلام کے زیر آسمان کھلتی ہو تو بانی برتسا ہر امتحان کر کو چنانچہ خلیفہ نے امتحان  
 اور شک و شبہ جو کہ قلوب مردم میں بڑی گیتا تھا رفع ہو گیا اور وہ درویش پشیمان ہوا اور حضرت نے اس ٹھہری کو کٹنا کرفن کر لیا اور  
 خلیفہ نے حضرت امام کو باغ ازرا کر مراد نزلت خانہ کیا اور تازان حیات عطا یا و انعام بطور پدایا و مذہب حجت را عنہ شریف تالیس سال  
 کی ہوئی اور وقت وفات سال ہجری دوسواۃ یا ساٹھ تھے اور ماہ ربیع الاول تھا دار سرزن سرزمین اپنے والد بزرگوار کے پاس منوچہر  
 اور اولاد جناب سوا سے ابو القاسم محمد حجت کے کوئی اور نہ تھی اور چونکہ عمر شریف بہت قلیل ہوئی اس سبب سے  
 مناقب و امثال آنجناب خلق میں کم ظاہر ہوئے نعم الامام القاسم محمد الممدی ابن حسن الخالص رضی اللہ عنہما یہ حضرت  
 امام دوازہم ائمہ اہلبیت سے ہیں والدہ آنکی سماء حرم سلام ولد تھیں ولادت آنکی شب جمیعہ پندرہویں شعبان  
 سال دوسو و پچھن ہجری میں ہوئی اور شواہد النبوة میں ہر کہ بست سوم رمضان سال دوسو و پنجاہ و ہشت ہجری  
 سردار سرزن اسے میں پیدا ہوئے اور القاب آنکے مشہور نزو امیہ ممدی حجت قائم و منظر و صاحب الزمان

و خاتم انما عشرین وقت موت پر عالمی مقدار پانچ برس کے تھے کہ خدا سے تعالیٰ نے اسی عمر میں آپ کو حکمت عطا فرمائی تھی بعضے کہتے ہیں کہ سر وہاں برسین اسے میں غائب ہو گئے و بقول رد افض مہدی آخر الزمان ہ ہین چنانچہ جہو انامیہ و کسانیاہ قائل ہیں کہ مہدی صاحب الزمان زندہ و موجود ہیں لیکن دشمنان کے خوف سے مخفی ہیں بلکہ بغداد شریف کے شیعوں کی یہ عادت تھی کہ ہر جمعہ کو ایک گھوڑا اٹھا کر کے سر وہاں پر چلتے تھے اور پکار بچا کر کہتے تھے مہدی مہدی جب سلطان سلیمان ابن عثمان بغداد شریف پرستولی ہوا تو اس نے اس فعل کو بند کرایا کذا فی اخبار الدولہ اور سبب اس عقیدہ کا امامیہ و کسانیاہ کے نزدیک یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ پر نصب امام ہر عصر میں واجب و لازم ہوا اور امام معصوم ہونا چاہیے مگر یہ دونوں مقدمہ باطل ہیں کما صرح بذلک علماء و نافی محکمہ او مجیب تماشایہ کہ بعد از وفات و ایقان اس امر کے کہ مہدی صاحب الزمان پوشیدہ ہیں تاہم کمال اختلاف رکھتے ہیں چنانچہ قاضی شہر کہتے ہیں کہ مہدی محمد بن حسن عسکری ہیں کہ غائب ہو گئے بحالت طفلی مگر اور لوگ اس قول سے منکر ہیں بعضے کہتے ہیں کہ عسکری لا ولد تھے کیونکہ جعفر ان کے بھائی نے میراث لی اور بعضے کہتے ہیں کہ عسکری کے ایک بیٹا محمد ہوا تھا وہ مر گیا اور شبکی نے جمہور رضہ سے روایت کی ہے کہ بعضے براہ نقشب حس عسکری کی اولاد ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہیں جعفر نے میراث لی اور اسی بات پر جعفر کو کذاب کہتے ہیں حاصل کلام یہ کہ امامیہ اس بات میں پیش فرتے متفرق ہو گئے ہیں اور کسانیاہ کہتے ہیں کہ مہدی موعود محمد ابن خفیہ ہیں اور اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ اسمعیل ابن جعفر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ محمد ابن اسمعیل ابن جعفر ہیں اور بعضے مامیہ کہتے ہیں کہ مہدی محمد ابن علی الباقری ہیں اور بعضے جعفر صادق کو کہتے ہیں اور بعضے موسیٰ کاظم کو اور بعضے محمد بن حسن شہنشاہ ابن حسن مجتبیٰ کو مہدی کہتے ہیں اور ایک فرقہ شیعہ قائل ہے کہ مہدی بابو القاسم محمد ابن علی ابن حسین ہیں کہ معتمد باللہ نے ایک برس انکو قید کر کر چڑھ دیا تھا خواہ شیعہ دیوار کوہ و کمال لائے تھے پھر وہ غائب ہو گئے اور ایک فرقہ کہتا ہے کہ محمد بن عبد اللہ ابن حسین ہیں اور ایک فرقہ قائل ہے کہ جلی ابن عمر مہدی آخر الزمان ہیں کہ ابن علی ابن حسن ہیں کہ پوتوں میں تھے کذا فی السیف السلول و حقیقت حال مہدی آخر الزمان علیہ و علی آباءہ اجمعہ و السلام کی و اشد اعلم حقیقتہ الحال کتب حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ سلم و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و تہذیب و غیرہ ائمہ حدیث روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے مہدی میری عمرت سے ہوگا اولاد و فاطمہ سے اور محمد ابن عبد اللہ نام ہوگا اور مال کو برا بھلا کہہ کر بچا اور قلوب آدمیوں کو مستغنی کرے گا اور روایت حاکم میں ہے کہ کچھ برس یا سات برس یا آٹھ برس یا نو برس آدمیوں میں رہے گا اور طبرانی کی ایک روایت میں ہیں برس میں اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ مہدی پوسہ دن ان کشادہ پیشانی ہوگا اور روایت ربانی چہرہ او سکا مانند کوب و خشنود ہوگا اور لوگوں میں ہجوم و مردم عرب اور ہر دو چشم و چشم ہر یک بیان اور کبر حدیث نے جزم کیا ہے اس بات پر کہ احادیث جو تصریح دلائل کرتی ہیں کہ مہدی اولاد و فاطمہ سے ہونگے صحیح الانساب و ابن اور احادیث سے و اطرہ ہے کہ مہدی بن علی علیہ السلام ہوگا







مسلمان دین کی باتوں سے واقف ہوں یا کہ پیغمبروں کے قصے و حکایتیں صحیح صحیح جس سے خلق اللہ شکر و غیرت پرست  
تیسرا نیک بلیا کر کے باعث سے بہت کو ثواب ملتا ہے سو فقیر بے بضاعت نے مطلب حدیث شریف سے سمجھا کہ  
موت ہر دم سہر پہ کھڑی ہو یا نہ ہو کہین کی راہ سے آدمی بے نام و نشان مرجان تینوں کاموں میں جو ہو سکے اسکی فکر جلدی  
کرے اگر دنیا کا کچھ مقدور ہو تو اس کے موافق صدقات جاریہ کی تدبیر کرے اور اگر علم ہو تو اس کے باقی رہنے کی سبیل کرے  
اور اگر اولاد ہو تو انکو علم دین تعلیم کرے اور بری صحبت اور برے کاموں سے بچا دے تاکہ بعد موت انکی دعا سے فائدہ  
اٹھائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ مردہ حقیقت میں وہ ہی ہے جو حیات میں تھا ان پک بعد موت کے نہ رہے سوائے اللہ تعالیٰ نے  
اپنی عنایت و فضل سے دو تخت جگر نور العین سعادت مند انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و محمد حسن و محمد علی علیہما السلام ازال سہا  
محسنا و احسن عین شباب میں عطا کیے کہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ بدو شعور سے طبل انگ زکیہ انکی تحصیل علوم و نیبیر  
و اذہان صافیہ انکے اکتساب اخلاق حسنہ پر مائل و ملزم خود بہادیت ازلیہ بری صحبت اور بد کاموں سے متنفر و ہر کمال میں  
اور کوئی دقیقہ دقائق متابعت والدین الفضل ازیدی ان سے فوگداشت نہیں ہوتا و ذلک بفضل اللہ تعالیٰ تین شایدا اللہ تعالیٰ فضل اللہ علیہم  
فی عمر واد و جملہا مجبورین فی قلوب المؤمنین و اکثر مالہا و اولادہا و بارک فیما احلیتہا و احلیہا و ارشالی و دلالی و جدی و البنی و آلہ  
یا انکی میں اس نعمت غیر مترقبہ کا شکر خزانہ بیان سے بھی ادا نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ میں مالائق و گنگہار تھا تو نے مجھے  
برکار کو ایسی اولاد و صلح و برہنہ کار با علم و ہنر و اخلاق حسنہ عطا فرمائی تو اس کے شکر کرنے کو زبان کمان پاؤں پس ایک بات یہ  
ہوئی کہ اس سے انتشار اللہ تعالیٰ بعد موت مجھ کو امید ثواب ہوا و دروسری بیات علم کی تھی سو کتاب ہر کو محض نیا فائدہ خلق اللہ  
تالیف کی ہوا و ابست مالتیف کی بروز جمعہ بست ششم ذی حجہ سنہ بارہ سو اٹھ طبعی میں کی گئی اور بروز جمعہ  
تایخ پچیسویں رمضان المبارک سنہ بارہ سو اٹھ میں تسوید سے تمام ہوئی اور بروز شنبہ تایخ پچیسویں محرم الحرام سنہ  
بارہ سو اٹھ طبعی میں صاف ہوئی پس باقی رہی تیسری بات یعنی صدقہ جاریہ کہ موقوف مال دیا ہے سو اب تک ضائع و نیک  
نے اس قدر استطاعت عطا نہیں فرمائی کہ موافق حدیث خیر الانام علیہ التحیۃ و السلام بسر و چشم و طب خاطر عمل کرتا  
مگر ارادہ و نیت خالص اللہ تعالیٰ رکھتا ہوں اگر دنیا کا مال ملک و صحت اللہ نے دیا اور ارادہ کو دل میں قائم رکھا  
تو اس کے اجراء میں بھی خالصاً و مخلصاً قصور نہ ہو گا انکی بحق واث پاک سلطان سہر لولاک سرور اضیاء خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم  
احمد مختبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر مہر جمع پیغمبران علیہم السلام میرے گناہوں سے درگزر فرما اور اس کتاب کو قبول قلم  
بندگان کردی اور نظر عیب بینوں کو نہر بین فرما شہان ربک رب العز و العالیون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین  
و صلے اللہ علی خاتمہ محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہا جمعین برجتک یا رحمہم الراحمین اللہم جعل آخر کلامی اشہد ان لا الہ الا اللہ  
واشہد ان محمد رسول اللہ آمین یا رب العالمین آمین



سے نقل کرے تو اس میں احتمال مجہول پرک کا بھی نہیں رہتا ہے جسے اسے احتمال خلاف واقع ہونے کا بلکہ وہ خبر باضر مطابق واقع  
 کے نکلتی ہے اسی کو خبر متواتر بولتے ہیں اگر کسی یا دیوان کے کہ جسے کسی سے سنایا کہ بادشاہ دیوان فرماتے تھے تو وہ بھی خبر غیر  
 ہو کیونکہ یہ میں سلسلہ ٹوٹ گیا اور جس طرح زبان سے خبر دینے میں احتمال صدق و کذب ہوتا ہے ویسی لکھنے میں بھی ہوتا ہے  
 اس کے واسطے بھی وہی ضابطہ عقیدہ کا ہر شکار کوئی دستاویز ہوتا تھا اور اس پر کسی حامل کی بنا ٹھہرنی منظور ہو دے تو پہلے  
 یہ دریافت کرنا چاہیے کہ کس نے اس دستاویز کو لکھا ہے اور جس کی طرف دستاویز منسوب ہو وہ نسبت صحیح ہے یا باہم فرضی اس کے نام سے خبر ہو  
 پھر اگر کاتب قرار پایا تو دریافت کرنا ضروری ہے کہ اس نے اپنی دیکھی یا یاد واسطے سن لی ہے یا بواسطہ اگر بواسطہ ہو تو وہ واسطہ صاحب  
 تھا یا نہ تھا اور لکھنے والا بھی اہل وثاقت تھا یا نہیں اگر اس توثیق میں وہ دقیقہ صحیح نہ نکلا تو محض ردی ہو اور جو ان نظر  
 کے ساتھ ثابت ہوا تو بظن غالب صحیح ہوتا ہے اور جب بہت لوگ اہل وثاقت اس دستاویز کے گواہ ہوتے ہیں تو ہرگز اس میں شک  
 و شبہ نہیں رہتا خصوصاً جب کہ کوئی ایسا ہی شخص معارض نہوا اور اگر کوئی معارض ہوا اور ویسا نہوا تو ہونا ہونا اس کا برابر  
 ہوتا ہے اور اسی واسطے اسلام میں ایک فن عظیم الشان مقرر ہوا اور اس فن کے سیکر و اعلم گزے کہ انکی وثاقت و جلال اس  
 اس فن کی مہارت سب اہل علم جانتے ہیں اور انھوں نے سیکر و کاتبین اس فن میں تہذیب و تالیف فرمائی ہیں اور اس فن میں یہ  
 بحث ہو کہ خلائی بات جو فلاں شخص کی طرف منسوب ہو اس کا نقل کون ہو اور مولد و منشا اس کا کمان تھا اور وہ کیسا آدمی تھا اور جسکی  
 یہ بات ہو اس سے بلا واسطہ سن کر لکھی ہے یا بواسطہ اگر بواسطہ ہو تو وہ واسطہ کون شخص تھا کمان رہتا تھا کب پیدا ہوا کب مر گیا تھا  
 فضول گو یا راستگو و غلو بالانسیان یا حافظے والا صاحب نقشب تھا یا اطمینان ہے یا اپنے بیان میں نقل تھا یا غفلت اگر یہ ثابت ہوا کہ جسکی بات  
 جتنے لکھی ہے اس سے بلا واسطہ سن کر لکھی ہے اور اس سے تنہا آپ نہیں لکھی بلکہ متعدد ثقہ لوگوں نے حضور نے خود بھی بلا واسطہ اس بات کو سن لیا  
 مگر لکھی ہے اور اہل عصر نے اسکی ضد کچھ نہیں لکھا بلکہ اسی کی تعلیم دیتے رہے اور ان کے بعد کسی نے ان کے عقیدین سے دوسری بات کو اس کے  
 ہم وزن و ہم رتبہ نہیں سمجھا بلکہ برابر کہتے آئے کہ کوئی خبر تہذیب و تہذیب میں اس کے ہم رتبہ نہیں ہو سکتی اور اول طبقے سے لگا کر چنانچہ  
 چلے آئے کسی درجہ میں ایسا نہیں ہو کہ وہی ایک اسکے راوی ہوں بلکہ سیکر و کاتب ہوں یا وہی سوا ایسے مکتوب و دستاویز کو اہل  
 و علم قطعی میں شمار کرتے ہیں اور اس کے منکر کو جاہل بدین کا فرقہ ہیں اور اسکی اصل مثال ہے ہمارا قرآن شریف جو باہل بدینین فی الحال ہمارے  
 پاس موجود ہے کہ بالفاظ ہمیں ترتیب کیات فی السورہ میں وصل فصل حضرت سوکانات معلم سے بواسطہ صاحب جلیل الشان ہر ایک پہنچا ہے  
 اور جو کچھ اس میں ہے اس وصل و اجزا وضع و ترتیب محل متواتر ہوا و درین تعلیم و درستی تعلیم کی بنا پر اور اس طرح کے ثبوت عقلی قطعی کے ساتھ کوئی  
 دستاویز نہیں ملتا کہ آسمانی کسی پیغمبر کی یہود و نصاریٰ کے پاس نہیں ہے اور اسی وجہ سے ہر ایک انکو الزام فاش دیا کرتے ہیں اور انکی پاس  
 کی کتابوں کے مانع جاننے میں اہل اصحاب اتقان جلال الدین سیوطی لاخلان کلما ہوں القرآن حکیمان کیون متواترانی اصلہ و اجزائہ و  
 کلام فی محملہ و ضرورتیہ و تحقیق و تحقیق و تحقیق کی بیان سے ظاہر ہے کہ ترتیب کیات کی سورتوں میں تو فی ہر اور موافق وہی الہی ہوتی ہے و حضرت  
 جبریل علیہ السلام کو ہی کیات بحسب واقعہ لائے تھے تو حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیتے تھے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں مقام پر کہو



کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بعض کتابان میں کتب فرمایا کرتے تھے چنانچہ شکر و ثناء پرین حضرت ابن عباس سے ایک حدیث طویل اس باب میں موجود ہے کہ ایک کلمہ اس کتاب میں کرتا ہوں قال عثمان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مایا لی علیہ الزمان وہو یسرل علیہ السور و دات الصد و کان ذانزل علیہ شئ و عابض من یتب فی قول ضو ابوالدلائل فی السورۃ التي یزکریا کذا و کذا رواہ احمد و ابوداؤد و الترمذی یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ تھا ایک زمانہ اور نازل ہوتی تھیں انہیں سورتیں کہ انہیں آیات متحد ہوتی تھیں ان سے کتب تھے جب نازل ہوتی تھیں انہیں کتب بھی آیتوں سے تو کتب فرماتے تھے بعض نوینہ کاں وحی کو اور فرماتے تھے کہ لکھو ان آیتوں کو اس سورت میں جہین ایسی باتوں کا ذکر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوام و استمرار عادت رسول مقبول یوں جاری تھی کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی کتابان وحی کو فرمادیتے تھے کہ اسکو فلاں مقام پر لکھو کیونکہ حدیث شریف میں لفظ کان بصیغہ مضارع کہ دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے و قال سیوطی فی الاتقاق الإجماع و انصوص المتراوۃ علی ان ترتیب الآیات لتوفیق الاختلاف فی ذلک اما الإجماع فقہاء و واحد منهم الزکشی فی البرہان و ابو جعفر فی مناسبات و عبارت ترتیب الآیات فی سورہ ما واقع بتوفیقہ صلی اللہ علیہ وسلم و امرہ من غیر خلاف فی ہر اہل السلیق تراضی البکر سے اتفاق میں بقول ہر کہ ترتیب آیات کی سورتوں میں امر واجب اور حکم لازم ہے اس واسطے کہ پیشہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جیسے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں مقام میں درج بعد اسکے قاضی ابوبکر فرماتے ہیں کہ وہ قرآن جو اللہ نے اپنے پیغمبر پر نازل فرمایا یہی قرآن ہے جو حضرت عثمان میں موجود ہے نہ کوئی چیز اس میں سے کم ہوئی نہ زیادہ بلکہ مطابق لفظ خدا اور ترتیب رسول خدا و ائمہ و تائید محمدیہ تلاوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر ایک آیت کی ترتیب قالیف سورتوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے اور علامہ بغوی محی السنۃ کا تسبیح میں اسی قول کے موافق فرماتے ہیں اس قدر زیادہ ہے کہ قرآن شریف بدین ترتیب جو ہمارے مصحف میں ہے اسی ترتیب سے لوح محفوظ میں ہے کسی طرح کافر نہیں ہے اور کام اللہ تعالیٰ علامہ کرانی برہان میں فرماتے ہیں کہ ترتیب سورتوں کی ج طرح ہمارے مصحف میں ہے اسی طرح لوح محفوظ میں ہے اور محدث طبری اسکے موافق فرماتے ہیں کہ حدیث احمد و ابوداؤد و دلالت کرنی ہے اس پر کہ ترتیب سورتوں کی جو فی الحال مصحف مجید میں ہے وہی ترتیب ہے جو پیغمبر خدا کے عہد میں تھی قال ابن کثیر ترتیب السور و وضع الآیات صما انما کان بالوحی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ضو ابوالدلائل فی موضع کذا و کذا فی النقل المتواتر بهذا الترتیب من تلاوتہ رسول اللہ و ما اجمع علیہ الصحابہ علی وضعہ حال اس عبارت کا بھی وہی ہے جو ابوریان ہوا و شیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں اس طرح لکھتے ہیں عبارت کہ ترتیب سور و وضع آیات بالوحی بودہ جبریل علیہ السلام چون آیتیں از قرآن ہر جگہ آتے اور کوئی کلمہ یا حرف سورہ بعد از فلاں آیت نمید و احادیث دین باب اسبیا آمدہ تحقیق حاصل شد یقین بران نقل متواتر بدین ترتیب از تلاوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع صحابہ بطریق شک کے شبہ و در لوح محفوظ ہمہیں ترتیب نوشتہ اند و از انجا با آسمان دنیا فرستادہ و از جبریل علیہ السلام بحسب قاع سور و آیات سے آورد و ترتیب نزول غیر ترتیب تلاوت است جبریل علیہ السلام ہر حال رواہ و ضامن کیا تمام قرآن میں ترتیب آورد و با حضرت بطریق ہر اس ترتیب آورد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں علم حالت نماز فرمود و در آخر

مولانا جلال الدین سیوطی اتقان میں حارث نجاشی سے نقل کرتے ہیں کہ کتاب قرآن کی مستحضر نہیں بنی  
 کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے تھے اسکی کتابت کو اور شیخ عبدالحق محدث شرح مشکوٰۃ  
 میں لکھتے ہیں کہ کتاب قرآن مستحضر نیست بود آنحضرت کہ امر میکرد کتابت آن لیکن متفرق بود در قیام  
 و خیر آن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امر کرد بانساخ آن از جای متفرق بجای مجتمع و این بمنزلہ آن بود کہ گویا اور  
 متفرق در خانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یافتند کہ در آن قرآن نوشتہ بود بلکہ منتشر بود مجتمع ساختند  
 در رشتہ النیام و انتظام کشیدند تا جزوے ازلان کم نشود اور اتقان میں خطائی رحمۃ اللہ علیہ سے مقول ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلئے قرآن کو مصحف واحد میں جمع نہ فرمایا کہ ایکوانتظار نسخ بعض احکام  
 و تلاوت رہا کرتا تھا اور جبے مانہ نزول قرآن رحلت رسول مقبول سے منقضي ہو گیا تو حق تعالیٰ نے  
 اخافہ و راشدین کو الہام کیا کہ متفرق کو جمع کر دو اور صحیح بخاری و مشکوٰۃ میں یہ ابن ثابت سے حدیث طویل  
 مجمع تالیف کی جو حضرت صدیق اکبر نے بمشاورت حضرت عمر فرمائی موجود ہے اور جو کچھ حضرت عثمان نے کیا ہے  
 وہ بھی مشکوٰۃ شریف میں ہے اور حاصل آن حدیثوں کا یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بمشورہ حضرت عمر  
 زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عمو خوف ہے کہ بسبب قتل ہونے قرار کے قرآن سے کوئی چیز جاتی نہ رہے  
 اسکو جمع کرنا بہتر ہو سو تم جو ان و عاقل و قوی الحافظہ اور امین اور کاتب محی ہو قرآن کو صحائف میں  
 جمع کرو تاکہ خوف فوت جانا رہے چنانکہ زید ابن ثابت نے باتفاق صحابہ صحائف متعددہ میں لکھا یعنی  
 جو کچھ خرمون کے بتوں پر یا سفید پتھروں یا کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھا ہوا رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے گھر میں تھا  
 اسے طلب کر کے صحائف میں نقل کیا کہ وہ صحیفے حضرت صدیق اکبر کے پاس رہے جب انکی وفات ہوئی  
 تو حضرت عمر کے پاس رہے جب انکی وفات ہوئی تو حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے پھر  
 سہ بنہ بنی سہمی میں خلیفہ ابن ابیہان صحابی نے جنگی شان میں پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ گواہی اسکی  
 دو شخصوں کے برابر ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس امت کی دستگیری  
 فرمائیے قبل اسکے کہ کتاب خدا میں اختلاف کریں جیسا یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل میں کیا کیونکہ میں نے  
 اس امت کے لوگوں کو بلغات مختلفہ پڑھتے ہوئے قرآن سنا ہے تب امیر المومنین عثمان نے حضرت ام المومنین  
 حفصہ کے پاس سے وہ صحیفے طلب کیے اور زید ابن ثابت اور عبد اللہ ابن زبیر اور سعد ابن عاص اور  
 عبد اللہ ابن حارث ابن ہشام رضی اللہ عنہم سے ارشاد کیا کہ ان صحیفوں کو مصحف واحد میں بلغت قریش  
 جبہ اصل نزول قرآن ہے لکھو تاکہ اختلاف جاتا رہے چنانکہ اصحاب رسول اللہ نے اسی طرح لکھا اور حضرت  
 عثمان نے سات مصحف لکھو کر دیا اسلام میں منتشر کر ائے یعنی ایک مدینہ میں رکھا اور باقی مکہ اور شام میں

و بحر بین و بصرہ و کو فی بین بھیجے اور حکم ناطق دیا کہ جو اور کوئی قرآن صحیفہ یا صحف میں ہو جلا دیا جاوے  
 و پارہ پارہ کیا جائے چنانچہ سب صحیفے و صحف جلائے گئے یعنی جو کچھ تیون پر اور پتھرون پر یا کاغذ کے رقون پر  
 لکھا ہوا تھا اور جو کچھ حضرت ام المومنین حفصہ کے پاس صحائف شریفہ کے لکھوائے ہوئے تھے سب جلائے گئے  
 حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ اگر یہ کام عثمان نہ کرتے تو میں اسی طرح کرتا یا شاید  
 دہلوی فرماتے ہیں کہ فرق جمع ابی بکر اور عثمان رضی اللہ عنہما میں یہ ہے کہ جمع ابی بکر اس خوف سے تھی کہ مبادا  
 قرآن شریف سے کچھ کم ہو جائے اور جمع عثمان اس واسطے تھی کہ اختلاف نہ واقع ہو اور جو لوگوں میں مشہور ہو  
 کہ جامع قرآن حضرت عثمان ہیں سو ایسا نہیں ہے حضرت عثمان نے صرف یہ کیا ہے کہ لوگوں کو لغت قریش پر جمع کیا  
 تاکہ فتنہ و فساد جو امین اہل عراق و اہل شام کے حروف قرأت میں واقع تھا بند ہو جائے اور اصحاب اہل بیت  
 اسی بات پر جماع کی اور قبل اسکے واسطے آسانی کے قرآن شریف حروف سبعہ پر پڑھا جاتا تھا اب کہ سب پر  
 آسان ہو گیا تو حضرت عثمان نے سب لوگوں کو لغت قریش پر کہ اصل نزول اسی پر تھا جمع کر دیا کیونکہ یہ لغت  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور لغت حضرت پر قرآن نازل ہوا تھا اور یہ جو حدیث شریف میں ہے کہ انزل القرآن  
 علی سبعة احرف سو حال اسکا یہ ہے کہ اول نزول قرآن بغت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تو اور عرب پر تکلم اسکا  
 شاق ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عزت جل جلالہ میں التماس کیا کہ اس بات میں توسع و رکاہی  
 ارشاد ہو کہ ہر شخص اپنی لغت میں پڑھے اور مشہور بفساحت عرب میں سات قبیلہ تھی قریش قطیف و ہوازن  
 و اہل مین و ثقیف و بدیل و بنی تمیم سو قرآن تا زمان حضرت عثمان ان لغات میں پڑھا جاتا تھا جب حضرت  
 عثمان نے دیکھا کہ اس طرح کا اختلاف ہے اور سنا کہ ایک دوسرے کو تکفیر کرتا ہے اور اس میں دین کا فساد  
 لازم آتا ہے اسلئے آپ نے قرآن کو قرأت قریش پر لکھوایا اور ان لغات کو باقی نہ رکھا مگر قلیل اور اسی پر سب اصحاب  
 متفق ہوئے کہ وہی قرأت باقی رہے اور ہوازن وغیرہ اسی قرأت پر پڑھنے لگے تاکہ قرآن سبعہ کو باسناد متصلہ  
 پہونچا اور باقی رہا ادنی اختلاف جو کہ اس لغت میں متصور تھا مثل ادغام و امار و وقف وغیرہ کذا فی الاتقان  
 و ترجمۃ مشکوٰۃ اور مولانا محمد رفیع الدین محدث بحال شیخ محمد ابن محمد محفوظ مکنیوی تحریر فرماتے ہیں کہ ترتیب  
 آیات قرآنیہ ہمہ توقیفیست حضرت جبریل بعد تعلیم آیات منزلہ سکھتے کہ این آیات را در سورہ کہ بعد آیات  
 باید نہاد چنانچہ آخر آیات کہ نازل شد یعنی والفقوا ایوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت وہم  
 لا یظلمون گفتہ اند ضمیمہ بعد مائتین و ستین من البقرۃ و چہن من شواہد دیگر برین مدعا در کتب احادیث  
 موجود است اما ترتیب سو پس چہا کس از صحا بہ بر چہا ترتیب مرتب ساخته بودند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترتیب  
 نزول احوال سورہ نزول تمام سورہ کہ نزول آیات سورہ تفاوت سالہا بیش و مع ذلک ترتیب آیات چنانکہ

گفته شد توفیقی است و عبد اللہ ابن مسعود فرمے بر ترتیب تلاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در سجدہ کہ بعضے آنرا  
مطابہر میگفتند و ابی ابن کعب بر ترتیب خواندن خود آنرا آنحضرت و حضرت شیخین رضی اللہ عنہما برین ترتیب  
کہ اکنون موجود است و ہمین است ترتیب یاد ابن ثابت رضی اللہ عنہ چنانچہ مسطور شد کہ زید ابن ثابت  
در ماه رمضان المبارک در معارفہ آنجناب با حضرت جبریل پس پرده استماع نمودند و ہمان ترتیب مرتب  
ساختند و اجماع صحابہ برین ترتیب مقرر شد پس اگر اہدے در ترتیب آیات کہ ثبوت آن بتواتر اسناد  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است یا در ترتیب سورت کہ باجماع صحابہ و خلفائے راشدین است نوعی گفتگو کند  
یا آیتے را از جائے بجائے دیگر متعلق سازد یا سورتے را نوعی تغیر و تبدیل کند بسبب مخالفت رسول اجماع قطعی  
کافر گردد و اورا قتل باید ساخت لاند افسد نظم القرآن من افسد نظم القرآن فقد کفر بالاقتفاق اور مولانا  
استاذ الالاست حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ الغزیر بعض تقریرات میں فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے  
ثابت ہو کہ ترتیب آیات میں خلفائے راشدین نے مطلق دخل و اجتہاد نہیں فرمایا یہ ترتیب ہی ہر جو برجل  
صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا ہے جبریل علیہ السلام فرمائی تھی مگر متفرق تھی صحابہ نے اسکو یکجا کر دیا اور قرآن شریف  
اسی ترتیب سے لوح محفوظ میں ہو پس اگر کوئی شخص اس ترتیب میں دخل و تصرف کا قصد کرے  
یا یہ کہے کہ ترتیب اسکی اور طرح سے ہونی تو بہتر تھا وہ شخص کافر ہو مسلمانوں کو اسکی صحبت سے حذر کرنا  
الزام ہو مگر ترتیب سورتوں میں البتہ اختلاف ہو اکثر محققین کہتے ہیں کہ ترتیب سورت بھی توفیقی ہو اور جمہور  
قائل ہیں کہ اجتہاد صحابہ سے ہر قال السیوطی فی الاتقان قال ابن الفارس جمع القرآن علی ضربین احدهما  
تالیف السور کتدیم السبع الطوال تعقبھا بالمئین فمذاہب الذی تولدہ الصحابہ واما الجمع الاخر فهو جمع الآیات  
فی سورۃ فهو توفیقی تولدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما اجر یہ جبریل عن امر بہ و قال الکرمانی فی البرہان ترتیب  
بکذا و عند اللہ فی اللوح المحفوظ علی ہذا الترتیب قال البیہقی ان جمیع السور مرتبہا توفیقی الا سورۃ البقرۃ و الاتقان  
محققین متاخرین قائل ہیں کہ ترتیب سورت وضع آیات سبب بوحی ہو اور اجتہاد صحابہ اسکے مطابق واقع ہو اور  
انتہی اقوالہ الصحیح بالجملہ اس بیان سے ظاہر ہو کہ ترتیب کلام اللہ سورۃ و آیت بوحی الہی ہو اب باہین ہمہ اگر  
کوئی شخص انہی اے سے اس ترتیب میں سرآ یا علانیہ کسی طرح کی گفتگو کرے یا اسکو ناقص کہے خواہ اسکو  
ترتیب احسن نہ سمجھے وہ شخص اس وعید میں داخل ہو من قال فی القرآن براہ فلیبتوا و مقعدہ فی النار و الا لفرار  
عن ابن عباس رضی اللہ عنہ من فوہا متصدلاً یعنی ترمذی نے روایت کی ابن عباس سے کہ کما ابن عباس نے  
فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی کہے اور کلام کرے قرآن میں بہ رائے عقل و قیاس بے اسکے کہ کوئی شبہہ  
ازدے نقل صاحب قرآن سے بواسطہ یا مبادا و اسطہ رکھتا ہو پس چاہیے کہ پکڑے جائے نہشت اپنی نفس و جان



اور ظاہر ہے کہ جب کسی جاہل نے یہ بات کہی کہ ترتیب قرآن میں آیتوں کو آگے پیچھے کر دیا ہو اگر ترتیب مسلسل ہو تو اچھا تھا پس اُسے لاریب شکا و تشکیک سے قرآن کی نسبت بے ادبی کی اور شک و تشکیک قرآن میں کفر ہو کما روی احمد ابو داؤد عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأ فی القرآن کفر یعنی فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ شک و تشکیک قرآن میں کفر ہو اور بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شخص قرآن میں از روئے عقل و قیاس اپنے کے گفتگو کرے اور اسے اُسکی صواب پر بھی ہو تو بھی اُسے خطا کی کما روی الترمذی ابو داؤد عن جناب قال قال رسول اللہ صلعم من قال فی القرآن برأۃ فاصاب فخطا اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اگرچہ در واقع حق و ثواب اتفاق افتاد اما چون در قصد و طریق آن خطا کر و حکم خطا دار و این بر عکس حال مجتہد است کہ اگرچہ خطا کند بر صواب است بمعنی نخل اجر و ثواب کلام مرتبم انفصیلہ دارد اور مولانا استاذ الاستاذ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز بجواب سوال مولوی عبدالحی صاحب میفرماید کہ فہم قرآن و حدیث را اولاً علم لغت و صرف و نحو و اشتقاق و معانی و بیان و فقہ و اصول فقہ و علم عقائد یعنی کلام و علم حدیث و آثار و تاریخ و علم ناسخ و منسوخ و وقع و تعارض و طرق تاویل و توجیہات و شان بابک ضرورت و بدو ن معرفت این علوم درآمدن در معانی قرآن و حدیث جائز نیست میزان در معرفت حق باطل ہم صحابہ و تابعین بہت اچھے این جماعہ از تعلیم آنجناب بالفہم قرآن حالی و مقالی فہمیدہ اند و در ان لحظہ ظاہر نگردیدہ و واجب القبول است پس اگر کسی بر خلاف فہم قرآن اول حل میکند و در بحث او ملاحظہ باید کرد اگر مخالف اولہ قطعیہ است یعنی انصوص متواترہ و اجماع قطعی اور اگر با یثمر دو اگر مخالف اولہ ظنیہ قریبہ الیقین است مانند اخبار مشہورہ و اجماع عرفی گمراہ تو ان فہمیدہ دون الکفر و الازباب اختلاف امتی رحمۃ باید دانست لیکن تمیز این مراتب بعلم اخر تعلیق دارد انتہی قولہ بالجلہ سوال مستفتی سے پیدا ہے کہ یہ شخص ترتیب قرآن میں دخل بخوف کرتا ہو پس مخالفت انصوص متواترہ و اجماع قطعی ہوا و فی التوضیح جاحد الخیر المتواتر کا فر بالاتفاق اور انحضرت کے تیرہویں رکوع میں من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نو لہ ما قولی و نصلیہ جہنم و سائرہ نصیر یعنی جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی اُسپر راہ کی بات اور چاہے مسلمانوں کی راہ سے سوائے ہم اُسکو جو الہدیین وہی طرف جو اُس نے پکڑی اور ڈالیں اُسکو دوزخ میں اور بہت بُری جگہ پہنچی اور ترمذی نے بسند مرفوع متصل عبداللہ ابن عمر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑے اور رخ میں اور امام احمد و ابو داؤد نے حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس نے جدائی کی جماعت سے مقدار ایک انگشت کے بیشک اُسے کھینچ ڈالا حلقہ اسلام کو اپنی گردن سے اور نسب اہل فقہ میں ہوا اجماع اتفاق

مجتہدین صالحین من ائمتہ محمد صالحہ فی عصر واحد علی امر قوی فاعلی کفر جابرہ والا قوی اجماع الصحابہ نصفا مثل  
ان نقولوا اجماعنا علی کذا فانہ مثل الائمۃ حتی یکفر جابرہ و دوسرا امر یہ ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
از روئے علم و فہم و دانش افضل الائمۃ ہیں خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین بشکوۃ شریف  
میں حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے عبارتہ بکذا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل الائمۃ  
ابرہما قلوبا و اعظمها علما و اقلها تکلفا اختارہم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لا قامتہ دینہ فاعزوا  
فضلہم و اتبعوہم علی اثرہم و تمسکوا بما استطعتم من اخلاصہم و سیرتہم فانہم کانوا علی المدی المستقیم یعنی اراں  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت سے فضل ہیں اور از روئے صفائی قلوب سب سے بزرگ تر اور از روئے  
علم و فہم سب سے دور اندیش تر اور تصنع و ریاء و تکلف میں قلیل تر و کم تر انکو اللہ نے اپنے رسول کی صحبت  
کے لیے اختیار کیا اور اپنے دین کی قامت کے واسطے تجویز فرمایا سو تم لوگ چلو انکے پیروں کے نشان پر  
اور اختیار کرو انکی روشنی و خوش فہم کو کہ وہ لوگ تھے راہِ رست پر اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص بعد صحابہ کے  
علما و فہما آئے یا نہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ جل شانہ نے جب انکے قلوب بتصف بصفات حسنہ پائے  
تب انکو اپنے پیغمبر کی مصاحبت کے واسطے منظور کیا اور انکی شان میں ارشاد کیا و انہم کلمۃ التقوی  
و کانوا احق بہا و اہلہا یعنی تھے سزاوار و لائق کلمۃ تقویٰ کے اور زیادہ مستحق اسکے اور انکو اہلیت  
بوجہ کمال تھی آثار میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب پر کھے او قلب حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کو روشن تر اور پاک تر یا پاکہ نور بنوٹ اسمین کھدیا پھر قلوب صحابہ کو صاف تر و لائق تر پائے  
پس انکو اپنے پیغمبر کی مصاحبت میں قبول کیا شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں و این خود  
نظارہست و ہیج عاقل نہ پسندد کہ انہا یا ران پیغمبر خدا باشند و مریدان محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم و عمر ما در سایہ تربیت او بودند و خدمت کردہ باشند و ہنوز پاک و صاف نشدہ و بدرجہ کمال علم  
و عرفان نرسید باشند آخرین نقصان بحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائد میشود و نحو ذالک من سورۃ الاعتقاد و کمال  
علمہم و فہمہم اور میں کہتا ہوں کہ آخر کار یہ نقصان اللہ جل شانہ کی طرف عائد ہوتا ہے کیونکہ قطع نظر اور فضائل کے  
جو اللہ نے انکے حق میں ارشاد کیے ہیں حکم مشورہ میں کہ اپنے پیغمبر سے فرماتے ہیں شاوہم فی الامر ربی  
قباحت لازم آتی ہے اور دین کی بنا ہی یکسر گری جاتی ہے اور پر ظاہر ہے کہ مشور سے عقلا و اہل دانش  
و ذوی علم سے لیا جاتا ہے نہ کہ بے علم و نا فہم سے پس جو کوئی شخص فیہم اصحاب پر طعن کرے اسے حقیقت  
رسول خدا پر طعن کی اور جس نے رسول پر طعن کی وہ مسلمان نہیں ہے اور بالاتفاق ثابت ہے کہ جامع قرآن  
باین ہیئت مجموعیہ جو فی الحال موجود ہے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما ہیں اور بحر الرائق میں صاف موجود ہے

کہ من سب الشیخین اوطحن فیہما فقد کفر لا تقبل توبتہ وبہ اخذ ابو بوسی وابو الیث وہو المختار للفتویٰ  
 تیسرا امر یہ ہے کہ معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بلاشبہ وشک باجماع  
 امت محمدیہ قرآن میں داخل ہیں جو کوئی انہیں سے کسی لفظ کی انکار کرے کافر ہے اور نقل اس مذہب  
 کی عبد اللہ ابن مسعود سے کہ وہ معوذتین کو قرآن سے نہ جانتے تھے نقل باطل اور موضوع ہے قال البراز  
 قد صح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرا ہما فی الصلوۃ بکر ابن قتیبہ نے مشکل القرآن میں لکھا ہے کہ عبد اللہ  
 ابن مسعود کو یہ گمان ہوا تھا کہ معوذتین قرآن سے نہیں ہیں اس سب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 حضرت حسنین علیہما السلام کو ان دونوں سے تعوذ فرماتے تھے مگر یہ ظن اسکا صواب پر نہ تھا کیونکہ جلیل  
 مہاجر و انصار معوذتین کو قرآن سے کہتے تھے قتیبہ میں موجود ہے کہ جب عبد اللہ ابن مسعود نے قرآن کو  
 حضرت علی مرتضیٰ سے پڑھا تو اس قول سے انھوں نے رجوع کیا اور کہا کہ میں نے انکو معوذتین گمان کیا تھا  
 اور امام رازی و نووی و ابن خرم نقل اس مذہب کی عبد اللہ ابن مسعود سے بالکل باطل کہ جانتے ہیں  
 اور معتقد بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا اس امر پر اجماع ہے  
 کہ قرأت قرآن سب سے صحیح و درست ہے کسی طرح کا کلام اُس میں نہیں ہے اور قرأت امام عظیم کمالی  
 و حمزہ عبد اللہ ابن مسعود سے منسوب ہے سو انکی قرأت میں اور بھی قرأت ابن کثیر و نافع وغیرہ میں جو کہ  
 منسوب الی ابن کعب کی طرف ہے معوذتین موجود و قال صاحب القیۃ من زعم ان المعوذتین لیستا  
 من القرآن فادناک علیہم لغتہ اللہ و الملائکہ و الناس اجمعین اور جو کوئی شخص کہتا ہے کہ مجھ کو  
 اللہ تعالیٰ نے ترتیب کا حکم دیا ہے تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام اسکا از قسم جنوں و فساد و تجنیل ہے حکم الہی  
 از روئے شریعت ظاہر ہے اور قرآن شریف کو شعر جاننا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر خیال کرنا ایسا ہے جیسا  
 حضرت صلیم کے عہد والے کافر تجویز کرتے تھے مگر بعد تجربہ و مشورہ ان کافروں نے بھی شاعر  
 کہنے میں تامل کیا اور آپس میں شاعر نہ ہونے کے وجوہ بیان کیے ہیں کہ بیجہ المحافل وغیرہ کتب میں  
 بتصریح موجود ہے اور محققین مفسرین نے بھی اس امر کی تفصیل تفسیر کی ہے ما علمناہ الشعر و ما ینفی نہ من  
 و ندان شکن بیان فرمائی ہے جسکو ضرورت ہو ملاحظہ کرے واللہ اعلم بالصواب فقط

## بیان مختصر سے از حالات مصنف مرحوم

مصنف اس کتاب کے مولوی حسن بخش مرحوم متوطن قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ کے تھے انکے والد بزرگوار مولوی حسین بخش مرحوم جو میل ۱۲۳۵ء کے مصنف بمقام ماورہ ربیع اور ۲۹ جمادی الاول ۱۲۳۶ء ہجری میں ایک ظالم کے ہاتھ سے بمقام سول آباد ضلع شہید ہوئے اور بمقام ماورہ سول مکان کے باغیچہ میں جہاں اُس نے مانہ میں عدالت مصنفی تھی مدفون ہوئے ایک خطیرہ خوبصورت آنکے فرار شریف کا بنا ہوا ہوا داد انکے حضرت شاہ میر محمد فائدہ رحمۃ اللہ علیہ جو اطراف لکھنؤ میں بڑے نامی اولیاء اللہ مشہور و معروف ہیں ۸ جمادی الاول ۱۲۳۷ء کو انکی وفات ہوئی اور کاکوری میں بمقام کیمہ شریفہ وضع منورہ میں مدفون ہیں مصنف مرحوم نے غازیوں میں تعلیم عربیہ پانچ بنی عمامہ مولانا شاہ حید علی اور مولانا شاہ تقی علی رضی اللہ عنہما سے کاکوری میں کیا پھر لکھنؤ میں مولانا حسن علی محدث اور دیگر اساتذہ سے علوم طاہری کی تکمیل کی اور علم باطن کو آپا جد بزرگوار سے حاصل کیا کسب حاش کے لیے مدت تک عدالتہا سے انگریزی کے تعلق سے میں پوری میں قیام پذیر رہا اور ۱۲۳۷ء سے وہ تعلق چھوڑا تب بھی قیام میں پوری نہیں چھوڑا تھا غلہ و زوئہ یہ تھے کہ دن کو علوم دینی کی کتابیں دیکھتے تھے اور رات کو اذکار اشغال میں بسر کرتے تھے یہ برکت توجہ خاص و التفات تام شدہ عالی صفات کی تھی جو ہمیشہ بقید حیات و بعد ممات ہندول رہی یہ کتاب تفریح الاولیاء انکے علم ظاہر و باطن کے ثبوت کے لیے دلیل ہیں ہر اور غلا وہ اسکے تفریح العاشقین فی مولد سید المرسلین جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال میلاد میں اور تذکیر العارفین فی احوال سید الکاملین حضرت پیر دستگیر غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے بیان میں اور ذرۃ الکلام فی عقائد الاسلام علم کلام اور تہذیب مالا بدینہ ضروریات فقہ میں انکی تصنیفات سے ہیں ۱۹ جمادی الاول ۱۲۳۸ء ہجری کو بمقام میں پوری انتقال فرمایا اور عید گاہ کے قریب اپنی وصیت کے موافق مدفون ہوئے خطیرہ کی شمالی دیوار میں ایک بڑے پتھر پر اشعار ذیل کندہ ہیں دو خلف الصدق یا دو گار چھوڑے خلف اکبر مولوی محمد محسن وکیل ہائی کورٹ محاکم مغربی و شمالی اور خلف اصغر مولوی محمد حسن سب حج ضلع بارہ بنکی کے جو لوح جلد اول کتاب ہدایہ میں خلف اکبر سوکاتب سے لکھے گئے خدہ مصنف کو غریق رحمت کرے اور اس کتاب کو مقبول خاص عام فرمائے

## نظم

مفتی محمد علی فخر زمر	قبلاہ حسن بنو الحسن حسن	از سعیدی و از شہیدی و از زین	ابن ابن میران و ابن حسین علیہ
روز میلادش عزیزی محترم	ریخت بخوردار باد از قلم	طاشن ساز دوست یار ماند	از نصیب بخت بخوردار ماند
علم ظاہر خواند با صد تجو	از بزرگان خود و در لکھنؤ	در طریقت جد عالی جاہ او	مادی او مرشد اوشاہ او
مولدش کاکوری از شہت ملی	میں پوری بود از ذوالکمال	بود مہری و زبانی مستتر	ماخذش خد ما صفا و عا ماکدر
بینوایان را کرمی چارہ ساز	مفتی و مفتیان را اول و نواز	در پناہ مصطفیٰ دین را پناہ	عید اسلام و امام حید گاہ

۵۴  
 ابن اشارہ دلیت  
 از شہیدی و از زین  
 ابن ابن میران  
 ابن حسین  
 از شہیدی و از زین  
 ابن اشارہ دلیت





مطالعہ کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اہل اسلام کو مصنف کا ممنون ہونا چاہیے کہ اسی کتاب  
اپنی قوم کے فائدہ کے لیے جمع کی اور دعا کرنی چاہیے کہ مصنف کو اسکا اجر بارگاہ الہی سے عطا ہو

قطبہ تاریخ طبع از نتائج افکار سیر فی و علی  
سید تصدق حسین رضوی تخلص عاشق ملارم مطبع

لاکھنؤ

شکر خدا کہ چھپ گئی تفریح الاذکیا  
عاشق نے سال طبع کیا عیسوی قمر  
پنچ بیرون کے حال میں جو بے دریغ  
تاریخ انبیاء میں کتاب جلیل ہر  
۱۳۰۷ھ

ولہ

تفریح الاذکیا بھی عجیب خوشنما چھپی  
عاشق نے سال طبع یہ ہجری میں لکھ دیا  
ہر خسرو و ہر کلان کی یہ مقبول ہو گئی  
حالات انبیاء میں یہ مقبول ہو کتاب  
۱۳۰۷ھ

قطبہ تاریخ طبع نتیجہ فکر احمد نشانی شرف علی صاحب خوشنویس مطبع

چھپا کر کیا ہی پاکیزہ یہ نسخہ  
قمر مصرع تاریخ اشرف  
ایس خاطر اہل زمن ہے  
کلام شاہ اقلیم سخن ہے  
۱۳۰۷ھ

ایضاً عیسوی

فضل خدا سے یہ چھپی کیا کتاب  
مصرع تاریخ مسیحی کی گرو  
ہو گا ہر اک اہل زبان پسند  
لکھ جو ریاض سخن دل پسند  
۱۳۰۷ھ

خاترہ الطبع

خدا تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ کتاب مطابعتی یہ تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء تصنیف قدوۃ العلما  
زبدۃ الفضلا حضرت مولوی ابوالحسن حسن بخش کا کوردی طالب اساتذہ و جلیل العجبۃ مشواہ تہذیب  
ایزدی و لطف بہرہ دی ساعت محمود و زمان مسودہ ماہ مارچ ۱۳۰۷ھ مطابق شہرہ جادی الاولیٰ ۱۳۰۷ھ میں  
بمطبع عالیہ جناب منشی نول کشور صاحب طبع ہوئی۔ اسکے لیے اہالیان مطبع نے اہتمام بیع کی قطع  
اسکی موزون اور مناسب اور کاتبان باتمیز اسکے خوشنویس کاغذ نہایت عمدہ و انتہائی صحت و صحت اسکی خیابان لوی محمد اویس  
نے فرمایا کہ مولوی میاں نجمان صاحب اسمین مدودی حتی الوسع اس کتاب کے عمدہ چھپنے میں دقت

فرمودہ گشت نہیں ہوا اور لکھنؤ میں غلطی باقی رہی تو قابل درگزر اس واسطے کہ کتاب بڑی قیمتی و ضخیم ہو اس کی غلطی جو کہ ہر جگہ ہوتی ہے ایسی بھاری کتاب پاک صاف ایسی ہو کہ غلطی کا نام نہ ہو۔ صاحب فرمایش جناب مولوی محمد احسن صاحب سپارٹمنٹ حج نے جو توجہ اس کتاب مستطاب کی طبع اور رواج میں کی کچھ شک نہیں ہو کہ وہ موجب خوشنودی سے مستحق حضرت مصنف مرحوم والہ صاحب فرمایش ہو گی اور کیا اسے بڑھ کر سعادت اور رحمتی فرزندان سعید کے لیے ہو سکتی ہو کہ بعد از انتقال ہر گان نامدار کے ایسی کتاب یادگار کو رواج دے جس کے سبب مدتہائے دراز تک نام اشخاص قائم اور برقرار رہے اور چونکہ یہ کتاب سیرت میں مستثنیٰ اور لاجواب ہو اور اس بنان میں جو ہند کی ملکی زبان ہو اور نازان قیام مندرجہ کا تھا ہی اور نیز اسی زبان میں کتابیں بنائی جانی ہیں لہذا امید ہو کہ مدتہائے دراز تک اس کتاب کے شہرہ کے سبب نام مصنف چھوڑ دیا جائے گا اور حقیقت صاحب فرمایش نے جیسا نام مصنف کیا جس طرح جیاد اشخاص اسے ہوا اور یہ ایک نعم البدل ہو اور حق اپنا پورا پورا ادا کر دیا۔ اور یہ چند تصنیف جدید کار کسج اور فروخت کرنا اس وجہ سے کہ باشندگان ملک کو اطلاع اس کے رطب یا پس سے نہیں ہوتی و شوار ہوتا ہی لیکن مالک مطبع منشی نولکشور صاحب کی ہمت اور عالی حوصلگی تعریف کے قابل ہو اور قدر شناسی کتب کی انھیں کا حصہ ہو کہ ایک کثیر التعداد نسخے اس کتاب کے بیدار بن چھپوا دے اسے از انجا کہ یہ کتاب مشتمل بر احوال خیر مال حضرت انبیاء مرسلین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہو اور بہ نیت خیر اور تمہیم فیض و برکات تصنیف اور طبع ہوئی اس واسطے امید ہو کہ بہت جلد یہ کتاب تمام ہند میں رواج پائے اور فائدہ تام مطبع کو اس سے پہونچے اور دوبارہ سہ بارہ چھپنے کی نوبت آئے جیسی عمدہ یہ کتاب چھپی ہو اور اعلیٰ درجہ کا اہتمام اس کی طبع میں ہوا اس کا تقاضا یہ تھا کہ اہل ان مطبع سب تاریخ اور طبع اس کے طبع کے فرمائے لیکن یہ کثرت مشاغل ان کو مقدر تھے ہن کہ اپنے اپنے خاص کام سے نبرد سر اٹھانے کی نہیں تھی اور کارخانہ ان کی کارگزاری اور عزیزی کا شکر گزار ہو لہذا خاتمہ کتاب پر صرف مولوی سید تصدق حسین صاحب صحیح اور منشی شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس وقت کی چند ناخین نہایت بخش خاتمہ باخیر ہو بین اللہ تعالیٰ مصنف مرحوم اور مالک مطبع اور کارگران مطبع کو اس کتاب بابرکات کے وسیلہ سے اجر عظیم اور کامیابی نصیب فرما کرے اور کارخانہ منشی نولکشور صاحب کو بدت دراز تک قائم رکھے کہ اس کے باعث ہزاروں بلکہ لاکھوں کتب علوم دینی و دنیوی کے طبع ہو کر موجب ترقی علوم و فنون ہونی ہیں اور قدیم و جدید کتابیں جو کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آتی تھیں ہر ایک شخص کو ہسانی و اندانی میر آتی ہیں فقط۔



میر الاقطاب - ذکر کرامت و خسران عادات  
اولیاء اللہ مصنفہ شاہ الہادیہ

النجینہ سرور می - معروف بکچ تاریخ تاریخ ولادت  
ادوات اولیاء اللہ اور سلاطین ہند اسلامی کا ذکر  
از فتی غلام سرور لاہوری -

دہستان مذاہب - اعتقادات مذاہب کا بیان  
مصنفہ باسم نامہ نگار -

رب القلوب فارسی مصنفہ شاہ عبدالحق دہلوی -  
یات القلوب - نوادر کتب معتبرہ مذہب امامیہ  
ہجرت ہندی مصنفہ قدوۃ المسلمان محمد باقر  
مجلسی عین جلد -

جلد ۱ میں احوال انبیاء کا بشاد و رواۃ از آدم  
علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت شرح و  
بسط کے ساتھ -

جلد ۲ میں خاص احوال باہرات پنجم آخر الزمان  
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں  
و بیان بخرات و غزوات -

جلد ۳ - بیان امامت و اثبات امامت بامکہ  
۱۰ صلوات اللہ علیہم بہ براہین و نص قرآنی  
احادیث سرور دو جہانی -

اسرار الاولیاء - اس میں بابیں فصل ہیں اور ہر  
فصل میں انواع و اقسام غزوات اہل اللہ کا ذکر  
از حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج -

انسان محمدی - خصائص علوم و فہم کا ذکر ہے جالیس  
مصنفہ مولوی محمد علی نیرودی -

مصباح الہدایت - ترجمہ عوارف شملہ ذکر سبائی  
اصول طریقت اہل تصوف مترجمہ حضرت محمد اکاشانی -  
مصباح التہذیب - باسم تاریخی حکایات نصاب  
مصنفہ شیخ کمال الدین -

صد نہر سودمند - یقین حکیم مع چار سائل حل و قاضی  
۱ - رسالہ سعادت نامہ -

۲ - رسالہ خواجہ عبد اللہ - انصاری -

۳ - رسالہ تحفہ الملوک -

۴ - رسالہ منہاج العارفین -

مطالب رشیدی - رموزات فقر و تصوف از  
شاہ تراب علی کاکوروی -

سرور العباد - شرح قصیدہ بان ساد مصنفہ مولوی  
حاجی عبدالحافظ محمد نذیر -

پند نامہ عطار - نصاب رموزات تصوف مصنفہ  
حضرت شیخ فرید الدین عطار -

کیمیائے سعادت - جو جامع شریعت و حقیقت ہے  
مصنفہ امام محمد غزالی رحمہ اللہ -

اخلاق جلالی - محشی مصنفہ لاجل الالین دوانی -

اخلاق ناصری - مصنفہ مفتی نصیر الدین طوسی -

اخلاق محسنی - درسی متداول از علامہ اشعری -

گلشن اسرار - رموز تصوف کا بیان مصنفہ مولوی  
نور علی صاحب -

می باید شنید - لب لباب اندر ذریعہ نصاب حکیمانہ  
مصنفہ مولوی رفعت علی رفعت -

حلقہ حکیم سنائی - درسی کتاب مذاق تصوف میں



مکتوبات امام ربانی - تین جلدین مع رسالہ رد و وافض و رسالہ اصطلاحات حضرات صوفیہ اسمین سکا تیب و ارشادات حضرت مجدد الف ثانی بہین -

۱- جلدین ایک تواترہ مکتوب بہین جمع کردہ شاہ یار محمد عروج ارشاد حضرت امام ربانی -

۲- جلد - تالیف شاہ محمد عبدالحق -

۳- جلد - تالیف شاہ محمد نعمان -

مع جلد - رسالہ رد و وافض -

۴- جلد - رسالہ اصطلاحات صوفیہ -

کتبہ عرفان - بمنوان مذاق اہل تصوف معتقہ حضرت شیخ فرید الدین عطار و غیرہ عرفا -

رسالہ خوشیہ اسمی - نشاۃ العشق - از ارشادات حضرت غوث اعظم -

بوستان محشی علی اکرم اللہ او ساقی مکتوب کمال خوشخط مصنفہ حضرت شیخ سعدی -

ایضاً - دودھ و بلی خوشخط -

ایضاً بستان قلم و خط -

ایضاً بستان قلم و خط -

ایضاً بستان قلم و خط -

ایضاً بستان قلم و خط -

ایضاً بستان قلم و خط -

ایضاً بستان قلم و خط -

ہر شش و ہفتہ مشہور از نتیجہ طبع عرفانی حضرت جمال الدین رومی بالحق و ہفتہ شمع شمع شمع روم - حامل المتن بسطہ شمع مولانا عبد العلی ملقب بہ بحر العلوم تین جلد ایضاً اسمی بہ لطائف معنوی تصنیف مولانا ایضاً اسمی بہ کائنات رضوی مصنفہ مولانا مجموعہ کلیات شہنویات - مشہورہ حضرت شیخ فرید الدین عطار -

۱- رسالہ ارادات - ۲ - رسالہ

۳ - رسالہ آثار نامہ - ۴ - رسالہ

۵ - رسالہ منطق الطیر - ۶ - رسالہ بلبل

۷ - رسالہ نثر اللہ - ۸ - رسالہ

۹ - رسالہ نثر اللہ - ۱۰ - رسالہ

۱۱ - رسالہ نثر اللہ - ۱۲ - رسالہ

۱۳ - رسالہ نثر اللہ - ۱۴ - رسالہ

۱۵ - رسالہ نثر اللہ - ۱۶ - رسالہ

۱۷ - رسالہ نثر اللہ - ۱۸ - رسالہ

۱۹ - رسالہ نثر اللہ - ۲۰ - رسالہ

۲۱ - رسالہ نثر اللہ - ۲۲ - رسالہ

۲۳ - رسالہ نثر اللہ - ۲۴ - رسالہ

۲۵ - رسالہ نثر اللہ - ۲۶ - رسالہ

۲۷ - رسالہ نثر اللہ - ۲۸ - رسالہ

۲۹ - رسالہ نثر اللہ - ۳۰ - رسالہ

۳۱ - رسالہ نثر اللہ - ۳۲ - رسالہ

۳۳ - رسالہ نثر اللہ - ۳۴ - رسالہ